ت

جلد چہارم

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا مسلمانوں نے سلطنتیں قائم کی تہیں انہیں سے اکثر شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں داخل ہوگئیں اس لئے ہم انکا حال جدا جدا از ابتدا تا انتہا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر بنیں اور کیونکر بگڑیں اور سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئیں اس جلد کے دو حصے ہیں حصۂ اول مشتمل ہے (۱) تاریخ سندہ (۲) تاریخ کشمیر (۳) تاریخ گجرات (۴) تاریخ مالوہ (۵) تاریخ خاندیس تاریخ سلاطین بنگال۔ تاریخ سلاطین جونپور۔

حصہ دوم مشتمل ہے (۱) تاریخ سلاطین بہمنیہ دکن (۲) تاریخ سلاطین عادل شاہیہ بیجاپور (۳) تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمدنگر (۴) تاریخ سلاطین قطب شاہیہ گول کنڈہ (۵) تاریخ سلاطین عماد یہ مملکت برار (۶) تاریخ سلاطین برید شاہیہ ملک بیدر (۷) ضمیمہ تاریخ دکن جسمیں پرتگیزوں کا حال ہے (۸) رویو تاریخ دکن اس حصہ میں بہت سے مضامین تازہ طلبہ پڑھینگے جو اکثر تاریخوں میں موجود نہیں ہیں وہ ان تاریخ سے اخذ کئے گئے ہیں جو کمیاب ہیں (۱) میر معصوم کی تاریخ سندہ (۲) سنسکرت میں تاریخ کشمیر راج ترنگنی جسکا فارسی انگریزی میں ترجمہ ہوا (۳) سنسکرت میں تاریخ گجرات راس مالا جسکا انگریزی میں ترجمہ ہے (۴) تاریخ مراۃ سکندری دکن (۵) تاریخ قطب شاہیہ مصنفہ شاہ خورشاہ ایرانی +

ان دو آخر کتابوں کا انگریزی ترجمہ میرے پاس تھا۔

برہان نظام شاہ کی لشکرکشی۔ اسدخان لاری اور جمشید قلی قطب شاہ کی لڑائی۔ برہان نظام شاہ اور ابراہیم شاہ کی لڑائی ۔ شہزادہ عبداللہ سلطان لاری۔

اسدخان ۔ ۱۳۷ ۔ ۱۴۰

اسدخان لاری کے اوصاف ۔ بالاتفاق برہان نظام شاہ اور رام راج کی چڑہائی عادل کے ملک پر۔ نظام شاہ اور عادل شاہ کے معاملات ۔ وینکٹادری اور عین الملک کی لڑائی ۔ ابراہیم عادل شاہ کی وفات۔

ابوالمظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ ۔ ۱۴۰ ۔ ۱۶۹

نظام شاہیوں سے لڑائیاں ۔ مسٹر فریڈرک کا بیان ۔ ہندوں کا بیان اس لڑائی کا عادل شاہ کا اپنی مملکت بڑہانا ۔ بنکاپور کی فتح ۔ جرہ وچندرکوٹی پر لشکرکشی ۔ پن گڈہ پر لشکرکشی اور رامراے برگی کی سرکشی ۔ علی عادل شاہ کی وفات ۔ چاندبی بی ۔ مرتضے نظام شاہ کے میر نوبت بہزاد الملک ۔ امرا کی آپسمیں کشاچھپنی ۔ بہزاد الملک کی لشکرکشی ممالک عادل شاہیہ پر ۔ مہم ملیبار ۔ نظام شاہ کے معاملات شاہ دیان ۔ بادشاہ کی توجہ برہان شاہ کی مدد پر اور دلاور خان اور جمال خان کی لڑائی ۔ برہان شاہ وابراہیم عادل شاہ کے معاملات ۔ ملیبار کی مہم ۔ شہزادہ اسمعیل بن طہماسپ کا خروج اور اوسکے فساد کا مٹنا ۔ ابراہیم نظام شاہ ثانی کا مارا جانا اور ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ کا غالب ہونا۔

تاریخ سلاطین نظام شاہیہ احمدنگر ۱۶۹ ۔ ۱۷۹

نسب و ابتدائی حالت ۔ احمد نظام الملک کا خود مختار ہونا اور بادشاہی لشکر سے لڑنا ۔ احمد نظام شاہ کا اپنا ملک بڑہانا ۔ احمدنگر کا آباد کرنا ۔ عالم خان حاکم خاندیس کی امداد بادشاہ کی وفات اور اوسکے خصائل اور اوسکے دربار کے دستور۔

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری ۱۷۹ ۔ ۱۹۲ تک

یوسف عادل شاہ - ۹۹-۱۱۲

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ - ۱۱۲-۱۲۸

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ - ۱۲۸-۱۳۶

تاریخ سندھ

ہندوستان میں جو دہلی کے سوا سلطنتیں مسلمانوں نے قائم کی تھیں اُن میں سے اکثر شہنشاہ اکبر کی سلطنت میں داخل ہو گئیں اسلئے ہم انکا حال جدا جدا لکھتے ہیں کہ وہ کیونکر ہمیں اور پھر کیونکر شہنشاہ اکبر کے قبضہ میں آئیں +

ذکر سلاطین سندہ کا جنھوں نے بعد از گماشتگان عباسیہ کے سندہ میں حکومت کی

ہم نے اول جلد میں تاریخ سندہ کے اندر لکھا ہے کہ خلافت القادر باللہ ابو العباس احمد اسحاق بن المقتدر باللہ میں سندہ کو کچھ تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا اب اسکے آگے شہنشاہ اکبر کے عہد تک تاریخ ملک سندہ لکھتے ہیں اس زمانہ کی تاریخ سندہ میں گڑبڑ پڑی ہے مورخوں کی تحریروں میں ایسا اختلاف ہے کہ انگریزی محقق مورخ بھی انمیں مطابقت نکر سکے سندہ کی تاریخ معصومی سے لکھتے ہیں جب سلطان محمود غازی نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور ملتان میں پہنچا تو اوسنے سندہ کی تسخیر کے لئے فوج متعین کی اور سنہ ۴۱۶ھ میں بکر کے معاملات سے فارغ ہو کر سیوستان و ٹھٹہ کی طرف متوجہ ہوا اور اکثر عرب کے آدمیوں کو اخراج کیا اور ایک جماعت کو عیال و اطفال سمیت گرفتار کیا۔ انمیں جو صاحب فضل تھے اونکو مناصب شرعیہ تفویض کئے اور اونکے وظائف اور ادرارات اُنکے معاش کے لئے مقرر کئے جب سنہ ۴۲۱ھ میں سلطان محمود نے اس جہان سے سفر کیا تو سلطان مسعود غزنین کے تخت پر اسکا جانشین ہوا اوسنے بساط عیش و نشاط بچھایا اور جشن و سور کے لوازم میں اور عیش و سرور کے مراسم میں مشغول ہوا مہمات جہانداری میں کم مصروف ہوا اسلئے اکثر دور دست کی سرحدوں کے آدمیوں نے تمرد اختیار کیا اطراف کی

سنہ ۱۵۱۲ع البوکرک اور پرتگیزون کی شاہ بیجاپور سے لڑائی۔ سراے وی سیلو گورنر سنہ ۱۵۱۸ع۔ گجرات اور پرتگیزون کے معاملات سنہ ۱۵۲۱ و ۲۶ع۔ دیو پر قبضہ کرنے کی تیاریان و ناکامی سنہ ۱۵۲۶ع تا ۳۱۔ دیو کا محاصرہ سنہ ۱۵۵۵ و ۵۸ع۔ گوا پر لڑائی سنہ ۱۵۴۶ع۔ ملو خان کا دعوی شاہی سنہ ۱۵۵۴ع۔ پرتگیزون کی فتوحات سنہ ۱۵۵۹ع لغایت سنہ ۱۸۶۷ع۔ چیل پر حملہ سنہ ۱۵۷۰ع سے سنہ ۱۶۰۴ع تک واقعات :

خلاصہ تاریخ دکن اور اوس پر ریویو۔ ۳۵۹

سنی شیعون کے سبب نزاع ۳۶۲

اوسے کچھ اوپر سات سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ گجرات سے ایک کاروان یہاں آیا تھا فلاں جماعت نے اسے مارڈالا اور مال او کا لے گئی تھی اور ابتک مال اکثر پاس موجود ہے۔ جب جام کو یہ حال معلوم ہوا تو اموال کے جمع کرنے کا حکم دیا اور والی گجرات پاس اپنے آدمی کے ہاتھہ یہ مال بہیجا کہ اس کو مقتولوں کے وارثوں میں تقسیم کر دو اور قاتلوں کی جماعت کا قصاص لیا چند سال بعد اس دیرفانی کو وداع کر کے جہان جاودانی میں آرام کیا +

جام بابنیہ +

باپ کے مرنے کے بعد امرا و اعیان نے اتفاق کر کے باپ کے موروثی تخت پر جام بابنیہ کو بٹھایا۔ اس اثنا میں سلطان فیروزشاہ ممالک ہندوستان اور گجرات سے خاطر جمع کر کے ولایت سند کی تسخیر کا عازم ہوا جام بابنیہ نے میدان محاربہ آراستہ کیا سلطان فیروزشاہ تین مہینے یہاں کی حوالی میں ٹہیرا رہا۔ پانی کی طغیانی اور ہوا کی مخالفت اور مچھروں کی کثرت نے اوسکو مجبور کیا کہ وہ اول برسات میں پٹن گجرات کی طرف چلا گیا۔ برسات کے بعد دوبارہ آیا اور بہت سا لشکر ساتھہ لایا۔ اور سخت لڑائیاں لڑا آخر کو جام بابنیہ اوسکے ہاتھہ آگیا اور ولایت سند تمام و کمال سلطان فیروزشاہ کے قبضہ میں آئی اور جام کو سلطان دہلی اپنے ہمراہ لے گیا جب جام ایک مدت تک سلطان کی ملازمت میں رہا اور خدمات پسندیدہ بجالایا تو اوسپر سلطان نے شاہانہ عنایت کر کے خلعت دیا اور پہر سلطان نے سند کی حکومت عنایت کی سو وہ یہاں سندہ میں آیا اور پندرہ سال تک بالاستقلال حکومت کی آخر کو سفر آخرت کیا

جام تماچی + جام صلاح الدین

اسکے مرنیکے بعد اسکا بہائی (یا بیٹا) جام تماچی مسند امارت پر بیٹہا اور ملک اور حکومت کے مشاغل میں مشغول ہوا۔ فراغت دوست تہا عیش و سرور میں اوقات بسر کرتا تہا۔ تیرہ سال سلطنت کر گیا۔ وبا میں مر گیا +

جام تماچی کے مرنے کے بعد جام صلاح الدین شغل حکومت میں مشغول ہوا اوسنے اول سرحد کا جو لوگوں کے تمرد سے درہم برہم ہو رہی تہی انتظام کیا اور سرکشوں کی گوشمالی کی۔ بعد اس تنبیہ وتاکید کے کچھہ کی جانب متوجہ ہوا۔ اور کچھہ کے آدمیوں سے سخت لڑائیاں لڑا اور اون پر غالب ہو کر واپس آیا۔ اور سپاہی اور رعیت کی مہمات میں جس طرح چاہیے مشغول ہوا گیارہ

بن عمارت کی طاقت نہ تھی وہ قلعہ بکر کو چھوڑ کر اچھہ میں چلے گئے اور جب جام جونہ نے
اس فوج کا حال سنا تو وہ بکر کو روانہ ہوا - اور چند سال باستقلال سندھ میں حکومت کی لیکن آخر
کو سلطان علاء الدین نے اپنے بہائی الغ خاں کو نواح ملتان میں حاضر کیا - الغ خاں نے
تاج کافوری و تاتار خاں کو جام کے دفع کرنے کے لئے سندھ کو بہیجا - یہ لشکر پہنچا نہ تہا کہ جام جونہ
خناق کے مرض سے مر گیا اسکے ایام حکومت تیرہ سال تہے - سلطان علاء الدین کے لشکر نے
بکر میں پہنچکر قلعہ بکر پر تصرف کیا اور سیوستان کا عازم ہوا +

جام تماچی کو اعیان مملکت نے اتفاق کر کے سلطنت موروثی کے تخت پر بٹھایا سلطان علاء الدین نے
بعد از جنگ جام تماچی بن انڑ کو گرفتار کیا اور اوسکو مع اہل و عیال دہلی لے گیا - طائفہ سمہ
حوالی تہری میں اوقات بسر کرتی تھی اور عمال جام معاملات کا انتظام کرتے تہے - ملک تماچی
کے بعد ایک مدت کے اسکا بیٹا ملک خیر الدین کہ چھوٹی عمر میں باپ کے ساتھہ دہلی گیا تہا باپ کے مرنے
بعد سندھ میں آیا چونکہ جام خیر الدین بند و زندان کی محنت اوٹہا چکا تھا ہر چند سلطان محمد شاہ
نے اوسکو بلایا مگر وہ نہ گیا پہر سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کو حوالی ٹھٹہ میں سفر آخرت پیش
آیا - وصیت کے موافق سلطان فیروز شاہ تغلق اسکا جانشین ہوا اور دہلی کا عازم ہوا -
اوسکے پیچھے جام خیر الدین چند منزل گیا حوالی سن سے کہ مضافات سیہوان سے ہے معاودت
کی سلطان فیروز شاہ کے دل میں اسسے خدشہ رہا - جام خیر الدین نے سلطان فیروز شاہ سے
کی مفارقت کرنے کے بعد بساط عدل و احسان مبسوط کیا عامہ رعایا کی ترفیہ میں کمال اہتمام
اوسکے وقائع میں نادر واقعہ یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک دن وہ خاص و خدم کے ساتھہ لئے
سیر و تماشے کو جاتا تہا - ناگاہ اوسکو ایک گڑھے میں ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آئیں - گھوڑا
دوڑا کر وہاں گیا اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھتا رہا پہر ملازموں کی طرف مخاطب ہو کر
کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہڈیاں مجھسے کیا کہہ رہی ہیں وہ سب سر نیچا کر کے خاموش ہو رہے تو
جام نے فرمایا کہ چند مظلوم داد کی مدد چاہتی ہیں - پہر اوسنے ان اموات کے حال کی تحقیقات
کی یہ سرزمین ایک لچے زمیندار سے تعلق رکھتی تھی - اوسکو بلایا اور ہڈیوں کا حال اوس سے پوچھا

جام تماچی بن جام انڑ و جام خیر الدین +

جب کو سنجر اس درویش کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ حاکم ٹھٹہ
ہوں اگرچہ حکومت آٹھہ ہی روز کیوں نہ ہو۔ شیخ نے فرمایا کہ تو آٹھہ سال بادشاہی کرے گا جب
جام رائدہ نے سفر آخرت کیا اعیان ملک نے اتفاق کرکے جام سنجر کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور
حکومت کی عنان اوسکے قبضۂ اقتدار میں دی۔ چونکہ اوسنے درویش کی دعا سے سریر سلطنت پر
صعود کیا تھا تو بغیر اسکے کہ جنگ وجدال ہو اطراف وجانب سے آ آکر آن آن کر اوس کی
اطاعت قبول کرتے تھے اور فرمان برداری کے لوازم کو بجا لاتے تھے اسکے وقت میں جو مملکت
سندہ کو رواج و رونق ہوئی وہ پہلے کسی زمانہ میں نہ ہوئی تھی۔ سپاہی و رعیت کمال جمعیت
سے رہتے تھے۔ جام سنجر ہمیشہ علما و صلحا درویشوں کی خاطر کرتا تھا۔ ہر روز جمعہ کو خیرات و مبرات
بہت فقرا اور مساکین کو دیتا تھا اور اہل استحقاق کے وظائف و ادرارات مقرر کرتا تھا اسکی
حکومت سے پیشتر حکام ارباب مناصب کو تھوڑی تنخواہ دیتے تھے سنجر کی سلطنت سے پہلے
قاضی معروف بکر کا قاضی مقرر ہوا تھا اور بہت تھوڑا وظیفہ اسکو ملتا تھا اسلئے وہ مدعی و مدعا علیہ
سے رشوت لیتا تھا جب یہ بات سنجر کے کان تک پہنچی کہ قاضی اس طرح رشوت مدعی و مدعا علیہ
لیتا ہے تو قاضی کو حکم بھیجکر بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو اوسنے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو مدعی و
مدعا علیہ سے رشوت لیتا ہے قاضی نے کہا کہ ہاں لیتا ہوں بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ گواہوں سے بھی
رشوت لوں مگر وہ باہر چلے جاتے ہیں جام کو بے اختیار ہنسی آئی قاضی نے کہا کہ تمام
روز میں دار القضا میں بیٹھتا ہوں اور اوقات صرف کرتا ہوں اور میرے فرزندوں کو صبح شام
کا طعام میسر نہیں ہوتا۔ جام نے قاضی کو انعامات دئے اور کافی وظیفہ اوسکا مقرر کیا اور کل
ممالک میں ارباب مناصب کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کردئے کہ جب اونکی گذر اوقات بفراغت
ہونے لگی جب اوسکی حکومت پر آٹھہ سال کا عرصہ گذر گیا تو اوسنے انتقال کیا +

جام نظام الدین جو جام نندہ مشہور ہے

سنجر کے مرنے کے بعد ۲۵ ربیع الاول ۸۶۶ھ جام نظام الدین کو کل علما و صلحا و
رعایا نے متفق ہوکر مسند سلطنت پر بٹھایا۔ وہ حاکم با الاستقلال ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ اوائل حال میں
طالب العلمی کرتا تھا اور خانقاہوں اور مدرسوں میں اوقات بسر کرتا تھا۔ وہ بڑا خلیق تھا

بیٹا باپ کا جانشین ہوا گو وہ خورد سال تھا سیوستان و مجال کے حکام نے اوسکی اطاعت نہ کی اور آپس میں مخالفت کی جام سکندر نے ٹھٹہ سے کوچ کر کے بکر کا قصد کیا قصبہ نصیر پور تک پہنچا تھا کہ ناگاہ ایک شخص مبارک نام نے کہ جام تغلق کی زندگی میں منصب وہ داری کا رکھتا تھا ٹھٹہ میں خروج کیا اور اپنا خطاب جام مبارک رکھا اور سریر حکومت پر بیٹھ گیا۔ آدمیوں نے اوس کے ساتھ اتفاق نہیں کیا اسکی حکومت تین روز سے زیادہ نہ چلی اوسکو اعیان ٹھٹہ نے دفع کر دیا اور سکندر کو آدمی بھیجکر بلایا۔ جب سکندر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اوسنے حکام بکر سے صلح کر لی اور ٹھٹہ کو مراجعت کی ڈیڑھ سال سلطنت کر کے دنیا سے چل بسا +

۶۔ جمادی الاول ۸۵۸ھ ۱۴۵۴ء جام رائدانہ نے خروج کیا۔ جام تغلق کے عہد میں سرحد کچھ میں وہ رہتا تہا اور وہاں کے آدمیون سے مواصلت رکھتا تہا اور کام کے آدمیون کی جماعت کثیر اپنے پاس رکھتا تھا اور اونکی رضاجوئی انعام اکرام سے کرتا رہتا تہا۔ اِن آدمیون نے بھی اسکو عاقل جانکر اپنے تئیں اوسکے حوالہ کر دیا تہا۔ جب اوسکو سکندر کے مرنے کی خبر ہوئی تو اپنی جمعیت کے ساتھ ٹھٹہ میں آیا۔ اور آدمیوں کو جمع کیا اور اونکے روبرو بیان کیا کہ میں یہاں سلطنت کے داعیہ سے نہیں آیا۔ بلکہ مسلمانوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لئے آیا ہوں جسکو تم سلطنت کے لائق جانو اوسکو تخت سلطنت پر بٹھاؤ اول میں اوسکے ساتھ بیعت کرونگا چونکہ کوئی شخص جو سلطنت کا استحقاق رکھتا ہو اوسوقت نہ تھا سب نے بالاتفاق تخت سلطنت پر اُسے بٹھایا۔ اوسنے ڈیڑھ سال کے عرصہ میں ولایت سندھ کو آب غور سے لیکر موضع کاچھکی اور کندرہ تک کہ سرحد موضع ماتھیلہ اور اوباوریہ واقع ہیں تصرف کیا جب اوسکی سلطنت پر ساڑھے آٹھہ سال کا زمانہ گذر گیا تو جام سنجر کے سر میں ہوائے سلطنت آئی وہ اوسکے مخصوصوں میں تہا اوسکے خواصوں و ندیموں کو اپنے ساتھ متفق کر کے اوسوقت کہ وہ خلوت میں شراب پیتا تھا ایک شیشہ میں زہر ملا کر اوسکو پلا دیا۔ ایک جرعہ پی کر تین دن کے بعد مر گیا جام سنجر خوش صورت تہا ایک جماعت کثیر اسپر ایسی شیفتہ تھی کہ سب بغیر تنخواہ اوسکی ملازمت کرتی تھی کہتے ہیں جام سنجر پہلے اسکے مسند حکومت پر جلوس کرے ایک صاحب کمال درویش کو بہت توجہ خاص تھی

مشغول ہوا کہ وہ جاگیر ہری کے قریب التماس کریں کہ وہ وہاں رہنا چاہتا ہے۔ جام نظام نے
اونکے واسطے منازل لائق تجویز کیں اور اسباب معیشت بھی مہیا کیا اور خرچ راہ اونکے ہاتھ
بھیجا ایا۔ بکران کے پہنچنے سے پہلے مولانا کو سفر آخرت پیش آیا۔ پھر میر شمس اور میر معین نے مراجعت
کی اور ٹھٹھہ میں اقامت کی۔ بعد کچھہ مدت کے جام نظام نے ملک باقی کا عزم کیا۔ اسکی وفات کے
بعد ملک سندھ میں بالکل آدمیوں کے حال میں فتور پڑا۔

جام فیروز

جب جام نظام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا تو جام فیروز اُسکا بیٹا خرد سال تھا
و جام صلاح الدین کہ جام کے قرابتیوں میں تھا اور جام سنجر کا نواسا تھا اوسنے دعوی کیا کہ
مسند سلطنت پر اجلاس کرے۔ دریا خان و سارنگ خان کہ جام کے معتبر غلاموں میں تھے
اور بڑی شوکت و مکنت رکھتے تھے اونہوں نے اسکا فرمانروا ہونا ناپسند نہیں کیا۔ اشراف و
اعیان ٹھٹھہ سے اتفاق کرکے دریا خان نے جام فیروز کو سریر سلطنت پر بٹھایا۔ جام صلاح الدین
مایوس ہوا اوسنے یہ سوچ کر بغیر لڑائی ملک نہیں ہاتھ آئیگا۔ گجرات میں گیا اور سلطان مظفر شاہ
گجرات سے التجا کی سلطان نے جام صلاح الدین کی عم کی بیٹی نکاح کیا تھا فیروز عیش و نشاط میں
مشغول ہوا۔ اکثر اوقات حرم میں پڑا رہتا اور اگر گاہے ماہے باہر آتا تو اوسکی مجلس میں لولی
اور مسخرے جمع ہوتے اور ہزل باتیں کرتے۔ اسکے عہد میں قوم سمہ کے آدمیوں اور خاصہ خیلوں نے
اہل شہر پر تعدی شروع کی۔ دریا خاں اوسکا مانع ہوا تو لوگ اوسکی اہانت کرنے لگے۔ دریا خاں
موضع کاہان میں جہاں اوسکی جاگیر تھی رخصت لیکر چلا گیا۔ یہاں اونہیں دنوں میں مخدوم عبد العزیز
ابہری محدث اور اوسکے دو بیٹے اصیل الدین و مولانا محمد آگئے جنمیں سے ہر ایک عالم متبحر تھا چند
سال تک افادہ و نشر علوم میں مشغول رہے اور ہرات سے انکا نکلنا شاہ اسمعیل کی وجہ سے
۹۱۲ھ میں ہوا۔ مولانا جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع تھے اور ہر علم میں اونکی تصانیف پسندیدہ
ہیں مشکوۃ کی شرح لکھی تھی وہ تمام نہ ہوئی مگر مسودہ اوسکا کتب خانہ میں موجود تھا اور اکثر
کتب متداولہ پر حواشی لکھے تھے۔ وہ اسی کاہان میں ملک آخرت کو چلے گئے مقابر کاہان
میں اونکا مزار آدمیوں کی زیارت گاہ ہے۔ جام فیروز عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور کاہان

صفات حمیدہ اخلاق پسندیدہ رکہتا تہا استقلال زہد رکہتا تہا اور عبادت کرتا تہا اسکی خوبیان بیان نہیں ہوسکتیں اوائل جلوس میں ٹہٹہ سے وہ بکر میں آیا بعد ایکسال یہان ہالمہ لوٹوں کو ملیا میٹ کیا۔ قلعہ بکر میں غلہ وغیرہ ہر قسم کا بہت جمع کیا اور دلشاد کوکہ اسکا خانہ زاد تہا اور مدارس میں اسکی خدمت کرتا تہا بکر میں اسکو حاکم مقرر کیا بعد گرد نواح کا یہان لیا انتظام کیا کہ راہوں میں آدمیوں کی آمد و شد ہونے لگی بعد ایکسال کے وہ یہاں سے ٹہٹہ میں آیا اور ۲۰ سال بالاستقلال سلطنت کی۔ اسکے عہد میں علما و صلحا و فقرا نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ سپاہ آسودہ حال اور رعیت مرفہ الحال تہی سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان کا معاصر جام نظام الدین تہا ان دونوں میں بڑی محبت و مودت ہمیشہ سے آپس میں تہی تحفہ تحائف بہیجتے رہتے تہے۔ جام نظام ہر ہفتے اپنے اصطبل میں جاتا اور گہوڑوں کی پیشانی پر ہاتھ ملتا اور کہتا کہ اے دوستو میں نہیں چاہتا کہ سوا غزا کے تم پر سوار ہوں اسلئے کہ چاروں طرف حکام مسلمان ہیں تم دعا کرو کہ بے سبب شرعی کے میں کسی جگہ نہ جاؤں اور کوئی یہاں نہ آئے کہ مبادا بیگناہوں کی خونریزی ہو۔ خدا کے آگے میں شرمسار ہوں۔ اسکے عہد میں سنن نبوی کا رواج ایسا ہوا تہا کہ اسے مافوق تصور میں نہیں آتا۔ مساجد میں اقامت جماعت اس طرح کی ہوتی تہی کہ محلہ کے سب چہوٹے بڑے مسجد میں حاضر ہوتے اور کبہی تنہا نماز پڑہنے سے راضی نہ ہوتے اور اگر کسی وقت کی نماز جماعت کی قضا ہو جاتی تو نہایت نادم ہوتے اور دو تین روز استغفار پڑہتے۔ جام نظام کے اواخر سلطنت میں شاہ بیگ کی سپاہ قندہار سے آئی اور مواضع بکری و چہندوکا و سند بچہ پر حملہ کیا۔ مغلوں کے حملہ کے دفعہ کرنے کے لئے جام نے سپاہ عظیم بہیجی اور وہ درہ کے قریب تک گئی جسکا نام جالوگر مشہور ہے۔ ایک لڑائی ہوئی جس میں شاہ بیگ کا بہائی قتل ہوا اور اوسکی سپاہ کو شکست ہوئی باقی سپاہ قندہار کو بہاگی پہر نظام الدین کی حیات میں سندہ پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔ جام اکثر اوقات مذاکرہ و مباحثہ علمی میں علما کے ساتھ مشغول رہتا۔ جناب مولانا جلال الدین محمد دوانی نے شیراز سے ملک سندہ میں آنے کا قصد کیا۔ اپنے دو شاگردوں میر شمس و میر معین کو

ماہ رمضان کو بغیر افطار چہوڑ دیا اور دریا سے گذر کر شکستہ حال ہوا۔ اوسپہ چند کی
سلطنت تہی جب حاجی وزیر سے اوسکی ملاقات ہوئی تو اوسنے ملامت کی کہ تونے یہ
کیا کیا ملو نے حاجی کی عرضداشت دکہائی تو حاجی نے کہا کہ میں نے یہ نہیں لکہا آخر کو
حقیقت حال پر اطلاع ہوئی نہایت ندامت ہوئی مگر کام ہاتہہ سے جاچکا تہا۔ ندامت سے
کیا فائدہ تہا۔ دریا خان نے چند منزل تعاقب کیا اور عید الفطر کے روز جام فیروز کو
ٹہٹہ میں لایا عیدگاہ میں نماز پڑہی جام فیروز نے چند سال استقلال سے سلطنت کی مگر
آخر سنہ ۹۱۶ھ یا سنہ ۹۲۱ھ میں شاہ بیگ ارغون نے حملہ کیا چونکہ سومرہ و سمہ کا احوال کسی کتاب
میں مفصل مرقوم نہیں دیکہا اسلئے مجمل لکہا گیا اگر کسی عزیز کو اس سے زیادہ حال معلوم ہو تو
وہ اسمیں شامل کر دے بہلے اسے کہ ہم خاندان ارغون کا حال لکہیں چند متفرق عنایتیں
ہم نے اوپر دریا خاں کا نام لکہا ہے اسکے بلند پایہ ہونے کا حال تاریخ طاہری میں
یہ لکہا ہے کہ جب جام نندا پسر بابنیہ کو تخت ٹہٹہ پر اوسکے دوستوں نے بٹہایا تو اس شہر کو
بڑی رونق دی اور حکومت ایسی عدالت کے ساتہہ کی کہ ہر شخص اپنے گہر میں خوش تہا +

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔۔۔ کسے را با کسے کارے نباشد

ایکدن وہ اپنے وزیر لکشر بیہ یا لکہی بیر کو ساتہہ لیکر شکار کو گیا۔ وزیر کے ساتہہ ایک نو عمر
غلام قبولہ تہا اور اوسکو پانی پلانے کی خدمت سپرد تہی۔ یہ لڑکا اصل میں سید کا بیٹا تہا مگر
مقید ہو کر بکا اور وزیر نے اوسے مول لیا۔ جام کو پیاس لگی اسوقت اسکا آبدار موجود
نہ تہا وزیر نے اس لڑکے کو حکم دیا کہ پانی لا۔ وہ پیالہ میں پانی لایا اور اوسمیں گہاس کے
تنکے ڈال دئے۔ جام نے پیالہ کو دیکہہ کر پوچہا کہ یہ تنکے کیوں ڈالے ہیں لڑکے نے جواب دیا
کہ حضور پیاسے بہت ہیں یہ خوف تہا کہ اگر پانی زیادہ پی جاؤ گے تو سوار نہیں ہو سکو گے۔ ان
تنکوں کے سبب پانی ٹہیر ٹہیر کر اعتدال سے پیو گے۔ اگرچہ اسمیں کوئی تعجب کی بات نہ تہی۔
مگر لڑکے کے اقبال نے یاوری کی کہ جام نے قبولہ کو وزیر سے لے لیا اور پہر اوسکو وہ
بچوں سے زیادہ چاہنے لگا اور مبارک خاں کا خطاب دیا۔ اور مرتے وقت اوسکو اپنا بیٹا

جام تندرہ کا دریا خاں کو بلند پایہ کرنا

اوسکے برباد کرنے کا ارادہ کیا۔ جماعت واقفہ طلب نے جام صلاح الدین پاس آدمی بھیجا اور اس
حال سے آگاہ کیا کہ جام فیروز اکثر مست و مخمور رہتا ہے اور عمدہ ملک دریا خاں عذر کرکے
کاہان کو چلا گیا ہے۔ اب وقت ہے کہ جلد یہاں آؤ۔ جام صلاح الدین نے ٹھٹھہ کے آدمیوں کی
مکاتیب سلطان مظفر کو دکھائے۔ سلطان مظفر نے بہت سا لشکر جام صلاح الدین کے ساتھ
کرکے ٹھٹھہ کو رخصت کیا۔ اوسنے متواتر کوچ کرکے مسافت بعیدہ کو قطع کیا اور فی الفور آب
ٹھٹھہ سے عبور کرکے شہر میں داخل ہوا۔ جام فیروز کے آدمی پریشان ہوئے اوسکو دوسری
جانب سے باہر لے گئے۔ جام صلاح الدین بلدہ ٹھٹھہ میں سریر سلطنت پر بیٹھا اور جام فیروز کے
خاص خیلوں سے مواخذہ لیا اور مصادرہ کرکے اموال طلب کیے۔ جام فیروز کو اوسکی والدہ
دریا خاں پاس کاہان میں لائی اور بڑی زاری کرکے اسکی تقصیر معاف کرائیں۔ دریا خاں نے
حقوق سابق کو مرعی رکھکر لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ جب سیوستان کے گرد جام فیروز
کے علم کے نیچے لشکر جمع ہوا۔ اور بلوچوں اور سیویوں نے بھی اوسکی طرف رجوع کی تو دریا خاں
جام صلاح الدین کے دفع کے لئے متوجہ ہوا۔ جام صلاح الدین نے چاہا کہ جدال کے لیے استقبال
کرے حاجی نے کہ اوسکا وزیر تھا کہا کہ مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جام صلاح الدین شہر میں
رہے اور جنگی ہاتھیوں اور لشکر کو اوسکے ہمراہ کرکے جنگ میں بھیجے۔ جام صلاح الدین
نے شہر میں توقف کیا۔ حاجی وزیر کو جنگ میں بھیجا۔ دونو لشکروں میں آتش جدال و قتال
افروختہ ہوئی طرفین سے بہادر کشتہ ہوئے۔ آخر کو دریا خاں کے لشکر نے ہزیمت پائی
اور اولٹا پھرا۔ حاجی وزیر نے سر سواری جام صلاح الدین کو عرضداشت بھیجی کہ ہم کو فتح
و فیروزی حاصل ہوئی خاطر جمع رکھو۔ وقت نہ تھا کہ دریا خاں کا تعاقب کرسکتا۔ قاصد
مع عرضداشت کے دریا خاں کے آدمیوں کے ہاتھ لگا۔ اوسنے فوراً عرضداشت کا مضمون
کو بدل کر دوسری عرضداشت حاجی وزیر کی طرف سے جام صلاح الدین کو یہ لکھی کہ ہمارے لشکر
کو شکست ہوئی غنیم زبردست ہے تم اہل و عیال لیکر ٹھٹھہ سے باہر چلے آؤ اور اصلا توقف
نہ کرو۔ موضع جاجکان میں ہم تم مل جائینگے۔ جونہی یہ عرضداشت پہنچی جام صلاح الدین

جب تاج الدین یلدوز نے افغانوں نے لاہور کو تسخیر کیا تو شہر ملتان میں ملک ناصرالدین
قباچہ نے بنا دہلی اور سنہ ۶۱۲ھ ۱۲۱۵ کے آخر میں ملک خان خلجی اور اوسکے آدمی ملک سیوستان کو
مالک ہو گئے سلطان شمس الدین التمش نے اپنا وزیر نظام الملک محمد بن سعد خان کو اچہ کی
تسخیر کے لئے بھیجا اور خود دہلی گیا سنہ ۶۲۵ھ ۱۲۲۸ میں اچھہ بے جنگ نظام الملک کو ہاتھ آگیا
اور بھکر کو دوڑا گیا۔ ناصرالدین قباچہ بھاگا اور دریا میں اوسکی کشتی حیات ورطۂ ہلاکت
میں آئی سلطان شمس الدین سند کا مالک ہو گیا سنہ ۶۳۰ھ ۱۲۳۲ میں نورالدین حاکم مقرر ہوا سلطان
التمش سنہ ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ میں مرگیا سلطان مسعود شاہ اسکا جانشین ہوا۔ اسکی برخلل سلطنت میں
مغل دریاء سند سے پار اُترے اور اوچھہ کا محاصرہ اونہوں نے کیا۔ مگر سلطان مسعود کی
ہوشیاری سے مغلوں کو شکست ہوئی اور وہ خراسان کو بھاگ گئے۔ سلطان مسعود نے
ملک جلال الدین محمد کو سند کا حاکم بجائے نورالدین محمد کے مقرر کیا۔ اوسکی خدمت میں
ناصرالدین محمود چچا سلطان مسعود کا تاج و تخت کا مالک ہوا +

سنہ ۶۶۲ھ ۱۲۶۴ میں سلطان غیاث الدین دہلی میں بادشاہ ہوا اوسنے لاہور و ملتان کے
ممالک اپنے بیٹے سلطان محمد کو سپرد کئے۔ وہ باپ سے تیسرے سال ملنے جاتا تھا سنہ ۶۸۳ھ ۱۲۸۴ میں
چنگیز خانی لشکر کے ساتھ لڑکر شہید ہوا اور اوسکا بیٹا کیخسرو اوسکا جانشین ہوا۔ جب
سنہ ۶۹۲ھ ۱۲۹۳ میں سلطان جلال الدین خلجی آیا تو اوسنے ملتان اور اچھہ میں ارکلی خان کو
حاکم مقرر کیا اور سند میں نصرت خان کو حاکم مقرر کیا سنہ ۶۹۵ھ ۱۲۹۶ میں سلطان علاءالدین نے
بھی اپنے بھائی الغ خان کو ارکلی خان کے نکالنے کے لئے بھیجا۔ مگر نصرت خان دس ہزار سوار
کے ساتھ ملتان۔ اچھہ۔ بھکر سیوستان ٹھٹھہ میں بدستور حاکم رہا۔ سنہ ۶۹۷ھ میں سلدائی مغل
سیستان سے آئے۔ اور اونہوں نے سیوستان پر قبضہ کیا مگر نصرت خان نے انپر سخت حملہ
کر کے ملک کو اونکے قبضہ سے نکال لیا سلطان علاءالدین نے اپنے آخر وقت میں [illegible]
سے چنگیز خانی مغلوں کو نکالنے کے لئے غازی ملک کو دس ہزار سوار کا سپہ سالار بنا کے
بھیجا ملتان و اچھہ اور سند جاگیر میں دیا +

اور کار و بار سلطنت سپرد کیا +

مورخین نے تو ناصرالدین قباچہ کا حال شاہان دہلی کے واقعات میں لکہا ہے لیکن تاریخ فرشتہ نے اوسکو مملکت سند کا ایک مستقل بادشاہ مانکر حال لکہا ہے اور اس طرح اوسکی حکومت سند میں بیان کیا ہے +

ناصرالدین قباچہ سلطان معزالدین سام کا ترکی غلام تہا اور مدتوں اوسکی خدمت میں رہکر ملکداری اور کشورکشائی میں وقوف حاصل کیا تہا۔ بعد ازاں اوسنے قطب الدین ایبک کی ایک لڑکی سے شادی کی اور جب وہ مرگئی تو دوسری لڑکی سے نکاح کیا۔ قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد اکثر سند کے قلاع و بقاع کو وہ اپنے تصرف میں لایا۔ سومروں کو جنمیں سے بعض مسلمان تہے بعض کافر ایسا ضعیف کیا کہ سواء بلدہ ٹھٹہ و جنگل کے اونکے تصرف میں کچہہ نہ رہا۔ وہ زراعتی و رعیتی بنکر گوشوں و کناروں میں رہتے تہے لیکن ناصرالدین قباچہ کی وفات کے بعد بتدریج رشتہ سلطنت انہیں کے ہاتہہ میں چلا گیا اور سلاطین دہلی کے ہاتہہ سے سند نکل گیا +

اب تحفۃ الکرام سے سند کی تاریخ کو اس زمانہ سے کہ اسکا تعلق خلفاء عباسیہ سے نہیں رہا نقل کرتے ہیں سلطان محمود غزنوی کے بعد سلطان مسعود اور سلطان مادود و مجدود کی طرف سے سند میں حاکم رہے بعد ازاں سلطان قطب الدین اور آخر کو آرام شاہ کے حاکم سند میں رہے جنکا بیان پہلے ہوچکا ہے آخر بادشاہ کے عہد میں سلطنت چار حصوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک حصہ میں ملتان اور کل سند اور اچہہ تہا جسمیں ناصرالدین قباچہ فرمان روا تہا اور اسوقت سات رانا ملتان کے اوسکے باجگزار تہے (۱) رانا بوہنر سٹ راٹہور ڈیرا کا ضلع دربیلا میں (۲) سنر پسر دہماج قوم کریج سماجو تنگ میں ضلع روپاہ میں رہتے تھے (۳) جیسر پسر جحجی ماچہی سولانگہی جو ماہنک مارا کے تہے (۴) دکا لی پسر پنون چیتون جو وادی سیوی میں رہتے تھے (۵) چنون پسر دیتا قوم چہنا جو بہاگ نے میں رہتے تھے (۶) جی پال پسر وری آہ جو جہام یکم کوٹ میں رہتے تہے (۷) حسبودہن اکراجو مین نگر ضلع بام بردا میں رہتے تہے +

حال سند بزمانہ ناصرالدین قباچہ کی حکومت +

سندھ کے حالات بعد خاندان غزنویہ اور [illegible]

اپنے گماشتوں کو حکومت کو سپرد کرکے خود اپنے مرکز پر واپس چلے گئے صرف سلطان ناصر الدین
قباچہ نے یہاں سندھ میں بادشاہی کی جسکا اوپر ذکر ہوا +

تاریخ طاہری میں لکھا ہے کہ قوم سومرا کی سلطنت ۱۴۳ برس سنہ سے ۸۴۳ھ تک رہی
اور وہ ہندو تھے اور الور انکی سلطنت میں تہا اور اونکا دار السلطنت محمد تور پرگنہ دیراک میں تہا
دودا ہمعصر علاء الدین کا تہا پہر ڈالورائے اور امیر سمرا کی کہانیاں قصے لکھے ہیں +

بیگلار نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کے بعد قوم تمیم نے سندھ میں سلطنت کی اور
کچھہ مدت کے بعد سومرا فرماں روا ہوئے اور ۵۰۵ برس تک اونہوں نے سلطنت کی ان کا
دار السلطنت مہاتم پور تہا +

منتخب التواریخ میں محمد یوسف لکھتا ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کا جانشین اسکا بیٹا سلطان
عبد الرشید ہوا۔ اہل سندھ نے اوسکو کاہل و غافل و عیش دوست سمجھہ کر اوس سے سرتابی کی سنہ ۴۴۵ھ ۱۰۵۳ع
سومرا کی قوم نے ایک شخص سومرا نامی کو اپنا بادشاہ بنایا۔ وہ مدتوں تک خود مختاری کے ساتھ
سلطنت کرتا رہا اسکے بعد اوسکا بیٹا بھونگر جسکی والدہ زمیندار صاد کی بیٹی تھی جانشین ہوا۔
سنہ ۴۶۱ھ میں بھونگر ۱۵ برس سلطنت کرکے مرگیا اور اوسکا بیٹا دودا ۲۴ برس سلطنت کی سنہ ۴۸۵ھ میں
فوت ہوا۔ پہر سنگہر نے ۱۵ برس بعد اوسکے ہفیف نے ۳۳ برس اوسکے پیچھے امر نے ۴۰ برس اور دودا
دوم نے ۱۴ برس پہتو نے ۳۳ برس کنہرا نے ۱۱ برس محمد طور نے ۱۵ برس کنہرا دوم نے بھی
ایک سال دودا سوم نے ۱۴ برس تائی نے ۲۴ برس چنیسر نے ۱۸ برس بھونگر دوم نے ۱۵ برس ہفیف
دوم نے ۱۸ برس دودا چہارم نے ۲۵ برس امیر سمرا نے ۳۵ برس بھونگر سوم نے ۱۰ برس
سلطنت کی پھر ہمیر ہاتہہ آئی جسکو اوسکے ظلم کے سبب سے قوم سما نے معزول کیا۔

تحفۃ الکرام میں ایک جگہہ لکھا ہے کہ سامرا کی عربوں سے قوم سومرا پیدا ہوئی یہ عرب دوسری صدی
ہجری میں آئے تہے تمیم کا خاندان اونکے ہمراہ تہا۔ جو عباسیہ خاندان کے عہد سلطنت میں سندھ کا
فرمانروا رہا۔ اور ۵۵۰ سال تک سلطنت کرتا رہا۔ اسلئے کہ وہ خاندان عباسیہ کے مطیع برائے نام تہے
اور پوری آزادی رکہتے تہے اور سندھ کے بڑے حصے میں غزنوی اور غوری بادشاہوں کی

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ سنہ ۷۲۰ھ میں غازی ملک دہلی پر ملتان اور سندھ سے سپاہ لیکر چڑھ گیا اور خسرو خاں کو مطیع کیا اور تخت پر بیٹھ کر اپنا لقب غیاث الدین تغلق شاہ رکھا اور اپنی نئی سلطنت کے انتظام میں مصروف ہوا تو سومرا نے تھری میں اپنے ہمسایہ سپاہ کو جمع کیا اور ایک آدمی کو جسکا نام سومرا تھا تخت پر بٹھایا آگے سومرا کی سلطنت کا حال وہی لکھا ہے جو تاریخ معصومی سے ہمنے نقل کیا ہے

آخرکار سما نے سنہ ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء میں ارمیل کو جو سومرا کا فرمانروا تھا قتل کیا۔ اس خاندان کے اقبال و زوال اور اسکے بادشاہوں کی تعداد اور اونکے زوال کے اسباب سے مورخ مختلف طرح بیان کرتے ہیں جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہوتا ہے +

قوم سومرا

مسلمانوں کی تاریخ کا مشکل سوال یہ ہے کہ صحیح طور پر بیان کیا جائے کہ قوم سومرا جو سندھ میں حکمران تھی وہ کون تھی اول میر معصوم نے جسکی تاریخ اوپر نقل ہوئی یہ لکھا ہے کہ عبدالرشید سلطان مسعود کے زمانہ سنہ ۴۴۳ھ ۱۰۵۱ء میں قوم سومرا نے غزنی کی حکومت سے سرتابی کی اور سندھ کے تخت پر ایک قوم سومرا کا آدمی بٹھایا جسکا نام سومرا تھا اور اس بیان کا اپنے تاریخ میں خاتمہ اسپر کیا کہ مجھے اس سے زیادہ نہیں معلوم جو میں نے لکھا ہے اگر کسی کو زیادہ معلوم ہو تو وہ زیادہ کر دے۔

ابوالفضل نے آئین اکبری میں صرف یہ لکھا ہے کہ ۳۶ سومرے کے بادشاہوں نے سندھ میں پانچسو برس سلطنت کی فرشتہ نے بھی اس سوال کا فیصلہ نہیں کیا اور صاف یہ لکھا کہ عماد الدین محمد قاسم کی وفات کے بعد حکام سندھ کا احوال کسی تاریخ متداولہ میں نہیں لکھا گیا لیکن تاریخ بہادر شاہی میں اس مملکت کے حکام کے نام لکھے ہیں محمد قاسم کے بعد ایک جماعت کہ اپنے تئیں اولاد تمیم انصاری جانتے تھے اونہوں نے سندھ میں بادشاہی کی انکے بعد اس حدود کے زمینداروں میں سے جنکو سومرہ کہتے تھے اور قوت و کثرت احوال و انصار میں ممتاز تھے سندھ کے ملک میں اپنی سلطنت قائم کی اور پانچسو سال سلطنت کی مگر اونکے بادشاہوں کے نام کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گذرے اس سومرے کے خانوادہ کو سمو کے خاندان نے تباہ کیا۔ یہ بھی اسی ملک کی حدود کے زمیندار تھے انکے سردار نے جام کا لقب اختیار کیا۔ ان دو طائفوں کی سلطنت میں کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ و غوریہ و دہلویہ نے مزاحمت کی اور بعض اونمیں سے بلاد پر قابض ہوئے اور

زوال ۱۱۲۵ھ میں ہوا +

یہ بھی تاریخوں میں لکھا ہے کہ سما اپنے تئیں جمشید سے منسوب کرتے ہیں اسلئے لفظ جام کا اپنے مقدم و بزرگ تر پر اطلاق کرتے ہیں تاکہ جمشید کی یاد دلاتے ہیں بعض اونکو عرب الی جہل کی اولاد سے بتلاتے ہیں تاکہ ہندوؤں سے نومسلم ہونیکا عیب دور ہو جاتے۔ کچھہ کی قوم جہاریجا بھی سما کی قوم میں سے ہے وہ اپنے تئیں سام بن نوح کی اولاد میں سے بتاتے ہیں جس سے دونو لقب سام و جام کی آسانی سے متعلق ہوتے ہیں +

خاندان ارغون قندہار و سندہ

اکبر نامہ و میر معصوم کی تاریخ سند سے اور ارغون نامہ سے جسکا دوسرا نام ترخان نامہ ہے ہم خاندان ارغون کا حال لکھتے ہیں +

مورخین بیان کرتے ہیں امیر بصری کا بیٹا ذوالنون تہا اور امیر بصری جسکو مصری کہتے ہیں وہ ارغون خان ترخان ابن اباکا یا اباغ خان ابن ہلاکو خاں بن چنگیز خان کی اولاد میں سے تہا صاحب قران کے زمانہ میں ایک خطاب ترخان تہا جسکو وہ مل جاتا تو سپاہی اوسکو کہیں جانے سے نہ روکتے اور اوسے اور اوسکی اولاد سے نو جرموں تک باز پرس نہ ہوتی چنگیز خاں نے قشلیق و باناکو اس جلدو میں کہ اونہوں نے دشمنوں سے آگاہ کیا تہا ترخانی کا درجہ دیا تہا اور اپنی عاطفت عظیم سے بار فرمایش سے سبکدوش کیا تہا اور اپنی اوس میں سے شہنشاہی حصہ و سکو دیا تہا بعض بادشاہوں نے اس خطاب کے ساتہہ یہ سات چیزیں دی طبل یمن توغ نقارہ اور قشون توغ و چتر توغ و قور سیم تغلق تیمور نے امیر مولاجی پر یہ نوازش کی تہی کہ اوسکی اولاد میں سے نو پیڑہی تک نو گناہوں تک باز خواست نہ ہو اور جب گناہ نو سے گذر جائیں تو باز پرس ہو اور اوسکا پاداش یہ ہو کہ دو سالہ نقرۂ اسپ پر اوسکو بٹہائیں اور پانے سب تک بندہ ڈالیں بزرگان براس ہیں سے ایک اوسکی گذارش عرض کرے اور اوسکے جواب کو ارکیوت کے سرداروں میں سے کوئی اوسکے کہے پہر اوسکی شہرگ کہولی جاتے اور یہ دو بزرگ اوسکی نگہبانی کریں جب اوسکا کام انجام پائے تو اوسکو

طرف سے حاکم مقرر تھے۔

ایک اور مقام پر وہ بیان کرتا ہے کہ اونکو چھوٹے امراتی بلایا تھا جو اپنے نامور بھائی ڈالورائے کے ظلم سے ناراض ہوا اور بغداد میں گیا۔ اور خلیفہ نے سو عرب سامرا کے اوسکے ساتھ کئے جنکو وہ اپنے ساتھ سندہ میں لایا اونکے ساتھ سید علی موسوی بھی تھا جسنے ڈالورائے کی بیٹی سے شادی کی جنکی اولاد ابتک شہر سطلوی میں بستی ہے۔

آگے اور کچھ حال سومرا کا لکھا ہے جسکو اوپر ہم نے نقل کیا ہے غرض کچھ اور ہی سومرا کے سال میں خلط ملط ہو گیا۔ انگریزی مورخوں نے اس عقدہ کے حل میں بہت اپنا مغز بھی کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا +

سما کی قوم

جو پیچیدگیاں اور دشواریاں قوم سومرا کے باب میں ہیں وہ سما کے باب میں نہیں ہیں۔ سما نے سومرا کو ۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء خارج کر کے جبتک سلطنت کی کہ اون کا قائم مقام خاندان ارغون ۹۲۷ھ ۱۵۲۱ء میں ہوا۔ سما کی تاریخ سلطنت کوئی پہلے کوئی پیچھے بتاتا ہے۔ لدریانہ ۷۳۴ھ ۱۳۳۴ء آغاز سلطنت بتاتا ہے جس سے ۱۹۳ برس قیام سلطنت ہوتا ہے تاریخ طاہری آغاز ۸۴۳ھ ۱۴۳۹ء اور قیام ۸۴ برس سے زیادہ نہیں تحفۃ الکرام ۷۵۲ھ آغاز جس سے قیام ۱۷۵ سال معلوم ہوتا ہے +

تاریخ طاہری میں ظاہر غلطی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ سندہ پر سلطان فیروز شاہ نے ۷۶۲ھ ۱۳۶۱ء میں حملہ کیا ہے اسکا مقابلہ جام نے کیا جو سما میں سے تھا سومرا میں سے نہیں اور یہ تاریخ ہمکو شمس سراج کے بیان سے معلوم ہوئی جسکا باپ پانچہزار کشتیوں میں سے ایک ہزار کشتی کا افسر تھا جو اس مہم میں کام کرتی تھیں جام کی قوت کا اندازہ اسسے ہو سکتا ہے کہ وہ سلطان دہلی کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے چالیس ہزار پیادہ اور بیس ہزار سوار لایا تھا اور ڈہائی برس سلطان کو جھلائے رکھا۔ دس برس پہلے اس تاریخ سے جو اسی زمانہ کی تصنیف ہے میں محمد تغلق نے جب حملہ کیا ٹھٹہ میں حاکم سومرا تھا اور سما نہ تھا پس تحفۃ الکرام کا ۷۵۲ھ لکھنا صحیح ہے کہ اس میں سما کو تخت نصیب ہوا۔ یہ سنہ مطابق سلطان فیروز کی تخت نشینی سے ہے جو سنہ میں تخت نشین ہوا تھا سب تاریخوں کے مورخوں کا اسپر اتفاق ہے کہ قوم سما کا

اظہار کیا خطبہ و سکہ محمد خان کے نام کا چلایا۔ اوس کے پاس گئے اور ایسا اوسکو اصفہانی کہا کہ وہ خراسان کو چلا گیا ۹۱۹ھ ۱۵۱۳ء میں کابل سے بابر بادشاہ قندہار و زمین داور کی فتح کے ارادہ سے چلا شاہ بیگ و محمد مقیم نے اوس سے جنگ عظیم کی اور شکست پائی۔ زمین داور و قندہار بابر کے قبضہ میں آئے امیر ذوالنون کے خزانے جمع کئے ہوئے ہاتھ لگے جسکو اوسنے اپنی سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور اپنے بھائی ناصر الدین مرزا کو قندہار حوالہ کر کے کابل چلا گیا۔ اور محمد مقیم کی بیٹی ماہ بیگم کو مقید کر کے لے گیا کچھ مدت کے بعد سلطان ناصر الدین مرزا قندہار کو بے وجہ چھوڑ کر چلا گیا شاہ بیگ نے تیز دستی کر کے قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اس حال میں محمد مقیم نے انتقال کیا۔ بابر نے ماہ بیگم کا نکاح قاسم کوکہ سے کر دیا جس سے ناہید بیگم بیٹی پیدا ہوئی۔ قاسم کوکہ جنگ اوزبک میں ہلاک ہوا +

اب شاہ بیگ قندہار سے شال میں آیا۔ یہاں کے امرا نے اوسکی اطاعت کی۔ پھر سیوی کی طرف چلا جہاں کے حاکم پروان برلاس نے چند آدمی معتبر پیشکش کے ساتھ بھیجے اخلاص و دولتخواہی کا اظہار کیا شاہ بیگ نے ان فرستادوں کو رخصت کیا اور خود شال میں آکر ٹھیرا۔ شاہ بیگ نے اپنے امرا سے مشورہ کیا سب نے یہ رائے دی کہ سیوی کو تسخیر کرنا چاہیئے اسلئے کہ ۹۱۵ھ میں شاہ اسمعیل نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت بابر شاہ کابل میں تشریف فرما ہیں اور طرفین سے منازعت کے ابواب کھلے ہوئے ہیں ہم کو اپنی عافیت کی فکر کرنی چاہیئے کہ اگر کسی روز قندہار سے جدا ہوں تو وہاں چار روز گذارا کریں۔ آخر الامر وہ شال سے سیوی کو کوچ بکوچ آیا اور سیوی کو لے لیا بعض آدمی قلعے کے اوسکے پاس آئے بعض بھاگ گئے خود فتحپور میں کہ مجمع و مسکن اُنکا تھا پہنچا۔ اور بعض امیروں کو قندہار میں بھیجا۔ فتحپور ایک قلعہ سیوی سے پچاس کروہ پرسند کی جانب میں تھا۔ فتح پور تو برباد ہو گیا قلعہ و عمارتیں موجود نہیں یہاں دلی برلاس دو تین ہزار آدمی جمع کر کے لڑا اور آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا۔ یہاں شاہ بیگ نے باغات و عمارات کی بنیادیں ڈالیں اور قلعہ بنایا۔ اور کار آزمودہ آدمی مقرر کئے اور قندہار کو معاودت کی +

شاہ اسمعیل نے اوسط شعبان ۹۱۶ھ میں خراسان پر تصرف کیا اور محمد خان شیبانی اوزبک کو

پیشگاہ حضور سے بیجا کر سوگواری کریں روز طوی میں سب بزرگ پیادہ ہوتے ہیں اور ایک یساول آدمیوں کا انتظام کرتا ہے اس طرح یہ ترخان ہی سوار ہوتا ہے اور انتظام کرتا ہے اس بزم شادی میں بادشاہ کے لئے ایک پیالہ خمر ہوتا ہے تو خان کے بائیں ہاتھ ہیں یہ ساغر رکھتے ہیں اور اوسکی مہر بھی فرامین پر ہوتی ہے لیکن فرمانروا کا سکہ اوسکی آخر سطر میں ہوتا ہے اور ناموں کا لفافہ نہیں ہوتا یہ نو گناہوں کا بخشا جانا شائستگی سے خالی ہے۔

میر ذوالنون بیگ ارغون سلطان ابوسعید کے ملازموں میں تہا رزم و کارزار میں ایسی مردانہ کوششیں کرتا تہا کہ وہ سلطان ابوسعید کا منظور نظر ہوا جب سلطان ابوسعید قراباغ میں مقتول ہوا تو امیر ذوالنون اپنے باپ پاس ہرات چلا گیا اور یادگار مرزا کی خدمت کچھہ دنوں کرتا رہا۔ جب سلطان حسین مرزا خراسان میں بادشاہ ہوا اور مرزا امیر بصری کا انتقال ہوا تو ذوالنون سمرقند میں آیا۔ سلطان احمد مرزا نے اوس پر بہت التفات کی دو تین سال یہاں رہا۔ بعد ازاں ماوراءالنہر کی بے سری سے اولس ارغون خراسان گیا۔ یہاں آن کر سلطان حسین کا ذوالنون منظور نظر ہوا قندہار اور سیستان میں داور اسکو اقطاع میں مل گئے جب بدیع الزماں مرزا نے اپنی بدگوہری سے سلطان حسین مرزا سے سرتابی کی میر ذوالنون اوسکے ہمراہ ہوا جب سلطان حسین مرزا کی عمر ختم ہوئی تو اوسکے دو بیٹے بدیع الزماں و مظفر مرزا سریر آرا ہوئے اور اس دیار میں پراگندگی پہیلی شیبک خاں اوزبک لڑنے آیا میر ذوالنون لڑائی میں مارا گیا۔

جب امیر ذوالنون نے وفات پائی تو دونو بہائی شاہ بیگ و محمد مقیم قندہار میں جمع ہوئے اور باپ کی تعزیت کی رسم ادا کیں تعزیت کے بعد اسی مجلس میں محمد مقیم و جمیع امراء ارغون و ترخان نے و سپاہ نے شاہ بیگ کی سرداری کو قبول کیا شاہ بیگ نے باپ کے وقت کے منصب داروں کو بدستور اپنے کاموں پر بحال رکہا شاہ بیگ عنفوان جوانی سے پیرایۂ علم و ادب سے آراستہ تہا اور علوم سے خوب ماہر تہا علماء اور طلباء کی صحبت میں رہتا تہا جب محمد خاں شیبانی ولایت خراسان کو تسخیر کرکے نواحی فراہ میں آیا اور قندہار کی تسخیر کا ارادہ کیا اور اسطرف اوسنے گہوڑا دوڑایا اور گرم سیر میں آیا تو شاہ بیگ و امیر محمد مقیم نے محمد خاں پاس ایلچی بہیجکر اپنی اطاعت کا

میر ذوالنون بیگ ارغون

شاہ بیگ

جب بابر بادشاہ کا لشکر کابل کو چلا گیا تو شاہ بیگ سوی میں آیا اور کچھہ دنوں یہاں رہا
اور اپنے امرا اور لشکریوں سے کہا کہ بابر اس مرتبہ قندہار کی راہ دیکھنے آیا تھا دوسری مرتبہ
تسخیر کے لیے آئیگا۔ اور جب تک وسکو وہ نہ لیگا چین نہ دیگا اور اس اپنے دعوی کے لئے
دلیل یہ لایا کہ بابر کے دل میں محمد مقیم کی طرف سے یہ خار دل ہے کہ اُسنے دولت قدم اپنی
محرمہ کو کابل بھیجا جو اوسکی بیٹی ماہ بیگم کو بھگا کر قندہار میں لائی اور اوسکا نکاح مرزا شاہ حسین
سے ہوا وہ ضرور اسکا انتقام قندہار کی فتح سے کرنا چاہے گا۔ دوم بابر بادشاہ پاس
شاہزادے بہت سے جمع ہوگئے ہیں۔ اسکا ہاتھہ اوزبک ور قزلباش پر چل نہیں سکتا اسلئے
وہ قندہار پر قبضہ کرنا چاہے گا۔ اب ہمکو اپنا فکر کرنا چاہیے اُسنے سیوی سے ہزار سوار سند
کی طرف بھیجے اونہوں نے جا کر۔ ذیقعد ۹۲۱ھ کو قریہ کاہان و باغبانان کو تاخت کیا یہ قریے
ایسے آباد تھے کہ ہزار شتر جو باغوں میں بیٹھہ جالتے تھے لوٹ میں ہاتھہ آئے۔ اسپر اور چیزوں
کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ ایک ہفتہ یہاں لشکر رہا اور پھر الٹا سیوی کو چلا گیا۔

۹۲۱ھ ۱۵۱۵ میں بابر نے اسی منصوبے کے موافق جو شاہ بیگ نے سوچا تھا قندہار کی طرف
کوچ کیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور نقبیں لگائیں۔ محاصرہ نہایت تنگ کیا گیا تھا غلہ کا راستہ
طرف سے بند کیا گیا شہر کے اندر غلہ کا قحط پڑا تھا۔ بالآخرہ مصالحہ قرار پائی۔ اول تیر میں
بادشاہی لشکر میں تپ کی وبا پھیلی ناچار کابل کو معاودت کی اسی سال میں بابر بادشاہ
کی خدمت میں شاہ حسن مرزا باپ سے رنجیدہ ہو کر آیا۔ بادشاہ نے اسپر عنایت کی دو سال
وہ بادشاہ کی ملازمت میں رہا۔ بابر بادشاہ کہتا تھا کہ شاہ حسن بیگ ہماری ملازمت کے
ارادہ سے نہیں آیا بلکہ اسلئے آیا ہے کہ تورہ سلطنت اور قانون ایالت ہم سے یاد کرے
آخر کار شاہ حسن نے بادشاہ سے رخصت لیکر قندہار کا عازم ہوا۔ ۹۲۲ھ ۱۵۱۶ میں بابر بادشاہ
قندہار کی طرف چلا۔ شاہ بیگ بادشاہ کی آمد و شد سے بہ تنگ ہوا۔ شیخ ابوسعید پورانی کو
مصالحت کے لئے بھیجا اور اس جانب سے خداوند محمود و خواجہ عبدالعظیم قندہار میں تشریف لائے
عہد نامہ لکھا گیا کہ سال آیندہ میں قندہار بابر بادشاہ کے آدمیوں کے حوالہ کیا جائیگا

قتل کیا اور درمش خاں کو قرا اور سیستان کی حکومت کے لیے بھیجا شاہ بیگ کو اندیشہ ہوا اور اوسنے اپنے
مصاحبوں سے مشورہ لیا کہ ہم دو بادشاہوں کے درمیان آب و آتش کے بیچ میں ہیں ایک جانب
شاہ اسمعیل اور دوسری جانب بابر بادشاہ ہے سب کی رائے یہ ہوئی کہ بابر بادشاہ سے صلح مصالحت
کا ڈول ڈالنا چاہیے اور شاہ اسمعیل کی خدمت میں جانا چاہیے۔ یہی کیا مگر شاہ اسمعیل نے شاہ بیگ
کو قلعہ ظفر میں قید کیا جو جماعت اوسکے ہمراہ تھی کچھہ مایوس ہوکر قندہار چلے آئے کچھہ کوہوں میں
جا چھپے۔ مہتر سنبل جو شاہ بیگ کا غلام تھا وہ قلعہ ظفر میں پہنچا جس برج میں کہ شاہ بیگ قید تھا
وہاں حلوائی کی دکان کھولی اور زنداں بانوں کو حلوے چٹا کر انسے آشنائی پیدا کی اور
اپنا مقصود حاصل کیا کہ شاہ بیگ پاس آنے جانے لگا اور ایما و اشاروں سے صورت واقعہ معلوم
کرنے لگا۔ بارہ مردان کار نے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہ بیگ کو چھپا کر قندہار لیجانا چاہیے
پھر سنبل حلوائی نے ایک رات کو پہرہ داروں کو دارو بیہوشی کھلائی وہ تو حلوا چٹ کر کے
انٹاچت ہوئے سنبل دو آدمیوں کو لیکر برج میں آیا۔ شاہ بیگ کو رسی میں لٹکا کر نکال لایا۔ رسی
چھوٹی تھی اسلئے شاہ بیگ گرا اور ایک دانت ٹوٹا۔ پھر باد پا گھوڑوں پر جنکے نعل الٹے لگے ہوئے
تھے سوار ہوکر منزل مراد پر پہنچا +

جب بابر بادشاہ نے شاہ بیگ کے قید ہونے کی خبر سُنی تھی تو قندہار کی تسخیر کا ارادہ تھا
لیکن بلاد ماوراءالنہر و بدخشان کے فسادوں کے سبب سے یہ ارادہ قوے سے فعل میں نہیں آیا تھا
اب اوسنے خاطر جمع کرکے قندہار کی عزیمت کی۔ شاہ بیگ مصالح قلعہ داری کے لیے قندہار
کی چاروں طرف سے آذوقہ کو شہر میں لے آیا۔ برج و بارہ کو درست کیا لشکر شاہی میں جاسوس پہنچے
شاہ بیگ نے ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ میدان مقابلہ و مقاتلہ میں قدم رکھے۔ اس باب میں اپنے مصاحبوں
سے مشورہ لیا تو سب نے یہ کہا کہ ایک دفعہ دو دو ہاتھہ کرنے چاہئیں اگر فتح ہوئی فہو المراد ور اگر نہیں تو قلعہ میں
متحصن ہوکر جدال و قتال کرینگے جب بابر قندہار کی نواح میں آیا تو ایسا بیمار ہوا کہ لشکریوں کا
دل اور دست بیکار ہوگیا جب شاہ بیگ کو اطلاع ہوئی تو پیشکش خوب کابر قندہار کے ہاتھہ
بھیجی بابر نے خواجہ جلال الدین کو اسپ اور خلعت دیکر شاہ بیگ پاس بھیجا اور خود مراجعت کی

سپاہ لیکر خود اوسکے پیچھے گیا جب دریا سندھ میں آیا اور موضع باغبان سے عبور کیا۔ اس زمانہ میں قوم سمہ کا لشکر موضع تلتی (ٹھٹی) میں کہ تین چار کروہ سیوستان سے تھا جمع تھا اور اوس کا سردار محمود خاں ولد دریا خاں اور ملتن خاں تھا۔ اوسنے جنگ بیکار کا ارادہ کیا جب شاہ بیگ موضع باغبانان میں آیا تو یہاں کے ملک اوسکی ملازمت میں دوڑے اور جان و مال سے خدمت کرنے پر مستعد ہکو شاہ بیگ چاہتا تہا کہ اس دیار کے باقی سب آدمی اطاعت کریں مگر اونہوں نے اطاعت نہ کی سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ تو شاہ بیگ نے کوہ لکی سے ٹھٹہ کا عزم کیا اور خانوہ کے کنارہ پر بلدہ ٹھٹہ سے جنوبی جانب میں فرد کش ہوا۔ اس زمانہ میں ٹھٹہ کے شمال میں دریا بہتا تہا اسلیئے یہاں توقف کیا اور متامل تہا کہ اس دریا سے کس طرح عبور کرے ناگاہ ایک گدہے والا دریا سے پایاب گذر کر اس جانب میں آیا چوکی کے آدمیوں نے اوسے پکڑ کر تہدید کی اوسنے راہ بتلائی عبد الرحمن دولت شاہی نے دریا میں گھوڑے کو ڈالا اور پار گیا اور وہاں سے آکر شاہ بیگ کو اس واقعہ کی خبر کی۔ غرض ۱۵ محرم سنہ ۹۲۷ھ کو وہ دریا سے عبور کرکے بلدہ ٹھٹہ میں آیا۔ دریا خاں پسر خواندہ جام نندہ نے فیروز جام کو شہر میں چھوڑا اور بہت سا لشکر لیکر خوب لڑا۔ آخر کو شاہ بیگ فتحمند ہوا۔ اور دریا خاں لڑائی میں مارا گیا جام فیروز کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ ٹھٹہ سے نکلکر پار (ٹھٹہ کے شمالی کوہستان میں یہ ایک مقام ہے) میں پہنچا۔ ٹھٹہ کئی روز تک لٹتا رہا۔ اس آیتہ کا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوہا (تحقیق جب بادشاہ قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اوسکو غارت کرتے ہیں) مصداق ہوا۔ بہت سے آدمیوں کے اہل و عیال مقید ہوئے۔ جام فیروز کے فرزند بھی مقید ہوئے۔ آخر کار قاضی قاضن جو اس زمانہ کے فضلاء میں سے تہا کوشش کی جس سے یہ آتش غضب بجھی۔ جام چند آدمیوں کے ساتھ موضع پار میں ٹہیرا تہا اسکا دل دردمند تہا اسلئے کہ اوسکے اہل و عیال و جام نظام ٹھٹہ میں تھے۔ اب اوسکو چارہ کار سواء شاہ بیگ کی ملازمت کے کوئی اور نہ تہا۔ اوسنے سخندان آدمیوں کو بھیجکر عجز و نیاز کی زبان میں شاہ بیگ کو پیغام دیا اگر حضور میرے گناہ کو معاف کردیں تو جب تک زندہ رہونگا بندہ رہونگا شاہ بیگ نے مرحمت جبلی اور عطوفت

بابر بادشاہ نے مراجعت کی شاہ بیگ نے قلعہ شال کو مضبوط کیا اور حوالی شال وسیوی میں سکونت اختیار کی اور اپنے وعدہ کے موافق ۹۲۳ھ میں قندہار کی کنجیاں میر غیاث الدین پدر ابوالمکارم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجدیں بادشاہ نے اونکو لے لیا۔ دو سال اور نواحی شال وسیوی میں ایسی تنگی و ترشی سے بسر کی کہ سپاہ کو شلغم و گاجریں اور اسی قسم کی چیزیں کہانے کو ملتی تہیں آخر کار تسخیر سند کی طرف شاہ بیگ نے توجہ کی اور ایک دفعہ اور بعض مواضعات کو تاخت و تاراج کیا۔ اسی سال میں جام نندہ حاکم ٹھٹھہ کا سپہ خواندہ دریا خاں لشکر عظیم کے ساتھ حوالی سیوی میں آیا تھا شاہ بیگ سیوستان کی تاخت و تاراج کو گیا تھا مغلوں اور سندیوں میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ابو المحمد مرزا اس جنگ میں شہید ہوا ارغون اور ہزارہ کے کچھ آدمی باقی رہے انکی کوششوں سے سندیوں نے ٹھٹھہ کو مراجعت کی۔ اس سال میں جام نندہ نے وفات پائی۔ جام فیروز اسکا جانشین ہوا۔ دولت شاہی دنور گاہی آدمی ہزیمت پاکر ٹھٹھہ میں آئے اور جام کے نوکر ہوئے میر قاسم کبک ارغون نے بھی ایک خون کیا تھا وہ جلاوطن ہو کر چند آدمیوں کے ساتھ سند میں آگیا تھا جام نے ایک محلہ ان آدمیوں کے بسنے کے لئے دیدیا تھا اوسکا نام مغل پورہ تھا میر قاسم کبک یہاں اس سبب سے ناراض ہو گیا کہ مردم سمہ نے ستہزا کے طور پر کہا کہ تمہاری عورتیں بھی تمہاری طرح سر منڈاتی ہیں انہوں نے فی البدیہہ جواب دیا کہ نہیں تمہاری طرح سر پہ بال رکھتی ہیں اس جواب سے قوم سمہ کے دل میں ناحق کینہ پیدا ہوا اور انکا ارادہ ہوا کہ میر کا سر اڑا دے میر کو اُن کے ارادہ سے خبر ہوئی تو وہ امیر شاہ بیگ کی خدمت میں چلا آیا اور ولایت ٹھٹھہ کی تسخیر کی ترغیب و تحریص دی +

۹۲۴ھ ۱۵۱۸ میں شاہ بیگ نے لشکر تیار کر کے ٹھٹھہ کی عزیمت کی جب شاہ بیگ فتحپور کنجی کی منزل میں آیا تو بہت آدمی اُس پاس جمع ہوئے۔ اونسے سلطان علی مرزا اور ارغون بیگ ترخان اور ایک جماعت کو قلعہ سیوی اور عیال کی حفاظت کے لئے معین کیا سلطان محمود کو سیوی میں مقرر کیا میر فاضل کوکلتاش کے ہمراہ دو سو چالیس سوار پہلے روانہ کئے اور زمین سو

کہنے سے پہر ملک ٹھٹھہ کی حکومت کا خیال ہوا۔ دس ہزار سوار قوام جار یچہ و سومرہ و سمہ و سودہ کے لیکر ٹھٹھہ کی فتح کے ارادہ سے چلا جب وہ نواحی ٹھٹھہ میں آیا۔ جام فیروز بے تاب ہوکر ٹھٹھہ سے سیوستان میں چلا آیا۔ شاہ بیگ کو صورت حال سے اطلاع دی تو اوسنے اپنے بیٹے شاہ حسین کو ایک فوج کے ساتھہ جام فیروز پاس بھیجا۔ یہ دونو ملکر جام صلاح الدین سے لڑے جسمیں جام اور اوسکا بیٹا مارا گیا۔ اور جام فیروز کے ساتھہ شاہ حسین ٹھٹھہ میں آیا۔ یہاں سے سیوستان میں جاکر شاہ بیگ سے ملا۔ شاہ بیگ نے قلعہ سیوستان کے اندر اور باہر سے مستحکم کیا قلعہ میں غلہ کے ذخیرے جمع کئے اور امرا کو حکم دیا کہ قلعہ میں اپنی حویلیاں بنالیں۔ خود بکر کی طرف چلا۔ جام فیروز کی عرایض اور ایلچی آئے۔ انکو رخصت کیا اور جام فیروز کو مکتوب لکھے کہ میرا ارادہ گجرات کی فتح کا ہے جیسے وہ ولایت فتح ہو جائے گی تو بطور سابق مملکت سند کا تعلق قوم سمہ سے ہو جائیگا +

سلطان محمود پہلے بکر بھیجا گیا تہا اوسنے اپنے باپ میر فاضل کو بلا کر سب یہاں کا بندوبست کیا شاہ بیگ بہی بکر (بھکر) کو روانہ ہوا اور قصبہ سکر (سھکر) میں آیا سلطان محمود شاہ بیگ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے دار یچہا کا حال عرض کیا انہوں نے اس سے سرکشی کی تہی اور سیدوں کی حمایت سے سلطان محمود بچا تہا۔ شاہ بیگ نے قاضی کی طرف دیکھا تو قاضی نے عرض کیا کہ اس ولایت کی زمین سیلاب ہے اور کانٹے اس زمین میں بہت اوگتے ہیں پیل خارکن ہمیشہ ہاتھہ میں رکھنا چاہئے۔ شاہ بیگ نے یہ بات سنکر ان آدمیوں کو قتل کیا۔ سلطان محمود شہر میں گیا اور اس قوم کے بہت آدمیوں کو راتوں رات مار ڈالا۔ صبح کو سادات اور باب کو ساتھہ لیکر شاہ بیگ کے پاس وہ آیا۔ سادات کی خیراندیشی و نیک خواہی کو عرض کیا۔ شاہ بیگ اونکے ساتھہ التفات اور اعزاز سے پیش آیا۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو محمود خاں کو خلوت میں طلب کر کے سادات کا احوال پوچھا۔ سلطان محمود نے جو پہلے عرض کیا تہا وہ کہا۔ مگر آخر مجلس میں یہ کہا کہ اگرچہ یہہ آدمی دولت خواہ ہیں لیکن اس جماعت کا قلعہ کے اندر رہنا مناسب دولت نہیں۔ یہہ سنکر شاہ بیگ مسکرایا کہ خوب سفارش کی حمزہ بیگ کو شاہ بیگ نے بہیجا کہ سادات کو یہ پیغام دو کہ مغل مع

اصلی کے سبب سے اسکی عجز و بیچارگی پر ترحم کیا اور فرستادوں کو خلعت دیکر جام فیروز کو عنایت آمیز باتیں کہلا بھجوائیں   آپ پرار کے کنارہ پر وہ تلوار و حلق گردن میں ڈالے ہوئے نہایت انکسار کے ساتھ شاہ بیگ کی خدمت میں آیا - اس کا دست بوس ہوا شاہ بیگ نے خلعت زر دوزی کہ سلطان حسین مرزا نے میر ذو النون کو دیا تھا اوسکو عنایت کیا - اور امارت ٹھٹھہ اوسکو حوالہ کی اور یہ قرار پایا کہ جام فیروز شہر کے اندر جائے اور اپنے آدمیونکو اپنے اپنے گھر میں بھیجدے - خود اوسنے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا اور کہا کہ ملک سندھ وسیع ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوسکی حفاظت چند آدمیونکو سپرد کرکے اپنے گھر بار چلے جائیں ہمناسب ہے کہ جام فیروز کو نصف ولایت سپرد کر دی جائے اور نصف اپنے معتمدوں کو تفویض کیجائے اس لئے سے اتفاق کیا کہ کوہ لکی سے سیوستان کے قریب جام فیروز کا علاقہ ہو اور لکی سے بالاتر ملک تعلق شاہ بیگ سے رکھے - یہ عہد و پیمان ہو کر شاہ بیگ کوچ بکوچ سیوستان میں پہنچا اور یہاں آدمی شاہ بیگ کے لشکر کے خوف کے مارے تھٹی کو (تہتی) کو بھاگے اور اقوام سہتا اور سومرا (سودہ) نے آکر اوسنے اتفاق کیا اور کہا کہ جب تک جان ہے مخالفوں سے لڑنے سے باز نہیں آئینگے - ایک سخت لڑائی ہوئی شاہ بیگ کو فتح ہوئی قلعہ سیوستان پر اسکا قبضہ ہوا - قلعہ میں میر علیکہ و سلطان مقیم بیگ لار و میر کبک ارغون و احمد ترخاں کو سیوستان میں چھوڑا اور سلطان محمود خان کو کلتاش کو قلعہ بکر میں متعین کیا - اور خود اپنے فرزندوں کے لانے کے لئے شال کو گیا اور قاضی قاضین کو محمود ولد دریا خاں پاس بھیجا کہ آدمیوں کو نصایح و مواعظ سود مند سنا کر مخالفت سے اطاعت میں لائے - قاضی کے جانے سے بعض عمائد شاہ بیگ پاس آنے پر راضی ہوئے - مخدوم بلال کہ علما میں سے تھا اونکے جانے کا مانع ہوا - جنگ کی صلاح دی - شاہ بیگ یہ سنکر چند کشتیوں میں سوار ہوا امیر فاضل نے شاہ بیگ کی جانب سے پیش دستی کرکے مخالفوں کو شکست دی اور بہت مواضع کے رہنے والوں کو برباد کیا قوم سودہ کے آدمی بہت قتل کئے +

امر شاہ بیگ کا مرزا شاہ حسین کا بھیجنا جام صلاح الدین کے دفع کرنے کے لئے +

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جام صلاح الدین گجرات کو بھاگ گیا تھا   اب اوسکو غلبہ کے لئے مدد جدید

مرزا عیسیٰ کے مرنے پر دل ہی غرض بعد عزاداری کے مملکت گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے ٹھٹھ
کی طرف متوجہ ہوا اور موضع نصرپور میں آیا۔ جام فیروز کی طلب میں آدمی بھیجے +

شاہ بیگ کا انتقال +

جب شاہ بیگ مہمات بکر و سیوستان سے فراغت پا کر مملکت گجرات کی تسخیر کی طرف بالکل
متوجہ تھا اور بکر سے باہر اس ارادہ سے چلا تھا کہ خبر آئی بابر بادشاہ بہرہ و خوشاب کی حوالی میں ہندوستان
کی تسخیر کے ارادہ سے آیا تو اسنے اپنے حاضرین مجلس سے کہا کہ یہ بادشاہ ہمکو اپنے حال پر نہیں چھوڑیگا
اور آخرکو یہ ملک ہمسے اور ہماری اولاد سے لے لیگا۔ ہم پر واجب ہے کہ کسی دوسری ولایت میں
چلے جائیں۔ جب اس کو یہ دغدغہ پیدا ہوا تو اوسکے سینہ میں درد پیدا ہوا۔ مملکت گجرات میں پہنچا
نہ تھا کہ موت آگئی۔ یہ واقعہ ۲۲ شعبان ۹۳۰ھ کو ہوا۔

مرزا شاہ حسین کی ابتدا حکومت ٹھٹھ میں اور جام فیروز کا فرار ہونا +

جب مرزا شاہ حسین نصرپور میں مسند حکومت پر باپ کی جگہ بیٹھا سادات و قضات و اشراف
و اعیان جمع ہو کر مراسم تعزیت و تہنیت کو ادا کیا۔ اوسنے سب کو اکرام و انعام سے سرفراز کیا۔
چونکہ یہ امر اول شوال میں کہ روز عید تھا واقع ہوا تھا تو لوگوں نے چاہا کہ اوسکے نام کا خطبہ نماز
عید میں پڑھا جائے مگر اوسنے کہا کہ جب تک صاحبقران کی اولاد میں سے کوئی باقی ہے اسکا حق
ہم تک نہیں پہنچتا۔ بابر بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا گیا۔ جام فیروز نے حافظ رشید خوشنویس
قاضی حاجی و مفتی کو مع تحف و پیشکش کے مرزا پاس بھیجا اور تاسف کا اظہار کیا۔ مگر ایلچیوں نے
مرزا سے خلوت میں کہا کہ جام فیروز نے بحسب ظاہر یہ کیا ہے باطن میں اوسکی غرض کچھہ اور ہے
اگر کچھہ اور ارادہ نہ ہوتا تو وہ حرب و کارزار کے لئے اور ادوات ضرب و پیکار کے لئے نہ جمع کرتا
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ مرزا نے فرستادوں کو رخصت کیا اور خود
منزل بمنزل قطع مسافت کیا۔ جب جام فیروز نے اوسکے حشم و خدم کو دیکھا تو تاب مقاومت
اپنے میں نہ دیکھہ کر قرار پر فرار کو اختیار کیا تھوڑے دنوں میں شہر ٹھٹھ کو خالی کر کے دریا کے
دوسری طرف چلا گیا۔ مرزا شاہ حسین نے حکم دیا کہ دریا سے عبور کر کے سپاہ شہر ٹھٹھ میں اترے۔
جب سپاہ اترنے لگی تو مالک و زیر و شیخ ابراہیم داماد جام فیروز ایک جماعت کو لیکر اوسکی برابر آئے
توپیں لگائیں اور چند کشتیوں پر توپچیوں اور تیر اندازوں کو سر راہ لا کر مرزا کے لشکر کی مانع ہوئے

اپنی بیویوں کے آئے ہیں چاہیئے کہ سادات دو تین حویلیوں میں چلے جائیں سادات نے قلعہ میں رہنا اپنا مصلحت نہ جانا۔ باہر جانے کی درخواست انہوں نے کی شاہ بیگ نے قصبہ لہری میں ونکے واسطے منازل معین کئے وہ ابتک وہاں بستے ہیں۔ پہر شاہ بیگ نے قلعہ دیکھا اور بہت خوش ہوا منازل محلات شہر کو ملاحظہ کرکے اونکو اپنے امیروں میں اور سپاہیوں میں تقسیم کیا قلعہ کو پیمائش کرکے اوسکے حصے کئے اور امراکو دئے کہ وہ دست بدست بنا کریں قلعہ الور کہ پہلے پایۂ تخت تہا اوسکو مسمار کیا اور اوسکی پختہ اینٹیں یہاں لاکر لگائیں ترک و سمہ کی عمارات جو قلعہ کے حوالی میں تھیں اکثر اونہیں سے ڈہائی گئیں اور اوسکا مصالح قلعہ میں لگایا گیا شاہ بیگ نے مرزا حسین سے کہا کہ جنوب کی جانب جو دو کوہ واقع ہیں وہ قلعہ کے سرکوب ہیں ان دو پہاڑوں کا فکر کرنا چاہیئے پہر قلعہ کی عمارت بنانی چاہیئے پہر اوسنے فکر کرکے فرمایا کہ اول قلعہ کی عمارت اہم ہے اسلئے کہ قلعہ کے گرد دریاے عظیم ہے۔ ان پہاڑوں سے چندان دغدغہ نہیں ہے کوئی بادشاہ بالاستقلال اس قلعہ مختصر کی تسخیر کی طرف مائل ہوگا بادشاہ و امرا شکست خوردہ اس قلعہ پر کوئی کام نہ کر سکینگے غرض تہوڑے دنوں میں قلعہ کی عمارت تمام ہوگئی اور ارک قلعہ کو خاص اپنے لئے اور مرزا شاہ حسین کے واسطے مقرر کیا چند امرا کو بھی اس ارک میں جگہہ دی جیسے میر فاضل بیگ اور ملک محمد کوکہ وغیرہ کو ۱۰۰۰ھ تک یہ قلعہ موجود تہا +

جب قلعہ کے بالکل بنانے سے اور مہام رعایا سے فراغت ہوئی تو ایک سال بعد اوسنے بلوچوں کی طرف توجہ کی وہ کبھی فتنہ و فساد سے باز نہیں آتے تہے مشورہ کرکے یہ قرار پایا کہ ایک وقت معین پر بلوچوں کے مواضعات پر مردان کار جائیں اور سب کو دفعۃً قتل کر ڈالیں چنانچہ بیالیس مواضع میں اسطرح پنج ایک وقت معود دید قتل ہوئے اور اونکے مکانات بالکل خاک سیاہ ہوئے +

۹۲۸ھ میں پایندہ محمد ترخاں کو بکر کی حکومت پر معین کیا اور خود ایک لشکر گراں کے ساتھ گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا منزل بمنزل چلکر دریا کے دونوں طرف ون کو ناپاکوں سے پاک کیا جب چین دو کہ میں لشکر آیا تو میر فاضل کو عارضہ تپ لاحق ہوا۔ وہ رخصت لیکر بکر میں آیا شاہ بیگ پر میر فاضل کے مرض کا بڑا اثر ہوا اور جب وہ مرگیا تو وہ اُلٹا بکر میں چلا آیا اور اوسنے کہا کہ میر فاضل کا

حکومت شاہ حسین کا بکر اور دوسرے علاقوں کا امیر ہونا +

اوبارہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ ماتیلہ میں آیا۔ مردم دہر نے قلعہ سیوراے کے بلوچوں کو
کہا کہ مردم مغل دست اندازی کرکے مال و مواشی کو لیجاتے ہیں جب تک تم دست برد نکرو
وہ ہمیشہ یہی عمل کرینگے سیوراے کے بلوچوں نے جمعیت کی اور دہر کے آدمیوں پر تاخت کی۔
بابا احمد خبردار ہوا۔ اُنکا تعاقب کیا اور بارہ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ آخر کو بلوچوں کو شکست
ہوئی اکثر قتل ہوئے۔ دہر چند آدمی دستگیر ہوئے اور قیدخانہ میں ڈالے گئے۔ مرزا شاہ حسین
نے ایک فوج بلوچوں پر تاخت کیلئے موضع کندی و بہر تک بھیجی تھی۔ اونے بلوچوں کو تاخت
کی اور مراجعت کے وقت ماچی کو گوشمالی دی۔ ان آدمیوں کے مبلغ پیشکش میں دیے اور
لڑکیاں دیں۔ بابا احمد اوبارہ کو تصرف میں لایا۔ جب اس محال سے خاطرجمع ہوئی تو وہ بکر
چلا آیا۔ پانی کی طغیانی میں مرزا کی سرکار کے شتروں کو جو مردم دہر و بہر محمد فراش کے اہتمام
میں قریب ماتیلہ کے رہتے تھے سیوراے کے بلوچوں اور براہ اور فتح پور کی حدود کے جانوروں نے
لوٹ لیا۔ بابا احمد یہ خبر سنکر تین سو سوار بکر سے لیکر آیا اور سرکاری اونٹوں کو واپس لیا اور
لٹیروں کی ایک جماعت کو قتل کیا۔ اونٹوں کو لیکر جب وہ میتی کے قریب آیا تو سیوراے کے بلوچ
مردم دہر نے راہ روکی جنگ عظیم ہوئی۔ بابا احمد کے کاری زخم لگے جب اس معرکہ سے نکلکر ماتیلہ میں
آیا تو گھوڑے سے زخموں کے مارے گرا اور مرگیا۔ میر عبدالفتاح ولد میر فاضل نے جب اپنے بھائی
کی موت کی خبر سنی تو اُسنے بیتاب ہوکر مرزا شاہ حسین سے رخصت حاصل کی وہ میر قاسم کا داماد تھا
مرزا شاہ حسین نے میر کو بھی ساتھ کر دیا کہ وہ کوئی بیجا جلدی نہ کرے۔ اوسنے یہاں آنکر بھائی کی نعش
کو بکر بھیجا اور خود یہاں کچھ دنوں توقف کیا۔ ایکدن قابو پاکر بلوچوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل
کیا۔ حدود دمو تک پہنچکر کارزار کرکے ہزیمت پائی۔ آخر کو مردم دہر نے مصالحت چاہی قرار پایا کہ
بستی داہن سند کی حد مقرر ہو۔ میر ابوالفتاح بستی داہن میں تھا کہ ایک رات کو خبر آئی کہ اوبارہ
مویشی کو بلوچوں نے لوٹ لیا۔ میر ابوالفتح گھر سے ہتیار لگاکر باہر نکلا۔ ہوا ایسی گرم تھی کہ جسکے
سبب سے اوسکے مزاج میں ایسی حرارت پیدا ہوئی کہ گھر تک آنا مشکل ہوگیا۔ بعد ان دو واقعات
کے مرزا شاہ حسین نے ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور لشکری سب بکر میں آئیں اور

اس اثنا میں جنگجو جوانوں نے دشمنوں کو دریا سے راہ عدم میں روانہ کیا۔ جام فیروز ولایت کچھ میں چلا گیا۔ ایک مدت تک ان حدود میں رہا۔ مردم کچھ سے استمداد و آدمیوں کی کمکی کی۔

جب جام فیروز موضع جاجکان ورا ہان میں پہنچا تو قریب پچاس ہزار سوار و پیادہ کے اس پاس جنگ کے آہنگ سے مہیا ہوئے۔ ولایت ٹھٹہ میں ایک غلغلہ و زلزلہ ڈال دیا۔ محمد مسکین ترخان و میر فرخ و سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت امرا نے مرزا شاہ حسین پاس جاکر صورت واقعہ کو ظاہر کیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک جماعت کو ٹھٹہ میں چھوڑ کر شہر کو مضبوط کیا خود اعدا کے دفع کی طرف متوجہ ہوا۔ کوچ بکوچ چلکر جنگ جام فیروز کے لئے روانہ ہوا جب ان حدود میں پہنچا تو لشکر کو ترتیب دیکر روانہ ہوا۔ جب مخالفوں نے یہ مغلوں کا لشکر دیکھا تو سب گھوڑے پر سے نیچے اترے اور سروں پر سے پگڑیاں اتاریں اور سب نے اپنے تئیں چادروں کے سروں سے وابستہ کرکے لڑنا شروع کیا اہل سند و ہند کا قاعدہ ہے کہ جب وہ لڑائی میں مرنے کا ارادہ مصمم کر لیتے ہیں تو گھوڑوں سے اتر کر پیادہ ہوتے ہیں اور سروں کو برہنہ کرتے ہیں۔ چادروں کے کمر بندوں کو آپس میں باندھ لیتے ہیں کہ کوئی انمیں سے بھاگ نہ جائے۔ مرزا شاہ حسین نے یہ حالت ملاحظہ کرکے اپنے امرا کو فتح کی مبارکباد دی اور اشارہ کیا کہ تیر و کمان پر ہاتھ لیجائیں اور خود دعا پڑھ کر گھوڑے پر سوار ہوا صبح سے شام تک لڑائی ہوئی قریب بیس ہزار آدمیوں کے میدان جنگ میں مقتول ہوئے۔ جام فیروز گجرات بھاگ گیا اور وہیں رہا جب تک حضرت عزرائیل اسکی ملاقات کو آئے تین روز تک میدان جنگ میں شاہ حسین مقیم رہا گھوڑے اور اسباب جو ہاتھ آئے تھے سپاہ اور امرا کو تقسیم کرتا رہا۔ بعد ازاں شہر ٹھٹہ میں آیا تغلق آباد میں سکونت اختیار کی۔ چھ مہینہ بعد بکر کو گیا۔ پھر سیوستان میں آیا۔ یہاں سے بکر کو گیا شیخ میرک و شاہ قطب الدین جو اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے قندہار سے سند میں آئے۔

۹۲۸ھ کی اوائل میں مرزا شاہ حسین نے سنا کہ جاروداو بارہ و بنیتی و آہن میں ایک جماعت دہر و باجی وغیرہ ہمیشہ پرگنہ ماتیلہ و مہر وغیرہ کی رعایا معترض ہوتی ہے اسلئے بابا احمد سید فاضل کوکلتاش کو اس جماعت کی تادیب کے لئے لشکر سے مامور فرمایا۔ سپاہ کا سرانجام کیا انواع ہمیں تو ان

جانی کرنی خوب نہیں ہے ۔ دوسرے روز شاہ حسین قلعہ سیوراے کے متصل فروکش ہوا اور
اوسنے حکم دیا کہ قلعہ کو خاک کی برابر کریں پھر یہاں سے قلعہ مو کی طرف گیا ۔ شیخ روح اللہ جو
یہاں کے بزرگوں میں تھے اُسسے ملنے آئے اور اہل قلعہ کا اضطرار و عجز بیان کیا ۔ شاہ حسین
نے مرزا اسکین ترخان کو فرمایا کہ ایک جماعت کو ساتھہ لیکر قلعہ کے اندر جاکر ذخیرونکو دیکھے اور
اسمیں کوئی لنگاہ و بلوچ ہو تو اوسکو قلعہ سے باہر نکال دے اور جو شخص کہ شیخ حماد کی خانقاہ میں پناہ
لے جائے اسسے کچھہ تعرض نہ کرے ۔ غرض اس جماعت کو اوسنے معاف کیا اور ایک جماعت
سپاہیوں کی جو تھی اوسکو وہ باندہ کر مرزا کے پاس لایا ۔ مرزا نے دو تین روز قلعہ مو میں قیام کیا
اور قلعہ کی سیر کی اور مو کے شیخوں سے عہد لیا کہ اوسکے آدمیونکی آمد و شد کا کوئی متعرض نہو
اور ہمارے مخالفوں کو وہ آنے نہ دیں ۔ بعد ازان شیخ روح اللہ نے دہر کے جرموں کی معافی کی
درخواست کی ۔ شاہ حسین نے فرمایا کہ یہ وہ جانے اور سلطان محمود خان جانے جسکے دو بھائی
دہر کے آدمیونکے ہاتھوں سے تلف ہوے ہیں ۔ دہر کو بلایا وہ شمشیر در گردن سلطان محمود خان پاس
آیا اوسنے اوسکے گناہ معاف کر دئے ۔ پھر وہ کوچ کر کے مردم لار کی سرحد پر آیا ۔ یہاں سے
اوچہ کی عزیمت کی ۔ محبت خاں کو پانسو سواروں کے ساتھہ ہراولی کے لئے آگے بھجوایا +

مرزا شاہ حسین رزم کے عزم سے سوار ہوا اور اوچہ کی طرف چلا اور اپنے لشکر کو مرتب کیا ۔
دوسری جانب میں بھی لنگاہ کے رائے زادے اور بلوچ اور ملتان کی ساری سپاہ اسقدر جمع ہوئی
کہ شاہ حسین کے لشکر سے سوگنی تھی ۔ جب دونو لشکر برابر کھڑے ہوئے تو مغلونکی سپاہ نے آتش
قتال کو بھڑکایا ۔ بلوچوں اور لنگاہوں نے تیر و کمان کو ہاتھوں میں لیکر تیرونکا مینہ برسایا ۔ مرزا
کے برانغار اور جرانغار کو فتح ہوئی ۔ اوسنے بہلول رائے آزاد اور ایک جماعت کثیر کو دستگیر کیا
مرزا نے اس جماعت کے قتل کا اشارہ کیا ۔ مرزا کی سپاہ میدان جنگ سے شہر کے باہر آئی اور
قلعہ کا دروازہ توڑکر بری رائے آزاد لنگاہ نے فصیل پر چڑھ کر تیر و سنگ پھینکے ۔ اونکے سرداروں کے
سر جب نیزوں میں پروکر اونکو دکھائے گئے تو وہ سب منہزم ہوکر برج و بارہ سے گر کر اپنی
نجات چاہتے تھے ۔ مگر جو شخص اوچہ کا مرزا کے آدمیوں کے ہاتھہ آجاتا وہ قتل کیا جاتا ۔ شہر کے

لشکر کے لئے استعداد دو سالہ کریں +

جب مرزا شاہ حسین نے ملتان کی فتح کا ارادہ مصمم کیا تو اول وہ ارغون و نکدر و ہزارہ کی جماعتوں سے فارغ البال ہوا۔ یہ قومیں سیوی میں مع اہل و عیال رہتی تھیں اوسنے ایک ہزار سوار ساتھ لئے اور ایک ہفتہ میں یلغار کر کے قلعہ سیوی میں پہنچا۔ قلعہ کو مرمت کراکے اپنے معتمدوں کے حوالہ کیا۔ پھر تی دفعہ بلوچوں کو مطیع و منقید کیا۔ آخر کو ایک قیدیوں کی جماعت کو اس شرط و عہد پر چھوڑا کہ اونکے سردار اور بڑے آدمی اوسکی ملازمت میں پکڑ کر جاییں +

جب بابر بادشاہ ہند کی طرف روانہ ہوا تو شاہ حسین نے اپنے ایلچیوں کے ہمراہ لائق پیشکش بھیجی۔ جب شاہ حسین بابر کی خدمت میں رہتا تھا تو اوسنے میر خلیفہ سے کہ وکیل و میر دیوان بیگی سرکار بادشاہی کا تھا ایسی خصوصیت پیدا کی تھی کہ اوسکی دامادی کی امید تھی۔ اب اوسکی تجدید کے لئے عبد الباقی کی دادی شاہ سلطان کو کہ سید جعفر کی اولاد میں سے تھی بابر بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور درخواست نکاح کی۔ بابر نے گلبرگ بیگم بنت میر خلیفہ کو خلیفہ کے چھوٹے بیٹے حسام الدین ترک کے ساتھ شاہ حسین پاس بھیجدیا۔ شاہ حسین نے بیگم سے نکاح کیا اور پرگنہ باترا اور باغبانان حسام الدین کو بطریق ضیافت سپرد کئے اور تسخیر ملتان کا عازم ہوا +

سنہ ۹۳۱ھ میں شاہ حسین نے لنگاہ امیر ملتان کے دفع کرنے کے لئے ملتان کی طرف کوچ کیا اور منزلیں طے کر کے قلعہ سیورائے پر پہنچا خوب لوٹ مار کی مخالفوں میں سے جسکو دیکھا اُس کو قتل کیا۔ قلعہ سیورائے میں جو بلوچ رہتے تھے وہ اس خبر کو سنکر اوچہ کی طرف چلے گئے۔ کچھ قلعہ میں متحصن ہوئے یہ قلعہ اور قلعوں میں استحکام اور ارتفاع میں ممتاز تھا مرزا شاہ حسین ایک کولاب (تال) پر اُترا۔ سلطان محمود بکری کو قلعہ کی جانب بھیجا وہ ایلغار کر کے حوالی قلعہ میں بلوچوں کی فوج سے دوچار ہوا۔ لڑائی شروع کی اس پاس انسٹھ سوار دی سے زیادہ نہ تھے جنمیں سے ۳۰ تلوار سے ہلاک ہوئے۔ اور دوسری جانب دس آدمی مارے گئے۔ بلوچ یہ حال دیکھکر سب بھاگ گئے۔ جب یہ خبر شاہ حسین کو پہونچی تو دیوان میں سلطان محمود خان کی بڑی تحسین و آفرین کی اور خلوت خانہ میں بلا کر اپنے ہاتھ سے چوب لگاکے ملامت کی کہ ایسی تیز دوی

اس کا قصہ ترخان کا ... (margin, partially legible)

ملتان کی طرف ... (margin, partially legible)

شیخ بزرگوار مرزا حسین کی ملاقات کو گئے اور ان شرائط پر صلح کرا دی اور یہ عہد نامہ لکھا دیا
کہ اب لنگاہ راجو حد ولایت ملتان اور بکھر کی ہے اُسسے آگے لنگاہ آج کے دن سے باہر
قدم نہ رکھیں شیخ کو نو گھوڑے اور قطار شتر و نقد روپئے مرزا نے دیئے شیخ نے راضی خوشی
مراجعت کی مرزا نے حکم دیا کہ اوچہ میں ایک قلعہ بنایا جائے - اس قلعہ کی عمارتیں بحال خود
ابتک موجود ہیں - قلعہ اوچہ میں اپنے معتمد آدمی مقرر کئے اور مراجعت کی - اقبال خان جو سلطان محمود
لنگاہ کا کوکہ تہا مرزا شاہ حسین کی ملازمت سے مشرف ہوا اور دولتخواہی کا اظہار کیا - مرزا نے
اوسپر کمال التفات کی +

اقبال خان نے عرض کیا کہ قلعہ دلاور میں خزینے اور دفینے بہت ہیں اور سلاطین کا اندوختہ
وہاں بہت کچھہ ہے - غازی خاں وہاں کے حاکم کے نام حکم صادر ہوا کہ اس وقت ہم قلعہ اوچہ میں
تشریف فرما ہیں تجکو سزاوار یہ ہے کہ بلاتوقف مع اہل قلعہ ہماری ملازمت میں حاضر ہو - مگر
غازی خاں اپنی حصانت حصار کے پندار میں تہا وہ نہ حاضر ہوا تو مرزا نے غرۂ رجب کو لشکر کو حکم دیا کہ اپنے
غلہ ہمراہ لیکر ایک مہینہ کا آذوقہ لیکر دلاور کے قلعہ پر جائے سنبل خاں سواروں خاصہ خیل و توپچیوں
و پیادوں کو لیکر دلاور کے قلعہ کو گھیر لیں اور مورچلوں کو تقسیم کر کے محاصرہ و محاربہ میں مصروف
ہوں - یہ قلعہ نہایت مضبوط بے آب بیابان میں واقع تہا - چابک دست کاریگروں نے تین روز
کے عرصہ میں تین سو کنوئیں کہود لیئے - لشکر میں پانی کی افراط ہو گئی - چار روز کے بعد مرزا خود
تشریف لایا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا - اسباب قلعہ گیری کو ترتیب دیکر تیر و سنگ پہینکنے شروع کیے
اہل قلعہ کا حال تنگ ہوا انکو کسی جگہہ سے کمک و مدد کی امید نہ تھی - آخر الامر سنبل خاں نے
دو نو طرف قلعہ میں نقب لگا کر برج و بارہ کو دروازہ کے آگے سے اوڑا دیا - اہل قلعہ نے
حقے و شعلہا ر آتش پہینکے - بہت سے اہل قلعہ مقتول ہوئے اور باقی اسیر ہوئے - اور مرزا نے خزینے و
دفینے کے لیئے اپنے معتمد آدمی مقرر کیئے - صبح کو اس دولت کو سپاہ میں تقسیم کیا اور اپنے خزانہ
میں داخل کیا - مرزا نے اوچہ میں مراجعت کی اور وہاں سے بکہر میں پندرہ روز میں آیا -
بساط عیش و عشرت بچھایا +

آدمیونکو غارت کیا۔ اس اثناء میں سید زین العابدین بخاری شیخ ابراہیم و شیخ اسمعیل جمالی و
قاضی ابوالخیر و قاضی عبدالرحمن مرزا شاہ حسین کی خدمت میں آئے صورت واقعہ کو بیان کیا
تو مرزا نے حکم دیدیا کہ اب آدمیونکا کوئی متعرض نہو۔ اور قیدیونکو چھوڑدو اور جو کوئی حکم کے
خلاف کام کرے اوسکے سر کو نیزہ پر لٹکادو اور قلعہ و عمارت اوچہ کو ڈہا دو عمارات اوچہ کی
چوب کشتیوں میں لدکر بکر میں آئی +

جب حسین شاہ کے اس غلبہ کی خبر سلطان محمود لنگاہ کے کان میں آئی تو اوسنے سرحدوں میں
اپنے آدمی بہیجے کہ لشکروں کو جمع کریں ایک مہینے کے عرصہ میں اسی ہزار پیادہ سوار جمع ہوئے
اس سپاہ میں بلوچ و جٹ و رند و دادی اور اور قومیں تہیں سلطان محمود میدان رزم
و پیکار کے عزم سے نہایت نخوت کے ساتہ ملتان سے چلا۔ مرزا شاہ حسین سلطان محمود کی جمعیت
کا حال سنکر گھارہ کے کنارہ پر آنکر انتظار میں بیٹہا۔ سلطان محمود لنگاہ نے ایک ماہ ملتان کے
باہر اسباب و ادوات جنگ و حرب کو ترتیب کیا۔ اس کو اپنے لشکر پر بڑی نخوت تہی اپنی
فتح کا یقین تھا ؎

بیخبر زانکہ نقشبند قضا — در پس پردہ نقشہا دارد

شیخ شجاع بخاری کہ نسبت دامادی کی سلطان حسین لنگاہ سے رکھتا تہا اور امور ملکی اور مالی میں
اسکا ہاتہ قوی تہا اوسنے اہل حرم خاصہ خیل میں سے کسی کے ساتہ خیانت کی سلطان محمود کو
اسکی خبر ہوئی وہ اسپر ایسا خفا ہوا کہ اوسکے خوف کے مارے شیخ نے اپنے صاحب کے ہلاک
کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ دیکہا اور سارے حقوق کو طاق پر رکھ کر زہر ہلاہل جو خزانہ میں
اوروں کے ہلاک کرنے کے لئے رکھا گیا تہا وہ لیکر اوسنے خود سلطان محمود کو پلایا نیم جرعہ میں
وہ ایسا مست ہوا کہ پہر بیدار نہ ہوا سلطان محمود کی والدہ کو جب اس واقعہ پر اطلاع ہوئی
تو اوسنے اوسی منزل میں توقف کیا سپاہ کو اور سب امراکو اسپر مطلع کیا۔ اکثر سپاہ میں بلوچ
تہے وہ آشفتہ ہوئے لنگاہ کے آدمیوں میں سے سلطان حسین پسر سلطان محمود کو مسند حکومت پر
بٹھایا اور اب سوا مصالحہ کے کچھہ اور چارہ نہ دیکہا شیخ بہاء الدین سے التماس کیا کہ صلح کرادیں

مرزا شاہ حسین نے آدمیوں کا یہ اضطراب دیکھ کر ملتانیوں کے مارنے سے ہاتھ کھینچا

—— جب محاصرہ پر ایک سال گذر گیا اور اہل حصار کا کام بجان اور کارد با ستخوان پہنچا۔ ربیع الاول ۹۳۲ھ میں ارغون کے بہادروں نے اکثر دشمنوں کا قالب اپنے زخم جانگداز سے خالی کیا اور ایک جماعت سحر کو لوہاری دروازہ کو توڑ شہر میں داخل ہوئے لوٹ مار شروع کی سات سال کی عمر سے ستر سال کے آدمی تک قید کئے غرض ملتان میں ایک قیامت برپا کی۔ دس بارہ روز تک شہر کو غارت کیا۔ محبت خاں نے خانقاہ میں جا کر آدمیوں کو لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور اس مزار میں بڑی خونریزی کی۔ قوم لنگاہ کے آدمی اور ملتانی اکثر قتل عام میں ہلاک ہوئے۔ اس تاراج میں جواہر نفیس و نقود نا معدود مغل کی سپاہ کے ہاتھ آئے مرزا شاہ حسین کا غصہ دہیما ہوا۔ باقی رعایا پر اوس نے ترحم کیا اور حکم دیا کہ مردوں کو اٹھا کر مغاکوں میں مدفون کریں اور آیندہ کسی شخص کے مزاحم نہ ہوں سلطان محمود کے دختر اور پسر سلطان حسین کو شیخ بہاء الدین مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لائے۔ مرزا نے ان دونوں کو مسکین ترخان کو حوالہ کیا ترخان نے سلطان محمود کی بیٹی سے شریعت کے موافق نکاح کیا۔ پسر کو اپنا فرزند بنایا۔ مرزا شاہ حسین یہاں دو مہینے ٹھیرا۔ اور پھر بکر میں چلا گیا۔ دولت آخر کو خواجہ شمس الدین کے ساتھ ملتان کی حکومت کے لئے متعین کیا۔ دو سو سوار سو پیادہ و سو توپچی مقرر کئے شیخ شجاع بخاری اور بعض خاصہ خیلوں سلطان محمود لنگاہ کا مواخذہ کیا اور ڈنڈ لیا۔ اور روپیہ اونسے لیا مرزا شاہ حسین بکر میں تشریف لایا تہا کہ امراے ٹھٹھہ کی عرضداشت آئی کہ کنگار ٹھٹھہ پر لشکر کشی کا ارادہ کہتا ہے مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت کی۔ دولت آخر اور خواجہ شمس الدین و لنگر خاں ملتان میں گیارہ مہینے رہے۔ پھر لنگر خاں بابر بادشاہ پاس چلا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مرزا شاہ حسین نے ملتان کو بابر بادشاہ کی پیشکش میں دیا دولت خور اور شمس الدین کر بیٹن چلے آئے اور بابر بادشاہ نے محمد کامران کو ملتان عنایت کیا

اوپر بیان ہوا کہ امراء ٹھٹھہ نے عرضداشت بہیجی تھی کہ کنگار کا ارادہ ٹھٹھہ کی تسخیر کا ہے مرزا شاہ حسین ایلغار کر کے نواحی ٹھٹھہ میں آیا اس اثنا میں کنگار کا ایلچی مرزا شاہ حسین کے پاس آیا

سنہ ۹۳۱ھ کے آخر میں سلطان محمود کی وفات کے بعد اوسکے اقربا اور امرا میں منازعت وعداوت شروع ہوئی ہر ایک نے اپنے ناحیہ کو مستحکم کیا اور کسی غیر کی اطاعت کی سلطان حسین اوس کا چھوٹا بیٹا جو جانشین ہوا تھا شیخ شجاع بخاری کے اور عورتوں کے ہاتھ میں تھا اور کوئی کام نہ کرتا تھا۔ اسلئے فتنہ وفساد جبر وظلم وتعدی ملتان میں پیدا ہوئے۔ اس سبب اکابر وعالی ورعایا اور حاکم کے طالب ہوئے لنگرخان جو سلطان محمود کے امرا میں سے تھا دہ شاہ حسین پاس آگیا اور اوس سے یہ حال بیان کیا اور بلدہ ملتان کی تسخیر پر اوسکو مستعد کیا مرزا نے سکین خان کو قراول بنا کے بہیجا شیخ اسمعیل قریشی عمدۃ المشایخ کو برسم رسالت مرزا پاس اہل ملتان نے بہیجا مرزا نے شیخ کی بہت تعظیم وتکریم کی اور مہمانی کا طریق برہ وجہ بہی پایا مگر جب شیخ نے صلح کی تمہید میں گفت وشنید کی تو اوس پر کچھ فائدہ مرتب ہوا۔ تو شیخ نے لنگرخان سے کہا کہ مجھکو ٹھٹہ میں جہاں میرے عزیز ہیں وہاں بہیجد لنگرخان نے مرزا سے کہہ کر اوسکو ٹھٹہ میں اوسکے عزیزوں پاس بہیجدیا اور حوالی ٹھٹہ میں ایک موضع بطور سیور غال کے دلوادیا۔ لنگرخان نے مرزا کا لشکر لیکر کہلوان کو تاخت وتاراج کیا۔ غلہ ومویشی تمام اسباب مرزا کے لشکر نے لے لیا محاصرہ ومحاربہ کا آغاز کیا۔ والی ملتان نے اپنے بہائیوں میں سے ایک بہائی کو شیخ شجاع بخاری کے ساتھ مرزا شاہ حسین کی خدمت میں بہیجا۔ اور اطاعت کا اظہار کیا۔ مرزا نے ان پر نوازش کی اور فرمایا کہ تو اپنے بہائی سے کہہ کہ قلعہ سے نکل کر ہماری بندگی واطاعت کو قبول کرے تاکہ ہم اوسکو قلعہ دیکر واپس چلے جائیں اونہوں نے قلعہ کے اندر جاکر یہ پیغام سُنایا قوم لنگاہ اپنے غرور کے سبب باہر نہ آئی سپاہ ارغون کے دفع کے درپے ہوئی۔ آتش حرب گرم ہوئی حصار کے دروازونکو کہول کر تیغ وتیر ہاتھ میں لئے اور ایک عجیب کارزار کی اور مرزا شاہ حسین نے غصہ میں آکر تیر وتفنگ کا مینہ برسایا شہر ملتان میں غلہ کا قحط عظیم واقع ہوا۔ ایک گائے کی سری دس تنکہ کو اور ایک من غلہ سو تنکہ کو بکتا تہا اور اکثر آدمی گائے کا پوست وچرم جو کہانے کے قابل نہ ہوتا تہا کہاتے تہے شیخ شجاع بخاری نے یہ ظلم برپا کیا جس شخص کے گہر میں غلہ کا گمان ہوتا تہا اس بیچارہ کو لوٹ لیتا تہا۔ اس ناہموار کام سے لوگ ایسے عاجز ہوئے کہ دوسرے حاکم کے لئے دست بدعا رہتے تہے اور قلعہ کے ایک بازو سے خندق میں گرکر جان پر کہیل جاتے تہے

فتح ملتان کا محاصرہ مرزا شاہ حسین

مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ سندھ کے مغلوں کو قلعہ حوالہ کر دوں۔ مگر مادر خضر خاں پاس جب سلطان محمود
نے پیغام بہیجا تو اوس نے اپنے معتمدوں کے ہاتھ ایک لاکھ فیروز شاہی مرزا شاہ حسین پاس اور
اور تیس ہزار فیروز شاہی سلطان محمود خاں پاس بطور مہمانی روانہ کیں۔ مرزا شاہ حسین نے
اپنے یہاں آنے کی بادشاہ کو اطلاع دی کہ امرا شاہی میں خضر خاں کی پیشکش آئی۔ مرزا
شاہ حسین نے پندرہ روز نواحی پٹن میں توقف کیا سلطان محمود خاں نے حوالی احمد آباد میں جا کر
گجراتیوں کا مال خوب لوٹا۔ مرزا شاہ حسین سے میر فرخ نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ نے یہ حکم بہیجا کہ ہمارے
لشکر میں آن کر ملجاؤ تو بادشاہ کے لشکر میں جانے کے سوا کوئی علاج نہ ہوگا جب ارغون اور
ترخان کے سپاہی امرا چغتائیہ کے سامان کو اور بادشاہ ہمایوں کو گجرات کے خزانوں کو سپاہ میں
تقسیم کرتے ہوئے ملاحظہ کرینگے تو کون سپاہی ہمارے پاس رہیگا سب جدا ہو جائینگے مصلحت
یہ ہے کہ ہم اولٹے چلیں مرزا شاہ حسین اور اکثر امرا کو یہ بات معقول معلوم ہوئی۔ مرزا قاسم بیگ
لار کے ہاتھ بادشاہ پاس عرضداشت بہیجی کہ میں اپنی کل سپاہ یہاں لے آیا۔ اب امرا
اور ٹھٹہ کی عرضداشت آئی کہ وہاں کے زمینداروں نے جمعیت کر کے اس ولایت کو غارت کرنا شروع
کر دیا اس ضرورت کے سبب سے میں مراجعت کرتا ہوں ہمایوں بادشاہ کے احمد آباد میں پہنچنے سے
بیس روز پہلے ۹۴۲ھ میں ٹھٹہ میں مرزا شاہ حسین چلا آیا اور مراجعت میں قوم جاریچہ و سودہ
کو قتل کیا + جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات اور بنگالہ فتح کر لیا تو مرزا شاہ حسین نے
میر علیکہ ارغون کو فتوح کی تہنیت کے لئے اور میر خوش محمد کو فتح قندھار کی مبارکباد کے لئے ہمایوں
بادشاہ پاس بہیجا تہا۔ انہوں نے ہمایوں اور اعیان مملکت کو نہایت غضب میں دیکہا تو وہ بادشاہ کی
اجازت بغیر مرزا شاہ حسین پاس چلے گئے اور جا کر اونہوں کہہ دیا کہ عنقریب ہمایوں کی سلطنت
کا زوال آنے والا ہے چنانچہ یہی ہوا کہ ہمایوں کو شیر شاہ نے ہندوستان سے نکال دیا
مرزا شاہ حسین ٹھٹہ سے بکر میں آیا۔ اپنے پرگنات کی خرابی کے لئے افواج متعین کی عند باغ
بکر کساو اور باغات اور عمارات کی تعمیر میں مصروف ہوا اور قلعہ بکر کی شکست و ریخت کی مرمت
کی اور اجناس کے ذخائر۔ اور بہت ملف و سیرم قلعہ میں جمع کئے جب شیر شاہ سے ہمایوں

اور اوسنے کہا کہ آمر ارانی کو کہ کنگار کا بہائی تہا تم نے قتل کیا ہی اوسکے خون کے انتقام کے لئے آدمی مجتمع ہوئے ہین چونکہ آپ ملتان کی تسخیر کو گئے ہوئے تھے آپکے اہل عیال کی حرمت کی نگاہداشت کے سبب اونکے سر پر مین نہین چڑہا اب آپکو ہم سے صلح کرنی چاہیے اور ملک سندہ میں سے کچھہ ہمکو دینا چاہیے۔ مرزا شاہ حسین نے کہا کہ سوا جنگ کے ہمارے پاس کچھہ اور جواب نہین ہے۔ آمر ارانی کے خون نے جس میدان کو رنگین کیا ہی ہنوز اوسکا اثر باقی ہے۔ بہلا اتنے کہ تم میری طرف آؤ میں تمہاری طرف آتا ہون مرزا شاہ حسین نے کچھہ آدمی اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے لئے ٹہٹے میں چھوڑے اور خود لشکر کنگار کی طرف عازم ہوا جب حوالی کچھہ مین پہنچا تو لشکر میں غلہ کی کمی ہوئی اس سبب سے آدمی دلتنگ ہوئے مرزا شاہ حسین نے باتفاق امرا اس میں صلاح دیکھی کہ چاروں طرف جو فوج قریب ہو وہ آجائے۔ سلطان محمود بکری و میر فرخ و حسن بکدری اور مرزا عیسی و میر علیک کی فوجیں تیار ہوئین کنگار نے بھی یہ خبر پاکر مرزا کم آدمیوں کے ساتھہ آیا ہی دس ہزار سوار و پیادہ لیکر مرزا کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا اور کنگار میں تین مہینے تک لڑائی رہی مرزا کو فتح ہوئی۔ اونٹ گھوڑے و اسباب و مویشی بے نہایت سپاہ کے ہاتھہ آئے مرزا شاہ حسین مظفر و منصور بلدہ ٹہٹہ میں آیا اور پندرہ برس تک امن و امان و عیش و آرام میں بسر کئے۔

ہمایوں بادشاہ کا گجرات کی مہم میں مرزا شاہ حسین کا بلانا اور واپس جانا +

سنہ ۹۴۲ھ میں جب ہمایوں بادشاہ گجرات کی مہم کو روانہ ہوا ہے تو اثنائے سفر میں مرزا شاہ حسین کو فرمان بہیجا کہ یکجہتی کا طریقہ اختیار کرکے گجرات میں آؤ اور حدود پٹن میں توقف کرکے عرضداشت بہیجو اور پہر جو حکم ہو اوسکی تعمیل کرو۔ مرزا شاہ حسین جمعیت تمام کے ساتھہ نصرپور سے سوار ہوکر رادہن پور کی راہ سے پٹن میں آیا خضر خاں جو یہاں پہلے سے سلطان بہادر بادشاہ گجرات کی طرف سے حاکم تہا وہ متحصن ہوا اور حوالی پٹن کی مراعی و مواشی کو دور بہیجدیا۔ سلطان محمود خاں پانچ سو سوار لیکر آگے گیا اور بعض دیہات کو غارت کرتا ہوا پٹن سے سات کروہ پر مقیم ہوا۔ سلطان محمود خاں نے خضر خاں پاس آدمی بہیجا کہ مرزا شاہ حسین سپاہ گراں کے ساتھہ آیا ہے تجہے لائق یہ ہے کہ تو اوسکی ملازمت سے مشرف ہو اور قلعہ کو تسلیم کر اور عیال و اطفال کو سلامت جہاں چاہے لے جا۔ اسکے جواب میں خضر خاں نے لکہا کہ سلطان بہادر مجہے سلامت چاہتا ہے

ملک گجرات و صوبت کو تسخیر کر لونگا - اگر لشکر شاہی وہانسے شیرخاں افغان کی جانب جائے گا
تو بندہ دل و جان سے ہمراہ ہوگا - بادشاہ نے اول اوسکی باتون کو قبول کیا - مگر آخر کو امرا و وزرا
بادشاہی نے خلوت میں مرزا شاہ حسین کے مدعا کے خلاف عرض کیا کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ پرگنات و
قصبات کو مرزا ویران کرتا ہے - اگر سچے دل سے بادشاہ کا دولت خواہ ہے تو اپنے قلعون کو
پیش کش کرے تاکہ ہم انہیں اپنے زن و فرزند کو رکھکر قلعوں کو مضبوط کریں اور گجرات کی تسخیر کے
لئے مصروف ہوں - شیرخاں افغان کہ غنیم و دشمن ہمارا ہے لاہور میں بیٹھا ہے یہ استدعا
مرزا شاہ حسین کی صلاح و صواب سے دور معلوم ہوتی ہے - یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ بکر کا
محاصرہ یادگار ناصر مرزا کرے - مرزا یادگار ناصر مدرسہ میں کہ شاہ حسین کے دیوان خانہ برج کا
محاذی تہا جاکر اوترا - مرزا ہندال اور باقی اور مرزا دریا کے کنارہ کے نیچے آئے - یہ خبر شاہ حسین
کو پہونچی تو اوسنے کہا کہ بکر سے میری خاطر جمع ہے کہ بادشاہ باغ سے باہر نہیں نکلے گا - مرزا اور
امرا کہ محاصرہ کے متصدی ہونگے وہ آلات اور ادوات قلعہ کشائی ساتھہ نہیں رکھتے اس لئے
ان سے کچہہ کام نہیں ہوگا - اوسنے سلطان محمود خاں و میرجانی ترخان و پاینده محمد قریش و
چیلمہ ارغون و دولت خاں کہ قلعہ کی حفاظت و حراست کے لئے مقرر تہے اونکو لکھا کہ ہوشیاری
اور بیداری میں کوئی تقصیر نہ کرے اور عنان اقتدار کو سلطان محمود کے ہاتہہ میں کہیں اور
اوسکی صلاح و صوابدید کے کوئی باہر نہ جائے - چند روز بعد طرفین سے توپ و تفنگ اندازی شروع
ہوئی - لکہتے ہیں کہ بادشاہ ہمایوں کے پاس دو لاکہہ آدمی جمع ہو گئے تہے - نازجمعہ میں
اوسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا - بعض زمینداروں نے کسی قدر غلہ اور چارپائے بہیجے - بادشاہ
نے حکم دیدیا کہ زمیندار جو غلہ لائیں اوسکو جس نرخ پر چاہیں بیچیں آدمیوں کے ازدحام سے
غلہ کا قحط اوپر گیا - بہت لوگ بہوکے مرنے لگے - بادشاہ نے یہ حال سنکر خزانہ سے زر وافر
سپاہیوں کو دیا مگر کسی طرح قحط کی صعوبت لشکر شاہی میں کم نہ ہوئی - بادشاہ نے مرزا ہندال
کو پاتر میں بہیجدیا - شاہ حسین کے جو ایلچی میرک پورانی اور مرزا قاسم آئے تہے انکو رخصت کیا
اور منشور بہیجا جسپر اپنے ہاتہہ سے یہ لکہہ دیا کہ شاہ حسین بیگ اسلام آنکہ انچہ التماس نمودہ بود

شلقیس باکر لاہور میں ربیع الاول ۹۴۸ھ میں آیا - اور یہاں اوسکے عزیزوں اور ہمراہیوں نے
اوسکے ساتھہ دینے سے جواب دیا تو وہ - رجب ۹۴۸ھ میں لاہور سے سند کی جانب چلا - اواخر
شعبان میں وہ اوچہ کے محاذی پہنچا - یہاں سے اول رمضان میں سند کی جانب نہضت کی -
مرزا شاہ حسین خبردار ہوا تمام ولایت سندہ کو ویران کیا تاخت و تاراج کرکے رعایا کو پریشان و
درہم کیا ۲۰ رمضان کو قصبہ لوہری (روری) میں خیمہ زن ہوا حمزہ چار باغ سبز لوکہ میں کہ نزاہت
اور لطافت میں بے نظیر تہا فرکش ہوا سلطان محمود خان نے حوالی بکر کو ویران کرکے قلعہ داری کو
مستحکم کیا کشتیوں کو اس طرف سے لیجاکر قلعہ کے نیچے اونکا لنگر ڈالا - بادشاہ نے سلطان محمود خان
کے نام فرمان بہیجا کہ وہ آستان بوس ہو اور قلعہ ملازمان درگاہ کو حوالہ کرے اونسے عرض کیا کہ
میں شاہ حسین کا نوکر ہوں جب تک وہ ملازمت میں حاضر ہو میرا آنا نمک خواری کے آئین میں پسندیدہ
نہیں ہے اور مرزا شاہ حسین کے بغیر اجازت کے قلعہ سپرد کرنا بھی سزاوار نہیں ہے - بادشاہ نے
اسکا یہ عذر قبول کرلیا غلہ کم بہم پہنچتا تہا مہتر اشرف کو کہ میر بازار تہا سلطان محمود خان بکری کے
پاس بہیجا اسنے جاکر یہ حال اسسے عرض کیا تو اونسے پانچسو خروار غلہ بادشاہی آدمیونکو دیدئے
اور بعض باکولات بہیجے - میر محمد طاہر صدر اور سمند بیگ کہ بادشاہی ملازمان معتمد تہے - بادشاہ
نے مرزا شاہ حسین پاس ٹھٹہ میں بہیجے - اور مواعد عنایات و مواثیق اخلاص کہ حضرت بابر بادشاہ
کو مرزا شاہ حسین کے ساتہہ تہے یاد دلائے - مرزا شاہ حسین نے بادشاہی فرستادوں کا آداب اعزاز
کیا اور چند روز اونکو اپنے پاس رکھا شیخ میرک پورانی و مرزا قاسم طغائی کو لایق پیش کش کے ساتھ
حضرت بادشاہ پاس بہیجا - ان آدمیوں نے جاکر بادشاہ کے سامنے پیش کش رکھی اور عرضداشت
پیش کی جسکا مضمون یہ تہا کہ ولایت بکر کم محصول ہے اور ولایت جاجکان معمور ہے اور آبادی
و کثرت زراعت اور غلہ کی افراط میں حضور کی دولت کے مناسب بہی ہے - بہتر ہوگا کہ عنان
عزیمت اس طرف معطوف ہو اور اس کو اپنے تصرف میں لائیں میں بہی عنقریب خدمت
میں حاضر ہوتا ہوں - یہ میری عین سعادت و دولت ہیکہ حضور اس حدود میں تشریف لائے اور
بہ تدبیر حضور دل کے تمام دغدغونکو دور کرکے اپنے تمام لشکر کو لیکر حضور کی رکاب کے ساتھہ ہوگا

مرزا ناصر یادگار حوالی بکر میں تہا - اوسکو غافل پاکر دو دفعہ اہل بکر نے اُسپر حملہ کیا اور محمد علی قابوچی
وشیردل بیگ اوراکیا اور جماعت مجروح و مقتول ہوئی - قلعہ کی بہی ایک جماعت کثیر مجروح
ہوئی اور بعض آدمی مقتول ہوئے تیسری دفعہ اہل قلعہ نے دلیرانہ باہر نکل کر لہری کے کنارہ پر
ایک بن میں جنگ کی - اس مرتبہ مرزا خود سوار ہوا اور دست برد خوب کی مردم قلعہ بہاگ گئے
بعض پانی میں خود چلے گئے اور بعض کشتی میں سوار ہوئے کچھہ مقتول ہوئے - انہیں ایام میں
مرزا شاہ حسین نے بابر قلی مہردار کو مرزا یادگار ناصر پاس بہیجا اور سلسلہ محبت کو تحریک دیکر یوں
اظہار کیا کہ میں بوڑہا ہوگیا ہوں اور فرزند نہیں رکہتا - اپنی بیٹی کی تم سے نسبت کرتا ہوں چند روز
میری حیات کے باقی ہیں اور امین امور سلطنت مجہہ سے تعلق رکہتے ہیں میرے بعد تم ہی تم ہو -
بہت سے خزانے تم کو دونگا اور تمہارے ساتہہ اتفاق کرکے ملک گجرات کو تسخیر کرادونگا
غرض ایسے وعدوں سے مرزا یادگار ناصر مرزا کو شاہ حسین نے پرچالیا - اوسنے بادشاہ سے مخالفت
اختیار کی - بادشاہ نے لشکر کی عسرت کو دیکھہ کر بار بار مرزا یادگار ناصر مرزا پاس آدمی بہیجکر
بلایا مگر مرزا نے آرے بلے بتلائے اور نہ آیا جب بادشاہ کو یادگار ناصر مرزا کی مخالفت کی خبر
ہوئی تو حوالی سیوستان سے فوراً بکر کو روانہ ہوا اس اثنا میں قنبر بیگ رعونت بہاگ کر قلعہ
سیوستان میں چلا گیا - اور چند اور آدمی بیوفائی کرکے لشکر سے جدا ہوگئے - بادشاہ لہری
میں اُترا کسی ضرورت کے سبب یادگار ناصر مرزا بادشاہ پاس آیا - کچھہ غلہ بادشاہی سپاہیوں کو
دیا - بے غلہ ہونے کے سبب بادشاہی لشکر کو بڑی تکلیف تہی - بادشاہ نے تردی بکاول
ساتہہ الوس خاصہ کو سلطان محمود خان کے پاس بہیجا - سلطان نے ان سب آدمیونکو خلعت دئے
اور ہر شخص کو غلہ و زر دیکر رخصت کیا جب بادشاہ کا یہ پیغام سنا کہ لشکر میں غلہ کم آتا ہے مطبخ
خاصہ کے خرچ کے لئے کچھہ گیہوں کچھہ چاول بہیجدو تو اوسنے مرزا شاہ حسین کے امرا سے بادشاہ
کی درخواست کو بیان کرکے اسے مشورہ لیا - وہ کچھہ کم غلہ بہیجنے کو کہتے تہے مگر اوسنے مطبخ کے
خرچ کے واسطے سو خروار آرد و سو خروار گندم دسو خروار برنج و ماش دکہند اور اور غلوں کے
بہیجدیئے - مگر کمی غلہ کے سبب لوگ ایسے متفرق ہوگئے تہے کہ کسی طریق سے یہ فریق نہ جمع ہوئے

بموقف قبول پیوست بشرطیکہ از روے عقیدہ آمدہ ملازمت کند والسلام +

مرزا شاہ حسین مدتوں تک اپنے آنے کے وعدہ کرتا رہا۔ امراء اور ارغون اوسکے ساتھ اس مشورہ میں متفق نہ تھے اسلیئے اوسنے اپنے آنے کو تاخیر میں ڈال دیا۔ بادشاہ نے ولایت بکر کو ناصر یادگار مرزا کو دیدیا اور خود سیوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ اسے شاہ حسین خبردار ہوا بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے میر فرخ ارغون و محمود و میر محمود دسارباں و علی محمد کوکاتاش و میر دوست و شیر علی ارغون کو سیوستان کی محافظت و حراست پر تعین کیا۔ ان آدمیوں نے قلعہ میں جلد جاکر حوالی قلعہ کی عمارات و باغات کو ویران کیا۔ ۱۷۔ ماہ رجب ۹۴۹؁ کو بادشاہ ہمایوں سیوستان میں آیا۔ یہاں اوسکے لشکر میں غلہ کی عسرت کم ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اہل حصار کو تنگ کیا مرزا شاہ حسین ٹھٹھہ سے موضع سن میں آیا خندق اوسکے گرد کھودی اور بہت سی کشتیاں جمع کیں اور یہاں اقامت اختیار کی میر علیکہ ارغون کو سیوستان کے آدمیوں کی دلداری کے لئے بھیجا۔ میر علیکہ و میر سلطان قلی بیگ اور ایک جماعت کے ساتھ سوار رات کو بادشاہ کے لشکر میں آن کر بازار کی جانب راستہ سے قلعہ میں چلے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ نقب لگائیں۔ اس کام کے کاریگروں نے نقب لگا کر کے برج و بارہ کو اڑایا میر فرخ نے فی الحال وہاں اندر کی دیوار کو اٹھا کر توپیں لگائیں اور قلعہ میں پانی لاکر روئے نقب پر ایک حوض پانی سے بھردیا۔ مخالفوں نے نقب میں آگ لگائی تو پانی نقب کے منہ سے جاری ہوگیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ قلعہ مستحکم ہے اور آلات کشائش موجود نہیں سات مہینے محاصرہ میں لگ گئے اور کچھ نہیں ہوا۔ ہوا مخالف چلنے لگی پانی کی طغیانی ہوئی یادگار ناصر مرزا مخالف ہوکر لشکر بادشاہی سے جدا ہوگیا مرزا شاہ حسین نے غلہ کی آمد شد کا رستہ بند کردیا سپاہیوں نے غلہ کی کمی اور بے سامانی کی تنگی سے بھاگنا شروع کیا اسکے پاس سے میر طاہر صدر و خواجہ غیاث الدین جامی و مولانا عبد الباقی و خواجہ عبد الواحد تاشکندی و مولانا مصلح الدین لاری یہ سب شاہ حسین پاس چلے گئے۔ مرزا شاہ حسین نے اس جماعت کو اعزاز کے ساتھ ٹھٹھہ میں بھیجدیا یادگار ناصر مرزا پاس میر برکہ و مرزا حسن و قاسم حسین چلے گئے۔

بادشاہ نے اقامت کی مرزا شاہ حسین بھی اس لشکر کی برابر دریا پار اپنا لشکر لئے خیمہ زن ہوا اس
اثناء میں رانا ورسہ امرکوٹی نے دولت خواہی کی کہ جو سردار اس نواح میں تھے اُن کو بادشاہ کے پاس
آنے کے فرمان بھیجے اور لکھہ دیا کہ دولت خواہی کے لئے کمر بستہ ہو کر غلہ و رد غن وغیرہ جار پایہ بادشاہی
لشکر میں لائیں - ان سرداروں نے یہ جواب دیا کہ مرزا شاہ حسین کا لشکر ہمارے نزدیک ہے اگر
ہم بادشاہ کے لشکر میں چلے آئیں گے تو ہمارے فرزندوں سے اعراض کریگا - اگر تازہ لشکر بادشاہی
ایک دو سرداروں کے ساتھہ ہمارے فرزندوں کے پاس آجائے تو ہم کو جس خدمت کو فرمائے
اسپر تقدیم کر سکتے ہیں رانا ورسہ نے یہ انکا پیغام بادشاہ سے عرض کر دیا بعض بادشاہ کے ملازموں نے
عرض کیا کہ تھوڑی مدت میں غلہ اور تمام اشیاء معاش بہری ہوئی ہیں تھوڑی توجہ میں وہ ہاتھہ
آسکتا ہے - بادشاہ نے علی بیگ جلائر اور ایش تیمور سلطان کو اس کام کے لئے بھیجا مرزا شاہ حسین
خبردار ہوا مرزا عیسیٰ ترخان کو اس کام کے لئے نامزد کیا وہ اس کام کے قبول کرنے میں متردد ہوا
تو مستی سار بان نے مرزا سے کہا کہ مرزا عیسیٰ خاں بادشاہ کے مخلص دولت خواہوں میں سے ہے
یہ سنکر مرزا متفکر ہوا اوسنے عیسیٰ خاں کو نہ بھیجا اور اوس سے بدگمان ہوا اوسے بے التفاتی کرنے لگا
سلطان محمود خان کو کہ کچھہ دنوں سے بسبب بکر کے غلہ کے تلف ہونے کے معرض عتاب میں تھا
ایک گوشہ میں بیٹھا تھا بلا لیا اسکی دلداری کی اور اس مہم پر اوسکو نامزد کیا کہ ملا بہلول ایک اور
جماعت کو جو اس ناحیہ میں تھی کمک کے لئے ساتھہ لے سلطان محمود لشکر ہند و سند و ہرات کو
اپنے ساتھہ متفق کر کے ان حدود میں چلا گیا - ناگاہ ایک سحر کو دو لشکروں میں مٹ بھیڑ ہوئی
تردی بیگ نے جو بادشاہی لشکر میں تھا جنگ میں پہلو تہی کی اور شیخ علی بیگ اپنے بیٹوں
سمیت میدان جنگ میں ثابت قدم رہا اور مقتول ہوا شیخ تاج الدین لاری بھی مجروح ہوا
اور عالم بقا کو گیا ایش تیمور سلطان زخمی ہوا اور اوسکا تیغ سلطان محمود کے ہاتھہ آیا اور ایک
اور جماعت جسنے بہادری کی ماری گئی مرزا شاہ حسین کی طرف سے میر سید قاسم بیگ لار شہید ہوا
اور بعض اور مقتول ہوئے سید قاسم کا سر دو شاہ پاس بعض اوسکے ملازم لائے رانا ورسہ
نے اوسے لیکر اپنے جواہر زادی پاس کہ سید قاسم کی منکوحہ تھی بھیجا - یہ واقعہ ذی الحجہ سنہ ۹۴۸ھ

قلعہ مستحکم تہا ہر چند محاصرہ میں سعی کی گئی مگر کارگر نہ ہوئی۔ مہم قلعہ میں تعویق ہوئی۔ بادشاہ سندہ میں
سب طرح مایوس تہا کہ اس حال میں مال دیو راجہ جودھپور کی عرضداشت یہ آئی کہ میں غائبانا حضور کی
بندگی و چاکری کے حلقہ کو کان میں ڈالتا ہوں مترصد ہوں کہ قدوم بادشاہی کی سعادت پاؤں
اگر بندگان عالی اس حوالی کو مشرف فرمائیں تو میں بیس تیس ہزار راجپوتوں سے خدمتگاری
بجالاؤں اس عریضہ کے آنے سے بادشاہ نے ۱۱۔ محرم سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ع کو اوچہ کی طرف کوچ کیا۔
مرزا شاہ حسن جلد بکھر میں آیا۔ مرزا یادگار ناصر مرزا جو بادشاہ سے مخالف ہو گیا تہا اُسکی جان
کہ قندہار رہ دیہ ہے گذرا اور اوسنے چند توپ ضرب زن کہ ہمراہ تہے مرزا شاہ حسین کو حوالہ کئے
شاہ حسین ۲۴ محرم کو قلعہ بکھر کے اندر گیا اور سلطان محمود خاں پر عتاب کیا کہ کیوں غلہ کے ذخیرہ کو
تلف کیا درویش محمد انبار دار سے مصادرہ لیا اور دار پر کہینچ دیا۔ ہمایوں چند روز بعد ماتیلہ میں آیا
لشکر کے آدمی یہاں جمع ہو گئے۔ اوائل ربیع الاول میں ہمایوں اوچہ میں پہنچکر جودہ پور کی طرف
روانہ ہوا۔ ۸۔ ربیع الآخر کو بیکانیر میں آیا۔ بعض آدمی بادشاہی لشکر کے بیکانیر میں جاکر واپس
آئے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ بیکانیر کے آدمیوں سے کوئی بات کہ لائق ادب ہو نہیں سنی۔
بادشاہ سے سمندر بیگ کو کہ ہوشمندوں میں تہا مالدیو پاس بہیجا۔ فرمان عنایت آمیز صادر
فرمایا۔ خود متواتر کوچ کئے۔ سمندر بیگ جلد پہر آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ مالدیو نے
اخلاص کے مقدمات چہوڑ دئے ہیں۔ بادشاہ موضع پہلودی میں آیا جو جودہ پور سے تیس کوس
تہا تو بادشاہ کے جاسوس خبر لائے کہ مالدیو کا غدر کا ارادہ ہے شیر شاہ کے مواعید
خداع آمیز اور اوسکے غلبہ کے سبب سے اوسنے لشکر متعین کیا ہے کہ حضور کو سرراہ روک لے۔ یہ
سنکر بادشاہ نے مراجعت کی۔ راہ میں راجہ کے لشکروں کو ہزیمت دی اور جمادی الاول سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ع
میں وہ امرکوٹ میں آیا۔ یہاں اکبر پیدا ہوا جسکو سید علی شیرازی کے اترن کے کپڑوں سے
کپڑے بناکے اول پہنائے گئے۔ امرکوٹ تنگ جگہ تہی اسلئے بادشاہ سندہ کی جانب چلا
اور جون میں آیا۔ یہ شہر دریائے سندہ کے کنارہ پر واقع ہے اور ملک سندہ میں باغوں اور
نہروں کی کثرت میں و فواکہ و اثمار کی لطافت میں ممتاز ہے۔ جون سے باہر باغوں کے اور میان

دروازہ پر سے تیر و تفنگ نے آنکر اس کا مزاج پوچہا تو اوسکو معلوم ہوا کہ اوسکے آدمیوں نے کچہہ کام نہیں کیا لہری کی طرف چلا گیا۔ جب یہ خبر مرزا شاہ حسین کو پہونچی تو اوسنے شاہ محمود ... کو بکر کی حراست کے لئے متعین کیا۔ قاضی قضین وسلاد کو ہمراہ کیا۔ یہ واقعہ ۱۴ جمادی الثانی ۹۵۱ھ میں مرزا کامران نے اپنے آدمیوں کو بہیجکر مرزا شاہ حسین کی بیٹی سے عقد نکاح کی درخواست کی تہی۔ مرزا شاہ حسین نے یہ درخواست اوسکی قبول کی۔ جب ہمایوں نے کابل پر حملہ کیا اور مرزا کامران اوسے نہ لڑسکا تو وہ ہزارہ کی راہ سے سندہ میں آیا۔ مرزا شاہ حسین نے اوسکو باتر میں اتارا اور اپنی بیٹی چوچک بیگم کا مرزا سے نکاح کردیا۔ مرزا کامران یہاں تین مہینے رہا۔ پہر کابل کو گیا۔ مرزا شاہ حسین نے ایک ہزار سوار مسلح اوسکے ہمراہ کئے اور سامان اوسکا درست کیا۔ وہ غزنین گیا اور قلعہ غزنین کو تسخیر کرکے کابل کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اوسوقت ہمایوں بادشاہ بدخشاں کی طرف گیا ہوا تہا۔ چہہ مہینے بعد شاہ حسین کے سوار واپس آئے۔ ہمایوں نے مرزا کامران کو کابل سے نکالدیا۔ وہ اسلام شاہ سے ملنے ہندوستان میں آیا ۹۵۷ھ میں وہ بکہر میں آیا۔ شاہ بلہ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو رکہا اور پرگنہ تیورہ اوسکے خرچ مطبخ کے لئے مقرر کیا۔ آخرکار وہ اپنی بیوی چوچک بیگم کے ساتہہ مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ آخر زندگی میں مرزا شاہ حسین مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ اکثر اوباش واراذل اوسکے محرم کار ہوئے وہ روز بروز بڑہتے گئے مغلوں کے ساتہہ تعدی و بد اندامی و بےحرمتی کرنے لگے ۹۶۰ھ کی ابتدا میں بلدہ ٹہٹہ عربی کاہی کو حوالہ ہوا اور رعایا کا اختیار اسمٰعیل سیارہ کو دیا گیا۔ اس سبب سے آدمی مایوس و غمگین ہوئے کچہہ دنوں متحیر رہے۔ عربی کاہی کے بیٹوں نے ارغون و ترخان کو خوب ستایا۔ ایک ضعیف ارغونیہ کو لات لگاکر اسقاط حمل کیا۔ اسکی داد فریاد شاہ حسین سے ہوئی اول اوسنے سنا نہیں پہر جب اور زیادہ آدمیوں نے دہائی دی تو اوسنے حکم دیدیا کہ شیخ الاسلام میرک پورانی شرع کے موافق فیصلہ کردے۔ مرزا شاہ حسین نے قلعہ نصرت آباد کی حراست شیبہ رفیق کو کہ زرخرید غلام و معتمد تہے تفویض کی خود بکہر کو گیا اور باہر پکہر میں ۲۵ روز رہا۔ محرم ۹۶۱ھ کو قلعہ بکہر کے اندر آیا۔ اراذل مرزا کے ایسے

مرزا کامران کا آنا +

ارغونیوں کی بغاوت اور مرزا شاہ حسین کی وفات +

میں واقع ہوا۔ بادشاہ نہایت مغموم ہوا۔ محرم ۹۵۱ھ کو بیرام خاں بادشاہ پاس آگیا۔ اُسنے مصالحت کا پیغام دیا۔ مرزا شاہ حسین ارغون کی لزرہ صلح سنکر نہایت خوش ہوئے اور اُس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھے۔ اونھوں نے طرح طرح کی معذرتیں کیں اور بادشاہ کے لئے مایحتاج سفر تیار کیا۔ اور سو ہزار مثقال نقد و تین سو شتر و تین سو گھوڑے بادشاہ پاس بھیجے۔ تقصیر کا عذر کیا اور دریا کا پل باندہ دیا جسکی تاریخ بادشاہ نے صراط مستقیم کہی ربیع الاول ۹۵۰ھ میں بادشاہ نے جون سے پل پر عبور کیا۔ بہم مذکور کو قندہار کی طرف سفر کیا۔

بخشو لنگاہ نے حوالی ملتان میں موضع حسن پور میں قلعہ بنایا۔ ملتان کو ویران کرکے وہاں کے آدمیوں کو اس قلعہ میں بسایا۔ اور ایک جمعیت بہم پہنچائی اور یہ خیالات دل میں جمائے کہ اقوام بلوچ و ناہر کو جو ہر جگہہ فساد مچاتے تھے جمع کرکے بکر کو تسخیر کرلے۔ جاسوسوں کو خبر لانے کے واسطے بھیجا تھا۔ انہوں نے متواتر اوسکو خبر دی کہ شاہ حسین کے امرا ٹھٹہ کی جانب گئے ہوئے ہیں قلعہ بکر خالی ہے اوسکے لے لینے کا یہی وقت ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اپنے جید لشکر کو کشتیوں میں بٹھایا اور ایلغار کیا۔ پچاس کشتیاں آگے روانہ کیں کہ آدہی رات کو حوالی قلعہ میں پہنچکر برج وبارہ کو گھیر لیں اور سو نفر تبردار بھیجے کہ قلعہ کے دروازہ کو توڑ کر اندر جانے کے لئے راہ کھولیں آدہی رات جمعہ جمادی الثانی ۹۵۰ھ کو یہ آدمی غل مچاتے ہوئے قلعہ کے دروازہ کے سامنے آئے۔ اور آگ لگا کر غل غپاڑہ مچایا۔ شہر کے آدمی اس غل سے ہوشیار ہوئے برج وبارہ سے پتھر و تیر پھینکنے شروع کئے سپاہ وہاں کم تہی سلطان محمود خاں کی والدہ نے فی الفور دروازہ قلعہ پر آنکر نوارڑ اور بوریوں کو تیل میں تر کرکے اور اُن میں آگ لگاکر دشمن کے سروں پر پھینکنا شروع کیا۔ جب بخشو لنگاہ کے آدمیوں میں آگ لگی تو وہ سراسیمہ ہوکر کشتیوں میں چلے گئے اسکے بعد میر خانی ترخانی حمزہ بیگ قاضی حسینی ولد قاضی قضیں نے خوب کوشش کی اور جو دشمن آگے بڑھ آئے تھے کچھہ آگ میں جلے کچھہ پانی میں ڈوبے کچھہ باہر بھاگ گئے۔ وقت چاشت بخشوئے لنگاہ نقارہ بجاتا ہوا آیا اس خیال سے کہ اوسکو یقین تھا کہ میرے آدمیوں نے قلعہ فتح کرلیا ہوگا جب قلعہ کے نزدیک پہنچا تو قلعہ

جب میر ملک محمد و میر لطفی کہ حکومت میں شرکت رکھتے تھے پرگنات کو تقسیم کرنے لگے تو سلطان محمود خان
نے ان پاس آدمی بھیجا کہ میں بھی قلعہ میں ہوں مجھے آپ فراموش نہیں کیجئے گا اس بات کے سنتے ہی
میر ملک محمد نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ قلعہ کی کنجیاں سلطان محمود خاں کے آدمیوں کو دیدو میر
لطفی نے کہا کہ ایسی خفت نہ اختیار کرو اور حکم کے تابع رہو۔ میر ملک محمد مرد عاقل تھا میر لطفی کے
کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کنجیوں کو بھجوا دیا۔ محرم ۹۶۲ھ میں ٹھٹہ میں ارغون و ترخاں کے
آدمیوں نے جمع ہو کر مرزا عیسی کو اپنا سردار بنایا اور مرزا شاہ حسین سے روگردانی کی۔
عربی کاہی و شیب و رفیق جو مرزا کے بڑے رفیق تھے مار ڈالا۔ ماہ بیگم کو کہ مرزا شاہ حسین کی حرم
تھی قید کر کے خزانہ لے لیا اور بہت سا روپیہ سپاہیوں کو دیدیا اور مرزا شاہ حسین نے شاہ محمود
کو ٹھٹہ کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ ابھی وہ ٹھٹہ میں آیا نہ تھا کہ لوگوں نے مرزا عیسیٰ سے بیعت
کر لی۔ میر شاہ محمود کو بھی بمجبوری مرزا عیسیٰ کے ملازموں میں داخل ہونا پڑا۔ اس خبر سے
مرزا شاہ حسین ایسا خفا ہوا کہ سلطان محمود پاس آدمی بھیجا کہ ارغون اور ترخان کے جتنے آدمی
بکھر میں ہوں انکو گرفتار کر کے ساتھ لائے۔ ان دنوں میں کہ مرزا شاہ حسین مفلوج ہوا تھا اکثر
اوسکا کاخ دماغ حرارت شراب سے گرم رہتا تھا۔ حق ناحق اوسنے ارغونین اور ترخانوں کو قتل
کرنا شروع کیا اور بکھر کا فرمان ایالت سلطان محمود خان کے نام صادر کیا اور حکم دیا کہ ارغونو
اور ترخانوں کو مار ڈالے۔ محمود خان نے فرامین مذکور اپنی والدہ کو دکھائے اوسنے کہا کہ بکھر کی
حکومت مبارک ہو مگر زنہار ان آدمیوں کے قتل میں تعجیل نہ کرنا۔ ان آدمیوں کو مقید و محبوس کر کے مرزا
پاس بھجوا دینا۔ مرزا کی جو رائے ہوگی وہ انکا حال کریگا۔ سلطان محمود نے میر جانی ترخان و
احمد ترخان و حمزہ بیگ و مراد حسین بیگ کو مع ایک جماعت کے محبوس کیا اور اپنے ساتھ لیا
یار محمد کوتوال کو کہ میر شاہ محمود کی مخالفت کا باعث ہوا تھا قتل کیا۔ اولاد قاضی قاضین کو اور
جتنے آدمی مرزا کے قلعہ کے اندر رہتے تھے باہر بھیجدیا۔ قلعہ کو اپنی والدہ اور اپنے آدمیوں کو
سپرد کر کے مرزا کی ملازمت میں جلد جانے کا عازم ہوا۔ ۲۲ محرم ۹۶۲ھ کو مرزا کی خدمت میں وہ
آیا اور اپنی جمعیت کو مرزا کو دکھلایا۔ مرزا اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور محاربہ و مقابلہ کے لئے

مخصوص ہو گئے تہے کہ اوسے خلقت کو بہت تکلیف تھی اسلئے عمائد نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ ارادہ کیا کہ کیا جلاء وطن ہوجیئے یا ان اراذل کا کام تمام کیجئے - مرزا شاہ حسین مفلوج ہو گیا ہے - تخت رواں پر سوار ہوتا ہے اسکو قلعہ میں نگاہ رکھکر ان اراذل کو مار ڈالنا چاہیئے میر جانی ترخان نے کہا کہ مرزا شاہ حسین آفتاب سر کوہ ہے مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے آخر عمر میں ہم اپنے تئیں بدنام کریں - جہاں اتنے دنوں تکلیف اوٹہائی ہے کچھہ دنوں اور مصیبت کو اوٹہائیں اور دیکھیں کہ پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے - کچھہ آدمی مرزا شاہ حسین کے دیوان خانہ پر اسکے شاگرد پیشہ کے آدمیوں کے قتل کے لئے روانہ ہوئے کہ شاہ حسین کشتی میں بیٹھہ کر باغ میں چلا گیا تہا اور وہاں سے تین روز بعد ٹھٹہ کی طرف چلا - میر شاہ محمود ارغون نے کہ بکر کا حاکم تہا سرکشی کا مستقل ارادہ کیا اور بلوچیوں کو جمع کیا - اس اثناء میں والدہ سلطان محمود خان نے کہ بڑی دانا عورت تھی اس بغاوت کے قضیہ کو سنا تو اوسنے میر ملک محمد و میر لطفی کو بادرہ و ماتیلہ سے بلایا وہ جلد قلعہ بکر میں آئے - مہر علی اور تمام آدمی مرزا کے مجتمع ہوئے اور مردم کتوال کو کہ میر شاہ محمود کے پاس آئے تھے تہدید و توبیخ کی - وہ سب متفرق ہو کر اپنے اپنے گھر چلے گئے - حقایق احوال کو مرزا شاہ حسین سے عرض کیا - مرزا شاہ حسین نے حمزہ بیگ و درویش محمد و شیر محمد کو بکر میں بہیجا میر شاہ محمود کو طلب کیا - اوسکو سواء جانے کے کچھہ اور علاج نہ بن پڑا قصبہ سن میں مرزا شاہ حسین سے ملا - اوس پر مرزا نے عنایت کی ان دنوں میں سلطان محمود خان سیوی میں تہا جب اوسکو میر شاہ محمود کی تمرد کی خبر پہنچی تو اوسنے چاہا کہ ایلغار کر کے بکر جائے کیونکہ اسکی والدہ اور متعلقین وہاں تھے وہ سیوی سے چند منزل چلا تہا کہ کنجاوہ کے حوالی میں اوسکی والدہ کا مکتوب اس پاس آیا جسمیں لکھا تہا میر شاہ محمود نے بغاوت کا ارادہ کیا تہا پہلے اس سے کہ وہ کوئی کام کرے اوسکو مرزا شاہ حسین پاس جانا اور وہاں رہنا پڑا اب تم خاطر جمع ہو کر اپنی مہمات ضروری میں مشغول ہو سلطان محمود خان نے مراجعت کا ارادہ کیا مگر لوگ اوسکو کہہ سنکر بکر میں لے آئے مگر بکر میں آنے سے پہلے مرزا شاہ حسین نے بکر کی حکومت میر ملک محمد و میر لطفی کو دیدی تھی - جب یہہ فرمان سلطان محمود خاں پاس آیا تو خفا ہوا اور ایسا پیچ و تاب میں آیا کہ مرض اسہال مری میں مبتلا ہوا

تعلق رہے اور کوہ لکی کی اس جانب کا تعلق مرزا عیسیٰ ترخاں سے ہو غرض یہ عہد و پیمان تحریر میں
آئے اور اس عہدنامہ پر انکی مہریں لگیں اور اکابر کی مہروں سے مزین ہوا۔ پھر آپسمیں مایہ بغلگیر ہوئے
اور رخصت ہوئے طرفین سے ایک جماعت کی آمد و شد ہونے کا قرار ہوا کہ جس سے کلفت اور منازعت
رفع ہو دوسرے دن میر قاسم بیگلار ٹھٹھہ میں گیا محمد صالح ترخان ولد مرزا عیسیٰ ترخاں کو مع ایک جماعت
کے مرزا شاہ حسین کی خدمت میں لایا اور محمد صالح نے خوب پیشکش پیش کی اور اس جانب سے شیخ
عبدالوہاب اور سلطان برادر سلطان محمود خاں کو ٹھٹھہ میں لایا مرزا عیسیٰ سے ملاقات کرائی مرزا
شاہ حسین محمد صالح کو اسپ و خلعت عنایت کیا اور رخصت کیا اور نقارہ کی جوڑی مع خلعت فاخرہ
کے مرزا عیسیٰ پاس بھیجی اور دوسرے روز سلطان محمود خاں کو تومن و تیغ عنایت کیا اور اپنی مہر
اوسکو سپرد کی اور مرزا کا مرض بڑھتا گیا اور دوشنبہ ۱۲- ربیع الاول ۹۶۲ھ کو انتقال کیا سلطان
محمود نے مرزا کے پاؤں کو بوسہ دیا اور رو یا اور کہا کہ مرزا قاسم تم میرے گواہ خدا سے عز و جل کے
روبرو رہنا کہ میں نے آخر عمر تک مخالفت نہیں کی اور حلال نمکی کی اس دم بھی اوسکے زیر قدم ہوں
یہ سعادت میرے سوائے کسی کو نہیں میسر ہوئی شیخ عبدالوہاب تجہیز و تکفین میں مصروف ہوا۔ اور
سلطان محمود خاں ماہ بیگم پاس گیا اور اوسے کہا کہ کہیں ارغون و ترخان آپ کی حرمت
میں خلل ڈالیں آپ بکر چلئے اور مرزا کی نعش کو بھی بکر لے چلئے ماہ بیگم نے کہا کہ مرزا کی نعش
بگڑ جائیگی اور شاہ بیگ کے پاس دفن ہوگی۔ وہ راہ ٹھٹھہ سے قریب اور بکر سے بعید ہے حسب ماہ بیگم
نے انکار کر دیا مرزا کی نعش اول ٹھٹھہ میں مدفون ہوئی پھر اوسکی لاش مکہ معظمہ میں جاکر باب کی
بغل میں دفن ہوئی جب مرزا عیسیٰ کو ٹھٹھہ میں مرزا شاہ حسین کے مرنے کی خبر ہوئی تو وہ جمعیت
تمام سوار ہو کر سلطان محمود کے قریب آیا۔ کوس کی آواز طرفین سنتے تھے سلطان محمود خاں نے
لشکر کی صفوں کو آراستہ کر کے دو آدمی مرزا عیسیٰ پاس بھیجے کہ آپ کی عزم آنے سے کیا ہے
اگر لڑنے کا قصد ہے تو اعلام کر دو تا کہ میدان مجادلہ و محاربہ آراستہ ہو مرزا عیسیٰ نے جواب بھیجا کہ
میں اس تقریب سے یہاں آیا ہوں میں سنتا تھا کہ ماہ بیگم مرزا مرحوم کے جنازہ کو بکر کو لے جاتی ہے
ٹھٹھہ بھی مرزا کا تھا اسے کیوں چھوڑتی ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ جنازہ کو بیگم ٹھٹھہ لے جاتی ہے اب

ٹھٹھہ روانہ ہوا۔ موضع شاہ بارہ میں مرزا عیسیٰ اور سلطان محمود خاں کے لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں
مرزا عیسیٰ ترخان اور میر کپک ارغون نے سلطان محمود خاں پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ بحسب ضرورت
اس ملامت کو ہم نے اختیار کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قتل ہوتی ہے بہتر ہوگا کہ آدھی رات کو ہم دونوں
کی ملاقات ہو۔ اول ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور بہت گفت و شنید کے بعد ملاقات ہوئی اور
یہ فیصلہ ٹھیرا کہ مرزا شاہ حسین چند روزہ مہمان ہے مصالحت کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اوسکے بعد میرے
اور تیرے سوا کوئی نہیں ہے جسطرح صلاح ہو اتفاق کرکے ملک کی ریاست کو تقسیم کر لینا ابھی
اس رات کی ملاقات کا حال شایع نہیں ہوا تھا کہ صبح کو امیر سلطان و امیر ابو الخیر ایک جماعت
سودہ وغیرہ کی لیکر گذر پر آ گئے تو وہاں جوکی کے آدمیوں سے بیگ محمد لکہ و ایل قلی دیوانہ
و مردم بلوچ کے ساتھ محاربہ صعب بنا ہوا۔ مرزا عیسے کے بہت آدمی قتل ہوئے۔ جب ان
آدمیوں کے سر مرزا شاہ حسین کو دکھلائے گئے اونمیں چند سر مغلوں کے بھی تھے جنکو مرزا دیکھتے
ہی رونے لگا سلطان محمود خاں نے دو زانو بیٹھ کر عرض کیا کہ اگر اس جانب سے آدمی مارے جاتے
ہیں تو آپ روتے ہیں اگر اوس جانب سے آدمی مارے جاتے ہیں تو آپ گریہ کرتے ہیں ہم کیا کریں
اس اثناء میں شیخ عبد الوہاب اور مرزا قاسم بیگ تکدر درمیان میں آئے اور مرزا عیسیٰ ترخان
کی تقصیرات کا عذر کیا سلطان محمود خان اور میر شاہ محمود و میر شاہ حسین نکودری نے عرض کیا کہ مرزا عیسیٰ
اپنے افعال سے منفعل ہے۔ اور مردم ارغون نے جو مرزا کے غلاموں سے بے ادبی کی ہے وہ شرمندہ ہیں
اگر اونکی تقصیرات عفو ہو جائیں اور ترخانی جو محبوس ہیں آزاد کئے جائیں تو ہم سب امیدوار رحمت ملازمت
میں حاضر ہیں مرزا اوسپر راضی ہو گیا۔ مرزا عیسیٰ نے ماہ بیگم کو مع اوسکی خواصوں کے رخصت دی اور
لشکر میں مرزا کے پہنچا دیا۔ یہ واقع ماہ صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا۔ شیخ عبد الوہاب پورانی و مرزا
قاسم بیگ نے ترخانی آدمیوں کا گناہ معاف کرکے ٹھٹھہ بھیجدیا اور دوسرے مہینہ میں مرزا عیسیٰ ترخان و
سلطان محمود خاں کی ملاقات ہوئی ہر ایک نے قرآن مجید پہ ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کیا کہ آپس میں
کمال وفاق کرکے نفاق سے اجتناب کریں اور جس وقت کہ مرزا شاہ حسین اجل طبعی سے اس
دار فنا سے دار بقا میں جائے ولایت سند کو آدھا آدھا بانٹ لیں کوہ لکی سے بالا تر ملک سلطان محمود کے

وہ اوسکے امراء عالی میں سے ایک تہا۔ اوسکے عہد میں جو اوسنے کار عظیم کئے اونکا بیان اوپر ہو چکا ہے
جب مرزا شاہ حسین کا اوائل جمادی الاول ۹۶۲ھ میں انتقال ہوا تو مرزا عیسیٰ نے مسند حکومت پر
جلوس کیا۔ مردم ارغون اور ترخان نے اطاعت کی۔ مرزا عیسیٰ میں صفات حمیدہ بہت تہیں۔
ہمیشہ وہ سپاہ اور رعیت کے ساتہہ ملائمت کرتا اور ہر شخص کے لائق رعایت کرتا۔ ایک سال کی مدت
گذرنے کے بعد امراء ارغونیہ کی ترغیب و تحریص سے اوسنے سلطان محمود خاں سے مخالفت کی اور
جمعیت کو لیکر بکہر کی حوالی میں آیا۔ اوائل ربیع الثانی ۹۶۳ھ میں بکر کے محاذی اترا۔ پندرہ
روز تک لڑائی رہی سلطان محمود قلعہ کے اندر متحصن رہا۔ ایک دو دفعہ دونو میں محاربہ و مقابلہ کا
اتفاق ہوا۔ اس اثنا میں مرزا عیسیٰ نے گوہ سے فرنگیوں (پرتگیزوں) کو امداد کے لئے طلب
کیا تہا وہ بلدہ ٹہٹہ میں آئے۔ جمعہ کا دن تہا مسجد جامع میں سب دنی و اعلیٰ گئے ہوئے تہے
شہر کو اونہوں نے خالی دیکہا۔ مسجد و شہر کے کوچوں میں بارود بچہا کر آگ لگا دی اور شہر کے
اطراف و جوانب میں بہی آگ لگا دی مسجد کے اکثر آدمیونکو مقتول کیا۔ بہت اہل شہر کو جلا یا سب مال
اسباب لوٹ کر لیگئے مرزا عیسیٰ کو جب یہ خبر پہونچی تو فوراً اوسنے مراجعت کی۔ سلطان محمود خاں
اوسکے تعاقب میں سیوستان تک آیا۔ اس نواح کی اکثر فصل ربیع پامال ہوئی۔ پھر ان دونو
میں عہد تازہ کی تجدید ہوئی۔ سلطان محمود خاں نے بکر کو معاودت کی۔
۹۶۷ھ میں مرزا عیسیٰ کے دو بیٹوں محمد باقی اور محمد صالح ترخاں کے درمیان مخالفت ہوئی
مرزا عیسیٰ نے مرزا صالح خاں کی جانبداری کی۔ بعد جنگ جدال کے مرزا محمد باقی نے شکست پائی
اور دنکہ کی جانب چلا گیا۔ یہ قوم سودہ کا مسکن تہا مردم ارغون کی ایک جماعت نے اوسکے
ساتہہ اتفاق کیا اور اوسکو امرکوٹ لے گئے اور مرزا محمد باقی جیسلمیر کی راہ سے بکر میں آیا اور
سلطان محمود خاں سے ملاقات کی۔ خان نے اوسکو اپنی آغوش مہربانی میں لیا۔ ایک سال ہتیہ
سکر میں اوسکی نگاہبانی کی اور رعایت اوسکے حال پر واجبی کر کے اوسکے ساتھ کمال مردمی
کی۔ مرزا عیسیٰ نے محمد صالح کی خاطرجوئی کے سبب مرزا محمد باقی کی اولاد کو بہی بکہ بہیجدیا۔ ہرچند
مرزا محمد باقی نے سعی کی کہ ہند کا عازم ہو مگر سلطان محمود نے اوسے نہیں جانے دیا اوسکو خوف تہا

آپ خاطر جمع سے عازم بکر ہوے جبکہ سلطان محمود خان بہت جلد سیوستان میں آیا میر شاہ مسعود و
میر شاہ حسین ککری و امیر ابو الخیر و میر حمید ساربان و خواجہ باقی اور ایک اور جماعت اس غدغے
کہ ٹھٹہ پر مرزا عیسی اور بکر پر سلطان محمود خان متصرف ہوگئے ہیں ہم سیوستان پر متصرف ہوں قلعہ
سیوستان کو دبا بیٹھے۔ ہر چند سلطان محمود خان نے مبالغہ کیا کہ قلعہ اوسکو حوالہ کریں مگر وہ ایسے
توہم میں پڑے کہ اوسکو قلعہ نہ دیا۔ اوسنے میر ابو الخیر و عبد المجید کو طلب کرکے بکر کی جانب عزیمت کی
مرزا عیسی بھی پیچھے کوچ بکوچ چلا آتا تھا جب اہل قلعہ سیوستان میں آیا اور اوسے معلوم ہوا کہ
اہل قلعہ نے سلطان محمود خان کو یہ قلعہ نہیں حوالہ کیا تو اوسنے اپنے بیٹے محمد صالح کو ایک جماعت
کثیر کے ساتھ محاصرہ کے لیے بھیجا۔ اور پیچھے آپ آیا۔ اہل حصار پر کار دشوار ہوا۔ وہ امان طلب
کرکے باہر آئے۔ قلعہ سیوستان مرزا علی کے تصرف میں آیا قلعہ کے سردار ایسے منفعل ہوئے
کہ یہاں نہ آئے حج کو چلے گئے۔ اور پھر ہندستان میں آکر منعم خاں کے نوکر ہوئے +

+ احوال مرزا شاہ حسن

مرزا شاہ حسین شجاع تھا۔ صغر سن سے آوان عمر تک کل لڑائیوں میں فتحمند ہوا۔ ولادت
اوسکی ۸۹۶ھ کو ہوئی چھیاسٹھ سال کی عمر ہوئی۔ ابتداء شعور سے علم کی تحصیل سے شغل رکھتا تھا
طبیعت اوسکی بلند تھی ہمیشہ استفادہ علوم میں مصروف رہتا علم منقول و معقول میں مہارت تھی
اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی کبھی کہتا تھا۔ شرع شریف کے موافق سب قضیوں کا فیصلہ کرتا تھا
سادات و مشایخ و علماء کی رعایت و ادب و تعظیم کرتا تھا۔ اس طائفہ کے ادرارات و وظائف میں
رعایت کرتا تھا۔ ملک کو ضبط و ربط خوب کرتا تھا قوی کا ہاتھ ضعیف پر کوتاہ کرتا تھا کسی پر ظلم کا روادار
نہ تھا سیاست ملکی خوب کرتا تھا۔ ۳۴ سال حکومت کی۔ اوائل حال میں قندھار میں بابر بادشاہ کی
خدمت میں رہ کر آداب و قواعد سلطنت کو سیکھا تھا۔ ساری عمر میں دو نکاح کیے۔ ایک ماہ بیگم اپنے
سگے چچا مرزا محمد مقیم کی بیٹی سے جسکے بیٹی چوچک بیگم پیدا ہوئی اور مرزا کامران سے بیاہی گئی
دوسری بیوی گلبرگ بیگم بیٹی امیر خلیفہ کی کہ محب علی خاں کی بہن تھی۔ ان دونوں میں سہاگ نہ ہوا
اس سے دوسری بیگم دلی چلی گئی اور وہیں مرگئی +

+ احوال مرزا عیسی ترخان

مرزا عیسی ترخاں ولد عبد العلی ترخاں کو لڑکپن سے مرزا شاہ بیگ نے تربیت و تعلیم کیا تھا

۹۷۴ھ میں مرزا عیسیٰ اپنی اجل طبعی سے مرگیا جس وقت مرنے کو تہا تو وہ اپنا ولیعہد چھوٹے بیٹے جان بابا ترخان کو کرنا چاہتا تہا لیکن ماہ بیگم نے سعی کی کہ بڑا بیٹا محمد باقی ولیعہد ہو - مرزا عیسیٰ نے استغفار پڑہی اور بیگم سے کہا کہ وہ مرد ظالم طبیعت ہے اسسے خلق و ناموس کو بہت ایذا پہنچے گی اور تو بھی اوسکے ہاتھ سے ماری جائیگی اور ارغون بھی ہلاک ہونگے (ایسا ہی ہوا) مرزا عیسیٰ کی موت کو جب تک مرزا محمد باقی موضع سیہوان سے ٹہٹہ میں آیا مخفی رکھا صبح کو مرزا عیسیٰ کو اس مقبرہ میں کہ اوسنے اپنے باغ میں بنایا تہا دفن کیا - اور مرزا محمد باقی کو اسکا جانشین بنایا - امراء ارغونیہ مثل مرزا ہاشم و میر کوچک وغیرہ کو اختیار و اقتدار امور سلطنت میں ملا - مردم ارغونیہ بہت بیباک تھے اور بے اندامی بہت کرتے تھے - اوئل سلطنت میں اس جماعت کی تادیب و تنبیہ کی گئی چار پانچسو ارغونیہ آدمی قتل ہوئے انکا خانمان ویران ہوا - انکے عیال و اطفال کے لئے حکم ہوا کہ سندی وہا ںگیر غارت و تاراج کرکے جو چاہیں سو کریں باقی سب جلا وطن ہوکر بکر میں آئے - محمد باقی کے اول سال جلوس میں ناہید بیگم بنت ماہ بیگم ہندوستان سے اپنی والدہ کی ملاقات کو آئی تھی سلطان محمود امراء ارغون کی تحریص و ترغیب سے محمد باقی کے محاربہ کی طرف متوجہ ہوا جب نصرپور میں آیا تو اس قلعہ کا محاصرہ کیا - اس اثنا میں خبر آئی کہ حضرت شہنشاہ اکبر پٹن میں شیخ فرید کی زیارت کو آیا ہے اور مشایخ ملتان کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہے - سلطان محمود خان کو ایسا توہم ہوا کہ کشتیوں کو جلا کر کوچ درکوچ مراجعت کی مرزا جان بابا برادر محمد باقی و مرزا شادمان داماد محمد باقی جو بڑا بہادر تہا اور باپ کی جانب سے سلطان علاء برادر میر ذوالنون ارغون سے نسب ملاتا تہا - دو تو علم مخالفت بلند کرکے بکر میں آئے سلطان محمود بطریق مہربانی اُنسے پیش آیا ہر ایک کو نقد و جنس خلعت و اسپ انعام دیا اور جاگیر معین کی جب ان آدمیوں نے مدد و کومک کی استدعا کی تو انکی التماس کو قبول کرکے اکثر اپنے بہادر سپاہی ہمراہ کئے اور جب لشکر حوالی ٹھٹہ میں پہنچا تو مرزا محمد باقی نے لشکر کے محاذی خندق کھودی امراء ارغون نے مخالفت کی اور مرزا جان بابا لشکر سے

مرزا عیسیٰ کا مرنا اور مرزا محمد باقی کا جانشین ہونا +

کہ مبادا ہندسے ان حدود میں لشکر آئیگا تو اول وہ بکر میں آئے گا اور اوسکو تکلیف پہنچائے گا
۹۶۷ھ میں مرزا صالح ترخاں کو کہ شجاعوں کا سردار تھا اور اکثر جنگ کا رزار میں کار ہائے
نمایاں کرکے فتوح حاصل کرتا تھا اور مرزا کامراں کے اکثر کوکہ اوسکی ملازمت میں تھی اُس کو
ایک بلوچی نے مار ڈالا جسکے باپ کو اوسنے مارا تھا سلطان محمود نے مرزا عیسیٰ سے مرزا باقی
کے گناہ معاف کرانے کی درخواست کی اور مرزا عیسیٰ نے بھی اوسپر التفات کیا اور شیخ
عبدالوہاب پوررانی اور میر یار محمد ترخان کو کہ مرزا عیسیٰ کا خواہر زادہ تھا برسم رسالت سلطان
محمود خان پاس بھیجا اور شکر گذاری اور منت داری کا اظہار کیا اور اپنے فرزند کے
بھیجنے کی استدعا کی۔ سلطان محمود خاں نے محمد باقی کے لئے سامان سفر کرکے باپ کی ملاقات
کے لئے بھیجدیا۔ مرزا عیسیٰ نے سیوستان اوسکی جاگیر مقرر کرکے رخصت کردیا جب وہ سیوستان میں
آیا تو مردم ارغون نے مرزا عیسیٰ سے سرکشی کی اور مخالفت و منازعت پر مستعد ہوئے مرزا عیسیٰ
کے آدمیوں نے صلح کا نقارہ بجایا مگر جسوقت مردم ارغون دریا سے اُترتے تھے اُنپر اونہوں
نے آتش باری کی بہت سے آدمی اسطرح تلف ہوگئے اور مردم ارغون شکست پاکر سلطان محمود خاں
کی خدمت میں گئے اور حقیقت حال کو عرض کیا اوائل حال میں سلطان محمود خاں نے ان
آدمیوں کو قید کیا۔ پھر اپنی والدہ کی استصواب سے ان آدمیوں کو قید سے نکال کر دلداری کی اور
اون میں سے ہر ایک کو خلعت اور اسپ دیا اور اپنے ملازموں کی ایک جماعت کے ساتھ اُنکو
سیوستان بھیجدیا + سلطان محمود خان کے آدمیوں نے ارغونیوں سے اتفاق کرکے قلعہ
سیتون کا محاصرہ کیا اور ایک دو مرتبہ قلعہ کے اندر گھس بھی گئے مگر کچھ اور کام نہ کر سکے
جب پانی کی طغیانی ہوئی تو مرزا عیسیٰ بہت سے غراب و جمعیت کو ساتھ لایا اور ان سب آدمیوں
کو بھگا کردیا۔ موضع رقبان میں دونو لشکروں میں لڑائی ہوئی اور سلطان محمود خاں کے بہت
آدمی مقتول ہوئے مرزا عیسیٰ در بلیہ میں چلا آیا۔ سلطان محمود بھی اپنے امرا اور آدمیوں کے
ساتھ اوسکے قریب آیا۔ ایک قلعہ بناکر مراسم جنگ پر اقدام کیا۔ آخر کو شیخ عبدالوہاب د
ماہ بیگم نے دونوں میں صلح کرادی۔ اسکے تھٹہ کو دوسرا اکبر کو چلا گیا +

اس فرصت میں فقیر محمد ترخاں داماد مرزا عیسیٰ و سلطان محمد ترخاں مقتول ہوئے۔ جب سلطان محمود خاں موضع برآمد آیا تو اوسکو یہ خبر لگی کہ رسول محمد خاں کے بھائیون نے قلعہ اوچہ محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا ہے تو اوسنے اپنا یہاں رہنا مصلحت نہ جانا۔ بکر کی طرف مراجعت کی پھر مرزا محمد باقی نے چند سال بہ استقلال حکومت کی سنہ ۹۸۰ھ میں اپنی لڑکی کو دوبارہ مع جہیز و پیشکش کے شیخ عبد الغفور بن شیخ عبد الوہاب ملا یزدی کے ہمراہ شہنشاہ اکبر کے ساتھ نکاح کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر غرض قبول نہ حاصل ہوئی تو پھر وہ ٹھٹہ میں واپس آئی۔ مرزا محمد باقی نے اپنی زندگی کے آخر سالوں میں مردار غوغنیہ کو تربیت کیا اور اونکو جو ولایت و بلاد میں متفرق و منتشر ہو گئے تھے جمع کیا۔ بقدر حال سب پر عنایت کی علوفہ و جاگیریں مقرر کیں۔

سنہ ۹۹۳ھ میں مرزا محمد باقی کو جنون ہوا اور خودکشی کا قصد کیا خنجر و شمشیر سے اپنے تئیں زخمی کیا اور خدا کو جان سونپی۔ اوسکے مرنے سے ٹھٹہ میں امن و آرام کی صورت پیدا ہوئی مرزا جانی بیگ اوسکا جانشین ہوا جسکا حال اقبال نامہ میں لکھا گیا۔ اسی کے عہد میں سلطنت جو ایک جداگانہ سلطنت تھی وہ اب سلطنت اکبری میں داخل ہو گئی +

مرزا محمد باقی کا مرنا +

سلطان محمود خاں کے باپ دادا ملک اصفہان کے امراء میں سے تھے اور ماں اوسکی مستنگ کی ٹھہانی تھی اوسکی چودہ برس کی عمر تھی کہ شاہ بیگ کا وہ منظور نظر ہوا اور جس وقت کہ شاہ بیگ نے تسخیر سند کا عزم کیا تو اوسنے لڑائیوں میں بڑے بڑے کام کئے جنکا اوپر بیان ہوا۔ جب شاہ بیگ قندہار کو چلا گیا تو اوسنے قلعہ بکر کو باوجود صغر سنی کے نہایت مردانگی و فرزانگی سے شاہ بیگ کی مراجعت تک اپنے قبضہ میں رکھا۔ شاہ بیگ کی وفات کے بعد شاہ حسین کے عہد میں بڑے بڑے کام کئے۔ سائمیر کی تاخت و تاراج میں بہت آدمی اوسنے قید کئے تھے۔ اثناء راہ میں مخالفوں نے شب خون مارا اور اپنے آدمیوں کو خلاص کر لیا اور لڑتے لڑتے سلطان محمود خاں سے اوٹھا اور چادر سے نکلا اوسکی دستار کھل گئی۔ اوسکا ایک سرا تو سلطان محمود کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا سرا جگمال مخالف کے ہاتھ میں تھا۔ یہ سر پر دستار کے پیچ لگاتا ہوا جگمال کے قریب جا پہنچا تو کوئی حربہ پاس نہ تھا مٹی اوٹھا کر اوسکی آنکھوں میں

سلطان محمود خاں کا حال +

جدا ہو گیا سلطان خاں کے آدمیوں کو طغیانی آب کی تاب نہ ہوئی مراجعت کی۔
مرزا محمد باقی نے ناہید بیگم سے خصوصیت پیدا کی اور اوسکی لڑکی رابحہ بیگم سے نکاح کیا میاں بیوی میں بڑا سلوک ہوا۔ اس لڑکی کا نکاح پہلے نجات خاں سے ہوا تہا مگر انمیں بہت دنوں سے تفریق ہو گئی تھی۔ جان بابا نے سمہ و سودہ کا لشکر جمع کرکے مرزا محمد باقی پر شب خون مارا۔ اور کشتی میں رابحہ بیگم کو مار ڈالا۔ اسکے ایک سال بعد ناہید بیگم نے ہندوستان جانیکا قصد کیا ۹۷۶ھ میں مرزا باقی نے ناہید بیگم و ماہ بیگم کے ساتھ اپنی بیٹی کو اس نیت سے کہ اکبر شہنشاہ سے اسکا نکاح ہو جائے روانہ کیا اور بہت جہیز اور تحائف اوسکے ساتھ کئے۔ یادگار مسکین کو اسکا اہتمام سپرد کیا مرزا جان بابا نے یادگار مسکین اور بیگموں کو اپنے ساتھ کر لیا اور کہا کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ تم سندھ سے چلے آؤ۔ اور حکومت و ایالت بالاستقلال مرزا محمد باقی کرے۔ اونہوں نے جہیز و پیشکش کو درہم برہم کر دیا۔ سپاہ کو جمع کیا اور مرزا محمد باقی سے لڑنے پر مستعد ہوئے۔ ماہ بیگم ہاتھی پر سوار ہوئی اور نیزہ ہاتھ میں لیا میدان مقابلہ میں صفوف مقاتلہ کو آراستہ کیا تہوڑی دیر میں مرزا محمد باقی کی طرف فتح ہوئی اور ماہ بیگم کا لشکر منہزم ہوا اور یادگار مسکین اور مرزا جان بابا اول ہی حملہ میں دریائے شور کی طرف قوم مہر کی موطن کی طرف بھاگ گئے۔ ماہ بیگم اسیر ہوئی ناہید بیگم بکر کی جانب چند آدمیوں کے ہمراہ چلی گئی۔ مرزا محمد باقی بعد فتح کے ٹھٹہ میں آیا۔ میاں سید علی کو کہ ٹھٹے کے مشایخ عظام میں سے تھے درمیان میں ڈال کر مرزا جان بابا و یادگار مسکین سے مصالحت کی اور پھر انکو قتل کر ڈالا ماہ بیگم پر عتاب کرکے اسکو اپنے گھر میں مقید کیا۔ کھانا پینا یہانتک بند کیا کہ اوس نے زندگی کی قید سے رہائی پائی +

اس وقت میں سلطان محمود خاں مع لشکر کے شہر ٹھٹہ کے مقابل آن بیٹھا۔ مرزا محمد باقی تو پہلے ہی اپنے دست و بازو کاٹ چکا تہا تاب مقابلہ نہ لا سکا مگر اوسنے غرابوں کو کامل کرکے اس دریا کے درمیان جو شہر و لشکر محمود خاں کے درمیان تہا تہانے جانے کا قصد کیا اس اثنا میں اوسکے اور سلطان محمود خاں کے آدمیوں کے درمیان کئی دفعہ لڑائیاں ہوئیں

اور اسی راہ سے جائیگا تو اوسنے چارباغ بیرہوکہ کوجو ہمایوں کو نہایت پسند آیا تہا اس خیال سے
غارت کیا کہ کہیں بیرام خاں کو وہ خوش نہ آئے۔ وہ یہاں رہ پڑے بیرام خاں کو بسبب شکستہ ہندی
کے اس طرف سے جانیکا خیال ہوا تہا مگر جب اوسنے سُنا کہ باغ کو سلطان محمود نے غارت کیا
تو وہ گجرات سیے گیا۔ سنہ ۹۶۵ھ میں شاہ طہماسپ نے خلعت فاخرہ بہیجا اوسنے بہی ایک سال تحفہ پیش
بہیجے تو سلطان نے اوسکو خطاب خان لارخانی کا عنایت کیا۔ سنہ ۹۷۵ھ میں جب محمد صالح مارا گیا
تو جو واقعات پیش آئے وہ اوپر بیان ہوئے۔ اوپر یہ بہی بیان ہوا ہے۔ ناہید بیگم کی بیٹی
رابعہ بیگم اوسکی زوجہ قتل ہوئی تہی سلطان محمود خاں نے ناہید بیگم سے کہا کہ اگر تم فرمان
شاہی میرے نام لاؤ تو میں تمہارے ساتہہ ہوکر محمد باقی سے تمہارا انتقام بغیر کسی کمک کے لے لونگا
بیگم نے سلطان محمود خاں کے قول پر اعتماد کرکے بادشاہ سے درخواست کی اوسنے محب علی
خاں و مجاہد خاں کو مضافات ملتان میں فتح پور وکدرہ کا جاگیردار مقرر کرکے رخصت کیا
ایک ارغونیوں کی جماعت محمد باقی کے ہاتہہ سے تنگ ہوکر سلطان محمود خاں پاس آئی تہی
وہ اونسے متوہم ہوا۔ اوسنے اوسکو پا پیادہ کرکے بکر سے نکال کر ہندوستان روانہ کیا۔ اثناء راہ
میں یہ جماعت محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم سے ملی۔ اونہوں نے اوسکو دلاسا دیکر
ہمراہ لے لیا۔ یہ خبر سلطان محمود خاں کو پہنچی تو وہ درہم برہم ہوا کہ جس جماعت کو میں نے
نکال دیا تہا اوسکو اونہوں نے ہمراہ لیا۔ اس زمانہ میں محب علی خاں و مجاہد خاں و ناہید بیگم کے
مکاتیب سلطان محمود خاں پاس آئے کہ ہم آپ کے وعدہ کے بہروسہ پر بکر سے چالیس کوس پر آگئے
ہیں سلطان محمود نے غصہ میں آن کر ان خطوں کا جواب سخت لکہا۔ تو اونہوں نے
ارغونیہ جماعت کو بلا کر مصلحت پوچہی کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ ان کی رائے یہ ہوئی کہ اُلٹا جانا
چاہیئے اور بادشاہ پاس عرضداشت بہیجکر کمک مانگنی چاہئے۔ اِنہیں دنوں میں قلیچ خاں ورز
ولایت سے آتا تہا اُسسے بہی مشورہ لیا تو اوسنے کہا کہ میں مسافر ہوں جو کچہہ تمہاری صلاح ہو
میں اوسکا تابع ہوں۔ جب اوسسے پوچہنے میں مکرر مبالغہ کیا تو اوسنے کہا کہ مجہسے کیا پوچہتے ہو
میں سپاہی ہوں۔ ایک جماعت کو میرے ہمراہ کرو میں آگے چلکر سلطان محمود کے لشکر سے لڑتا ہوں

اوسنے اپنی آنکھونپر دو نو ہاتہہ رکہے کہ وہ بچکر باہر نکل گیا۔ رستہ مین نفیر حجی ملا تو اوس کو نفیر
بجانے کا حکم دیا حسین علی بورانی نے اوسکو گہوڑا دیا تو وہ پہر جنگ پر مستعد ہوا اور جو
مخالف اپنے قیدی اور مال لے گئے تہے پہر اونکو لے لیا۔ گجرات و کنگار کی مہمات میں
بڑے کام کیے جب ہمایوں بادشاہ سند میں تشریف لایا تو قلعہ داری
بڑی ہوشیاری سے کی۔ کوٹ گڈہی میں لشکر شاہی سے صف آرا ہوا۔ شیخ علی بیگ
جلائر اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ۹۵۰ھ میں مرزا شاہ حسین نے اوسکو ولایت سیوی کی حکومت
تفویض کی۔ ان حدود میں بلوچوں کے بہت سے قلعے فتح کیئے اور کوہستان میں سرکشوں کی گوشمالی
کی جب مرزا شاہ حسین فالج میں گرفتار ہوا اور رفتار سے معذور تو اوسنے مرزا عیسی ترخان سے
مصالحت کی جسکا اوپر ذکر ہوا۔ ولایت بکر میں اوسنے بلوچوں کی سرزنش کر کے تہوڑے
دنوں میں اوسکو آباد کیا۔ بہادر خاں و قبا خاں و یا قوت بیگ و شاہ بردی بیگ و مظفر خاں
و ترسون محمد خان قندہار سے بکر میں آئے تو انکی خوب ضیافت کی اور اون کا اسباب
مہیا کر کے ہندوستان روانہ کیا۔ شاہ ابو المعالی کو مقید کر کے بکر میں لایا اور سات مہینے قید
رکھا اور شہنشاہ اکبر کے حکم سے اوسکو ملتان کی راہ سے بہیجدیا۔ ۹۶۴ھ میں مرزا عیسی خاں
سے جو اوسے معاملات و مقدمات ہوئے وہ اوپر بیان ہوئے ۹۶۵ھ میں گوہر تاج خانم بنت
شاہ بردی بیگ قرابت دار خانخاناں بیرم خاں سے بڑی دہوم دہام سے بیاہ کیا۔
اسی سال میں شاہ طہماسب نے علم و نقارہ و توغ و جامہ داغو سے اوسکو ممتاز و سرافراز کیا۔
۹۶۵ھ میں ملا محب کو اوسنے شہنشاہ اکبر پاس ایلچی بنا کے بہیجا اور بہت سے پرگنے بلوچوں کے
بادشاہ نے اوسکو جاگیر میں دیئے۔ ۹۶۶ھ میں سلطان محمود خاں ناہر کی تنبیہ کے لئے سیتپور
میں گیا یہاں کے قلعہ کا دو مہینے محاصرہ رکہا۔ اہل قلعہ جب تنگ ہوئے تو خواجہ کلاں و مولانا عبد اللہ
مفتی و میر یار محمد صدر کی وساطت سے ناہر گلے میں تلوار ڈالے ہوئے فصیل قلعہ پر آیا عجز و انکسار کیا
غرض چار لاکھ لاری پر صلح ہوگئی۔ اسی سنہ میں اپنے بہائی امیر سلطان کو جس سے متوہم رہتا
تہا ہندوستان رخصت کیا۔ سنہ مذکور میں جب اوسنے سُنا کہ بیرام خان خانانا مکہ کا عازم

یہ نمک حرام اُنکے کہنے میں آگیا اور اپنے آقا کے قتل کے درپے ہوا۔ اور اوسکے ملازم ہونکو اپنے ساتھ متفق کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں بھانڈا پھوٹ گیا اور سب جگہ اوسکی خبر ہوگئی تو بیگ اوغلی بھاگ کر ناگور میں مبارک خاں پاس چلا گیا اور اسسے جاکر کہا کہ سلطان محمود کا ارادہ میرے اور تیرے مارنے کا ہے۔ ہمکو اپنی خلاصی کی فکر کرنی چاہئے۔ مبارک خاں کا ارادہ ہوا کہ بادشاہ ہند پاس ناگور میں جاؤں مگر یار لوگوں نے سمجھایا کہ آپ سوار ہوکر بکیر چلئے وہاں سب آدمی آپکے ساتھ متفق ہونے کو موجود ہیں سلطان محمود خاں کو گھر میں بٹھانا اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینا۔ مبارک خاں عامہ کی دھوں دھوں کرتا ہؤا لہری میں آیا سپاہ کی صفیں جمائیں اور قلعہ بلہ میں براجا۔ سلطان محمود خان نے مبارک خاں کو پروانہ لکھا کہ میں نے تجھے دوسولاری کو مول لیکر اس اعلی درجہ پہ پہنچایا۔ اب تو نمک حرام ہوگیا بہتر ہے کہ اپنی تقصیرات کا عذر کر۔ بیگ اوغلی نے اسکا جواب نا ملائم لکھا۔ ۲۴ رجب سنہ ۹۵۱ھ کو محب علی خان و مجاہد خاں کے پاس بیگ اوغلی گیا اور اوسنے اپنی موافقت اور سلطان سے مخالفت کا اظہار کیا۔ لشکر کے تمام آدمیوں کو بہرلیا۔ اس زمانہ میں نواب سعید خاں قصبہ لہری سے ایک توپ انداز کے فاصلہ پر آیا۔ مردم ارغون مبارک خاں بیگ اوغلی کے خون کے پیاسے تھے اُنہوں نے محب علی خاں و مجاہد خاں پر ظاہر کیا کہ مبارک خاں کو بلانے کے لئے سعید خاں آیا ہے اور آج کی رات کو وہ اس پاس بھاگ جائیگا۔ پھر تمھارے معاملہ کی صورت کچھ اور ہو جائیگی۔ اونہوں نے یہ سُنکر مبارک خاں اور بیگ اوغلی کو پکڑ لیا۔ اور سارا مال اسباب اونکا چھین لیا۔ بعد چندروز سعید خاں نے موضع کندران کو ویران کیا تو سلطان محمود خان نے اُسسے آنے کا سبب پوچھا۔ اوسنے معذرت کی اور ملتان کو چلا گیا۔ اب مجاہد خاں کی شان و شوکت بڑھی اور استعداد محاربہ حاصل ہوئی۔ سلطان محمود خان نے اپنے بھتیجے محمد قلی بیگ کو ایک جماعت کے ساتھ غرابوں میں سوار کرکے جنگ کے لئے بھیجا۔ اتفاقاً اثناء جنگ میں بارود خانہ میں ایک شرارہ جا لگا جس سے بڑی آگ لگی محمد قلی اور اور آدمی حریق و غریق ہوکر ہلاک ہوگئے پھر مجاہد خان سکر کی طرف گیا بکر کے آدمی جہاں اُسسے لڑے شکست پائی۔ پھر دریائے سکر کا

اگر میں مارا جاؤں تو تم اولٹے چلے جانا اور اگر فتح ہو تو مدعا حاصل ہی۔ مجاہد خاں مرد مردانہ تہا اوسنے کہا کہ یہ بات خوب سپاہیانہ کہی میں آگے ہوتا ہوں اسی طرح اور بہت سیں رغونیوں نے پیشقدمی کے لئے کہا تیس آدمی ہراول میں اور دو سو آدمی قول میں جمع ہوئے اور اوبارہ سے کوچ کر کے ماتیلہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خاں کا لشکر قریب دو ہزار سوار کے قلعہ ماتیلہ میں تہا اور سلطان محمود کا غلام مبارک خاں سکا سردار تہا۔ وہ قلعہ سے باہر آنکر تیس آدمیوں کے ہراول سے لڑا اور شکست پاکر قلعہ ماتیلہ میں گہسا اور سلطان محمود کو احوال کی عرضداشت بہیجی۔ سلطان محمود خاں نے زین العابدین سلطان کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ ماتیلہ کے آدمیوں کی کمک کے لئے روانہ کیا جب بکر سے سلطان زین العابدین ۸ کوس پر پہنچا اسی اثناء میں ابو الخیر کوکہ کہ سلطان محمود خاں کا خویش تہا اور بڑا جوانمرد تہا وہ ملتان سے آنکر مجاہد خاں سے مل گیا اور اوسنے ابھی سوار زین العابدین سے لڑنے کو بہیجے لڑائیاں ہوئیں جنمیں سب طرح مجاہد خاں کو فتح ہوئی اور ماتیلہ کے آدمیوں کا دل ایسا شکستہ ہوا کہ مبارک خاں نے امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ صفر ۹۸۰ھ کو ماتیلہ پر مجاہد خان قابض ہوا۔ ۲۔ ماہ مذکورہ کو بکر میں مسند عالی اعتماد خاں سلطان محمود خاں کی بیٹی کو جسکی نسبت شہنشاہ اکبر سے ہوئی تھی لینے آیا طرفین سے اس شادی کا سامان بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ ۱۵ رجب کو لڑکی روانہ ہوئی۔ بادشاہ ناگور میں شکار کہیل رہا تہا میر محمد خاں کو سروہی فتح کرنے کے لئے بہیجا تہا کہ وہ مارا گیا اوسکی کمک کے لئے سلطان محمود خان نے پندرہ سو سوار مبارک خاں کی سرکردگی میں بہیجے آجکل سلطان کے کاموں کا سارا اختیار اسی کو تہا یہی لشکر مخالفوں سے مل گیا اور سلطان محمود کی تباہی کا سبب ہوا۔

جب سلطان زین العابدین اور نوروز خان کہ عمائد ملک تہے سلطان محمود کی بیٹی کے ساتھ شہنشاہ اکبر کے پاس روانہ ہوئے تو حکومت کے امور کا مدار مبارک خاں اور اوسکے بیٹے بیگ اوغلی کے اقتدار میں تہا۔ مبارک خان کی زوجہ عاقلہ تھی وہ بہی سلطان کی بیٹی کے ساتھ گئی تھی بیگ اوغلی ہمیشہ شراب پیتا تھا اوسکے گرد اوباش جمع رہتے تہے۔ اونہوں نے اوسکو سمجہایا کہ سلطان محمود بڈھا بہوس ہو گیا ہے اگر وہ نہ ہو تو پہر آپ ہی صاحب ملک و مال ہوں۔

سلطان محمود کا زوال و انتقال +

عمر میں رحلت کی در بہشت آسود اوسکی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ ملتان

ملتان ہندوستان کے پرانے شہروں میں سے ہے وہاں اسلام کا ظہور محمد قاسم کے زمانہ سے اول صدی کے آخر میں ہوا اور بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانہ تک اسکا حال کسی تاریخ میں درج نہیں تاریخ یمینی میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملاحدہ کے ہاتھہ سے نکالا اور وہ مدتوں اوسکی اولاد کے تصرف میں رہا اور دولت غزنویہ کا تنزل ہوا تو پھر قرامطہ کے ہاتھہ میں ملتان گیا پھر ان قرامطہ سے سلطان معز الدین محمد سام کے ہاتھہ میں آیا ۸۴۷ھ (۱۴۴۳) تک سلاطین دہلی کے ہاتھہ میں رہا۔ اس سنہ میں ہندوستان میں ملوک طوائف شروع ہوا تو ملتان میں بھی جدا حاکم ہوا اور دہلی کے بادشاہوں کے ہاتھہ سے اوسکی حکومت نکل گئی۔ اور کئی شخصوں نے متواتر ملتان میں فرمان روائی کی +

جب ۸۴۷ھ میں دار الملک دہلی کی فرماندہی کی نوبت سلطان علاء الدین محمد شاہ بن فیروز شاہ ابن مبارک شاہ بن خضر خاں پر پہنچی سپاہ مغل نے جو کابل غزنیں قندہار میں رہتی ہتی۔ ملتان کو تاخت و تاراج کرکے زیر و زبر کیا اور حاکم کے وجود سے وہ خالی ہوا۔ ملتان کے آدمیوں نے متفق ہوکر حاکم کی تجویز کا ارادہ کیا شیخ یوسف قریشی کو ۸۴۷ھ (۱۴۴۳) میں بادشاہ بنایا۔ اوسکو خانقاہ کی تولیت اور روضہ شیخ بہاء الدین زکریا کی مجاورت حوالہ ہتی اور شیخ بہاء الدین کی بزرگی سب کے نزدیک مسلم تھی۔ ملتان اوچہ اور اوسکے حوالی و حواشی کے ممبروں پر شیخ یوسف کا خطبہ پڑہا گیا۔ اوسنے ان حدود کے کل متوطنوں و زمینداروں کے لطف و احسان کرکے دلوں کو رام کیا۔ افغان لنگاہ کی جماعت کا رائے سہرہ سردار تہا اور اس نواح میں قصبہ سومی اسکے تعلق میں تہا اوسنے شیخ یوسف سے پیغام دیا کہ ہم باپ دادا کے وقت سے آپکے سلسلہ سے اعتقاد رکھتے چلے آئے ہیں عرض کرتا ہوں کہ دہلی کی سلطنت فتنہ و خلل سے پر ہے اور اس اثناء میں سلطان بہلول افغان نے دہلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا

شیخ یوسف کی حکومت +

پُل باندہ کر سارا لشکر گذر گیا - ابتداء رجب ۹۸۰ھ سے رمضان ۹۸۱ھ تک سلطان محمود خاں مرض استسقا میں مبتلا تہا - دوا و علاج کچھہ اثر نہ کرتا تھا - ناچار اوسنے شہنشاہ اکبر سے استدعا کی کہ کوئی گماشتہ یہاں بھیجدیں کہ قلعہ میں اوسکو سپرد کر دوں جب صاحب قلعہ و اہل قلعہ کا کام صعب ہوا - ان ایام میں میر ابو الخیر جسکی ہمشیر سلطان محمود خاں کی زوجہ تہی مع سواروں کے سنجابہ میں آگیا مجاہد خاں وسکے آنے سے ایسا متردد ہوا کہ اوسکے دفع کرنے کو قلعہ بکہکی مہم پر اہم جانا - اور اس طرف متوجہ ہوا اور محب علی خاں کو قلعہ بکہ کے گرد چہوڑ گیا اس اثنا میں سلطان محمود کا مرض روز بروز بڑہتا گیا - اطبا نے اُسنے کہا کہ شراب آپ کو فائدہ مند ہوگی مگر اوسنے کہا کہ شراب سے توبہ کئے ہوئے چالیس برس ہوئے اس حال میں کیا اوسکو پیونگا - غرض وزر دوشنبہ ۸ صفر ۹۸۲ھ میں دنیا سے رحلت کی جب محب علی خاں کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کشتیوں میں سوار ہو کر قلعہ پر حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے اوسکو ہٹا دیا امرا و سادات و علما و مشایخ و اکابر نے قسم کہائی تہی کہ قلعہ محب علی خاں و مجاہد خاں کو نہیں دینگے شہنشاہ اکبر پاس جو گماشتہ آئیگا اوسے حوالہ کرینگے - خزانہ سے سپاہیوں کو تنخواہ دی گئی اور قلعہ داری میں کمال جان سپاری کی یہانتک کہ ۱۲ جمادی الاول ۹۸۲ھ کو گماشتہ شاہی گیسو خان بکر میں قلعہ سے دس کوس پر آیا محب علی خاں نے غراب و کشتی بہیجی کہ اوسکے اندر آنے کے مانع ہوں اور اوسکو لہری میں لائیں ملاقات کے بعد جو کچھہ ہوتا ہو وہ ہو - مگر گیسو خاں قلعہ میں آگیا اور روز بروز بکر کی مردگی میں تازہ جان پڑ گئی ۔

سلطان محمود صفات متضاد کا جامع تہا شجاعت و سخاوت دونو رکھتا تہا ساری زندگی دولت و فراغت میں گذری مردانگی و سخاوت کی داد دی مشہور ہے کہ اوسکا مزاج ایسا تیز تھا کہ جب غصہ میں آتا تو کسی طرح سے اوسکو وہ منضبط نہیں کرسکتا تہا خونریزی میں کچھہ لحاظ نہیں کرتا تہا جو ذرے توہم و بدگمانی میں جان و مال مردم کو تلف کر دیتا - اگرچہ خود ظلم کرتا تہا مگر اوروں کو ظلم نہیں کرنے دیتا تہا - سپاہ و رعایا ائمہ او سکے عہد میں آسودہ حال تھے ایک ہزار ایک قرآن کے ختم اوسنے پڑہے تہے شاہ دان خوب کیں ۹۶۸ھ میں پیدا ہوا ہہ سال کی

بیعت کی اوس شیخ کو دہلی بہیجدیا۔ شیخ یوسف دہلی میں آیا تو بادشاہ بہلول نے اوسکی بڑی خاطرداری کی اور اوسکے بیٹے شیخ عبد اللہ سے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ شیخ کو دعا دیتے وہ ہمیشہ مستظہر و مسرور رہتا قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان میں مطلق العنان حکومت کرنے لگا ایک مدت کے بعد ۸۷۴ھ ۱۴۶۹ میں سولہ برس سلطنت کرکے مرگیا +

جب قطب الدین لنگاہ نے وفات پائی تو اوسکے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور ملتان اور یہاں کی نواح میں خطبہ اوسکے نام کا پڑہا گیا وہ بڑا قابل و مستعد تھا اور لطائف خداوندی کا سزاوار۔ اوسکے ایام دولت میں علم و فضل کا پایہ بلند ہوا اور علما و فضلا نے تربیت پائی ۔ ابتداء دولت میں قلعہ شور کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ کہتے ہیں کہ یہ قلعہ غازی خاں کے پاس تہا جب اسنے سنا کہ شاہ حسین لنگاہ اسکی تسخیر کے لیے آتا ہے تو وہ سامان سپاہ درست کرکے قلعہ سے دس کروہ پر آیا۔ شاہ حسین لنگاہ سے جنگ کی مردی و مردانگی دکہا کر میدان جنگ سے شور تک نہیں پہونچ سکا بہرہ میں چلا گیا قلعہ شور میں غازی خاں کے زن و فرزند تہے۔ وہ اسباب حصار داری میں مشغول ہوئے قلعہ کو مضبوط کیا اور اوسکے منتظر تہے کہ بہیرہ چنیوٹ وخوشاب سے کمک آئیگی۔ یہ سب مقامات غازی خاں کے امرا پاس تہے جب محاصرہ میں رہنے سے کچہہ دنوں تکلیف اوٹہائی اور کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوئے تو امان مانگ کر قلعہ اونکے حوالہ کیا اور بہیرہ روانہ ہوئے شاہ حسین نے سرحد کا سامان درست کرکے ملتان کو مراجعت کی اور چند روز آرام لیکر کوٹ کرور کی طرف روانہ ہوا اور ان حدود کو قلعہ دہنکوٹ تک اپنے تصرف میں لایا۔ شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودی سے تظلم کا اظہار کرکے داد خواہی چاہتا تہا۔ جب شاہ حسین قلعہ دہنکوٹ میں گیا تو بہلول شاہ لودی نے فرصت کو غنیمت گن کر اپنے بیٹے باربک شاہ کو جسکا احوال بادشاہان دہلی اور جونپور کے طبقے میں ذکر ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے لیے رخصت کیا۔ تاتار خاں لودی کو پنجاب کے لشکر کے ساتھہ باربک شاہ کے ہمراہ کیا۔ یہ دونو کوچ بکوچ کرکے ملتان کو روانہ ہوئے اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان حسین کا برادر حقیقی قطب کوٹ کرور کا حاکم تہا بہائی سے پہر گیا اور اپنا نام شاہ شہاب الدین لنگاہ رکہا۔ شاہ حسین نے اس فتنہ کے مٹانے کو سب کاموں پر مقدم جانا اور جلد

مناسب ہے کہ قوم لنگاہ کے خاطر کریں اور اوسکو اپنا لشکر بنائیں تاکہ کار کے وقت وہ جان سپاری کریں بالفعل اپنے عقیدہ کے استحکام کے لیئے آپ کو دامادی میں قبول کرتا ہوں۔ شیخ صاحب نے اوسکو خوشی خوشی قبول کر لیا اور دختر رائے سہرہ کو برسم سلاطین نکاح کیا۔ رائے کبھی کبھی اپنی بیٹی سے ملنے خفیہ سوی سے ملتان میں آتا تھا۔ اور شیخ کی خدمت میں لایق تحفے پیش کرتا تھا۔ شیخ احتیاطاً یہ نہیں پسند کرتا تھا کہ رائے شہر ملتان میں سکونت اختیار کرے وہ جب آتا شہر سے باہر اُترتا۔ اور بیٹی کو تنہا دیکھنے آتا۔ ایکدفعہ اوسنے اپنے سب آدمیوں کو جمع کیا اور انکو ساتھ لیکر ملتان میں آیا اور یہ نیت کی کہ کسی طرح مکر و حیلہ سے شیخ کو پکڑ کے خود حاکم ملتان ہو جائے۔ جب وہ نواح ملتان میں آیا تو اوسنے شیخ قریشی کو کہلا بھجوایا کہ اس تبہ کل قوم لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہوں تاکہ اوسکی جمعیت کا آپ ملاحظہ کرکے اوسکے لائق خدمات تجویز کردیں شیخ حیلہ دہر و افسوں زمانہ سے غافل تہا اوسنے رائے کی بات کو مان لیا۔ رائے سماز برہ کر ایک خدمتگار کے ساتھہ اپنی بیٹی سے ملنے آیا خدمتگار کو یہ سکھا دیا کہ مکان کے کسی کونہ میں ایک بزغالہ کو کارد لگا کے اسکا خون کرکے گرم پیالہ میں ڈال کر میرے پاس لے آنا جب خدمتگار نے یہ کام کیا تو اوسنے خون کا پیالہ پی لیا۔ کچھہ دیر کے بعد مکر یہ پھیلایا کہ ہائے ہائے کرکے کہنے لگا کہ میرے پیٹ میں درد ہے دکلائے شیخ یوسف کو وصیت کی وقت بلایا اور اونکے سامنے استفراغ دموی کیا۔ اسی اثناء وصیت کے موافق اوسنے اپنے خویشوں اور قرابتیوں کو آخری وقت میں ملنے کے لئے بلایا۔ وکلائے شیخ یوسف نے رائے کا حال دیکہا کہ غیر ہے تو اوسکے خویشوں اور قرابتیوں کے آنے کے مانع نہ ہوئے غرض جب اکثر اوسکے آدمی قلعے میں آگئے تو اوسنے سلطنت کے ارادہ سے بستر بیماری سے سر اوٹھایا اور اپنے معتمد نوکروں کو سب دروازوں کی حراست کے لئے مقرر کیا کہ شیخ یوسف کے کسی ملازم کو اندر نہ آنے دیں پھر وہ شیخ کی خلوت سرا میں گیا اور اوسکو دستگیر کر لیا۔ شیخ نے صرف دو سال حب رائے سہرہ نے شیخ کو پکڑ لیا تو خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے تئیں سلطان قطب الدین لنگاہ سے ملقب کیا۔ ملتان کے آدمی اوسکی حکومت سے راضی تھے اوسنے اُسکے

سلطنت کی۔ سلطنت قطب الدین لنگاہ

کنارہ سند پر جو باقی دلاتیں معمور و آباد تہیں بلوچوں کی تنخواہ میں اور دیدیں۔ رفتہ رفتہ سیت پور سے دھنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں ہی سے متعلق ہو گئی۔ انہیں دنوں میں جام بایزید و جام ابراہیم کہ قبیلہ سمہ کے بزرگ تھے جام نندا سے کہ ولایت سندہ کا حاکم تہا رنجیدہ ہو کر شاہ حسین لنگاہ سے جا ملے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ٹہٹہ و بکر کے درمیان جو ولایت ہے وہ اکثر قوم سمہ سے تعلق رکھتی تہی اور وہ اپنے تئیں جمشید کی اولاد میں سے جانتے ہیں قوم سمہ شجاعت و شہامت میں مشہور تھی۔ جام نندا خود قوم سمہ میں سے تہا اور اپنے تئیں جمشید کی اولاد جانتا تہا۔ مگر ہمیشہ اس قوم سے خائف رہتا تہا۔ اتفاقاً سمہ کے سرداروں کے درمیان عداوت ہوئی جام نندا سے جام بایزید و جام ابراہیم آزردہ خاطر ہوئے۔ اونہوں نے شاہ حسین سے توسل ڈہونڈا۔ اور جام بایزید کو ولایت شور اور جام ابراہیم کو ولایت اوچہہ دیدی اور دونو کو اپنی اپنی جاگیر پر رخصت کیا۔ جام بایزید مضامین علمی سے بہرہ کافی رکھتا تہا۔ ہمیشہ اہل فضل سے صحبت رکھتا تہا جس نواح میں وہ کسی فاضل کو سنتا اوسکے احوال پر ایسی مہربانی کرتا کہ وہ بے اختیار مجلس میں آتا اور اوسے منتفع ہوتا۔ جام بایزید کو اہل فضل سے اس مرتبہ پر محبت تہی کہ شیخ جمال الدین قریشی کو کہ شیخ عالم قریشی کی اولاد میں سے تہا اور خراسان میں اتمام علوم کو تحصیل کیا تھا۔ باوجودیکہ اسکے حواس ظاہر مختل تھے اسکو تمام شغل وزارت کی تکلیف دی۔ جمیع مہمات ملکی اسکی طرف رجوع کئے خود اہل فضل کی صحبت میں وقت گذرانتا تہا۔ احکام الہی کی تقلید یہانتک کرتا تہا کہ ایکدفعہ اوسنے سور میں ایک عمارت بنائی اتفاقاً ایک خزانہ وہانسے نکل آیا۔ تو اوسنے اسمیں تصرف نہیں کیا سلطان کی خدمت میں بالکل بہیجدیا۔ سلطان کو اس عمل سے اسپے اعتقاد عظیم ہوا۔ جب سلطان رحمت حق سے پیوستہ ہوا تو سلطان سکندر پر فرمانروائی کی نوبت آئی تو سلطان حسین نے ایک مکتوب تعزیت و تہنیت کا تحف و ہدایا کے ساتھہ اپنے ایلچیوں کے ہاتہہ بہیجا۔ اور آشتی و صلح کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ سلطان سکندر پر شریعت پرستی کی نسبت غالب تہی صلح پر راضی ہوا اور اسمیں مصلحت جانی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد قائم ہوا۔ اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں اور کسی ایک کی سپاہ اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور جب ایک کو مدد و معاونت کی

دہاں پہنچا سلطان شہاب الدین کو زندہ مقید کیا اور اوسکے پاؤں میں بند آہنی ڈال کر ملتان کی طرف آیا
شہر داروں نے اوسکو خبر پہونچائی کہ باربک شاہ و تاتار خاں سواد ملتان میں عیدگاہ کے قریب
آ گئے ہیں۔ اور قلعہ گیری کے اسباب کو مہیا کر رہے ہیں۔ شاہ حسین لنگاہ شباشب دریاے سندھ
سے بہا گا آیا اور آخر شب میں قلعہ ملتان میں آ گیا۔ اسی ساعت تمام اپنی سپاہ کو جمع کیا اور اونسے
یہ ارشاد کیا تمام سپاہ سے شمشیر زنی کی توقع نہیں ہوسکتی انمیں سے بعض کو عیال و اطفال کی محبت
دامنگیر ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ جماعت شمشیرزنی کی مصلحت میں کام میں نہیں آتی مگر اور مصالح میں کام
میں آتی ہیں جیسے حصارداری سواد لشکر کی تکثیر اور اسی طرح اور کاموں میں کام کرتی ہے اس مقدمہ
کی تمہید کرکے اونسے کہا کہ جو بیتکلف تلوار مار سکے وہ صبح کو شہر سے باہر جائے اور باقی لشکر حصارداری
میں مشغول ہو چنانچہ بارہ ہزار سوار و پیادہ جنگ کے لئے تیار ہوئے جب صبح ہوئی نقارہ بجاتے
ہوئے شہر سے باہر ہوئے سپاہ دہلی کو اپنے منہ کے سامنے کیا حکم دیا کہ سوار پیادہ ہوں اول خود
بھی پیادہ ہوا حکم کیا کہ تمام سپاہ بالاتفاق تین تیر دشمن پر چلائیں۔ اول ہی بار میں بارہ ہزار
تیر کمان سے نکلے دشمن کی فوج میں تزلزل اضطراب عظیم پیدا ہوا۔ دوسری مرتبہ تیر لگانے
میں وہ متفرق ہوگئے اور تیسری دفعہ تیروں کے لگانے میں بہاگ گئے دشمنوں کے دل میں اسکا ہول
ایسا بیٹھا کہ قلعہ شور میں اصلا انہوں نے التفات نہیں کیا قصبہ جنیوٹ تک انہوں نے اپنے گہوڑوں
کو نہیں روکا اس فتح سے لشکر ملتان کو سامان و جمعیت بہم پہنچے جب باربک شاہ و تاتار خاں
قلعہ جنیوٹ میں پہونچے تو سلطان کے تہانہ دار کو تین سو آدمیوں کے ساتھ قول و عہد کرکے
قلعہ سے باہر بلایا اور اونکو قتل کر ڈالا سلطان حسین نے اس فتح کو ایسی فوز عظیم جانا کہ قلعہ
جنیوٹ کی استخلاص پر توجہ نہ کی انہیں ایام میں ملک سہراب دودائی کہ اسمعیل خاں و فتح خاں
کا باپ تہا اپنی قوم روسیلہ کے ساتھ نواحی کیچ و مکران سے شاہ حسین کی خدمت میں آیا
ملک سہراب بلوچ کے آنے کو شاہ حسین لنگاہ اپنے لئے مبارک سمجہا۔ قلعہ کرور سے لیکر قلعہ
دہنکوٹ تک وسکو اور اوسکی قوم کو جاگیر میں دیدیا۔ اس خبر کے سننے سے بلوچستان سے
بہت بلوچ شاہ حسین کی خدمت میں آ گئے۔ روز بروز اوسکی جمعیت زیادہ ہوئی شاہ حسین لنگاہ نے

ہی اسمیں تھے اوسّے وہ حسد کرتا تھا۔ ایک دن فخر اوسنے اپنے غلاموں میں سے کسی سے کہا کہ
اموال بادشاہی میں بلال نے تصرف کیا ہی اور فتنہ برپا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ آدمیون کو اپنا
یار و مصاحب بنا کے شغل سلطنت کا متصدی ہو مناسب ہے کہ فتنہ سے پہلے مفسد کا
علاج کیا جائے اس غلام نا عاقبت اندیش نے ایکدن فرصت پاکر بلال کو مار ڈالا۔ تھوڑے
دنوں میں عماد الملک نے فیروز شاہ کو زہر دیکر اپنے بیٹے کا انتقام لیا جب شاہ حسین لنگاہ کو
بڑھاپے میں یہ مصیبت پیش آئی تو وہ بے صبر ہو کر زار زار رویا حفظ مملکت کے لئے پہر
اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا۔ اور محمود خاں بن فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور سابق
عماد الملک کو مہمات ملکی حوالہ کیں اصلا رنجش و کدورت کا اظہار نہیں کیا چند روز بعد جام بایزید
کو خلوت میں بلاکر کہا کہ صورت حال کو تو جانتا ہی اور میرے درد دل سے خبر رکھتا ہے ایسی
تدبیر کیوں نہیں کرتا کہ اس نمک حرام سے میں اپنا انتقام لوں۔ جام بایزید نے اس امر کو
قبول کیا۔ صبح کو تمام اپنے لشکر کو شاہ کے دروازہ پر بلایا۔ شاہ نے عماد الملک کو بہیجا کہ
جام بایزید کا سامان دیکھہ لے۔ جب وہ دیکھنے آیا تو اوسکو پکڑکر بیڑیاں ڈال دیں۔
شاہ حسین نے اوسی وقت وزارت جام بایزید کے حوالہ کی اور اپنے پوتے محمود خاں کا اتالیق
مقرر کیا۔ شاہ حسین لنگاہ کا ۲۶ صفر ۹۰۸ھ یا ۹۰۴ھ کو انتقال ہوا۔ اُس نے ۳۴ سال یا
۳۲ سال سلطنت کی +

محمود شاہ کی بادشاہی +

دادا کے مرنے کے بعد محمود شاہ تخت نشین ہوا۔ وہ خرد سال تھا۔ اراذل پرست ہوا
اوباش و اجلاف اوسکے گرد جمع ہوئے۔ وہ ہر وقت تمسخر و استہزا میں مصروف ہوا۔ اسلئے
اکابر و اشراف اوسکی صحبت سے جدا ہوئے۔ ان پاجیوں کا ارادہ یہ تھا کہ شاہ محمود شاہ کے
مزاج کو جام بایزید سے منحرف کرادیں اس مطلب کے حصول کے واسطے تدبیریں کرتے تھے
جام بایزید نے اس بات کو نگر رسنا۔ آب چناب کے کنارہ پر ملتان سے ایک فرسخ پر منازل بنائے تھے
اور یہیں مہمات ملکی میں مشغول رہتا اور شہر میں نہیں جاتا۔ ایکدن جام بایزید نے بعض قصبات
کے مقدموں کو مال و معاملہ کی تحصیل کے لئے طلب کیا۔ انہیں سے بعض نے تمرد کیا جام بایزید

احتیاج ہو تو اوسکی مدد کرنے سے دوسرا معاف نہ ہو۔ اسی مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا اور امرا
اور اعیان کی شہادت سے مزین ہوا سلطان سکندر نے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ کہتے ہیں
کہ سلطان حسین نے شاہ مظفر گجراتی سے طریقہ مراسلت جاری کیا اور اوسنے قاضی محمد کو ایلچی
بھیجا کہ گجرات کی منازل سلطانی کی خوب دیکھہ بھال کر انکا حال عرض کرے کہ ملتان میں ایسی
عمارت بنائی جائے جب گجرات سے ملتان میں قاضی آیا تو اوسنے عرض کیا کہ احمد آباد کی عمارت
کی تعریف میں زبان گونگی ہے اگر تمام مملکت ملتان کا محصول یک سالہ صرف ہو تو بھی معلوم نہیں
ایک قصر مثل اوسکے قصروں کے بن سکے اس بات کے سنے سے سلطان حسین مغموم ہوا عماد الملک
وزیر نے جب اوسکے مغموم ہونے کا سبب پوچھا تو اوسنے کہا کہ مجھہ پر لفظ شاہی کا اطلاق ہوتا ہے
اور اوسکے معنی سے میں محروم ہوں اور قیامت کے دن بادشاہوں کے ساتھہ میرا حشر ہوگا
عماد الملک تولک نے کہا کہ بادشاہ اس سبب سے ملول و مکدر نہوں کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر مملکت کو
ایک حقیقت کے ساتھہ مخصوص کیا ہے جسکے سبب سے وہ اور ملکوں میں عزیز و محترم ہوتا ہے اگرچہ
مملکت گجرات و دکن و مالوہ و بنگالہ زرخیز ہیں اور اسباب تنعم بوجہ احسن اونمیں میسر ہوتے ہیں مگر
مملکت ملتان مردم خیز ہے۔ ملتان کے بزرگ جہاں جاتے ہیں وہاں معزز و محترم ہوتے ہیں طبقہ
شیخ الاسلام شیخ بہاءالدین زکریا سے کئی آدمی ملتان میں باقی ہیں شیخ یوسف قریشی کے
بیٹے سے شاہ بہلول نے اپنی بیٹی کو بیاہا جسے ظاہر ہوتا ہے کہ کسقدر اوسکی عزت کی اور طبقہ تجاریہ
کے آدمی نواح ملتان میں موجود ہیں کہ کمالات ظاہری و باطنی میں حاجی عبدالوہاب پر شرف
رکہتے ہیں غرض اس طرح کی باتیں عماد الملک نے بناکر اُسے خوش کردیا۔ وہ بوڑہا بہت ہوگیا تھا
اسلئے اوسنے اپنے بڑے بیٹے کو جسکا نام فیروز خاں تھا فیروز شاہ نام رکھہ کر خطبہ اوسکے نام کا
پڑہوایا خود طاعت و عبادت میں مشغول ہوا شغل وزارت بدستور قدیم اعتماد الملک
تولک کے سپرد کیا +

فیروز شاہ لنگاہ بے تجربہ تہا۔ اوسکے سارے قوی پر قوت غضبی حاکم و مسلط تہی۔
سخاوت وجود کو جانتا نہ تہا کہ کیا ہوتے ہیں۔ عماد الملک وزیر کا بیٹا بلال فاضل تہا اور اوس کی ذات

نے حکم دیا کہ انکا سر منڈوا کے اور گدہے پر الٹا بٹھا کے شہر میں تشہیر کی جائے - بد گو یوں نے سلطان محمود سے کہا کہ جام بایزید نے خاص خدمتگاروں کی سیاست و اہانت شروع کی ہے وہ دیوان میں حاضر نہیں ہوتا - اپنے بیٹے عالم خاں کو بھیجا ہے صلاح دولت یہی ہے کہ مجلس میں عالم خاں کی اہانت کی جائے جس سے بایزید کی حالت و شان میں فتور پڑے اور آدمیوں کے نزدیک ذلیل و خوار ہو - عالم خاں ایک قابل جوان تہا حسن صورت و سیرت میں اپنے اقران میں ممتاز تہا اتفاقاً ایکدن وہ سلطان محمود کے سلام کو آیا - ایک شخص نے اوس سے پوچھا کہ فلاں فلاں مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی کہ جام بایزید نے اُنکا سر منڈا کرا اہانت کی اب انصاف یہ ہے کہ اوسکے عوض میں تیرا سر منڈوایا جائے - عالم خاں نے یہ بات سنکر کہا کہ مردک تجھے ایسی بات بادشاہ کی مجلس میں نہیں کہنی چاہیئے - یہ بات ابھی پوری نہ ہوئی تہی کہ دس بارہ آدمیوں نے لپٹ کر عالم خاں کے سر سے پگڑی اوتار لی اور لات گھونسے مارنے شروع کیے - عالم خاں نے خنجر نکالا - اتفاق سے بادشاہ کے سر میں اوسکی نوک لگ گئی اور بہت خون گیا - لوگوں نے عالم خاں کو چھوڑا اور شاہ کی طرف متوجہ ہوئے - عالم خاں ننگے سر بھاگا تو دروازہ بند پایا اوسکے قفل کو توڑ کر جام بایزید پاس آیا - سارا ماجرا بیان کیا - بایزید نے کہا کہ بیٹا تو نے ایسی حرکت کی کہ جس سے دونوں جہان کی شرمندگی اٹھانی پڑیگی - حال میں کوئی علاج و تدبیر نہیں ہے سوا اسکے کہ تو جلد شور میں جا اور تمام لشکر کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لشکر جمع نہ کر سکے اور میں تیرے پاس پہنچ جاؤں عالم خاں نے یہی کیا اور بایزید شور کو ڈنکہ بجاتا ہوا روانہ ہوا - شاہ محمود نے یہ سنکر اوسکے تعاقب میں لشکر بھیجا جب طرفین کی فوجیں قریب ہوئیں تو بایزید پھر کر اس لشکر سے لڑا اور اوس کو شکست دیدی اور شور میں پہنچ گیا اور وہاں شاہ سکندر لودی کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور اس حال کا عریضہ میں کل حال لکھکر بھیجدیا - سکندر لودی نے فرمان استمالت و خلعت جام بایزید پاس بھیجا - اور دوسرا فرمان دولت خاں لودی حاکم پنجاب پاس روانہ کیا کہ جام بایزید نے ہمارے نام کا خطبہ پڑہوایا اور ہم سے التجا لایا - اسلیئے جب وہ تم سے کمک طلب کرے تو تم اوسکی اعانت و مدد کرنا - تھوڑے دنوں بعد شاہ محمود شاہ لشکر سپاہ کو آراستہ کر کے شور پر پہنچا

تہوڑے سے آدمی کہ اپنے ناموس کا پاس رکہتے ہیں میدان جنگ میں جان دیدینگے مولانا سعید الدین
لاہوری فضلائے وقت میں سے تہا کہتا ہے کہ میں ایام محاصرہ میں ملتان میں تہا جب محاصرہ پر چند ماہ گذر گئے
اور مرزا شاہ حسین کی سپاہ نے مداخل و مخارج قلعہ کو ایسا بند کیا کہ کوئی شخص باہر سے اہل قلعہ کی مدد
نہیں کر سکتا تہا۔ کوئی متنفس اندر سے باہر نہیں جا سکتا۔ آخرکار رفتہ رفتہ نوبت یہانتک پہنچی
اگر کسی وقت کوئی بلی اور کتا ہاتہ لگ جاتا تو اوسکے گوشت کو حلوان اور برہ کی طرح کہاتے اور
اوسے زیادہ عجیب یہ ہے کہ شیخ شجاع الملک نے جاوا نام پاجی کو تین ہزار پیادے قصباتی دیگر قلعہ کی
حراست سپرد کی تہی۔ اس بدبخت کو جسکے گہر پر غلہ کا گمان ہوتا بے ملاحظہ گہر میں آنکر اس بیچارہ کا
گہر لوٹ لیتا۔ اس ناہموار حرکت سے شیخ شجاع الملک کی زوال دولت کی دعا مانگتے تہے
باوجودیکہ قلعہ سے جو باہر آتا جان سے مارا جاتا مگر اندر لوگ ایسے عاجز تہے کہ قلعہ کے اوپر سے خندق میں
گرتے تہے مرزا شاہ حسین کو جب اونکے اضطراب پر اطلاع ہوئی تو اوسنے اپنے آدمیوں کو منع
کر دیا کہ اونکو ماریں نہیں ایک سال کئی مہینہ محاصرہ رہا ۹۳۲ھ میں مرزا شاہ حسین کے آدمی قلعہ
کے اندر گہس گئے اور قتل و غارت و بیداد شروع کی۔ سات سال سے لیکر ستر برس عمر کے آدمی اسیر ہوئے
جسپر زر کا گمان ہوتا اوسکی اہانت طرح طرح کی کیجاتی غرض ملتان مسخر ہوا اور مرزا شاہ حسین نے
حسین شاہ لنگاہ کو پکڑ کر موکل کو سپرد کیا شیخ شجاع الملک بخاری کی اہانت کیجاتی اور ہر روز اوسکی
مبلغ لئے جاتے۔ ملتان کی ویرانی اس حد کو پہنچی کہ اوسکی آبادی کا گمان ہی نہیں ہوتا تہا۔ مرزا نے ملتان کے
کام کو سہل سمجہکر خواجہ شمس الدین کو اسکی حراست سپرد کی لنگر خاں کو اسکا پیش دست بنایا اور خود ٹہٹہ
لنگر خاں نے ملتان کو پہر آباد کیا۔ ہمایوں بادشاہ نے جب پنجاب کامران کو دیا ہے تو ملتان اسمیں داخل تہا
مرزا نے لنگر خاں کو بلا کر پہر ملتان اسکو دیا۔ غرض بادشاہان دہلی کے تصرف میں ملتان آگیا۔ سعدا ریاست سندہی +

[illegible] مرزا [illegible] نے اونکا احترام و اعزاز کیا جب او نہوں نے پیغام کو ادا کیا
تو مرزا نے کہا کہ میں یہاں سلطان محمود شاہ لنگاہ کی تربیت اور شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین
زکریاے ملتانی کی زیارت کو آیا ہوں۔ بہلول نے کہا کہ شاہ محمود کی تربیت بطور اویس قرنی
کے ہو کہ حضرت رسالت پناہی نے روحانیت سے تربیت اوسکی کی تھی اور شیخ بہاء الدین خود
خدمت میں موجود ہیں اونکی زیارت کے لئے تصدیع کی ضرورت کیا ہے غرض یہ بات کچھہ بھی
نہیں شیخ بہاء الدین واپس سلطان محمود پاس آئے کہ رات کو اوسکا ناگاہ انتقال ہوا۔
بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ لنگر خاں نے کہ اس سلسلہ کا غلام تھا۔ آقا کو زہر سے مارڈالا ۹۳۱ھ
میں اسکا انتقال ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔

لعنت
جب شاہ محمود لنگاہ مر گیا تو اکثر مردم قوم لنگاہ و لنگر خاں کہ لشکر شاہ کا مقدم تھا علم مخالفت
بلند کیا اور مرزا شاہ حسین ارغون سے مل گئے اور تربیت و تنخواہ پا کر اونہوں نے قصبات ملتان
کو مسخر کیا۔ اور باقی امراء لنگاہ حیران ہو کر ملتان میں آئے اور اونہوں نے پسر شاہ محمود کو
کہ ابھی لڑکا تھا شاہ حسین لنگاہ کا خطاب دیکر خطبہ اوسکے نام کا پڑھدیا مگر چہ برائے نام اوسکو بادشاہ
بنایا مگر اختیارات سلطنت شیخ شجاع الملک بخاری داماد شاہ محمود کے ہاتھہ میں تھے۔ اوسنے
وزارت اختیار کرکے مہمات ملکی کا اہتمام لیا۔ وہ ایک مرد بے تجربہ تھا۔ باوجودیکہ ملتان میں ایک
مہینہ کا اذوقہ نہ تھا مگر اوسنے حصار داری کو قرار دیا۔ شاہ حسین ارغون نے شاہ محمود کی وفات کو
ملتان کی فتح کا واسطہ بنایا اور ذرا فرصت نہ دی اور حصار ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ کچھہ دن گذرے
کہ آدمی گرسنگی سے عاجز ہوئے اور مضطربانہ اونہوں نے شیخ شجاع الملک بخاری سے کہا کہ ابھی
گھوڑوں میں توانائی ہے اور ہم میں قوت ہے بہتر یہ ہے کہ تقسیم افواج کر کے معرکہ جنگ میں
متوجہ ہوں شاید کہ فتح ہم کو ہو حصار داری کس مدد اور کمک کی امید پر کی جاتی ہے اور اوسکی
کیسی امید ہے شیخ شجاع الملک نے مجلس میں جواب نہ دیا۔ مگر خلوت میں معتبر سواروں کی ایک جماعت
کو بلاکر کہا کہ ابھی شاہ حسین لنگاہ کی شاہی کو کچھہ قرار نہیں ہے اگر جنگ کے قصد سے شہر سے
باہر [illegible] غالب ہے کہ اکثر آدمی ہم سے جدا ہو کر شاہ حسین کی نوکری کر لینگے اور ہم

تاریخ کاشمیر

آئین اکبری میں ابوالفضل نے لکھا ہے کہ جب شہنشاہ اکبر کاشمیر میں آیا تو سنسکرت زبان میں ایک
کتاب راج ترنگنی نام اوسکے حضور میں پیش ہوئی اُس میں کاشمیر کے مسند نشینوں کا حال چار ہزار
سال سے کچھ زیادہ کا لکھا ہوا تھا۔ اس دیار کی یہ رسم تھی کہ ملک کے پاسبان چند قابل آدمیوں کو تاریخ
نویسی کے لئے مقرر کیا کرتے تھے۔ تھوڑے دنوں میں شہنشاہ نے اس کتاب کا ترجمہ فارسی
زبان میں کرایا۔ انگریزی زبان میں بھی اس کتاب کے ترجمے ولسن صاحب اور بابو جوگیشن چندر دت
صاحب نے کئے ہیں۔ غالبًا بابو صاحب کا ترجمہ فارسی اور ولسن صاحب کے ترجموں سے زیادہ صحیح ہوگا
سنسکرت کے علم ادب میں کتب تاریخیہ کا کال ہے اس میں راج ترنگنی سوا ندھوان میں ایک
کا نل ہے۔ اس تاریخ کے چار حصے ہیں پہلے حصہ میں جمبک کے بیٹے پنڈت کلہن نے قدیم زمانہ سے
۱۱۴۸ء تک۔ اور دوسرے حصہ میں جون راج نے ۱۴۱۲ء تک۔ اور تیسرے حصہ میں پنڈت سری ور نے
۱۴۷۷ء تک۔ اور چوتھے حصہ میں شہنشاہ اکبر کے عہد تک پرجے بھٹ نے تاریخ کاشمیر تحریر کی
ہے حصہ دوم کا نام راجابلی اور تیسرے حصہ کا نام جین راج ترنگنی۔ چہارم حصہ کا نام راجاولی
پٹیک ہی۔ پرجے بھٹ اکبر کے وقت میں تھا۔ میں ان سب ترجموں سے مضامین انتخاب
کرکے لکھتا ہوں +

کاشمیر کے اول باون راجاؤں کی تاریخ کسی شخص نے پہلے نہیں لکھی۔ یہ راجا کوروؤں اور
کل جگ کے کونٹیوں کے معاصر تھے۔ اونہونکی سلطنت زبردست تھی وہ ہاتھیوں پر چڑھتے تھے۔
بڑے صاحب اقبال تھے اونکے گھروں میں دن کو نگاہ سے چھپی ہوئی عورتیں اس طرح رہتی تھیں جیسے
چاندنی کھلے دن میں۔ مگر ایسے بے نام ونشان وہ ہوگئے ہیں کہ گویا پیدا ہی نہیں ہوئے
تھے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شاعروں نے اونکے حال پر مہربانی نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں کہ ان راجاؤں کا
حال بہ سبب اونکی ستمگاری کے نہیں لکھا گیا۔
کاشمیر میں جابجا پہاڑ کھڑے سوبھا دے رہے ہیں۔ یہ ملک تین ایسا ہے کہ کبھی سپاہ کی قوت سے

شاہان سندھ کے مختلف خاندانوں کا شجرہ

اول موروثی شاہان سمہ سنہ ۷۴۰ھ ۱۳۳۹ء سے ۸۱۲ھ ۱۴۰۹ء تک
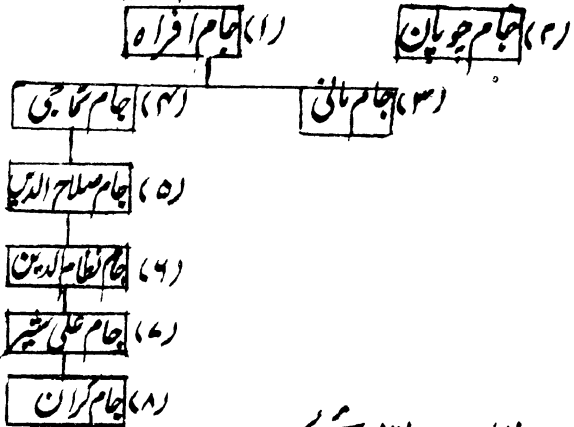
(۲) جام چوبان
(۱) جام افرہ
(۳) جام مانی
(۴) جام تماجی
(۵) جام صلاح الدین
(۶) جام نظام الدین
(۷) جام علی شیر
(۸) جام کران

دوم شاہان سمہ جو انتخاب شدہ ہوئے ۸۱۲ھ ۱۴۰۹ء سے ۹۲۷ھ ۱۵۲۰ء

(۱۰) جام تغلق
(۹) جام فتح خان
(۱۱) جام سکندر
(۱۲) جام سنجر
(۱۳) جام نندا
(۱۴) جام فیروز

خاندان ارغون و ترخان ۹۲۶ھ ۱۵۲۰ء سے ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۲ء تک

(۱۵) شاہ بیگ ارغون
(۱۶) شاہ حسین ارغون
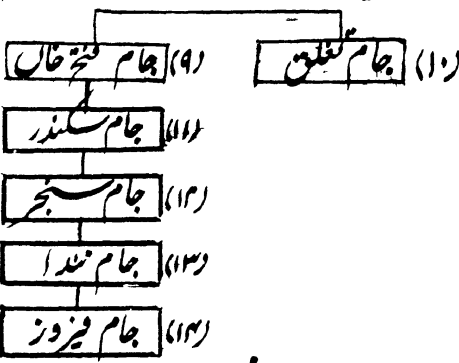
خاندان ترخان
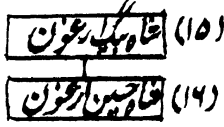
(۱۷) عیسیٰ ترخان
خان بابا
(۱۸) محمد باقی ترخان
جانی بیگ ترخان
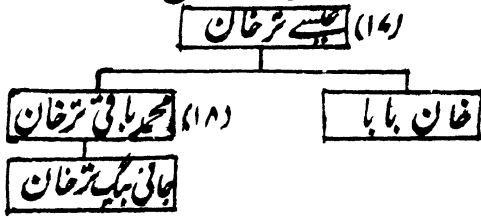
اسکے شاہانہ چہتر میں ناگ (سانپ) کا پھن لگا ہوا تھا سو یہاں بہت قسم کے ناگے رہتے تھے جنکے جوہر نے شہر کو گوہر کا خزانہ بنا دیا تھا - اب ہم راجگان کشمیر کی فہرست لکھتے ہیں +

فہرست اول

نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱ گونند اول		۵۲۶ قبل از حضرت عیسیٰ	
۲ دامودر اول			(۱) کا بیٹا
۳ یسووتی رانی			(۲) کی زوجہ
۴ گونند دوم			

یہاں سے ۳۵ راجاؤں کا بیان کچھہ نہیں لکھا

نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۵ لو			
۶ کشیشی			
۷ کہگیندر	۱۲۳۶ سال		
۸ سرندر			
۹ گودہر			
۱۰ سورن			
۱۱ جنک			
۱۲ سچی نر			
۱۳ اشوک			
۱۴ جلوک			
۱۵ دامودر دوم			
۱۶ ہسک و جسک و کنشکہ			
۱۷ ابہے منیو اول			

فتح نہیں ہو سکتا۔ یہاں کے آدمیوں کو سوا عقبے کے خوف کے دنیا کا کوئی خطر نہیں ہے۔ دریاؤں میں نہانے کے لئے جاڑے کے اندر گرم پانی اور گرمی میں سرد پانی موجود رہتا ہے۔ دریاؤں میں تلاطم نہیں۔ آبی جانوروں کی بلاؤں سے محفوظ۔ اس ملک میں آفتاب ملائمت کے ساتھ چمکتا ہے کشیپ نے اپنی شان و شکوہ دکھلانے کے لئے اوسکو پیدا کیا ہے۔ بڑے بڑے پاٹ شالوں کی عمارات عالیشان۔ زعفران زار۔ برفیں آبستان موجود ہیں انگور یہاں ایسے اکثر جو بہشت میں کمتر ہوتے ہیں۔ تینوں لوک میں کیلاس سب سے زیادہ عمدہ ہے اور کیلاس کا عمدہ حصہ ہمالیہ ہے اور ہمالیہ میں عمدہ مقام کاشمیر ہے +

یہاں کے پرانے زمانہ کے دیوتا اور مقدس مقامات یہ ہیں +

(۱) اول شو جو برائیوں کا ناس کرنیوالا ہے اوسکا چوبین بت جسکے چھونے سے مکت ہوتی ہے +

(۲) ایک پانی کی سیل جو ایک پہاڑ پر شام کو رواں ہوتی ہے نیک آدمیوں کو دکھائی دیتی ہے بد آدمیوں کو نہیں نظر آتی +

(۳) برہما بشکل آتش زمین سے اٹھتا ہے اور جنگلوں کو جلاتا ہے +

(۴) دیبی سرسوتی ایک تال میں ہنس کی شکل کو سمجھ دیوی بھنگ کی چوٹی پر ہے جہاں سے گنگا نکلتی ہے

(۵) نندی چھیتر کا مندر۔ وہاں اوس صندل کا نشان ابتک موجود ہیں جسکو دیوتا لگا کر پوجا کرتے تھے +

(۶) یہاں نندی میں ایک سارد ایعنی درگا ہے جسکے دیکھتے ہی مکت ہو جاتی ہے اور طلاقت لسانی اور شیریں بیانی حاصل ہوتی ہے +

اس ملک میں ان دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہے مگر بھرت سوجے ایش ادے کیشو ایشان سارا ملک مندروں سے بھرا ہوا ہے +

کاشمیر کے راجاؤں کی تاریخ دیکھو سنو کیسی شیریں ہے +

سرشٹ کلپا کے چھ منونتروں میں دنیا میں پانی بھرا ہوا تھا۔ ہمالیہ پہاڑ کی گودی میں پانی بستر لگائے ہوئے تھا۔ حال کے دے وس وتا کلپ کے قریب آجنے سے کشیپ نے دیوتاؤں کو اوپر سے بلایا اور پانی کے اوپر زمین کو نکال کر کشمیر کو بسایا۔ یہاں ناگوں پر نیل حکومت کرتے تھے

فہرست دوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	برتاپادتے	۳۲ سال	۱۶۷	بعض کہتے ہیں کہ وہ بکرماجیت کے اجداد میں سے ہے
۲	جلوک	۳۲ سال	۱۳۵	(۱) بیٹا
۳	تنگ جین اول	۳۶ سال	۱۰۳	(۲) کا بیٹا
۴	وجے	۸ سال	۶۷	نسل (۳) سے
۵	جتیندر	۳۷ سال	۵۹	
۶	سندھی متی یا آریراج	۴۷ سال	۲۲	

چھ راجاؤں نے ۱۹۲ سال حکومت کی

فہرست سوم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ جلوس عیسوی	کیفیت
۱	میگھہ واہن	۳۴ سال	۲۵ بعد از حضرت عیسیٰ	تبائے بدھشٹر میں سے
۲	شرشٹ سین یا پروسین اول یا تنگ جین دوم	۳۰ سال	۵۹	پسر (۱)
۳	ہرنے	۳۰ سال	۸۹	پسر (۲)
۴	ماتری گپت	۴ سال ۹ ماہ ایک دن	۱۲۰	
۵	پروسین دوم	۶۰ سال	۱۲۵	میگھہ واہن کی اولاد میں سے
۶	یدھشٹر دوم	۲۱ سال ماہ	۱۸۵	(۵) کا بیٹا
۷	لکشمی یا نرندرادتے	۱۳ سال	۲۰۶	
۸	رنادتے یا تنگ جین سوم	۳۰۰ سال	۲۱۹	برادر خورد (۷)
۹	وکرمادتے	۴۲ سال	۵۱۹	پسر (۸)
۱۰	بلادتے	۳۷ سال ۴ ماہ	۵۶۱	برادر خرد (۱۰)

دس راجاؤں نے ۵۹۲ سال ۲ ماہ ایک روز راج کیا

گونند اول سے ابھے مینونک ۵۲ راجاؤں نے راج کیا مگر اون میں سے کلہن مصنف راج ترنگنی ۳۵ راجاؤں کا نام لکھ سکا

۱۸	گونند سوم	۳۵ سال	۱۱۸۲ قبل از حضرت عیسیٰ	
۱۹	وبھیشن	۳۵	۱۱۴۷ ۰ //	(۱۹) کا بیٹا
۲۰	اندرجیت	۳۵ و ۶ ماہ	۱۰۹۴	(۲۰) کا بیٹا
۲۱	راون			(۲۱) کا بیٹا
۲۲	دبھیشن دوم	۳۵ سال ۶ ماہ	۱۰۵۸	(۲۲) کا بیٹا
۲۳	نریاکن نر	۳۵ سال ۹ ماہ	۱۰۲۳	(۲۳) کا بیٹا
۲۴	سدھہ	۶۰ سال	۹۸۳	(۲۴) کا بیٹا
۲۵	ادت پلاکش	۳ سال ۶ ماہ	۹۲۳	(۲۵) کا بیٹا
۲۶	ھرنے یاکش	۳۷ سال ۷ ماہ	۸۹۳	(۲۶) کا بیٹا
۲۷	ھرنےکول	۶۰ سال	۸۵۵	(۲۷) کا بیٹا
۲۸	موکل یا وسوکل	//	۷۹۵	(۲۸) بیٹا
۲۹	مہرکل	۷۰ سال	۷۳۵	(۲۹) بیٹا
۳۰	وک	۶۳ سال	۶۶۵	(۳۰) کا بیٹا
۳۱	کہشت نند	۳۰ سال	۶۰۲	(۳۱) کا بیٹا
۳۲	دسوننداا	۵۲ سال ۲ ماہ	۵۷۲	(۳۲) کا بیٹا
۳۳	نر دوم	۶۰ سال	۵۲۰	(۳۳) کا بیٹا
۳۴	اکشا	۶۰ سال	۴۶۰	(۳۴) کا بیٹا
۳۵	گوبادت	۶۰ سال	۴۰۰	(۳۵) کا بیٹا
۳۶	گوکرن	۵۷ سال ۱۱ ماہ	۳۴۰	(۳۶) کا بیٹا
۳۷	نرندرادت یا کھنگ کھلا	۳۶ سال ۳ ماہ ۱۰ روز	۲۸۲	(۳۷) کا بیٹا
۳۸	یدھشٹر	۷۹ سال ۵ ماہ ۱۰ یوم	۲۴۶	(۳۸) کا بیٹا

۲۱ راجاؤں نے ۱۰۱۵ سال ۹۲ روز سلطنت کی

٢	شنکرورم ما	١٨ سال ٨ ماہ ١٣ یوم	٨٨٣	بیٹا (١) کا
٣	گوپال ورم ما	٢ سال	٩٠٢	بیٹا (٢) کا
٤	سنکٹ	١ یوم	٩٠٤	مشہور تھا کہ برادری میں تھا
٥	رانی سگندھا	٢ سال	٩٠٤	مادر (٣)
٦	پارتھ	١٥ سال ایک ماہ	٩٠٦	پسر (٧)
٧	برجیت ورم ما	ایک سال ایک ماہ	٩٢١	برادر (٦)
٨	چکرورم ما	١٠ سال ١٥ روز	٩٢٢	
٩	شورورم ما	١ سال	٩٣٣	برادر (٨)
١٠	پارتھ دوبارہ	١ سال	٩٣٤	
١١	چکرورم ما دوبارہ	١ سال	٩٣٥	
١٢	شمبھوبردھنا	٦ دن	٩٣٥	
١٣	چکرورم ما سہ بارہ	١ سال ٥ ماہ	٩٣٥	
١٤	اُدن مت تونتی	٢ سال	٩٣٧	پسر (١٠)
١٥	سورورم ما		٩٣٩	

کلپ پال کے بنس کے آٹھ راجاؤں نے علاوہ وزرا اور رانیوں کے ٨٣ سال ۴ ماہ سلطنت کی

فہرست ششم

١	یشسکرہ	٩ سال	٩٣٩	رعایا میں سے تھا
٢	ورنت	٠	٩٤٨	بیٹی (١)
٣	سنگ گرام اول	٦ ماہ	٩٤٨	
۴	پروگوپت	١ سال ۴ ماہ	٩٤٨	رعایا میں سے تھا
٥	کھشیم گوپت	٨ سال ٦ ماہ	٩٥٠	پسر (۴)
٦	ابھے منیو دوم	١٣ سال ١ ماہ	٩٥٨	پسر (٥)

فہرست چہارم

۱	دلبھ وردھن	۳۶ سال	۵۹۸	داماد (۱۰)
۲	درلبھک یا پرتاپادتے دوم	۵۰ سال	۶۳۴	نبیرہ دختری (۱)
۳	چندراپیڑ یا وجرادتیا اول	۸ سال ۸ ماہ	۶۸۴	پسر (۲)
۴	تاراپیڑ	۴ سال ۲۴ دن	۶۹۳	برادر (۳)
۵	للتادتے اول	۳۶ سال ۷ ماہ ۱۱ روز	۶۹۷	برادر (۴)
۶	کوولیاپیڑ	۱ سال ۱۵ دن	۷۳۳	پسر (۵)
۷	وجرادتے دوم یا ونپاک یا للتادتے دوم	۷ سال	۷۳۴	برادر (۶)
۸	پرتھویا اول	۴ سال ایکماہ	۷۴۱	پسر (۷)
۹	سنگرام پیڑ اول	۷ دن	۷۴۵	نبیرہ پسری (۷)
۱۰	جیاپیڑ مع ھب جج	۳۱ سال	۷۴۵	جج خسر پورہ (۹)
۱۱	للتاپیڑ	۱۲ سال	۷۷۶	پسر (۱۰)
۱۲	سنگرام پیڑ دوم یا پرتھوپاپیڑ دوم	۷ سال	۷۸۸	برادر (۱۱)
۱۳	ورہسپت یا چپ پیچاپیڑ	۱۲ سال	۷۹۵	
۱۴	اجتاپیڑ	۳۶ سال	۸۱۴	۶ سال صاحب [illegible]
۱۵	انتنگاپیڑ	۳ سال	۸۴۹	پسر (۱۲)
۱۶	ادت پلا پیڑ	۳ سال	۸۵۲	پسر (۱۳)

کرکوٹ کے نسل کے ۱۷ راجاؤں نے ۲۶۰ سال ۵ ماہ ۴ روز حکومت کی

فہرست پنجم

۱	اونتی ورما	۲۸ سال	۸۵۵	

ایسا سلامتی تھی کہ پھر نہیں جلتی تھی - اوسنے ایک شہر پور آباد کیا - راجہ کہلمندر نے ناگا دشمنوں کو ہلاک کیا - راجہ سورنے ایک نہر کرال میں کہدوائی اور اوسکا نام سورن منی رکھا - راجہ اشوک نے برہمن کا مت چھوڑا اور بدہ مذہب اختیار کیا - یہ راجہ بڑا نیک اور بے عیب و سخی تھا اوس نے بدہ کے بہت سٹوپ بتستا (جہلم) کے کنارے پر بنائے - اوسنے ایک چیت ایسا اونچا بنوایا کہ جسکی چوٹی نہیں دکھائی دیتی تھی شہر سری نگر آباد کیا جو ابتک موجود ہے اوسنے ایک پرانے مندر کی دیواریں ڈہوا کر ایک نئے مندر کی دیواریں بنائیں جسکو آئین اکبری میں لکھا ہے کہ کلش برہمن انداخته آئینہ جبین بر گرفت - اوسکے مرنے سے بدہ مذہب کو صدمۂ عظیم پہونچا اسلئے کہ اوسکا بیٹا جلوک برہمن مذہب و سیو تھا - اوسنے ملکشوں کو یعنے تاتاریوں کو مار کر نکال دیا جنہوں نے اوس کے باپ کے وقت میں کاشمیر کو تاخت و تاراج کیا تھا - اور قنوج دار الملک ہندوستان تک اوس نے اپنی سلطنت کو بڑہایا - اور دیدہ دری اور پایہ شناسی سے یہاں سے چاروں قوموں کے آدمیوں کو انتخاب کر کے لے گیا -

اوسکے زمانہ سے پہلے کاشمیر میں عدالت کا انتظام اچھا نہ تھا اوسنے عدالت کے انتظام کے لئے یہ سات عہدے مقرر کئے (۱) دادگر (۲) دیوان (۳) خزانچی (۴) سپاہ کا تیمار دار (۵) دخشو (سفارت) (۶) مرشد اعلی (۷) راز گذار اختر - کاشمیر میں برہمنوں اور بودہوں میں بڑی لڑائیاں رہتی تہیں اور بودہوں کی ترقی ہوتی جاتی تھی +

راجہ جلوک کی نسبت یہ کہانی جوڑ رکھی ہے کہ راجہ ایکدن سرادہ سے پہلے اشنان کو جاتا تھا - بہوکے برہمنوں نے اوسسے کہانے کو مانگا اوسنے اونکے سوال پر کچھہ خیال نہ کیا اور دریا کی طرف آگے بڑہا - برہمنوں نے اپنی ریاضت کے زور سے دریا کو کہینچ کر اوسکے پاؤں تلے لا ڈالا اور اسسے کہا کہ دیکھہ بتستا یہ ہے اب کہانا ہم کو کھلا - راجہ اسکو جادو کا اثر سمجہا اوسنے کہا کہ تم چلے جاؤ میں جب تک اشنان نہیں کر لونگا تم کو کہانا نہیں کھلاؤنگا - برہمنوں نے اوسکو یہ سراپ دیا کہ وہ سرپ بنجائے جب راجہ اونکے آگے بہت گڑگڑایا تو اونہوں نے یہ کہا کہ اگر ایک دن میں وہ رامائن اول سے آخر تک سن لیگا تو پھر اپنی اصل شکل پر آجائیگا ابتک وہ داہو

۷	نندی گپت	۱ سال ۱ ماہ ۹ روز	۹۷۲	لسبیز (۶)
۸	تری بھون گپت	۲ سال ۷ روز	۹۷۳	
۹	بھیم گپت	۵ سال	۹۷۵	ابھی منیو کا بیٹا
۱۰	ڈڈا رانی	۲۳ سال	۹۸۰	ماورا بھے منیو

دس راجاؤں نے ۴۶ سال ۳ ۳ دن سلطنت کی گونند اول کے زمانہ سے تاریخ کشمیر

یہ راجا یدھشٹر کا ہم عصر تھا اوسکی سلطنت کا آغاز کل جگ کے ابتدا سے ہوا ہے۔ وہ کاشمیر میں راج کرتا تھا جراسندھ بہار کے راجہ سے دوستی رکھتا تھا۔ جب جراسندہ نے کرشن کی دار السلطنت متھرا پر حملہ کیا ہے تو گونند کو اپنی کمک کے لئے کاشمیر سے بلایا۔ اِن دونوں نے ملکر جمنا کے کنارہ پر متھرا کو بڑی سپاہ سے جا گھیرا۔ اور ایک دفعہ کرشن کی سپاہ کو شکست بھی دیدی۔ مگر بلرام نے کرشن کی فوج کی پراگندگی کو دور کیا اور گونند کو مار ڈالا+

گونند کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا دامودر اول جانشین ہوا۔ وہ ایسے شاداب ملک کے راج سے خوش نہیں رہتا تھا۔ باپ کے انتقام کی فکر میں لگا رہتا تھا جب اوسنے سنا کہ گاندھاریوں (قندھاریوں) نے کرشن کو اپنی لڑکیوں کے بیاہ میں دریا سندہ کے قریب بلایا ہے تو وہ سوار اور پیادوں کو ہمراہ لیکر اس تقریب میں خلل انداز ہوا مگر کرشن کا چکرا وسکے جگر پر ایسا لگا کہ کام تمام ہوا اوسکی رانی یسوودتی حاملہ تھی۔ کرشن کے حکم سے وہ مسند نشین ہوئی۔ اعیان سلطنت نے اس سے مخالفت کی تو کرشن نے پران میں سے یہ اشلوک سنایا جسکا مطلب ہے کہ کاشمیر کی لڑکیاں پاربتی ہیں جان لو کہ کاشمیر کے راجہ ہر کے حصے ہیں اوسنے عقلمندوں کو نفرت نہیں کرنی چاہئے خواہ وہ دنیا پرست و شریر ہی کیوں نہ ہوں عورت کی قدر ہمہ نہیں کرتا جس سے وہ مسرت اندوز ہوتا ہے اس اثنا میں تم اپنا اور دیبی کا جلوہ دیکھ گے اس رانی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام داماد بر گونند رکھا گیا۔ بعد اس کے ۳۵ راجاؤں نے راج کیا مگر انکی تاریخ اس سبب سے نہیں لکھی گئی کہ وہ سمگار ہے تھے ان کا نام و نشان باقی رکھنا نہیں چاہا+

ایک بڑا نامور راجا لو ہو جسکی سپاہ کے شور سے خلق کی نیند جاتی رہتی تھی مگر وہ دشمنوں کو

اس پتہر میں ایک ارواح رہتی ہے اور وہ کسی طرح نہیں ہل سکتی جب تک اوسکو کوئی
پارسا عورت نہ ہلائے۔ اوسکے خواب کے ثابت کرنے کے لئے عورتوں نے پتہر کو سرکانا
شروع کیا مگر وہ نہ سرکا ایک کوزہ گر کی پارسا بیوی نے آنکر اوسکو ہٹا دیا۔ راجہ کو اوسپر
غصہ آیا کہ اسقدر عورتیں بے عصمت ہیں اونکو اور انکے خاوندوں بہائیوں و بیٹوں کو
مار ڈالا جنکی تعداد تین کوٹی (کروڑ) تہی بعض آدمی اس کام کی تعریف کرتے ہیں مگر یہ کام
ملامت کے قابل ہے اس قتل پر بہی جو رعایا نے سرکشی نہیں کی اسکا سبب تہا کہ
راجہ کی نگہبان دیوتا تہے اسکے زمانہ میں ملچہیوں کی اولاد برہمن ایسے بے شرم و بے حیا
تہے کہ وہ اپنی بہنوں اور بہوؤں سے مباشرت کرتے تہے ایسے آدمیوں کا ہونا تعجبات سے
ہے۔ وہ اور چیزوں کی طرح اپنی بیویوں کو بیچڈالتے تہے۔ اونکی بیویاں بہی غیروں کی
بغلوں میں جاکر ایسی خوش ہوتی تہیں جیسے کہ برسات میں مور اور گہر ساسے ہنس ہوتا ہے
راجہ نے بعض نیک کام بہی کئے تہے۔ وہ طرح طرح کے امراض میں جب مبتلا ہوا تو آگ
میں جلکر خاکستر ہوا تو آسمان پر سے ایک آواز آئی کہ گو اس راجہ نے تین کوٹی آدمیوں کو
مارا مگر وہ سرگ میں گیا اسلئے کہ وہ خود اپنے نفس کے لئے بہی ظالم تہا۔ اس ظالم باپ کے
بعد اوسکا عادل بیٹا جو جانشین ہوا تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ گرمی کے بعد برسات آئی
راجہ گوپادت کا راج ست جگ سمجہا جاتا ہے اوسنے ان سب برہمنوں کو نکالا یا جو لہسن کہاتے تہے اور اونکی
جگہ اوسی قوم کے برہمن غیر ملکوں سے بلالئے اوسکی قلمرو میں رسوم مذہبی کے سوا کوئی حیوان ذبح نہوتا تہا
کوہ سلیمان پر ایک بتخانہ اوسکا بنایا ہوا موجود ہے۔ راجہ یدہشٹر کی آنکہیں چہوٹی تہیں اسلئے اوسکو اندہا کہتے تہے
اول اول اوسنے فرمانروائی داد دہی کے ساتہہ کی مگر تہوڑے دنوں کے بعد اوسکو بدگوہر ملکی
لہو زبانی اور طبیعت پرستاری کے سبب سے اوسکے دانشمند ملازموں نے ہمسایہ کے راجاؤں
کے ساتہہ اتفاق کرکے اوسکو اول زنداں میں مقید کیا اور پہر جلاء وطن +
یدہشٹر کی معزولی کے بعد پرتاپادت راجہ ہوا وہ ایک دوسرے ملک راجہ بکرمادت کا رشتہ دار تہا
اوسکے بعد اوسکا بیٹا جلوک راجہ ہوا۔ ان دونو باپ بیٹوں نے اچہی سلطنت کی انکا حال ایسا

وسودا میں بہوکے سانپ کی صورت میں پہرتا ہے۔ رشیونکی بڑی قوت سرآپ ہے کہ وہ ایسے نیک راجہ کوبھی غارت کرسکتے ہیں۔ دشمن کے ہاتہہ سے عزت گئی ہوئی پہر حاصل ہوسکتی ہے مگر برہمنوں کے سراپ سے جو عزت جاتی ہے وہ پہر نہیں ہاتہہ آتی۔

کاشمیر میں ہشک جشک و کنشک نے ملکراج کیا اونہوں نے اپنے نام کے شہر آباد کیے ان کے عہد میں بدھہ مذہب کو کاشمیر میں بڑی رونق ہوگئی۔

راجہ نر اجسکو کن نر بہی کہتے ہیں رعایا کے حق میں جو فائدہ مند باتیں کیں وہ سب الٹی ہوئیں ایک بودھہ اوسکی رانی کو بہی بھگاکرلے گیا۔ اسے راجہ کو ایسا غصہ آیا کہ اوسنے بدھوں کی ہزاروں معبدوں کو ڈہاکر مٹی کا ڈہیر بنادیا اور اونکے اوقاف کے دیہات برہمنوں کو دیدئے۔ راجہ مہرکل کی سلطنت میں کاشمیر کو ملکشوں (تاتاریوں) نے لوٹا۔ راجا مہرکل آدمیوں کے مارنے میں موت کا حکم رکہتا تہا کچہہ بڑے بچے عورت مرد کا خیال نہیں کرتا تہا۔ جہاں وہ یا اوسکا لشکر اوترتا وہاں کوّوں اور گدّوں کا ہجوم مردوں کے کہانے کے لئے لگ جاتا۔ اوسنے ایکدن اپنی رانی کی انگیا پر پاؤں کے پنجہ کا زریں نقش دیکہا۔ اسکا سبب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ سنگہلدیپ کے کپڑے کی انگیا بنی ہوئی ہے اور اس کپڑے پر وہاں کے راجہ کے پاؤں کا نشان ہے۔ اس سے وہ بڑا افروختہ خاطر ہوکر جنوبی سمندر پر گیا۔ لنکا کو لوٹا۔ وہاں کے راجہ کو مارا۔ ایک اور ظالم کو اسکا جانشین کیا۔ چولا۔ کرناٹک۔ لاٹ وغیرہ میں گذرتا ہوا اپنے ملک میں واپس آیا۔ ان ملکوں کے راجہ اوسکے خوف کے مارے بہاگ گئے تہے مگر اوسکے جانے کے بعد اپنی لٹی ہوئی راجدہانیوں میں آگئے۔ جب وہ کاشمیر میں آیا تو اسکا ایک ہاتہی غار میں گر پڑا۔ اور اوسکی چنگہاڑنے سے اوسکے سو ہاتہی چونک پڑے اوسنے ان سب ہاتہیوں کو مار ڈالا اسلئے اسکا نام ہستی ونر ہوا ہستی فیل کو اور ونر زیان کو کہتے ہیں جیسے کہ گناہ گار کے چہونے سے جسم ناپاک ہوجاتا ہے اسلئے اوسکی تاریخ کے بیان سے زبان ناپاک ہوتی ہے۔ ایکدن وہ دریا چندرکلیا میں اترتا تہا کہ اوسکی راہ میں بڑا پتہر کا چٹان آیا جو کسی طرح ہٹانے سے ہٹتا نہ تہا۔ اوسنے خواب میں دیکہا کہ

لشکر سے ملوں پہنچا۔ سارے تابع راجاؤں کو اسپر مجبور کیا کہ وہ جانوروں کو نہ مارنے دیں۔
اُلھشلسو کی عملداری میں اوسنے گوشت موقوف کرادیا۔ جب راجہ ہرے لاولد مرگیا اور کاشمیر
کا تخت خالی ہوا تو سرانِ کاشمیر بکرماجیت ہندوستان کے راجہ اوجین کے گرویدہ ہوئے۔ اسی الامش
راجا کے دربار میں ایک نامور شاعر ماترگپت کشمیری رہتا تھا جسنے بہت شہروں کی سیر کرکے اسی
راجا کو اپنا قدرشناس جانا اور اوسی پاس رہنا اختیار کیا۔ راجہ نے اول اوسکی قدر اوسکی لیاقت کے
موافق نہیں کی۔ ایک رات کو چراغ کی بتی اکسانے کے لئے راجہ نے نوکر بلایا تو ماترگپت
کے سوا کوئی اور نوکر حاضر نہ تھا۔ راجہ پاس وہ گیا اور یہ موقع پاکر اوسنے اپنا مطلب اس شعر میں
ادا کیا جسکے معنی یہ تھے کہ میں افکار کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اور اکڑانے والے جاڑے سے
عذاب میں آرہا ہوں۔ بھوک کے مارے آواز نہیں نکلتی اور ہونٹ میرے کانپ رہے ہیں اور
دل میں قناعت نیلا رہی ہے۔ اور نیند میرے پاس سے ایسی جاتی رہی جیسے کہ کسی کی
بیوی گالیاں دینے سے بھاگ جاتی ہے اور رات مجھے ایسی بڑی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ
نیک راجہ کا راج۔ غرض راجہ نے اوسکو رخصت کیا اور کچھ خرچ دیا اور ایک نوشتہ سربمہر دیا کہ
کشمیر میں پہنچا دے۔ یہ شکستہ خاطر آزردہ دل راہ طے کرکے کاشمیر میں پہنچا۔ نامہ کھولا گیا اسمیں
لکھا تھا کہ نامہ برنے ہماری بہت خدمات کی ہیں اور ناکامی بہت دیکھی ہے اس کے دیکھتے ہی اسکو
اس دیار کی بادشاہی دو اور بادشاہی قہر سے خوف کرکے فرمان پذیر ہو۔ کارگذاروں نے انجمن کرکے اوسکو
راجہ بنا دیا۔ چار سال نو مہینے ایک دن راج کرکے اوسنے راج کو تیاگ دیا۔ بکرماجیت کے مرنے سے
اوسکا دل سلطنت سے بجھ گیا تھا وہ وارانسی کو چلا گیا۔ پرورسین اولاد میگھ واہن تھا ہندوستان
میں گوشہ نشین ہو بیٹھا تھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ ایک غیر آدمی کاشمیر میں راج کرتا ہے تو وہ اوسکے نکالنے
کے لئے آیا اور کاشمیر کا راجہ ہوگیا۔ اوسنے بہت ملک فتح کئے اور بڑے بڑے کام کئے۔ اُسی نے
بتستا پر کشتیوں کا پل اول اول بنایا۔ اوسنے ایک شہر بتستا ندی کے کنارہ پر آباد کیا
جسمیں ۲ لاکھ گھر تھے۔ راجہ امادت نے بہت ملک فتح کئے اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا پھر حیدر بہاگا
میں جاکر ایک غار میں غائب ہوگیا۔ اوسکی عجیب عجیب کہانیاں مشہور ہیں راجہ للتادت نے عجیب عجیب

ہوا جیسے کہ رات دن جب ابر ہوتے ہیں تو سورج کے بعد پورا چاند نکلتا ہے۔ راجہ تنگ کے
میں بہادوں کے مہینے میں برف گرنے سے پکی پکائی فصل شالی کی بگڑ گئی اور اس سبب سے
عظیم ہوا۔ راجہ اوسکو اپنی بد افعالی کا نتیجہ سمجہا۔ اوسنے بھوکوں کے پیٹ بہرنے میں ا
خزانہ خالی کیا مگر قحط نہ گیا۔ اوسکے اولاد نہ تھی جو یادگار رہتی مگر اوسکے اعمال یادگار رہے
کے گو پہل نہیں ہوتے مگر اسّے زیادہ میٹھا کوئی اور پہل نہیں ہوتا۔ راجہ جیندر کے ہاتھ کہا
تک پہنچے تھے۔ اوسکا وزیر سندھی متی بڑا عابد دانشمند درست اخلاص پارساگو ہر
لا بہ گری اور دو روئی نہیں جانتا تہا جزاب دن ظاہر آباد اوس کی بیخ کنی کے درپے ہو
راجہ کے پاس اس کا جانا بند کر دیا۔ وہ نہایت مفلس اور تنگ ہو گیا مگر اپنی فراخ حوصلگی
خوش دل و مسرور رہتا۔ ارکان دولت اوسکی سفارش نہیں کر سکتے تھے اسلئے کہ وہ تو
راجہ کی گوبج تھی جب شہرت ہوئی کہ یہ وزیر ایک دن سلطنت کریگا تو راجہ نے اوسکو قید خانہ
میں زنجیروں میں جکڑ کر رکہا جب راجہ مرنے کو ہوا تو اوسنے یہ سوچ کر کہ میرے اولاد نہیں ہے
مبادا یہ وزیر راجہ نہ ہو جائے دار پر اوسکو کہچوا دیا۔ مگر تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چل سکتی۔
اگر آدمی آگ بجہانی چاہے اور تقدیر میں اوسکا بجہانا نہ ہو تو خود وہ آدمی پانی کی جگہہ
گھی بجہانے کے لئے ڈالتا ہے۔ وزیر کا گرو ایشان چیلے کے مقتل پر گیا اوسکی پیشانی کی ہڈی لیو
سے اوسنے یہ پڑہا کہ جب تک جیتے کا مفلس رہیگا دس برس کی قید بہگتے گا دار پر پہنچیگا
پہر زندہ ہو کر سلطنت کریگا اب اول تین باتیں تو سچ ہو چکی تہیں آخر کی چوتھی بات سچ ہونے
کی فکر میں گرو متردد تہا کہ یہ کیونکر سچ ہو کر ایک رات جوگیوں نے جمع ہو کر افسوں سرائی سے
جان اس مردہ وزیر میں ڈال دی اور وہ فرمانروا ہو گیا آریا راج اسکا لقب ہوا۔
آخر راجہ کی ترک سلطنت کے بعد میگہ واہن جو یدہشٹر کے پوتوں میں سے تہا راجہ ہوا۔ جانوروں پر
وہ ایسی دیا کرتا تہا کہ دوسرا بدہشٹر معلوم ہوتا تہا۔ اوسنے اپنی قلمرو میں جانوروں کا مارنا بالکل
بند کر دیا۔ جانوروں کے مارنے سے جن شکاریوں کی گذران ہوتی تہی اونکو عوضانہ اپنے خزانہ
سے دلایا اسلئے ایک مہم اسنے اختیار کی کہ اور بادشاہوں کو جانوروں کے مارنے سے باز رکہے وہ سمندر کے

نمبر	نام	مدت	سنہ	کیفیت
۳	اننت دیو	۳۵ سال ایک ماہ ۵ روز	سنہ ۱۰۲۸	(۲) کا بیٹا
۴	راناد تیادوم یا کلس دیو	۲۶ سال ۴ ماہ	سنہ ۱۰۶۳	(۳) کا بیٹا
۵	اوت کرشن	۲۲ روز	سنہ ۱۰۸۹	(۴) کا بیٹا
۶	ہرش	۱۱ سال ۸ ماہ ۱۳ روز	سنہ ۱۱۰۱	
۷	اودے راج بنس کے ۷ راجاؤں نے ۹۱ سال ۱۱ مہینے ۲۷ دن سلطنت کی			

فہرست ہشتم

نمبر	نام	مدت	سنہ	کیفیت
۸	اُچّھل	۱۰ سال ۴ ماہ ایک دن	سنہ ۱۱۱۱	ہرش کا ہم جد
۹	ردہ یا ہم کھراج	ایک پہر رات کو ایک پہر دن کو	سنہ ۱۱۱۱	سدہ کا بیٹا
۱۰	سلہن	۳ مہینے ۲۷ دن	سنہ ۱۱۱۱	برادر اچل
۱۱	سُسلا	۷ سال ۲ ماہ	سنہ ۱۱۱۲	برادر سلہن
۱۲	بھیکشا چر	۶ ماہ ۱۲ دن	سنہ ۱۱۲۰	ہرش کا بیٹا
۱۳	سُسلا	۲ سال ۳ ماہ ۱۴ دن	سنہ ۱۱۲۱	دوبارہ راجہ ہوا
۱۴	سمہ دیو یا جیسنگھ	۲۷ سال	سنہ ۱۱۲۳	
۱۵	پرمانک	۹ سال ۶ ماہ ۱ روز	۱۱۵۰	(۱۴) کا بیٹا
۱۶	دلتی	۷ سال ۲ ماہ	۱۱۵۹	(۱۵) کا بیٹا
۱۷	بتی دیو	۹ سال ۴ ماہ ۱۷ دن	۱۱۶۶	(۱۶) کا بیٹا
۱۸	جس دیو	۱۸ سال ۱۳ روز	۱۱۷۶	چھوٹا بھائی (۱۷) کا
۱۹	جگ دیو	۱۴ سال ۲ ماہ	۱۱۵۴	(۱۸) کا بیٹا
۲۰	راجدیو	۲۳ سال ۳ ماہ ۷ روز	۱۲۰۸	(۱۹) کا بیٹا
۲۱	سنگرام دیو	۱۶ سال ۱۰ روز	۱۲۳۱	״
۲۲	رام دیو	۱۲ سال ۱ ماہ ۳ روز	۱۲۴۸	״
۲۳	لچھمن دیو	۱۳ سال ۳ ماہ ۲ روز	۱۲۶۹	برہمن کا بیٹا تھا

گذرا ہے کہتے ہیں کہ اوسنے ایران ۔توران وفارس وہندوستان وخطا اور تمام آبادیوں کو فتح کر لیا ۔دادگری اختیار کی شمالی کوہ میں مرگیا جیسی اوسکی فتوح کی حکایات عجیب ہیں ایسی ہی اوسکے مرنے کی روایات غریب ہیں کوئی کہتا ہی کسی معترض کی نفریں سے پتھر ہوگیا کوئی اور کچھ کہتا ہی جب آفتاب غروب ہوتا ہی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا بعض کہتے ہیں کہ وہ آگ میں داخل ہوا بعض کہتے ہیں کہ وہ دوسری دنیا میں گیا اسی طرح جب بڑے آدمی مرتے ہیں تو اونکی موت کو سطح بیان کرتے ہیں کہ جس سے اونکی بزرگی ظاہر ہو ۔راجہ جیا پیر نے بہت فتوحات حاصل کیں بنارس میں ننانوے ہزار نوسو ننانوے گھوڑے خیرات کئے ۔محتاجوں کو بہت مال تقسیم کیا ۔بڈھے آدمیوں سے پوچھا کہ میرے دادا للتادت کا لشکر زیادہ تھا یا میرا ۔اسکا جواب ملا کہ تیرے لشکر میں اسی ہزار سکھپال ہیں اور دادا پاس ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھے اسی سے اور چشم کا اندازہ کرنا چاہیئے جب راجہ اپنے ملک سے چلا گیا تو اوسکا خسر پورہ (سالہ) جج راج غصب کرکے کاشمیر کا راجہ بن بیٹھا ۔راجہ کے سپاہیوں نے بہ سبب پیوند زن و فرزند کے بیوفائی کی ۔اور ناموس حقیقی پر عرض صوری کو ترجیح دی بہت نوکر اوسکے پاس سے بھاگ کر کاشمیر میں چلے آئے ۔راجہ نے بنگالہ میں پناہ گاہ بنایا اور وہاں سے سپاہ لایا اور جج کو لڑائی میں مارا ۔راجہ للتا پیر نے کمینوں پر نوازش کی اور سرایوں کا اعتبار کیا تو کاروانان دانش نے گوشہ نشینی اختیار کی جب شیرازیر نے دیکھا کہ اندرز گوئی کچھ کام نہیں کرتی تو وہ تارک الدنیا ہوا۔

راجہ شنکر ورما نے گجرات و سندھ کو تسخیر کیا اور دکھن پر چیرہ دستی پائی اور وہیں کے مرزبان کو دکھن کی حکومت دیدی ۔اگرچہ عنفوان دولت میں نیکی کی راہ پر چلا لیکن انجام کو نہ پہنچا یا ۔دنیا کی مستی نے تباہ جوئی پر شیفتہ کیا۔

فہرست ہفتم

نمبر	نام راجہ	مدت سلطنت	سنہ	کیفیت
۱	سنگرام راج یا کھشام نیجی	۴۴ سال ۲ ماہ	۱۰۳۰ء	اودے راج کا بیٹا اور رانی کا برادر زادہ
۲	ہری راج	۲۲ روز	۱۰۸۰ء	(۱) بیٹا

۱۳۴۳ء میں راجہ مرگیا اور اوسکی رانی کوتا دیوی اوسکی قایم مقام ہوئی۔ اوسنے اپنے استقلال حکومت کے لئے شاہ میر کو پیغام بھیجا کہ چندر بن راجہ رنجن کو وہ راجہ بنائے۔ شاہ میر نے اوسکو قبول نہیں کیا۔ رانی بہت سپاہ لیکر شاہ میر پر چڑہی مگر گرفتار ہوئی۔ شاہ میر نے حیلہ سرائی کرکے رانی سے نکاح کیا اور مسلمان کیا۔ پہر دوسرے روز رانی کو مقید کیا۔ لوای شاہی خود بلند کیا اور خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ سلطان شمس الدین خطاب رکھا +

سلطان شمس الدین کی سلطنت +

کاشمیر میں ملت اسلام کا رواج اسی بادشاہ کے زمانہ سے ہوا اور کاشمیر کے طبقہ سلاطین کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ اوسنے بادشاہ ہوکر کاشمیر میں جو خرابیاں اور تباہیاں پھیل رہی تہیں اونکا علاج کیا اور رعایا کی یہ رعایت کی کہ اونپر محصول شش یک یعنی چھٹا حصہ مقرر کیا طائفہ لون نے اوسسے مخالفت کی تہی اونکو مارکر ستیاناس ملادیا۔ اوسنے دو قوموں چک اور ماکری کو سرفراز کیا۔ انہیں دو فرقوں میں سے کاشمیر میں اکثر سپاہی اور امرا تھے جب بڑہاپے نے زور کیا تو کاروبار سلطنت اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کو سپرد کیا اور خود بفراغت عبادت میں مشغول ہوا۔ دو سال ۱۱ ماہ۔ ۲۵ روز سلطنت کرکے ۱۳۴۹ء میں مرگیا۔

سلطان جمشید +

شمس الدین کے بعد اسکا بڑا بیٹا اعیان دولت کے اتفاق سے بادشاہ ہوا۔ مگر رعیت اور سپاہ نے اوسکے چھوٹے بہائی علی شیر کو مدنی پور میں بادشاہ بنایا۔ جمشید نے بہائی پر لشکرکشی کی۔ اول رفیق دمدار اسے پیش آکر صلح کا طالب ہوا۔ علی شیر نے صلح سے انکار کرکے بہائی پر شب خون مارا اور اوسکو شکست دی جمشید مدنی پور کو خالی دیکھکر ایلغار کرکے اوسپر چڑہ گیا جب علی شیر کو اسکی خبر ہوئی تو وہ مدنی پور میں آیا۔ جمشید اوس سے لڑ نہ سکا کمراج بھاگا جمشید کے وزیر سراج نے علی شیر کو بلاکر سری نگر اوسکے حوالہ کیا۔ جمشید ایک دو ماہ سلطنت کرکے ۱۳۴۹ء میں مرگیا +

سلطان علاء الدین کی سلطنت +

جمشید کے مرنیکے بعد اوسکا چھوٹا بہائی علی شیر بادشاہ ہوا اوسنے اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکہا اور اپنے بہائی سیامک کو صاحب اختیار کیا۔ اسکے عہد میں قحط سے بہت آدمی مرے جو طائفہ مخالف ہوکر کشتوار (کاشغر) چلا گیا تہا۔ اوسکو بلطائف الحیل بلاکر کاشمیر میں محبوس کیا

۴۴	سمہ دیو	۴۴ سال ۵ ماہ ۲۷ روز	۱۲۸۲	ارجن مارہ کے بعد کا سردار
۴۵	سینا دیو	۱۶ سال ۳ ماہ ۲۶ روز	۱۲۹۰	سمہ دیو کا بھائی
۴۶	رنجن تبتی	۱۰ سال چند ماہ	۱۳۰۶	تبت سے آیا
۴۷	اودن دیو	۱۵ سال ۲ ماہ ۱۰ روز	۱۳۲۱	سینا دیو کا خویش
۴۸	رانی کوتا دیوی	۶ ماہ ۱۵ روز	۱۳۳۶	زنِ اودن دیو
	۲۷ راجاؤں نے	۳۵۱ سال ۶ ماہ ۱۷ روز حکومت کی		

یہ ہم نے کاشمیر کے ہندو راجاؤں کی فہرستیں لکھی ہیں اب ہم مسلمانوں کی سلطنت کا حال لکھتے ہیں ۷۱۵ھ میں کہ سینہ دیو کا راج کاشمیر میں تھا ایک مسلمان شاہ میر نام قلندری لباس میں کاشمیر میں آیا اور راجہ کا نوکر ہو گیا۔ شاہ میر اپنی نسبت ارجن پانڈو تک پہنچاتا ہے۔ اس زمانہ میں مرزبان قندہار کا میر بخشی دلچو جمعیت لیکر کاشمیر میں آیا اور اوسکو زیر و زبر کیا راجہ سینہ دیو نے رعایا سے بہت زر زور سے لیا۔ اور اوس کو دلچو پاس بھیجکر لابہ گری کی اور خود کوہستان کے تنگنائے میں چلا گیا۔ دلچو برف کے سبب یہاں نہ ٹھہر سکا قندہار چلا گیا اسکے بہت آدمی برف میں گل کر مر گئے۔ انہیں ایام میں مرزبان تبت کے بیٹے رنجن نے کاشمیر پر تاخت کی اور ملک کو ویران کیا جب راجہ سینا دیو مر گیا تو رنجن ہی راجہ ہو گیا اور داد دہش میں نام آور ہوا۔ شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا۔ اوسکی ہمنشینی و دمسازی کے سبب سے راجہ نے اوسکا مذہب اختیار کیا جب راجہ رنجن فوت ہوا تو اوسکا قرابتی راجہ اودن دیو قندہار سے آنکر راجہ ہوا۔ اوسنے بھی شاہ میر کو جو راجہ رنجن کے بیٹے چندر کی اتالیقی کرتا تھا اپنا وکیل مقرر کیا۔ اوس نے شاہ میر کے دو بیٹوں جمشید اور علی شیر پر اعتبار کر کے صاحب اختیار بنایا۔ شاہ میر کے دو اور بیٹے سیانک و ہندال تھے وہ بڑے دعوے کے جوانمرد تھے۔ جب راجہ نے شاہ میر اور اوسکے بیٹوں کا استیلا و غلبہ دیکھا تو اونسے رنجیدہ خاطر ہو گیا۔ اور اونکا آنا اپنے پاس بند کر دیا۔ شاہ میر اور اوسکے بیٹوں نے تمام پرگنات کاشمیر پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کے نوکروں کو اپنا غلام بنا لیا۔ روز بروز راجہ کا زور گھٹتا گیا اور شاہ میر کا غلبہ بڑھتا گیا۔

سلطان سکندر بتشکن کی سلطنت +

جب حسن خاں کشمیر میں آیا تو سلطان کا ارادہ اوسکو ولیعہد بنانے کا ہوا کہ اہل حسد نے بادشاہ کو اغوا کرکے اس ارادہ سے باز رکھا بلکہ اوسکے گرفتار کرانے کا ارادہ کیا - رائے راول نے اس ارادہ سے حسن کو مطلع کیا - وہ بھاگ کر لوہ کوٹ میں چلا گیا جسسے شاہ کے مخالفوں کو یہاں تقویت ہوئی - ان دونوں کو زمینداروں نے گرفتار کرکے شاہ پاس بھیجدیا - بادشاہ نے رائے راول کو تو مار ڈالا اور حسن کو قید کیا - آخر عمر میں سلطان کے دو بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام سکندر اور ہیبت خاں تھے یہ دونوں بیٹے خرد سال تھے کہ بادشاہ کا انتقال ۷۹۹ھ ۱۳۹۶ء میں ہوا - مدت سلطنت اوسکی پانچ سال پانچ مہینے تھی +

اسکے عہد میں میر سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے - اور ایک خانقاہ اونکے نام پر سلطان نے بنوائی قطب الدین کے بعد اوسکا بیٹا سکندر جانشین ہوا - اور سکندر اپنا لقب کہا - اسکی کم عمری کے سبب سے اوائل حکومت میں مہمات ملکی میں اوسکی مادر دخل دیتی تھی - اکثر امور کو نیک طرز سے سرانجام کرتی تھی جب اوسنے سلطان سکندر سے مخالفت کے آثار اپنے داماد شاہ محمد میں دیکھے تو اوسکو اور اوسکی زوجہ کو یعنے اپنی بیٹی کو قتل کرادیا - رائے مکری نے کہ امراء عظام میں تھا - ہیبت خاں برادر شاہ سکندر کو زہر دیکر ہلاک کیا - اسی سبب سے شاہ سکندر کو اوسسے کینہ ہوگیا اور اوسکے دفع کے درپے ہوا مگر استقلال الیساکمال کے ساتھ رکھتا تھا کہ کبھی اپنے ارادہ کو قوہ سے فعل میں نہیں لایا - رائے مکری کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو بندہ جاکر تبت کو جو کہ کشمیر سے قریب ہے تسخیر کرلے - اس سے غرض اسکی یہ تھی کہ شاہ کے آتش غضب سے دور ہو جائے - بادشاہ نے اسکی درخواست کو اس خیال سے منظور کرلیا کہ وہ شاید ان جنگلوں میں ہلاک ہو جائے تو بے سعی مقصد حاصل ہو جائے - رائے مکری نے تبت میں لشکر لے جاکر اوسکو تسخیر کرلیا - ممالک تبت پر تصرف کرکے جمعیت تمام بہم پہنچائی اور بغاوت اختیار کی شاہ سکندر لشکر جمع کرکے اوسکی طرف متوجہ ہوا - سرحد پر جنگ ہوئی - رائے مکری بھاگا وہ پکڑا گیا اور زہر کہا کر مرگیا شاہ سکندر نے تبت اور اوسکی اطراف کا انتظام خوب کرلیا - انہیں ایام میں امیر تیمور نے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا - اپنے ایلچیوں کے ہمراہ

بخشی پور کے نزدیک اپنے نام پر شہر علاء پور آباد کیا۔ اسکے احکام مخترعہ میں سے یہ ایک حکم تہا کہ زن ناپارسا میراث شوہر نہ پائے جسکے سبب سے بہت عورتیں پارسا ہوگئیں۔ ۱۲ سال ۸ ماہ ۱۳ روز سلطنت کرکے ۷۶۵ھ ۱۳۶۴ء میں مرگیا۔

سلطنت سلطان شہاب الدین +

جب سلطان علاء الدین نے مراحل زندگی کو طے کیا تو اوسکا چھوٹا بہائی سیاک بادشاہ ہوا اور اوسنے اپنا لقب سلطان شہاب الدین رکہا۔ وہ حلیق وشجاع تہا جس روز کسی جگہہ سے فتحنامہ نہ آتا اوس روز کو وہ اپنی زندگی میں نہیں شمار کرتا۔ اور اوسکے چہرہ سے آثار کدورت ظاہر ہوتے۔ وہ ولایت مجددہ کو مالکان قدیم کو سپرد کرتا۔ دریاے سند کے کنارہ پر وہ لشکر کو لے گیا یہاں حاکم جام اس سے لڑنے آیا اور شکست پائی۔ قندہار اور غزنین کے حاکم ہمیشہ اُس سے ہراس میں رہے۔ وہ پیشاور میں گیا مخالفوں کی جمع کثیر کو قتل کیا کتل ہندوکش میں آیا صعوبت راہ کے سبب سے بہت تکلیف اوٹھائی اور مراجعت کی۔ دریاے ستلج پر معسکر بنایا۔ نگرکوٹ کا راجہ دہلی کی محالات کی لوٹ سے مالامال ہورہا تہا کہ وہ اوسکی خدمت میں آیا۔ بہت سی غنائم جو اوسکو ہاتہہ آئیں تہیں وہ اوسکو پیشکش میں دیں۔ اور اطاعت اختیار کی تبت خرد کا حاکم اس پاس آیا اور درخواست کی کہ سلطان کی سپاہ اوسکے ملک کو آسیب نہ پہنچائے۔ اطراف ولایات کو مسخر کرکے اپنی دار الحکومت میں آیا۔ اور اپنے چہوٹے بہائی ہندال کو ولیعہد کیا۔ اور اپنے دو حقیقی بیٹوں حسن خان وعلی خاں کو دہلی کی طرف اس سبب سے خارج کیا کہ اونکی سوتیلی ماں نے اونکی طرف سے اُسے بہکایا تہا۔ مگر اسے پشیمان ہوکر حسن خاں کو طلب کیا تہا وہ جموں میں آیا تہا کہ شہاب الدین مریض ہوکر ۷۸۸ھ ۱۳۸۶ء میں مرگیا۔ شہاب پور اوسنے آباد کیا۔ ۲۰ برس سلطنت کی +

سلطان قطب الدین کی سلطنت +

جب سلطان شہاب الدین نے بساط حیات کو طے کیا تو اوسکا بہائی ہندال سلطان قطب الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا۔ وہ تنقید احکام میں خود اہتمام کرتا تہا۔ بعض امراء شہاب الدین کے تصرف میں قلعہ لوہ کوٹ تہا۔ اوسکی آخر سلطنت میں اوسنے سرکشی کی اوسکی تسخیر کے واسطے اوسنے ایک سردار کو بہیجا طرفین سے سخت لڑائیاں ہوئیں اونمیں یہ سردار مارا گیا۔ کچھہ دنوں بعد قطب الدین نے اپنے برادرزادہ حسن خان کو دہلی سے بلایا۔ وہ باپ کے مرنے کی خبر سنکر جموں سے دہلی چلا گیا تہا۔

سبب سے مسلمانی کا اظہار بطریق تقیہ کے کیا اور کاشمیر میں رہے۔ بڑے بڑے بتخانے اوس نے توڑ ڈالے کہ اوس کا خطاب بت شکن ہو گیا۔ سلطان کے احکام حسنہ میں سے یہ ایک تہا کہ اوسکی قلمرو میں شراب بکنے پائے اور اوسکی ولایت میں کسی شخص سے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان تعارض ہو۔ آخر عمر میں تپ محرق میں گرفتار ہوا اپنے بیٹوں میر خاں و شاہی خاں و محمد خاں کو ایک مجلس میں طلب کیا اور وفاق و اتحاد کے لئے ہر ایک کو نصیحت کی اور اپنے بڑے بیٹے میر خاں کو علی شاہ کا خطاب دیکر سلطنت حوالہ کی سنہ ۸۱۹ھ مطابق ۱۴۱۶ء میں انتقال کیا۔ ۲۲ سال ۹ مہینے سلطنت کی۔

سلطان علی شاہ باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اگرچہ خرد سال تہا مگر سلطان سکندر کی مہابت و صلابت ایسے لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ لوگ اوسکی اطاعت سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ ابتدا سلطنت میں کل مہات ملک کا اہتمام سیودیو بہٹ کے حوالہ کیا جو سکندر کا وزیر تہا۔ اس وزیر نے چار سال وزارت کی اوسنے ہندوں پر وہ ظلم و ستم کئے کہ خدا کی پناہ اوسنے اپنی قوم برہمنوں کا ستیاناس ملادیا۔ جو انمیں مسلمان نہ ہوتا قتل ہوتا۔ تہوڑے دنوں میں کاشمیر میں برہمنوں کا نشان نہ رہا۔ وہ مسلمان ہوئے یا جلاوطن ہوئے۔ جب یہ وزیر دق کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا تو سلطان علی شاہ نے اپنے بہائی شاہی خاں کو کار و بار سلطنت سپرد کیا۔ یہ بھائی تدبیر و شجاعت میں یگانہ تھا تمام مہمات شاہی کو سرانجام دیتا اور بھائی کو آرام سے رکہتا جب علی شاہ نے عالم کی سیر کا یا سفر حجاز کا قصد کیا تو اپنے بھائی شاہی خاں کو جانشین کیا اور دوسرے اپنے بھائی محمد خاں کو اطاعت و انقیاد کے لئے نصیحت کی جب اپنے خسر راجہ جمو پاس وہ رخصت ہو گیا تو اس راجہ اور راجہ راجوری نے اوسکو سرزنش کی کہ خود ترک شاہی کر کے اپنا جانشین شاہی خان کو کیا۔ وہ یہ جانتے تہے کہ استرداد سلطنت بے مدد و اعانت میسر نہیں ہو گا تو راجہ جمو اور راجہ راجوری بڑے لشکر کے ساتھ علی شاہ کے مدد ہوئے اور کاشمیر گئے اور ملک کو شاہی خاں کی تصرف سے نکال کر شاہ علی کے تصرف میں دوبارہ لائے شاہی خاں سیال کوٹ میں گیا۔ ان دنوں میں جسرت شیخا گکہر نے جو سمرقند سے امیر تیمور کی قید سے بھاگ آیا تہا پنجاب پر خوب تسلط کر رکھا تہا

سلطان علی شاہ بن سکندر بت شکن +

دو ہاتھی اس پاس بہیجے جب سکندر نے افتخار کیا۔ اور ایلچیوں کو بہت روپیہ دیا۔ امیر پاس عرضداشت
بہیجی کہ جہان حکم ہو وہاں حاضر ہوں امیر نے اوسکو کہلا بہجوایا کہ جب ہم دہلی فتح کرکے پنجاب میں
آئیں تو وہ ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ جب دہلی کو فتح کر کے کوہ سوالک سے امیر پنجاب کا عازم ہوا
تو سلطان سکندر بڑی پیشکش تیار کرکے اوسے ملنے چلا۔ اثناء راہ میں سنا کہ بعض امرا و
وزراء صاحبقرانی نے کہا کہ سلطان سکندر کو تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکہہ اشرفی طلائی پیشکش
میں لانی چاہئے۔ اس خبر کو سُن کر پریشان خاطر دریا سے اُلٹا چلا آیا اور عرضداشت اس مضمون
کی امیر پاس بہیجی کہ بندگان امیر کے لائق پیشکش تیار کرکے حضور کی بندگی میں حاضر ہوتا
ہوں۔ جب امیر عرضداشت کے مضمون پر اطلاع ہوئی تو اوسنے کہا کہ وزرا نے نامعقول بات
کہی ہے وہ بے دغدغہ ہمارے پاس حاضر ہو۔ جب سکندر نے یہ سُنا تو وہ بہت خوشی خوشی
پیشکش لیکر امیر کی ملازمت کے لئے کشمیر سے چلا۔ بارہمولہ میں پہنچا تہا کہ امیر سندہ سے
پار ہوکر سمرقند کو چلا گیا۔ تو اوسنے اپنے آدمیوں کے ہمراہ پیشکش امیر تیمور پاس بہجوائی اور
خود کاشمیر میں چلا آیا۔ سلطان سکندر میں سخاوت ایسی تہی کہ اوسکی شہرت سُن کر عراق و
خراسان و ماوراءالنہر سے آدمی اوسکی ملازمت کے لئے چلے آتے تہے۔ کاشمیر میں علم و
فضل کا رواج ایسا ہوتا جاتا تہا کہ وہ عراق اور خراسان کا نمونہ ہوگیا تہا۔ سید محمد ایک
عالم تہے جنسے کہ آداب دین سلطان سیکہتا تہا۔ ایک برہمن سو دیو بھٹ مسلمان ہوا تہا اور
شاہ نے اوسکو مطلق العنان وزیر کیا تہا اور اوسکو اپنا دنیوی معتمد علیہ بنایا تہا۔ یہ وزیر
ہندوؤں کے آزار اور ایذا دینے میں بہت سعی کرتا تہا۔ اوسکے کہنے سے سلطان نے
حکم دیا کہ سب برہمن اور دانایان ہند مسلمان ہوں اور جو مسلمان نہو کاشمیر سے باہر نکل جائے اور پیشانی
پر قشقہ نہ کھینچیں اور عورتیں خاوندوں کے ساتہہ ستی نہوں۔ سونے چاندی کے بُت
دارالضرب میں گلائے جائیں اور اونکے سکے ڈہالے جائیں اس سبب سے کاشمیر کے ہندوؤں
کو بہت تکلیف ہوئی جن برہمنوں کو ترک مذہب و وطن دشوار معلوم ہوا اونہوں نے خودکشی
کی بعض جلاوطن ہوکر دوسرے ملک میں چلے گئے بعض نے سلطان اور وزیر کے ترس کے

املاک مقرر کیں اونکو اپنے معابد و مقام میں وہیں آباد کیا - جزیہ معاف کیا اور گاؤ کشی کو برطرف
کیا - تمام پنڈتوں کو بلاکر عہد لیا کہ جو کچھ اونکی کتابوں میں لکھا ہے اوسکے خلاف کام نہ کریں
ہندؤں کی تمام رسوم و عادات کہ سکندر کے زمانہ میں موقوف ہوئی تھیں وہ پھر جاری کیں
قشقہ کھینچنے کی ستی ہونیکی اور ایسی رسمیں پھر جاری ہوئیں پیشکش و جرمانہ اور مصادرات
(ڈنڈ) کہ شقدار لیتے تھے موقوف کئے حکم عام دیا کہ سوداگر و لایتوں سے جو اشیا خرید کر
لائیں اونکو چھپائیں نہیں عین قاعش نہ کریں تھوڑا فائدہ لیکر بیچڈالیں سلطان نے تمام
قیدیوں کو جو سلاطین سابق کے عہد میں مقید ہوئے تھے یکقلم آزاد کیا اوسکے ضوابط میں سے
تہا کہ جس ولایت کو فتح کرتا اوسکا خزانہ لشکر میں قسمت کرتا اور اپنی سلطنت کے قواعد کے موافق
رعایا پر خراج مقرر کرتا اور سرکشوں و متکبروں کو گوشمالی دیتا اور مرتبہ اعلی سے مرتبہ ادنی
پر اونکا تنزل کرتا - فقیروں ضعیفوں پر نوازش کرکے درجہ متوسط میں رکھتا تاکہ تونگری مغرور
سے بغاوت نہ کریں اور افلاس سے گدائی مطلق اختیار نہ کریں وہ پارسا اس حد پر تھا کہ بیگانہ
عورت کو بجائے مادر و خواہر سمجہتا تھا - وہ یہ کبھی نہیں چاہتا تھا کہ نامحرم کے روسے پر اور
غیر کے مال پر خیانت سے نظر کرے - رعایا پر مہربانی کی کہ گز و جریب کو زیادہ کردیا خرج
خاصہ اُس حاصل سے اوٹھتا جو کان مس سے پیدا ہوتا اور مزدور اسمیں ہمیشہ کام کرتے تھے
سکندر کے عہد میں سونے چاندی وغیرہ کے بت شکستہ ہوکر سکے بنائے گئے تھے - انمیں کھوٹ
تھی تو سلطان نے حکم دیا کہ مس خالص جو کان سے نکلتا ہے اوسکے سکے بناکر رائج کریں سلطان جب کہ
غضب ہوتا کچھ ضرور نہ تہا کہ اوسکو سزا دیتا جس سے وہ ناخوش ہی ہوتا تو اوسکو اپنی ولایت
سے اسطرح اخراج کرتا کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ سلطان مجھ سے خفا ہے وہ راضی جاتا اور بہم سازی
اوسکے ضمن میں ہو جاتی - اوسکے زمانہ میں ہر شخص جس مذہب پر چاہتا چلتا - دوسرا شخص ازروئے
تعصب اسکا متعرض نہیں ہوتا صلح کل سے نصیبہ وافر رکھتا تھا سلطان سکندر کے عہد میں
جتنے مسلمان ہوئے تھے وہ سلطان کے عہد میں مرتد ہوگئے علماء اسلام میں سے کوئی اونکے ارتداد کی گرفت
و گیر نہیں کر سکتا تہا سلطان کوہ ماران کے نزدیک نہر لایا اور ایک نیا شہر آباد کیا - اور

شاہی خاں نے اس پاس پناہ لی۔ علی شاہ بہت سا لشکر لیکر کاشمیر سے نکلا جسرت و شاہی خاں پر ایلغار کی۔ اونہوں نے بھی پہاڑوں میں صفیں آراستہ کرکے جنگ کی اور علی شاہ کو شکست دی بعض کہتے ہیں کہ اوسکو زندہ گرفتار کرلیا بعض کہتے ہیں کہ وہ فرار ہوگیا شاہی خاں نے اس کا تعاقب کیا۔ اور پاے تخت کشمیر پر خود ہا بیٹھا۔ اہل کشمیر اوس سے ایسے خوش تھے کہ اونہوں نے شادیانوں کے نقارے بجائے۔ علی شاہ کی سلطنت ۶ سال نو ماہ تھی +

سلطان زین العابدین کی سلطنت کا ذکر +

جب شاہی خاں کاشمیر میں بجائے بھائی کے تخت پر بیٹھا تو اوسنے سلطان زین العابدین اپنا لقب رکھا او جسرت کی مدد کے لیے بہت سا لشکر بھیجا کہ وہ ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرلے شاہ دہلی کی برابری تو جسرت نہ کرسکا سلطان بہلول لودہی سے شکست پائی مگر سلطان کی لشکر کی یاوری سے پنجاب میں اوسنے خوب اپنی سلطنت کا سکہ جمایا۔ سلطان کو ملک گیری کا شوق ہوا تبت پر لشکر بھیجا اور اوسکو تسخیر کیا۔ اور آب سند کے کنارہ پر جو ولایات تھیں اکثر اونپر قبضہ کیا۔ اپنے بھائی محمد خاں کو صاحب مشورت کیا اور مہمات کلیات و جزئیات اسکے سپرد کئے وہ خود قضیوں کا فیصلہ کرتا جمیع طوائف مردکے ساتھ صحبت رکھتا علوم ہندوستان کو اوسنے حاصل کیا تھا ہمیشہ اوسکی مجلس ہندو مسلمان داناؤں سے بھری رہتی۔ علوم موسیقی سے خوب ماہر تھا تعمیر ولایات اور تکثیر زراعات اور نہروں اور ندیوں کے کھدوانے میں جیسی توفیق اس بادشاہ کو ہوئی کشمیر میں پہلے کسی حاکم کو نہیں ہوئی۔ اوسنے حکم عام دیدیا کہ تمام ولایت میں جس کسی کی کوئی چیز چوری جاے اوسکا تاوان رئیسان قریہ دیں۔ اس سبب سے تمام قلمرو میں دزدی بہت کم ہوگئی سیو و بھٹ کے سبب سے جو بد رسمیں جاری ہوگئی تھیں اونکو بند کیا۔ نرخ نویسی جو اس ظالم نے جاری کی تہی اور پہلے کسی بادشاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی اسنے اوسکو دور کیا تانبے کے پتروں پر اپنے قواعد و ضوابط کو کندہ کراکے ہر شہر و ہر دہ میں انکو لگوادیا تاکہ ظلم کی رسوم کشمیر سے دور ہوجائیں یہ بھی اسپر لکھہ دیا کہ جو شخص ہمارے بعد ان دستوروں پر عمل نہ کرے وہ خدا کی لعنت میں گرفتار ہو۔ سری بھٹ ایک طبیب حاذق تھا اسکی التماس سے ان برہمنوں کو لاڈ و دردست سے بلایا جو سکندر کے زمانہ میں سیو و بھٹ کی تشویش سے باہر چلے گئے تھے۔ اونکے واسطے

ارمغانی طور پر بھیجے سلطان بہلول شاہ لودی و سلطان محمود گجراتی سے پیوند دوستی رکہتا تہا راجہ تبت کی نان سرو ورکی جھیل کے دو راج ہنس بھیجے تھے جو نہایت خوبصورت تھے اور اونکی نسبت مشہور تھا کہ اگر دودہ اور پانی کو ملا کر اونکے روبرو رکہدو تو وہ پہلے دودہ کو پی لیتے تہے اور خالص پانی کو جدا کردیتے تھے اور پھر وہ اس پانی کو پی جاتے تھے۔ بادشاہ نے ابتدا شاہی میں اپنے بھائی محمد خان کو وکیل اور وبعدہ مستقل کیا تہا۔ جب محمد خان مرگیا تو اوسکے بیٹے حیدر کو پدر کا جانشین کیا۔ اور سلطان کے دو کوکہ مسعود و سید تھے اونکو صاحب اعتبار کیا اونکے درمیان ایسی خصومت ہوئی کہ دونو کا کام یوں تمام ہوا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو دوسرا قصاص میں قتل ہوا۔ سلطان کے تین بیٹے تھے آدم خان سب سے بڑا تھا۔ وہ باپ کی نظر میں ہمیشہ خوار رہتا تھا منجھلا بیٹا حاجی خان تھا اوسکو سلطان بہت عزیز رکھتا تھا۔ چھوٹا بیٹا بہرام خان تہا اوسکو جاگیر بہت دے رکھی تھی۔ اوسنے ملادیا کو جو باجی تھا دریا خان کا خطاب دیا اور تمام کاروبار مملکت اوسکے سپرد کیا۔ خاطر جمع سے عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ بھائیوں میں باہم نزاع ہوا۔ سلطان کے حکم سے پسر بزرگ آدم خان سوار و پیادہ توجی کی جمعیت کیساتھ تبت پر گیا اور اوسکو آسانی سے فتح کیا اور بہت سی غنیمت سلطان پاس لایا اور اوسکو خوشحال کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی سلطان نے حاجی خان کو دلو کوٹ) پر نامزد کیا۔ آدم خان کو بسبب حاجی خاں کی ناسازگاری کے اپنے پاس رکھا بعض فتنہ انگیز واقعہ طلبوں نے حاجی خاں کو سمجہایا کہ لوہ کوٹ سے بغیر سلطان کے حکم کے کاشمیر کو روانہ ہوا سلطان نے اول پیام بہیجکر اوسکو نصیحت کی اور آنے سے منع کیا مگر وہ متاثر نہ ہوا آخر کار لشکر عظیم لیکر میدان پلپل میں جنگ کے ارادہ سے آیا اگرچہ حاجی خاں اپنے فعل زشت سے پشیمان ہوکر بادشاہ کی ملازمت میں آنا چاہتا تھا۔ مگر اوسکے سپاہیوں نے صف بندی کرکے لڑائی شروع کردی۔ نامی سردار طرفین کے مارے گئے۔ آدم خان صبح سے شام تک بڑی جوانمردی سے لڑا حاجی خاں ہارکر ہیرپور کو فرار ہوا۔ آدم خاں نے تعاقب کرکے بھگوڑوں کو مارا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ جب حاجی خاں ہاتھ نہ آئے تعاقب کئے جاؤں۔ مگر سلطان اسکا مانع ہوا۔ اور تعاقب سے باز رکھا حاجی خاں نے اپنی سپاہ بقیۃ السیف کو ہمراہ لیا اور ہیرپور سے بہنبر میں آگیا۔ اور سندھ یونکے عالم میں

اوسنے شہر بھی آباد کئے اور کالیو وغیرہ دو دور سے نہریں لایا - اونکے پل باندھے - زراعت
کو بہت ترقی دی جن مواضع کو خود اوسنے آباد کیا تھا وہاں علماء و فضلاء و غربا کو متوطن کیا
تاکہ آیندہ و روندہ کو طعام دیں محتاجوں کو جو نقد و جنس درکار ہو وہ اونکے لئے صرف کریں مملکت
کشمیر میں اس جگہہ کے سوا جہاں وہ نہیں گیا کوئی زمین بے آب و زراعت نہ رہی سلطان نے ارادہ
کیا کہ ویرناگ کے حوض میں کہ مثل دریا کے نظر آتا ہے ایک عمارت تعمیر کرے بعد مشورہ و تفکر و
تامل کے یہ قرار پایا کہ چوب کے مربعات بنا کے اونکو پتھروں سے بھر کر پانی میں غرق کریں جب وہ
بلند ہوں تو اونپر عمارات بنائیں جب پتھر چند گز بلند ہوگئے تو سلطان نے اونپر عمارات
عالی بنائیں منازل و مساجد و باغوں سے اوس کو آراستہ کیا اوسکا نام لنکا رکھا ایسی عمدہ
عمارت کم تر ہوتی ہیں اوسکے واسطے مواضع بھی وقف کئے - دنیا سے اوسکی وارستگی اس مرتبہ
تھی کہ وہ اسباب سلطنت سے اپنا تعلق نہیں رکھتا تھا اور خزانے کو جمع نہیں کرتا تھا - اوسکے عہد میں
ملا محمد ایک ایسا شاعر دانشمند ہوا کہ مجلس میں بیٹھ کر ہر بحر و قافیہ میں شعر کہتا تھا اور جو مشکل کلمہ
اسے پوچھتے اسکا جواب دیتا تھا سلطان جمیع علماء اسلام کی تعظیم میں تقصیر نہیں کرتا تھا
ایسے ہی جوگیوں کا بھی احترام کرتا تھا وہ کسی طائفہ کے عیب پر نظر نہیں کرتا تھا یہی شرا ہنر
رکھتا تھا سلطان کی عادت میں تھا کہ وہ چور کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیتا تھا جب کوئی چور
پکڑا جاتا تو اوسکو حکم دیتا کہ اونکے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر عمارت و سنگ و گل میں کام میں اونسے
رحم دلی کے سبب سے آدمیوں کو شکار سے منع کر دیا تھا - رمضان میں وہ خود گوشت نہیں کھاتا تھا -
علم موسیقی کا وہ ایسا قدر شناس تھا کہ ایران و توران سے اس فن کے ماہر اسکے دربار میں جمع ہوگئے
تھے خواجہ عبد القادر کہ صاحب تصانیف ہے اسکا شاگرد ملا عودی خراسان سے آیا اور ملا جمیل
آیا کہ خوانندگی اور نقش بستن میں یکتا تھا - شاہ فارسی و ہندی و سنسکرت و تبتی زبان
مین ایسی مہارت رکھتا تھا کہ خوب بول سکتا تھا بہت سی کتابیں عربی - فارسی - وکشمیری
و ہندی - ایکزبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرائیں غیر ملکوں کے بادشاہ خط و کتابت
اوسکے ساتھہ رکھتے تھے خاقان سعید مرزا نے اس پاس خراسان سے تازی گھوڑے بختی اونٹ اور

حاجی خان کے آنے سے آدم خان دل تنگ ہوا۔ اس غالب ہوا۔ یلاب چلا گیا سلطان حاجی خان
کو لیکر شہر میں آیا۔ اور اوس پر التفات کرکے ولیعہد کیا۔ اوسنے شب و روز خدمت کی اخلاص و ادب
کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تقصیرات سابق کی تلافی خوب کی۔ اسکی بادشاہ کے دل میں ایسی
جگہ ہوئی کہ اور فرزندوں سے زیادہ اوسکی اعانت کرتا اوسکے آدمیونکو مناصب جاگیریں دیتا۔
بعد کچھہ مدت کے حاجی خاں کے دائم الخمر ہونے سے اور نصیحت کے نہ سننے سے باپ اوس سے رنجیدہ
ہو گیا سلطان اسہال دموی میں مبتلا ہوا مزاج اوسکا حاجی خاں سے متغیر ہوا۔ اور مہمات
شاہی معطل رہیں گو امرانے مخفی آدم خاں کو طلب کیا وہ بادشاہ پاس گیا مگر بادشاہ کے نزدیک
اسکا آنا نہ آنا مساوی تھا۔ التفات اوسکے حال پر اصلا نہ کیا لیکن آدم خاں نے بھائیوں کے
ساتھہ موافقت کی اور امرا کے ساتھہ عہد و پیمان کئے۔ نیک خواہوں نے سلطان سے عرض کیا
ملک خراب ہوتا ہے حضور اپنے بیٹوں میں سے جسکو چاہیں مقرر کردیں مگر بادشاہ نے
اونکی التماس کو نہیں قبول کیا تقدیر الہی پر کار چھوڑا۔ اتفاقاً تینوں بھائی آپسمیں ملے
بہرام خاں نے ایسی وحشت آمیز باتیں اپنے دونو بھائیوں سے کیں کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن
ہوگئے اور نقض عہد باہم کیا۔ سلطان سے آدم خاں رخصت لیکر بھائیوں سے جدا ہوا اور قطب الدین
پور میں چلا گیا۔ حاجی خاں اور بہرام مسلح ہوکر آدم خاں کے دفع رفع کرنے میں لگے ہر روز لڑائی
کو جاتے تھے۔ اس خبر سے سلطان کی بیماری روز بروز افزوں ہوتی تھی حواس معطل ہوگئے
اطبا علاج سے عاجز ہوئے جب سلطان رات دن بیہوش رہا تو آدم خان رات کو تنہا قطب الدین پور
سے سلطان کو دیکھنے آیا اور لشکر کو اطراف شہر میں محافظت کے لئے چھوڑا۔ رات کو سلطان کے
دیوانخانہ میں رہا حسن خاں کچھی کہ امیران نامدار میں سے تہا۔ اسی رات کو حاجی خاں کی
بیعت امرا و وزرا سے کرادی۔ دوسرے روز آدم خاں کو فریب دیکر کشمیر سے باہر لے آئے حاجی خان
کو بلایا۔ وہ دیوان خانہ میں آیا طویلہ کے گھوڑوں پر متصرف ہوا۔ اور بہت لشکر جمع کرکے قلعہ سے
باہر ٹھیرا چاہتا تہا کہ سلطان کو دیکھے لیکن مخالفوں کے عذر کے اندیشہ سے رہ گیا۔ آدم خاں نے جب
حاجی خاں کے غالب ہونے کی خبر سنی تو وہ کشمیر سے بارہمولہ کی راہ سے ہندوستان روانہ ہوا

معروف ہوا سلطان فتح کے بعد کشمیر میں آیا مخالفوں کے سروں کا منارہ بنا کے بلند کیا حاجی خاں کے لشکر کے اسیروں کو قتل کیا۔ آدم خاں کے ہمراہ ولایت کامراج کی سپاہ تھی اونسے اس جماعت کے حال کی تحقیق کی جو حاجی خان کے اغوا کا باعث ہوئی اور اونکے اہل و عیال کو بہت آزار پہنچایا اور اونسے بہت کچھ روپئے لئے۔ اس سبب سے حاجی خاں کے اکثر سپاہی اسسے جدا ہو کر آدم خان پاس آگئے۔ بعد اس واقعہ کے سلطان نے آدم خاں کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ آدم خاں کو اس دولت پر چھہ سال استقلال رہا۔ ملک معمور تھا کہ ان دنوں میں کشمیر میں ایسا قحط پڑا کہ آدمی نان کے عوض جان دینے لگے طلا و نقرہ کو چھوڑ کر غلہ و آذوقہ کی چوری کرنے کو غنیمت جاننے لگے۔ کچے میووں کے کہانے سے فقرا و غربا مرنے لگے بعض بھوکے شالی کے پوست سے پیٹ بھرتے وہ بھی اونکو میسر نہیں ہوتا سلطان اس قحط سے نہایت ملول تھا اوسنے ذخیرہ کے غلات کو رعایا میں تقسیم کیا قحط کی بلا دور ہوئی بعض جگہ چوتہائی بعض جگہ ساتواں حصہ خراج کا توشہ میں دیا۔ آدم خاں نے حسب ولایت کامراج پر دست تاراج دراز کیا اور ان حدود میں ظلم و فساد کی بنیاد قایم کی جو آدمیوں پاس دیکہتا اُسے لے لیتا۔ بہت سے آدمی اوسکے ہاتھہ سے تنگ ہو کر سلطان پاس فریاد کو آئے سلطان جو حکم اُس پاس بہیجتا وہ اوسکو نہ سُنتا قطب الدین پور میں اوسنے سلطان سے لڑنے کو لشکر جمع کیا۔ سلطان اسسے متوہم ہوا اور بلطایف الحیل تسلی دیکر اوسکو کامراج جانب بھجوایا۔ اوسکے شر کے دفع کرنے کے واسطے بحسب ضرورت استمالت کے ساتھہ حاجی خاں کو فرمان بہیجکر جلد بلایا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں آدم خاں کامراج سے آیا حاجی خاں کو جنگ کر کے شکست دی۔ سوپور کو غارت کر کے خاک سیاہ بنا کے ہموار کیا سلطان نے یہ خبر سُنکر افواج قاہرہ آدم خان کی سر پر بہیجا اور دونوں ایسی گرم کائی لڑے کہ جسسے زیادہ تصور میں نہیں آسکتی بہادر خاں کے نامی بہادر مارے گئے وہ مغلوب ہوا۔ اور فرار کے وقت دریاے بہت کا پل سوپور توڑا اور آدم خان کے تین سو آدمی غرق ہوئے سلطان شہر سے نکلکر سوپور کی طرف گیا اور حاجی خاں کو دلاسا دیا۔ اسطرف دریاے بہت کے سلطان تہا۔ اور دوسری طرف آدم خان تہا اس عرصہ میں حاجی خان سلطان کے حکم سے بارہ مولہ کے نزدیک آیا سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے بہرام خان کو حاجی خان کے استقبال کے لئے بہیجا۔ ان دونو بہائیوں نے ایکدوسرے کے ساتھہ بہت خصوصیت ظاہر کی

خدمت مین لایا۔ مگر بے اجازت آیا تھا۔ اہل غرض نے باتیں بنا کر بادشاہ کے مزاج کو متغیر کر دیا تھا اور
اوسکی کوئی خدمت مجرانہ ہوئی۔ بادشاہ ایک دن کج کئے ہوئے مکان میں گیا اور وہان شراب پی
حالت مستی میں اوسکا پاؤں پھسلا اور وہ ۸۷۶ھ میں مرگیا اور ۱۴ مہینے سلطنت کر گیا۔

شاہی شاہ حسن ولد شاہ حیدر

بعد یہ کے ایک شبانروز میں احمد اسود کی سعی سے شاہ حسن کو شاہی ملی۔ دوسرے روز شاہ نے
اون آدمیون کو مقید کیا جنسے اوسکو توہم تہا اور اسکندپور سے نوشہرہ میں چلا آیا۔ اور یہاں
اقامت اختیار کی۔ باپ دادا چچا کا خزانہ آدمیوں پر نثار کیا۔ احمد اسود کو ملک احمد کا خطاب
دیکر مدارالمہام مقرر کیا۔ اور اوسکے بیٹے نوروز کو حاجب مقرر کیا۔ بہرام خان اپنے بیٹے سمیت
لشکر سے ہندوستان چلا گیا۔ شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے ضوابط و قواعد کو از سر نو زندہ
کرنا چاہا۔ شاہ حیدر کے زمانہ میں انکے اندر خلل پڑ گیا تہا۔ بعض فتنہ پرداز بہرام خاں پاس گئے
اور جنگ کی تحریص کی بعض نے لکھہ کر اوسکو بلایا۔ بہرام خاں ولایت کمراج میں آیا۔ بادشاہ
اوسوقت دینا پور میں سیر کرنے گیا تہا۔ یہ خبر سنکر اپنے چچا سے لڑنے کے قصد سے سوپور میں آیا
ملک تاج کو ایک لشکر گراں کے ساتھہ بہرام خاں سے لڑنے بہیجا۔ موضع نولہ پور میں ایک سخت
لڑائی ہوئی۔ بہرام خاں کے تیر لگا اور اوسنے شکست پائی۔ وہ اور اوسکا بیٹا دونو گرفتار ہوئے
باپ کی آنکھوں میں میل کہینچی گئی۔ جسسے وہ تین روز میں مرگیا۔ بیٹا قید میں رہا۔ ملک احمد اسود وزیر
بالاستقلال ہوا۔ پنجاب دامن کوہ میں شاہ دہلی کی طرف سے تاتارخاں حاکم تہا۔ اوسسے
لڑنے راجہ جمو گیا۔ اوسکے ہمراہ شاہ حسن نے ملک باری بہٹ کو آراستہ لشکر کے ساتھہ بہیجا۔ یہ
یہ لشکر تاتارخان سے لڑا اور اوسکے ملک کو تاراج کیا۔ شہر سیالکوٹ کو برباد کیا۔ سلطان کی بیوی
حیات خاتون دختر سید حسن بن سید ناصر بیہقی اوسسے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام محمد رکھہ کر
ملک باری بہٹ کو تربیت کے لئے سپرد کیا اور دوسرے کا نام حسین رکھہ کر ملک نوروز بن ملک احمد
اسود کو پرورش کے لئے حوالہ کیا۔ ملک احمد اور ملک باری میں رنجش ہو گئی اور ایک دوسرے
کے دفع کرنے کے درپے ہوئے۔ امرا میں بھی خلاف ہوا اور بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں

اوسکے نوکر بیدل ہوکر اُسسے جدا ہوگئے - زین للارک کہ حاجی خاں کے امراء معتبرین سے تہا وہ آدم خاں کے پیچھے پڑا - وہ خوب لڑائیاں لڑا اور زین للارک اور اوسکے بہائیوں کو قتل کیا اور باہر چلا گیا - اسوقت حاجی خاں کا بیٹا حسن خاں بہی آگیا - اسسے باپ کو بڑی تقویت ہوئی شاہ ۶۹ برس کی عمر میں ۸۷۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوا ۵۲ سال سلطنت کرگیا - اوسکو سب چھوٹے بڑے خدا کے خاص بندوں میں سے شمار کرتے ہیں اور ولی سمجھتے ہیں اور خلع بدن کی تیرہ اُس میں جانتے تہے +

شاہی حاجی خان المخاطب بہ شاہ حیدر

حاجی خان نے باپ کے تین روز مرنے کے بعد شاہ حیدر کا خطاب پایا سکندر پور میں کہ نوشہرہ مشہور ہے اپنے باپ کے اور اوسکے رسم کے موافق جلوس کیا - بہرام خاں اوسکے بہائی اور حسن خاں اوسکے بیٹے نے تاج سلطنت اوسکے سر پر رکہا حسن خان کو کمراج جاگیر میں دیا اور امیر الامراء اور ولیعہد اپنا کیا اور ضلع ناگام بہرام کو دیا - اکثر امرا جو تعزیت و تہنیت کی تقریب سے اس پاس آئے تہے رنجیدہ خاطر اپنی جاگیروں میں گئے - وہ ملک کے احوال سے بے خبر تہا - اوسکے وزرا رعایا پر تعدی کرتے تھے - دتولی یا تولی ایک حجام تہا اوسکو اپنا مخصوص بنایا جو کچھہ وہ کہتا اوسپر عمل کرتا وہ آدمیوں سے رشوت لیتا تہا - اور جسکے ساتھہ وہ خود بد ہوتا سلطان کا مزاج اُس سے منحرف کرادیتا - حسن خاں کچھی (کچھہ کا رہنے والا) جتنے اوسکی بیعت میں سب سے زیادہ سعی کی تہی وہ تولی حجام کی سعایت سے قتل ہوگیا - اسوقت آدم خان نے بہت لشکر جمع کیا اور دلاور جموں کے انتزاع کا قصد کیا جب حسن خان کچھی کے قتل کی خبر پہونچی تو فسخ عزیمت کیا - ملک راجہ جمو کی رفاقت میں مغلوں سے لڑنے گیا جو اس نواح میں آگئے ہوئے تہے - لڑائی میں ایک تیر لگنے سے وہ مرگیا شاہ حیدر نے برادر کی لاش کو منگا کر باپ کی بغل میں دفن کیا سلطان شرب مدام سے سخت مرضوں میں مبتلا ہوا - امرانے بہرام خاں سے اتفاق کرکے اوسکو بادشاہ بنانا چاہا یہ خبر فتح خان ولد آدم خان کو پہونچی وہ شاہ کے حکم سے سرہند میں گیا تہا اور اوسنے قلعہ بہت فتح کئے تہے - وہ بطریق ایلغار لشکر گراں کے ساتھہ کشمیر میں آیا - غنائم بے شمار بادشاہ کی

سید علی خان کوکہ امراء سادات میں تہا جب یہ خبر ہوئی تو اوسنے یوسف خان کو قتل کیا۔ اور
ملک تاج محمد بہت کو جو یوسف خاں کے لئے تاسف کرتا تہا مار ڈالا غرض مخالفون سے سید علیخان
اور سادات جنگ پر آمادہ ہوئے۔ بدانتظامی یہانتک ہوئی کہ شہر میں چور علانیہ آنکر چوری
کرنے لگے۔ سیدونے ایک خندق حفاظت کے لئے بنائی۔ شہر اور مواضع میں جہاں مخالفوں
کے گہروں کو دیکہا ڈھا ڈھو کر پیوند زمین کیا۔ تکبر کے سببسے لوگ نگہبانی نہیں کرتے تھے۔
جہانگیر ماکری لوہر کوٹ سے حسب الطلب آیا۔ سادات نے اوسے پیغام صلح کیا اوسنے قبول
نہیں کیا۔ ایکدن اسکا بیٹا داود سیدوں سے لڑکر مارا گیا۔ سادات نے خوشی کے نقارے بجائے
اور مخالفوں کے سروں کے منارے لگائے۔ دوسرے روز سیدوں نے چاہا کہ غلبہ کرکے پل سے
گذریں۔ مگر مخالفوں نے پل کے درمیان لڑائی شروع کی جب پل ٹوٹ گیا تو بہت آدمی ڈوب کر
مر گئے۔ سادات نے بابلخان لودہی حاکم پنجاب کو خط لکھکر مدد مانگی۔ اوسنے بہت لشکر
اونکی مدد کے لئے بہیجدیا۔ جب لشکر بہمبر میں آیا تو یہاں کا راجہ دھنشا اوسے لڑا اور اوسکے
اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کیا۔ کشمیریوں اور سادات میں دو مہینے تک جنگ قایم رہی۔ آخر کشمیریوں نے
اپنی تین فوجیں بنائیں اور دریا سے گذر کر اطراف کوہ میں وہ پہیل گئیں۔ سادات نے آن کر
اونکا مقابلہ کیا مگر اونکے مخالفوں کی جمعیت اونسے اضعاف تھی۔ سادات میں سے اکثر اعیان قتل
ہوئے جو بچے وہ شہر سری نگر کو فرار ہوئے۔ کشمیریوں نے تعاقب کرکے اونکو قتل کیا۔
اور شہر میں آگ لگائی اور سیدوں کے دو ہزار آدمیونکو قتل کیا۔ یہ واقعہ ۸۶۲ھ مطابق ۱۴۵۸ء میں ہوا۔
بادشاہ کے پاس دیوانخانہ میں سب کشمیری ملکر گئے اور اوسکے سر پر تاج اپنے ہاتھ
سے رکہا اور کشمیر سے سید علی خان اور سادات کو خارج کیا۔ پرسرام راجہ جموں کو بہت روپیہ دیکر
بادشاہ سے جدا کیا۔ کشمیریوں میں سے ہر ایک سرداری کا دعویدار تہا۔ تہوڑے دنوں میں اونمیں
پہوٹ پڑی۔ تاتارخاں لودہی کی وفات کے بعد فتح خاں سلطان زین العابدین کا پوتا جالندہر
سے راجوری میں اپنی مملکت موروثی کے لینے کے لئے آیا تہا۔ اس پاس واقعہ طلب آدمی بہت
جمع ہو گئے تہے۔ اوسنے کاشمیر کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو امید تھی کہ جہانگیر ماکری اوسکو سہارا دیگا

یہان تک نوبت پہونچی کہ ایک رات کو جمعیت کر کے دیوان خانہ شاہی مین آئے - دست اندازی کی اور آگ لگائی - اس سبب سے سلطان نے ملک احمد اسود کو مع اوسکے عزیزون کے مقید کیا مال اسباب اُسکا لوٹ لیا - اور وہ قید ہی مین مر گیا سلطان حسن نے سید ناصر کو کہ سلطان زین العابدین کا مقرب تہا اور مجلس مین اوسکو اپنے اوپر تقدیم دیتا تہا - کاشمیر سے اول خارج کیا پہر اوسپر عنایت کرکے بلایا وہ راہ ہی مین مر گیا - اوسکے بیٹے سید حسن کو کہ حیات خاتون کا پدر تہا - بلا کر اختیارات اوسکو دئے اوسنے امراء کاشمیر سے سلطان کا مزاج منحرف کرا دیا اور ایک جماعت کثیر کو قتل کرا دیا - اور ملک بار ری کو قید کرایا - باقی اور امرا خوف کے مارے بہاگ گئے - جہانگیر ماکری کہ امراء بزرگ مین سے تہا قلعہ لوہر کوٹ کو بہاگ گیا سلطان حسن ۱ سال کے مرض مین مبتلا ہوا - اوسنے وصیت کی کہ میرے بیٹے چہوٹے ہین - یوسف خان بن بہرام خان جو قید مین ہے فتح خان پسر آدم خان کہ ولایت جسرت مین ہین ان دونو کو سلطان بنائین اور محمد خان کو ولیعہد - سید حسن نے بظاہر قبول کیا اور سلطان نے اسی مرض مین رحلت کی - اس کی حکومت کی مدت معلوم نہیں +

شاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن خان مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا لڑکا تہا وہ سید حسن کی سعی سے باپ کا جانشین ہوا - اوسکے سامنے جب اسباب طلا و نقرہ و اسلحہ و امتعہ وغیرہ رکہے گئے تو اونمین سے اوسنے کمان کو ہاتہہ مین لیا اسے حاضرین نے اوسکی بزرگی اور مردانگی پر استدلال کیا - سوقت سادات کو استقلال تمام مرتبہ پر پہنچ گیا تہا کہ امراء اور وزرا مین سے کسی کو سلطان پاس وہ آنے نہین دیتے تہے کشمیری انکی بات سے تنگ تہے - کشمیر مین تاتار خان کے خوف سے پرسرام راجہ جمو آیا تہا اونہوں نے اوسکے ساتہہ اتفاق کر کے غدر مچایا اور سید حسن کو اور تیس اور سیدون کو باغ نوشہرہ مین مارا - اور آب بہت سے گذر کر پل تونڈلا اور جمعیت بہم پہنچا کر مو بیٹھے - سید محمد پسر سید حسن کہ سلطان کا ماموں تہا جمعیت کے ساتہہ دیوانخانہ مین سلطان کی محافظت کیلئے آیا - اس شب مین ایسا فتنہ عظیم برپا ہوا کہ ہر شخص کا ناک مین دم آیا - عید زینا نے چاہا کہ یوسف خان بن بہرام کو قید خانہ سے باہر نکالے

معتمد ہوئے۔ اس مرتبہ فتح خاں شکست پاکر چلا گیا۔ پھر بہت سا لشکر جمع کرکے آیا۔ لڑائیاں لڑا اکثر غالب ہوا ؎

گل شادی اگر خواہی زخار غم ملکش دامن قدم گر طالب گنجی بہ کام اژدہا درنہ

نوبت یہانتک آئی کہ سلطان پاس کوئی نوکر نہ رہا اور سارا خزانہ اوسکا جاتا رہا جہانگیر ناکری زخمی ہوکر کسی کو نہیں بہاگ گیا میر سید محمد بن سید حسن فتح خاں پاس آیا کچھہ دنوں بعد زمینداروں نے محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خاں کے حوالہ کیا۔ اسوقت اوسکی سلطنت پر دس سال ۷ مہینے گذرے تھے۔ فتح خان اوسکی اپنے ہاتھوں سے ساتھہ دیوانخانہ میں نگہبانی کرتا تہا۔ اور اوسکے کہنے کے موافق تمام ضروریات کا اسباب اور کہانے پینے کی چیزیں مہیا رہتی تھیں +

فتح شاہ بن آدم خان کی اول دفعہ حکومت

فتح خاں نے ۸۹۱ھ میں سریر شاہی پر جلوس کرلیا لقب فتح شاہ رکھا اور سیفی اور نگرائے کو اپنے کاموں کا اختیار دیا۔ اسوقت میں شاہ قاسم انور بن سید محمد نوربخش کا مرید میر شمس الدین عراق سے کاشمیر میں آیا۔ ایک خلقت اوسکی معتقد ہوئی۔ فتح خاں نے تمام املاک جو ضبط کی تہیں وہ اوسکے مریدوں کو دیدیں اوسکے صوفیوں نے معابد ہنود کی تخریب میں کوشش کی اور کوئی اوسکا مانع نہ ہوسکا۔ ان تھوڑے دنوں میں میر شمس کے اہل کشمیر خصوصاً طائفہ چک مرید ہوگئے۔ لوگوں نے اسکا مذہب شیعہ تصوف کے لباس میں اختیار کیا۔ جو آدمی جاہل تھے اور میر شمس کی رموز کو نہیں سمجھتے تھے اوسکے مرنے کے بعد وہ ملحد ہوگئے۔ آخر کو امرا میں مذہبی نزاع ایسا اٹھا کہ دیوانخانہ میں انہوں نے آنکر ایک دوسرے کو قتل کیا۔ فتح خاں کے اعیان امرا میں ملک اچھی وزیر تھے۔ وہ محمد شاہ کو زندان سے نکال لائے اور دربارہ مولا میں لائے۔ مگر آثار رشد اسمیں نہیں دیکھے اپنی اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور اونہوں نے چاہا کہ محمد شاہ کو پھر فتح شاہ کے حوالہ کریں مگر محمد شاہ کو اوسکی خبر ہوگئی وہ کسی جگہ باہر بہاگ گیا بعد ازاں فتح شاہ نے ملک کشمیر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کی ایک حصہ اپنے پاس رکہا اور ایک حصہ ملک اچھے کو اور دوسرا شنکر کو دیا سلک اچھے کو وزیر مطلق اور شنکر کو دیوان کل کا

لیکن وہ اس توسم سے یاس گیا کہ اوسکے مخالف پہلے سے فتح خاں سے جا ملے تہے وہ محمد شاہ
کو باہر لایا اور میدان کرسوار کو معسکر بنایا۔ فتح خاں راہ ہیرہ پور سے نواحی اودن میں آیا
اور حسیمہ آب کو درمیان رکہا۔ اور بادشاہ کی برابر خیمہ زن ہوا۔ اس رود میں طرفین سے
صفیں آراستہ ہوتی تہیں اور آتش حرب مشتعل ہوتی تہی۔ اول فتح خاں کو ایسا غلبہ ہوا کہ قریب تہا
کہ لشکر سلطان کو پریشان کردے مگر جہانگیر ماگری نے پائے ثبات ایسا مستحکم کیا کہ
فتح خاں کے لشکر کے پچاس بڑے آدمیوں کو مارا اور فتح خاں کو شکست دی۔ جہانگیر ماگری
اوسکے تعاقب میں گیا۔ قریب تہا کہ اوسکو گرفتار کرلیتا۔ مگر منافقوں میں سے کسی نے شہرت
دی کہ سلطان محمد شاہ مخالفوں کے ہاتہ میں اسیر ہوگیا۔ جہانگیر پریشان ہوکر تعاقب سے
باز رہا۔ سلطان فتح کے بعد دارالسلطنت میں آیا۔ راجوری کے راجہ نے فتح خاں کو اپنے
ملک میں پناہ دی تہی اسلئے سلطان نے ملک باری بہٹ کو اوسکے ملک کے تاخت تاراج
کرنے کے لئے بہیجا۔ فتح خاں کو کچہہ دنوں غائب ہا مگر اوسنے بہرام کلہ کی نواح میں جمعیت
بہم پہنچائی اور وہ سری نگر کی طرف چلا۔ جہانگیر ماگری مقابلہ کے لئے لشکر لیکر چلا اور گنیر
ناکام کے موضع کہاکہ میں آیا۔ فتح خاں کا نوکر وزیر فرصت پاکر شہر میں گیا اور قید میں سے
امراء کی ایک جماعت کثیر کو چہڑا لایا انمیں سیفی ڈار ننگا راے تہے۔ ان دو کی خلاصی سے جہانگیر
اندوہگیں ہوا۔ فتح خاں سے صلح کا ارادہ کیا اور یہ چال چلا کہ راجہ راجوری کو جسکی مدد کے لئے
فتح خاں آیا تہا پیغام دیا کہ فتح خاں کے لشکر میں تفرقہ پیدا کرے۔ راجہ راجوری اور جہانگیر
نے متفق ہوکر فتح خاں کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اسکا تعاقب کیا۔ فتح خاں نے جموں
میں جاکر اوسکو تسخیر کرلیا۔ اور لشکر جمع کرکے یہ تیسری دفعہ کاشمیر میں آیا۔ اس عرصہ میں
بادشاہ اور جہانگیر ماگری نے سادات کو جنکو پہلے خارج کیا تہا دلاسا دیکر بلایا۔ اون کے
آنے کے بعد سلطان اور فتح خاں میں ایک جنگ عظیم ہوئی جسمیں فتح خاں کی طرف سے
سیفی خاں ورنگا راے مردانہ لڑے اور سلطان کی طرف سے سادات نے خوب ترددات کئے
اور ایک جماعت کثیر اونمیں سے شہید ہوئی باقی جو رہے وہ سلطان اور جہانگیر کے نزدیک

برگنہ ماہنگل میں ۹۳۱ھ ۱۵۲۴ء میں مخالفوں سے لڑنے آیا سکندر خاں تاب مقاومت نہ رکھتا تھا قلعہ ناکام میں آگیا ملک کاجی نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ کچھہ دنوں فریقین میں جنگ ہوئی۔ امرا سلطان بغاوت کر کے سکندر خاں سے جا ملے۔ ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود کو اوسنے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اوسنے مردانہ جنگ کر کے جان کھوئی مگر فتح پائی۔ سکندر خاں ناکام ہو کر قلعہ ناکام سے باہر بھاگ گیا۔ ملک کاجی قلعہ میں آیا اور اوسّے ماکری پریشان وابتر ہو کر اسکندر خاں کے پیچھے گئے محمد شاہ نے مسرور وخوش مراجعت کی اور زیادہ استقلال حاصل کیا۔ اس اثناء میں شاہ کا مزاج ملک کاجی سے اعدا کی سعایت سے منحرف ہوگیا۔ ملک کاجی چک کو اوسنے راجوری میں بھیجدیا۔ اوسنے یہاں آنکر راجوری کے گرد کے راجاؤں کو اپنا مطیع بنایا۔ اسوقت اسکندر خاں جو شکست کھاکر بھاگا تھا بادشاہ سے لشکر لیکر لوہر کوٹ (لوہ کوٹ) پر متصرف ہوا ملک کاجی برادر ملک کاجی خبردار ہو کر سکندر خاں پر جا چڑھا جنگ کے بعد اوسکو اسیر کرلیا۔ اور شاہ پاس بھیجدیا۔ اس دولت خواہی کے سبب سے بادشاہ ملک کاجی راضی ہوگیا اور اوسکو اپنا وزیر مقرر کردیا۔ بعد اسکندر خاں کی آنکھوں میں میل کھینچی۔ ابراہیم خاں پسر محمد شاہ کہ اپنی باپ کی ہمراہ ابراہیم شاہ لودی کے پاس دہلی گیا تھا اور شاہ لودی نے باپ کو بہت سا لشکر دیکر رخصت کیا تھا اور بیٹے کو اپنے پاس رکھا تھا وہ شاہ دہلی کی وفات کے سبب سے کاشمیر میں آیا تھا۔ ملک کاجی سکندر خاں کے اندھا کرنے سے بادشاہ سے رنجیدہ تھا اور جس بہانہ چاہتا تھا اوسکے مقربوں کو قیدخانہ میں بھیجتا تھا اوسنے شاہ کو بھی مقید کیا اور ابراہیم خاں کو شاہ بنایا۔ اس مرتبہ محمد شاہ کی شاہی ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۱ روز رہی۔

ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی بادشاہی

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا تو ملک کاجی کو مستقل وزیر اپنا کیا ابدال ماکری ابن ابراہیم ماکری جو ملک کاجی کے ہاتھہ سے جفائیں اٹھاکر بابر بادشاہ پاس گیا تھا اوسنے اوس سے عرض کیا کہ میں دشمنوں کے غلبہ سے حضور کی پناہ میں آیا ہوں اگر حضور لشکر سے

خطاب دیا۔ ایک مدت اس طرح گذری کہ ابراہیم پسر جہانگیر ماکری کہ سپاہ میں منصب داری اوسکو ملا تھا وہ محمد شاہ پاس ہندوستان میں گیا اور اوسکو ترغیب دیکر ولایت کشمیر میں لایا۔ فتح خان اور اوسکے درمیان ایک جنگ عظیم ہوئی فتح خان کو شکست ہوئی اور وہ ہیرہ پور کی راہ سے ہندوستان کی طرف چلا گیا۔ اوسکی شاہی پر نو سال گذرے تھے کہ یہہ واقعہ پیش آیا +

دوبارہ محمد شاہ کی بادشاہی

محمد شاہ بار دوم ۹۱۱ھ میں تخت پر بیٹھا۔ فتح خاں ایک جمعیت عظیم بہم پہنچا کر کشمیر کو متوجہ ہوا۔ محمد شاہ تاب مقاومت نہ لا یا بے جنگ بہاگ گیا اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ۹ مہینے نو روز تھی +

فتح شاہ کا دوبارہ بادشاہ ہونا

فتح شاہ نے دوبارہ بادشاہی میں عدل سے کام لیا محمد شاہ ہزیمت پا کے دہلی کے بادشاہ سکندر لودی پاس چلا گیا۔ بادشاہ دہلی نے حمایت کے لئے اوس کے ساتھ لشکر کیا اوسنے کاشمیر میں آنکر فتح شاہ کو شکست دی وہ شکست پا کر ناچار ہندوستان کو رہ گرا ہوا۔ اور وہیں وفات پائی۔ اوسکے نوکر اوسکی نعش کو ہندوستان سے کاشمیر لے گئے ۹۲۲ھ میں وہ مقبرہ زین العابدین میں دفن ہوا۔ اس دفعہ اوس کی مدت شاہی ایک سال دو ایک ماہ تھی۔

محمد شاہ کا سہ بارہ بادشاہ ہونا

اب محمد شاہ نے سریر شاہی پر تیسری دفعہ اجلاس کیا ملک کاجی چک کو اپنا وزیر مقرر کیا جب محمد شاہ کو استقلال حاصل ہوا تو اکثر امرا فتح شاہ مثل سیفی ڈنگر اے وغیرہ کو قتل کرایا۔ شنکر زینا قید خانہ میں مر گیا جب ملک کاجی چک نے قید خانہ میں ابراہیم ماکری کو قید میں ڈالا اوسکا بیٹا ابدال ماکری ہند کے آدمیوں کو اپنے ساتھ اتفاق کر کے سکندر خاں بن فتح شاہ کو بادشاہ بنا کر کشمیر میں لایا۔ محمد شاہ و ملک کاجی چک نول پور

اوسکو شکست دیکر بھگا دیا - ان دنوں میں پنجاب میں مرزا کامران کا تسلط تھا -
شیخ علی بیگ و محمد خان مغل کشمیر کی فتح کے بعد ابدال ماگری سے بے رخصت لیئے چلے گئے
تھے - اونہوں نے مرزا کامران سے عرض کیا کہ ہمکو کشمیر کا حال خوب معلوم ہے اگر حضور تھوڑی
سی توجہ فرمائیں تو تمام ولایت کاشمیر کمال آسانی سے ہاتھ آسکتی ہے - مرزا کامران
نے محرم بیگ کو سپاہ کا سردار بنا کے ان امرا کے ساتھ کہ کشمیر سے آئے تھے کشمیر کو بھیجا
جب افواج مغل کشمیر کے نزدیک آئی تو کشمیریوں نے تمام اسباب و مال اپنا خوف کے مارے گھروں
میں چھوڑا - اور خود کوہستان میں چلے گئے - افواج مغل نے شہر کو تاراج کیا اور اسمیں آگ
لگائی - اور بعض کشمیریوں کو کہ کوہستان سے مغلوں سے لڑنے آئے تھے قتل کیا - ابدال ماگری کا
یہ عقیدہ تہا کہ ملک کاجی چک مغلوں کے ہمراہ ہے لیکن جب اوسکو یقین ہوا کہ وہ مغلوں کے ہمراہ
نہیں ہے تو اوسے اتحاد و یگانگی کا اظہار کیا اور اوسکو بیٹوں اور بہائیوں سمیت بلایا اور عہد
و سوگند آپسمیں ہوا جسسے کشمیریوں کو قوت حاصل ہوئی اور وہ اتفاق کر کے مغلوں سے لڑے
اور اونکو اپنے ملک کو بھگا دیا +

ملک کاجی چک نے جب ملک ابدال کا غدر و غرور معائنہ کیا تو وہ ناراض ہو کر ہند کو چلا گیا
سنہ ۹۳۵ھ میں شاہ سعید شاہ سلطان کاشغر نے اپنے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو مرزا حیدر
دوغلات کے ساتھ بارہ ہزار سپاہ دیکر تبت و لار کی راہ سے کشمیر بھیجا - کشمیریوں نے اونکی
صلابت و مہابت کے سبب سے کشمیر کو خالی کیا اور بے جنگ ادہر ادہر بھاگ کر کوہستان میں
پناہ لی - کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں آنکر عمارات عالیہ کو کہ شاہان سابق نے بنائی تہیں
خاک کی برابر کر دیا اور شہر میں آگ لگا دی اور زمین میں جو خزانے اور دفینے دفن ہوئے
تھے اونکو تلاش کر کے نکال لیا - سارا لشکر لوٹ سے مالا مال ہو کر نہال ہو گیا جہاں اہل کشمیر
چھپے تھے اونکی خبر لگا کے وہاں پہنچتے تھے اور اونکو قتل و قید کرتے تھے - تین مہینے تک
یہی حال رہا - ملک کاجی چک و ملک ابدال ماگری اور باقی سردار جکدرہ میں پناہ لے گئے
تھے اونہوں نے آپس میں اتفاق کر کے مغلوں سے لڑنے کا ارادہ کیا - اسکندر خان و مرزا حیدر

میری مدد کریں تو میں حضور کے لئے کشمیر بآسانی فتح کر سکتا ہوں - بابر بادشاہ نے شیخ علی بیگ
و محمد خان و محمود خان کی سرکردگی میں ایک لشکر ابدال ماگری کے ساتھ کیا - ابدال ماگری نے
یہ سوچکر کہ اہل کشمیر مغلوں سے نفرت کرینگے مصلحت کے لئے نازک شاہ بن ابراہیم کے نام شاہی
کو اوسنے قرار دیا تاکہ کاشمیر پر حملہ کے لئے ایک حجت ہو - ملک کاجی اور شاہ ابراہیم لشکر
لیکر مقابلہ کو نکلے موضع سلاح کو لشکرگاہ بنایا ملک کاجی کو ملک ماگری نے پیغام بھیجا کہ میں بابر
بادشاہ سے کمک لایا ہوں جسکی شوکت و صلابت وہ ہے کہ دہلی کے بادشاہ ابراہیم کو
جس پاس پانچ لاکھ سپاہ تھی طرفۃ العین میں خاک میں ملا دیا - تیری خیر اسی میں ہے کہ اس
بادشاہ کی دولتخواہی اختیار کر اگر یہ دولت نصیب نہیں تو اس لشکر سے لڑ وقت تامل و
اقدام کا نہیں ہے - ملک کاجی چک سید ابراہیم وغیرہ لڑے مقابلہ عظیم ہوا - بہت آدمی قتل
ہوئے - ابراہیم شاہ اور ملک کاجی کو شکست ہوئی اور ملک کاجی بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا
اور ابراہیم کی خبر نہیں کہاں غائب ہوا - آٹھ مہینے ۵ روز سلطنت کر گیا -

ذکر شاہی نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ

نازک شاہ نے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر میں جلوس کیا - اہل کشمیر کو جو مغلوں سے متوہم
تھے دلاسا دیکر اپنی تخت نشینی سے انکو خوشحال کیا - سری نگر سے نوشہر میں کہ قدیمی
پایہ تخت کشمیر کے بادشاہ ہونکا تھا آگیا - ابدال ماگری کو وزیر و وکیل مقرر کیا - ابدال ماگری
نے خالصہ کشمیر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے امراء میں تقسیم کیا اور بابر بادشاہ کے نوکروں کو
بہت سے تحفے اور ہدیئے دیکر رخصت کیا - ملک کاجی چک نے محمد شاہ کے قید کرنے پر لعنت ملامت
کی اور شیخ امیر علی کو بھیجکر محمد شاہ کو لوہر کوٹ سے بلا لیا اور محمد شاہ کو چوتھی مرتبہ تخت پر بٹھایا

محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ بادشاہ ہونا

محمد شاہ نے مراسم شکرگذاری کی تقدیم کی اور نازک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا
اسی سال میں بابر بادشاہ نے انتقال کیا - اور ہمایوں شاہ اوسکا جانشین ہوا - محمد شاہ
کی بادشاہی پر ایک سال گذرا تھا کہ ملک کاجی نے جمعیت بہم پہنچائی اور ملک ابدال ماگری نے

مملکت کشمیر میں مرزا حیدر کا تسلط

جب ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء میں شیر شاہ شکست پاکر ہمایوں لاہور میں آیا تھا تو ملک ابدال ماکری و زنگی چک
اور بعض اعیان مملکت کشمیر نے مرزا حیدر ترک کے وسیلے ایک عریضہ اوسکی خدمت میں بھیجا
تھا جسمیں کشمیر کی تسخیر کی ترغیب تھی۔ ہمایوں نے مرزا حیدر ترک کو اس طرف روانہ کیا اور اپنا
نائب بھی قرار دیا۔ مرزا حیدر ترک سے راہ میں ملک ابدال ماکری و زنگی چک آنکر ملے۔ مرزا حیدر
پاس تین چار ہزار سواروں سے زیادہ نہ تھے۔ جب وہ راجوری میں پہونچا ملک کاجی چک جو
کشمیر کا حاکم تھا تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے لیکر کشل کرتل کی راہ سے آیا اور
مورچے مستحکم کئے۔ مرزا حیدر نے اس راہ کو چھوڑ کر پنج کی راہ پر رواں ہوا ملک کاجی چک نے
غرور کے سبب سے اس راہ کی محافظت نہ کی۔ مرزا حیدر کوہ سے گذر کر فضا کشمیر میں آیا اور
ناگاہ شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور ملک ابدال ماکری و زنگی چک نے مستقل ہوکر مہمات کو
انصرام کیا۔ اور مرزا کی جاگیریں چند پرگنے مقرر کئے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ملک ابدال
ماکری کی عمر ختم ہوئی۔ اوسنے مرزا حیدر سے اپنے بیٹوں کی سفارش کردی تھی جب مرزا حیدر
کشمیر میں آگیا تو شیر شاہ افغان سور پاس ہندوستان میں ملک کاجی چک گیا اوسنے پانچ ہزار
سوار لیکر دو گی حسین خاں شروانی اور عادل خاں مع دو فیل کو کمک کے لئے اوسکے ساتھ
کئے۔ مرزا حیدر زنگی چک کو ساتھ لیکر مقابلہ کو گیا دونوں لشکر دھنیج و کاوہ کے درمیان مقابل
ہوئے۔ امراء شیر شاہی نے ہزیمت پائی مرزا حیدر کو فتح ہوئی جسکی تاریخ فتح مکرر ہوئی ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء
مرزا حیدر نے قلعہ اندر کوٹ میں اقامت کی۔ وہ زنگی چک بدگمان ہوا تو ملک کاجی چک پاس
زنگی چک چلا گیا۔ دونو اتفاق کرکے ۹۵۱ھ ۱۵۴۴ء میں سری نگر میں مرزا حیدر کے استیصال کے لئے
آئے۔ بہرام چک پسر زنگی چک سری نگر میں آیا۔ مرزا نے بندگان کوکہ خواجہ حاجی کشمیری کو
اونکے دفع کرنے کے واسطے تعین کیا۔ غنیم اس سے لڑ نہ سکا اور بھاگا۔ مرزا کے لشکر نے اسکا
تعاقب کیا تو ملک کاجی چک اور زنگی چک بھاگ کر بیرلعم کلہ میں آگئے۔ مرزا حیدر نے سری نگر میں
بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو چھوڑا اور خود تبت کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ اوس قلاع بنیہ گ

کاشغری سے خوب لڑے کشمیریوں کو شکست ہو جاتی مگر ملک کاجی چک و ابدال ماکری
نے پایۂ جلادت محکم کرکے کشمیریونکو لڑنے کی ترغیب و تحریص کی سخت جنگ ہوئی
صبح سے شام تک لڑائی رہی - رات کو دونو لشکر الگ ہو گئے - دونو طرف سے اتنے آدمی
مارے گئے کہ وہ صلح پر راضی ہو گئے - کاشغریوں نے صوف و سقرلاط اور بہت سے نفائس محمد شاہ
پاس بھیجکر صلح اور نسبت خویشی چاہی محمد شاہ نے ملک کاجی چک و ابدال ماکری کی
صلاح سے صلح نامہ لکھا اور غرائب کشمیر کاشغریوں کے ساتھ بھیجے اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ
کی بیٹی کا عقد نکاح شاہزادہ سکندر خاں کے ساتھ ہو اور کشمیری قیدی جو مغلوں کے پاس اسیر
رہا ہوں - غرض کاشغری اس صلح پر راضی ہو گئے اور کاشغر کو چلے گئے کشمیر کے سر
سے بلا ٹلی - اس سال بیرق و ذات الاذناب یعنی دُم دار ستارے نمودار ہوئے اور کشمیر میں سخت قحط
پڑا اکثر آدمی بھوک سے مر گئے - جو باقی رہے وہ جلاء وطن ہوئے اور دور دور چلے گئے دس
مہینے تک قحط کی تکلیف رہی - پھر تازہ میوہ پیدا ہو گیا کچھہ آسودگی ہو گئی - انہیں دنوں میں ملک
کاجی چک و ملک ابدال ماکری میں رنجش ہو گئی - اور ملک کاجی زین پور چلا گیا - اور بادشاہ کا
وزیر ملک ابدال ماکری ہو گیا حکام و عمال جو چاہتے رعایا کا حال کرتے کسی کی فریاد
نہ سنی جاتی نہ داد دی جاتی - چند دنوں کے بعد محمد شاہ تپ محرق میں مبتلا ہوا جسقدر زر
پاس تہا وہ محتاجوں کو دیدیا اور اوسی بیماری میں ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ع میں مرگیا - اوسکی مدت سلطنت
پچاس سال تھی - گو کبھی کبھی اوس میں معزولی بھی ہوئی +

سلطان شمس الدین و نازک شاہ

باپ کے بعد سلطان شمس الدین یعنی ابراہیم تخت پر بیٹھا - اوسکے عہد کا حال فقط یہی معلوم ہے
کہ ملک کاجی چک و ملک ابدال ماکری میں کبھی لڑائیاں اور کبھی صلحیں ہوتی رہیں اور کچھہ نہیں
معلوم بعد ابراہیم کے اوسکا بیٹا نازک شاہ دوبارہ مسند شاہی پر بیٹھا - پانچ چھہ مہینے گذرے
تھے کہ مرزا حیدر ترک استیلا پاکر کاشغر پر متصرف ہوا اور اوسنے ہمایوں بادشاہ کا خطبہ وسکہ
کاشمیر میں جاری کیا +

اور آدم نے دولت چک کو خرگاہ میں بلایا۔ اعزاز و اکرام اوسکا خاطر خواہ نہ ہوا۔ وہ غصہ ہوکر چلا گیا۔ اور ہاتھی جو پیشکش کے لیے لایا تھا وہ اولٹا لے گیا۔ لوگوں نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کریں مگر مرزا مانع ہوا۔ مرزا نے کشمیر کو مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خاں و حسین چک و بہرام چک کے ہیبت خاں نیازی پاس گئے وہ سلیم شاہ سور سے ہزیمت پاکر راجوری میں آیا تھا۔ کشمیری ہیبت خاں نیازی کو بارہ مولہ میں اس غرض سے لائے کہ اوسکو کشمیر میں لے جاکر مرزا حیدر کو یہاں سے نکالیں۔ مگر ہیبت خاں کو یہ امر خود منظور تھا۔ ایک برہمن بھیجکر صلح کی باتیں مرزا سے کیں۔ مرزا نے اوسکو جواب میں بہت سی باتیں لکھیں کہ وہ موضع ہیر میں کہ ولایت جموں میں ہے چلا گیا۔ کشمیری اس سے جدا ہوگئے اور سلیم شاہ پاس چلے گئے اور غازی خان چک مرزا حیدر پاس چلا آیا۔ سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر اور سلیم شاہ کے درمیان سفیر و نکّی آمد و رفت ہوئی اور تحفہ تحائف آپس میں بھیجے گئے۔ سنہ ۹۵۵ میں مرزا حیدر نے مرزا قرا بہادر کو بھمبر کا حاکم مقرر کیا۔ اور کشمیریوں میں سے عیدی رینا و بارک شاہ و حسین ماکری و خواجہ حاجی کو اوسکے ہمراہ کیا۔ اندرکوٹ میں مرزا قرا بہادر اور کشمیری آئے بارہ مولہ پر اقامت کی کشمیریوں نے فتنہ برپا کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ کشمیریوں کو مغل خاطر میں نہیں لاتے تھے مغلوں نے اس فتنہ کی خبر مرزا حیدر کو دی اوسکو یقین نہیں آیا۔ اوسنے کہا کہ فتنہ و فساد کیجا میں کشمیریوں سے مغل کم نہیں ہیں مرزا حیدر باین حسین ماکری نے اپنے چھوٹے بہائی علی ماکری کو بھیجا کہ وہ کشمیریوں کے غدر سے اوسکو آگاہ کرے اور سمجھائے کہ وہ اپنے لشکر کو واپس بلالے۔ اسپر بھی مرزا حیدر کچھہ خبر نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ کشمیریوں کی کیا طاقت ہے کہ وہ مغلوں کے ساتھہ غدر کریں کہ وہ لشکر کو واپس بلالے۔ ۲۷ رمضان کو اندرکوٹ میں آتش عظیم لگی۔ اکثر گھر جل گئے مرزا قرا بہادر اور سب آدمیوں نے مرزا حیدر سے درخواست کی کہ ہمارے گھر جل گئے ہیں اگر حکم ہو تو اپنے گھروں کو درست کریں۔ اور سال آئندہ میں بہرل میں جائیں مرزا حیدر اصلاح امر سے راضی نہ ہوا۔ خواہ مخواہ لشکر کو بھرل بھیجا۔ جب رات ہوئی تو عیدی رینا اور کشمیریوں نے اتفاق کیا اور مغلوں سے جدا ہوکر کتل بھرل پر آگئے۔ معتمدوں میں سے حسین و علی ماکری کو جدا کرکے اپنے ساتھہ لے لیا کہ وہ مغلوں کے ساتھہ کشتہ نہ ہو۔ جب صبح ہوئی اور بھرل کے آدمیوں سے لڑائی ہوئی تو مغل

میں سے قلعہ لوشو کو مع چند قلعوں کے فتح کیا ۹۵۲ھ ۱۵۴۵ء میں ملک کاجی چک اور اوسکا بیٹا محمد چک تپ لرزہ سے مر گئے۔ یہ سال مرزا نے فراغت سے بسر کیا ۹۵۳ھ ۱۵۴۶ء میں زنگی چک مرزا حیدر کے آدمیوں سے لڑکر مارا گیا اور اسکا اور اوسکے بیٹے کا سر غازیخاں مرزا پاس لایا ۹۵۴ھ ۱۵۴۷ء میں کاشغر کا ایلچی مرزا سے لار میں ملا۔

خواجہ بہرام نسپر مسعود چک جسنے سات سال کی مدت تک کام راج میں خوب لڑائیاں لڑکر سب پر غلبہ حاصل کیا تھا اوسنے خان میرک سے صلح آمیز باتیں بنانی شروع کیں دونو کے درمیان عہد و شرط قرار پائے میرک مرزا نے اوسکو سوگند کے بعد طلب کیا جسوقت وہ مجلس میں آیا تو خنجر کو موزہ سے نکال کر مارا وہ زخمی ہوکر جنگل میں بھاگا وہاں گرفتار کرکے اوسکے سر کو تن سے جدا کیا اور اوسکو مرزا حیدر پاس لار میں اس گمان سے بھیجا کہ اوسے مرزا خوش ہوگا۔ جب عیدی زینا نے اس سر کو دیکھا تو وہ غصہ میں آنکر کھڑا ہو گیا اور اوسنے کہا بعد عہد سوگند کے کسی کو مارنا منراوار نہیں ہے۔ مرزا حیدر نے کہا کہ مجھے اس واقعہ کی کچھ اطلاع نہیں ہے۔ مرزا حیدر لار سے کشتوار کی طرف متوجہ ہوا۔ بندگان کوکہ اور امرا کو ہراول بناکے بھیجا۔ اوسنے تین روز کا سفر ایک دن میں طے کیا اور آب مارکی اس جانب میں موضع دہلوت میں آیا۔ لشکر کشتوار اس دریا کے اس جانب میں تھا تیر و تفنگ سے لڑائی شروع ہوئی۔ کوئی دریا سے عبور نہیں کرسکتا تھا۔ مرزا حیدر کا لشکر دوسری راہ سے کشتوار میں جانے کے لئے دھار میں آیا کہ ایسی آندھی آگئی کہ دن کی رات ہوگئی۔ دہار کے آدمیوں نے ہجوم کرکے اس لشکر پر حملہ کیا و بندگان کوکہ اور عمدہ سرداروں کو مارڈالا بقیۃ السیف بہزار خرابی مرزا حیدر سے جاکر ملے۔ ۹۵۵ھ ۱۵۴۸ء میں مرزا حیدر یہاں سے نکل کر تبت پر متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیر ہوں سے چھین کر محمد نظر اور ناصر علی کو دیا و بنگلی میں ملا عبد اللہ کو اور تبت خرد میں ملا قاسم کو مقرر کیا۔ تبت کلاں کو فتح کرکے ملا حسن کو یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ ۹۵۶ھ ۱۵۴۹ء میں قلعہ دیبل پر متوجہ ہوا۔ آدم گکھر آنکر مرزا سے ملا دولت چک برادر زادہ ملک کاجی چک کے گناہ معاف کرنے کی اوسنے درخواست مرزا سے کی اوسنے قبول کی۔ مرزا

کہ کمال کوکہ نے تلوار سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر مرزا کے جسم پر سوای تیر کے زخم کے کوئی اور زخم نہ تہا۔ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مرا پڑا ہے۔ خواجہ حاجی نے اسے جاکر دیکہا تو وہ مرزا حیدر تہا۔ کچہہ رمق باقی تہی کہ اوسنے آنکہیں کہول کر جان آفرین جان شیرین سپرد کی۔ آخر کو مغل اندر کوٹ میں گئے۔ کشمیریوں نے مرزا کی نعش دفن کی اور مغلونکو جا گہیرا وہ تین روز تک لڑتے رہے چوتھے روز محمد رومی نے توپوں میں پیسے بہر کر اُن کو مارنے شروع کئے جس سے مغل ہلاک ہونے شروع ہوئے۔ آخر کو مرزا حیدر کی بیوی خانم نے اور اوسکی بہن خانجی نے مغلوں سے کہا کہ جب مرزا حیدر مر گیا تو اب لڑنے سے کیا فائدہ کشمیریوں سے صلح کرنی بہتر ہے۔ امیر خاں معمار کی معرفت کشمیریوں و مغلوں میں صلح ہوگئی اور عہد و سوگند ہوگئی کہ مغلوں کو کوئی آزار نہیں پہنچا ئینگے۔ مرزا حیدر کی مدت حکومت دس سال تہی۔

تیسری دفعہ نازک شاہ کا بادشاہ ہونا

کشمیر کے دروازے کہلے تو مرزا حیدر کے توشکخانہ میں کشمیری گئے اور اونکے نفائس امتعہ لوٹ لیں۔ مرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لے آئے اور ولایت کشمیر کو اسطرح تقسیم کر لیا کہ پرگنہ دیو دولت چک کے حصہ میں پرگنہ دہنج غازی خاں چک کے حصہ میں اور پرگنہ کمراج یوسف چک و بہرام چک کے حصہ میں آیا اور ایک لاکہہ خروار شالی خواجہ حاجی وکیل مرزا کے مقرر ہوئے۔ تمام امرائے کشمیری کو خصوصاً عیدی زینا کو بالکل تسلط حاصل ہوا اوسنے نازک شاہ کو بادشاہ بنایا اور نمونہ کے طور پر رکہا +

۹۵۹ھ ۱۵۵۲ میں اس تقسیم کے بعد کشمیری امرا میں آپس میں فساد اس سبب سے ہوا کہ ملک کی تقسیم غیر مساوی تہی کسی کو زیادہ ملا کسی کو کم کسی کو کچہہ نہ ملا۔ اس وقت یہ چار طائفے کشمیر میں اعتبار رکہتے تہے +

(۱) عیدی زینا مع اپنے طایفہ کے -

(۲) حسن بن ابدال قوم ماکری -

(۳) کبوریاں جنمیں بہرام و یوسف چک اپنی اپنی قوموں کے سردار تہے +

پہاڑوں میں بند ہوگئے۔ سید مرزا بھاگ کر قلعہ بھیر پل میں گیا اور اسی کے قریب نامدار مغل قتل ہوئے۔ محمد نظیر و مرزا قرا بہادر دستگیر ہوئے۔ بقیۃ السیف ہیج کی راہ سے بہرام کلہ میں آئے۔ مرزا حیدر اس خبر کو سنکر نہایت محزون ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگوں کے ٹکڑے کرکے رائج الوقت سکے بنائے جائیں۔ جہانگیر ماکری کو معتبر بنا کے حسن ماکری کی جاگیر اُسے دی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دیکر سپاہی بنایا۔ اوسکے بعد یہ خبر آئی کہ ملا عبد اللہ کشمیریونکی خبر سنکر مرزا حیدر کے پاس آتا تھا کہ اوسکو بارہ مولہ کے نزدیک کشمیریوں نے ہجوم کرکے مار ڈالا۔ خواجہ قاسم تبت میں مارا گیا اور محمد نظیر راجوری میں گرفتار ہوا۔ کشمیری جمعیت کرکے بہرام کلہ سے ہیرہ پور میں آگئے۔ مرزا حیدر ناچار اُسے لڑنے کے لئے قصد کیا۔ مرزا پاس کل ہزار آدمیوں کی جمعیت تھی جنمیں سات سو مغل تھے۔ وہ سری نگر کے قریب عیدگاہ کے میدان میں آیا۔ فتح چک جسکا باپ بہرام چک کو مغلوں نے مارا تھا وہ اپنے باپکے انتقام کے قصد سے اندر کوٹ میں آیا اور مرزا حیدر کی عمارات کو کہ باغ صفا میں تھیں جلا کر خاک سیاہ کیا۔ مرزا حیدر کو جب خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ میں ان عمارتوں کو کاشغر سے نہیں لایا ہوں بعنایت الٰہی پھر بنالونگا۔ اوسکے عوض میں خیر علی نے شاہ زین العابدین کی عمارات کو سوپور میں جلادیا۔ مرزا حیدر اوسکی اس حرکت سے خوش نہیں ہوا۔ اہل لشکر نے عیدی زینا اور نوروز چک کی عمارات کو سری نگر میں جلادیا۔ مرزا خانپور میں آیا۔ یہاں اس موضع میں ایک درخت بید ہے کہ اوسکے سایہ میں دوسو سوار کھڑے ہو سکتے ہیں اگر اوسکی ایک شاخ کو ہلا دو تو سارا درخت ہل جاتا ہے۔ مرزا نے غنیم پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا۔ اور مرزا عبد الرحمن اپنے برادر خرد کو اپنا ولیعہد کیا۔ اوسکے ساتھ شبخون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ رات کو ابر سیاہ اٹھا کہ جب خواجہ حاجی کے خیمے کے پاس پہنچے تو کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ یہ حاجی مرزا کا وکیل اور مادۂ فساد تھا۔ مرزا حیدر کا مورخ شاہ نظر بیان کرتا ہے کہ اسوقت میں نے تیر پھینکا تو مرزا حیدر کی آواز میرے کان میں یہ آئی کہ تو نے قباحت کی میں نے جانا کہ اس تاریکی میں ناگہانی تیر مرزا کے لگا۔ یہ بھی منقول ہے کہ کسی قصاب نے اوسکی ران میں تیر مارا۔ ایک روایت یہ

یوسف چک کو گھوڑے سے گرایا اور اوسکی گردن توڑ دی +

سنہ ۹۶۰ھ ۱۵۵۲ میں غازی خاں و دولت خاں میں عداوت ہوئی جسسے تمام کشمیر میں ایک شورش پیدا ہوئی حسین ماگری اور شمس زینا کہ ہندوستان میں تھے- اس سال میں غازی خاں سے مل گئے اور بہرام چک و یوسف چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آگئے - یہ اختلاف و نزاع ان میں دو مہینے رہا- آخر کو ایک دہقان نے فضولی یہ کی کہ وہ دولت چک پاس آیا اور اوسکے کان میں کہا کہ مجھے غازی چک نے تیرے پاس بھیجا ہے کہ یہ آدمی جو تو نے اپنے پاس جمع کر رکھے ہیں وہ سب تیرے دشمن جان ہیں اور ایسے ہی غازی خاں چک کے پاس جا کر کہا کہ تجھ سے دولت چک صلح چاہتا ہے کس واسطے تو اسسے لڑتا ہے پس ایسے مقامات گوش گزار کرنے سے دونوں میں صلح ہوگئی شمس زینا بھاگ کر ہندوستان کو چلا گیا- انہیں دنوں میں اہل تبت کلاں آ کر پرگنہ کھاور اور بابر کی گوسفندوں کو بھگا کر لے گئے یہ پرگنے حبیب خاں چک کی جاگیر میں تھے - اس حالت میں دولت چک اور سنکر چک و ابراہیم چک و حیدر چک لد غازی خاں و اعیان ایک انبوہ لشکر کے ساتھ لار کی راہ سے تبت کلاں کو بھیجے گئے- حبیب خاں چک اونکے ہمراہ تہا وہ اہل تبت کے تعاقب میں اسی راہ پر گیا کہ اونکی گوسفندیں گئی تہیں- اور ناگاہ قلعہ تبت پر پہونچ گیا اور لڑا - یہاں کے سرداروں کو قتل کیا- وہ سب بھاگ گئے حبیب خاں چک نے اپنے چھوٹے بھائی اُدلیس چک کو تبت کلاں میں منزل کرکے بلایا مگر اوسنے آنے میں غفلت کی باوجودیکہ حبیب خاں چک کے زخموں سے خون جاری تہا سوار ہوکر تبت کے قصر ہائے عالی میں آیا- اہل تبت اوسکے سامنے نہ ٹھیر سکے بے جنگ بھاگے - چالیس آدمی کہ سقف قصر سے چھپے ہوئے تہے پکڑے اونہوں نے بہت عاجزی کی کہ ہم کو نہ مارو اور ۵۰۰ گھوڑے و ۱۰۰۰ پارچہ پٹو و ۵۰ گاؤ قطاس و ۲۰۰ گوسفند و ۲۰۰ تولہ سونا لے لو مگر حبیب خاں چک نے اونکی باتوں پر ذرا خیال نہ کیا- سب کو دار پر کھینچا- یہاں سے سوار ہوکر دوسرے قلعہ میں آیا اور اوسکو خراب کیا- اہل تبت کلاں نے تین سو گھوڑے و پانسو پارچہ اور دو سو گوسفند و تیس گاؤ قطاس حبیب خاں پاس بھیجے

(۲۴) کامیاں حسین غازی خاں - کاجی چک و دولت چک بنی ابھی قوموں کے سردار تھے۔
چکوں کے امرانے بیٹیاں باہم بیاہیں جسکے سبب اونکی قوت زیادہ ہوگئی جسے عیدی زینا
سری نگر میں مغموم ہوا - اوسنے ایک دن بہرام چک و سید ابراہیم و سید یعقوب کو دعوت میں بلاکر گرفتار
اور محبوس کیا - یوسف چک کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو وہ تین سو سوار اور سات سو پیادے لیکر
دولت چک سے ملا جب عیدی زینا نے دیکھا کہ کشمیریوں کے ساتھ چک ہوئے ہیں تو اوس نے
مرزا قرا بہادر و مرزا عبد الرحمن وغیرہ مغلوں کو قید خانہ سے نکال کر اور ہر ایک کو گھوڑا اور
خلعت و خرچ دیا اور لڑنے کے لئے ارادہ کیا طرفین سے لڑائیاں ہوئیں مگر بابا خلیل عیدی
زینا پاس صلح کے لئے آیا اور اوسنے کہا کہ تونے کشمیریوں کا اعتبار نہ کیا مغلوں کا اعتبار کیا
اسطرح کی باتیں بنا کے صلح کرادی - مرزا حیدر کی بیوی خانم کاشغر گئی اور خانجی اوسکی
بہن کابل ۔ + اس واقعہ کے متعاقب یہ خبر آئی کہ کشمیر کی تسخیر کے لئے ہیبت خان
و سعید خان و شہباز خاں افغان نیازی آتے ہیں پرگنہ بانہال میں مقیم ہیں - عیدی زینا
و حسین ماگری و بہرام چک و دولت چک و یوسف چک باہم متفق ہوکر نیازیوں سے لڑنے
گئے طرفین نے خوب جنگ کی - ہیبت خان و سید خاں وغیرہ جنگ میں مارے گئے کشمیریوں نے
اونکے سر کاٹ کے سلیم شاہ افغان سور پاس بھیجدیے - اور سری نگر میں فتح و ظفر کے ساتھ
مراجعت کی - اب کشمیریوں میں آپس میں جوتی چلی - دو مہینے تک اینی فساد رہا جس میں
عیدی زینا مارا گیا - تازک شاہ سوا نام کے بادشاہی نہیں کہتا تھا - اوسکو اس نام سے بھی
معاف کرکے امرانے خود سری اختیار کی +

ذکر شاہی ابراہیم شاہ تیسری دفعہ

جب عیدی زینا اس جہان سے رواں ہوا تو دولت چک کو مہمات کا سارا اختیار ملا اوسنے
دیکھا کہ بادشاہ کا ہونا ناگزیر ہے اوسنے ابراہیم شاہ کو شاہی پر بٹھا کر بطور نمونہ کے
رکھا - اوسی وقت میں خواجہ وکیل مرزا حیدر ترک جنگل سے نکلا اور سلیم شاہ کے پاس
چلا گیا - انہیں دنوں میں شمس زینا و بہرام چک گرفتار ہوکر مقید ہوئے - دولت چکنے

بعض اور کشمیری بھی اس سے آکر ملینگے اس اثنا میں نصرت خاں چک فتح چک شلو سرماگری اس پاس بھاگکر غازی خاں پاس چلے گئے۔ اس سبب سے مرزا کے لشکر میں فتور پڑ گیا غازی خاں چک کشمیر سے نوردنکوٹ میں آیا اور پیادوں کو بھیجکر مرزا کے لشکر کو شکست دیدی۔ مرزا بھاگ گیا پانچ سو مغل قتل ہوئے اور سارے ہاتھی اوسکے دشمن کے ہاتھ آئے۔ جب حبیب شاہ کی شاہی پر پانچ سال گذرے تو اوسکو کونے میں بٹھایا اور غازی خاں نے خود علم فرمانروائی بلند کیا۔ اور غازی شاہ خطاب رکھا خطبہ و سکہ اپنے نام کا کیا۔

غازی شاہ کی حکومت کا ذکر

غازی شاہ کشمیریوں کی رسم کے موافق بادشاہ ہوا لیکن جذام سے اوسکی انگلیاں گل گئیں اور اوا متغیر ہو گئی ۹۶۸ھ ۱۵۶۱ء میں فتح خاں چک لوہ باگری اور اور کشمیری اسے متوہم ہوکر کوہستان میں چلے گئے اونکے تعاقب میں غازی خاں نے اپنے بھائی حسین خان کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ برف دن تھے مخالف ہلاک ہوئے جو زندہ رہے اونہوں نے حسین چک کے وسیلہ سے اپنے جرائم غازی خاں سے معاف کرائے۔ اور اونسے اونکو جاگیریں دیں ۹۷۰ھ ۱۵۶۲ء میں غازی خان اپنی سپاہ کو لیکر ناریل آیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کے ساتھ فتح خاں اور ناصر کتابی اور امرا کو تبت کلاں کی تسخیر کے لئے بھیجا جب یہ تبت سے پانچ کروہ پر پہونچے تو فتح چک احمد خاں کی اجازت بغیر تبت کے شہر میں آیا تبتی لڑنے پر راضی نہ ہوئے بہت پیشکش دینی قبول کی وہ وہاں سے چلا آیا۔ احمد خاں کے دل میں آیا کہ اگر میں فتح خان کی طرح تبت میں جاؤں گا تو کشمیری میری تعریف کرینگے۔ وہ پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لیکر چلا گیا تبتیوں نے جب احمد خاں کو جریدہ دیکھا تو لڑکر اُسے شکست دی۔ وہ بھاگ کر فتح خاں پاس آیا۔ وہ اوسکی طرف سے لڑکر مارا گیا۔ غازی خاں اس خبر کو سنکر بڑا غضب میں آیا۔ اور اپنے بیٹے سے ایسا اعراض کیا جو مناسب نہ تھا اسکی ایام دولت چار سال میں منقضی ہوگئے

شاہ حسین شاہ کی سلطنت

غازی خاں کا بھائی حسین شاہ تھا ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء میں غازی تبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے

سوا تہا کمال خاں گکھر سے موافقت کرکے اوسنے یہ چاہا کہ مرزا حیدر کی طرح کشمیر کو بہی تسخیر کروں راجوری میں اس پاس مغل بہی جمع ہوگئے اور اس پاس دولت چک کے روشنی چک شاعر اور عالم لوہر ماگری بہی آگئے

۹۶۵ھ میں شاہ ابو المعالی نے کشمیر پر حملہ کیا جب بارہ مولہ پر وہ آیا تو حیدر چک و فتح چک راہ کی حفاظت کرتے تھے موضع مادوکھی میں آ ئے شاہ ابو المعالی نے ایسی عدالت اختیار کی تہی کہ اوسکے سپاہیوں میں سے کسی نے رعایا پر کچہہ ظلم نہیں کیا ۔ موضع بارہ مولہ پر جو مادوکھی کے نزدیک ہی جب وہ پہنچا تو ایک بلندی پر فروکش ہوا ۔ غازی خان موضع گہور میں مقیم تہا ۔ وہاں سے اوسنے اپنے بہائی حسین خان کو پہلے لڑنے بہیجا کشمیریوں نے جو شاہ ابو المعالی کے ساتھہ تہی اوسکی اجازت بغیر حسین چک کی فوج پر حملہ کر کے اوسکو سرگرداں کیا ۔ غازی خاں چک اوسکی مدد کیا ۔ مردی اور مردانگی کرکے بہت سے کشمیریوں کو قتل کیا اور فتح حاصل کی ۔ شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھہ کر بے جنگ فرار ہوا ۔ غازی خاں نے سب مغل قیدیوں کو سوا حافظ مرزا کے سب کو مار ڈالا ۔ حافظ ہمایوں بادشاہ کے خوانندوں میں بڑا خوشخواں تہا ۔ پہر اوسنے نصرت خان کو قید سے نکال کر شہنشاہ اکبر پاس بہیجا ۔ نصرت خاں نے بیرام خاں سے توسل ڈہونڈا ۔

۹۶۶ھ ۱۵۵۸ء میں غازی خاں چک کے مزاج میں تغیر ہوا ۔ ظلم و تعدی کرنے لگا ۔ خلائق کو اس سے تنفر ہوا اس اثنا میں اوسنے سنا کہ اسکا بیٹا حیدر چک بعض امرا سے اتفاق کرکے یہ چاہتا ہے کہ کشمیر کی شاہی لے لے ۔ غازی خاں چک نے اپنے وکیل محمد جنید اور بہادر بہت کو طلب کرکے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اس کو نصیحت کرو کہ پہر وہ یہ خیال نہ کرے ۔ محمد جنید نے حیدر چک کو بلا کر گالیاں دیں اوسنے خنجر سے محمد جنید کا کام تمام کیا ۔ لوگوں نے حیدر چک کو گرفتار کر لیا ۔ اور غازی خاں کے حکم سے مار ڈالا ۔

۹۶۷ھ ۱۵۵۹ء میں ہندوستان سے مرزا قرا بہادر آیا اوسکے ساتھہ بہت سا لشکر اور نو ہاتھی تھے تین مہینے تک اوسنے جوالور میں اقامت کی ۔ کشمیریوں میں سے نصرت چک و فتح چک وغیرہ اور لکھنؤ میں بعض امرا اس سے آنکر ملے اس سے ایک مجمع کثیر اس پاس جمع ہوگیا اور وہ امیدوار تھا

سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۶۴ میں حسین شاہ نے یہ سمجھ کر کہ میرے معزولی کے لئے منصوبے بڑے کئے جاتے ہیں اپنے حریفوں کو احمد خاں پسر غازی خاں وغیرہ کو اندھا کیا اسکے غازی خاں پر ایسا صدمہ پہنچا کہ دل شکستہ ہوکر مرگیا +

سنہ ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ میں حسین شاہ سے لودی لوند نے کہا کہ مسعود نائک یہ کہتا ہے کہ حسین شاہ نے جب مجھے بیٹا بنایا ہے تو خزانہ میں سے حصہ دے! اس سبب سے حسین شاہ اوس سے ناراض ہوا اور اوسکو مقید کیا۔ لودی لوند صاحب اختیار ہوا۔ پھر اوسنے سزا رحزوار شاہی سرکاری کی خیانت کی معزول ہوا اور علی کوکہ اوسکی جگہ مقرر ہوا۔

سنہ ۹۷۶ھ ۱۵۶۸ میں قاضی حبیب کہ حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور کوہ ماراں کے نیچے زیارت قبور کے لئے گیا یوسف جو شیعی مذہب تھا۔ قاضی پر ایک تلوار ماری جس سے اوسکا سر زخمی ہوا دوسری شمشیر ماری تو قاضی نے اپنا ہاتھ سپر بنایا جسسے اونگلیاں زخمی ہوئیں قاضی کو یوسف زخمی کرکے بھاگ گیا حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ تھا یوسف کو پکڑوا کر قید کیا۔ علما سے فتوی لیا جنہوں نے فتوی دیا کہ ایسے آدمی کو سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ قاضی نے کہا کہ میں زندہ ہوں اس شخص کا مارنا جائز نہیں آخر کو اوسکو سنگسار کیا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں ایک جماعت کہ یوسف کی ہم مذہب و ہم اعتقاد تھی مثل مرزا مقیم و میر یعقوب برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کے پاس یہاں آئی تھی حسین شاہ نے ان ایلچیوں کی بڑی خاطرداری اور تواضع کی چندروز بعد مرزا مقیم نے کہ یوسف کا ہم مذہب تھا۔ ان مفتیوں کو بلایا۔ قاضی زین نے اوسسے کہا کہ تم نے فتوی میں غلطی کی مفتیوں نے کہا کہ ہم نے اوسکے مارنے کا فتوی علی الاطلاق نہیں دیا بلکہ یہ کہا ہے کہ سیاست کے واسطے ایسے آدمی کا مارنا روا ہے مگر مرزا مقیم نے ان مفتیوں کو قتل کرایا۔ اور اونکی لاشوں کے پاؤں میں رسی باندھ کر کوچہ و بازار میں تشہیر کی حسین چک نے اپنے بیٹے کو بادشاہ اکبر کی خدمت میں بھیجکر اپنی اطاعت کا اظہار کیا +

شہنشاہ اکبر نے مرزا محمد مقیم کو ان بیگناہ مقتولوں کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی کو قبول نہ کرکے واپس بھیج دیا حسین چک اس خبر کو سنکر اسہال دموی میں مبتلا ہوا۔

کشمیر سے نکلا اور موکد کہا ہیں اقامت کی جذام کے غلبہ سے آنکہیں کام کی نہیں ہیں خلق کے ساتھہ بدی کرنے لگا۔ بیگناہوں پر علت لگا کے جرمانے لینے لگا۔ اس سبب سے آدمی رنجیدہ ہو اور دو فریق ہوگئے ۔ ایک جماعت اوسکے بیٹے احمد خاں کی طرفدار ہوئے ۔ دوسرے اوس کے بہائی حسین چک کی۔ غازی خان نے ان باتون کو سنکر سری نگر میں مراجعت کی حسین خان چک پر وہ مہر و شفقت زیادہ کرتا تہا اوسکو اپنی جگہ بادشاہ مقرر کیا ۔ سیزدہ روز بعد اوسنے تمام اپنے قماش و اسبابکے دو حصے کئے ایک حصہ اپنے فرزندون کو دیا اور دوسرا بقالوں کو حوالہ کیا اور اونسے سہ چند قیمت طلب کی حسین چک پاس بقال فریادی آئے ۔ اوسنے غازی شاہ کو اس حرکت سے منع کیا جس سے غازی شاہ اوسسے خفا ہوگیا۔ اور اپنے بیٹے احمد خاں کو بادشاہ بنانا چاہا اور اپنی شاہی کے ترک سے پشیمان ہوا اور اپنے خاص آدمیوں کو اور مغلوں کو طلب کرکے جمعیت کی حسین چک بہی مقابلہ کو مستعد ہوا۔ اہالی شہر و قضاۃ نے درمیان میں پڑکر آتش فساد کو بجہایا۔ غازی خاں کو شہر سے زین پور میں لے گئے۔ پہر تین مہینے بعد سری نگر میں حسین چک نے استقلال کلی حاصل کیا۔ ولایت کشمیر کو امیروں میں تقسیم کردیا ۹۷۲ھ ۱۵۶۴ میں حسین چک نے اپنے بڑے بہائی شنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر میں دے کر بہیجا۔ پہر اوسکو یہ خبر لگی کہ وہ سرکشی پر آمادہ ہوا ہے اسواسطے اوسکی جاگیر محمد خاں ماکری کو مقرر کردی۔ احمد خان و فتح خاں چک کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا ۔ اونہوں نے جاکر فتح حاصل کی۔ بعد ازاں حسین شاہ چک کو معلوم ہوا کہ احمد خان و محمد خاں ماکری و نصرت خاں چک اوسکے قتل کا قصد کرتے ہیں اوس نے انکو گرفتار کرکے اوسکے سرغنوں کو اندہا کردیا +

۹۷۳ھ ۱۵۶۵ میں خان زماں وزیر اعظم کو لوگوں نے ترغیب دی کہ حسین شاہ شکار کو گیا ہی اوسکے گہر میں جاکر تمام اسباب و خزاین پر متصرف ہو جئے۔ اور اپنے تئیں بادشاہ بنائے مسعود نایک ملازم حسین شاہ کی سعی کوشش نے اونکی یہ تدبیر نہ چلنے دی لڑکر وزیر کے بیٹے کا سر کاٹ کے اوسکی سپاہ کو دکہایا جس سے وہ بہاگ گئی ۔ وزیر بہی گرفتار ہوکر مارا گیا مسعود نایک کو حسین شاہ نے بیٹا بنایا مبارز خاں کا خطاب دیا۔ اور پرگنہ بالکل جاگیر میں دیا +

پنجاب پاس گیا مگر ملاقات کے وقت حسین قلی تواضع متعارف کو عمل میں نہ لایا تو علی چک لاہور سے کشمیر میں پھر آیا علی شاہ نے اوسے مقید کیا پھر وہ قید سے نکل کر نوشہرہ میں آیا علی شاہ نے لشکر بھیجکر اوس کو دستگیر کیا +

سنہ ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ء میں علی شاہ نے کہتوار جسکو کشتواڑ بھی کہتے ہیں لشکر کشی کی اور وہاں کے حاکم کی بیٹی سے بیاہ کر کے مراجعت کی ان ایام میں ملا عشقی و قاضی صدرالدین - اکبر بادشاہ کے ایلچی آئے علی شاہ نے اپنی بھتیجی کو شاہزادہ سلیم سے بیاہنے کے لئے ان ایلچیوں کے ہمراہ کیا - اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا - انہی دنوں میں یوسف ولد علی شاہ نے محمد بہت کی سعایت سے ابراہیم خان ولد غازی خاں کو پدر کی رضا بغیر قتل کر ڈالا اور باپ کے خوف سے بھاگ کر محمد بہت کو ساتھ لے بارہ مولہ میں چلا گیا علی شاہ ان اوضاع سے آزردہ خاطر ہوا اور علاج اسکا کیا - لوگوں نے یوسف کے گناہ کے معاف کرنے کی درخواست کر کے اوسکو بلایا - اور محمد بہت کو کہ اس فتنہ کا باعث تھا قید کیا

سنہ ۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اور اکثر آدمی بھوک کے مر گئے - سنہ ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء میں علی شاہ گھوڑے پر سے گر کر مر گیا اور ۹ برس سلطنت کر گیا -

سلطنت یوسف شاہ

علی شاہ کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ تخت نشین ہوا اور علی شاہ کا بھائی (بھتیجے) ابدال خان کے خوف سے بھائی کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے ابدال چک پاس سید مبارک خاں و بابا خلیل کو بھیجا اور یہ پیغام اوسکو دیا کہ آکر بھائی کو دفن کرو اگر میری بادشاہی قبول ہو تو فبہا اور نہیں تم بادشاہ ہو میں تمھارا تابع ہونگا - جب ان دونوں نے یوسف کا یہ پیغام ابدال چک پاس پہنچایا تو اوسنے کہا کہ میں تمھارے کہنے سے جاتا ہوں اور خدمت کے لئے کمر باندھتا ہوں اگر مجھے کچھ مضرت پہنچے گی تو وبال میرا تمھاری گردن پر ہوگا - ابدال خاں کا دشمن سید مبارک تھا اوسنے ابدال سے کہا کہ تجھکو یوسف شاہ پاس جا کر قول و عہد لینا چاہئے اس اقرار پر مجلس برخاست ہوئی - اور سید مبارک نے یوسف شاہ پاس جا کر یہ کہا کہ ابدال خاں میرے کہنے سے نہیں آیا اول اوسکا علاج کرنا چاہئے اوسکے بعد علی شاہ کو دفن کرنا چاہئے یوسف شاہ سوار ہوا

اور بالکل کاربادشاہی سے معطل ہوا بہت سے اعیان سلطنت حسن چک کے بہائی علی خان کو سری
کی طرف سے لائے۔ جو وہ بیدرہ کو سو وہ دار السلطنت سے تہا کہ حسین شاہ کو سب ارکان سلطنت
چہوڑ کر اس پاس بہاگ گئے۔ شاہ نے مجبور ہوکر اپنے بہائی کو شاہی دی اور موافق رسم کے
سری نگر میں علی خان بادشاہ ہوا اور حسین شاہ زین پور مین چلا گیا۔ اور تین مہینے کے بعد لکھا
ہے ۹۷۱ھ ۱۵۶۹ میں مرگیا +

علی شاہ کی سلطنت

حسین شاہ کے مرنے کے بعد علی شاہ بادشاہ ہوا اور دولت جو حسین شاہ کا وکیل تہا وکیل
سلطنت مقرر ہوا۔ ان دنوں میں شاہ عارف درویش کہ اپنے تئیں شاہ طہماسپ کی دا...
بتاتا تہا لاہور سے کشمیر میں آیا علی شاہ چک اسکا ایسا معتقد ہوا کہ اپنی بیٹی اوس سے بیاہی
۔ شاہ صاحب نے اپنے تئیں مہدی آخر الزماں بنایا۔ فتح روز چک کا بیٹا علی چک اور غازی خان
کا بیٹا اوسکے بڑے چیلے ہوئے۔ اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ انہوں نے علی شاہ کو معزول
کرکے شاہ عارف کو بادشاہ بنانا چاہا جب اوسکی خبر علی شاہ کو ہوئی تو اوسنے رنجیدہ ہوکر دے
آزار ہوا۔ شاہ صاحب نے اپنی یہ کرامت مشہور کی کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتا۔ اکیلے دہیں
لاہور یا کسی اور ولایت میں چلا جاؤنگا۔ پہر وہ پنہان ہوگیا کہ جس سے لوگ اوسکی غیبت کا
اعتماد کریں تین روز کے بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفیاں ملاحوں کو دیکے کشتی میں بیٹھ کر
باہو مولہ میں وہ گیا ہے علی شاہ کے آدمی اوسے گرفتار کرکے لائے تلرو سے دوبارہ کوہ سلیمان
کو بہاگ گیا مگر پھر پکڑا گیا۔ علی شاہ نے اسکے اپنے بیٹی کی مہر کی ہزار اشرفیاں لیکر اوسکو اپنی
قلمرو سے نکال کر تبت بہیجدیا +

۹۷۸ھ ۱۵۷۱ میں علی چک پسر فتح روز چک نے علی شاہ سے کہا کہ دولت نے میری جاگیر میں خلل
ڈالا ہے اگر آپ اوسکو منع نہ کرینگے تو اپنے گہوڑے کے پیٹ کو چاک کرونگا۔ علی شاہ اس کنایہ کو
سمجھ گیا کہ گہوڑے کے پیٹ چاک کرنے سے مقصد علی شاہ کا پیٹ چاک کرنا ہے اس سبب سے وہ
غضب میں آیا اوسکو قید کیا اور ولایت کمراج میں بہیجدیا۔ وہ وہاں سے بہاگ کر حسین قلی خان حاکم

مع چار بھائیوں کے قید سے نکل آیا اور حبیب خاں سے موضع مذکور میں ملا اور سب متفق ہو کر بر ور دعلی راجہ تبت پاس گئے۔ وہاں سے کومک لیکر دو کشمیر میں آئے تو آپس میں اختلاف انمیں ہوا اور اونہوں نے کچھہ کام نہ کیا اور آپس سے جدا جدا ہو گئے یوسف و محمد خاں کے لشکر نے اونکو گرفتار کر لیا۔ اور اونکے ناک کان کاٹ ڈالے۔ لیکن حبیب خاں چک شہر میں چھپ گیا۔

۹۸۹ھ ۱۵۸۱ء میں جب اکبر بادشاہ لاہور سے آگرہ میں آیا تو اونسے مرزا طاہر اور محمد شاہ کو ایلچی بنا کے کشمیر بھیجا جب یہ ایلچی بارہ مولہ میں آئے یوسف شاہ نے استقبال کیا اور فرمان شاہی کو چوم کر سر پر رکھا تسلیمات بجالایا۔ اور اپنے بیٹے حیدر خاں و یعقوب خاں کو سفیروں کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ دونو بیٹے ایک سال کے بعد کشمیر میں چلے آئے +

۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء میں یوسف لار میں سیر کرنے گیا اوس کے سفر کے درمیان شمس چک قید خانہ سے بھاگ کر حیدر چک سے ملا جو کشتوار کو بھاگ گیا کشمیر کی سپاہ نے اونکا تعاقب کیا تو وہ اور آگے بھاگ گئے۔ یوسف شاہ سری نگر میں پھر آیا +

۹۹۱ھ ۱۵۸۴ء میں حیدر چک کشتوار میں واپس آیا اور لشکر جمع کر کے کشمیر پر حملہ آور ہوا سرحد پر یوسف شاہ نے خود اوسکو شکست دی +

۹۹۲ھ ۱۵۸۵ء میں یعقوب ولد یوسف شاہ اطاعت و اخلاص کے اظہار کے لئے بادشاہ اکبر کی خدمت میں گیا۔ بادشاہ اسوقت فتح پور سیکری سے لاہور میں آیا ہوا تھا۔ یعقوب نے اپنے باپ یوسف کو لکھا کہ بادشاہ کا ارادہ کشمیر میں آنے کا ہے۔ یوسف شاہ نے اوسکے استقبال کا ارادہ کیا۔ انہیں دنوں میں خبر آئی کہ حکیم گیلانی و بہاء الدین برسم ایلچی گری شہنشاہ اکبر کی طرف سے ٹھٹہ میں آئے ہیں یوسف شاہ ان پاس گیا اور خلعت شاہی پہنا اور مصمم ارادہ کیا کہ بادشاہ پاس جائے۔ اس اثناء میں بابا خلیل و بابا مہدی و شمس دولی نے متفق ہو کر کہا کہ اگر تم بادشاہ پاس جاؤ گے تو تجھکو وہ قتل کریگے یعقوب کو جو جلد لاہور سے کشمیر میں آگیا ہے بادشاہ بنا دینگے اس خوف سے اونے اپنی عزیمت میں تعویق کی۔ بادشاہ کے ایلچیوں کو رخصت کیا اکبر تو کشمیر کی تسخیر پر مستعد تھا اوسکو یہ بہانہ ہاتھہ آیا۔ شاہرخ مرزا و شاہ قلی خاں و راجہ بھگوانداس کو کشمیر کے لئے متعین کیا

ابدال پر چڑھ گیا اور ابدال خاں نے اوسکا مقابلہ کیا اور کشتہ ہوا۔ اور سید مبارک کا بیٹا جلال خاں
بھی مارا گیا۔ بعد ازاں علی شاہ کو بطریق شیعہ دفن کیا۔ دو تین مہینے کے بعد سید مبارک خاں و علی خاں
فتنہ پردازی کے لئے آپ بہت سے ہار گئے یوسف شاہ محمد ماگری کے ساتھ اتفاق کر کے اوسنے
لڑنے گیا۔ محمد ماگری ساٹھ آدمیوں کے ساتھ قتل ہو گیا۔ سید یوسف شاہ وامان طلب کر کے ہیرہ پور
میں آیا۔ اور مبارک خاں اوسے لڑنے آیا۔ یوسف شاہ اوسے لڑ نہ سکا موضع برتھال میں آیا۔
جو جنگل میں ہے۔ مبارک خاں یہاں بھی اوسے لڑنے آیا وہ بھاگ کر پہاڑوں میں چلا گیا۔ مبارک خاں
فتح و فیروزی کے ساتھ کشمیر میں آیا۔ اوسنے خان چک ولد نوروز چک کو کسی تقریب میں بلا کر
محبوس کیا۔ اس حرکت سے جماعت چک کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اونہوں نے اتفاق کر کے یوسف شاہ
کو پھر بادشاہ بنانا چاہا۔ پھر ان چکوں میں آپس میں رنج ہو گئی اونہوں نے لوہر چک کو بادشاہ بنانا
چاہا۔ مبارک خاں ان سازشوں سے ایسا رنج ہوا کہ اوسنے یوسف شاہ کو پھر تخت پر بٹھانا چاہا
مگر یوسف شاہ کشمیر سے بھاگ کر بادشاہ اکبر کی خدمت میں فریادی بن کر چلا گیا تھا۔ شہنشاہ اکبر
نے یوسف شاہ کی امداد کے لئے راجہ مان سنگھ اور سید یوسف خاں مشہدی کو ۹۸۶ھ میں فتح پور
سیکری سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اسوقت کشمیر میں لوہر چک بادشاہی کر رہا تھا۔ یوسف شاہ
نے اپنے بیٹے یعقوب کو پہلے بہت جلد کشمیر روانہ کیا تا کہ وہاں جا کر لوگوں کو اپنا طرفدار بنائے
اور لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے جب وہ خود سیالکوٹ میں آیا سید یوسف خاں مشہدی
و راجہ مان سنگھ کا وہ مقید نہیں رہا۔ راجوری میں جا کر اوسپر متصرف ہوا۔ لوہر چک نے یوسف
کشمیری کو یوسف شاہ سے لڑنے بھیجا مگر وہ یوسف شاہ سے جا کر مل گیا۔ یوسف شاہ اور گوہر چک
میں آپس بہت بڑی لڑائی ہوئی اور یوسف شاہ کو فتح ہوئی وہ سری نگر میں آیا اور لوہر چک کو پکڑ کر
مقید کیا۔ یوسف شاہ نے تخت پر بیٹھ کر اپنے ہوا خواہوں میں ملک کشمیر کو تقسیم کر دیا اور اپنے
حریف لوہر چک کو اندھا کیا +

بسنہ ۹۸۸ھ میں شمس چک و علی شیر چک۔ محمد سعادت بہت کو بغاوت کی بدگمانی کے سبب
یوسف شاہ نے مقید کیا۔ حبیب خاں چک خوف کے مارے بھنبر میں بھاگا اور یوسف ولد علی خاں چک

شجرہ شاہان کشمیر ۷۴۷ھ سے ۹۶۷ھ ۱۳۴۶ء سے ۱۵۵۹ء
(۱) شمس الدین
(۲) جمشید
(۳) علی شیر مخاطب علاء الدین
(۵) ہندال مخاطب قطب الدین
(۴) شیرامک مخاطب شہاب الدین
(۶) سکندر بت شکن
ہیبت
محمود
(۷) علی شاہ
(۸) شاہی خان مخاطب زین العابدین
ادہم
(۹) حیدر شاہ
بہرام
حسن
(۱۰) فتح
(۱۱) محمد شاہ
اسکندر
(۱۲) ابراہیم
(۱۳) نازک
(۱۵) اسمعیل
(۱۴) ابراہیم
(۱۶) حبیب
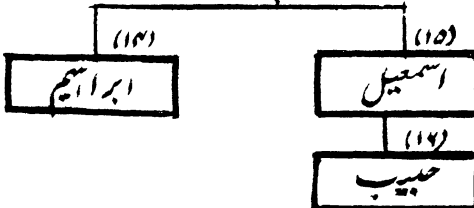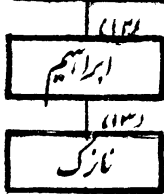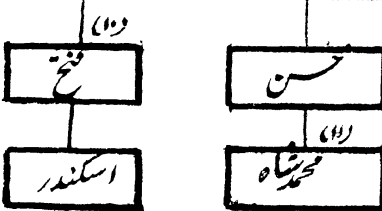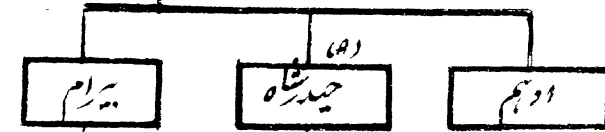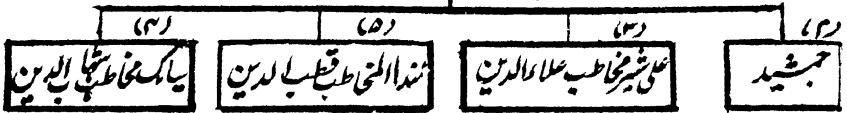
یوسف شاہ نے کشمیر سے آکر بارہ مولہ پر قیام کیا جب لشکر بادشاہی ہولیاس پاس آیا جو
سرحد کشمیر پر ہے تو سر راہ اوسکے روکے گئے پھر کچھہ دنوں بعد برف کا موسم آیا تو راہیں
مسدود ہوگئیں حرف صلح درمیان آیا۔ یوسف شاہ بیٹے کو اپنی جگہہ مقرر کرکے راجہ
بھگوانداس سے ملنے گیا اور ہر سال کے واسطے ایک خراج معین قبول کیا۔ اور صلح کرلی۔
امراء شاہی اوسکو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس لے گئے۔ بادشاہ کو یہ صلح پسند آئی محمد قاسم خاں
میر بحر کو دوسرے لشکر کے ساتھ ۹۹۵ھ میں بھیجا یعقوب شاہ نے جو بادشاہ تھا راہوں کو روکا
اور بادشاہ کے مقابلہ کے لئے گھات میں بیٹھا۔ سرداران کشمیر جنکو فتنے کا خیال تھا اونہوں نے
اصلا اطاعت نہیں کی۔ اس وقت یعقوب خاں سے برگشتہ ہوکر محمد قاسم خاں سے جا ملے
بعض نے سری نگر کے شہر میں علم مخالفت بلند کیا یعقوب شاہ نے گھر کے فساد کے مٹانے کو
اہم جانا واپس آیا۔ افواج اکبر شاہی کشمیر میں بالکل داخل ہوئی یعقوب شاہ کوہستان کو
بھاگا۔ محمد قاسم شہر سری نگر پر متصرف ہوا۔ پرگنات کشمیر پر عمال کو مقرر کیا یعقوب شاہ نے کچھہ مدت
کے بعد جمعیت بہم پہنچا کر محمد قاسم خاں سے لڑا۔ اگرچہ مغل بہت مارے گئے۔ مگر یعقوب خاں نے
ہزیمت پائی۔ اور کچھہ جمعیت کرکے سری نگر کو آیا۔ اس دفعہ محمد قاسم خاں لڑنہ سکا قلعہ ارک
میں آیا عرضداشت بھیج کر بادشاہ سے کمک طلب کی۔ بادشاہ نے سید یوسف خاں
مشہدی کو حاکم کشمیر مقرر کیا اور قاسم خاں کو بلالیا۔ جب یوسف خاں مشہدی کشمیر
میں پہنچا تو یعقوب شاہ نے محمد قاسم خاں کے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھایا اور کوہستان
میں بھاگ گیا۔ یوسف خاں مشہدی دو سال تک اوسکے پیچھے پڑا پھرا اور جس طرح
بن پڑا اوسکو دلاسا دیکر بادشاہ پاس بھیجا غرض پدر و پسر یوسف و یعقوب امراء
شاہی میں داخل ہوئے۔ اور محالات بہار میں جاگیر پائی۔ اس تاریخ سے کشمیر کی شاہی
بادشاہان دہلی سے متعلق ہوگئی اُس سے پہلے ایک ہزار سال تک کسی بادشاہ نے
خطہ کشمیر تسخیر نہیں کیا تھا +

گجرات کی قدرتی حدود

مغربی ہندوستان میں صوبہ گجرات ہے اوسکے دو حصے ہیں ایک حصہ جزیرہ نما ہے یعنے
تین طرف پانی سے گہرا ہوا ہے اور ایک طرف خشکی ہے - اور دوسرا حصہ ایسا ہے کہ جسکے
چاروں طرف خشکی ہے حصہ جزیرہ نما بحر عرب میں واقع ہے جو تقریبًا مقابل ساحل عمان
کے نیچے بلکران اور سندہ ہے - گجرات کے حصہ دوم کی حد جنوبی دریاء نربدا کو ہندو بتاتے
ہیں - اگرچہ گجراتی زبان جنوب میں دور دور دمن تک بولی جاتی ہے - ساحل نربدا سے شمال کی
طرف سلسلہ پہاڑ نکلا جاتا ہے جو بندھیاچل اور اراولی پہاڑوں کو ملاتا ہے وہ گجرات
کی مغربی و شمالی سرحد ہے اوس کو مالوہ اور میواڑ و مارواڑ سے وہ جدا کرتا ہے خلیج کچھ اور
نمک نے ارن اوسکی شمالی مغربی و مغربی سرحد ہے - بحر عرب و خلیج کھنبات کے پاس اوسکے جنوب
مغربی حد کو دھوتے ہیں گجرات پر ہمیشہ حملے شمال مغرب سے ہوتے رہے ہیں جہاں جنگل اور
پاے کوہ آبو کے درمیان ایک ریگستان ہے - یہ سمت اوسکی ضعیف ہے -

کوہستان جو گجرات کو شمال و مشرق کی طرف محدود کرتے ہیں اونکی بہت شاخیں دیس
کے ان حصوں میں پھیلتی ہیں جو اونکے نزدیک ہیں وہ نشیب و فراز و ناہمواری کے سبب سے دشوار گذار
ہیں - کوہستان کے کھندانے اور وادی جو اونکے اندر ہیں وہ جنگل سے گہرے ہوئے ہیں - ان
درختستانوں کے تاریک سایہ میں کئی دریا نکلتے ہیں جنکے اونچے کناروں کے ہمسایہ میں لمبے اور
عمیق کھندانے اور پیچدار غار اور پہاڑ ہیں اور اونمیں درختستان ایسے ہیں کہ جنمیں گذارا
نہیں ہو سکتا - جب یہ دریا پہاڑوں سے اوتر کر اور درختستانوں سے گذر کر میدان میں آتے
ہیں وہ چوڑے ہو جاتے ہیں اور اونکی وحشت کم ہو جاتی ہے وہ ان تین دریاؤں میں
ملجاتے ہیں سابھرمتی - ماہی - نربدا - اور آخر ان سب دریاؤں کا پانی خلیج کھمبات میں
پہنچ جاتا ہے - گجرات کا تقریبًا کل حصہ جنوب مغربی رن کچھ سے دریاء نربدا کے کناروں
تلک اور جزیرہ نما حصہ سے الگ ہے اور شمالی و مشرقی ساحل خلیج کہمبایت کے درمیان نشیب میں

خاندان چک کا شجرہ
۹۶۶ھ سے ۹۹۵ھ
۱۵۵۹ ۱۵۸۶
(۱) غازی خان
(۲) حسین
سکندر
احمد
احمد یاراں
ابدال
(۳) علی
(۴) یوسف
احمد
ابراہیم
(۵) یعقوب
حیدر
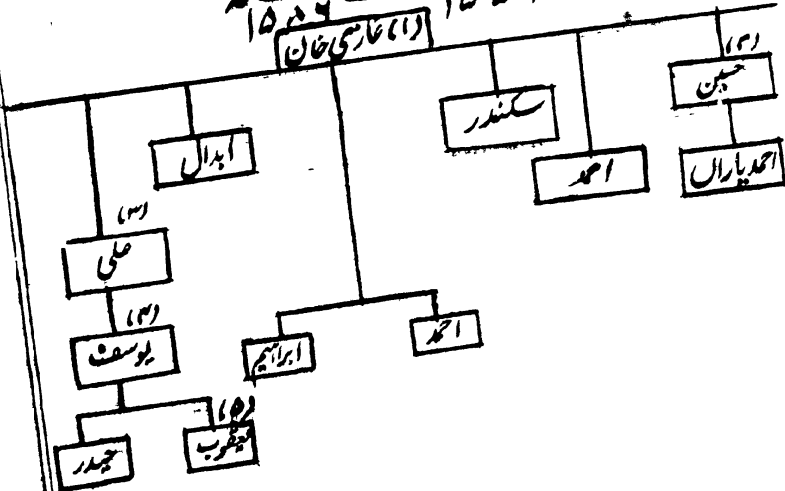
گجرات کی تاریخ ہندؤنکے زمانہ کی

سنسکرت میں گو کوئی کتاب تاریخ کے طرز پر ملک گجرات کے باب میں دستیاب ہوتی ہو مگر
پھر بھی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اونسے آئین و قوانین - رسم و رواج - راجاؤں کے نام اور
انکے زمانے صحیح صحیح معلوم ہوتے ہیں گو اونکے فرمان روایوں کی ستایش میں دفتر کے دفتر
سیاہ ہوئے ہوں اور اونکے برے کاموں پر کالا پردہ ڈالا ہو - ہندی ناموں میں سب سے بہتر
رتن مالا ہے جیسے کوئی دودھ سے ملائی اور گھی کو نکال کر مٹھا کو الگ کر دیتا ہے اور ایکھ میں سے
رس کو چوس کر پھوک کو پھینک دیتا ہے - خاک سے سونے کو نکال کر خاک کو خاک میں ملا دیتا ہے اور
اناج کو نکال کر بھوسہ کو علیحدہ کر دیتا ہے - اور تلوں سے تیل نکال لیتا ہے - ایسے ہی مصنف نے
تمام پہلی کتابوں کو مطالعہ کیا اور مضامین کو اخذ کرکے اپنی کتاب میں لکھا - جیسے فرمانرواؤں
کی مصنف نے قدرشناسی کرکے مدح وثنا میں زبان کھولی ہے ایسے ہی اپنی تعریف میں بھی یہ
بہت لگایا ہے کہ جیسے سمندر کی جاترا کرنے سے ساری جاترائیں ہو جاتی ہیں - امبر (دیوتا
امرت پھل) کھانے سے کسی اور خوراک کی ضرورت نہیں رہتی - سنگ پارس کے پاس ہونے
ساری دولت بس میں آ جاتی ہے ایسی رتن مالا کے پڑھنے سے ساری کتابیں مطالعہ میں
آ جاتی ہیں اگر آدمی کی آگاہی بے انتہا ہو لیکن اونسے رتن مالا نہ پڑھی ہو تو وہ ایسا ہی ہے
جیسے سنگ مرمر کا حوض جسمیں پانی نہ ہو - یا بڑا مندر ہو جسمیں مینار نہ ہو مگر افسوس یہ کہ اس
رتن مالا میں ایک سو اسی انمول رتن تھے جنمیں سے آٹھ باقی ہیں اس کا مصنف بہت بڑا
قدرشناس ہے - وہ گجرات کے سولنکھی فرمانرواؤں کی بڑی تعریف کرتا ہے - اور کتابیں
ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ملک گجرات میں جین اور برہمن کے مذہب رواج تھے وہ ایک دوسرے
کے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ اونکے درمیان جنگ و پیکار رہتی تھی - ایک
دوسرے کے عبادت خانوں کو مسمار کرتے تھے جنکے کھنڈر ابتک موجود ہیں - ابتدا میں
جین مت کا ستارہ چمکا اور آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا - گجرات کی دار السلطنت پہلی پٹن کو ملی جو نے

میل پھیل کر نہایت سرسبز و شاداب ہتا ہے خاص کر وہ حصہ کہ سابھرمتی اور ماہی کے درمیان واقع ہے۔ وہ عمدہ آموں و میوہ دار درختوں کے جھنڈوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ ان کے تیوں کا بڑا شوخ رنگ ہوتا ہے۔ کوہستانی اضلاع ۔جہاں کھیتی ہوتی ہے وہ نہایت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں یہاں کاشتکاری بڑی احتیاط سے ہوتی ہے اور فصلیں خوب ہوتی ہیں۔ آب اور اور درختوں کی بڑی کثرت ہی سطح زمین کھیت لہلہاتے ہوئے اور پہاڑوں پر درخت برابر بڑی خوشنما بہار دکھاتے ہیں +

چھوٹے رن کچھ کی انتہا سے جنوب مشرقی سمت میں ہمیں ایک بڑا تال آب شور کا شروع ہوتا ہے وہ خلیج کھنبائت کی سری طرف پھیلتا ہے اور وہ حد فاصل گجرات خاص اور جزیرہ نما سورٹھ یعنے کاٹھی وار کے درمیان ہوتا ہے۔ غالباً پہلے زمانہ میں تھا ایک جزیرہ تھا خلیج کھنبائت کے مغربی کنارہ پر بھون نگر سے چند میل فاصلہ پر ایک سلسلہ پہاڑیوں کا ہی جو ہموار ملک میں کرشل ساکن تالات کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ مجموعہ جزیرہ وںکا امواج پر تیر رہا ہی انکی چوٹی پر جو موضع جیارد کی کے قریب ہے ایسا تماشا دکھائی دیتا ہی کہ ہندوستان کم تر مقاموں میں نظر آتا ہے مقامات اسکے مقامات تواریخ اور افسانے طرح طرح کے سامنے لاتے ہیں +

نقشہ میں ان مقامات کو خوب دیکھ لو جنکا ذکر تاریخ میں آئے گا۔ بھون نگر۔ بندرگاہ گوگو چھوٹا سا جزیرہ بیرم ۔ولیہ جس میں بالفعل ایک راجپوت گوہل رئیس ہے وہ قدیمی شہر ولبھی پور کی یاد دلاتا ہے سیہور۔ پالی تانا تہا یہاں جین مت کے بڑے عبادت خانے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تہا کہ ہندوستان کے طول عرض میں سندھ سے لیکر گنگا تک اور ہمالیہ کی برفی چوٹیوں کے ملک سے کنواری رودراس تک جو اوس کی دولہن ہو گی کوئی شہر ایسا نہ تھا جو کبھی نہ کبھی اوس کی عمارات کی جو پالی ٹانا کے پہاڑی پر تاج داری کر رہی ہے اپنی دولت سے مدد نہ کرتا ہو +

بنیاد کی دیوار میں ساڑھے چار فیٹ آثار کی مٹی اور پکی اینٹوں کی بنی ہوئی نظر آتی ہیں
خندق کی صورت کان کی سی ہے اور وہ ایسی گہری ہیں کہ پانی نکل آیا ہے - غرض یہ
ہے تین چار میل تک جا بجا اینٹوں کی دیواریں موجود ہیں اینٹ کا ۱۶ انچ کا طول اور
۱۰ انچ کا عرض اور تین انچ کی موٹائی ہے -

کرنیل ٹوڈ کی تحقیقات یہ ہے کہ مملکت کوشل میں اجودھیا راجہ رامچندر کی راجدہانی تہی
یہاں سے سورج بنسی راجاؤں میں سے ایک راجہ نے ترک وطن کیا - اور دیہات میں چلا گیا - یہ
ایک مشہور جگہ ہے جہاں پانڈو کے بیٹے جلا وطنی میں آنکر ٹھیرے تھے - اور وہ اس جگہ تھا
جہاں اب شہر مونگا ہے - اوسنے پرمار راجہ سے سلطنت کو چھین لیا اور رونگر کو آباد کیا - چار
صدی کے بعد اوسکی اولاد میں سے دیجانے ویجاپور اور دربا آباد کئے دربا کو سیہور کہتے
ہیں اور اسی بنس نے مشہور شہر ولبھی پور اور گجنی کو قریب کھنبات کے آباد کیا ولبھی پور کے
ساتھہ گجنی بھی برباد ہوگئی - ایک اور جگہ کرنیل ٹوڈ صاحب لکھتا ہے کہ سوراسٹر میں کنکسین
چلا گیا اوسنے وہاں سکونت اختیار کی جہاں اب شہر دھانک ہی جسکو پرانے زمانہ میں مونگی
پٹن کہتے تہے - اوسنے ملک کھیتر فتح کر لیا (جسکو اب بھال کہتے ہیں) اوسکے بنس نے اپنا
نام بال جیوت رکھا جب ولبھی پور غارت ہوا تو کچھہ باشندے اوسکے پٹن میں چلے گئے
جینیوں کا شہر سرحد میواڑ اور مارواڑ پر ہے - اور اور باشندے سندیرا اور نڈول پٹن
میں چلے گئے +

جین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۳۷۵ (سنہ ۳۱۹ء) میں ولبھی پور غارت ہوا اور
اور شری مہاتما سمت ۳۷۲ (سنہ ۳۱۶ء) میں بتاتے ہیں کہ شیلا دیتا نے پہاڑوں پر
معبدوں کو پھر قایم کیا - یہاں کے اٹھارہ فرمانروایوں کے نام پتروں اور کتابوں سے معلوم
ہوتے ہیں جنمیں والڑو کے نام کے ساتھہ سیناپت لکھا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوجین
کے برمار فرمان دہوں کے ماتحت تہے اور باقی ناموں کے ساتھہ مہاراجہ کا لفظ لکھا ہوا ہے
بعض کے نام کے ساتھہ شری بھٹ ٹارک یعنی مشہور جنگ آزما تحریر ہے - اکثر انمیں شو کی

برباد کر دیا۔ اب یہ کچھ معلوم نہیں کہ کون تھے۔ انگریزی مورخوں میں کوئی اپنے قیاس سے
اہل ستھیا کو کوئی اہل باختر کو کوئی اہل ایران کو بتاتا ہے +

ولبھی پور کی تباہی کے باب میں جین کی کہانیوں سے برہمنوں کی زبانی روایات مختلف ہیں وہ
پیرایہ تاریخ سے بالکل معرا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈھنڈلی مل ایک یا صنت گرو تھا ایک چیلہ کو ساتھ
لیکر ولبھی پور میں آیا اور یہاں شہر کے پاس اپنا استھان بنایا۔ چیلا شہر میں بھیک مانگنے گیا
مگر کسی نے اوسکو کچھ نہ دیا تو وہ جنگل میں گیا لکڑیاں کاٹیں اور انکو شہر میں لیجا کر بیچا۔ اوسکی
قیمت سے آٹا خریدا اب کوئی اسکی روٹی نہ پکاتا تھا آخر کو ایک کمہاری نے اوسکی روٹی پکائی۔
چند روز تک وہ یہی کرتا رہا۔ اوسکے سر کے بال اس بوجھ کے اوٹھانے سے اوڑنے شروع ہوئے
گرو نے چیلے سے پوچھا کہ تیرے سر کے بال کیوں اوڑ گئے۔ اوسنے کہا کہ جناب اس شہر میں کوئی
خیرات نہیں دیتا اسلئے میں مجبور لکڑیاں کاٹتا ہوں اور بیچتا ہوں اور کمہاری سے روٹی
پکواتا ہوں۔ اس بوجھ اوٹھانے کے سبب سے سر کے بال اوڑ گئے ہیں۔ گرو نے کہا کہ میں خود
بھیک مانگنے جاؤنگا وہ شہر میں گیا کسی نے اوسکو سوا اس کمہار کے کچھ نہیں دیا۔ تو وہ بہت
کرودھ (غصہ) میں آیا۔ اور کمہار سے کہلا بھیجا کہ تو اپنا کنبا لیکر شہر سے باہر چلا جا۔ اسی دن
یہ شہر غارت ہوگا۔ کمہار ولبھی پور سے اپنے جورو اور بیٹے سمیت باہر چلا گیا۔ گرو نے کمہاری
سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ تو شہر کی طرف کبھی نہ دیکھنا۔ مگر جب وہ شہر بھوں نگر کے قریب پہونچی
تو اوسنے مڑکر ولبھی پور کی طرف دیکھا تو وہ فوراً پتھر کی مورت ہوگئی۔ ابتک اوسکی پوجا ہوتی ہے
اوسکا نام رووا پوری ماتا رکھا گیا ہے۔ پھر گرو نے ایک مٹی کا برتن لیا اور اوسکو اوندھا
کرکے رکھا اور کہا شہر اسطرح اولٹا ہوجائے اور اوسکی دولت مٹی ہوجائے اس وقت
ولبھی پور غارت ہوگیا۔

زمانہ حال میں قصبہ ولبھی کے گرد شمال اور مغرب میں ببول کے درختوں کا ایک جنگل ہے
اس میں سب طرف سڑکیں بنی ہوئی ہیں اوسکے اندر ولبھی پور کے کھنڈروں کا بڑا
حصہ نظر آتا ہے اس جنگل میں بہت جگہہ کھود کر عمارتوں کے لئے مصالح نکالا گیا ہے وہاں

ان موتیوں کی وہ لڑی بنا تے ہے جنکو شاعروں کی ذہانت نے بیندھا ہے +
سمت ۵۲۶ (سنہ ۴۶۹ع) میں کلی آن (قنوج) میں راجہ بھوور سولا نکھی راج کرتا ہے۔ ہمیشہ اسکے
گرد سولہ سپہ سالار رہتے ہیں۔ وہ راجہ کے دولت خواہ نیک خواہ ہیں۔ ان سب میں میر امیر الامرا
ہے وہ باہر کسی خدمت پر نہیں بھیجا جاسکتا۔ اور باقی اور سپہ سالار دشاؤں پورب پچھم اُتر
دکھن میں بھیجے جاتے ہیں۔ گرد نواح کے راجوں میں صرف گجرات اوسکے ہاتھ سے بچا ہوا تھا۔
یہاں راج چورہنس کا تھا۔ پنچاسورا اوسکی راجدھانی تھی۔ اوسکا نام جے شنکر تھا۔ اوسکی بیوی
روپ سندری تھی جسکا سگا بھائی سورپال اسکا منتری اور مدار المہام تھا۔ وہ قوی حسین
زیرک تھا۔ سپاہ و خزانہ اُس پاس بہت تھا۔ راجہ بھوورکو اوسکے سرداروں نے دانستہ گجرات کے
راج سے مطلع نہیں کیا تھا۔ یہ راجہ جانتا تھا کہ ساری دنیا میرے راج میں ہے۔ وہ علم کا
قدر شناس ایسا تھا کہ اس پاس ارباب کمال اور صاحب علم و ہنر چاروں طرف سے ایسے دوڑے
آتے تھے جیسے کہ برسات کا پانی سمندر میں دوڑا جاتا ہے اسکے دربار میں کام راج بڑا شاعر
نغز گفتار تھا۔ ایک دن راجہ ایک باغ میں بیٹھا تھا اور راجہ کرن ویبھدا اور سارے امیر وزیر
و عالم فاضل شاعر یہ سب اسکے گرد موجود تھے کہ ایک اجنبی شاعر نے آنکر اوسکی مدح میں نظم پیش کی
اوسکی شاعری سے راجہ بڑا خوش ہوا اور اپنے دربار کے شاعروں پر فرمایش کی کہ اس کی
نظم کے جواب نظم میں لکھیں مگر کوئی نہ لکھہ سکا۔ پھر شاعر سے راجہ نے اسکا حال پوچھا تو شاعر
نے جواب دیا کہ میرا نام شنکر ہے میں گجرات سے آیا ہوں جو دنیا میں سب سے زیادہ سرسبز شاداب
و دولت مند ملک ہے۔ پنچاسورا اوسکی راجدھانی ہے جسکے باشندے اس عیش و آرام سے
رہتے ہیں کہ فردوس کی پروا نہیں کرتے جے شنکر راجہ چورا ہنس کا راج کرتا ہے۔ اُس کی
مہارانی روپ سندری ہی جسکا بھائی سورپال راجہ کا منتری ہے۔ جے شنکر و سورپال دونو ملکر
اکاش کے راجہ کے ٹکڑے اڑا سکتے ہیں مگر اونکو اسکی حاجت نہیں ہے اسلیئے کہ گجرات
ان پاس ہے جو سارے عالم کی اصل ہے۔ راجہ نے شاعر سے گجرات کا حال سنکر موچھوں کو تاؤ دیا
راجہ بھوور راج اس جلسہ سے خوش نہ ہوا۔ اُٹھکر اپنے محل میں گیا۔ شام کو سب سامان جنگ کی تیاری کا

پیروی کرنے والے ہیں جینیوں نے جو ہندوستان کا حال یہ لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ
۶۲۷ سے ۶۴۵ء میں ٹھیک ہی کے راج میں ہندوستان میں بڑی بلائیں نازل ہو رہی تھیں راجہ
شیلادیتا نے جنگ عظیم کی اس زمانہ میں جو چینی سیاح بدھ مت کا پروہت ہائی یوا ین
تھانگ ہندوستان میں آیا تھا وہ یہ لکھتا ہے کہ ملک ولبھی پور کا احاطہ چھہ ہزار لیگ سے زائد
ہوتا ہے اِس ملک کی دارالسلطنت کا محیط تیس لیگ کے قریب ہے (لیگ ۳ میل کا) اس ملک میں
آفتاب وہی جنیریاں ور ویسی گرمی سردی گرمی پیدا کرتا ہے جیساکہ ملک مالوہ میں اور یہاں کے
باشندوں کے اوضاع واطوار صورت شکل اخلاق بھی اہل مالوہ کے متماثل ہیں باشندوں
کی کثرت ہی۔ مالدار خاندان بہت ہیں سو گھروں سے زیادہ کروڑپتی ہونگے۔ دور دور کے ملکوں
کی دولت یہاں جمع ہونے کے لئے آتی ہے۔ یہاں سو سے زائد کلیسا (بدھوں کے صومعہ) ہیں
چھہ ہزار سے زیادہ بدھ ہونگے واعظ ہیں جو مقدس کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں کئی سو معابد
دیوتاؤں کے ہیں۔ اہل بدعت یہاں بہت ہیں جب آدمیوں کی دنیا میں بدھ تھا تو اکثر وہ اِس
ملک میں آیا کرتا تھا جن درختوں کے نیچے وہ آکر بیٹھا کرتا تھا۔ اونکے پاس راجہ اشوکا نے مینار
بنوائے ہیں کہ جنسے بدھ کی نشست کی جگہہ پہچانی جائے۔ یہاں چھتری راج کرتے ہیں ملک
مالوہ کے راجہ شیل دیتا کا بھتیجا پہلے یہاں راج کرتا تھا اب قنوج کے مہاراجہ شیل دیتا کا داماد
راج کرتا ہے اسکا نام ڈرو وبھٹ ہے یہ ولبھی بنس کا گیارہواں راجہ تھا اس بنس کا آخری
راجہ شیل دیتا چہارم تھا جسکے عہد میں یہ دارالسلطنت تباہ و خاک سیاہ ہوا۔

جےشکر چورہ مہاراجہ پنچاسورہ

ولبھی پور سے پنچاسورا میں قریب رن کچھہ کے شری نل سوری اور بڑے آدمی بھاگ کر
گئے۔ اب یہاں ہم رتن مالا مصنفہ کرشنا جی برہمن سے جسکا اوپر ذکر ہوا نقل کرتے ہیں +
وہ لکھتا ہے کہ سولانکھی بنس بڑا نامور ہے وہ دیوتاؤں کا بنس ہے سدھ راج اسکی
روشنی ہے۔ وہ اپنے مریدوں کا مددگار ہے۔ بہادروں کے حال بیاں کرنے میں وہ خود سرستی
(بلاغت کی دیوی) ہے۔ پہلے شاعروں نے تصنیف کی راہ کو ہموار کیا ہے اوسپر چلنے والا بھی ہے

مگر سب نے با الاتفاق کہا کہ ہم راجپوت ہیں ایسے عالی خاندان ہیں کہ مرنے کو موجود ہیں کون ایسا
ہوگا کہ ضرورت کے وقت میں بھاگ کر یہ بے غیرتی اپنی کریگا کہ اوسکے گوشت کے کھانے سے
کوے بھی نفرت کرینگے اور ایک ایک روز دن وہ جہنم میں رہے گا۔ محاصرہ پر باون دن گذر گئے
تو یہ تجویز ہوئی کہ سوریال کو رشوت دیکر کام نکالا جائے کسی درخت کے دودہ سے ایک خط
لکھہ کر اوس پاس بھیجا گیا جسپر اوسنے زعفران ڈال کر پڑہ لیا۔ راجہ بھوک کی بات کو سوریال نے
مانا نہیں اور اوسکو لکھا کہ میں اور جے شکر ایسے آپس میں متحد ہیں کہ وہ استے کبھی جدا نہیں
ہوسکتے جیسے کہ دودہ و پانی ملکر پہر علیحدہ نہیں ہوسکتے۔ میں اشراف زادہ ہوں۔ بھلا یہہ
دغا کا کام مجھہ سے کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر تینوں لوک کا راج دیا جا تو اوسکو کوئی اشراف نہیں
قبول کریگا کوئی نطفہ حرام اسے منظور کریگا۔

جے شکر کے لشکر میں رات کو مہابھارت کے اشلوک پڑہے گئے بھیم کی مہات کے بیان نے
سپاہ کو جنگ پر مستعل کیا۔ انکو لڑائی کے شوق میں رات کا کاٹنا مشکل ہوگیا۔ صبح کو دونو
سپاہیں آپسمیں ایسی ٹکرائیں جیسی کہ گھٹا کے بادل اونکے ہتیار ایسے چمکتے تھے جیسے کہ بجلی
اونکے چلنے سے زمین ایسی گونجتی تہی جیسے کہ بادل گرجتے ہیں۔ جنگلی باجے نامرد و نکو
مرد بنا رہے تہے۔ اور تیروں اور غلولوں کا موسلادہار مینہ برس رہا تھا۔ تیر و برچھی و ترسول
سے لڑتے تھے۔ ہاتھی ہاتھیوں پر اور گھوڑے گھوڑوں پر۔ اور رتھ بان رتھہ بانوں پر۔
کچلکچا کے ملتے تھے۔ خون کے دریا میں مردے بہتے تھے۔ جتنا جنگ کا غل شور بڑہتا تہا
اوتنے ہی بہادر ہنستے تہے سپاہ کے کار فرما کم شوقینوں کی ہمت بند ہواتے تہے بہادروں
کو شاباش دیتے تھے۔ اور جے جے پکارتے تھے اور کہتے تہے کہ اب ہم پہر آپسمیں نہیں ملینگے
اس دنیا میں شہرت حاصل کر داور اوسکے ساتھہ بہشت بھی لو۔ دیوتا دل اور آدمیوں سے
اپنی تعظیم دنیا و عقبے میں کراؤ۔ غرض انجام لڑائی کا یہ ہوا کہ راجہ بھوراج قلعہ کے اندر
گھس گیا +

جے شکر نے دیکھا کہ اب میری سپاہ میں بہادر بہت کم رہ گئے ہیں اب فتح کی کوئی امید باقی نہیں

حکم دیا جب سپاہ وسامان سپاہ مہیا ہوگیا تو وہ جے شنکر پر حملہ کرنے کو گیا - اس اثنا میں شنکر شاعر نے بھی اپنے راجہ جے شنکر کو جاکر اطلاع دیدی تھی کہ راجہ بھوورراج اوسپر حملہ کرنے کو ہے +

راجہ بھوزر کی سپاہ آگے بڑھی چلی جاتی تھی سوار اور ہاتھی اس میں بہت تھے - چار ہزار جنگی رتھ تھے اسقدر سپاہ تھی کہ جہاں وہ گذرتی تھی تو تر زمین خشک ہوجاتی تھی اور خشک زمین تر ہوجاتی تھی وہ لوٹتی مارتی پنچاسور سے جہہ میل پر پہنچی - یہاں سے سارے ملک کو لوٹنا اور عورتوں اور مردوں کو قید کرنا شروع کیا - میر کو سر لشکر مقرر کیا +

جب جے شنکر نے یہ حال سُنا تو وہ سر سے پاؤں تک غصہ کے مارے جل اوٹھا - اوس نے میر کو ایک خط بہیجا جسمین لکھا کہ غریبوں پر ظلم کرنا جواں مردوں کا کام نہیں ہے تیرا حال کتے کا سا ہے کہ جو شخص اوسکو پتھر مارتا ہے تو وہ پتھر کو بجائے پتھر مارنے والے کے کاٹتا ہے -

میر نے اسکو جواب میں لکھا کہ تو یہاں منہ میں تنکا لیکر آ - اور بھوزراج کی اطاعت کر اور قدموں پر سر جھکا (منہ میں تنکا یا گھاس لیکر آنے کے معنی یہ ہیں کہ جانوروں کی طرح اطاعت کرنا)

جسوقت میر کا جواب آیا تو سوریپال موجود نہ تہا - اوس نے راجہ کو کچھہ خبر بھی نہ کی اور اوسنے حملہ آوروں کے لشکر پر دفعۃً شب خون مارا - دشمن لڑنے کے لئے تیار نہ تہا - کچھہ فوج پاس کے دہات کو غارت کرنے گئی ہوئی تھی - کچھہ کہا پی رہی تھی کچھہ سوتی تھی کچھہ ناچ رنگ میں لگی ہوئی تھی سوریپال کے سپاہیوں نے تلواریں ہاتہوں میں لیکر دشمنوں کو اسطرح کاٹ ڈالا جیسے گھسیارا گھاس کو کاٹتا ہے - دشمن کا سارا لشکر ایسا پراگندہ ہوگیا جیسا ہرنوں کا گلہ شیر کے آنے سے بے تحاشا بھاگتا ہے - میر جو میر لشکر تہا یہ سمجھہ کر کہ میرا منہ کالا ہوگیا - اپنے راجہ کی دارالسلطنت سے آٹھہ دن کے رستہ پر اُلٹا چلا گیا - راجہ بھوزراج خود میر کے لشکر میں آیا - اوسنے اپنی مفرور سپاہ کی تسلی کی اور سمجھایا کہ ہارنا فتح کی تمہید ہوتا ہے - کوئی ہتیار سخت صدمہ جب تک نہیں پہنچا سکتا کہ اوٹھانہ ہے - غرض راجا سپاہ کو سمجھا سمجھکر خود پنچاسورا پر لے گیا - اور اوسکا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا میر کے ایک حملہ کو سوریپال نے دفع کیا پنچاسورا کے راجہ نے لڑنے والوں کو جمع کیا اور اون سے کہا کہ جنکو اپنی جان عزیز ہے وہ چلے جائیں -

سبب سے اوسکے ہاں مہمان جب تک رہی کہ اوسکے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔
جب بیٹا چھ برس کا ہوا ایک جینی جتی کا گذر جنگل میں ہوا اوس نے اس لڑکے کو دیکھا کہ پنگھوڑے میں جھول رہا ہے۔ اوسنے روپ سندری اور اس لڑکے کا احوال دریافت کیا اور رانی کی بڑی تسلی کی اور اوسکو شہر میں لے آیا۔ لڑکا جنگل میں پیدا ہوا تھا اسلئے اُس کا نام بن راج (یعنی جنگل کا راجہ) رکھا گیا جب اس لڑکے کا حال سوربال کو معلوم ہوا تو وہ اوس کو پوشیدہ اپنے پاس لے گیا۔ اور چودہ برس کی عمر تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ یہ لڑکا شیر کی طرح بڑھا ہمیشہ بہادری اور شہ زوری اور ہوشیاری دکھاتا۔ اور اپنے راج کے دوبارہ حاصل کرنے کی دُھن میں لگا رہتا +

بن راج کا تذکرہ

گجرات کی زبانی حکایات اور جین کے بیانات جو بن راج کے حالات معلوم ہوتے ہیں وہی رتن مالا میں لکھے ہیں۔ جایت کٹ یا چورا کی قوم میں پنچاسورا کا راجہ تھا اس قوم کی اصل دریاء سندھ ممالک مغربی میں تھی۔ نہ وہ سورج بنسیوں سے اور نہ چندر بنسیوں سے علاقہ رکھتی تھی وہ صرف مغربی ہندوستان سے تعلق رکھتی تھی۔ جے شکر یا جس راج چورا سے پہلے جو راجہ تھے وہ دیو اور پٹن سومنات کے راجہ تھے۔ یہ دو بندرگاہ بحری ساحل سورٹھ پر واقع ہیں اور بلبھی پور کے مہاراجوں کے ماتحت تھی بلبھی پور کے غارت ہوجانے کے بعد چورا پنچاسورا کو جو معرض خطر میں نہ تھا چلے گئے۔ جین اور اور رعایا بلبھی پور کی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے اونکی حمایت سے مستفید ہونے کے لئے وہاں چلی گئی پنچاسورا اب بھی ایک گاؤں نواب رادھن پور کی ریاست میں ہے جو چھوٹی رن کچھ کے کنارہ پر ہے۔ پنچاسورا سے چند میل پر بن راج کی جنم بھوم موضع جیندور میں ہے اور اوسکے بچپنے میں رہنے کی جگہ وندھ ہے +

وہ جین جتی جس نے بن راج کو پالا پوسا شیل گن سوری تھا۔ ابتداء عمر میں اسی جتی کے صومعہ میں بن راج رہا اور اپنی اصل کو جھوٹ بتلاتا رہا جب ہوش سنبھالا تو ماموں کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوا جسمیں اوسنے اپنی ذاتی شجاعت کو دکھایا اور اپنے رفیقوں کی

اوسنے سورپال کو بلا کر منت کر کے کہا کہ تو اپنی حاملہ بہن روپ سندری کو کسی ایسی جگہ پہنچا دے کہ
وہ امن سے رہے اور میری نسل منقطع نہ ہو جائے - اگر ایسا ہوگا تو دشمن بے کھٹکے راج کریگا - غرض بہت
ہی بحث و تکرار کے بعد سورپال بہن کو جنگل میں چھوڑ کر خود لڑنے کو آیا - اس اثنا میں راجہ بھوبڑ راج
نے جی شکر پاس پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ مجھے حوالہ کرے اور خود دستور کے موافق اطاعت کرے
کہ میرے پاؤں میں آن گر کرے اور تنکا منہ میں لے - جی شکر نے جواب دیا کہ میں اس طرح کی
اطاعت سے مرنے کو اچھا جانتا ہوں اور گجرات دیگر فردوس کا لیتا ہے مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے
غرض اوسنے بہادرانہ لڑکر جان دی - راجہ بھوبڑ راج اوسکے محل پر پہنچا وہاں عورتوں نے بھی
مسلح ہو کر اوسکا خوب مقابلہ کیا اور ایک دفعہ دشمن کے لشکر کو شہر کے دروازہ سے باہر کر دیا
اور اپنا مطلب اعظم یہ حاصل کیا کہ خاوندوں کی لاشوں کو میدان جنگ سے وہ لے آئیں اور چتا
بنا کے اونکے ساتھ ستی ہو گئیں پھر بھوبڑ راج آیا خود راجہ جورا کے مرنے کی مراسم کو ادا کیا
جسسے اوسکی بڑی نیک نامی ہوئی +

کچھہ اور سورٹھہ کے فرمان دہوں نے راجہ بھوبڑ کی اطاعت کی - اوسنے یہاں گجرات میں
رہنے کا ارادہ کیا مگر اعیان سلطنت نے سمجھایا کہ سورپال جیتا ہے پہلو میں کانٹا سا چبھتا رہے گا
اسلئے راجہ نے یہاں محصول مقرر کر کے مراجعت کی - سورپال جب بہن کو جنگل میں چھوڑ کر آیا تو
راجہ مر چکا تھا - اوسنے ارادہ کیا کہ راجہ کی طرح میں بھی لڑ کر مر جاؤں پھر وہ سوچا کہ اگر میں
مر جاؤں گا تو راجہ بھوبڑ بے کھٹکے راج کرے گا جو کچھہ ہونا تھا ہو چکا - اب آیندہ کے لئے تدبیر
کرنی چاہیئے - اگر خوش اقبالی سے میری بہن کے بیٹا پیدا ہوا تو میں گجرات کی پھر سلطنت
حاصل کر لونگا - میری اعانت بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا - یہ سوچ کر وہ بہن کی تلاش کو گیا مگر وہ نہ ملی
بعض کہتے ہیں کہ وہ شرم کے مارے بہن کے پاس نہیں گیا - گرنار کے پہاڑوں میں اُسنے
سکونت اختیار کی - اب روپ سندری کا حال سنو کہ جنگل میں ایک بھیلنی نے اُسے دیکھہ لیا
اُسکو رانی سمجھہ کر یہہ اوس سے بولی کہ تو میرے ساتھہ جنگل میں رہ - یہاں پھول پتے پھل
کھانے کے لئے اور پہاڑ امن سے رہنے کے واسطے موجود ہیں - رانی اس بھیلنی کی منت سماجت

اب اوسنے شیل گن سوری کی طرف التفات کیا - اب تک اوسکی مارو پ سندری اسی جینی
کے پاس تھی اور جین مت میں وہ بڑی گرم جوش تھی - یہ بوڑہی رانی اور اسکا گرو اس
صنم کو جسکی وہ پرستش کرتے تھے انہل پور میں لائے - اور اوسکے واسطے ایک بڑا مندر
بنا اور اسکا نام پنچاسور پارس ناتہہ رکھا گیا - اور اس میں بن راج کی مورت بھی پوجاری
کی صورت میں رکھی گئی - اسکا مذہب جین اور برہمن مذہبوں کے درمیان میں تھا

بن راج سنہ ۶۹۶ء میں پیدا ہوا اور انہل وارہ میں ۶۰ سال سلطنت کی سنہ ۸۰۶ء میں مر گیا
اور اوسکے تخت پر جوگ راج (یوگ راج) اسکا بیٹا بیٹھا

بن راج کا حال آئین اکبری میں ابوالفضل نے اس طرح لکھا ہے کہ ہندی ناموں میں
لکھا ہے کہ سمت ۸۰۲ (۷۴۵ء) میں بن راج نے اول سراج دولت کو فروغ دیا - او
گجرات کی ایک جدا سلطنت بنائی - راجہ سری بھور دیو مرزبان قنوج نے اپنے نوکر
سامت سنگہہ کو بدگوہری و بد اندیشی و فتنہ انگیزی کے سبب سے مار ڈالا - سارا گھر بار لوٹ لیا
اوسکی بیوی حاملہ تھی - گو خار ناکامی پاؤں میں چبہہ رہا تھا وہ گجرات میں آئی اور صحرا بیکسی
میں جنی - جین کے وارستگان میں سے سیل دیو کا اوسکے پاس گذر ہوا - یہ حال دیکھکر
اوسکے دل میں درد ہوا - اوسکو اپنے چیلہ کے حوالہ کیا - اوسنے رادہن پور میں لے جاکر
پرورش کیا - جب وہ بڑا ہوا تو فرومایوں کی ہمنشینی سے تباہ اندیشی و دل آزاری و رہ زنی
اختیار کی - اس کے گرد بدکاروں کا ہنگامہ ہوا - گجرات سے قنوج کو خزانہ جاتا تھا اوسکو لوٹ لیا
اس سبب سے کہ سعادت سرشت تھا جب چنپا بقال ملا تو شمشیر کی رہنمونی فرو ہوئی - بدکاری
کو چھوڑ کر خوب کرداری کی طرف طبیعت مائل ہوئی - پچاس سال کی عمر میں بادشاہی ہاتھ
آئی - پٹن شہر اس راجہ کا آباد کیا ہوا ہے - کہتے ہیں وسنے تخت گاہ کے مقرر کرنے میں بہت سوچ
بچار کیا تھا اور سخت لگا دو کی تھی - انہل نام ایک گائے چرانے والے نے کہا کہ میں نے ایک
عجیب میں دیکھی ہے اگر وہاں شہر کو میرے نام پر آباد کرو تو میں اوسکو بتلا دوں راجہ نے
اوسکی درخواست منظور کی - اوسنے ایک درخت زار کا پتا بتلایا جس میں ایک خرگوش اور

ہمت بلند ہوائی اور اپنی حالت شاہی کو بہادرانہ مان کر اونکو عہدے اور منصب اُس سلطنت کے لئے دئے جسکو وہ دوبارہ حاصل کرنے کو تھا - ایک تاجر کی بیوی شری دیوی نے اوسکی بڑی عمدہ مدارات کی تھی اوسکو اپنے راج کے تیل ملوانے کا وعدہ کیا - جامپ یا چنپا ایک سوداگر تھا وہ بڑا جوانمرد اور فن سپاہ گری سے ماہر تھا اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا جسنے آیندہ چنپانیر آباد کیا اور انہل ایک ور اوسکے رفیقوں میں تہا جو اس ملک کے حال سے خوب واقف تھا اوسکے نام پر اپنی دار السلطنت کا نام رکھا - اتنے برسوں کا عرصہ گذرا کہ سورپال مرگیا اور اسکا معاوضہ اور بہادر رفیقوں کے ساتھہ ہونے سے ہوگیا - آخر کار بن راج کو اوسکے استقلال کا انعام مل گیا - راجہ بھوراج نے گجرات کے محصول کو اپنی بیٹی مائی سن دیوی کو دیدیا - اس رانی نے اپنی صلاح کاروں کے مشورہ سے ایک چھوٹا سردار کو سنبھرت یعنی نیزہ بردار کا عہدہ دیا کہ حفاظت اچھی طرح ہو - کلی آن کے آدمی اس ملک میں چھہ مہینے رہے اور بہت سا روپیہ اور بہت سے قیمتی گھوڑے لیکر چلے سورتھہ (کاٹھی وار) کے گہوڑے بڑے مشہور ہیں - راہ میں بن راج نے اونپر حملہ کرکے لوٹ لیا - اور سب کو مارڈالا - اس مہم کے بعد وہ کچھہ مدت تک اس دیس کے مختلف حصوں میں جہاں جنگل اور پہاڑ تھے پناہ لیتا پھرا - کہ کلی آن کے راجہ کے انتقام سے محفوظ رہے - مگر اس کو لوٹ کا مال اتنا ہاتھہ لگ گیا تہا کہ وہ اپنے اس منصوبے کو جو مدت سے اوسکے دل میں تہا پورا کرسکتا تہا - اوسنے ایک دار السلطنت انہل پور یا انہل واڑا کی بنیاد ڈالی +

ایک شاعر کے شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ سمت ۸۰۲ (۷۴۶ع) میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی کہ وہ دائم و قائم رہے - ایک جینی نجومی نے اس شہر کے جنم پترہ میں لکھہ دیا تھا سمت ۱۲۹۰ میں انہل پور غارت و ویران ہوجائے گا - سو اس پیشین گوئی کو سلطان علاءالدین نے پورا کردیا +

سری دیوی نے بن راج کی راج گدی بٹھلانے میں مدد کی جامپ اسکا وزیر مقرر ہوا

۴۰ سال سمت ۹۸۵ تک راج کیا۔ اسکے زمانہ میں کسی دشمن نے اسکا مقابلہ نہیں کیا۔

شری بیرسنگ کی سلطنت میں بہ نسبت اسکے باپ شری بھوید کے بڑی خرابیاں ہیں اسکو غیر ملک والوں سے مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ آخر کو فتحیاب ہوا کبھی اسکو شکست نہیں ہوئی۔ اسکا وزیر بڑا دانا تھا وہ اوسکی بڑی مدد کرتا تھا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ غیر ملک والے کون تھے جنسے اوس کو لڑنا پڑا۔

رتنادیتیا جسکو مسلمان رشادت یا رسادت لکھتے ہیں۔ سمت ۹۲۰ میں وہ اپنے باپ بیرسنگہ کا جانشین ہوا۔ وہ زمین کا آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ قوت۔ شجاعت۔ ایفاءعہد میں مشہور تھا چوروں مکاروں۔ اوباشوں و رندوں جھوٹوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ سنہ ۹۳۵ء میں مر گیا اسکا بیٹا سمنت سنگہ جانشین ہوا جسپر ان راج یعنی چوراین کا راج ختم ہو گیا +

کھیم راج اور بھوید کی سلطنتوں میں ہندوستان میں ابوزید الحسن وغیرہ مسلمان سیاح آئے اپنے سیاحت ناموں میں جن مقامات کے حالات اونہوں نے تحریر کئے اونکے ناموں کو معرب بناکے ایسا تحریف کیا ہی کہ ہزار تحقیق و تدقیق سے شاذونادر ہی کسی مقام کا پتا چلتا ہی کہ وہ کیا اور کہاں تھا۔ باقی حالات اسطرح کے اُنھوں نے لکھے ہیں کہ ہندو جب بوڑھے اور سخت علیل ہو جاتے ہیں تو اونکے عزیز اونکو ڈبو دیتے ہیں عردوں کو جلاتے ہیں۔ بیویاں خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی ہیں۔ برہمن اونکے عالم اور ہادی ہوتے ہیں + انکے شاعر اپنے بادشاہوں کی ستایش کو اپنے کلام میں مبالغہ کے ساتھ بھر دیتے ہیں منجم و حکما و فالگو جانوروں سے شگون لینے والے۔ موسموں کا حال بتانے والے بہت ہیں بارش اہل ہند کی جان ہی اگر وہ نہ ہو تو پھر اونکی زیست حرام ہو جاتی ہی جوگی ہمیشہ ننگے رہتے ہیں بال اتنے بڑھاتے ہیں کہ سارا بدن اُنکا ڈھک جاتا ہی ناخن اتنے بڑھاتے ہیں کہ وہ شمشیر کی مانند تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ خود تو اونکو کاٹتے نہیں مگر وہ ٹوٹ جاتے ہیں ان ناخن بڑھانے کو وہ اپنا فرض مذہبی سمجھتے ہیں۔ ایک شخص سے ایک دفعہ وہ مانگتے ہیں دوبارہ سوال نہیں کرتے

کیتے کی لڑائی ہوئی تہی اور خرگوش نے اپنی قوت بازو سے رہائی پائی تہی۔ راجہ نے اس زمین کو آباد کیا اہنل پور اسکا نام رکھا اختر شناسوں نے کہدیا تہا کہ جب دو ہزار پانچ سو سال سات مہینے نو روز چوالیس گھڑی گذرینگی تو یہ شہر ویران ہو جائیگا۔ زبان فرسودگی اور زبان گردی سے اس شہر کا نام نہروالہ مشہور ہوا۔ اس دیس کی زبان میں پٹن برگزیدہ کو کہتے ہیں اس سبب سے وہ پٹن زبان زد خلایق ہوا۔ ابوالفضل نے جوبن راج کے حالات تحقیقاتی کر کے لکہے تہے اوسکی اصلاح و درستی رتن مالہ کے بیان سے ہوتی ہے جسکو ہم نے نقل کیا ہے ✝

جوگ راج کا بیان

رتن مالہ میں اس راجہ کا بیان بہت تہوڑا لکہا ہے فقط یہ ایک واقعہ اوسکے اہنل واڑہ کے راج کا تاریخ گجرات میں بیان کے قابل ہے۔ سورٹھ میں پٹن کے بندرگاہ میں بعض بیگانہ ملکوں کے جہاز آئے۔ وہ قیمتی اسباب تجارت سے لدے ہوئے تھے۔ یہ نہیں معلوم کہ وہ کس بندرگاہ سے آئے تھے اور کس ملک کو جاتے تھے۔ برخلاف راجہ کے حکم کے تاجروں پر حملہ کیا گیا اور انکا سارا مال وارث تاج و تخت کھیم راج نے لوٹ لیا۔ مہمان پروری کے قوانین کے برخلاف اس کام کے ہونے سے راجہ کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ اوسنے کھیم راج کو لعنت ملامت کی۔ اور اپنے دو بہائیوں سے جو اس کام میں شریک تھے کہا کہ میں اپنے اپنی زندگی میں جن کاموں کے کرنے کا قصد کیا تھا تم نے ان سب کو برباد کر دیا جب اجنبی ملکوں کے دانشمند راجاؤں کے کاموں کو تو سینگے تو گجرات کے راجہ کی یہ تذلیل کرینگے کہ وہ چوروں کا راجہ تھا۔ میرے باپ دادا نے جو خطائیں کیں تہیں مجھے اونکے مٹانے کے بعد امید تھی کہ میں بھی راجاؤں کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤنگا۔ مگر تمہاری طمع نے ان خطاؤں کو از سر نو چمکا دیا۔ راج نیت میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے احکام کی نافرمانی۔ برہمن کے وظیفہ کی موقوفی عورت کا بستر سے بھاگ جانا ایسے زخم ہیں جو بے ہتیار کے لگتے ہیں جوگ راج کا عمر بڑی ہوئی ۳۵ برس سلطنت کر کے مرگھٹ میں جلا اسکے بعد کھیم راج اسکا بیٹا راج گدی پر بیٹھا سمت ۸۶۶ میں مر گیا ۲۵ برس سلطنت کر گیا۔ شری کھیم راج کے بیٹے سری بھوبٹ نے

اسلیئے راج بھیم راج کے خاندان میں منتقل ہوا جو بھیم دیو اول کا بیٹا تہا۔ اور بھیم راج کے پوتے کے تین بیٹے تھے جنمیں سے ایک کمار پال تھا جسکو منجم کہتے تہے کہ راجہ ہوگا۔ مگر سدہ راج اسکا راجہ ہونا پسند نہیں کرتا تہا۔ اسلیئے وہ جان آزاری کے بیم کے سبب سے دیس بدیس جوگی بنا پڑا پھرا اور جا بجا چھپتا رہا جب سدہ راج نے پرلوک گون کیا تو انہل وارہ میں آن کر راج پر بیٹھا۔ دشمن اسکے مارنے کے درپے ہوئے۔ مگر اوسنے سب مخالفوں کو زیر کیا اور بہت ملک فتح کر لیا۔ اور ۳۱ برس سلطنت کی۔

کمار پال کے بیٹا نہ تھا اسلیئے اوسکے بہائی کا بیٹا اجی پال راجہ سمت ۱۲۳۰ (۱۱۷۴ء) میں ہوا اور تین سال فرمانروائی کی تہی کہ ایک دربان وائی جل دیو نے اوسکو خنجر مار کر مار ڈالا +

۱۱۷۷ء میں اجی پال کے بعد مول راج دوم تخت پر بیٹھا۔ دو برس راج کیا۔ اسکے بعد اجی پال کا چہوٹا بھائی ۱۱۷۹ء میں بھیم دیو جسکو بھولو بھی کہتے ہیں راجہ ہوا۔ اور ۶۳ سال سلطنت کی۔ بھولو انہل وارہ کا دیوانہ راجہ مشہور ہے۔ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسکے مرنے کے وقت گجرات میں کوئی بزرگ اور شایستہ سردار بیر دھول باگھیلہ کی برابر نہ تھا اسلیئے وہ بھیم کے بعد گجرات کے تخت پر بیٹھا۔ پھر باگھیلہ راجاؤں کا سلسلہ اسطرح پر ہے۔

نام راجہ	مدت سلطنت	نام راجہ	مدت سلطنت
(۱) بیر دھول باگھیلہ	۱۲ سال ۵ ماہ	(۴) ارجن دیو	۱۰ سال
(۲) وی سل دیو	۱۴ سال ۶ ماہ	(۵) سارنگ دیو	۲۱ سال
(۳) بھیم برادرزادہ وی سل دیو	۴۲ سال	(۶) کیرن	۶ سال ۱۰ ماہ

بعض کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وی سل دیو یعنی وسل دیو حیدرو تی کا حاکم تھا اور اسکے پاس اٹھارہ سو منڈل تہی۔ وہ سارنگ دیو مہاراجہ نہروالہ کا محکوم تہا دونو بھیم دیو اور سارنگ دیو جو انہل وارہ یا نہروالہ یا پٹن میں راج کرتے تہے جین مت رکھتے تہے۔

اب ہم آگے یہ بیان کرتے ہیں ان راجاؤں اور مسلمانوں کے درمیان ملک گجرات میں اوس زمانہ تک کہ مسلمانوں کا تسلط گجرات پر ہوا کیا معاملات پیش آئے +

سمت [illegible] ھ) میں سلطان محمود غزنوی نے انہلوارہ پر غلبہ پایا۔ ہندؤں کے
سورج نے مسلمانوں کے ہلال کو جھک کر سلام کیا۔ لیکن سلطان نے اپنی طرف سے یہاں مرزبان مقرر
کرنے میں اپنی بہبودی نہ دیکھی یہیں کے راجاؤں کی نسل میں سے ایک کو راج دیدیا اور سالانہ
پیشکش ٹھیراکر سندھ کی راہ سے مراجعت کی۔ چامند راج دیو کی سلطنت کے بیان میں ہندؤں
کی کتابوں میں سلطان محمود غزنوی کے حملہ کا بیان نہیں ہے جینیوں اور برہمنوں اور بھاٹوں
و کبیشریوں و بیسوں کی (جو راجپوت راجاؤں کی نیک نامی کے لکھنے والے ہیں)
عادت میں یہ امر داخل ہے کہ جن حالات کو وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ اونکے ممدوحوں کی کسرشان
کرینگے اونکے بیان میں وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ گو یہ حالات کیسے ہی مشہور ہوں اور اونکے
اثر و نتائج عظیم وقوع میں آئے ہوں جب کوئی راجہ گناہ گار۔ نادان۔ بداقبال ہوتا ہے تو
وہ اوسکی تاریخ پر ایک کالا پردہ ڈال کر فقط اوسپر یہ لکھہ دیتے ہیں کہ وہ پیدا ہوا اور مرگیا

چامند راج ایکدفعہ بنارس کو جاترا کو گیا تو اپنے بڑے بیٹے ولبھہ راج کو اپنی جگہ تخت پر
بٹھا گیا تھا راستہ میں اسکا چھتر اور گھوڑے کے بالوں کی چنکھی اور اور راج کی امارات یہ سب
راجہ مالوہ نے چھین لئے جب وہ جاترا سے آیا تو اوسنے ولبھہ راج کو مالوہ کے راجہ سے لڑنے کے
لئے بھیجا وہ راہ میں سیتلا سے مرگیا۔ تو اس صدمہ سے چامند ایسا دل شکستہ ہوا کہ اپنے دوسرے
بیٹے درلبھہ کو تخت پر بٹھا کر تارک الدنیا ہوا۔

درلبھہ کا بھائی ناگ راج تھا اوسکا بیٹا بھیم دیو اول تھا جسکے پیدا ہونے کی چچا کو بڑی
خوشی ہوئی اسی کو راج دیکر وہ جاتراؤں کو چلا گیا۔

سلطان محمود کو اپنے ہی ملک میں ایسے فسادات پیش آئے کہ اونسے پھر ہندوستان پر
توجہ نہیں کی اوسکی اولاد کی سلطنت میں ہندؤں نے اپنے ملک پر قبضہ کرلیا جب سب راجا
مسلمانوں سے لڑتے ہیں تو انمیں راجہ بھیم دیو راجہ انہلوارہ بھی شریک تھا بھیم کا جانشین
کرن ہوا سنہ ۱۰۷۲ع سے سنہ ۱۰۹۴ع تک سلطنت کی اسکا بیگانوں سے لڑنا نہیں پڑا کرن کے بعد
سدھ راج راجہ ہوا اوسنے سنہ ۱۰۹۴ع سے سنہ ۱۱۴۳ع تک ۴۹ یا ۵۰ سال راج کیا۔ سدھ راج کے اولاد نہ تھی

دہلی کو دارالسلطنت بنایا تو ۵۸۹ھ ۱۱۹۳ء میں نہروالہ پٹن میں فوج بھیجکر اوسنے سلطان شہاب الدین غوری کی شکست کا انتقام لیا +

سلطان علاءالدین خلجی

سلطان علاءالدین دہلی کا بادشاہ ۶۹۶ھ ۱۲۹۶ء میں ہوا - اوسنے گجرات کو سپاہ بسرکردگی الف خاں (جسکو گجراتی لوگ الپخاں کہتے ہیں) اور نصرت خاں کے بھیجی اوسنے ملک کو نہروالہ کے گرد لوٹا - اور راجہ کرن باگھیلا جو سے گجرات کا آخر راجہ تھا لڑا - مگر مقابلہ میں اوسکے پاؤں نہ جمے وہ دکن میں دولت آباد میں چلا گیا تمام مستورات اور لڑکیاں او خزانہ اور ہاتھی فتحمندوں کے ہاتھوں میں پڑے - دونوافسروں کی سپاہ نے کھنبائت کے سوداگروں کو لوٹا اور سومنات کے بت کو توڑا جو دوبارہ محمود غزنوی کے غارت کرنے کے بعد رکھہ لیا تھا - تمام اسبا اور راجہ کرن کی رانی دہلی کو بھیجی گئی - راجہ کرن کی بیٹی کا نام دیول دی تھی جسکے ساتھہ خضرخان پسر سلطان علاءالدین کو عشق پیدا ہوا - اسکا بیان ہم نے مفصل سلطان علاءالدین کی سلطنت کے بیان میں کردیا ہے +

جب نہروالہ فتح ہوگیا اور راجہ کرن باگھیلہ شکست پاکر بھاگ گیا تو الف خاں ملک کا حاکم مقرر ہوا اور اس زمانہ سے سلاطین دہلی کی طرف سے یہاں حاکم مقرر ہونے شروع ہوئے الف خاں نے یہاں ایک جامع مسجد سفید سنگ مرمر کی بنائی - اسکے ستون اس کثرت کے اسقدر ہیں کہ اکثر اوسکے شمار میں غلطی ہوجاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بت خانہ کو توڑکر مسجد بنائی بہرنہج وہ ایک عجیب و غریب عمارت ہے پہلے وہ شہر کے عین وسط میں تھی مگر اب شہر کے آباد حصہ سے فاصلہ پر وہ ہے +

شہر پٹن کی عمارات عالیہ کے آثار ابتک موجود ہیں اب جو شہر کا حصہ آباد ہے اوسے تین تین کوس کے فاصلہ پر جنگل میں اینٹیں اور پتھر او چیزیں ایسی نکلتی ہیں جو شہادت دیتی ہیں کہ وہاں کسی زمانہ میں شاندار عمارتیں تھیں برجوں و فصیلوں کے نشان ابتک موجود ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا وسیع شہر تھا - زمانہ کے انقلابات نے بہت سی

سلطان محمود غزنوی

سنہ ۴۱۶ھ ۱۰۲۵ء محمود غزنوی نے سومنات کی طرف ملتان کی راہ سے کوچ کیا۔ جب اوسنے ممالک نہروالہ میں پر حملہ کیا تو وہاں کا راجہ چامند شہر چھوڑ کر بھاگا۔ سلطان نے نہروالہ پر قبضہ کرکے سومنات کی فتح کو چلا۔ اوسکو خبر لگی کہ راجہ چامند راجہ نہروالہ قلعہ گنداہ میں چھپا ہوا ہے جو یہاں سے ۴۵ فرسنگ ہی تو اوسنے اوسکی فتح کا ارادہ کیا۔ جب وہ یہاں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ قلعہ چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہی۔ دو تیراکوں سے اوسنے پانی کی عمق کا حال پوچھا اونہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ ایک مقام پر رستہ نکل سکتا ہے لیکن پانی کی طغیانی ساری کوشش کو نقش برآب کردیگی۔ غرض سلطان محمود اس قلعہ کی دیواروں پاس جا پہنچا۔ راجہ چامند سولانکھی جلدی سے بھاگ گیا اور اہل اسلام کو بڑی غنیمت ہاتھ لگی اور اہل قلعہ کو اونہوں نے مار ڈالا سومنات کی فتح کا بیان مفصل سلطان محمود کے بیان میں جلد اول میں پڑہو۔ اس میں لکھا ہے کہ اوسنے داب شلیم کو یہاں حاکم مقرر کیا۔ لفظ داب شلیم کی اصل دیوشیل ہے جسکے معنی دھیانی راجہ کے ہیں دکن میں فاعل مفعول کے قاعدے کے موافق دیوشیل کو دیوشلیم کہتے ہیں جسکو مسلمانوں نے داب شلیم بنالیا ہے وہ کسی راجہ کا نام نہیں ہے +

سلطان معزالدین سام عرف شہاب الدین غوری

جب نہروالہ میں بھیم دیو باگھیلہ راجہ ہوا تو شہاب الدین غوری اپنی سپاہ اُچھ میں ۵۷۱ھ ۱۱۷۵ء میں لے گیا۔ اور جب وہ غزنیں کا بادشاہ ہو گیا تو ۵۷۴ھ میں پھر یہاں آیا اور مخالفوں سے اس ملک کو لے لیا۔ اس دفعہ بھی اوسنے ملتان کو فتح کرکے گجرات جانے کا ارادہ کیا۔ بھیم دیو باگھیلہ نے لڑکر اوسکو شکست دی جسکے بعد سلطان غزنیں میں بہت مشکل سے پہنچا جسوقت سلطان یہاں آیا تھا تو رجپوتوں میں لڑائیاں ہو رہی تھیں تو اوسنے کہا تھا کہ ملک گجرات نہ رجپوتوں کا ہے نہ مجھوں کا بلکہ تلوار کا ہے +

سلطان قطب الدین ایبک

جب ہندوستان میں سلطان قطب الدین ایبک سلطان غوری کا نائب ہوا ادہر اوس نے

کہہ رہے تھے۔ گوگوا اور سیرم پر اور ضلع گوہل واڑ پر جو سمندر کے کنارہ پر ہے گوہیلہ حکومت رکھتے تھے وہ اپنے تئیں باگھیلہ کی نسل سے بتاتے ہیں۔ انھیں ہندو سرداروں کا ذکر مسلمانوں کی تاریخ نہیں آتا ہے جنکو وہ کبھی کا فر باغی مفسدہ پرداز لکھتے ہیں ان تاریخوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا ملک سلطان علاء الدین کے نائبوں کے اختیار میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کو بار بار انکو فتح کرنا پڑتا تھا۔

سلطان قطب الدین مبارک شاہ پسر سلطان علاء الدین ۱۳۱۷ء میں دہلی کا بادشاہ ہوا اوسنے اول ہی سال سلطنت میں ملک کمال الدین کو بھیجا کہ گجرات میں جو فساد مچ رہے ہیں اُنکو دور کرے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ہر طرف فساد مچ رہا تھا۔ اس ملک میں آتے ہی اوسکو کافروں کے ساتھ لڑائی میں شہادت کا درجہ ملا۔ دوسری سپاہ ایک مشہور افسر عین الملک کی سرکردگی میں بھیجی گئی۔ وہ بڑا بہادر اور مدبر افسر تھا اوسنے ملک میں مفسد پردازوں کو شکست دی اونکے سردارونکو قتل کیا ملک میں امن امان کردیا۔ اوسکے بعد سلطان نے گجرات کی حکومت اپنے خسر ملک دینار ظفر خان کو سپرد کی وہ سپاہ کے ساتھ انہل وارہ میں جلد چلا آیا۔ یہاں از سر نو فساد کھڑے ہوئے تھے اوسنے سب باغیوں کو خوار و ذلیل کیا۔ اونکی جاگیروں کو ضبط کیا اور اونکا مال منقولہ سلطان پاس بھیجا۔ یہ حاکم اگرچہ بے گناہ و بے قصور تھا اور سلطنت کا ایک رکن اعظم۔ مگر سلطان کی طمع سے وہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا اوسکی جگہہ حسام الدین مقرر ہوا۔ خسرو خاں کا بھائی تھا۔ یہ دونو بھائیوں کی قوم پرواری تھی۔ جو راجپوتوں کے ۳۶ شاہانہ فرقوں میں سے ایک تھا۔ تاریخ فرشتہ میں برہار کی جگہہ پرواری لکھا ہے پرواریوں کو ہندو اپنے سے خارج جانتے ہیں خسرو خاں سلطان کا منظور نظر تھا اور سلطنت کے کاموں پر بڑا اختیار رکھتا تھا۔ حسام الدین پاس قوم برہار جمع ہوئی اور اوسکو بغاوت پر آمادہ کیا۔ گو گجرات کے اور افسروں نے مسلح ہوکر اوسکو شکست دی اور زندہ گرفتار کر کے سلطان پاس بھیجدیا۔ اوسکی جگہہ سلطان نے ملک وجیہ الدین کو بھیجا جو بڑا دلیر و زیرک تھا۔ اوسنے ملک میں امن امان کردیا۔ جب وہ گجرات سے بلایا گیا تو

عمارات کے نشان مٹا بھی دئے ہیں +

جب یہاں راجہ با اختیار تھے تو اجمیر سے بہت سنگ مرمر یہاں آیا تھا اور ہندوؤں کے مندروں میں لگا تھا۔ اب بھی وہاں کھودنے سے وہ ملتا ہے۔ احمد آباد اور جگہوں میں جو سنگ مرمر لگا ہے وہ یہیں سے آیا ہے +

الف خاں نے سلطان علاء الدین کی جانب سے بیس سال حکومت کی مگر اسکے بعد وہ معزول اور قتل ہوا +

مسلمانوں کی سلطنت گجرات

اہل اسلام کے فتحمندوں نے دار السلطنت نہل پور اور بندرگاہوں کھنبائت اور بروچ اور سورت پر اپنا قبضہ کر لیا مگر خاندان سدھ راج کی بہت سی دار الریاستیں اونکو فتح کرنی باقی رہیں بہت سی حصے ملک کے مدتوں تک انکے قبضہ میں نہیں آئے۔ وہ آزاد رہی گو وہ بتدریج سلاطین احمد آباد کے باج گذار ہوئے۔ مگر وہ بالکل اونکے مطیع نہیں ہوئے۔ اُنھوں نے وہی اپنا قدیمی تعلق جو انہل واڑہ کے مہاراجوں کے ساتھ تھا مسلمان بادشاہوں کے ساتھ رکھا کہ کچھ مطیع کچھ آزاد۔ جب بادشاہ کا دباؤ پڑا خراج دیدیا نہیں اپنے تئیں آزاد رکھا۔ دریا سابھرمتی کے مغرب میں بہت سے اقطاع ملک پر باگھیلہ بنس کی ایک شاخ قابض تھی اور اسی بنس کے اور ہیوندی تھے میں ایدر کے راٹھور اور نرسنگھ کے پرمار تھے۔ وہ مختلف مقامات پر کوہستان بیر پور کے قریب یا سُے اہی کے کناروں پر لونسیا تک مالک تھی۔ جو گجرات کی غایت شمالی سرحد پر تھی چھوٹی رن کچھ اور خلیج کھمبایت کے درمیان جو میدانی ملک ہے اوسپر جھالہ با اختیار تھے انہیں قوموں کی کولی شاخیں اور اصل باشندوں کی خالص اور مخلوط اولاد چون وال میں پھیلی ہوئی تھیں اور جنگل اور پہاڑوں کے دشوار گذار مقاموں پر متسلط تھیں بعض راجپوتوں کی حمایت سے مشرق میں پون گڑھ میں کالی کا پیر را اوڑ رہا تھا اور مغرب میں کھنگار اپنے نامور قلعہ جونا گڈہ کو زور سے پکڑے ہوئے تھے اور اوسکی دیواروں کے اندر سے جزیرہ نما پر اپنا رعب رکھتے تھے جسپر وہ بہت سے بے شرکت غیرے فرمان روائی

مفسدہ نے قبل ہندو امیروں کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور اہنل واڑہ ہی پر قبضہ نہیں کیا ہے بلکہ اوسنے نائب شاہی کو بھی مار ڈالا ہے۔ اور وہاں کے حاکم کو قید کیا ہے اور کھنبائت کو لوٹا ہے اور بروچ کا محاصرہ کر رہا ہے۔ محمد تغلق دولت آباد کے سامنے اپنی سپاہ کو چھوڑ کر بروچ پہنچا۔ باغی اوسکے آگے سے بھاگ کر کھنبائت میں پہونچے۔ بادشاہ نے جو افسر اوسکے تعاقب میں بھیجے تھے اونکو اونہوں نے شکست دیدی سلطان محمد تغلق انتقام کا دم بھرتا ہوا جلدی سے کھنبائت میں آیا۔ باغی مفسدہ پرداز بھر اوسکے سامنے سے ٹل گئے۔ سڑکوں کی خرابی اور موسم کی ناسازی سے شاہ کو اساول میں ٹھیرنا پڑا۔ یہ شہر وہ ہے جسکی جگہ احمد آباد آباد ہوا ہے۔ باغیوں نے اپنی سپاہ کو انہل واڑہ میں درست کیا اور بادشاہ سے لڑنے آئے۔ کری میں لڑائی ہوئی جس میں بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔ باغی سندہ کو بھاگ گئے اور سلطان محمد تغلق بن راج کے شہر میں داخل ہوا۔ یہاں انتقام کے لئے اوسنے مقام کیا +

خلیج کھنبائت میں ایک جزیرہ پیرم عجیب و غریب ہے۔ اوسکے باب میں مسلمانوں کی تاریخ خاموش ہے مگر ہندوؤں کی روایات میں اس جزیرہ کے حالات کے ساتھ محمد تغلق کا ذکر افسانہ کے طور پر آتا ہے اوسکو ہم بیان کرتے ہیں۔ پیرم میں راجہ مکھی راجے کوہل راجہ تھا۔ اوس نے ایک شہر پیرمبھ آباد کر کے اپنا دار السلطنت اوسکو بنایا تھا۔ دہلی کے سوداگر سولہ جہاز زر خاک آلود کے پیرم میں لائے تھے کہ راجہ مکھراج نے اونکو لوٹ لیا۔ باوجودیکہ اوس نے اونکے محافظ ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ اور سمندر کے خدا کو بیچ میں ضامن دیا تھا۔ اس سبب سے پیرمبھ و گھوگھا پر بہت سی سپاہ غزنیں سے چڑہ آئی دنہوسوں کی دہیوں دہوں کل اور نفیریوں کا وہ غل شور ہوا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر اپنی حدود سے باہر نکل گیا۔ مسلمانوں کی مختلف قومیں یہاں تہیں پیادے۔ گھوڑے۔ ہاتھی مالک بحر سے لڑنے کو تیار تھے مسلمانوں نے اپنے خیمے سمندر کے کنارے پر لگائے تھے۔ کوہل اپنے پیرمبھ کے بہٹے میں شیر کی طرح دہاڑ رہا تھا۔ اسکا استقلال وہ تھا کہ ذرہ کی برابر خوف نہیں کرتا تھا۔ سپاہیں تیار ہوئیں۔ آسمان پر

حسام الدین کا بھائی خسرو خاں گجرات میں مقرر ہوا علاوہ کب یہاں آتا تھا وہ سلطنت دہلی کا داعیہ رکھتا تھا اوسنے مبارک خلجی کو مارڈالا ۱۳۲۰ع میں خود بادشاہ ہوگیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کی سلطنت میں گجرات کا حاکم تاج الملک مقرر ہوا تاکہ گجرات میں امن امان رکھے محمد تغلق کے عہد میں ملک یاز اس صوبے کا حاکم مقرر ہوا۔ اور ملک مقبل اسکا وزیر مقرر ہوا بعض اور امرانے بھی گجرات میں اقطاع پائیں انمیں سے ملک التجار کو نوساری جاگیر میں ملی تھی۔ یہ سمندر کے کنارہ پر سورت سے نیچے تھی۔ ۱۳۲۷ع میں ایک مغل سپہ سالار ترمشیرین خاں نے ہندوستان پر حملہ کیا محمد تغلق نے اوسکو روپیہ دیا اور سر سے بلا کو ٹالا اوسنے مراجعت کے وقت سندا اور گجرات کو خوب لوٹا۔ بہت آدمیونکو پکڑ لے گیا +

بیس برس کے بعد ملک مقبل گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔ ایک مغل سردار امیر صدہ نے یہ چاہا کہ خزانہ شاہی کو چھین لے اس فساد کو دیکھہ کر ملک مقبل خزانہ شاہی اور شاہی اصطبلوں کے کچھہ گھوڑے لیکر دہلی کو بڑودہ اور دبھوئی کی راہ سے چلا۔ مغل امیروں نے اوسکی راہ روکی اور سارا مال چھین لیا اور اوسکو ایسا مجبور کیا کہ وہ انہل وارہ کو بھاگا جب بادشاہ نے اس غدر کی خبر پائی تو وہ خود گجرات کے سفر کے لئے تیار ہوا۔ مگر اوسنے مالوہ کے حاکم ملک یاز کو بھیجا کہ وہ سرکشوں کا سر کاٹے۔ ملک یاز گجرات میں آیا مگر اوسنے شکست پائی اور امیروں نے اوسے قتل کر ڈالا جب اس آفت سے سلطان کو خبر ہوئی تو وہ فوراً بے توقف گجرات کو آگے بڑھا +

محمد تغلق شاہ کوہستان آبو گڈہ میں آیا اوسنے اپنے ایک سپہ سالار کو مغل امیروں سے لڑنے بھیجا۔ ایک لڑائی دیوی (ڈلیسہ) کے قریب ہوئی۔ سرکشوں کو بالکل شکست ہوئی اب سلطان آہستہ آہستہ سفر کرکے بروج آگیا۔ ایک دوسری لڑائی جو دریائے نربدا کے کنارہ پر ہوئی جسمیں بادشاہ کی سپاہ فتحیاب ہوئی سلطان نے کھنبایت اور سورت کو لوٹا۔ محمد تغلق دیو گڈہ کے محاصرہ کے لئے چلا جسکا مسلمانی نام دولت آباد ہے جسکو دہلی کی جگہہ اپنا دار السلطنت بنایا تھا جب وہ اسکا محاصرہ کر رہا تھا تو اوسکو خبر ہوئی کہ گجرات کے امیر

ہمسایہ میں گنڈل میں وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوا جسنے آخر کو جینا نہ چھوڑا۔ مگر وہ دریاء سندہ کے کنارہ جا پہنچا اور سندہ کے راجہ سومری کی سرزنش اسلیئے کی کہ اوسنے مفرور مغل امیروں کو پناہ دی تھی +

سلطان فیروز شاہ تغلق نگرکوٹ کی فتح کرنے کے بعد سندہ کی فتح میں مشغول ہوا اس کام میں برسات کے سبب سے التوا ہوا۔ وہ گجرات میں سپاہ لیکر آگیا۔ برسات کے ختم ہونے تک یہیں رہا۔ کئی سالوں سے ۷۷۶ھ میں گجرات کی آمدنی میں بہت کمی ہوگئی تھی سلطان سے شمس الدین افغانی نے عرض کیا کہ اگر حضور مجھے حاکم گجرات مقرر کریں تو میں اوسکی آمدنی پر چالیس لاکھ ٹنکوں دسو ہاتھیوں اور بائیس سو عربی گھوڑوں اور چار سو غلاموں کا اضافہ کرتا ہوں تو سلطان نے ظفر خاں (دریائی خاں) کے نائب شمس الدین الوزخاں سے پوچھا کہ اگر تو اسقدر محاصل ملکی ادا کرنے کا وعدہ کرے تو تجھ کو اوروں پر ترجیح دیجائیگی۔ اوسنے جواب دیا کہ مجھ میں اسقدر محاصل دینے کی قدرت نہیں تو سلطان نے شمس الدین دامغانی کو گجرات کا حاکم مقرر کردیا۔ جب وہ گجرات میں آیا تو ایک سال کا محاصل بھی اپنے وعدہ کے موافق ادا نہ کرسکا تو بغاوت پر مستعد ہوا خلقت جسپر اوسنے بہت ظلم توڑا تھا اپنا انتقام لینے کے لئے وہ اجنبی امیروں سے جا ملی اور ان کی متفق قوت نے شمس الدین کو شکست دی اور اوسکی جان لی۔ اس وقت کے بعد سے فرحت الملک اس ملک میں حکمران رہا جب ایک دوسرا شخص حاکم اوسکی جگہ مقرر ہوکر آیا تو وہ بغاوت پر آمادہ ہوا اور اجنبی امیروں سے ملکر اوسنے اس حاکم کو جو اوسکی جگہ مقرر ہوکر آیا تھا لڑکر مار ڈالا سلطان غیاث الدین نے اوسکو گجرات کا حاکم مستقل مقرر کیا۔ مگر پھر سنہ ۷۹۳ھ میں دوبارہ بغاوت اس خیال سے کی کہ میں آزاد فرماں روا ہوجاؤں۔ اسلیئے اوسنے ہندؤں کے مذہب کی تائید کی۔ اُسکا بیان آگے آئیگا۔

جب مسلمانوں کی سلطنت دہلی سے علیحدہ ہوکر گجرات میں قائم ہوئی تو اسمیں چھ تومن جدا

مسلمانی کو بے رونقی ہوئی جاتی ہے۔ نہ منبر کو عزت اور حرمت ہے۔ اور نہ مسجد کو صوم صلوٰۃ سے
بہرہ۔ اگر اسوقت کوئی فکر ایسا کیا جا کہ جس سے دین کی تقویت اور اسلام کا رواج ہو تو فہو المراد
نہیں تو کام ہاتھ سے جا چکا ہے۔ بادشاہ کو اس بات کے سُننے سے رنج ہوا اُسنے ملک گجرات کی
حکومت اعظم ہمایوں ظفر خان بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار میں سے تھا عطا کی اور اسکی
توقیر کے واسطے چتر سفید و بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہوں کے ساتھ ہے مرحمت کیا اور مظفر خان کا خطاب دار
مظفر خان دہلی میں ۵ محرم ۱۳۴۳ء کو پیدا ہوا تھا۔ اسکا باپ سلطان فیروز تغلق کا ساقی
تھا جسنے اس دنی عہدہ سے اوسکو درجہ امارت پر پہنچایا تھا۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانہ
میں ظفر خان شرع محمدی کی پابندی میں اور امانت و دیانت میں مشہور تھا۔ اسلئے جب علماء
گجرات کی عرضی بادشاہ پاس آئی تو اوسے صوبہ گجرات کا صاحب صوبہ کر دیا۔ وہ ۷۹۴ھ ۱۳۹۱ء کی
شروع میں دہلی سے متواتر کوچ پر کوچ کر کے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اوسکو راہ میں خبر ملی کہ اسکے
بیٹے تاتار خاں کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جسکا احمد خان نام رکھا گیا ہے۔ ظفر خان اسکو اپنے
لئے نیک شگون سمجھا۔ بڑی خوشی منائی جب وہ ناگور میں آیا تو اُس پاس نظام مفرح کی شکایت
کرنے کے لئے اہل کھنبائت آئے ظفر خان نے اس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط نظام مفرح
کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں معروض ہوا کہ تو نے محصول سلطانی چند سالہ اپنی
حوائج میں خرچ کیا اور خزانہ میں ایک دینار نہیں پہنچایا۔ اور باوجود اسکے ظلم و ستم کا ہاتھ دراز
کیا ہے اس جگہہ کے عام متوطن رنجیدہ ہو کر کئی دفعہ دہلی میں بادشاہ کی خدمت میں آئے
اب اس ناحیہ کا حل و عقد میرے سپرد ہوا ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جو کچھہ محصول خالصہ موجود ہو
بہت جلد اپنے پاس سے دہلی بھیج اور مظلوموں کو تسلی دے خود دار الملک دہلی کی طرف متوجہ
ہو نظام مفرح نے جواب میں لکھا کہ یہاں تم بہت دور چلکر آئے ہو وہیں ٹھیرے رہو اور
آگے تصدیع نہ کرو کہ میں ایسی جگہہ آکر حساب کو پیش کرونگا بشرطیکہ آپ مجھے مرکلوں کے
حوالہ کریں اس جواب سے ظفر خاں کو اسکی بغاوت کا یقین ہوا وہ اساول میں گیا جسکی جگہہ
احمد آباد ہے۔ ادھر سے نظام مفرح نے بھی لشکر جمع کیا

کٹ جائے۔ ایسی ہی خاندان سولانکھی نے اپنی شاخوں کی جڑیں پہلے اسے قائم کرلی تھیں کہ اوسکی خود جڑ کٹ گئی ایک شاخ اوسکی باگھیلہ یا داگھیلہ تھی جسکے نام سے گونڈوانہ میں ایک دیس بگھیل کھنڈ یا داگھیل کھنڈ آباد ہی اول گجرات میں وہ ان اضلاع میں آباد ہوے ہیں سابھر متی کے مغرب میں جسمیں بھال اور جھالاوار ہیں مگر یہاں انکا قبضہ نہیں رہا۔ احمد شاہ کے زمانہ میں وہ کلول ورسانند میں رہتے تھے جو مسلمانوں کے ہتیاروں کے زیر مشق رہتا تھا۔ دوسری شاخ سولانکھی کے بنس کے وہ ہے کہ بیر بھدر اجی نے بیر پور میں دریاے ماہی کنارہ پر قائم کی۔ وہ ۱۴۳۴؁ء میں لونا داڑا میں رہتے تھے +

پرمار بنس کی ایک شاخ شوداہی اس شوداکی ایک شاخ گجرات میں داخل ہوئی اور وہ سولی۔ ستان۔ جوئیلا۔ چوپری میں آباد ہوئی۔ ایک قوم کاٹی (کاٹھی) سند سے گجرات میں آئی۔ انکے نام پر کاٹھی وارکا دیس مشہور رہے +

باگھیلہ کے بعد انہل وارسے جھالا قوم آئی۔ جسکے نام سے جھالاوار دیس آباد ہی۔ سند ڈو جو مارواڑ میں ہے پوری ہار راجپوت آئے اونہوں نے ایدر کو آباد کیا۔ کئی نسلوں تک راج کیا۔ پوری ہار راجپوتوں کو فارسی تاریخوں میں ربیہ راجپوت لکھا ہے۔ کولی اور بھیل کی قومیں بھی آباد ہیں +

ذکر سلطنت مظفر شاہ

تاریخ مبارکشاہی اور اور تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو جسکو نظام مفرح بھی کہتے ہیں گجرات کا سپہ سالار صاحب اختیار کیا سلطان فیروز کی وفات بعد اوسکے بیٹے سلطان محمد نے حکومت گجرات پر اُسے بدستور رکھا۔ یہ ملک دہلی سے دور تھا اسلئے فرحت الملک نے اپنے تئیں مطلق العنان کرنا چاہا اور ہندوؤں کو اپنا باجدار بنانا چاہا۔ شعار کفر و رسوم بت پرستی کو رواج دیا اسلئے ۷۹۳؁ء میں گجرات کے علما اور فضلا نے سلطان محمد شاہ کو اس مضمون کا عریضہ بھیجا کہ وساوس شیطانی وہوا وہوس جسمانی کے سبب سے فرحت الملک [illegible]

جد تہا اعلام استقلال بلند کر کے اپنے اقطاع سے خارج قلعہ تہالنیر اور تمام ولایت خاندیس پر قبضہ کر لیا اور اسی پر اکتفا نہیں کی گجرات کے بعض پرگنات مثل سلطان پور نذربار کو بہی صدمت پہنچاتا ہے ظفر خان نے اسکا علاج ضروری جانا اور اس طرف متوجہ ہوا۔ ملک راجا کہ مرد عاقل و دانا تہا اپنے تئیں مرد میدان نہ پایا قلعہ میں متحصن ہوا اور اتحاد در موافقت میں صلاح دیکہی علما کی معرفت صلح کر لی۔ راجے حضرت عمر فاروق کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا تہا اسلئے ظفر خاں اسے مراسلات میں مریدانہ پیش آتا تہا اور القاب اعزاز کے ساتہہ لکہتا تہا پہر ظفر خاں گجرات میں واپس آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ گجرات کے مغربی اضلاع میں راے جہرند نے اسلام کی اطاعت سے انکار کیا ہے تو اوس نے ۷۹۵ھ ۱۳۹۳ء میں لشکر کشی کی اور ان حدود کے کفار کے قتل و غارت میں مشغول ہوا وہ نہایت متمرد و سرکش تہے۔ محبوب بدیع الجمال پریزاد پری تمثال مسلمانوں نے اسیر کیے۔ اونکی کشتیاں لوٹ کے اموال سے مالا مال ہوئیں اوسکے بعد راے جہرند نے عاجز ہو کر یک جہتی و فرمانبرداری اختیار کی بہت تحفے و ہدیے نذر میں دیے ظفر خاں یہاں سے کوچ کر کے سومنات گیا۔ یہاں بتوں کو نگونسار کیا اور بتخانوں کی جگہہ ایک مسجد جامع بنائی اور ارباب مناصب شرعیہ کو متعین کیا اور تہانے بہٹائے اور پٹن کی جانب متوجہ ہوا۔ ۷۹۵ھ ۱۳۹۳ء میں معلوم ہوا کہ مندل گڈہ کے راجپوتوں نے ایسا تسلط پایا ہے کہ اس کے مسلمان اونکے ظلم سے اپنے وطنوں کو چہوڑ کے چلے جاتے ہیں اور اونہوں نے مالگذاری بہی دینی چہوڑ دی ہے۔ ظفر خاں وہاں پہنچا۔ اور مندل گڈہ کا محاصرہ کیا۔ منجنیقوں کو لگا کے ہر روز راجپوتوں کو سنگسار کیا۔ مگر قلعہ ایسا مستحکم تہا کہ منجنیقوں سے کام نہ چلا تو ساباط تیار کیے۔ اونسے بہی کام نہ چلا۔ طول محاصرہ سے ظفر خاں ملول ہوا کہ ناگاہ لطائف غیبی سے قلعہ کے اندر دبا پہیلی اور بہت آدمی بیمار ہو کے ورم کر گئے۔ راے درگا نے دیکہا کہ اہل قلعہ کا حال تنگ ہو رہا ہے تو اوسنے ایک جماعت کو تیغ و کفن گردن میں ڈالے ظفر خاں پاس بہیجا اور عورتوں اور بچوں نے سر ننگا کر کے حصار کے اوپر سے عجز و زاری کر کے زنہار مانگی۔ ظفر خاں نے اوسکو تائید آسمانی جانا۔ اور پیشکش لیکر صلح کر لی اور اجمیر میں زیارت کے لئے گیا۔ زیارت کر کے جلوارہ دیلواڑہ

بارہ ہزار سوار اور پیادے اس پاس جمع ہوئے اور جنگ کا ارادہ کیا ظفرخاں نے اول ایلچی نہر والہ
میں کہ پٹن مشہور ہے بھیجا اور بطریق نصیحت و ملائمت کے پیغام دیا۔ کہ اپنے کام کے
بدانجامی کو سوچ اور اپنے ولی نعمت سے دورست ہوا ور گجراتیوں اور کافروں کے استظہار سے
فریب میں مت آ وہ بہادروں اور تہمتنوں کے مقابلہ میں نہیں ٹہیر سکینگے۔ تو سیدھا
دہلی کے بادشاہ پاس جا اور میرے پاس آکر مسند امارت پر متمکن ہو۔ اسکے سوا کچھہ اور نہ
سوچ اسے تو پشیمان اور گمراہ ہوگا۔ مگر نظام مفرح نے ایلچی پر درشتی کی اور نا مناسب نالائق
جواب بہیجا۔ ناچار ظفرخاں ۷۹۴ھ میں چار ہزار سوار لے کر نہروالہ کو روانہ ہوا نظام مفرح
نے دس بارہ ہزار آدمیوں کو تنخواہ دیکر نہروالہ سے باہر نکالا اور موضع کانتھو (کمبھو) کہ
نہروالہ سے بارہ کوس پر ہے ظفرخاں سے مقابلہ ہوا۔ اور خوب تلوار چلی اور نیزہ پر نیزہ چلا
اور ظفرخاں کو فتح ہوئی۔ یہاں ایک شہر آباد کیا جسکا نام جیت پور رکھا۔ نظام مفرح
تحصن کے قصد سے نہروالہ میں گیا ظفرخاں نے نہروالہ میں خوب ہتی سپاہ سے انتظام کر لیا۔
۷۹۵ھ ۱۳۹۲ع میں کھنبایت کہ مسافروں اور تاجروں کی منزل ہے وہ گیا اور رعایا کے حال پر توجہ
کی حدود اور احکام مقرر کیے اور اساول میں آیا۔ اب اوسنے ہندوؤں سے باج گذار
بنانے پر توجہ کی — ۷۹۶ھ ۱۳۹۳ع میں راجہ ایدر نے معمولی خراج نہیں بہیجا ظفرخاں لشکر لیکر
وہاں گیا۔ اور قلعہ ایدر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند دفعہ سخت لڑائیاں ہوئیں جنہیں ظفرخاں
کو فتح ہوئی تمام ولایت ایدر پر اوسنے قبضہ کرکے غارت اور تاراج کیا جس بتخانہ کو دیکھا خاک
کی برابر کیا۔ لڑکے لڑکیوں کو لونڈی و غلام بنایا۔ تہوڑی مدت میں اہل قلعہ میں غلہ کا قحط ہوا۔
کہ کتا بلی کو اور بلی کتے کو اور آدمی دونوں کو کھانے لگے۔ اسلئے رائے ایدر اپنی سرکشی سے
نادم و پشیمان ہوا۔ اور اپنے بڑے بیٹے کو بہت سی پیشکشیں دیکر ظفرخاں پاس بہیجا اور
جان کی امان مانگی ظفرخاں نے صلح اور عفو میں مصلحت دیکھی اور نقود وجواہر بہت پیشکش
میں لیئے اور محاصرہ سے ہاتھ اٹہایا۔ یہاں سے شہر سومنات کی طرف جو جزیرہ دیو کے قریب ہے مظفرخاں
کا جانے کا ارادہ تہا کہ ملک راجی المخاطب بعادل خاں نے کہ سلاطین فاروقیہ برہان پور کا

دیو (دیب) کو آن گھیرا۔ اور ایکدن میں جبر و قہر سے مفتوح کر لیا۔ اور اوسکے تمام بالغ مردوں کو
قتل کیا۔ راجہ کو اور یہاں کے تمام روسا کو ہاتہیوں کے پیروں تلے مسلا۔ اور عورتوں و بچوں کو پکڑ کر
مسلمان کیا۔ اور اونکے احمال و اثقال پر متصرف ہوئے۔ ایک بتخانہ بزرگ کو توڑا اور اوسکی جگہہ
ایک مسجد عالی بنائی۔ امراء بزرگ میں سے ایک شخص کو مقرر کیا۔ اور بہت لوٹ کا مال لیکر پٹن کو مراجعت کی
ایک مورخ بیان کرتا ہے کہ ۸۱۳ھ میں مظفر شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ لشکر لے جاکر دہلی مسخر
کرلے اور اپنے بیٹے تاتارخاں کو تخت پر بٹھائے اوسکو خود خطاب غیاث الدولہ والدین
محمد شاہ کا دیا جب اس مقصد کے لئے وہ سنت پور آیا تو تاتارخاں سخت بیمار ہوکر مر گیا۔ مظفر شاہ
فسخ عزیمت کرکے اساول میں آیا۔ اصل صحیح روایت یہ ہے کہ تاتارخاں نے سال مذکور میں اساول
میں باپ پر چڑہائی کی اور بڈہے باپ کو پکڑکر قلعہ میں محبوس کیا اور اپنے چچا شمس خاں کو وکیل سلطنت
کیا اور اپنا ناصر الدین شاہ لقب رکھا۔ صاحب سکہ و خطبہ گجرات میں ہوگیا اور تسخیر دہلی کا سامان سفر
و استعداد لشکر درست کرکے کوچ کیا۔ سلطان مظفر شاہ نے اپنے معتمدوں میں سے ایک کو اپنے بھائی پاس
بہیجا اور پیغام دیا کہ مجھے خلاص کرے اور محمد شاہ کو ہلاک۔ شمس خاں نے بھائی کو جواب دیا کہ محمد شاہ
تیرا فرزند رشید ہے تیر التعلق خاطر اوسکی طرف ہے میں اوسکو ہلاک کرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پہر
تیرے ہی تیر ملامت کا ہدف نہوں سوچ سمجھہ کر جواب دے۔ مظفر خاں نے کہلا بہیجا کہ میں ایسے
بیٹے کو جیسا کہ تاتارخاں ہے عاق کیا اور محبت کو منقطع۔ اب پدر و فرزندی کی نسبت مسلوب ہوگئی
اسلئے اوسکو مار اور میری ضعیفی و پیری پر رحم کر۔ ناچار شمس خاں نے بھتیجے کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اور
بھائی کو محبس سے نکال کر مسند حکومت پر بٹھلایا۔ دلاور خاں والی مالوہ فوت ہوگیا تہا ہوشنگ شاہ
اوسکا جانشین ہوا مشہور یہ ہوا کہ ہوشنگ نے ملک کی طمع میں باپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ دلاور خاں
اور مظفر شاہ میں بڑی دوستی تہی اسلئے ۸۱۰ھ میں وہ دہار میں دوست کا انتقام لینے گیا ہوشنگ
ایک جوان شوخ و شنگ تہا وہ ناعاقبت اندیشی سے لشکر گجرات سے لڑنے کہڑا ہوگیا شکست پائی
گرفتار ہوا مظفر شاہ نے دہار میں اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا اور اپنے بھائی نصرت خاں
کو وہ تفویض کیا مظفر نے اساول میں مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کو

کی طرف لواء غزا کو جلوہ دیا۔ اس راج میں بت پرستی کا رواج بڑا تہا۔ یہاں آدمیوں کو قتل کیا۔ بت کدونکو خراب کیا۔ اس ولایت کے چند قلاع لیکر اپنے معتمدوں کے حوالہ کئے۔ تین سال بعد پٹن میں آیا۔ اوسنے حکم دیا کہ سپاہی ایک سال کی خدمت و تردد سے معاف ہوں۔ تاریخ الفی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کرکے ظفرخاں نے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور مظفر شاہ اپنا خطاب رکہا +

آخر سنہ۸۰۰ھ میں ظفرخاں کا بیٹا تاتارخاں کہ سلطان محمد بن فیروز کا وزیر تہا۔ ملوخاں کے غلبہ و استیلا سے بہاگ کر گجرات میں باپ پاس آیا۔ جسکا بیان سلاطین دہلی کے حال میں ہوا تاتارخاں نے باپ کو دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی مظفرخاں نے منظور کیا اور لشکر کے تیار کرنے میں لگا کہ یہ خبر آئی مرزا پیر محمد خاں نبیرہ امیر تیمور نے ملتان لے لیا۔ مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ مرزا پیر محمد خاں امیر تیمور کا مقدمہ ہے۔ اسلئے اوسنے اپنی عزیمت کو ملتوی کردیا۔ ۸۰۱ھ میں اپنے بیٹے تاتارخاں سے اتفاق کرکے قلعہ ایدر کی تسخیر کا قصد کیا۔ اور سفر کرکے نہب و غارت میں تقصیر نہیں کی۔ قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان ایسی ضیق میں آگئی کہ وہاں کے راجہ رن مل نے نہایت عاجزی کے ساتھہ ایلچیوں کو بہیجا اور پیشکش دینا قبول کیا۔ چونکہ ممالک دہلی فتنہ و شر سے پر تھے اسلئے اوسنے پیشکش پر اکتفا کی اور رمضان میں پٹن میں مراجعت کی۔ اس حال میں ایک خلق کثیر دہلی سے امیر تیمور کے خوف سے بہاگ کر پٹن آئی ہر ایک پر مظفر شاہ نے اوسکے حال کے مناسب شفقت کی۔ اس ہر بڑ میں صاحب قرن سے بہاگ کر سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ گجرات میں آیا۔ مظفر شاہ نے اپنی صلاح دولت اوسکے آنے میں نہ دیکھی۔ ایسا اوسکے ساتھہ سلوک نالائق کیا کہ وہ تنگ آکر اور دل شکستہ ہو کر مالوہ چلا گیا۔ اسی سال میں مظفر شاہ نے پہر قلعہ ایدر کو جاکر محاصرہ کیا۔ رائے رنمل کو سوا فرار کے کوئی چارہ نہ تہا۔ رات کو قلعہ خالی کرکے وہ بیجانگر کو بھاگ گیا۔ صبح کو مظفر شاہ قلعہ کے اندر آیا اور ایک سردار اور سپاہ کو یہاں مقرر کیا۔ ۸۰۳ھ میں وہ سومنات میں گیا۔ یہاں لڑائی میں بڑی خونریزی ہوئی مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اور دیو میں اسے بھاگ گیا۔ مظفرخاں نے

برابر ۵۰۰۰۰ روپئے یا ۶۶۶۶۶۶ روپئے کے ہوئے) بیاک داس اور جیون داس کی ہمنوئی سے
زمینداروں کو گھوڑے خلعت اور فرمان بھیجے گئے اور اطاعت پر دلالت کی گئی سلطان احمد شاہ
نے باوجود عنفوان شباب کے کام میں عجلت نہیں کی اور ایک جماعت کے ساتھ ایک مکتوب نصیحت آمیز
فیروز خاں پاس بھیجا۔ مگر اس پند و وعظ کی شراب نے فیروز کے مزاج میں کوئی نشہ نہ پیدا کیا آدم
بھنگر کچھ آدمیوں کے ساتھ اونکے دفع کرنے کو مامور ہوا مگر اوسکو شکست فاحش ہوئی بنا یک اس کے
نام فتح ہوئی جسنے اوس کو نہایت نخوت ہوئی۔ امرا کو اوسکے تسلط کی تاب نہیں ہوئی سب نے
اوسکو ملکر قتل کر ڈالا۔ اکثر آدمی فیروز خان سے جدا ہوکر احمد شاہ پاس چلے گئے فیروز قلعہ بروج
میں متحصن ہوا سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خان پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ خدائگان کبیر
مظفر شاہ نے اس دیار کے حل و عقد کی باگ مجھ بے مقدار کے قبضہ اقتدار میں دی ہے الحمد للہ
امرا کی اطاعت و انقیاد سے اور موافقت ایام سے سلطنت کو استحکام لا کلام ہو گیا ہے تجھکو
چاہئے کہ عمرو زید کے جمع ہونے پر فریفتہ نہ ہو اور اپنے افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہوکر
اعتذار کا دامن پکڑ۔ سرکشی کی بد انجامی سے خوف کر اور اقطاع جو مظفر شاہ نے ہر ایک
کو دی ہیں اوسپر قانع اور میرے الطاف کا مترصد ہو۔ اس ایلچی کے آنے اور پیغام سننے
کے بعد سب نے سوچا اور ہیبت خان کہ سلطان کا سگا چچا تھا بھتیجے پاس گیا اور اپنی ندامت کو
ظاہر کیا سلطان نے اوسپر نوازش کی۔ سب امرا کے جرائم معاف کر دئے اور اپنی اپنی جاگیروں
میں اون کو آباد کیا +

احمد شاہ کا ارادہ پٹن جانے کا تھا کہ اوسنے سنا سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خان نے
مدد کے لئے طلب کیا تھا۔ اپنے دار الملک سے چلکر گجرات کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان
احمد شاہ نے عماد الملک کو لشکر کثیر کے ساتھ کارزار کے لئے بھیجا اور خود بھی پیچھے ایک جماعت
صوری و معنوی کے ساتھ روبراہ ہوا۔ جب ہوشنگ کے نزدیک عماد الملک آیا تو اوس نے
کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ نہایت خجالت و انفعال کے ساتھ اپنے دیار کو گئے تو عماد الملک
چلا آیا تو سلطان احمد شاہ اساول میں آگیا ۸۱۵ھ کے آخر میں شیخ احمد کمنبوہ سے استخارہ

سپرد کیا اور حکم دیا کہ کسی قلعہ میں اسے محبوس کرے۔ احمد شاہ نے حکم کی تعمیل کی۔ چند مہینے کے بعد اس پوتے نے دادا کو عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھا اُس میں ہوشنگ کی رہائی کی درخواست کی دادا نے پوتے کی درخواست منظور کی اور نصرت خاں کو بلا لیا۔ اور ہوشنگ کو چتر سفید و سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی دیکر مالوہ و منڈو بالکل اسے دیا اور احمد شاہ کے ہمراہ اوسکو روانہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکو تخت پر بٹھا کے گجرات میں چلا آیا +

صفر ۸۱۳ھ میں مظفر شاہ بیمار ہوا جب اوسنے جانا کہ یہ مرض الموت ہے تو وصیت کی اور اپنے فرزندوں میں سے احمد شاہ میں زیادہ قابلیت دیکھی اوسکو اپنا ولیعہد کیا اور ۸ ربیع الاول کو اکھتر سال کی عمر میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اوسکی مدت ایالت ۴ سال سے کچھ زیادہ تھی +

ذکر سلطنت احمد شاہ

دہلی میں ۷۹۳ھ میں پیدا ہوا تھا ۲۱ سال کی عمر میں دادا کے مرنے کے بعد بادشاہ ہو گیا منتخبات التواریخ اور مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ ظفر خاں کا بھائی شمس خاں تھا جو چیتور کی لڑائی میں مارا گیا تھا اوسکا بیٹا فیروز خاں تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ مظفر خاں کا بیٹا تھا بھتیجا نہ تھا جب ۸۱۵ھ میں اوسنے احمد شاہ کے جلوس کی خبر سُنی تو علم بغاوت بلند کیا۔ اور حسام الملک و ملک شیر و ملک کریم حسن و جیونداس و نبا نائک اس کٹہری کو اپنے ساتھ متفق کیا یہ امرائے مظفری میں مشاہیر میں سے تھے اور شرارت ذاتی و فتنہ انگیزی میں موصوف و معروف تھے اونکے ذریعہ سے سپاہ جمع ہوئی یہ سب کھنبائت میں گئے۔ امیر محمود ترک اور شاہزادہ ہیبت خاں بن سلطان مظفر سورت میں آکر اونسے ملے ہیبت خاں کے ملنے کی خبر سنکر سعادت خان شیر خان بن سلطان مظفر کھنبایت میں گئے اور نربدہ کے کنارہ کو معسکر بنایا اور آپس میں مشورہ کر کے سات آٹھ ہزار سوار اوسکے ساتھ بڑوچ میں گئے۔ فیروز خاں نے سر پر چتر رکھا اور سراپردہ سرخ لگا اور اسکا اعلام کیا اور ہوشنگ کو بھی استعانت و امداد کے لئے خط لکھا۔ سلطان ہوشنگ نے اس شرط پر آنا منظور کیا کہ حصول مقصد کے بعد ہر منزل پر سو ہزار ٹنکہ دینے کا وعدہ کیا جائے ہندوستان کے اس حصہ میں ٹنکہ آدھا یا دو تہائی روپیہ کی برابر ہوتا ہے تو سو ہزار ٹنکہ

کی ملازمت کریں سلطان احمد شاہ اُنکے مکر وحیلہ سے غافل تھا اوسنے اپنے امراء کبار کو حسب الالتماس اونکے قلعہ کے دروازہ کے قریب بھیجدیا - فیروز خاں کے وکیل ملک بدر اور انکس خان آئے ملائمت کی باتیں کیں اور دریچہ قلعہ کھولا امراء احمد شاہی سوار اونکے نزدیک گئے اور باتوں میں مشغول ہوئے کہ ناگاہ ایک جمعیت خندق کی کمین سے نکلی اور اونکی طرف متوجہ ہوئی اثر در خاں وعزیز الملک تو گھوڑے بھگا کر احمد شاہ پاس پہنچے - نظام الملک و سعید الملک گرفتار ہوئے جب اونکو قلعہ میں لئے جاتے تھے تو وہ پکار پکار کہتے تھے کہ ہم خود گرفتار ہوئے ہیں - سلطان ہمارے حال کا لحاظ کچھہ نہ کرے اور قلعہ پر تاخت کرے کہ وہ ایک حملہ میں ہاتھہ آجائیگا - ملک بدر نے ان دونو کے پانوں میں زنجیر ڈال کر ایک اندھیرے گھر میں بند کیا وہ سمجھتا تھا کہ جبتک یہ امیر قید میں ہینگے اہل قلعہ احمد شاہ کے ہاتھہ سے محفوظ رہینگے - احمد شاہ نے جنگ سلطانی کرکے ایک دن میں قلعہ کو فتح کرلیا - ملک بدر و انکس خاں کو مار ڈالا - نظام الملک و سعید الملک دونو سلامت نکلے اور احمد شاہ کی ملازمت میں مستعد ہوئے - فیروز خاں و رنمل دونو جنگل کو وہ ایدر میں چلے گئے چند روز کے رنمل راجہ ایدر نے اپنے کام کا علاج یہ کیا کہ فیروز خان کے ساتھہ غدر کیا اور اوسکے ہاتھیوں اور خزانہ کو لیکر سلطان احمد کی خدمت میں بھیجدیا - مال گزاری کے لئے عجز و زاری شروع کی سلطان فتح پاکے احمد آباد میں آگیا فیروز خان بھاگ کر ناگور میں گیا اور وہاں کے حاکم کے ہاتھہ سے قتل ہوا +

۸۱۶ھ میں ملک شیر و ملک بھیکن و آدم خاں افغان و ملک عیسیٰ سالار نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور متمرد زمینداروں کو اپنا یار بنایا اور ولایت گجرات میں تاخت و تاراج شروع کی اس زمانہ میں راجہ منڈل و راجہ نادوت و بدھوان نے سلطان ہوشنگ پاس اپنے آدمی بھیجکر گجرات کی تسخیر کے لئے تحریص کی - سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے حقوق سابق کو بالائے طاق رکھا - اور گجرات کی طرف متوجہ ہوا - اور اوسکی خرابی و تاراج میں کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی سلطان احمد نے تو راجہ جلوارہ پر فوج کشی کی تھی اب اوسنے دیکھا کہ فتنہ و غبار دونو طرف سے اُٹھا تو اسنے ایک ایک میر کو ہر جگہ کے امیر سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خود سلطان ہوشنگ کے دفع کرنے

استنشاہ لیکر سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور اوسکا نام احمد آباد رکھا۔ وہ شہر تھوڑی مدت میں آباد ہوگیا اور سلاطین گجرات کا دار الملک بن گیا۔ قصبہ اساول اس شہر کا ایک محلہ بنا بلدہ کے سرے پر کہ دربار شاہی سے متصل ہے تین طاق کلاں خشت پختہ کے بنائے اور اوسکا نام ترپولیہ رکھا۔ بازار ایسا چوڑا بنایا کہ اس میں گاڑیاں پہلو بہ پہلو جا سکتی ہیں دکانیں پکی اینٹ کی بنائیں اور اونپر گچ کاری کی۔ قلعہ و جامع مسجد بنائی شہر سے باہر تین سو ساٹھ پورے آباد کئے۔ ہر پورہ میں مسجد و بازار اور دیوار بند بنائے۔ اس میں یہاں کے بادشاہوں اور بزرگوں کی عمارات گچ و خشت پختہ سے بنی ہوئی ہیں اور اکثر گھر مٹی کے ہیں غرض یہ شہر معمور ہے اور بعض خصوصیات میں ہندوستان میں بے نظیر ہے۔

سنہ ۸۱۵ھ میں کچھہ دن باقی تھے کہ فیروز خاں و ہیبت خاں نے ملک بدر علاء کے بہکانے سے بغاوت کے گھوڑے چمکائے۔ راجہ ایدر رنمل رائے پانچ چھہ ہزار سوار اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ اوسکو اپنے ساتھہ اس وعدہ پر متفق کیا کہ قلعہ ایدر اوسکو عطا کیا جائیگا۔ سید ابراہیم المخاطب بہ رکن الدین خان جاگیردار مہراسہ کو بھی اپنے ساتھہ یک جہت کر کے خوب جمعیت فیروز خاں نے بہم پہنچائی سلطان احمد شاہ نے لشکر کو جمع کیا اور مہراسہ پر متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں رکن الدین خان کے بہکانے سے فتح خان۔ احمد خاں سے برگشتہ ہوکر فیروز خاں سے مل گیا۔ احمد شاہ جب باغیوں کی حدود میں آیا تو اوسنے علماء کی ایک جماعت کو ملک بدر اور رکن الدین خان پاس بھیجا کہ پردہ غفلت کو اونکی نظر بصیرت سے اٹھاکر راہ راست پر ہدایت کریں۔ مگران علماء نے مدعا کے موافق جواب نہ پایا وہ دلگیر ہوکر سلطان احمد شاہ پاس آئے۔ وہ افواج و صفوف کو آراستہ کرکے قلعہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس طرف سلطان کے مقابلہ میں بڑے بڑے آدمی نکلے آئے ابھی سیف و سناں کی استعمال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ احمد شاہ کی صولت بادشاہی اونکے دل میں ایسی بیٹھی کہ وہ قلعہ میں بھاگ گئے۔ احمد شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور چند دفعہ آدمی بھیجکر صلح کی ترغیب دی پن ملک بدر اور انکس خانے مکر و عذر سے پیغام دیا کہ فلاں فلاں امیر قلعہ کے نزدیک آنکر عہد و قرار کریں تو ہماری خاطر جمع ہو کہ ہم باہر آنکر سلطان کی

خاموش نہیں ہیں مرآۃ سکندری میں لکھا ہے کہ زرخیز و شاداب ملکوں مالوہ اور خاندیس اور گجرات کی بہ نسبت سورٹھ میں زیادہ دولت ہے۔ اس میں اُن ملکوں کی ساری عمدہ اور بیش قیمت چیزیں ہر جگہ نظر آتی ہیں وہ اِن ممالک کی زمین کی ساری خوبیوں میں برابر ہے مگر یہ فضیلت و فخر اسی کو حاصل ہے کہ اس میں بندرگاہیں جن سے تاجر دولت کماتے ہیں اور اونکی بدولت خشک ملکوں میں عیش و عشرت و آسایش و آرایش کا اسباب بہم پہنچتا ہے جسکی ضرورت اِس ملک کو ہی مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان احمد شاہ نے کوہ گرناکے قلعہ کی بڑی تعریف سنی تھی وہ اوسکے دیکھنے کا کمال اشتیاق رکھتا تہا۔ ابتک یہاں کسی راجہ نے مسلمانوں کی اطاعت نہیں کی تھی۔ یہاں کے راجہ نے شیر ملک باغی کو پناہ دی تھی اسلئے احمد شاہ کو اس ملک پر حملہ کرنے کے لئے یہ خاصہ سبب ہاتہہ آگیا تہا جب احمد شاہ کوہستان کے قریب آگیا تو اوسکا مقابلہ ہندو راجہ نے کیا۔ مگر مسلمانوں کی جنگ کے تند سیلاب میں کہیں اسکا پیر نہ جما۔ ابتک وہ نے مسلمانوں کی لڑائی کا صدمہ اوٹھایا نہ تھا اوسکو شکست ہوئی اور قلعہ گرنار (گرنال) تک اسکا تعاقب کیا گیا اب اس قلعہ کو جونا گڈہ کہتے ہیں۔ سپاہ اسلام نے قلعہ کے نیچے آنکر اہل قلعہ کو ایسا تنگ کیا کہ راجہ نے تحفہ تحائف بھیجکر سالانہ خراج دینا قبول کیا سلطان نے دو سگے بھائی سید ابو الخیر و سید ابو القاسم کو تحصیل مال کے واسطے مقرر کیا۔ گجرات کے مختلف حصوں میں ہندو زمیندار پھیلے ہوئے تھے جنکے تہوڑے یا بہت دیہات تھے اونکے مطیع کرنے پر احمد شاہ متوجہ ہوا بعض ان زمینداروں میں سے پہاڑوں اور جنگلوں اور قدرتی حصاروں میں رہتے تھے جو نہایت دشوار گذار تہے وہ خراج نہیں دیتے تھے جب تک کہ اونکے سر پر لشکر نہ چڑھے بعض زمیندار جو ایسے مشکل مقامات میں نہیں رہتے تھے۔ وہ اپنی زمین کو چھوڑکر ملک میں قزاقی و رہزنی کا کام کرتے تھے اونکے پیچھے سپاہ پہرتے پہرتے تھک جاتی تھی۔ آخر کو وہ مصالحت پر راضی ہوجاتی تہی اور اونکی منضبطہ جاگیریں اونکو پھیر دی جاتی تہیں جب اونکے سر پر سے سپاہ اٹھہ جاتی تو پھر وہی اپنا خود سری کا طریقہ اختیار کرتے تھے بعض زمیندار مسلمان ہوگئے تہے۔ اُن کا طریقہ کچھہ شائستہ ہوگیا تہا۔ اونکے ساتھہ ایسی زبردستی نہیں کرنی پڑتی تھی +

طرف متوجہ ہوا جب مقصد بانڈہو میں پہنچا جو نواحی چنپانیر کے نزدیک ہی تو اوس نے ملک عماد الملک سمر قندی کو ایک فوج بزرگ کے ساتھ اپنے سے پہلے سلطان ہوشنگ سے لڑنے کو بھیجا جب اوسنے سنا سلطان احمد کا غلام اوسسے لڑنے آتا ہی تو اپنی شان کے ارفع سمجھکر اپنی ولایت کو مراجعت کی عماد الملک نے اس جماعت کو مقید کیا جو اس فساد کی محرک اور باعث تھی اُسکو بادشاہ کی خدمت میں لایا ہوشنگ نے مراجعت کے لئے ناحق کا بہانہ بنایا ورنہ وہ بھی کوئی اپنا غلام احمد شاہ کے غلام سے لڑنے کو بھیجدیتا اور جب احمد شاہ اپنے غلام کی مدد کو آتا تو یہ اپنے غلام کی کمک کو جاتا۔ جب ہوشنگ بھاگ گیا تو اوسکے امرا بھی احمد شاہ کے امرا کے سامنے نہ ٹھہرے بھاگ گئے۔ شہزادہ لطیف خان اور نظام الملک نے شیر ملک اور احمد سر کھیچی کا تعاقب کیا وہ وساوس نفسانی و خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے۔ اونکے گھر پر جاکر اونکے احمال و اثقال پر وہ متصرف ہوئے۔ آخر ناچار ہو کر شیر ملک اور احمد شیر کھیچی پھر کر لڑے اور شکست پائی ایک روایت یہ ہے کہ شیر ملک نے پیچھے سے دشمن پر شبخون مارا مگر مقصد حاصل ہوا۔ اور ایک جماعت کو مار کر راجہ گرنال صحیح نام گرنار ہے پاس بھاگ گیا اور احمد شاہ اپنی دار السلطنت کو آیا +

سورتھہ کا دیس ایسا ہی کہ وہ ہمیشہ ہندوؤں کو عزیز رہا ہے۔ اسکو دنیا میں وہ اپنا بہشت جانتے ہیں۔ اس سرزمین میں صاف دریا بہتے ہیں اسمیں اچھی نسل کے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں خوبصورت پیاری پیاری شکل کی عورتیں ہوتی ہیں جین اس کو مقدس جانتے ہیں۔ اونکے دینا ناتھہ اور ارشت نمی کی سرزمین وہ ہے اور ہندو اسکو متبرک اسلئے سمجھتے ہیں کہ وہ اونکے مہادیو اور سری کرشن کا دیس ہے۔ ترتھنکر کے پیرو یعنے جین مقدس پہاڑ گرنار اور شترنجائی کی جاترا کو آتے ہیں اور وشنو کے چیلے سورتھہ کا خیال ایسا رکھتے ہیں کہ ہر صبح کو ملتے ہر گوپی چندن کا تلک لگاتے ہیں۔ شنو کی پوجا کرنے والے سورتھہ کے سنکھہ میں محمد شنکر کی زمزمہ سرائی کرتے ہیں اور راجپوت اور بھاٹ رنگھنکار کی بہادری کی تعریف کرتے ہیں اور رانک دیوی کی قسمت کے لئے روتے ہیں اور ہر شام کو دہات کے درختوں کے نیچے سورتھہ کی ستایش میں یہ اشلوک پڑھتے ہیں جنکا ترجمہ یہ ہے کہ سورتھہ میں پانچ رتن ہیں گھوڑے۔ دریا۔ عورتیں۔ سومناتھہ ہری مسلمان بھی اوسکی تعریف میں

بہت کوشش کرتا تھا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا آخر کو ان سرکشوں کی ما یحتاج زندگی میں کمی
ہو گئی جس سے اونکو بہت تکلیف ہوئی اور اونکے سوار بھی مر گئے۔ احمد آباد اور کرمی کے درمیان
سڑک پر سان تیج کے قریب ایک گاؤں ناش مد تھا اوسکے تال پر یہ دونو بھائی ایک رات
پہونچے۔ بہت سویرے صبح کو ایک بھنڈاری اکھو راجپوت کہات کی گاڑی اپنے کہیت کو لیے
جاتا تھا۔ باگھیلہ کے ایک نوکر نے جب گاڑی کو نزدیک آتے دیکھا تو وہ چھپ گیا۔ گاڑیبان
نے اکھو سے کہا کہ یہاں لوٹیرے آئے ہوئے ہیں جلدی سے یہاں سے نکل جاؤ۔ اکھو نے کہا کہ
لوٹیرو تسے ڈر نہیں انمیں کوئی راجپوت میری مانند نہیں ہے اگر ہوتا تو تین دن میں اپنی گراس
(زمین) کو پھر حاصل کر لیتا۔ ایک باگھیلہ کے نوکر نے یہ بات سن کر اپنے سرداروں سے
جا کہی۔ انہوں نے اس راجپوت کو بلایا۔ اکھو بھنڈاری ان بھائیوں کے پاس آیا۔ اونہوں نے
اسے پوچھا کہ تو نے کیا کہا تھا تو وہ اپنے دل میں سوچا کہ میں نے تو ایک ہنسی سے بات کہی تھی
مگر یہاں اب وسکے کہنے سے انکار نہیں ہوسکتا۔ اوسنے کہا کہ اے میرے سوامی میں نے یہ کہا تھا
اگر میری مانند کوئی راجپوت تم میں ہوتا تو اپنی زمینوں کو تین دن میں پھر لے لیتا۔ یہ سنکر
بھائیوں نے راجپوت سے کہا کہ ہم تجھکو ایک ہزار روپیہ کا گھوڑا دیتے ہیں اور جو کچھ تو لے گے
وہ دینگے تو ہمارے ساتھ چل۔ وہ اوسکو لیکر احمد آباد کی طرف چلے +

جمعہ کے روز بادشاہ کے اہل حرم اور امیر زادیاں سرکیج کے قریب ایک مقدس مزار کی
زیارت کو آیا کرتی تہیں۔ پانچسو گاڑیوں میں وہ سوار ہوتی تہیں اور بڑا چوکی پہرا اونکے ساتھ
ہوتا تھا۔ ساری گاڑیوں سے کچھہ فاصلہ پر ملازم رہتے تھے۔ یہ مستورات مزار کی زیارت کو
جاتی تہیں اکھو بھنڈاری نے ان بھائیوں سے کہا کہ اگر تم ان عورتوں کو نہیں گرفتار کر وگے
تو تم کو تمہاری زمین پھر نہ ملے گی۔ ان مستورات کی گاڑیاں مزار کے احاطہ میں داخل ہوئیں تو
راجپوت سواروں نے جا کر اونکو گھیر لیا۔ بادشاہ کی بیگم نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اونھوں نے کہا
کہ ہم درہو اور جیتو ہیں ہماری آبائی ریاستیں ضبط ہو گئی ہیں اب ہم نے مرنے کو جی میں
ٹھان لیا ہے ہمارا ارادہ ہے کہ ان گاڑیوں کو پکڑ کر لے جائیں۔ بیگم نے کہا کہ اگر تم مجھہ کو

مراۃ احمدی میں لکھا ہی کہ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں اُس ملک میں مذہب اسلام داخل ہوا
جو نہر والہ پٹن کے مغرب سے شروع مشرق تک پھیلتا ہے مگر پھر بھی بہت سے مقامات میں کفر ہی
مروج تہا۔ سلاطین گجرات کی سعی سے بہ تدریج اس کفر کی ضلالت دور ہوئی اور
سلطان احمد شاہ کی عرق ریزی سے بہت کافر نور ایمان سے منور ہوئے ۸۱۴ھ ۱۴۱۱ء میں ملک تحفہ کو
تاج الملک کا خطاب دیکر خاص حکم اوسکو یہ دیا کہ وہ کافروں کے بت خانوں کو ڈہادے اور
اور گجرات میں اسلام کی حکومت و سطوت دکھادے اُس نے اس اپنے فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے
ادا کیا کہ فرشتہ نے لکھا ہے کہ ممالک گجرات کا ضبط اوس نے ایسا کیا کہ کل مملکت میں گراس و میواس نام
کو باقی نہیں ہے گراس و میواس وہ فرقے زمیندار ہوتے تھے جنکا طریقہ یہ تھا کہ وہ رعیت اور متعلقین سمیت
اپنے گانوں کو چہوڑکر اور ویران کرکے کسی ایسی پناہ گاہ میں چلے جاتے تھے کہ وہاں بیٹھے
غارت گری کرتے تھے اور اوسکی سزا سے بچے رہتے تھے جب اونکو مسلمانوں کی سپاہ نہایت
تنگ کرتی تھی تو وہ خراج دیتے تھے +

احمد شاہ کے باب میں ہندو بھاٹوں اور کبیشروں نے زٹل قافیے بنا رکھے ہیں گو وہ سچی تاریخی
پیرایہ سے معرا ہیں مگر بعض خانگی امور انمیں ایسے لکھے ہیں کہ اونسے اس زمانہ کا حال معلوم
ہوتا ہے اونکو ہم نیچے لکھتے ہیں +

احمد شاہ کا ہندو رئیسوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرنیکے لئے چاپلوسی کرنا

بھاٹ و کبیشروں کی بیان کی سند پر ہم لکھتے ہیں کہ جب بادشاہ نے مملکت باگھیلہ کو لے لیا
تو اس خاندان میں دو بھائی برہوجی اور جیتوجی نے سرکشی کے لئے سر اُٹھایا۔ انہلواڑا پٹن کے قریب
ایک ملک تھل کہلاتا تہا اسمیں اپنے کنبے کو خیر و عافیت سے رکھنے کے لئے ایک بہائی
نے بھیلری گڈھ اور دوسرے بہائی نے سردہار کو پسند کیا اسی سبب سے ایک بہائی کی اولاد بھیلاریہ
اور دوسرے کے سردہار باگھیلہ کہلاتی تھی۔ یہ سردار اپنے کنبے کو چہوڑکر اور ڈیڑہ سو سواروں
کے قریب ساتھ لیکر احمد آباد تک لوٹ مار کرتے تہے کبھی دن کو کبھی رات کو احمد آباد کے دہات
لوٹتے تھے اور کبھی آدمیونکو پکڑ کرلے جاتے تہے۔ سلطان احمد شاہ اُن کی تنبیہ کے لئے

بے عزت کروگے تو میں جاؤنگی نہیں تو میں شہر میں جاکر فوراً تمہاری زمینیں تمکو دلا دونگی - اور
اس بات پر قسم کھائی تو سوار چلے گئے جب بیگم کی سپاہ کو اوسکی خبر ہوئی تو وہ باگھیلوں پر حملہ
کرنے کو تیار ہوئے مگر بیگم نے منع کردیا کہ اجنبیوں کو ستاؤ نہیں بیگم اپنے شہر میں گئی اور رات
اپنے محل میں خفا خفا بیٹھی اور روشنی کو بھی منع کردیا - بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ
اس پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ خیر تو ہے آج کیا ہوا - اوسنے اپنی ساری کہانی سنائی
کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ان بھائیوں کو اونکی زمینیں دلوا دونگی - آپ اونکو بلوائیے اور
اونکی زمینیں واگذاشت کیجئے - اگر وہ میری گاڑی کو لے جاتے تو پھر بادشاہ کی عزت
کہاں قائم رہتی +

بادشاہ نے احمد آباد میں ان بھائیوں کو عزت کے ساتھ بلایا - اور انکو خلعت دینے کا
وعدہ کیا - بیگم نے اونکو کہلا بھجوایا کہ وہ بالری میں سفید چاہ کے قریب ٹھیریں صبح کو میں اندھیرے
یعنے اول ان پاس ہوؤنگی - اونہوں نے یہی کیا - بادشاہ کے حکم سے اوسکے وزیر نانک چند
اور موتی چند وہاں گئے اور ایک باغبان کی معرفت درہوجی اور جلتوجی کو اپنے پاس بلوایا
باگھیلوں نے اُنسے پوچھا کہ اس بات کی کیا کفالت ہے کہ ہم گرفتار ہوکر قیدخانہ میں ڈالے جائینگے
وزرا نے کہا کہ ہم خود کفالت میں کہ نہ آپ پکڑے جائینگے نہ قیدخانہ میں ڈالے جائینگے -
اونہوں نے قسم کھائی اور اونکو شہر کی طرف لائے شام کے وقت وہ شہر کے دروازہ میں آئے
وہاں اونہوں نے سڑک کے ایک طرف ایک عورت کو بے پردہ بیٹھے دیکھا - باگھیلوں نے
پوچھا کہ یہ کس قوم کی عورت ہے - وزرا نے جواب دیا کہ وہ برہمنی یا بنیئی معلوم ہوتی ہے - تو راجپوتوں
نے وزیروں سے پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے تو اونہوں نے کہا کہ بنیا تو درہو نے جلتو سے
کہا کہ بھائی یہ وزیر اس عورت کی اولاد میں سے ہیں کہ وہ کھلے دن میں اس طرح بے پردہ
بیٹھی ہے اگر بادشاہ ہم کو پکڑکر بندی خانہ میں بند کردیگا تو انکو کیا شرم آئے گی اسلئے
بہتر ہوگا کہ یہاں سے ہم اولٹے چلے جائیں اونہوں نے وزرا سے کہا کہ ہم تمہاری کفالت پر
اعتماد نہیں کرتے اسلئے وہ پھر سفید چاہ پر آگئے - وزرا نے بادشاہ سے یہ سرگذشت بیان کی

مگر میرے رشتہ مندوں میں بعض لڑکیاں بادشاہ کے لائق ہیں انہیں سے کسی کا بادشاہ سے بیاہ کرادونگا۔ بادشاہ نے کہا خواہ کچھہ ہی ہو تو اپنی لڑکی کو مجھہ سے بیاہ کرنے پر چند عذر لڑکی کی چھوٹی عمر ہونے کے کئے مگر بادشاہ نے ایک نہ مانا تو اوسنے قبول کرلیا اٹھاکر اپنے گھر گیا۔ بادشاہ نے ورہوا اور جیتو کو بلاکر کہا کہ تم کہتے تھے کہ سامنت سنگہ مجھسے بیٹی بیاہنے پر راضی نہیں ہوگا وہ تو راضی ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ اوسنے قبول تو کرلیا مگر راجپوتوں کی ایک رسم ہوتی ہے کہ دلہن کے لئے کچھہ کپڑے اور جواہر بھیجتے ہیں اوسکو بسنت کہتے ہیں اگر سامنت سنگہہ بسنت کو لے لے تو ہم جانیں کہ بیاہ کا فیصلہ ہوگیا +

کچھہ دنونکے بعد احمدشاہ پاس سامنت سنگہ آیا۔ بادشاہ نے اوسے کہا کہ اپنی لڑکی کے لئے بسنت لے تو اوسنے کہا میں گھر جاکر لے لونگا۔ بادشاہ نے کہا کہ تم اپنے گھر بسنت کو ساتھہ لیجاؤ اٹھاکر کو زبردستی بسنت دیگئی۔ بادشاہ نے پھر بھائیونکو بلاکر کہا کہ تمہارا کہنا جیسے پہلی دفعہ جھوٹ ہوا تھا کہ سامنت سنگہ اپنی بیٹی بیاہنے پر راضی نہیں ہوگا ایسی دوسری دفعہ جھوٹ ہوا کہ وہ بسنت نہیں لیگا اوسنے بسنت لے لی۔ پھر ان بھائیوں نے کہا کہ اب وہ بیاہ کی تاریخ نہیں ٹھیرائیگا دوسری ملاقات میں بادشاہ نے سامنت سنگہ سے کہا کہ بیاہ کی تاریخ مقرر کرنے کو تو اوسنے عرض کیا کہ میں دس مہینے سے یہاں آیا ہوا ہوں میں گھر جاؤنگا اپنی آمدنی کو دیکھونگا ایک سال میں شادی کا سامان تیار کر دونگا میرے پاس بالفعل بادشاہ کے ساتھہ لڑکی کی شادی کرنے کے لئے کچھہ نہیں ہے۔ کچھہ انتظار فرمائیے۔ بادشاہ نے کہا کہ خزانہ سے جسقدر روپیہ کی ضرورت شادی کے لئے ہو لیجا اور تاریخ مقرر کردے اوسنے جواب دیا کہ حضور اگر میں روپیہ اس کام کے لئے خزانہ سے لونگا تو میری ساکھہ میں فرق آئیگا۔ بادشاہ نے زبردستی اوسکے ساتھہ خزانہ کا ایک اونٹ کردیا۔ اس روپیہ سے سامنت سنگہ نے بیول میں ایک قلعہ جنگی بنایا اور بارود گولی جمع کی۔ اوسنے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ آؤ اور لڑکی کو بیاہ لے جاؤ +

بیول سے چودہ میل پر ایک پہاڑی نہایت خطرناک جگہہ میں تھی۔ وہاں ایک قلعہ تھا جس کو دھوری یا دتی کہتے تھے۔ اس میں ایک بڑا محل اوسنے بنایا اور زمین کے اندر ایک بڑا غار کھدوایا کہ اگر بیول میں زور آسیر پڑے تو وہ یہاں بھاگ کر آجائے +

[illegible] ہوئے دیکھنے اونہوں نے چھیڑ سے کہا کہ یہ کون منہ چھپائے جاتا ہے سامنت سنگہ نے
یہ سنکر کہا کہ میں کیوں اپنا منہ چھپاؤں۔ وہ اپنا منہ چھپائیں جنہوں نے مسلمانوں سے اپنی
لڑکیوں اور بیٹیوں کی شادیاں کردی ہیں۔ ورہو اور جیتو یہ سنکر بڑے خفا ہوئے
اور اونہوں نے قسم کہائی کہ اگر سامنت سنگہ کی بیٹی کسی مسلمان سے نہ بیاہی جائیگی تو ہم اپنا
نام ورہو اور جیتو نہ رکہینگے اور ذلیل ہوجائینگے۔ سامنت سنگہ اپنے گہر چلا گیا۔ باگھیلہ
بہائیوں نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ بیولا کے سردار نے اونکو اسطرح طعنہ دیا ہے اوس کا
علاج یہی ہے کہ بادشاہ اوسکی بیٹی سے شادی کرے۔ اوسکی عمر چودہ برس کی ہے اور خوبصورتی
میں مشہور ہے بادشاہ نے اونکی التماس کو قبول کرلیا۔ اور اپنے امیروں کو حکم دیا کہ سامنت سنگہ
جب دربار میں آوے تو اوس سے درخواست کرنا کہ وہ اپنی بیٹی سے میرا بیاہ کردے امیروں
نے جواب دیا کہ حضور سامنت سنگہ جنگل کا رہنے والا ہے۔ وہ ہماری درخواست کو کب
سنے گا ہمکو نہایت مشکل ہے کہ اوس سے یہ درخواست کریں تو بادشاہ نے کہا کہ اچھا جب وہ دربار
میں آئے تو مجھے یہ بات یاد دلانا میں اوس سے خود کہونگا۔ ایکدن دربار میں سامنت سنگہ
آیا امرا نے بادشاہ کو امر مذکور یاد دلایا۔ اوسنے سامنت سنگہ سے پوچھا کہ تیرے کتنے بچے
ہیں اوسنے جواب دیا کہ میرے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے پہر بادشاہ نے پوچھا کہ لڑکی کی عمر کتنی
ہے ٹہاکر نے جواب دیا کہ سات برس کی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ راجپوت اپنی لڑکیوں کے بیاہنے میں
بہت دیر کیوں لگاتے ہیں تو اوسنے جواب دیا کہ لڑکی کے بیاہنے میں میرے دو تین ہزار
روپئے خرچ ہونگے اسقدر روپیہ بچانا مجھے مشکل ہے۔ اور سوا اسکے اگر لڑکی کی چہوٹی عمر
میں شادی کردی جاوے اور وہ مرجاوے تو ناحق روپیہ اکارت جاوے۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا سامنت
اپنی لڑکی تو مجھے بیاہ دے۔ ٹہاکر نے کہا کہ حضور نے خوب ارشاد کیا میں جانتا ہوں کہ ہند
راجاؤں کی بہت سی لڑکیاں حضور کی حرم میں ہیں جیسے کہ کلول کے راجہ کی اور ایدر کے
راجہ کی اور اور راجاؤں کی اگر میری لڑکی بہی اونکے ساتہہ ہو تو اوسکی خوش نصیبی ہے
مگر ابہی میری لڑکی عمر میں چہوٹی ہے اور اوسکی صورت بہی حضور کی پسند کے لائق نہیں

سامنت سنگہ بارہ برس تک لوٹ مار کرتا رہا پہرا اور مسلمانوں کو بہت حیران و پریشان کیا آخر کو
بادشاہ نے اوسے صلح کا پیغام دیا اوسنے کہا کہ اگر میری جاگیر واپس دی جائے گی تو میں نچلا
بیٹھو نگا۔ آخر بادشاہ نے اوسے وہ گام میں جو اسی دہات کے دیے یہاں سامنت سنگہ ہول
میں آکر رہا۔ اوسکی اولاد پاس اب تک وہ گام میں وانٹا زمین ہے +

درہو اور جیتبوکی بہن لالا مر گئی گرم دودہ پینے سے اوسکے اندر چہالے پڑ گئے تھے۔ بادشاہ
اوسپر عاشق تہا۔ اوسکے حسن پر مرتا تھا۔ اوسکے مرنے سے بڑا آشفتہ ہوا۔ اوسنے چاروں طرف
اپنے امیروں کو بہیجا کہ کوئی مسلمان کی بیٹی یا ہندنی لالا کی سی خوب صورت اوسکے بیاہنے
کے لئے پیدا کریں۔ بادشاہ احمد آباد میں آیا۔ اوسنے اس مضمون کا اشتہار دیا اور پہلے سے
اور زیادہ آزردہ خاطر اور بد حواس باختہ رہنے لگا۔ امیروں نے یہ سوچا کہ بادشاہ کا علاج
اسکے سوا کوئی نہیں ہے کہ اوسکے واسطے لالا کی مثل نگہیلہ بیوی تلاش کیجائے ایک
برہمن ایسی حسین عورت کی تلاش کے لئے بہیجا گیا۔ برہمن بہت ملکوں میں پہرتا پہرتا مارت
میں آیا۔ جہاں چیتور کے خاندان کا راجہ سی سودیہ راجپوت ستر اسلجی تھا اسکا لقب راول
تہا۔ اُس پاس ۲۰ دہات تہے اوسکی ایک لڑکی رانی با اور دو بیٹے تھے۔ رانی با بڑی خوبصورت
تھی۔ برہمن اُسے دیکھ کر بہت خوش اسلئے ہوا کہ جب اوسکی خبر بادشاہ پاس جاؤنگا تو بڑا
خلعت و انعام پاؤنگا۔ وہ بادشاہ کے وزرا کے پاس گیا اور اونسے کہا کہ مینے دوسری
باگھیلی لالا پائی ہے۔ وزرا نے اُسے خلعت دیا اور حال پوچہا اوسنے کہا کہ وہ راول سترسلجی
کی بیٹی ہے جو بارئیں رہتا ہے۔ وزرا نے آدمی بہیجکر راول کو بلوایا۔ اور اوسے درخواست
کی کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے تخت بیٹہے بیاہ دے۔ راول نے کہا۔ ہندو کی لڑکی اس طرح مسلمان سے
نہیں بیاہی جاسکتی۔ وزرا نے کہا کہ بہت سے ہندو راجاؤں کی بیٹیاں بادشاہ کی بیبیاں ہیں
راول نے جواب دیا کہ میں اور ہوں وہ اور ہیں تو پہر وزرا نے کہا کہ اگر یوں راضی نہ ہوگے
تو زبردستی اس کام کے کرنے پر مجبور کئے جاؤگے۔ راول نے پہر انکار کیا اور وہ بندی خانہ
میں بند کیا گیا۔ جب اوسکی رانی نے یہ خبر سنی تو وہ سوچی کہ میں لڑکی کو تو مرا ہوا سمجھ لوں

بادشاہ سپاہ کے ساتھ بیول میں آیا۔ اور اوسنے چار میل پر خیمہ لگایا۔ سامنت سنگھ نے اپنے بہائی اور بہتیجے کو بادشاہ پاس یہ دریافت کرنے کے لئے بہیجا کہ وہ بیاہ مسلمانوں کی رسم کے موافق کریگا یا ہندؤوں کی رسم کے مطابق۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے ہندؤوں کے رسم کے موافق کوئی بیاہ نہیں دیکہا اسلئے میں ہندؤوں کی طرح بیاہ کرونگا۔ تو انہوں نے کہا کہ بادشاہ ہمارے گہر بیاہ کرنے آتا ہے اسلئے ہم اپنی رسموں کو خوب ادا کرینگے ہم بندوقیں چہوڑینگے اور ہوا میں سرخ بارود اڑائینگے یہ رسمیں ہماری ہنسی کے طور پر دولہا کے آدمیوں کے ساتہہ کی جاتی ہیں اور اونپر رنگ اور لون چہڑکتے ہیں۔ اسلئے اپنے آدمیوں کو سمجہا دیں کہ جب اونکے ساتہہ ہنسی کی جائے تو وہ کسی بیول کے باشندے کے ساتہہ جہگڑا نہ کریں بادشاہ نے اپنے نوکروں کو اونکی عرض کے موافق حکم دیدیا۔ سامنت سنگھ کے بہائی نے یہ بھی عرض کیا کہ بیول کے قریب کوئی ایسی فراخ جا نہیں ہے کہ حضور کی سپاہ وہاں اُتر سکے۔ اول حضور اپنے امرا کو بہیجدیں اور بہر خود تشریف فرما ہوں اور اوسکے بعد سپاہ آئے یہ اپنا کل پیغام دے کے دونو اپنے شہر میں آئے۔ بادشاہ نے آگے اپنے افسر بہیجے اور اونکے بعد خود روانہ ہوا سپاہ پیچہے آئی جب وہ بیول کے قریب آئے تو اونہوں نے دیکہا کہ پانچہزار راجپوت انکا انتظار کر رہے تہے اور اُن پاس بندوقیں بہری ہوئی تہیں اونہوں نے دروازہ بند کردیا اور فصیل پر سے گولیونکی باڑ ماری۔ جس سے بہت آدمی بادشاہ کے لوٹ گئے۔ احمد شاہ بہت دیر تک یہ سمجہا کہ وہ یہ کام ہنسی سے کرتے ہیں جب بہت آدمی مر گئے تو وہ سمجہا کہ یہ فریب ہے سات دن معرکہ جنگ گرم رہا۔ سامنت سنگھ کا بہت نقصان ہوا وہ اپنے کنبے سمیت دہوری پاوئی کو بہاگ گیا۔ بادشاہ کی سپاہ بیول میں داخل ہوئی۔ یہاں تین مہینے تک بادشاہ ٹہیرا۔ زخمیوں کا علاج کیا۔ سپاہ کو جمع کیا اور سامان جنگ تیار کیا۔ پہر دہوری پاوئی کو گیا۔ دو مہینے تک اسپر حملہ کرتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ تہاکر نے مسلمانوں پر سونے چاندی کی گولیاں چلائیں۔ آخر کو وہ یہاں سے بہی بہاگا اور کوہستان گھوں دوین چلا گیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی رائو ایدر سے کردی۔ بادشاہ نے اوس کے ساڑہے تین سو دیہات ضبط کرلئے۔

خلعت فاخرہ بھیجا۔ احمد آباد میں یہ ٹھاکر آئے اور منزلوں میں اترے۔ بادشاہ دلاور خاں
اور اور ضروری چیزیں ان پاس بھیجیں اور رانی سے کہا کہ میں تیرے بھائیوں کو آج خلعت
فاخرہ دونگا۔ رانی نے کہا کہ کیسا بھائی اور کیسی بہن اب میرا کچھہ رشتہ انسے نہیں رہا۔
بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسے ہوا کیا وہ تیرے بھائی نہیں ہیں۔ رانی بانے کہا کہ میں اب
مسلمان ہوں وہ ہندو ہیں۔ ہم ملکر ایک رکابی میں کہا نہیں سکتے۔ ایک پیالہ میں پانی
نہیں پی سکتے۔ پہر اب کس طرح سے بہن بھائی ہو سکتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ تو اونکے
لئے کہانا تیار کر۔ رانی یہ سنکر سوچی کہ جو بات میں نے بھلے کے لئے کہی تہی وہ الٹی بری
ہو گئی۔ بادشاہ نے بھائیوں کو بلایا وہ خلعت فاخرہ کی امید میں آئے اور بہن کے
محل میں بیٹھے۔ جب بھائی اکیلے ہوئے تو بہن نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ میرا باپ
اس غم میں مر گیا کہ بہن مسلمان سے بیاہی گئی اور تم یہاں ذات باہر ہونے کے لئے آئے ہو
پہر اوسنے جو بادشاہ کا ارادہ تہا بیان کیا۔ یہ سنکر چھوٹا بھائی بھوجی تو کہڑکی میں سے کود کر
بھاگ گیا۔ بڑا بھائی بھابنجے ٹہیر رہا۔ بادشاہ آیا اور اوسنے کہا کہ تیری بہن نے جو کھانا
تیار کیا ہے وہ کہا۔ بھابنجے نے کہا کہ حضور میں اسے نہیں کہا سکتا۔ بادشاہ نے کہا کہ ایسا
پرہیز کیوں کرتے ہو بھابنجے نے جواب دیا کہ اگر میں یہ کہانا کھاؤں گا تو پہر کوئی راجپوت
اپنی لڑکی کا بیاہ مجھسے نہیں کرنے کا۔ بادشاہ نے کہا کہ اسکا کچھہ خیال نہ کر جتنے راجپوت
تو چاہے گا انکو ابہی بلا کر تیرے ساتھہ کھانا کھلوا دونگا۔ اوسنے رانی کو بھائی کے ساتھہ
کہانا کہلوایا جس سے بھائی کو بہت رنج ہوا۔ بادشاہ نے اوسکے رنج کم کرنے کے لئے باون
دہات سے راجپوتوں کو احمد آباد میں بلایا۔ ان راجپوتوں میں سے بہت سے یہ سن کر کہ
بادشاہ انکو زبردستی اپنے مذہب میں ملائے گا اپنی زمین اور گاؤں کو چھوڑ چھوڑ کر
اور ملکوں میں چلے گئے مگر جو بادشاہ کے ہاتھہ آ گئے اونکو یہ مجبوری اپنی ذات سے
خارج ہونا پڑا۔ بہت دنوں اس طرح مسلمان بنانے کا طریقہ جاری رہا بہت سی لڑائیاں
ہوئیں بہت راجپوت مارے گئے +

اور کسی تدبیر سے راول کی زندگی اور گراس زمین) بچاؤں - اوس نے اپنی بیٹی کو احمد آباد بھیجدیا - جب یہ لڑکی زیور سے آراستہ بادشاہ پاس آئی تو وہ اوسکے حسن و جمال کو دیکھہ کر ٹکٹکی لگائے رہ گیا - ششدر ہو گیا - اور چلایا کہ لالا پھر آئی - لڑکی نے کہا کہ لالا چلی گئی - بادشاہ ہوش میں آیا - دوسرے دن دربار کیا - راول سترا سلجی کی بیڑیوں کو کٹوایا اور دربار میں بلاکر خلعت عنایت کیا - راول نے کچھہ اپنی قید پر خیال نہ کیا اپنے تئیں مبارکباد دیتا تھا کہ میں نے اپنی بیٹی مسلمان سے نہیں بیاہی - خوشی خوشی گھر آیا - جب سونے کا وقت آیا تو اوسنے رانی با کو بلایا - رانی نے بہانہ بنایا کہ اوسکو ڈھونڈنے چلی گئی اور آکر کہا کہ رانی باہر کھیل رہی ہے وہ نہیں آتی - راول نے کہا کہ جب تک وہ آنے کی نہیں تو میں کھانا نہیں کھاؤنگا - تو رانی نے کہا کہ ہے سوامی جب رانی با احمد آباد کے بادشاہ پاس بھیجی گئی تو قید خانہ کا دروازہ تیرے لئے کھولا گیا ہے - اس بات کے سنتے ہی راول سکتے کے عالم میں ہوا - اوسنے کہا کہ اسکی کیا پرواہ تھی کہ میں قید میں مر جاتا - چیتوڑ کے گھرانے کا میں ہوں میں اب تک کلنکی (بے کلنک) تھا - اب یہ بھی سودیہ کے گھرانے پر کلنک کا ٹیکا لگا - تف ہی تجھہ پر تو نے یہ داغ لگایا - رانی نے کہا کہ تیری جان جاتی اب تو جان کہ بیٹی کی جان گئی - راول خیال کی طرح اوٹھا اور تلوار پکڑی - رانی نے اپنے ہاتھہ اوسکے گلے میں ڈالے مگر اوسنے اوس کو زمین پر دے مارا اور تلوار سونت کر اپنے پیٹ میں گھسائی اور جان اپنی گنوائی +

راول کے بیٹوں بھانجے اور بھوجی نے بہت احتیاط سے باپ کا کریا کرم کیا - اور حکومت ماتم میں شروع کی - جب احمد آباد میں اس کے مرنے کی خبر آئی تو رانی با نے اشنان کیا اور بہت روئی بیٹی جب بادشاہ نے اسے غمزدہ دیکھا تو اوسنے مہربانی سے رانی سے پوچھا کہ جب کوئی ہندو راجاؤں میں سے مرتا ہے اور اوسکے بیٹے راج گدی پر بیٹھتے ہیں تو کوئی اوسکا رشتہ دار اونکی مدد کیا کرتا ہے - رانی نے جواب دیا کہ دولتمند رشتہ دار ایک خلعت فاخرہ بھیجتا ہے جو سفید ماتمی کپڑوں کی جگہ پہنایا جاتا ہے پس بادشاہ نے ماتمی لباس اوتروانے کے لئے

برسات کا موسم آ گیا تھا۔ احمد شاہ احمد آباد میں چلا جانا چاہتا تھا کہ اس اثنا میں خبر اوس پاس آئی کہ راجہ ایدر و چنپانیر و منڈل و نادوت نے عرائض پے در پے بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات میں طلب کیا ہے۔ اسی زمانہ میں ایک شتر سوار خطہ ناگور سے نوروز میں دربار میں پہنچا بعد فیروز خاں بن شمس خاں دندانی کا نوشتہ بادشاہ کے نام کا لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے یہ دیکھکر کہ آپ دور چلے گئے ہیں گجرات کی تسخیر کا آہنگ کیا اوسکو گمان یہ تھا کہ مجھکو حضور کے ساتھ صفائی عقیدت نہیں ہے اسلئے اوسنے مجھے لکھا کہ گجرات کے زمینداروں نے عرائض اخلاص و یک جہتی بھیجکر مجھے طلب کیا ہے اور میں گجرات کا عازم ہوا ہوں تجھکو بھی چاہئے کہ جلد مستعد ہو کر میرے پاس آ کہ گجرات کی فتح کے بعد ولایت نہروالہ تجھے دیدونگا۔ آپ میرے قبلہ و کعبہ ہیں اسلئے یہ اطلاع واجب و لازم تھی۔ سلطان احمد شاہ نے باوجود بارش کے تربد سے گذر کر مہندری ندی پر آیا اور ایلغار کر کے ایک ہفتہ میں حوالی مہراسہ میں آ گیا۔ سلطان ہوشنگ اوسکی توجہ کو دیکھکر سراسیمہ ہوا۔ اور اپنی گدی کو بچاتا ہوا اپنے ملک کو چلا گیا۔ سلطان احمد شاہ کے اجتماع کے لئے چند روز مہراسہ میں توقف کیا۔ راجہ سورٹ نے ہوشنگ کے حملہ کو سنکر اطاعت کے حلقہ سے سر باہر کیا اور مال مقرری کے ادا کرنے سے ابا کیا اور پاؤں اپنے اندازہ سے باہر رکھا۔ اور ملک نصیر نے دست پاکر قلعہ تال تیرہ کو اپنے بھائی ملک افتخار کے تصرف سے نکالنے میں کوشش کی۔ سلطان ہوشنگ نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ایک جماعت کے ساتھ اوسکی مدد کو بھیجا۔ اون سب نے سلطان پور میں لوگوں کو بہت تکالیف پہنچائیں۔ سلطان پور کے صوبہ میں ملک احمد نے قلعہ میں آ کر عرائض شکایت آمیز احمد شاہ پاس بھیجیں۔ احمد شاہ نے مہراسہ سے ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ راے سورٹ کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اوس نے وہاں جا کر قتل و غارت کر کے مال مقرری لیا۔ ایسے ہی محمد ترک اور مخلص الملک کو کہ بڑے سردار تھے ملک نصیر وغزنیں خاں کی تادیب و گوشمالی کو بھیجا۔ اثنا راہ میں اونہوں نے نادوت کو تاخت و تاراج کیا۔ وہاں کے راجہ سے پیشکش لی۔ جب حوالی سلطان پور میں پہنچے تو ملک نصیر تال تیرہ میں پناہ گزین ہوا اور اپنی عجز و انکسار سے عفو جرائم احمد شاہ سے کرا لیا

میں آیا اور جشن پر جشن کئے مستحقین و علماء و سادات کو بہت روپیہ دیا۔اس مہم میں جنہوں نے
کام کیا تہا اونکو بھی زیادہ انعام دیا۔اس سال کے آخر میں سلطان احمد شاہ نے حصار سنوگڑہ
کو تعمیر کر کے مسجد بنائی۔اور خود ایدر کو گیا اور مالوہ کی تاخت و تاراج کے لئے سپاہ کو روانہ
کیا ۸۲۱ھ ۱۴۱۹ء میں سلطان ہوشنگ کے ایلچی آئے اور طالب صلح ہوئے سلطان احمد نے اوسے
قبول کیا۔رائے چنپانیر کی سزا دینے کا ارادہ سلطان احمد نے اسلئے کیا کہ اسی نے
سلطان ہوشنگ کو گجرات پر حملہ کرنے کے لئے بلایا تہا۔
۸۲۳ھ ۱۴۲۰ء میں اسکا محاصرہ کیا۔راجہ نے عجز و مسکنت کے ساتھہ پیش کش و یکر سالانہ مالیہ مقرر
کر دیا۔احمد شاہ دار الملک میں آیا۔اس سبب سے کہ سلطان ہوشنگ نے غائبانہ موحش باتوں سے
اپنی خاطر کو مکدر کیا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء میں ولایت مالوہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ
منڈو کے نیچے آیا اور سارنگ پور دروازہ کے سامنے اترا اور محاصرہ میں بقدر امکان سعی کی
سلطان ہوشنگ کو حصار استحکام پر ایسا اعتبار تھا کہ وہ چیدہ چہہ ہزار سوار لیکر جاج نگر ہاتھی پکڑنے کو
لئے چلا گیا اور تخت گاہ کو ارکان دولت میں سے ایک کے سپرد کر گیا۔چہہ مہینے بعد قوی ہیکل ہاتھی
پکڑ کر اپنی دار الملک منڈو میں آیا تو کنگروں پر علم بلند ہوئے اور شادیانہ کے دمامے بجے جب
سلطان احمد کو یہ حال معلوم ہوا تو تعجب ہوا اور اوسنے کہا کہ ایسے حصار کا ہم کیا کر سکتے ہیں
کہ باوجود یکہ اسقدر سپاہ حصار کئے ہوئے تھے پھر بھی ہوشنگ کے آجانے کی خبر نہ ہوئی۔اسلئے
محاصرہ کو چہوڑا مالوہ کے ملک میں بہت خرابی مچائی کئی دفعہ ہوشنگ اور اوسکے درمیان
لڑائیاں ہوئیں ہر دفعہ احمد شاہ غالب ہو کر گجرات میں آیا۔تاریخ الفی میں ملا احمد نے
اس حکایت کو نہایت صحت و توضیح سے بیان کیا ہے کہ۔
۸۲۵ھ ۱۴۲۲ء میں سوداگروں کے لباس میں ہوشنگ جاج نگر کو گیا سلطان احمد شاہ کو
یہ خبر لگی کہ مدت سے دیار مالوہ سے ہوشنگ غائب ہے معلوم نہیں کہاں گیا ہے۔امرانے ولایت
مالوہ کو آپسمیں تقسیم کر لیا ہے۔اسلئے وہ متواتر کوچ کر کے گجرات سے مالوہ کو گیا۔قلعہ مہیشور کو کہ
ممالک مالوہ میں ہے صلح سے لے لیا اور منڈو کے نیچے جا پہونچا۔اور محاصرہ میں مصروف ہوا

اوسکو نصیر خانی کا خطاب مل گیا۔ غرض ان امیروں نے اپنا کام جسکے لئے مقرر ہوئے تھے بادشاہ کی
خاطر خواہ کیا۔ اور سب سرکشوں کو ٹھیک بنا دیا مگر سلطان احمد شاہ نے ہوشنگ کی تادیب کو اپنے
لئے رکھا تھا۔ ۸۲۱ھ میں گجرات کو نظام الملک کے حوالہ کیا۔ اور راجہ منڈل گڈہ کی تادیب اوسکے
سپرد کی اور خود مہروسہ مالوہ کی جانب لشکر آراستہ کرکے ہوشنگ کی تادیب کے قصد سے چلا
باوجود حرارت ہوا اور تنگی و قلبی راہ اوسنے کوچ بر کوچ کیا۔ ہوشنگ بھی لڑنے آیا۔ کالیادہ
میں پشت بدیوار کرکے ایک زمین فلک میں اُترا۔ اپنے آگے سے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ
خاربند بنایا۔ احمد شاہ ایک صحراء کشادہ میں کھڑا ہوا۔ اور اوسنے مقرر کیا کہ سردار میمنہ احمد ترک
و میسرہ ملک فرید عماد الملک سمرقندی اور محافظ بنگاہ عضد الدولہ ہوں۔ احمد شاہ جسوقت جنگ گاہ
کی طرف متوجہ ہوا تو اتفاق سے اسکا گذر ملک فرید کے دائرہ پر ہوا۔ ایک خدمتگار کو بھیجکر
اوسکو بلایا۔ اسکا ارادہ تہا کہ اوسکو عماد الملک اوسکے باپ کا خطاب عطا کرکے ہمراہ لیجائے
خدمتگار نے آنکر کہا ملک فرید بدن پر تیل ملکر ایک گھڑی کے بعد حاضر ہوتا ہے سلطان نے
کہا کہ آج روز جنگ ہے تاخیر سے فرید کو حسرت و ندامت ہوگی۔ شاہ جنگ گاہ میں آیا۔ دونو
بادشاہ برابر لڑنے کھڑے ہوئے لشکر جوش و خروش میں آئے سلطان احمد شاہ کی سپاہ
میں سے ایک ہاتھی سلطان کی فوج میں گیا اور اوسنے سواروں کو ہر طرف بھگایا غزنین خاں
ولد ہوشنگ نے ایک ہاتھی کے تیر ایسے لگائے کہ اوسکا مُنہ پھر گیا۔ پھر ہر طرف سے
گجراتیوں کی فوج جنگ جو بہادروں نے حملہ کیا اور اوسمیں اضطراب پیدا کیا۔

ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے اسوقت آیا کہ دونو لشکر لڑائی میں جُت رہے تھے
اور یہ نہیں معلوم ہوتا تہا کہ کون غالب ہے اور کون مغلوب۔ حرب صعب اسوقت ہوئی ہوشنگ
کے نصیبے یاوری نہیں کی اوسنے منڈو کی طرف باگ موڑی۔ گجراتی لشکر نے اسکا تعاقب
منڈو سے ایک کروہ تک کیا۔ اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ چھوٹے بڑے متمول ہوگئے حوالی
منڈو میں جو اشجار مثمر و غیر مثمر تھے وہ سب کاٹ ڈالے برسات کا موسم آگیا تہا۔ احمد شاہ
مراجعت کا عازم ہوا اور ولایت چنپانیر و نادوت کو جو بر سر راہ تھے پامال کرکے احمد آباد

ہاتھیوں کو پیلا سلطان ہوشنگ مقابلہ نہ کر سکا سارنگ پور چلا گیا گجراتیوں کا مال اسباب
جو لٹا تہا وہ پھر انکے ہاتھہ لگا اور علاوہ اسکے جاج نگر کے سات ہاتھی نامی اور احمد شاہ کی
شان کے اضافہ کے لئے حاصل ہوئے۔ پہر شاہ نے سارنگ پور کا محاصرہ کیا۔ مگر اس محاصرہ سے
ایسا تنگ ہوا کہ اُسے چہوڑ کر معاودت کی۔ سلطان ہوشنگ نے حصار سارنگ پور سے نکل سلطان
احمد کا تعاقب کیا اور قتل و غارت میں قصور نہیں کیا۔ اس دفعہ بھی سلطان احمد کو فتح ہوئی اور ایک
جنگ نہایت صعوبت کے ساتھہ کی اور چار ہزار نوسو مالویوں کو مار ڈالا۔ سلطان ہوشنگ پھر
حصار سارنگ پور میں آیا۔ اور سلطان احمد آباد میں آیا۔ لشکر گجرات نے اس سفر میں محنت بہت اُٹہائی
تھی چند سال استراحت میں مشغول ہوئی۔

۸۲۹ھ میں احمد شاہ ایدر کی طرف گیا اور ایدر کے پاس دریائے سابرمتی کے کنارہ پر ایک شہر
آباد کیا اور اسکا نام احمد نگر رکھا۔ اور اوسکے پہلو میں قلعہ تعمیر کیا۔ اور اس حدود کی نہایت ولایت
سے افواج یہاں بھیجی تاکہ تر و خشک میں آگ لگا کر جلائیں اور جو کوئی ہاتھہ لگے اُسے ماریں۔
احمد نگر سے وہ ملک ایدر میں آیا اور ایک دن میں اس ملک کے تین قلعے فتح کئے۔ پونجا راے بھاگ کر
کوہ بیجا نگر (بیل نگر) میں آیا۔ سلطان آباد میں چلا گیا۔ ۸۳۰ھ میں سلطان نے شہر و قلعہ کو تمام
کیا اور ولایت ایدر کی طرف چلا۔ پونجا راے نے باپ دادا کے اندوختہ کو صرف کر کے سوار
پیادے جمع کئے۔ بقدر امکان ہاتھہ پاؤں مارے۔ اور بہ کار کی مانند اپنی ولایت کے گرد حرکت
مذبوحی کی۔ مگر ناچار اپنی مملکت موروثی سے باہر جانا پڑا۔ ۸۳۱ھ کو دامن کوہ ایدر میں ایک جماعت
علف لینے گئی تھی۔ پونجا نے فرصت پاکر اوسپر حملہ کیا۔ اور بعد جنگ کے شکست پائی اور مراجعت
کی لیکن گجراتیوں کا نامی ہاتھی پکڑ کر وہ لئے جاتا تہا کہ گجراتیوں نے اس ہاتھی کے لئے تعاقب
کیا۔ اور تنگی کوہ میں اس پاس پہنچے وہاں ایک ہاتھی پونجا لڑنے کو کھڑا ہوا۔ اور گجراتیوں کو
مار گیا لیکن فیلبان بڑا جوانمرد تھا۔ جب اوسنے دیکہا کہ عقب سے کمک پہونچی تو اوسنے نمک حلالی
یہ کی کہ ہاتھی کو پونجا پر دوڑایا اوسکا گھوڑا بھاگ کر نیچے گرا۔ پونجا اپنے گھوڑے کے ساتھہ ہلاک ہوا
فیلبان فیل کو گجراتیوں کے لشکر میں لایا۔ اور ایدر کے آدمی شکست کھاکر پراگندہ حال ہوئے

اور اطراف مالوہ کی تاخت کے لئے لشکر بھیجا۔ اُسنے ہر آبادی کو ویرانی بنایا۔ برسات آگئی اسنے
اوسنے جانا کہ اوسکی فتح آسانی سے کیا مطلقاً میسر نہیں ہوگی اسلئے وہ اجین کو چلا گیا ممالک
کو سپاہیوں میں تقسیم کیا اور محصول پر متصرف ہوا۔ گجرات سے اسباب قلعہ کشائی منجنیق وارابہ وغیرہ
طلب کئے۔ ملک مقرب کوتوال سارا اسباب جو منگایا تھا لیکر حاضر ہوا۔ تو سلطان دوبارہ مندو کے
قلعہ کے نیچے آیا۔ ملک مقرب کو تارا پور کے ضبط کے لئے نامزد کیا اور جنود لوازم محاصرہ میں نقصہ
نہیں کی اسوقت سلطان ہوشنگ کی معاودت کی خبر مشہور ہوئی۔ سلطان احمد شاہ نے امرا کو
جو پرگنوں کے لینے میں مصروف تھے بلا کر یکجا جمع کیا۔ اور یہ قرار پایا کہ ولایت کے مرکز میں
بھلی طرح سے مقام کرکے جہات اربعہ پر متصرف ہوں مندو سے وہ سارنگ پور کو روانہ ہوا
سلطان ہوشنگ کو اوسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی اور مکر و دغا سے رسولوں کو سلطان گجرات
پاس بھیجا اور ایسا تملق و الحاح کیا کہ سلطان جب سارنگ پور پہنچا تو اوسکا لشکر خندق کے
کھودنے میں اور خار بند و شب بیداری میں متقاعد ہوا۔ اسی شب میں کہ ۱۲ محرم ۸۲۶ھ تھی
سلطان ہوشنگ نے احمد شاہ کے لشکر پر شب خون مارا اور بہت سے گجراتیوں کو کہ غافل تھے کشتہ کیا
اور بقیۃ السیف کو متفرق کیا۔ سلطان احمد شاہ بیدار ہوا۔ اوسنے دولت خانہ میں سوا چوبدار کا
کے کسی شخص کو نہ دیکھا اور چوکی کے گھوڑے کہ حاضر تھے انمیں سے ایک پر سوار ہوا اور دوسرے
پر ملک جونا کو سوار کیا۔ اور صحرا میں نکل گیا اور ایک کونہ میں کھڑا ہو گیا۔ ایک ساعت کے بعد جونا کو
لشکر میں بھیجکر حال دریافت کرایا۔ وہ ملک مقرب ملک فرید کو سلطان کے پاس لایا۔ سلطان
برہنہ تھا۔ ملک مقرب نے اپنے سلاح اوسکو پہنائے۔ ملک جونا کو بھیجکر ہوشنگ کی خبر منگائی
تو معلوم ہوا کہ اوسکا لشکر لوٹ میں لگ رہا ہے اور سلطان ہوشنگ خاصہ کے گھوڑوں اور
اور ہاتھیوں سے دل بہلا رہا ہے۔ سلطان احمد شاہ نے صبح ہوتے ہی ایک ہزار سوار لیکر
سلطان ہوشنگ سے لڑنا شروع کیا۔ ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ان دونو سرداروں نے ایسی
کوشش کی کہ خود زخمی ہوئے اس اثنا میں فیلبانان گجراتی کہ ہاتھیوں پر سوار تھے اور
گرفتار ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے صاحب کو پہچان کر اور آپسمیں اتفاق کرکے ہوشنگ کے سپاہیوں

موافق مقرر ہوتے اور سلطان مظفر شاہ ابن سلطان محمد بیگیرہ تک یہی قاعدہ جاری رہا۔
مگر جب سلطان بہادر شاہ کے عہد میں سپاہ بہت زیادہ ہو گئی اور وزرا نے زمین کی آمدنی کو
بڑھانا چاہا تو اوسمیں ٹھیکہ اور مستاجری کا قاعدہ جاری کیا جس سے زمین کے بہت سے
حصوں میں ایک روپیہ کی جگہ سات آٹھ نو دس روپئے حاصل ہوتے ہیں + اور جہاں کچھہ بھی افزایش
نہ ہوئی وہاں بھی دو چند آمدنی ہو گئی۔ تو بہت سی تغیرات ہوئے اور قوانین کی پابندی کا
لحاظ کرنے والے برخاست ہوئے۔ اور گجرات میں بغاوت و بدانتظامی پہیل گئی جسکا بیان اپنی
جگہہ پر کیا جائیگا +

سلطان احمد نے احمد نگر میں صفدر الملک کو حاکم مقرر کیا اور خود ولایت گلوار کو تاراج کر کے
احمد آباد میں آیا۔ اہل شہر کو انعام اکرام سے بہرہ مند کیا۔ بعد چند روز کے ملک مقرب نے بندگان
خاص کی ایک جماعت کی تنخواہ کی برات ہر راے پر لکہی جب گروہ ایدر میں آیا تو ہر راے نے ادا
کرنے میں تعلل کیا اور حیلے حوالے بنلائے۔ اتفاقاً یہ خبر آئی کہ سلطان شہر سے باہر نکلا اور
اس پاس لشکر بہت ہے اوسنے اس وہم و ہراس سے فرار کیا اور ایک گوشہ میں چلا گیا جب یہ خبر
سلطان کو پہونچی تو ۲ صفر ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ء میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا ۸ صفر کو قلعہ ایدر میں اُترا
اور ایک مسجد جامع بنائی اور بہت فوج یہاں چھوڑ کر احمد نگر کو گیا ۸۳۳ھ ۱۴۲۹ء میں راجہ کانہا
جہالاوار نے جب جانا کہ سلطان احمد نے ایدر کا کام تمام اور رائے اور زمینداروں سے اوسکا
اسنے اپنی صلاح جلاوطنی میں جانی جب احمد آباد میں یہ خبر پہونچی تو ایک فوج اوسکے تعاقب میں
روانہ ہوئی۔ راجہ کانہا افتاں خیزاں ولایت آسیر و برہان پور میں پہنچا اور دو فیل یہاں کے
فرماں روا نصیر خاں کی پیشکش میں دیئے۔ بادشاہان دکن کے قرابتی ہونے کے استظہار پر
سلطان گجرات کی تربیت کے حقوق کو عقوق سے مبدل کیا۔ اور اوسکو اپنی ولایت میں رکھا
چندروز بعد نصیر خاں کا سفارش نامہ لیکر سلطان احمد شاہ بہمنی پاس گیا۔ اور اعانت کی التماس
کی۔ اوسنے سپاہ اوسکے ساتھہ کی جسنے نذربار و سلطانپور کے مواضع تاخت و تاراج کئے۔ اس مہم
کی تدارک کے لئے سلطان احمد شاہ نے مقرب الملک کو لشکر کا سردار بنایا اور اوسکو اپنے بڑے

اور اپنی جگہ پر چلے گئے - پوسنجا مردہ کی خبر نہ لی - ایک شخص اُسکا سر کاٹ کے احمد شاہ پاس لایا -
ایک شخص نے اس سر کو سلام کیا اور جب وسے پوچھا کہ سلام کیوں کیا تو اوسنے کہا کہ میں نے
اسکا نمک کھایا تھا پھر اوسنے اس سر کو سجدہ کیا اور بتلایا کہ پوسنجا کا سر یہ ہے سلطان نے اسکی
وفاداری پسند کی اسکا درجہ بڑھایا - دوسرے روز سلطان ایدر کی طرف متوجہ ہوا - اور سپاہ بھیجکر
اس ملک و ربیجاپور (بیسل پور) کے ویران کرنے کا حکم دیا - اس عرصہ میں بیر او پسر پوسنجا
باپ کا قایم مقام ہوا تھا - اوسنے عہد کیا کہ ہر سال تین لاکھ تنکہ نقرہ خزانہ میں داخل کردیگا
اب آیندہ دو سال میں سلطان کو فرصت ملی اور اس میں ملک کے انتظام کے سوا کوئی اور کام
نہیں کیا - اپنے سپہ سالاروں اور وزیروں کی صلاح سے سپاہ کا یہ بندوبست کیا ہر سپاہی کو
آدھی تنخواہ تو نقد ملا کرے اور آدھی تنخواہ کے عوض میں اوسکو زمین جاگیر میں دیجاے - بادشاہ
نے یہ خیال کیا کہ اگر کل تنخواہ میں زر نقد دیا جاے گا تو وہ سپاہی خرچ کو کافی نہیں ہوگا اور
سپاہی پاس جب تک سامان نہیں ہوتا وہ ملک کے انتظام میں دل نہاد نہیں ہوتا - اگر آدھی
تنخواہ میں اوسکو زمین کی معافی ملے گی تو اوسکو لکڑی گھاس مفت ملینگی - اور وہ زراعت اور
تجارت کو بڑہائیگا اور ضلع کے انتظام اور محافظت سے سروکار رکھیگا - اور دوسرا نصف حصہ
نقد بے تکلف ہاتھ آئیگا سپاہی اپنی آیندہ ضرورتوں کے لئے اور حال کی حاجتوں کے واسطے
قرضدار نہیں ہوگا اور آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے میں تامل کریگا - اور خزانہ سے وہ اپنی تنخواہ
جب تک نہیں لے سکے گا کہ سپاہی کے لئے جتنی چیزیں ضروری ہیں اُنکا سر انجام نہیں کریگا
اسطرح وہ قرض اور اوسکے سود سے زیر بار نہیں ہوگا - اور سا اگر ہار اس سے غرض مند ہوگا
کہ وہ زمین کی آمدنی کو اپنے کاروبار میں لگائے +

یہ ایک اور قاعدہ اُسنے مقرر کیا کہ غلاموں میں صاحب اختیار و اقتدار ملازم ہوا کریں اور
انمیں سے ہر ایک کے ساتھ ایک نجیب الطرفین محاسب ہا کرے - اسلئے کہ اگر دو نجیب الطرفین
ہونگے تو آپس میں رشتہ کرکے زبردست ہوکر بادشاہ کی بدخواہی اور بداندیشی میں شریک
ہوجائینگے اور اگر دو غلام ہونگے تو اوسمیں بھی یہی اندیشہ ہے - اضلاع میں افسر اس قاعدہ

تو شاہزادہ نے افتخار الملک سرلشکر کو ملک سہراب سلطانی کے ساتھہ اپنے سے پہلے روانہ کیا کہ تراول
اس بلدہ میں متحصن ہوا۔ امراء مذکورہ نے محاصرہ کیا۔ اوسی وقت جہاز جو مردم جنگی سے بہرے تہے
دریا پار سے پہنچے اور اونہوں نے رستہ بند کیا۔ ظفرخان جب اوسکی تسخیر کا عازم ہوا تو حاکم تہانہ
قلعہ سے نکلا اور مردانہ وار فرار کیا۔ شہزادہ یہاں کے تہانہ میں سپاہ مقرر کرکے مہائم کا
عازم ہوا۔ ملک التجار نے بڑے بڑے درختوں کو کاٹ کر ساحل مہائم کو خار بست کیا تھا
جب افواج گجرات پہنچی تو وہ خاربست سے نکلا او صفوف جنگ کو آراستہ کیا۔ صبح سے
شام تک خوب گہمسان لڑائی ہوئی۔ بڑے بڑے بہادروں کے خون سے زمین رنگین ہوئی
ظفرخاں کو ظفر ہوئی۔ ملک التجار شکست پاکر اس نواح میں کسی جزیرہ میں چلا گیا اور اوسکو
استحکام دیا۔ دریا میں جہاز کہڑے تہے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیر رکھا تھا۔ ملک التجار نے
سلطان احمد شاہ بہمنی کو عریضہ امداد کے لئے بہیجا۔ سلطان احمد نے دس ہزار سوار اور ساٹھہ
ہاتھی اپنے چہوٹے بیٹے محمد خاں کے ساتھہ بہیجے اور خواجہ جہاں وزیر کو اس لشکر میں صاحب
اختیار کیا جب لشکر دکن مہائم کے نزدیک آیا تو ملک التجار محاصرہ کی ضیق سے باہر آن کر
شاہزادہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ بعد گفت و شنید و رد و بدل سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ اول تہانہ کے استخلاص میں کوشش کرنی چاہئے۔ وہ تہانہ کی طرف متوجہ ہوئے
ظفرخاں بھی مستعد ہوکر وہاں کی سپاہ کی کمک کو گیا۔ تہانہ میں فریقین ملاقی ہوئے۔ پہلے دن
شام تک دونو لڑتے رہے۔ آخر لشکر دکن کو شکست ہوئی۔ ملک التجار قصبہ چاکنہ میں اور شہزادہ
دولت آباد میں گیا۔ ظفرخاں فتح حاصل کرکے جزیرہ مہائم میں آیا۔ جہازوں کو بہیجکر ملک التجار کے
بعض عمال کو جو دریا کی راہ سے بہاگے تہے گرفتار کرایا۔ طرح طرح کے اقمشہ زر سرخ اور بہت سی
غنائم چند کشتیوں میں بار کرکے باپ کی خدمت میں بہیجی اور تمام ولایت مہائم و تہانہ کو تصرف
میں لاکر اپنے امرا اور سرداران سپاہ میں تقسیم کیا (بمبئی جسکو اب کہتے ہیں وہ اس زمانہ میں ایک
جزیرہ تھا اور اوسکے دو حصے تہے۔ اسکے ایک کونے میں شمال مشرق میں ایک گاؤں مہائم
تھا اوسکے نام پر ایک حصہ مہائم کہلاتا تہا اور دوسرے حصہ کا نام ممبی۔ ممبی دیوی کے نام پر تھا

بیٹے محمد خاں کے ساتھہ کیا۔ اور بڑے بڑے سردار سید ابوالخیر و سید قاسم و سید عالم و افتخار الملک کو ندربار بہیجا اونہوں نے لرملکر لشکر دکن پر فتح پائی۔ دکنیوں کی ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوئی بقیۃ السیف دولت آباد کو بہاگ گئی جب سلطان احمد بہمنی کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین اور سیانی فرزند خان جہاں کو شہزادہ گجراتی سے لڑنے بہیجا۔ اور نذر خاں دکنی کو کہ دکن کے معتبر امرا میں سے تھا سپہ سالار کیا اور اہتمام سپاہ کا سرانجام اوسکو مفوض کیا شاہزادہ علاء الدین قلعہ دولت آباد کے باہر آیا اسی منزل میں نصیر خاں جو شاہزادہ علاء الدین کا پدر زن تہا راجہ کانہا دراجہ جہالاوارہ کے ساتھہ آکر دکنیوں کے لشکر سے مل گیا۔ ایا نک پیچ گہاٹی پر شہزادہ محمد خاں سے اونکی لڑائی شروع ہوئی اور اثناء کارزار میں بحسب اتفاق ملک مقرب و قدر خاں دونو سپہ سالاروں کی لڑائی میں مٹ بہیڑ ہوئی۔ قدر خان گہوڑے سے گرا اور اوسکے محاذی ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کے افواج خاصہ کو شکست دے کر بڑے بڑے ہاتہیوں کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ دکن سامنے نہ ٹھیر سکا دولت آباد کو بہاگ گیا نصیر خاں وکانہا دونو ولایت خاندیس میں کاندیں چلے گئے اور محمد خاں خدا کا شکر کرتا ہوا اپنی ولایت میں چلا آیا +

اسی سال میں گجراتیوں کی جانب سے قطب جزیرہ مہائم کا حاکم تہا وہ فوت ہوا احمد شاہ دکنی اپنی شکست سابق کی تلافی کی فکر میں رہتا تہا۔ اوسنے یہ فرصت کا وقت دیکھہ کر حسن عزت المخاطب ملک التجار کو بہیجا۔ اور اوسکی سعی سے اس ولایت کو دکنیوں نے لے لیا سلطان احمد شاہ گجراتی اوسکی استخلاصی کے درپے ہوا۔ اور اپنے چہوٹے بیٹے ظفر خاں کو اس خدمت پر مامور کیا اور افتخار الملک کو اتالیک اوسکا مقرر کیا۔ بندر دیو کے کوتوال مخلص الملک کو لکہا کہ بندروں کے جہازوں کو مستعد کرے اور ظفر خاں کی ملازمت میں جائے مخلص الملک نے جہازوں کا بیڑا بندر دیو بندر گہوگہ خطہ کہنبائت کے چہوٹے بڑے جہازوں سے مرتب کیا اور ولایت مہائم کے قریب ظفر خاں سے ملا۔ امرا کے استصواب سے یہ امر قرار پایا کہ جہازات تو خطہ تھانہ کو جہاں دکنیوں کا تھانہ جم گیا تہا راہی ہوں اور مخلص الملک حضور میں رہے جب وہ خطہ تھانہ کے قریب پہنچے تو

کو پریشان کیا۔ اب سلطان گجرات بہت قریب آگیا تھا۔ سلطان دکن قلعہ کو چھوڑ کر اُسسے لڑنے گیا
اور اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ چند مرتبہ گجرات کا لشکر دکن کے لشکر پر غالب ہو چکا ہے اور مہائم
پر متصرف ہوا اگر اس مرتبہ سستی ہو گی تو ملک دکن ہاتھہ سے جاتا رہیگا۔ اوسنے صف بندی
کی اور معرکہ قتال آراستہ کیا۔ سلطان گجرات بہی فوجوں کو آراستہ کرکے مقابل ہوا۔ حرب
صعب ہوئی۔ اژدر خاں کہ دکن کے امراء معتبر میں سے تہا میدان میں آیا اور اوسنے مبارزت
چاہی عضد الملک اُسکے مقابلہ میں آیا دونو سردار دو بدو لڑے اژدر مغلوب ہو کر گرفتار ہوا۔ پھر دونو
لشکر والوں نے خوب داد مردانگی دی شام ہو گئی۔ بازگشت کا نقارہ بجا۔ ہر ایک لشکر اپنے مقام میں
سلطان احمد شاہ قلعہ تھنبول میں آیا۔ ملک سعادت پر نوازش کی۔ یہاں سپاہ کو کمک کے لئے چھوڑ کر
وہ خود تال نیمر کو راہی ہوا اور قلعہ بناگر نادوت کو تاخت و تاراج کیا اور یہاں عین الملک کو
نگاہداشت کے لئے مقرر کیا خود احمد آباد میں آیا اور چند روز بعد رائے مہائم کی دختر اپنے
بیٹے فتح خاں کا بیاہ دہوم دہام سے کیا۔

سراج التواریخ بہمنی میں اس محاصرے کے قصہ کو اور طور پر لکھا ہے جسکا مجمل بیان یہ ہے
کہ جب محاصرہ پر دو سال کی مدت گذر گئی تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے بطریق رفق و مدارا
سلطان احمد دکنی سے استدعا کی کہ قلعہ اوسکو عنایت کرے مگر سلطان احمد بہمنی نے یہہ
نہیں قبول کیا تو سلطان احمد شاہ گجراتی نے اپنی ولایت کی سرحد سے کوچ کرکے ولایت دکن
میں آنکر بہت تاخت و تاراج شروع کی تو پہر سلطان احمد بہمنی کو محاصرہ کی فرصت نصیب
ہوئی۔ مولف تاریخ بہمن نے اس قصہ کو تصریح کے ساتھہ نہیں لکھا ورنہ ایسا صحیح نہیں معلوم ہوتا
جیسا تواریخ گجرات کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے +

جب سنہ ۸۳۹ھ میں سلطان احمد میواڑ اور ناگور کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا تاخت و
تاراج کرتا ہوا اور بتکدوں کو خاک میں ملاتا ہوا چند روز میں نگر پور آیا۔ یہاں کا راجہ اسکا مطیع ہوا
اور پیشکش لایق دی سلطان احمد شاہ نے ولایت کیلواڑہ (گوگیوں کا ملک) کہ بہت اونچا
خوب لوٹا اور بتکدوں اور بتوں کو ویران کیا اور بعض معبدوں کو ہاتہیوں کے پیروں تلے

ہوئی تھی بمبئی کو فرنگیوں نے بگاڑ کر بمبئی بنالیا)

سنہ ۸۳۵ھ ۱۴۳۱ء میں احمد شاہ نے گجرات کی حفاظت شہزادہ محمد خاں کے حوالہ کی اور خود چنپانیر گیا احمد شاہ بہمنی بھی انتقام کے لینے کے لئے لشکر کا سامان تیار کرکے بگلانہ کی طرف جو سورت سے نزدیک ہی آیا۔ یہاں کا راجہ گجرات کا مالگذار تھا وہ متحصن ہوا۔ شاہ بہمنی نے اس ولایت کو بالتمام تاراج کیا۔ جب احمد شاہ کو اس حملہ کی خبر ہوئی تو وہ چنپانیر سے ندربار میں آیا۔ اور رشتہ میں نادوت کو غارت کیا۔ احمد شاہ بہمنی تنبول کے قلعہ کے نیچے بیٹھا تھا کہ اوسنے احمد شاہ گجراتی کے آنے کی خبر سنکر اپنے دار الملک کی راہ لی اور اپنی سرحد پر ایک جماعت سپاہ چھوڑی احمد آباد کی طرف سلطان گجرات پھرا اور متواتر کوچ کرکے آب تپتی سے گذرا تھا کہ پھر اوسکو یہ خبر آئی کہ سلطان احمد بہمنی نے پھر کر قلعہ تنبول کا محاصرہ کیا ہے ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جان سپاری میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ سلطان نے اسمعیل الفجی کو سلطان دکن پاس بطور رسالت کے بھیجا کہ اگر اس قلعہ کو آپ چھوڑدیں اور وہاں کے رہنے والوں کے معترض نہ ہوں تو قواعد دوستی میں خلل کو راہ نہ ہوگی اور بنائے مودت استحکام پائے گی سلطان دکنی نے اپنے امرا و وزرا سے مشورہ کیا تو اس سبب سے کہ مردم دکن کا آئین سرکشی ہے سب نے یک زبان و یکدل ہو کر کہا کہ قلعہ میں آب و غلہ کم ہے کومک پہنچنے تک اوسکو تسخیر کرلینا چاہیے۔ ایلچی نے جب احمد شاہ کو دکنیوں کے اس ارادہ پر مطلع کیا تو وہ فوراً آب تاپتی سے گذرا جب سلطان دکن کو یہ حال معلوم ہوا تو اوسنے پائکوں کو خلعت و انعام دیکر اسپر سرگرم کیا کہ کمک آنے سے پہلے قلعہ کو وہ لے لیں تو میں اونکو انعام اتنا دونگا کہ وہ غنی ہوجائینگے کچھ رات گذری تھی کہ پائکوں نے دامن قلعہ میں اپنے تئیں پہنچایا اور آہستہ آہستہ پتھروں کی پناہ میں دیوار قلعہ کے پاس آنکر قلعہ کے اندر گئے وہ چاہتے تھے کہ دروازہ کو کھول کر دکنیوں کے قلعہ کے اندر بلائیں کہ ملک سعادت سلطانی نے حاضر ہوکر اس جماعت کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے اپنے تئیں قلعہ سے گراکر ہلاک کیا۔ اور ملک سعادت سلطانی نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ دروازہ کے سامنے کے مورچل پر شب خون مارا اکثر سوتے آدمیوں کو مجروح

تنگی نہ ہوئی اور لشکر گجرات میں ایسا قحط ہوا کہ حیوان ناطق و صامت کو آزار پہنچا محمود خاں نے
دیکھا کہ حصاری ہونے سے کام نہیں نکلتا تو اوسنے اپنے باپ خان جہاں کو قلعہ میں چھوڑا
اور خود تارا پور کے دروازہ سے نکل کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک حاجی علی گجراتی
کہ محافظ راہ چنبل کا تہا وہ محمود خاں سے لڑا۔ ہزیمت پاکر سلطان احمد پاس چلا گیا۔ اور
اوسکو مطلع کیا کہ سلطان محمود فلاں راہ سے نکل کر سارنگ پور جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بیٹے کو سارنگ پور سے طلب کیا وہ آنکر باپ سے ملا۔ آگے اسکا حال خلجیوں میں
بیان ہوگا سلطان محمود نے قوی ہوکر عمر خان کو مارا اور اپنے تئیں منڈو کے تخت پر مستقل کیا
ایک وبائے عظیم جو ہندوستان میں کمتر ہوتی ہے گجراتیوں کے لشکر میں ایسی پہیلی کہ
تجہیز و تکفین کی فرصت نہیں ہوتی تہی سلطان احمد شاہ نے اوسکو سلطان محمود کی
قوت اقبال جانا بیمار ہوکر وہ احمد آباد کو چلا۔ ۴ ربیع الاول ۸۴۶ھ / ۱۴۴۲ کو اعوذ احمد کے
موافق جہاں سے آیا تہا وہاں گیا۔ دار السلطنت دہلی میں ۱۹ ذی الحجہ ۷۹۳ھ کو پیدا ہوا
اور ۲۰ برس کی عمر میں تخت شاہی پر بیٹہا۔ ۳۲ سال ۶ ماہ ۲۰ روز سلطنت کی اور
۵۲ برس کی عمر میں مرگیا۔ احمد آباد کے عین وسط میں مدفون ہوا۔ عمر بہر اوسکا کوئی فرض
قضا نہیں ہوا۔ وہ ایک نیک بادشاہ تہا۔ اوسکی کمند دولت دشمنوں کی جان فشار
اور دست ہمت اوسکا مظلوموں کا چارہ ساز تہا خلق کے ساتہہ وہ اچہا سلوک کرتا تہا
مرنے کے بعد وہ خطوط و فرامین میں خدایگان مغفور لکہا جاتا تہا۔

اوسکی یہ حکایتیں مشہور ہیں کہ اوسکے داماد نے جوانی کی مستی اور غرور میں ناحق ایک
آدمی کا خون کیا۔ اوسنے اوسکو قید کرکے قاضی کے پاس بہیجا۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں
کو راضی کرکے ۲۲ اشرفیوں کا خون بہا تجویز کیا اور سلطان پاس وارث کو بہیجا۔ سلطان نے
کہا کہ گو مقتول کا وارث راضی ہوگیا ہو لیکن اسطرح کے فیصلوں سے بدشعار دولت مند ونکو حوصلہ
ہوگا کہ وہ لوگونکو قتل کیا کرینگے اسلئے اس مقدمہ میں خون بہا کے بدلہ میں قصاص کرنا
چاہئے۔ داماد کو دار پر چڑہایا۔ ایک دن رات تک اوسکی لاش کو لٹکایا۔ پہر کوئی اس طرح کا قتل

مسلوایا اور بار ابھیلواڑہ (بھیلوں کے ملک) کو برباد کیا۔ یہاں تحصیل خراج کے لئے ملک میر سلطانی کو مقرر کیا۔ یہ دونو ملک اسے جتوڑ سے متعلق تھے۔ پھر وہ ولایت راٹھور کی طرف متوجہ ہوا۔ راٹھوروں میں جو کلاں تر تھے اونھوں نے اطاعت کی اور پیش کشیں دیکر دولتخواہی اختیار کی۔ فیروز خاں بن شمس خان دندانی نے کہ سلطان مظفر کا برادرزادہ تھا اور ناگور کی حکومت رکھتا تھا کئی لاکھ تنکہ پیشکش میں سلطان کو پیش کئے۔ مگر سلطان نے اس پیشکش کو بخش دیا اور محال جو اس میں ایک جماعت سپاہیونکی بطریق تھانہ داری مقرر کرکے احمد آباد کو مراجعت کی

۸۳۹ھ میں بلاد مالوہ سے خبر آئی کہ محمود خان خلجی بن ملک مغیث وزیر سلطان ہوشنگ نے غزنین خان شاہزادہ کو جو اپنے باپ ہوشنگ کے مرنیکے بعد جانشین ہوا تھا زہر دیکر مار ڈالا اور خود بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان محمود اپنا نام رکھا انہیں دنوں میں ہوشنگ کا پوتا مسعود مالوہ سے بھاگ کر سلطان پاس پناہ لایا

۸۴۰ھ میں سلطان احمد مالوہ کے تخت منڈو پر مسعود کے بٹھانے کے لئے مالوہ روانہ ہوا۔ بسودہ میں پہنچکر اوسنے ایک سپاہ خان جہاں کی طرف روانہ کی خان جہاں کا نام ملک مغیث خلجی تہا۔ اور وہ محمود خلجی غاصب سلطنت کا باپ تھا وہ چندیری سے منڈو کو چلا گیا تھا۔ خان جہان اُسسے آگاہ ہوکر ایلغار کرکے اپنے بیٹے محمود خاں پاس پہنچ گیا سلطان احمد شاہ نے جاکر منڈو کا محاصرہ کیا۔ ہر روز اندر کی جماعت باہر آنکر لڑتی تہی اور پھر قلعہ میں چلی جاتی ہتی سلطان محمود نے ایک رات کے بعد شب خون مارنے کا ارادہ کیا قلعہ کے آدمیوں نے احمد شاہ کو اُسکی خبر کردی سلطان محمود کو اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ حصار سے نکلا تو گجراتی جنگ کے لئے مستعد تھے۔ دونو فریقوں میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے سلطان محمود نے صبح کے قریب قلعہ میں مراجعت کی۔ سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خاں کو پانچ ہزار سوار کے ساتھ سارنگ پور بھیجا وہ اس ولایت پر متصرف ہوا۔ اسی اثنا میں عمر خاں ولد سلطان ہوشنگ نے چندیری میں جمعیت عظیم بہم پہنچائی۔ باوجود اس حال کے سلطان محمود غایت تہور وکار دانی سے مضطرب ہوا اور قلعہ کی اس طرح کی حفاظت کی کہ کسیکو اسباب معیشت کی

سپاہ کا سامان تیار کرکے اُسکے لڑیں اور اوسکے شر کو دفع کریں سلطان محمود اس بات کو کسی وجہ سے قبول نہیں کرتا تہا وہ دیو کی طرف بھاگنا چاہتا تھا امرا و وزرا مضطرب ہوکر اوسکی بیوی پاس گئے اور اوسسے کہا کہ تو شوہر چاہتی ہے یا تیرا میل اس طرف ہے کہ اس خانوادہ میں بادشاہی نہ رہے۔ اس عورت نے کہا کہ اس کہنے سے تمہارا مطلب کیا ہے سب نے کہا کہ تیرا شوہر سلطان محمود کے ساتھ جنگ نہیں قبول کرتا اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے۔ اب تو راضی ہو کہ ہم جسطرح چاہیں اسکو ٹھکانے لگائیں اور تیرے بڑے بیٹے قطب الدین کو کہ بیس سال کا جوان ہے بادشاہ بنائیں اس ضرورت کے سبب سے اس بڑہیا نے قبول کیا اور خاوند کے کھانے میں زہر ملاکر ۔ محرم ۸۵۵ھ کو دنیا سے رخصت کیا۔ اوسکی مدت سلطنت ۹ سال ۹ ماہ ۱۴ روز بتلاتے ہیں مرنے کے بعد اسکا لقب خلد آشیان کریم ہوا +

ذکر سلطنت سلطان قطب الدین بن محمد شاہ

قطب الدین ۸ جمادی اول ۸۳۵ھ کو پیدا ہوا تھا بیس برس کی عمر میں پدر کے بعد بے فاصلہ احمد آباد کے تخت پر جلوس کیا سلطان قطب الدین احمد شاہ خطاب پایا۔ نام اوسکا احمد ہے مگر بہت کم مشہور ہے سلطان محمد خلجی چینپانیر کی کمک کو آیا تہا۔ ابھی وہ سرحد گجرات ہی میں تھا کہ قابو پاکر ولایت گجرات میں گیا اسکا ہاتھی موضع برنامہ میں چھوٹ کر چلا گیا تہا تو گاؤں والوں نے اس ہاتھی اور فیلبان کو مار ڈالا سلطان محمود کو رعایا کی دلیری پر تعجب ہوا اور اوس برنامہ کو خاک میں ملا دیا اور قلعہ سلطان پور کو قلعہ دار ملک علاء سہراب کو امان دیکے لے لیا۔ اور ملک کو اپنے لشکر کا مقدمہ بنایا۔ اور کوچ بر کوچ کرکے احمد آباد کو چلا۔ سلطان قطب نے مالوہ بادشاہ کی حشمت و شوکت دیکھہ کر ایک بقال سے جو شاہ مالوہ کی خدمت میں نہایت تقرب رکھتا تہا مشورہ لیا۔ بقال نے کہا کہ صلاح یہ ہے کہ سلطان خود ولایت ورنہ میں چلا جائے جب سلطان محمود ملا و گجرات میں تہانہ اور لشکر تعین کرے اور خود منڈو میں چلا آئے تو سلطان آنکر تہانہ و لشکر کو اپنے ملک سے با آسانی اُٹھا دے سلطان اس صلاح کو مانا چاہتا تھا کہ عمل کرے کہ امرا و وزرا نے اوسکو ملامت کی کہ یہ تیری عقل ماری گئی ہے۔ اسکی رگ غیرت کو حرکت میں لاکر مقابلہ و مقاتلہ

نہیں ہوا - ایک اور حکایت ہی کہ وہ دریا کی سیر کو دیکھہ رہا تھا کہ پانی میں اوسکو ایک مٹکا
دکھائی دی اوسکو نکلوا کر دیکھا تو ایک مٹکے میں ایک آدمی کی لاش تہی سارے شہر کے کمہار
بلا کر پوچھا کہ یہ مٹکا کسکا بنایا ہوا ہے - ایک کمہار نے کہا کہ میرے ہاتھہ کا بنایا ہوا ہے اور
احمد آباد کے پاس ہیں ایک مقدم کے ہاتھہ بیچا تہا غرض تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اس مقدم نے
ایک تاجر کو مار کر مٹکے میں بند کر کے دریا میں بہایا تہا - اوسکو دار پر چڑہایا - اوسکے کل عہد
سلطنت میں صرف یہی دو قتل ہوئے تہے +

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی

سلطان احمد شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا امیروں کو انعام دیکر اور احسان فراوان
کر کے مطیع کیا اول سال جلوس میں ایدر پر لشکر کشی کی اس ملک کے راے ہر راے پسر پونجا
نے پیشکش میں اپنی لڑکی دی وہ کمال حسین تھی سلطان محمد شاہ اس حسن صوری کا معتقد ہوا
اس سے نکاح کیا - اوسکی استدعا سے ملک ایدر اوسکے پدر کو دیدیا - اور پہر وہ ڈونگر پور گیا - یہاں
راجہ نے پیشکش دیکر اطاعت مانگ کر اپنے ملک کی حفاظت کی - محمد شاہ نے احمد آباد کو معاودت کی
۸۵۵ھ میں قلعہ چنپانیر کی طرف سوار ہوا وہاں کا راجہ گنگا داس بعد جنگ و شکست کے حصاری ہوا
اور حسب محاصرہ کو بہت امتداد ہوا تو اوسنے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بھیجکر کمک اس شرط پر
طلب کی کہ ہر منزل پر ایک لاکھہ ٹنکہ دونگا اوسنے اسکی درخواست طمع مال میں آکر قبول
کر لی وہ یہ چاہتا تھا کہ گجراتیوں نے جیسا حال مالوہ کا کیا ہے ویسا ہی گجراتیوں کا حال کریں اور
اواخر سال میں چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا - سلطان محمد شاہ کے لشکر کے اکثر بارکش جانور سفر کی
محنت سے مر گئے تہے اوسکے سوا وہ بیدل بہی ہو رہا تہا سلطان محمود کے لشکر کے نزدیک آنے کی
خبر سنکر اپنے زاید خیموں اور اسباب کو جلایا اور پیچھے ہٹا - امرا نے ہر چند اوسکو دشمن سے لڑنے کی
تحریض و ترغیب دی اصلا اوسنے قبول نہ کی اور احمد آباد کی طرف بعجلت روانہ ہوا حسب و بارہ
سلطان مالوہ ایک لاکھہ سواروں کے ساتھہ منڈو سے گجرات کی تسخیر کے ارادہ سے چلا تو امراء
گجرات نے باہم اتفاق کر کے کہا کہ سلطان محمود روز بروز مملکت کو زحمتیں پہنچاتا ہے مناسب یہی

راہ میں کولیوں اور بھیلوں کے ہاتھہ سے بہت آزار اُٹھایا قطب الدین نے اس فتح کو عطیائے الٰہی
جانا وہ غنائم نفیسہ اور راہ ہاتھیوں کو لیکر اپنے آباد اجداد کے عیش آباد میں آیا اور بزم عشرت آراستہ
کی اور سلطان پور کی طرف بہت لشکر بھیجا جسنے قلعہ کو مالویوں سے چھین لیا۔ پھر دولتخواہوں
کی سعی سے دونو بادشاہوں میں صلح ان شرائط پر ہو گئی کہ بلاد کفار سے طرفین جو حاصل کریں
وہ اونکا ہی ہو اور اطراف وجوانب کی رایوں اور کافروں کی حمایت میں آپسمیں لشکر کشی کریں
اور رانا کہ بڑا کافر بااستعداد ہے اوسکے دفع کرنے کو اپنے اوپر فرض سمجھیں

سنہ ۸۶۰ھ میں خبر آئی کہ ناگور کا حاکم فیروزخاں دندانی فوت ہوا اور اوسکا بھائی مجاہد خان
اپنی مردانگی سے اس ولایت پر متصرف ہوا اور چچا کے خوف سے شمس خاں پسر فیروزخاں
بھاگ کر رانا کونبھا ولد رانا موکل سے ملتجی ہوا۔ رانا کونبھا نے یہ قرار دیا کہ مجاہد خاں کے
تصرف سے ناگور نکال کر اس شرط اوسکے حوالہ کیا جائیگا کہ حصار ناگور کے تین کنگرے گرادے
جائیں۔ اسے غرض اسکی یہ تھی کہ اسسے پہلے فیروزخان سے رانا موکل شکست پاکر ہو ذلیل و
خوار ہو کر بھاگا تھا اور اس معرکہ میں تین ہزار راجپوت مارے گئے تھے پس جب اسکا بیٹا اس
حصار کے تین کنگرے ویران کریگا تو ساری خلق جانیگی کہ اگرچہ رانا موکل بھاگا تھا مگر اوسکے
بیٹے نے اس حصار پر قبضہ پایا۔ بیچارے شمس خاں نے حالت اضطرار میں اس شرط کو قبول کر لیا
رانا کونبھا سپاہ تیار کرکے ناگور پر متوجہ ہوا مجاہد خاں مقاومت کی طاقت نہیں رکھتا تھا
سلطان محمود خلجی سے التجا کی شمس خان ناگور میں جاکر متصرف ہوا۔ رانا کونبھا نے پیغام بھیجا
کہ ایفاء وعدہ ہو۔ شمس خان نے امرا اور سرخیلوں کو بلاکر اس بات کو بیان کیا۔ تو انمیں سے
بعض نے کہا کہ کاشکے فیروزخاں کے لڑکی پیدا ہوتی کہ انکا حفظ ناموس کرتی دشمنوں کے
ہاتھہ سے قلعہ کے ویران کرنے کی اجازت نہ دیتی۔ اس بات نے شمس خاں پر بڑا اثر کیا اور
اور اسی دن حصار کو مضبوط کیا اور رانا پاس آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ جو لوازم امداد تھے وہ
آپ بجا لائے لیکن اب حصار کا ویران کرنا ممکن نہیں اگر میں ایسا کروں تو اس ولایت اور
قلعہ کے آدمی مجھہ جان سے مار ڈالنے کا قصد کرینگے۔ اب آپ ولایت کو تشریف لیجائیں

علاء الملک رخصت پاکر اپنے لشکر سمیت مالویوں کے دائرہ سے باہر نکل کر قطب پاس آگیا۔ قطب نے ایک مجلس میں سات مرتبہ اوسکو خلعت خاص اور علاء الملک کا خطاب دیا۔ سب چھوٹے بڑوں نے اوسکے آنے کا جشن کیا۔ دونو لشکروں میں تین کروہ (۱۰ میل) کا فصل تھا سلطان محمود نے سلطان قطب الدین کو یہ بیت لکھکر بھیجی ؎

شنیدم گوے می بازی درون خانۂ چوگاں + اگر داری سر دعوی بیا اینک واین میدان

سلطان قطب الدین نے صدر جہاں سے اس شعر کے جواب میں یہ شعر لکھایا ؎

اگرچہ گاں بدست آرم سرت چوں گوی بردارم + دلے ننگ است ازیں کارم اسیر خود برسخانم

اس بیت میں اشارہ یہ ہے سلطان ہوشنگ کو مظفر شاہ نے قید کیا تھا اور سلطان احمد نے اسکو مالوہ میں بادشاہ بنایا تہا۔ الغرض سلخ صفر کو سلطان محمود خلجی شب خون مارنے کے قصد سے سوار ہوا۔ مگر راہ بھول گیا۔ دور کے کہیتوں میں جا پڑا اینکے گرد کانٹونکی ویوار ہتی جنمیں صبح تک مقصد پر نہ پہنچا۔ گہوڑے پر سوار رہا قطب الدین نے صورت حال معلوم کرکے اس روز صبح کو سپاہ کی صف بندی کرکے لڑائی شروع کی۔ گجراتیوں کا میسرہ شکست پاکر احمد آباد بہاگا اور میمنہ اوسکا مالویونکے میسرہ پر غالب آیا اور وہ شکست پاکر مالوہ کو بہاگا۔ دونو طرف کے بادشاہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔ مالویوں کا میمنہ اپنے گمان میں فتح سے خاطر جمع ہوکر گجراتیوں کے لشکر کی لوٹ میں مصروف ہوا۔ سلطان قطب الدین کا قول کہ قطب کی مانند قلبگاہ میں ثابت قدم تہا فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب پر حملہ آور ہوا اور اوسکو متفرق کردیا سلطان محمود شجاع تہا۔ وہ جبتک لڑتا رہا کہ نہ ایک آدمی اوس پاس تہا اور نہ اوسکے ترکش میں ایک تیر رہا۔ آخر ناچار ہوکر میدان جنگ سے باہر آیا تیرہ آدمیونکے ساتھ سلطان قطب الدین کے لشکر میں جاکر سراپردہ خاص کے پاس پروانہ وار پہرکر دو تاج و کمر مرصع و بہت سے جواہر گرانمایہ لیکر اپنے لشکر میں آیا۔ پہر جو آدمی بہاگ گئے تہے اوس پاس جمع ہوئے اونسے مشہور کیا کہ آج رات کو میں پہر گجراتیوں پر شبخون ماروں گا گجراتی یہ خبر سنکر گہوڑوں پر ہوشیار رہ کر لشکر کی محافظت کرتے رہے اور سلطان محمود ایک پہر رات گئی خاطر جمع سے سوار ہوکر مالوہ کو روانہ ہوا۔ اور رات کو اتنی دور چلا گیا کہ صبح کو گجراتیوں کے تعاقب کا خوف کچھہ نہ رہا

بالضرورت مالویوں سے جنگ کو دوسرے وقت پہ موقوف رکھ کر گجراتیوں سے اول لڑتا رہا اور شکست فاش پائی اور کسی جائے قلب میں کہ چتوڑ کے سرراہ تھی توقف کیا سلطان قطب الدین یہاں تک لڑائی شروع کی۔ رات ہوگئی طرفین نے اپنی جا و مقام میں جاکر آرام کیا۔ دوسرے روز علی الصباح معرکہ جنگ آراستہ ہوا سلطان قطب الدین نے خود اہتمام کیا اور غالب ہوا اور رانا کوہ میں جاکر چھپا اور ایلچیوں کو شفاعت کیلئے بھیجا اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی اور نفائس بھیجکر عہد کیا کہ پھر ولایت ناگور کو مضرت نہ پہنچاؤنگا سلطان احمد آباد میں چلا آیا سلطان محمود کے رانا سے جو معاملات ہوئے وہ تاریخ مالوہ میں بیان ہونگے +

ابھی تین مہینے نہیں گذرے تھے کہ ۸۶۲ھ ۱۵۵۸ میں رانا نے نقض عہد کیا اور پچاس ہزار سوار لیکر ناگور کے قلعہ کی طرف گیا۔ وہاں کے حاکم نے عریضہ جسمیں یہاں کے حالات لکھے تھے بھیجا۔ قاصد عریضہ اس رات کو عماد الملک پاس لایا کہ سلطان شراب کی صحبت میں مشغول تھا۔ وزیر سلطان پاس گیا تو اوس کو مست ولایعقل پایا اوسکے ہشیار ہونیکا انتظار نہ کیا اوسکو محفہ میں سوار کرکے شہر سے باہر لایا اور دوسرے دن ایک منزل چلکر ایک مہینہ لشکر کے جمع ہونے کے لئے توقف کیا جب جاسوسوں نے سلطان کے سفر کی خبر رانا کو پہنچائی تو وہ متنبہ ہوکر ولایت ناگور سے اپنی ولایت میں چلا گیا۔ سلطان قطب الدین یہ خبر سنکر اپنے شہر میں آیا عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔

اسی سال کے آخر میں سلطان سروہی میں گیا۔ یہاں کا راجہ رانا کنبھا کا بڑا قریب کا رشتہ مند تھا وہ بھاگ کر کوہستان کنبل میر میں چلا گیا لشکر احمد آباد نے تاخت و تاراج کی انہی دنوں میں سلطان محمود نے قلعہ چیتوڑ پہ تاخت کی تھی۔ جب سلطان قطب الدین رانا کا جا بجا بھگاتا پھرتا تھا۔ یہانتک کہ قلعہ کنبل میر میں آیا۔ بادشاہ اسلام نے چند روز اسکا محاصرہ کیا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا تو وہ اس کو چھوڑکر ولایت چیتوڑ اور اور ممالک کو خراب کرتا ہوا بہت سی غنیمت کے ساتھ اپنی دارالسلطنت میں آیا۔ یہاں رہکر ۸۶۳ھ میں بیمار ہوا۔ اس خیال سے ایک فقیر پاس گیا کہ خدا اسکو بیٹا دے مگر فقیر نے اپنی صفائی باطن سے دریافت کرکے کہا تمہارا چھوٹا بھائی فرزند کا حکم رکھتا ہے وہی خاندان مظفر شاہی کو زندہ رکھیگا

ورنہ سوار جنگ دوسرا او مقصود نہیں ہے کہ رانا تاسف کرتا ہوا اُلٹا چلا گیا۔ اور بہت سا لشکر
جمع کرکے پھر ناگور پر آیا شمس خاں یہاں قلعہ کو سب طرح سے درست کرکے بہت جلد
استمداد کے لئے احمد آباد گیا سلطان قطب الدین نے او سپر ایسی مہربانی کی کہ اوسکی بیٹی سے
اپنا نکاح کیا اور شمس خان کو اپنے پاس رکہا اور رائے رامچند راور ملک گدی اور بعض
امراکو ناگور کی کمک کے لئے بہیجا۔ اونکو رانا نے لڑکر شکست دی اور بہت گجراتی اور
نامور آدمی مارے گئے۔ قطب الدین اس خبر کو سنکر بہت غصہ ہوا اور خود ولایت ناگور پر گیا
ہوا جب قلعہ آبو کی حوالی میں آیا ایک فوج بسرکردگی عماد الملک کی اس ولایت کی تسخیر کے لئے
بہیجی مگر اُس نے قلعہ پر بیہودہ طور سے لڑکر شکست کہائی۔ بہت آدمی مارے گئے۔ اور کچہہ کام
نہ بنا اور اوسنے مراجعت کی اسلئے سلطان خود رانا کے دفع کرنیکے لئے متوجہ ہوا اور سروہی
میں آیا۔ یہاں راجپوتوں اور رانا کے نزدیک کی قرابتیوں سے جنگ عظیم ہوئی سلطان نے دلاور
مخالفوں کو منہزم کیا اور وہاں کوہستان کونبل میر میں جو رانا کنبہا کا ملک تہا آیا۔ اکثر ولایت
کو ویران کیا اور ہندؤں کی عورات اور اطفال کو اسیر کیا اور قلعہ کونبلمیر میں جاکر محاصرہ کیا۔
اور کئی دفعہ رانا کے لشکر کو شکست دی اور مجمع کثیر کو قتل کیا آخر کو رانا خود اُترکر لڑا او شکست پاکر
قلعہ میں گہسا اور طالب صلح ہوا۔ سلطان نے قلعہ کی محکمی کے سبب سے صلح کو منظور کرلیا بہت پیشکش
لیکر گجرات میں آیا کہ تاج خان کہ سلطان محمود خاں کا وزیر کل تہا۔ گجرات میں آیا او سلطان محمود کی
کی طرف سے اوسنے کہا کہ گذشتہ حال میں صلح وعہد کو تازہ کرنا چاہئے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر
رانا کا جہگڑا اس طریق سے تمام کریں کہ رانا کی ولایت جو گجرات کے متصل ہے اوسکو لشکر قطبی نہب
تاراج کرے اور بلاد میوار و اہیروار کو لشکر مندو تاخت کرے۔ عندالاحتیاج ایکدوسرے کی معاونت
کریں چنانچہ نیز میں علماء عصر نے آنکر اس عہد وپیمان کو موکد اپنی توقیع سے کیا۔

بسال ۸۶۱ھ میں ولایت رانا پر سلطان قطب الدین بہت لشکر لیکر متوجہ ہوا اور اثناء راہ میں
قلعہ آبو کو لیکر ایک اپنے امیر کو سپرد کیا۔ انہی اوقات میں سلطان محمود خلجی بہی اس ولایت کی اور
اطراف میں آیا۔ رانا اول چاہتا تہا کہ مالویوں سے لڑے مگر گجراتی سروہی سے گذر کر کنبلمیر میں آگئے

بہ سلطان محمود بیگرہ

جب سلطان محمود شاہ بادشاہ ہوا تو عماد الملک زیرک و حل و عقد سلطنت قبض و بسط و داد و ستد
سپرد ہوئے مہمات بادشاہی نے رونق پائی جمیع خلائق ادنی و اعلےٰ اوسکی سلطنت پر نہایت دل
ہوئے کسی طرح کا خلل و فساد درمیان نہ تھا لیکن جلوس پر چند ہی مہینے گذرے تھے کہ بعض کو
کوتہ اندیشوں نے مثل برہان الملک و عقید الملک و صفی الملک و حسام الملک کہ بڑے صاحب اقتدار
تھے اور ممالک گجرات کا خلاصہ اونکے اور اونکے رشتہ مندوں کی اقطاع میں تھا اسیطرح حسد میں
گرفتار ہوئے کہ اتفاق کرکے اونہوں نے کہا کہ ہم عماد الملک کی تسلط و استیلا اور اوسکی سخت گیری
سے بہ تنگ آ رہے ہیں اگر سلطان اوسکو معزول کرے فہو المطلوب ورنہ سلطان کو بادشاہی سے
معزول کرکے اوسکے بھائی حسن خان کو بادشاہ بنائیں نظام الدین حسن روایت کرتا ہے
کہ اونہوں نے معروض کیا کہ عماد الملک یہ چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے شہاب الدین احمد کو بادشاہ
کرے اور ملک مغیث خلجی کی طرح سلطنت کو اپنے خاندان میں منتقل کرے ۔ بالفعل سزاوار
دولت یہ ہے کہ مکر و غدر کے شراروں کے مشتعل ہونے سے پہلے تدبیر کی بیڑیاں اوسکے
پاؤں میں رکھنی چاہیئے رہا تھا اوسکا مقصد تک نہ پہنچنے پائے سلطان محمود نے باوجود صغر سن
کے فراست سے دریافت کیا کہ اونہوں نے یہ بہتان و افترا باندھا ہے اگر میں اون کی
مجلس میں اونکے مدعا کے موافق عماد الملک کی قید کا حکم نہ دونگا تو وہ مجھے سلطنت سے معزول
کر دینگے ۔ اسلئے اوسنے مناسب وقت خوش ہو کر یہ کہا کہ میں نے بھی ان ایام میں عماد الملک کی
پیشانی میں خدعہ و فریب کی صورت دیکھی ہے اوسکی حرکات و سکنات سے فتنہ انگیزی کی بو آتی ہے
لیکن اس سبب سے کہ سب لوگ میری بے مروتی و بیوفائی پر حمل کرینگے میں نے اوسکے علاج میں
کوشش نہیں کی الحمد للہ و المنۃ کہ حقیقت حال تم دولت خواہوں اور خیر خواہوں پر کھل گئی
اب اگر اوسکو مقید کروں تو خاص و عام میں ناسپاسی و حق ناشناسی سے منسوب ہونگا ۔
اب جو تمہارے نزدیک صلاح ملک و دولت ہو اوس پر عمل کرو پس عماد الملک کو پابہ زنجیر کرکے احمد آباد
کے دروازہ پر قید کیا اور پانسو آدمی اوسکی حراست کیلئے مقرر کئے سلطان محمود نے اس تدبیر سے

سلطان مایوس ہوا۔ اسکا مرض روز بروز بڑہتا گیا۔ ۲۲ رجب ۸۶۳ھ 1459 کو دنیا سے رخصت ہوا
اور سلطان محمود شاہ کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ متاشیر و فرمانوں میں سلطان غازی لکھا گیا
سلطان کے زہر دینے کا اتہام شمس خاں بن فیروز خاں پر لگایا گیا جسکی بیٹی سے اوسنے
نکاح کیا تہا۔ اسلئے دونتحانہ کے آدمیوں نے ہجوم کر کے اوسکو قتل کر ڈالا۔ سلطان قطب الدین کی
ماں نے دختر شمس خاں کو اسی تہمت کی علت میں لونڈیوں کے حوالہ کر کے پارہ پارہ کرایا۔ کہتے ہیں
کہ سلطان قطب الدین ایسا بادشاہ تہا کہ اوسکی وجود میں قہر کا زہر سرشتہ تھا خصوصاً شراب
کے نشاء میں مجرموں کو شمشیر آبدار کے سوا ر نہ پوچھتا۔ عاصیوں پر خنجر خنجر جانگداز نہ نوازش
کرتا۔ کبھی عفو و اغماض اس پاس نہیں آتا۔ عروس شفاعت کبھی اوسکے عہد میں جلوہ گر
ہوتا۔ ایام سلطنت سات سال سات ماہ تھی۔ مستی میں جان گئی مگر پیالہ اوس کے
لب سے نہ جدا ہوا +

ذکر سلطنت داؤد شاہ

جب قطب کی مراسم تعزیت ادا ہو چکیں تو قطب الدین کے چچا داؤد خاں کو تخت
سلطنت پر ارکان دولت نے بٹھایا۔ اسنے تخت پر بیٹھتے ہی ناشائستہ حرکات شروع کیں ایک
فراش اوسکے ہمسایہ میں رہتا تھا اوسکو عماد الملکی کے خطاب دینے کا وعدہ کیا۔ غرض اسکی
بدمعاشی و حرکات ناشائستہ سے امراء و بزرگ بیزار ہو گئے۔ اونہوں نے یہ ٹھیرائی کہ اوسکو
حکومت سے معاف رکہیں اور ملک علاء الملک بن سہراب کو مخدومہ جہاں پاس بھیجا۔ وہ
سلطان محمد شاہ کی منکوحہ تھی تا کہ شاہزادہ فتح خاں بن محمد شاہ کو لاکر بادشاہ بنائیں
مخدومہ جہاں نے کہا کہ میرے فرزند کو معاف رکہو وہ سلطنت کے بارگراں اٹھانے کی قوت
نہیں رکھتا۔ اتفاقاً ملک عماد الدین شاہزادہ فتح خاں کو سوار کرا کے دولت خانہ میں لے آیا
اسی روز غرہ شعبان کو سال مذکور میں تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان محمود شاہ خطاب ہوا
داؤد شاہ نے بھی سات روز سلطنت کر لی +

ذکر سلطنت فتح خان المخاطب سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور

دولت آباد تک تاخت کرکے اور بہت سی غنیمت لیکر اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان محمود نے حوالی گجرات کو معاودت کی اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بوجہ مسلمانوں کی ولایت پر چڑھنا آئین اسلام و مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور جب یا امر وقوع میں آجائے تو پھر بے جنگ کے چلا جانا قبیح ہے اگر اسکے بعد آپ متوطنان دکن کے آزار کے درپے ہونگے تو یقین جانئے کہ میں مالوہ کی تخریب کے درپے ہونگا۔ سلطان خلجی نے خط کا جواب لکھا کہ جب آپ کی ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہے تو اب میں اس دیار کے متوطنوں کو آزار نہیں پہنچاؤنگا +

۸۶۶ھ میں بادشاہ کی خدمت میں مذکور ہوا کہ دو سال سے باور بندر کے زمیندار جہازوں کی مزاحمت کرتے ہیں سلاطین گجرات نے اونکی گوشمالی نہیں کی ہے اسلئے سرکشی و تمرد اونکی عادت ہوگئی ہے۔ یہ ملک گجرات اور کونکن کے درمیان واقع ہے۔ باوجودیکہ دولتخواہ صعوبت راہ واستحکام قلعہ کے سبب سے سلطان محمود کے جانے کو تجویز نہیں کرتے تھے مگر وہ اس ناحیہ کی تسخیر کا عازم ہوا۔ نہایت صعوبت و دشواری سے حوالی قلعہ میں پہنچا۔ سردار قلعہ لڑنے کھڑا ہوا چندروز تک معرکہ قتال آراستہ رہا اتفاقاً محمود شاہ اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھا کہ قلعہ کے آدمیوں نے چتر شاہی اور افزونی سپاہ کو دیکھا تو اس ولایت کے حاکم نے عاجزی کے ساتھ امان مانگی پیشکش سالانہ دینی قرار دی۔ اور سلطان کی خدمت میں آیا قلعہ و ولایت سپاہ اسلام کو تسلیم کیں باور کا قلعہ بہت بلند اور نادر مضبوط تھا۔ ابتک کسی سلطان نے اوسکو فتح نہیں کیا تھا۔ ولایت دون کا راے ایک ہزار موضع کا مالک تھا اور اس قلعہ کا استظہار رکھتا تھا سلطان نے قلعہ کے دفاین و خزائن پر متصرف ہوکر اس ولایت و حصار کو انہیں کو دیدیا۔ غنایم لیکر احمدآباد میں آیا۔ تعمیر بلاد و تفتیش حال عباد میں مشغول ہوا۔

۸۶۶ھ میں احمد نگر کی طرف شکار کو گیا۔ اثناء راہ میں ایک روز بہاءالملک بن الف خان نے ایک سلاحدار کو مار ڈالا۔ قصاص کے خوف سے ایدر کو بھاگ گیا۔ سلطان کو جب اطلاع ہوئی تو ملک حاجی معتمدالملک کو کہ مہمات بادشاہی کے ناظم تھے بہاءالملک کے پکڑنے کو بھیجا۔ یہ او سکے جانے پر تھے کسی قدر اوسکے تعاقب میں گئے۔ چال بازی کی کہ بہاءالملک کے دو نوکروں کو

خود وہ مستقل بادشاہ ہوکر عدل وداد میں مشغول ہوا +
۸۶۶ھ میں سلطان محمود گجراتی پاس نظام شاہ بہمنی والی محمد آباد بیدر کا خط اس مضمون کا آیا کہ
سلطان محمود خلجی نے ولایت دکن میں بہت ظلم برپا کر رکھا ہے اب کچھ استعانت کیجیے سلطان
محمود نے بمجرد اس اطلاع کے سراپردہ سرخ و بارگاہ کو باہر نکالا اور دکنیوں کی مدد اپنے ذمہ
فرض جانی امراء سلطنت نے عرض کیا کہ داؤد خان ایک ہفتہ سلطنت کرکے گیا ہے فرصت میں
بیٹھا ہی پائے تخت کو خالی چھوڑنا مصلحت نہیں ہے ابھی اپنے ملک کا انتظام اچھی طرح نہیں ہوا
اوروں کی اصلاح امور کے لیے سوار ہونے میں تحمل ہونا چاہیے سلطان محمود نے باوجود
عنفوان جوانی کے بیان کیا کہ اگر افلاک عناصر ایسی ہیئت وروش سے باہم موافقت وآمیزش
نہ کریں تو عالم کون و فساد کا نظام درہم برہم ہو جاوے اور اگر بنی نوع انسان سلسلہ مودت و
مشارکت کو توڑیں تو قانون طبیعی کی اساس انہدام پذیر ہو میں دکن کے مسلمانوں کی امداد
کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے حکم سے مجھے اس یورش میں ضرر نہ پہنچے گا۔ ارکان دولت نے
معروض کیا کہ اگر نظام شاہ کی معاونت میں سلطان بجد ہے تو مناسب یہ ہے کہ مالوہ کی جانب
لشکر عظیم بھیجے کہ وہ اس ولایت میں خرابیاں پیدا کریں کہ جسکے سننے سے سلطان محمود خلجی
سراسیمہ ہوکر دکن سے باہر چلا آئے۔ اس التماس کو بھی اوسنے قبول نہیں کیا بے تامل وتوقف
بہت سی سپاہ اور پانسو ہاتھی لیکر دو منزلوں کی ایک منزل کرتا ہوا ندربار میں آیا۔ خواجہ جہاں
گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا ایلغار کرکے اوسکے پاس آیا اوس سے مدد لیکر سلطان محمود خلجی سے
ساتھ قتال وجدال کرنے کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی متوہم ہوکر قلعہ محمد آباد بیدر کے باہر سے
کوچ کرکے چاہتا تھا کہ دولت آباد کے سرے سے گذر کر اپنے ملک کو چلا جائے مگر یہ راہ لشکر گجرات نے
بند کر رکھی تھی تو وہ برار کی جانب گیا اور راہ مجبوریں گذر کر مالوہ میں چلا گیا نظام شاہ کی جانب نے
سلطان کا شکریہ ادا کیا۔ اوسنے اپنے ملک میں مراجعت کی۔
۸۶۷ھ کو سلطان محمود خلجی نے دکن پر لشکر کشی کی اور سلطان بہمنی کی حسب الالتماس
سلطان محمود گجراتی اوسکی اعانت کے قصد سے دکن کو روانہ ہوا اس خبر کو سنکر سلطان محمود خلجی

متواتر آنا شروع ہوا - بہت ہندو مارے گئے۔ منڈلک اور بقیۃ السیف خستہ و بدحال قلعہ گرنال
مین متحصن ہوئے - درہ پہاڑ کی عورتیں اور بچے اسیر ہوئے حوالی گرنال میں تجانون کے
اندر مسلمان گئے یہاں برہمنوں نے اونکا مقابلہ کیا انہوں نے انہیں قتل کیا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی
اور دو تین کافروں کو محمود نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ سلطان لشکر کو اطراف مین بھیجا جاتا تھا
کہ منڈلک نے اپنے عزیزوں کی ایک جماعت بھیج کر شفاعت چاہی۔ سلطان محمود نے اسوجہ سے
کہ اموال و جواہر و غلام اور غنائم زیادہ سے زیادہ سپاہ کے ہاتھ آئے تھے اور ہوا
بھی گرم تہی - اس کوہستان مین وہ ٹھیر نہیں سکتا تھا اس سال پیشکش لینے پر اکتفا کی
اور احمد آباد کو مراجعت کی +

۸۶۹ھ مین سلطان محمود غازی نے کہ بہانہ طلب تہا سنا کہ سید لک حاکم گرنال چتر و
دورباش و تمام لوازم بادشاہی کے ساتھ سوار ہوتا ہے اور جواہر گران بہا ہاتھوں اور گردن
مین پہنتا ہے اور تخت پر بیٹھ کر دربار شاہانہ کرتا ہے - یہ بات اسکو نہایت ناگوار گذری
چالیس ہزار سپاہ اوسکی ولایت پر نامزد کی اور کہا کہ اگر حاکم گرنال تمام اسباب سلطنت چتر
مرصع و تاج مرصع اور اور جواہر حوالہ کر دے تو اوسکی ولایت کے متعرض نہونا ورنہ اوسکی
تسخیر مین کوشش کرنا۔ منڈلک مین لشکر اسلام کی مقاومت کی طاقت نہ تھی جو کچھ اونسے
مانگا وہ اونسے دیدیا اور اپنی ولایت کو نگاہ رکھا۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ گرنال سے
امرا جو غنیمت کا مال لائے تھے اوسکو سلطان نے مجلس عیش و محفل بزم میں گویوں کو انعام میں دیدیا
۸۷۰ھ میں سلطان محمود غازی شکار کرتا رہا اور اکثر اپنی ممالک کو دیکھتا رہا اور راون کی
معموری اور آبادی میں کوشش کی کہیں اپنے ملک کو جنگل و ویران نہ رہنے دیا +

۸۷۳ھ میں سلطان محمود خلجی والی مالوہ کے مرنے کی خبر آئی - امرا نے عرض کیا کہ
جسوقت سلطان محمود شاہ بن احمد شاہ نے انتقال کیا تہا تو سلطان محمود خلجی ولایت گجرات
کی تسخیر کے ارادہ سے قصبہ کر پنج تک آیا تہا اگر حضور بھی اس وقت ولایت مالوہ کی طرف متوجہ
ہوں تو آسانی سے وہ ہاتھ آجائیگا۔ سلطان نے فرمایا کہ اسلام و مسلمانی میں جائز نہیں ہے کہ مسلمان

خبر دی مال پر قبضہ کرکے یہہ ٹھیرایا کہ جب ہم سے پرسش ہو تو وہ اقرار کریں کہ قاتل ہم ہیں بادشاہ رحیم ہے وہ بخش دیگا اور قطع نظر اسکے سلطان کے مشورت ہمارے قتل کا حکم نہیں دیگا ہم سفارش کر دینگے قتل نہیں ہونے دینگے۔ ان اجل گرفتوں نے مال اور اپنے قدیم صاحب کی خیر خواہی پر نظر کرکے جیسا اونکو سکھایا تھا ویسا بادشاہ کے روبرو اقرار کیا سلطان نے علماء سے فتویٰ لے کر ان مزدور گناہگاروں کو قتل کیا۔ اس سفر سے مراجعت کرنے کے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ عماد الملک اور عضد الملک نے ایسا کام کیا ہے کہ بے گناہوں کو گناہگار کے عوض میں قتل کرایا ہے اُسیوقت ان دونوں کو قتل کرایا باوجودیکہ اونسے عمدہ تر دولت خانہ میں کوئی نہ تھا اور اونکی کھالوں میں گھاس بہروا کے عبرت خلایق کے لیے احمد آباد کے چوپڑ کے بازار میں لٹکوایا۔

۸۷۴ھ میں سلطان محمود نے گرنال کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا۔ گرنال ایک بڑے اونچے پہاڑ پر قلعہ ہے اوسکے گرد اور پہاڑ بطریق دایرہ کے محیط ہیں اوسکے درے بہت ہیں اور ہر درہ کا نام ہے اونمیں سے ایک درہ کا نام لوری ہے جسکے آگے ایک حصار نہایت مستحکم ہے جسکو اس زمانہ میں جونہ گڈہ کہتے ہیں اور دوسرا درہ مہابلہ مشہور معروف ہے۔ ایک ہزار نوسو برس سے یہ ولایت رائے مندلک اور اوسکے آباؤ اجداد کے قبضہ میں چلی آتی ہے سوا سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے کسی نے اس ملک پر تاخت نہیں کی۔ دہلی اور گجرات کے بادشاہ اوسکی تسخیر کی تمنا ہی میں رہے سلطان محمود خدا پر بھروسہ کرکے روانہ ہوا جب گرنال سے چالیس کوس (۸۰ میل) پر پہونچا تو اپنے خالو تغلق خان کو سترہ سو منتخب سوار دیکر روانہ کیا۔ سترہ سو ہی گھوڑے عراقی و ترکی و عربی سترہ سو خنجر غلاف طلائی و نقرہ ان سواروں کو دیے وہ یلغار کرکے درہ مہابلہ میں خبر آن پہنچے راجپوتوں کی ایک جماعت جسکو رو کہتے ہیں اور درہ کی محافظت کرتی تھی واقف ہوئی۔ انہوں نے بہت کوشش کی مگر غافل تھی ہتیار بہی نہ لگائے تھے کہ سب کشتہ ہوگئے۔ سلطان محمود لشکر اسکا تکبیر کہتا ہوا درہ مہابلہ میں داخل ہوا۔ رائے گرنال واقف ہوکر بہت سی جمعیت کے ساتھ قلعہ سے نیچے آیا شکار کے بہانہ سے درہ مہابلہ کی طرف چلا جب تھوڑے سے گجراتی اوسکو نظر آئے تو راجپوت دلیرانہ جنگ میں مشغول ہوئے۔ اس اثناء میں عقب سے لشکر

تیسرے روز سلطان خود قلعہ پر متوجہ ہوا صبح سے شام تک معرکہ جنگ گرم رہا چھٹے روز سلطان کا بارگاہ قلعہ کے دروازہ کے نزدیک لگایا گیا۔ ہر طرف ساباط تیار ہوئے۔ اکثر اوقات اہل قلعہ سے نکل کر دست برد کرتے تھے اور آدمیوں کو ضائع کیا چنانچہ ایک دن عالم خاں فاروقی کے مورچل کو گرا کر اسکو درجہ شہادت پر پہنچایا سلطان محمود نے محاصرہ کو تنگ کیا۔ یہانتک کہ بعض اوقات سنگ منجنیق سلطان محمود کے تخت کے پاس گرتے تھے۔ سال مذکور کے آخر تک محاصرہ کا امتداد ہوا۔ راے منڈلک مضطر ہوا۔ کئی دفعہ آدمیوں کو بھیجا تضرع و زاری کے ساتھ صلح چاہی مگر وہ معرض قبول میں نہ آئی +

اوائل ۸۷۵ھ میں منڈلک اور سب راجپوت ایام محاصرہ کے طول سے اور ہر روز کی جنگ سے عاجز ہو کر امان طلب ہوئے اور قلعہ کو چھوڑ کر کے قلعہ گرنال میں چلے گئے۔ وہ نزدی دراز بنی شروع کی سلطان نے جونہ گڑھ میں بڑی فوج چھوڑ کر گرنال کی طرف توجہ کی اور قلعہ پر لڑائی شروع ہوئی۔ راے منڈلک کو یہاں بھی عاجز کیا حصار گرنال کو جو ایک ہزار نوسو سال سے اس خاندان کے قبضہ میں تھا اُسے راے منڈلک کے تصرف سے نکال لیا سلطان محمود غزنوی کے طریقہ کے موافق سلطان نے چند بُت اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستوں کو مارا۔ راے منڈلک اس دیاری حکومت سے دل برداشتہ ہوا۔ اپنے اور اپنے آدمیوں کے لئے زنہار مانگ کر نوکری کے قصد سے سلطان کی خدمت میں آیا ایک دن اسنے معروض کیا کہ شاہ شمس الدین درویش پنجاب میں تشریف رکھتے ہیں انکی صحبت سے میرے دل میں اسلام کی محبت غالب ہوئی تھی اب سلطان کی صحبت سے دین کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو محبت اور زیادہ ہو گئی۔ اب میں مسلمان ہوتا ہوں سلطان اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوا کمال شوق سے اسکا ختنہ کرا کے توحید کی تلقین کی۔ خان جہان خطاب دیا اور امراے کبار میں سے بنا دیا جب تک سلاطین گجرات کی سلطنت رہی اسکا خاندان بطناً بعد بطن معزز رہا اور خوب اقطاع اس پاس ہیں مراۃ سکندری کے مصنف نے اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت یہ لکھی ہے کہ جب احمد آباد میں راے منڈلک کو سلطان لایا تو اسکے رسول آباد میں اسکا گذر ہوا جہاں موطن و مرقد شاہ عالم کا ہے۔ اسنے دیکھا کہ شاہ عالم کے

آپس میں لڑیں اور خلایق کو پامال حوادث کریں اور ان ایام میں کہ سلطان محمود وفات پا ئے
اور امور ملک میں انتظام نہ ہوا تھا اسکی ولایت پر جانا آئین مروت و رسم فتوت سے دور ہے
سنہ ۸۱۴ ھ میں ولایت سورٹھ کے تاخت و تاراج کے لئے سپاہ بہیجی وہ تہوڑی مدت میں لوٹ کا مال
بہت سا لے آئی - اس سال وقایع اعظم میں سے یہ ایک ہے کہ ایکدن سلطان محمود ہاتھی پر سوار
باغ ارم کو جاتا تہا اثناء راہ میں ایک مست ہاتھی زنجیر تڑا کر فوج کی طرف متوجہ ہوا اور ہاتھی
اُسے دیکھہ کر بہاگ گئے جس ہاتہی پر سلطان سوار تہا وہ اوسکے سامنے آیا اور دو تین ٹکریں مار کر
اوسکو بہگا دیا اور اوسکا پیچہا نہ چہوڑا ایک اور ٹکر اوسکے شانہ پر ایسی ماری کہ دانتوں کا صدمہ
سلطان کے پاؤں پر پہنچا اور اوس سے خون رواں ہوا - بادشاہ نے کمال شجاعت کر کے
ہاتہی کی پیشانی پہ نیزہ مارا کہ خون جاری ہوگیا - ہاتھی نے پہر اور ٹکر ماری تو سلطان نے اوسکو
دوسرا نیزہ پیشانی پر ایسا مارا کہ خون کا فوارہ چہوٹنے لگا - پہر اوسنے ٹکر لگائی تو تیسری دفعہ
نیزہ اوسکے ایسا لگا کہ وہ بھاگ گیا سلطان خیریت سے گہر آیا اور بڑی خیرات کی +

چند روز بعد سلطان نے سرحد کے امرا کو بلا کر جونہ گڈہ و گرنال کی فتح کا ارادہ کیا ایک رات
دن میں پانچ کروڑ روپیہ سپاہ میں تقسیم کیا منجملہ اوسکے دو ہزار پانسو ترکی عربی گہوڑے تہے
جنمیں سے بعض کی قیمت دس ہزار تنکہ تہی کہ سب آدمیوں کو تقسیم کردئے پانچ ہزار تلواریں
سات سو کمر بند مرصع اور سترہ سو خنجر جنکے غلاف طلائی تہے انعام دئے - اور متواتر کوچ کر کے
روان ہوا جب ولایت سورتہ میں کہ گرنال سے قریب ہے پہنچا تو راجہ منڈلک نے عرض کیا کہ بندہ
ایک مدت سے اطاعت و انقیاد میں بسر کرتا ہے - اور کوئی امر کہ جس سے نقض عہد و پیمان ہو
مجہسے نہیں صادر ہوا - الحال جسقدر پیشکش کا حکم ہو دینے کو موجود ہوں سلطان نے کہا
میرا ارادہ یہ ہے کہ ولایت کو تصرف میں لاکر اعلام اسلام کو مرتفع کروں راجہ بمضمون اس کلام سے
کہ ناگاہ اس قدر لشکر کا آنا اور دشمن کے آنے کی طرح نہیں معلوم ہوتا وہ رات کو فرصت کے وقت
قلعہ جونا گڈہ میں کہ بر سر راہ تہا گیا اور اوسکو مضبوط کیا سلطان دوسرے روز حصار جونا گڈہ کے
قریب آپہونچا دوسرے روز رجپوت قلعہ سے نکلکر مسلمانوں کی ایک جماعت سے لڑے جسمیں اسلام کو غلبہ ہوا

اور بہت جلد شورہ زار مین جسکو رن کہتے ہیں آیا۔ ایک رات دن میں ۶۰ کوس (۲۰ میل) ایلغار کرکے چہہ سو آدمیوں کے ساتہہ حوالی غنیم میں پہنچا جنمیں جو بیس ہزار کماندار تہے۔ وہ آگاہ ہو کر میدان میں آئے سلطان محمود بھی اونکی شکل دیکہہ کر غنیم کی جانب روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہہ سب آدمی شجاعت و مردانگی و کمانداری میں مشہور تہے لیکن لشکر اسلام کی صفوف کے آگے نہ ٹھہر سکے باوجودیکہ وہ بہت قلیل تہے وہ سب سراسیمہ پریشان ہو گئے۔ اونکے روسا تیغ و کفن لئے ہوئے اور رہزنی اور دزدی سے اپنی ندامت بیان کرتے ہوئے آئے کہ اب ہم ایسے اعمال ناشائستہ نہیں کرینگے۔ سلطان نے اونکا دین و مذہب پوچہا تو اونہوں نے کہا کہ ہم صحرائی آدمی ہیں کوئی دانشمند ہماری قوم میں نہیں ہے۔ آسمان و خاک و باد و آتش و آب کو ہم پہنچانتے ہیں بجز کہانے پینے کے ہم کو کچہہ اور کام نہیں ہے ہم کو آپسے اُمید ہے کہ ہدایت فرمائینگے اور ہم قلادہ اسلام گلے میں ڈالینگے سلطان نے اونکی معذرت کو قبول کیا اور اونکے جرایم کو معاف۔ اونکے بزرگوں میں سے بعض کو شہر مصطفےٰ آباد میں لیجاکر مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ سنت نبوی بطریق مذہب امام اعظم تعلیم کریں جب ان آدمیوں کی مصطفےٰ آباد میں آمدورفت زیادہ ہوئی تو اونکی زبانی سلطان نے سنا کہ شورہ زار (رن) کے پیچھے ایک مملکت ہے جسکا نام سندہ ہے وہ شاہ سندہ سے تعلق رکہتی ہے۔ چار ہزار خانہ وار قبیلہ بلوچ سے وہاں متوطن ہیں اُنمیں سے چار ہزار آدمی اس الوس کے باہر آتے ہیں اور تیر اندازی میں وہ بال کو چیرتے ہیں اور سب بلوچوں کا مذہب شیعہ ہے۔ جاٹون نے بہی انکی تبعیت میں شیعہ مذہب اختیار کیا ہے۔ اس بیابان میں اس اوباش فرقہ کی اکتساب معاش راہ زنی سے ہوتی ہے کبہی کبہی بادشاہ گجرات کی سرحد میں چلے آتے ہیں اور وہاں زحمتیں پہنچاتے ہیں ۸۸۱ھ میں سلطان محمود اس جماعت کی طرف متوجہ ہوا۔ جب ولایت شورہ زار (رن) میں آیا تو ایک ہزار چالاک سوار دو اسپہ ہمراہ لئے آب و توشہ ایک ہفتہ کا ساتہہ لیا۔ شبانہ روز میں ۶۰ کروہ (۲۰ میل) طے کرتا جب اس طریق سے ولایت سندہ میں آیا تو رات کے وقت صحرا میں اُترا۔ گہوڑوں اور آدمیوں کو آرام دیا۔ دوسرے روز قوم پر تاخت کی اتفاقاً اس نواح میں بلوچوں کی ایک جماعت اپنے اونٹوں کو چرانے آئی تہی۔ وہ واقف ہو گئی تو اوسنے جمانہ سو[illegible]

دریا میں ہاتھی گھوڑوں اور آدمیوں کا ازدحام لگ رہا ہے تو اسکو تعجب ہوا اوسنے پوچھا کہ یہہ
کس امیر کا گھر ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت شاہ عالم کا گھر ہے پھر اوسنے کہا کہ وہ کسکے نوکر ہیں اور
کسے تولا رکھتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بجز خدا کے کسی سے تولا نہیں رکھتے خدا اونکو روزی دیتا
ہے۔ وہ بھی اونکی خدمت میں گیا جب اونکی مبارک صورت پر اوسکی نظر پڑی تو اوسنے کہا کہ
مسلمانی کا جو لازمہ ہو وہ مجھے دکھاؤ۔ حضرت نے کلمہ طیبہ عرض کیا راے منڈلک اسلامیوں کے
زمرہ میں آیا اور شاہ عالم کا مرید ہوا۔ اسلئے کہ ان حدود میں شعار اسلام کا رواج ہو سلطان محمود
نے بلدہ مصطفےٰ آباد کی تعمیر کیلئے اینٹ رکھی مساجد و عمارات عالیہ و بازار و دکانیں بنائیں۔
کل امرا کو حکم دیا کہ اپنی سکونت کیلئے واسطے مکانات بنائیں اُنہوں نے تھوڑی مدت میں شہر مصطفےٰ آباد
میں توطن اختیار کیا جب امرا اور لشکریوں نے مصطفےٰ آباد میں توطن اختیار کیا تو احمد آباد کی
اطراف میں سرجا چوروں اور مفسدوں نے رہزنی شروع کی اور خلایق کی راہ آمد و شد کی مسدود
کی اسلئے سلطان محمود نے اُسکا انتظام یہ کیا کہ ملک جلال الدین کو لشکر کا کوتوال کیا اور سلاح خانہ
اوسکو تفویض کیا۔ محافظ خان خطاب دیا یعلم و کرتا دیکر احمد آباد کی شحنگی و کوتوالی کا منصب اوسکو
دیا۔ محافظ خان نے یہاں آکر اسطرح سے انتظام کر لیا۔ چوروں کے پانسو سرداروں کو مار ڈالا
سلطان روز بروز اوسکے کام سے ایسا خوش ہوا کہ اوسکے منصب میں اضافہ کرتا گیا۔ سترہ سو گھوڑے
اوسکے اصطبل میں جمع تھے۔ جو سپاہی عمدہ ہوتا وہ اوسکی نوکری کرتا۔ اوسکی قوت و شوکت
اس حد پر بڑھی کہ اوسکے بیٹے ملک خضر نے راجہ باگر او ساید ر و سروہی سے پیشکش لی۔

۸۷۹ھ؁ ۱۴۷۴ء میں سلطان محمود کو خبر ہوئی کہ سلطان غیاث الدین مالوی کی حمایت سے
راجہ چنپانیر مغرور ہو گیا ہے اور مفسدوں کو اوسنے جمع کیا ہے۔ سرکشی کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ
مصطفےٰ آباد سے اوسکی سرزنش کے لئے چلا راہ میں محافظ خان ملا اوسکو منصب وزارت عنایت ہوا
اوسنے کوتوالی میں اپنے گماشتے مقرر کئے خود مہمات وزارت میں مشغول ہوا جب سلطان محمود کو
خبر پہنچی کہ زمین کچھ میں کہ سندکی سرحد ہے سلمانوں کو زمیندار ستاتے ہیں اور او نپر بہت غالب
ہو گئے ہیں تو سلطان نے چنپانیر کی عزیمت کو فسخ کیا اور اس طائفہ کی تنبیہ و تادیب پر متوجہ ہوا

جب یہاں آیا تو امرا کو بلا کر کہا کہ جب تک تم مجھے حج کی اجازت نہ دوگے میں کھانا نہیں کھاؤں گا
امرا جانتے تھے کہ سلطان امتحان کرتا ہے سب خاموش رہے۔ عماد الملک نے عرض کیا کہ بندہ زادہ
بڑا ہوگیا ہے میری جگہ اوسکو دیجئے اور مجھے ملازمت سے دور کیجئے۔ سلطان نے فرمایا کہ یہ ایک
سعادت ہی جو میسر ہو لیکن مہمات ملکی بغیر تیرے انجام نہ ہونگیں جب وہ بہر ہا گئی سلطان بھوکا
رہا تو نظام الملک نے کہ امرا کی ریش سفید تہا عماد الملک کی تلقین سے کہا کہ سلطان اول قلعہ چنپانیر
کو خزانہ اور اہل حرم کی محافظت کے لئے فتح فرمائیں اور بعد مقصد حاصل کرنے کے طواف کی سعادت
حاصل کریں۔ فرمایا انشاء اللہ۔ پہر وہ کھانا کھانے کو سوار ہا۔ عماد الملک سے چند روز بات نہ کی۔ عماد الملک
نے خلوت میں عرض کیا کہ مجھہ بیگناہ پر کم عنایتی کا سبب کیا ہے۔ سلطان نے کہا کہ جب تک حقیقت
حال نہ بتلائیگا میں تجھہ سے بات نہیں کرونگا۔ عماد الملک نے کہا کہ اگرچہ میں نے قرآن اٹھا کر قسم
کھائی ہے مگر اب مجھہ بیچارہ کو کچھہ چارہ نہیں ہے۔ حقیقت حال بتلادی۔ سلطان نے تحمل کیا
اور خداوند خان کو کچھہ آزار سوار اوسکے نہ پہنچایا کہ اپنے خاصہ کبوتروں میں سے ایک کبوتر یاد دی
نوکر کا نام خداوند خاں رکھا۔ بعد ایک مدت کے پٹن میں گیا۔ اور وہاں سے عماد الملک اور قیصر خان کو
جالور و ساچور (جھالراوار و آبوگڈہ) کے فتح کرنے کے لئے بہیجا۔ یہ امرا رخصت لیکر شیخ حاجی
رجب کی تربت میں فروکش ہوئے کہ خداوند خاں کے بیٹے مجاہد خاں نے اپنی خالہ زاد بہائی
صاحب خان کے ساتھہ اتفاق کر کے رات کو قیصر خاں کو اوسکے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ اپنی چغلی
کھانے کا انتقام لیا۔ سلطان نے اس گمان سے کہ قیصر خان کا دشمن اژدر خان تھا اوسکو پابزنجیر کیا
اتفاقاً مجاہد خان بن خداوند خان اور صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر مع اہل و عیال کہاں گئے
گئے۔ صبح ہوتے ہی حال معلوم ہو گیا کہ اژدر خان بیگناہ ہے مجاہد خاں و صاحب خان اصل
قاتل ہیں تو سلطان نے حکم دیا کہ خداوند خان کے پاوں میں بیڑیاں ڈال کر محافظ خاں کے حوالہ کرو
اور اژدر خان کو خلاص کرو۔ چند روز بعد سلطان نے احمد آباد میں مراجعت کی۔ اس زمانہ میں عماد الملک
بیمار ہو کر مرگیا اور اوسکا بیٹا اختیار الملک باپ کا جانشین ہوا اور وزارت کا کام کرنے لگا

ضبط اپنے ذمہ لیا۔ بہاء الدین عماد الملک کو سونگھڑ میں فرحت الملک کو بیت وہمگت میں اور نظام الملک کوتال نیر میں اور گودراہ میں قوام الملک کو حاکم مقرر کیا۔ خداوندخان کو کہ ممالک کا وزیر تھا شاہزادہ مظفر کا اتالیق مقرر کیا اور احمد آباد میں رکھا۔ اور سلطان خود مصطفی آباد میں گیا۔ اور وہاں باغوں کی تیاری میں مصروف ہوا۔

کچھ مدت گذری تھی کہ خداوندخان اور رائے رایان اور سرداروں نے داعیہ کیا کہ شہزادہ احمد کو تخت پر بٹھائے۔ اور سلطان محمود کو معزول کیجے عید رمضان کا بہانہ کرکے عماد الملک اور اور امراء کو احمد آباد میں بلایا۔ اونہوں نے خلوت میں عماد الملک سے افشاء راز نہ کرنے کے لئے قرآن اٹھوایا اور اپنے ارادہ پر مطلع کیا۔ اوسوقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا۔ ناچار اس بات کو قبول کرلیا۔ اور احمد کے اجلاس کے لئے روز عید مقرر کیا جلدی سے اپنے آدمیونکو بھیجکر اپنے لشکر کو عید سے پہلے بلالیا۔ عید کے دن عماد الملک اپنی فوج کو آراستہ کر شہزادہ کے دربار میں گیا سعادت کے موافق اسکو نماز پڑھنے کے لئے شہر سے باہر لے گیا اور اور سارے شہر کی محافظت اپنے لشکر سے کرلی۔ خداوندخان اور اوسکے متابع جو اپنے ارادہ کے اظہار پر مستعد تھے عماد الملک کے قصد کو سمجھہ گئے تو اونہوں نے تغافل کیا اور اصلا اپنے اس معاملہ کی کوئی بات زبان پر نہ لائے قیصر خان نے اس حال سے سلطان کو اطلاع دی سلطان نے دوست دشمن کے امتحان کرنے کے لئے آدمیوں سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے تاکہ جو کوئی اسکو تصدیق کرے تو معلوم ہوجائے کہ وہ دشمن ہے۔ پس جہازوں کو تیار کرکے چندلاکھ تنکہ عمال کو دے کہ وہ اشیاء کو خریدیں خود مصطفی آباد سے بندر کھوکہ میں آیا کشتی میں بیٹھکر بندر کھنبایت میں گیا جب یہ خبر احمد آباد میں آئی تو سب امرا شاہزادہ کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں پہونچے سلطان نے ایک دن کہ سب امرا حاضر تھے کہا کہ اب شہزادہ بڑا ہوگیا ہے اور اسکے دلخواہ امرا نے تربیت پائی ہے اسلئے میرا ارادہ ہے کہ مہمات ملک و دولت اسکو سپرد کرکے میں حج کی سعادت پاؤں عماد الملک نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور احمد آباد میں تشریف لائیں اسوقت جو مناسب ہووہ کام فرمائیں سلطان نے جانا کہ زیر کاسہ نیم کاسہ ہے وہ احمد آباد کو روانہ ہوا

جنگ گرم کیا۔ سلطان قصبہ بڑودہ سے کوچ کرکے کوہ چنپانیر کے پیچھے سے گذر کر موضع گرناری میں جو مالوہ کی سڑک پر ہے فروکش ہوا۔ پھر راے بینی راے نے گناہ کی معافی کی درخواست کی مگر نامنظور ہوئی تو راے نے اپنا لشکر جمع کیا اور اطراف کے راجاؤں سے مدد چاہی اور قلعہ سے نیچے اوترا اور مورچلوں کو قایم کیا اور ساتھ ہزار سوار و پیادے لیکر سلطان کے مقابلہ میں صف آرا ہوا۔ سلطان محمود سے اوسکی سخت لڑائی ہوئی اور اوسنے ہزیمت پائی۔ دس بارہ ہزار جنگی راجپوتوں کے ساتھ وہ قلعہ میں آیا۔ سلطان محمود بھی قلعہ کے نیچے آیا۔ اور اوسے گھیر لیا۔ اور ہر ایک سردار کو اپنے محل میں قایم کیا اور خود موضع گرناری کو معاودت کی اور سید مدن لنگ کو محافظت راہ اور رسد رسانی کے لئے مقرر کیا۔ ایک دن سید مدن لنگ جنگ سد لاتا تہا کہ راجپوتوں نے اوسکے بہت آدمی مار ڈالے اور رسد لوٹ کرلے گئے تو سلطان اس خبر کے سننے سے مغموم ہوا اور سلخ صفر سال مذکور تک وہ چنپانیر کے نیچے مقیم رہا اور لوازم محاصرہ میں مبالغہ کیا محافظ خان صبح کو سوار ہوتا اور مورچوں کا حال دوپہر تک دیکہہ بہال کر سلطان سے عرض کرتا جب محاصرہ بوجہ اتم ہوگیا تو حکم ہوا کہ چاروں طرف ساباط بنائیں ہر چوب کہ بالاے کوہ پر جاتی تو ایک لاکہہ تنکہ اوسکی اجرت ہوتی راے بینی راے اس حال کو مشاہدہ کرکے نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ ایلچی بہیجے اور معروض کیا کہ نو من طلا اور غلہ اسقدر کہ لشکر کے خرچ کو دس سال تک اکتفا کرے پیشکش دیتا ہوں سلطان نے کہا کہ جب تک قلعہ نہیں فتح ہوگا ممکن نہیں کہ میں اس سرزمین سے قدم اوٹہاؤں ایلچی مایوس ہوکر راے پاس آئے اوسنے سنہ ۸۸۸ھ میں اپنے وکیل کارگزار سئورام کو سلطان غیاث الدین خلجی پاس مالوہ بہیجا اور استمداد چاہی اور ہر کوچ پر ایک لاکہہ تنکہ نقرہ مد خرچ دینے کا اقرار کیا۔ سلطان غیاث الدین لشکر تیار کرکے نعلچہ میں آیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو اوسنے محاصرہ میں جابجا امرا کو مقرر کیا اور خود رزم کے عزم سے قصبہ دہوڈ تک آیا۔ یہاں اُس کو خبر آئی کہ سلطان غیاث الدین نے ایک دن علماء کو طلب کرکے استفسار کیا کہ جسوقت کوئی مسلمانوں کا بادشاہ کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کررہا ہو تو شرع اجازت دیتی ہے کہ ہم کفار کی کمک کو جائیں علماء نے کہا [illegible] اسلئے وہ اوسی وقت الٹا منڈو کو چلا گیا سلطان اس مژدہ کو سنکر

رجب ۸۸۸ھ میں چنپانیر کی فتح کا عازم ہوا کہ اس اثنا میں یہ خبر پہنچی کہ ملیباریوں نے بہت سی کشتیاں جمع کر لی ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ دریا کے آنے جانے والوں کی مزاحمت کریں۔ سلطان عزیمت مذکور کو فسخ کر کے جہاز میں سوار ہوا اور کئی جہاز آراستہ ساتھ لئے اور اون میں تو تفنگ و تیر و کمان کے مردان کار اس جماعت کی دفع کے لئے سوار کئے جب ملیباریوں کے جہازوں کے قریب وہ آیا تو یہ جماعت اوسکی مقاومت کی تاب نہ لا سکی بھاگی۔ گجراتیوں نے اسکا تعاقب کیا اور چند کشتیاں اونکی چھین لیں۔ اور بندر کھنبایت کو مراجعت کی۔ یہاں سے احمد آباد میں سلطان تشریف لایا +

اس سال میں اکثر بلاد گجرات میں امساک باراں ہوا اور قحط عظیم پڑا اور خلائق بہت سی بھوکی مر گئی۔ اور رعایا کے حال میں بہت خرابی آگئی۔ قلعہ چنپانیر کا حال یہ ہے کہ ایک پہاڑ ہے بہت بلند اور اس پہاڑ کی سطح پر ایک اور پہاڑ ہے اسمیں گچ اور سنگ کی دیوار کھنچی ہوئی ہے اور مضبوط و مرغوب برج بنے ہوئے ہیں۔ اسوقت یہ قلعہ راے بینی رائے رجپوت کے قبضہ میں تھا۔ اسکے باپ دادا معلوم نہیں کس زمانہ سے اس میں فرمانروائی کرتے چلے آتے تھے۔ اتفاقاً بعض مواضع چنپانیر کو لوٹنے گیا تھا۔ راے بینی رائے بن اودے سنگہ راجہ چنپانیر نے اسپر حملہ کر کے مار ڈالا۔ اور اوسکے دو ہاتھی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی تو وہ غرہ ذیقعدہ سنہ ۸۸۷ھ کو چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں کے رایوں کے نوکر ساٹھ ہزار راجپوت سوار اور پیادے تھے اسلئے وہ کسی کے آگے غرور کے مارے سر نیچا نہیں کرتے تھے۔ راے بینی نے سول آلعہ کو کہ ملحقات گجرات سے ہے بہت زحمت پہنچائی اور بہت مسلمانوں کو ظلم و ستم کر کے تہ تیغ کیا۔ جب سلطان بڑودہ میں آیا تو راے بینی اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور اوسنے اپنے ایلچیوں کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور تقصیرات کی معافی کی درخواست کی اور معروض کیا اور جو دو ہاتھی ملک سدھا کے یہنے پکڑے تھے وہ زخمی تھے مر گئے اونکے عوض میں اور دو فیل بھیجتا ہوں۔ سلطان نے کہا کہ اسکا جواب کل زبان شمشیر دیگی اور ایلچیوں کو رخصت کیا۔ اپنے سے پہلے تاج خان و عضد الملک و بہرام خان کو روانہ کیا وہ ۷ صفر ۸۸۸ھ کو پائے کوہ میں آ پہنچے سر وندا اور آ [illegible]

اور اوسکی تعظیم و تکریم میں کوشش کی۔ قلعہ کے نیچے ایک شہر آن حضرت کے نام پر محمد آباد آباد کیا مصطفےٰ آباد اپنے چہوٹے بیٹے خلیل خان کو دیدیا جو اس بلدہ محمد آباد کی تعمیر میں اہتمام کیا اور جامع مسجد جو قبل از فتح بنائی تھی اسکو فراخ کیا ۸۹۱ھ میں ایک منبر نہایت پر تکلف اس مسجد کی محراب کے روبرو بنایا جسکی تاریخ یہ ہے ؎

سال تاریخ منبر و محراب　　قلمی شد بخطبہ و منبر

جب بینی رائے کے زخم اچھے ہو گئے تو سلطان نے اوسکی اور اوسکے وزیر ڈونگرسی کی دعوت اسلام کی مگر اونہوں نے قبول نہ کیا علما کے فتوی کے موافق پانچ مہینے قید میں زنجیر وں میں رہے اور ہر روز اونکو قتل کی تہدید ہوئی کہ مسلمان ہو جائیں مگر اونہوں نے کسی طرح دعوت اسلام نہ قبول کی تو وہ دار پر کہینچے گئے۔ اسی زمانہ میں احمد آباد کے گرد فصیل اور اوسکے برج بنائے ایک فاضل نے اوسکی تاریخ یہ کہی کہ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا

۸۹۱ھ میں دہلی کے سوداگروں نے احمد آباد میں آنکر استغاثہ کیا کہ چار سو تین گہوڑے ہم لاتے تہے کہ کوہ آبو کے راجہ نے ظلم کرکے ہم سے لے لئے ہیں اور تمام قافلہ کو لوٹ لیا ہے سلطان نے اس بات کے سنتے ہی گہوڑونکی قیمت خزانہ سے سوداگروں کو دلوادی اور سب کو خلعت دئے۔ اور خود لشکر تیار کرکے ادہر چلا اور اپنے پہونچنے سے پہلے سوداگروں کے ہاتھ ایک فرمان بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ سرکار خاصہ کے لئے سوداگر جو گہوڑے لاتے تہے اوسکو تو نے ظلم کرکے لے لیا ہے چاہئے کہ جو کچھ لیا ہے وہ اونکو واپس کرکے دیدے ورنہ قہر و غضب سلطانی کا مستوجب ہوگا جب فرمان پہنچا تو راجہ آبو نے ڈر کر تین سو ستر گہوڑے واپس کئے اور تینتیس ۳۳ گہوڑونکو کہا کہ مر گئے سو اونکی قیمت دی اور سوداگروں کے ہمراہ پیشکش بہی بہیجی۔ اور خود اپنے تئیں ملازموں کی سلک میں داخل کیا۔ بعد اسکے سلطان محمد آباد چنپانیر میں آگیا +

۸۹۶ھ کو سلطان محمود بہمنی کے امرا میں سے بہادر گیلانی بغاوت کرکے بندر گوہ دابہول اور ولایت دکن کے بہت سے حصے پر غالب ہوا۔ دس بارہ ہزار سوار بہم پہونچائے

خوش ہوا اور چنپانیر کو گیا ابھی قلعہ فتح نہ ہوا تہا کہ قصبہ چنپانیر میں سلطان نے ایک جامع مسجد تعمیر
کرائی اسلئے لشکر کے سب چہوٹے بڑونکو یقین ہو گیا کہ جب تک قلعہ فتح نہیں ہوگا سلطان یہان
سے نہیں جائیگا۔ پس ازحد ساباط بنانے اور اہل قلعہ کے تنگ کرنے میں اہتمام ہوا۔ سلطان کی
سپاہ ایسی قریب ہوگئی کہ اوسنے دیکہا کہ صبح کو رجپوت داتون کرنے اور طہارت کرنے جاتے ہیں
اور مورچلیوں میں تہوڑے آدمی رہتے ہیں۔ اسلئے سلطان نے حکم دیا کہ ۳ ذی قعدہ ۸۸۹ھ کو صبح کے
وقت لشکریان خاصہ اپنے ساباط سے قلعہ کے اندر جائیں شاید فتح ہو جائے۔ لشکریون نے
حکم پر عمل کیا۔ اتفاق سے قوام الملک سرجاندار قلعہ میں چلا گیا۔ اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا
جب رجپوتوں کو خبر ہوئی تو وہ ہجوم کر کے مسلمانوں سے خوب لڑے۔ مسلمان غالب رہے اور
حصار دوم کے دروازہ تک پہنچ گئے چندروز پہلے ایک توپ نے دیوار قلعہ میں دراڑ ڈالی تہی۔ ملک الدین
ملک ایاز سلطانی اُس میں سے قلعہ کے اندر آگیا اور دروازہ پر چڑہ گیا۔ سلطان فوج برابر کمک
کے لئے بہیجتا رہا۔ رجپوت حیران و سراسیمہ ہو کر حقے دروازہ کے بام مارتے تھے۔ مگر جب
رجپوتون نے دیکہا کہ سلطان صلح کو مانتا نہیں تو اونہون نے آگ روشن کی اور سب عورتوں اور
بچوں کو ڈال کر جلا دیا۔ اور جان سے ہاتہ دہوئے اور طرح طرح کے آلات حرب لیکر جنگ
میں مشغول ہوئے۔ اور مغلوب ہوئے۔ سپاہ اسلام نے قلعہ کے بڑے دروازہ کو توڑا اور اندر
گہس گئے۔ اور جمع کثیر کو شمشیر سے قتل کیا جب سلطان محمود خود اس دروازہ پر آیا۔ علم اوسکا مرتفع ہوا
اور بالائے حصار میں حوض پر سب راجپوت جمع ہوئے اور اشنان کیا اور شمشیر و نیزہ و جمدہر ہاتہ میں
لئے مسلمانوں کی فوج کے مقابل میں آئے۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی طرفین سے جمع کثیر کشتہ
ہوئی۔ اور بینی رائے اور دونگرسی وسورام وزیر زخمی ہو کر دستگیر ہوئے۔ سلطان کے روبرو آئے
اوسنے ان قیدیون کے زخموں کا علاج کرایا۔ سلطان نے ایکدن بینی رائے سے پوچھا کہ کسلئے
اتنی مدت تک تونے لڑائی لڑی۔ اوسنے کہا شاہا یہ مملکت موروثی تھی میں نے اسمیں
نشو و نما پایا تہا۔ میں نے یہ نہ چاہا کہ آبا و اجداد کے موروثی ملک کو رائگان و مفت برباد دوں
کہ میرا نام دنیا میں نامردون کی فہرست میں ثبت ہو۔ سلطان نے [illegible]

اور اس خوف سے بہاگ گیا کہ مبادا سپاہی داد خواہ ہوں جیسے بدحرمتی ہو سلطان نے شرف جہان کو اسکی دلاسے کے واسطے بہیجا۔ شرف جہان نے ہر چند اوسکو مواعظ و نصائح کین اصلا فائدہ نہوا۔ سو ہاتھی جو اوسکے ہمراہ تھے وہ شرف جہان کے ہاتھہ بہیجکر منڈو کو چلا گیا۔ مگر اوسکے باپ نے سلطان محمود خلجی کے ساتھہ بیوفائی کی تہی سلطان غیاث الدین نے اوسے اپنے ملک مین جگہ نہ دی تو الف خان پریشان حیران ہوکر سلطان پور مین آیا سلطان نے قاضی بہر اسحٰق کو الف خان کی سرکوبی کے لیئے بہیجا۔ وہ قاضی سے لڑا مگر نہایت سرگردان اور پریشان ہوا۔ بادشاہ کی خدمت میں عرایض بہیجکر اپنا قصور معاف کرایا۔ اور سلطان محمود کی خدمت مین آیا تین مہینے بعد اپنے نائب عرض کو بے وجہ قتل کیا مقید ہوا۔ اسی قید میں اجل طبیعی سے یا زہر سے مرگیا۔

عادل خاں فاروقی نے کئی سال سے باج خراج کے ارسال میں اہمال کیا تہا۔ قاضی بہر ۹۰۴ھ میں ولایت خاندیس میں آیا اوسلک کو غارت کرنا شروع کیا عادل خان میں تاب مقاومت نہ تہی۔ عماد الملک حاکم برار سے امداد چاہی جب اس پاس کمک نہ آئی تو چند سال کا مال لے کر محمد آباد چنپانیر مرآیا سلطان محمود کی لبساط بوسی سے مشرف ہوکر معزز و مکرم ہوا۔ اور معاودت کی رخصت اوس کو دی بعض روایت کرتے ہیں کہ سلطان محمود خود عادل خان کی گوشمالی پر متوجہ ہوا تہا جب آب تاپتی پر پہنچا تو عادل خان نے پیشکش بہیجی اور معذرت کی سلطان محمود نے حقوق خویشی کو مرعی رکہکر رقم عفو اس کے افعال پر کہینچی +

انہیں دنوں میں دولت آباد کے تہانہ دار و کوتوال ملک مشرف و ملک وجیہ نے فرصت پاکر عرضداشت بہیجی کہ یہ قلعہ ہمارے پاس ہے۔ احمد نظام الملک اس حصار کی تسخیر کی فکر میں ہے ہر سال اسپر لشکر کشی کرتا ہے بالفعل قلعہ دولت آباد کا محاصرہ اوسنے کر رکہا ہے اگر آپ امداد و معاونت کریں تو یہ قلعہ آپ کا ہو جائے۔ ہم اپنی نہایت

دریا کی راہ سے کشتیوں میں بہت سے بہادروں کو گجرات بھیجا اور وہاں بڑی خرابی مچائی
سلطان محمود گجراتی کے چند جہاز خاصہ پر اپنے تصرف کیا۔ بندر مہائم کو جلا کر
اور غارت کرکے اوسکی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان محمود نے صفدر الملک کو لشکر دیکر دریا کی راہ سے
اور قوام الملک سرگروہ خاصہ خیل کو کچھ فوج کے ساتھ خشکی سے مہائم کو روانہ کیا۔ وہاں صفدر الملک
کے اخبارات پہلے سے حوالی مہائم میں پہنچے۔ باد مخالف ایسی چلی کہ وہ متفرق ہو گئے۔ جہاز نشینوں
نے طوفان کے خوف سے دشمن سے امان مانگی اور کنارہ کی طرف چلے جب اوسکے نزدیک پہونچے
تو دشمن سے لڑائی ہوئی۔ پانی میں آتش حرب ایسی روشن ہوئی کہ پانی کا رنگ بدل گیا
آخر الامر لشکر گجرات مغلوب ہوا۔ صفدر الملک بعض اور معتبر آدمیوں کے ساتھ اسیر و دستگیر ہوا
سارا بیڑا دشمن کے ہاتھ پڑا۔ جب قوام الملک سرحد مہائم میں آیا تو بہادر کے سپاہی سارا کام اپنا
کرکے اوسکے پاس چلے گئے تھے قوام الملک نے یہاں توقف کیا اور سلطان محمود کو عرضداشت بھیجی
کہ میں بہادر سے انتقام لینا چاہتا ہوں لیکن جب تک بادشاہ دکن کے ممالک کا بعض حصہ
خراب نہ کیا جائے بہادر کے مسکن تک پہنچنا ممکن نہیں۔ اس باب میں حکم عالی کیا ہے۔
سلطان نے ایلچی اور نامہ والی دکن کو لکھا۔ اوسنے ہمسایہ کا حق ادا کیا۔ باوجود تسلط امرا
اور ارکان سلطنت کے تزلزل کے خود بہادر کے سر پر لشکر چڑھا کر لے گیا اور اوسکو مار ڈالا
صفدر الملک اور جہازوں کو مع تحائف کے گجرات بادشاہ پاس بھیجا جس سے یہ توقع تھی کہ
وہ اوسکی امداد کرکے ان آدمیوں کے ہاتھ سے بچائیگا جو اوسپر مسلط ہو گئے تھے مگر اسکا
کام اصلاح کے قابل نہ رہا تھا فرمان دہ گجرات نے اس میں تغافل کیا۔ تاریخ دکن میں اس کا
حال اور مفصل بیان ہوگا +

۹۰۱ھ ۱۴۹۵ع سلطان محمود نے واگر اور ایدر کی طرف کوچ کیا اور یہاں کے راجاؤں سے بڑی
بڑی پیشکشیں لیں اور خوبی دولت سے احمد آباد چنپانیر میں آیا۔ ۹۰۲ھ ۱۴۹۷ع میں اسنے
اپنے ممالک محروسہ کی سیر کی اور رعیت کے حق میں انصاف و عدل کیا +

۹۰۴ھ مخبروں نے سلطان کو اطلاع دی کہ الف خاں شاہی نوکروں کے علوفہ کو اپنے صرف میں لایا

قاہرہ میں لیجاتے تھے اور پندرہ سو سپاہی تھے امیر حسین اسکا سپہ سالار تھا اور ملک ایاز امیر البحر گجرات کا اسکے ساتھ شریک ہو گیا تہا بندرگاہ چیول پر پرتگیزون نے حملہ کیا۔ پرتگیزون نے دو جہاز ترکون کے لے لئے۔ اور ترکون نے پرتگیزون کا ایک جہاز چہین لیا۔ پرتگیزون کے اکیاسی آدمی مارے گئے اور مسلمانون کے چھ سو+

اس واقعہ کے بعد سلطان نے بنا در گجرات کا انتظام بوجہ اتم کر دیا۔ خاطر جمع سے محمد آباد میں آیا۔ اس سبب سے کہ آسیر مین داؤد فاروقی فوت ہوا۔ اس دیار میں غبار فتنہ بلند ہوا۔ عادل خاں ولد حسن خان کہ سلطان محمود گجراتی کا نواسہ تھا اپنے آدمیون کو بہیجا اپنے نانا سے امداد طلب کی سلطان سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ مین شعبان مین تہوڑے لشکر کے ساتھ چلا اور نربدا کے کنارہ پر موضع چلکی میں رمضان بسر کیا۔ شوال میں ندربار کا عازم ہوا جب یہان آیا تو معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے عالم خان کو احمد نظام الملک بحری و عماد الملک سے اتفاق کر کے تخت سلطنت پر بٹھایا نظام الملک برہانپور میں تہا سلطان محمود اس خبر کو سنکر تالنیر میں گیا۔ یہاں عادل خان اُسّے ملا۔ سلطان نے برہانپور لشکر گجرات بہیجا۔ جسکے سبب سے برار و احمد نگر کے لشکر نے مراجعت کی۔ عادل خاں کو مسند سلطنت پر بٹھایا ملک لادن جو خاندیس کی سلطنت کا مدعی تہا اوسکو سلطان نے خان جہان کا خطاب دیا اور خطہ اسیر اوسکو جاگیر میں دیا۔ سلطان نے آسیر کے اور بہت سے افسرون کو خطاب دیے عادل خان کے پاس امداد کے لئے گجرات کی سپاہ چہوڑی حسام الدین کو اس لئے کہ وہ آیندہ سلطنت حاصل کرنے کے لئے کوشش نہ کرے اوسکو ضلع سلطانپور میں قصبہ دہورن دیدیا۔ باوجود اس انتظام کے سال آیندہ میں آسیر مین اندرونی فساد برپا ہوئے مگر سلطان نے اپنے بیٹے کو آسیر میں بہیجکر عمدہ انتظام کر دیا اور عادل خان کو اپنی حکومت پر مستقل کرا دیا+

سنہ ۹۱۶ھ ۱۵۰۹ مین سلطان سکندر خان لودی نے محبت و اخلاص کے سبب سے کچھ تحفے و سوغات سلطان محمود کے لئے بہیجے اسسے پہلے کبہی سلطان دہلی نے شاہ گجرات کے واسطے تحفے نہیں بہیجے تہے اسسے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کے بادشاہ نے گجرات کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا

سلطان محمود نے پیش خانہ دکن کی جانب روانہ کیا تین منزل چلا تھا کہ احمد نظام الملک بحری جنیر کی طرف بھاگ گیا۔ دولت آباد کے آدمیون نے سلطان کو پیش کش دی سلطان نے ایک جنبش مین دو کام کرکے محمد آباد چنپانیر میں معاودت کی۔

سلاطین بہمنیہ کے بزرگ غلامون اور نوکرون نے اپنے ولی نعمتون سے مخالفت کی اور سروری کا دعویٰ کیا تہا سلطان کو بھی یہ حالت دیکھکر اپنے امرا کی طرف سے خوف پیدا ہوا۔ سنہ ۹۰۶ھ ۱۵۰۰ء احمد آباد مین تشریف لایا۔ تدبیر و حکمت سے اونیں سے جو صاحب اقتدار اور صاحب داعیہ تھے معزول و مقتول کیا اور ایک اور جماعت کو اونکی جگہ مقرر کیا۔ تاکہ وہ اوسسے اور اوسکی اولاد سے بغاوت نہ کرین +

سنہ ۹۱۳ھ ۱۵۰۷ء مین سلطان بڑے شوق سے محمد آباد مین گیا وہان دو تین مہینے نہ گذرے تھے کہ یہ خبر آئی کہ اس سال کفار فرنگ (پرتگیز) کے ساحل پر ہجوم کرکے قلعے بنانا اور متوطن ہونا چاہتے ہیں سلطان روم انکا دشمن تہا۔ اوسنے یہ خبر سنکر بہت سے جہاز ساحل ہند کی طرف غزا کی غرض سے بھیجے ہیں۔ اُنمین سے چند رومی جہاز بنادر گجرات مین آئے ہین سلطان محمود بھی درپے غزا ہوا اور دمن اور مہائم کی طرف روانہ ہوا جب خطہ دمن میں آیا تو اوسنے اپنے غلام خاص ایاز سلطانی کو کہ امیر الامرا و سپہ سالار تھا بندر دیپ (دیو) میں چند جہازون کے ساتھ روانہ کیا جو آلات قتال اور جوانمردوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کہ پرتگیزون کو دفع کرین۔ دس رومی بزرگ جہاز کہ خواندکار روم کی جانب سے غزا کے لئے دئے گئے تھے وہ ایاز کے ساتھ ہمراہ ہوئے ـــ ایاز نے بند چیول تک جاکر عیسائیوں سے مقابلہ کیا اور فرنگیون کا ایک بزرگ جہاز جو ایک کروڑ روپیہ کا تہا سلمانون نے توپوں سے شکستہ کردیا سو وہ دریامیں غرق ہوگیا۔ ایاز نے ظفر پائی اور فرنگی بہت کشتہ ہوئے۔ لڑائیون میں رومیوں کے چارسو آدمی اور فرنگیون کے قریب دو تین ہزار کے مارے گئے۔ رومیوں کے بیڑے کا سردار امیر حسین تھا جسکو بعض امیر ہاشم بھی لکھتے ہیں۔ اس جنگ کا حال پرتگیزی

کہتا ہے کہ سلطان محمود کا جسم ضعیف و نازک تھا مگر ابتداء عمر سے آخر وفات تک ایام سفر میں
و روز نبرد میں بھاری جوشن آہنی پہنتا تھا کہ جسکے لئے پیل تن آدمی چاہیے ترکش میں
تین سو ساٹھ تیر رکھکر کمر میں باندھتا تھا شمشیر و نیزہ کو اوسکا ضمیمہ کرتا تھا +

ذکر سلطنت مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی

جب سلطان محمود نے تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی میں خرام کیا تو شاہزادہ
مظفر نے تخت پر جلوس کیا وہ ۲۰ شعبان ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور اکتالیس برس کی
عمر میں بادشاہ ہوا۔ اوسنے اپنے دو وزیر ملک خوش قدم اور ملک رشید مقرر کئے۔ شوال
سال مذکور میں یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمعیل بنواحی محمد آباد میں عراق سے آیا۔
سب امیر و وزیر اوسکے استقبال کو گئے محمود شاہ کے لئے جو تحفے یادگار بیگ لایا تھا وہ سلطان
مظفر کی نذر کئے۔ سلطان نے یادگار بیگ اور سب قزلباشوں کو خلعت بادشاہانہ انعام دیکے
سرائے خاص اونکی سکونت کے واسطے مقرر کی چند روز بعد سلطان محمد آباد سے بڑودہ میں آیا
اور اوسکا نام دولت آباد بدلا (مگر اس نام کا رواج نہ ہوا) کہ اس اثناء میں خبر پہنچی کہ صاحب خان
ولد سلطان ناصر الدین جو خواجہ جہان خواجہ سرا کی دستیاری سے سلطان محمود پر غدر مچا کے
منڈو پر متصرف ہوا تھا اور سلطان محمود اپنا خطاب کہا تھا اور اکثر امرا کو اپنے ساتھ متفق
کیا تھا (یہ حال تاریخ مالوہ میں پڑہو) وہ بھائی کے خوف سے منڈو سے بھاگ کر بڑودہ کی
نواح میں آیا ہے۔ سلطان نے اوسکی دلجوئی و مہمانداری خاطر خواہ کی سلطان محمود آباد میں آیا۔
اور قیصر خان کو قصبہ دہود میں بھیجا کہ وہ سلطان محمود خلجی اور مملکت مالوہ کی احوال اور امرا
کی اوضاع کی خبر لائے۔ برسات آگئی آدمی جابجا بیٹھ گئے۔ ایکدن صاحب خان نے سلطان کو
پیغام بھیجا کہ فقیر کو آئے ہوئے ایک مدت گذر گئی میں اپنی مہم کو اصلا روبراہ نہیں دیکھتا سلطان نے
فرمایا کہ انشاء اللہ برسات کے بعد نصف ولایت مالوہ تمہارا دلکر سلطان محمود کے تصرف سے نکال
تجھے دلادونگا۔ مگر صاحب خان صاحب اقبال نہ تھا حسب اتفاق وہ اور یادگار بیگ قزلباش
[illegible]

اس سال کے آخر میں سلطان نے اپنے ملک کا دورہ کیا۔ پہلے نہروالہ پٹن میں گیا علما و صلحا و فقرا کو انعام دیکر خوش دل کیا اور اپنے آنے کی غرض یہ بتلائی کہ میں انسے آخری ملاقات کرنے آیا ہوں شاید اجل دوبارہ ملاقات نہ کرنے دے۔ اُنہیں سے ہر ایک نے اپنی طرز خاص کے ساتھ دعا دی پھر یہاں مزارات کی زیارت کی احمد آباد میں گیا۔ شیخ احمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کی محمد آباد چنپانیر میں آیا۔ یہاں سخت بیمار ہوا شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کیا۔ اور نصایح دلپذیر کیں چار روز کے بعد اپنے میں آثار صحت نمودار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ رخصت کیا۔ پھر چند روز بعد مرض نے عود کیا۔ اور نہایت ضعیف و نزار ہو گیا۔ شاہزادہ مظفر خان کو پھر طلب کیا۔ اس میں فرحت الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمعیل بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو بطریق رسالت بھیجا ہے۔ اور بہت نفیس تحفے ارسال کئے ہیں تو اوسنے کہا کہ خدا تعالیٰ مجھے قزلباش کا منہ نہ دکھلائے کہ وہ اصحاب ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں غرض یہی ہوا کہ یادگار بیگ کے آنے سے پہلے اوسنے دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ ۱۵۱۱ کو سفر آخرت کیا ۶۹ برس ۱۱ ماہ عمر ہوئی۔ اس میں ۵۵ سال ایک ماہ دو روز سلطنت کی۔ منا شیر میں اوسکو خدایگان حلیم لکھتے ہیں اور اوسکو محمود بیگرہ کہتے جس کی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بیگرا اسی گائے کو کہتے ہیں کہ جسکے سینگ اوپر کی طرف مڑے ہوئے اور حلقہ کئے ہوئے ہوں محمود شاہ کی مونچھیں اس شکل کی تھیں اسلئے اوسکو بیگرہ کہتے تھے۔ شاہ جمال الدین حسین اوسکی وجہ تسمیہ یہ بتلاتا ہے کہ دو نامی قلعے ایک گرنال دوسرا چنپانیر محمود شاہ نے تسخیر کئے اسلئے وہ بیگرا یعنے صاحب دو قلعہ تھا۔ بی دو کو اور گرا قلعہ کو کہتے ہیں۔ یہہ وجہ قریب القیاس ہے +

یہ بادشاہ شجاعت و سخاوت و مہربانی و بردباری کمال رکھتا تھا حیا و ادب و عقل و فراست میں غایت پر پہنچا ہوا تھا۔ راست گو ایسا تھا کہ اپنے قول کے خلاف کام نہیں کرتا تھا۔ بغایت متشرع و خداترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا شکار کا شوق تھا۔ غایت حیا سے خلوت میں بھی نامحرموں سے پاؤں چھپاتا تھا۔ گالی کبھی نہیں دیتا تھا حسب اقتضا طبقات محمود شاہی

یہان کے آدمیون نے اوس سے امان مانگی اونکو امان دی قوام الملک و اختیار الملک بن عماد الملک کو
اہل دہار کی حراست کے لئے پہلے روانہ کیا۔ اس اثنا ہین خبر آئی کہ سلطان محمود خلجی اُن امرائے
چندیری کے دفع کرنے کے لئے نکلا ہے جو اسیر حرب آئے تہے تو سلطان مظفر نے اپنے امرا
واپس بلا لئے اور اوسنے فرمایا کہ اس یورش کی اصلی غرض یہ تہی کہ پوربیہ راجپوت برطرف کئے جائیں
اور سلطان محمود اور صاحب خان کے درمیان ملک تقسیم کیا جائے۔ اب سلطان محمود چندیری کے
امرا کے دفع کرنے کے لئے گیا ہے اور ظالم رجپوتونکو اپنے ہمراہ لے گیا ہے ایسے وقت ہین اوسکے
ملک ہین آنا آئین مروت و مردانگی سے دور معلوم ہوتا ہے سلطان خود شکار کو گیا اور قوام الملک کو
لشکر کی حراست سپرد کی۔ دو ہزار سوار اور ڈیڑہ سو ہاتھی لیکر دہار مین آیا۔ یہان شیخ عبد اللہ چنگال
و شیخ کمال الدین مالوہی کے مزار کی زیارت کو گیا۔ منقول ہے کہ شیخ عبد اللہ راجہ بہوج پاندھے کے
زمانہ ہین راجہ کی وزارت کرتا تہا اور برج اسکا نام تہا وہ کسی تقریب سے مسلمان ہوا۔ اور کمال ریاضت
و مجاہدت سے کمالات نفسانی کو پہنچا۔ نظام الملک لاورہ سے نعلچہ کو جاتا تہا کہ پوربیہ رجپوتون کی ایک
جماعت نے اوسکی مزاحمت کی مگر اوسنے اونکو ہٹا دیا۔ ایک اور معاملہ پیش آگیا کہ یہ لڑائی آگے نہ بڑھی
سلطان نے نظام الملک کو محمد آباد مین بہیجدیا۔ ان دنون ہین بھیم رائے راجہ ایدر فوت ہوا اوسکا
بیٹا راجہ بہارمل اوسکا جانشین ہوا جسکو رانا سنگا چیتوڑ نے تخت سے اُتار کر اپنے داماد رائے مل بن
سورج مل کو راجہ بنایا۔ بہارمل سلطان سے ملتجی ہوا۔ سلطان نے غرہ شوال ۹۲۱ھ ۱۵۱۵ کو نظام الملک کو
مقرر کیا کہ ولایت ایدر کو رائے مل کے تصرف سے نکال کر بہارمل کو تفویض کرے۔ خود احمد نگر کو
چلا گیا۔ پٹن کی سیر کرکے بہر لشکر مین چلا آیا۔ نظام الملک نے ایدر کو لیکر بہارمل کے سپرد کیا۔ رائے مل
کوہ بیجانگر (بیسل نگر) میں چلا گیا۔ نظام الملک نے یہان آنکر جنگ کی طرفین کے آدمی بہت
مارے گئے۔ جب سلطان مظفر خان کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے حکم بہیجا کہ جب ولایت ایدر تصرف
مین آگئی تہی تو بیجانگر میں جانا اور لڑنا لشکریونکے بے سبب ضایع کرنا تہا اسلئے مناسب ہے کہ
وہ جلد مراجعت کرے۔ جب نظام الملک حکم کے بموجب احمد نگر میں آیا اوسکو یہان حاکم مقرر

کہ جنگ یہ نوبت پہونچی - یادگار بیگ کی منزل غارت ہوئی قزلباشون نے تیروکمان ہاتہہ میں لیکر اوسکے چند آدمیوں کو مار ڈالا لشکر گجرات میں یہ شہرت ہوگئی کہ ترکمانون نے صاحب خان کو پکڑ لیا یہ شہزادہ مالوہ اس واقعہ کی خجلت کے سبب سے سلطان مظفر کی اجازت بغیر آسیر کو چلا گیا اس کا حال تاریخ مالوہ مین تحریر ہوگا۔

صاحب خان کے جانے کے بعد سلطان پاس پوربیہ رجپوتوں کے غلبہ کی اور سلطان محمود خلجی کی مغلوبی کی خبر آئی - اس واقعہ کے سبب سے سلطان کو دہن ہوگیا کہ مالوہ کی مہم کا انصرام کرے اس اثنا میں سُنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی جمعیت سمیت سلطان کی ملازمت کے لئے آتا تہا کہ اُسکو راہ مین خبر لگی کہ ایدر کے راجہ بہیم نے فرصت کو غنیمت جانکر سابرمتی کے حدود تک لوٹ مچادی اسلئے عین الملک ان حدود مین آیا کہ راجہ کی گوشمالی کرکے سلطان کی خدمت میں جائے - راجہ اوس سے مقابلہ و مقاتلہ کے ساتھہ پیش آیا - دونو کے لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی اور عبدالکریم ایک سردار مع دوسو آدمیونکے مارا گیا - ہاتھی جو اوسکے ساتہہ تہا اوسکے ٹکڑے اڑائے جب عین الملک نے یہ حال دیکہا تو وہ میدان معرکہ سے بھاگ گیا - مظفر شاہ ایدر کی طرف متوجہ ہوا - مہراسہ میں پہونچکر اوسنے ملک کے تاخت و تاراج کے لئے آدمی بہیجے - راجہ ایدر نے قلعہ ایدر کو خالی کیا اور کوہ بیجا نگر (بیسل نگر) میں جا چہپا - جب مظفر ایدر میں آیا تو دس رجپوتوں نے مقابلہ کیا اور جان گنوائی سلطان نے یہاں عمارت و بتخانہ و درخت و باغ کا نشان نہ چھوڑا - راجہ ایدر نے عاجز ہوکر دیدل برہمن کو سلطان کی خدمت مین بہیجا اور معذرت کی کہ ملک عین الملک میرے ساتہہ کمال عناد رکہتا تہا اس ولایت کو اوسنے تاراج کیا - مجھسے از روئے اضطرار یہ حرکت وقوع میں آئی - اگر بندہ کی جانب سے تقصیر کی ابتدا ہوتی تو میں غضب سلطانی کا مستحق ہوتا - اب مین مبلغ بیس لاکھہ ٹنکا اور سو راس اسپ بطریق پیشکش وکلاء عالی کو سپرد کرتا ہون سلطان مظفر نے اس سبب سے عذر قبول کرلیا کہ تسخیر مالوہ کی مہم پیش نہاد تہی - اوسنے یہ روپیہ اور گھوڑے عین الملک کو دئے کہ وہ لشکر کا سامان کرے موضع کو دہرے سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت کے لئے رخصت کیا - قیصر خان کو موضع دیپالپور کی تسخیر کے لئے حکم دیا - وہ سلطان محمود خلجی کے تصرف میں تہا - پہر سلطان دہار مین آیا -

بیس روز گذر گئے تو معلوم ہوا میدنی رائے نے چند فیل اور بہت سا زر رانا سنگا کو دیکر اوسکو کمک کے لئے بلایا ہے سلطان مظفر نے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو جو دو تین روز ہوئے کہ قوی لشکر کے ساتھ سلطان کے لشکر میں آیا تھا سپاہ کا سردار بنا کے قوام الملک کو ایک اوس کے ہمراہ کیا اور رانا سنگا سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ خود قلعہ منڈو پر برابر چار روز رات دن حملہ کیا اور اہل قلعہ کو ذرا آرام نہ لینے دیا پانچوین شب کو لڑائی موقوف کی اہل قلعہ کو غفلت میں ڈالا۔ آدھی رات کو ایک جماعت حصار کے نیچے گئی اہل حصار سوتے تھے اونے قلعہ کے کنگروں پر نربانین لگا کر دروازہ کے محافظونکو قتل کیا اور دروازہ کو کھولا پھر ساری فوج قلعہ مین داخل ہوئی۔ راجپوتوں کو اوسوقت خبر ہوئی کہ کچھ اختیار ہاتھ میں باقی نہ تھا۔ اونھون نے اپنے قدیم قاعدہ کے موافق جوہر کی رسم کی یعنی مع اسباب اور عورتوں بچوں کو آگ میں جلایا سلطان مظفر نے صبح ہونے کے وقت تک ۱۴ صفر ۹۲۴؁ کو اونیس ہزار راجپوتونکو قتل کیا۔ اور اونکے فرزندوں کو اسیر کیا جب سلطان مظفر کو راجپوتوں کے قتل سے فرصت ہوئی تو سلطان محمود نے آکر سلطان کو فتح کی مبارکباد دی اور پوچھا کہ بندہ کے لئے کیا حکم ہے سلطان مظفر نے از رو مروت کے کہ کمتر بادشاہوں سے وقوع میں آئی ہے سلطان محمود کو دلاسا دیا اور کہا کہ یہ ساری مشقت اسلئے اوٹھائی گئی کہ تجھکو حکومت دلاؤن اب منڈو کی بادشاہی اور مملکت مالوہ خدا تجھکو مبارک کرے یہ سلطان یہاں سے چلکر جب رانا سنگا کی جنگ پر متوجہ ہوا اس اثنا میں منڈو سے ایک نامی زخمی راجپوت نے بھاگ کر سلطان مظفر کی قتل عام کی مہابت رانا سنگا سے عرض کی اور اوسی وقت مر گیا۔ اس سے رانا کا رنگ زرد ہو گیا وہ بادشاہ کی خبر اس طرف کے آنے کی سنکر سراسیمہ چتوڑ کر روانہ ہوا۔ عادل خان اسکے پیچھے جاتا۔ اسکے پس ماندوں کے قتل و غارت میں تقصیر نہیں کرتا۔ وہ رانا کو پکڑنے نہ پایا تھا کہ سلطان مظفر نے اسے واپس بلا لیا سلطان محمود نے سلطان مظفر کو منڈو میں بلا کر بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اور پیشکش سلطان اور شاہزادہ کو دی سلطان مظفر نے سلطان محمود کو رخصت کیا اور اوسکی کمک کے لئے آصف خان کو دو ہزار سپاہ کے ساتھ

اور ۲۲ [illegible] السلطنت [illegible] سلطان مظفر [illegible] محمد آباد چانپانیر میں ٹھہرا [illegible]

ایدر کی طرف متوجہ ہوا۔

سنہ ۹۲۳ھ ۱۵۱۷ء میں میدنی رائے مل آیا۔ ظہیر الملک اوسکے مقابلہ میں آیا۔ مگر وہ ستائیس آدمیوں کے ساتھ مارا گیا جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے نصرت الملک کو حکم بھیجا کہ بیجا نگر کو کہ مفسدوں کی پناہ اور متمردوں کی ماوا ہے تاخت کرے۔ اسی سال میں بھیلسہ سے شیخ چاند اور مولی ہیشور کے قاضی حبیب اللہ پوربیہ راجپوتوں کے ظلم سے بھاگ کر سلطان کی خدمت میں آئے۔ چند روز بعد داروغہ دہور کی عرضی آئی کہ پوربیہ راجپوتوں کے استیلا سے سلطان محمود خلجی متوہم ہوکر منڈو سے بھاگ گیا ہے اور یہاں سرحد گجرات پر آیا ہے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر قیصر خان کے ہاتھ بارگاہ سرخ اور چیزیں جو بادشاہوں کے ساتھ مخصوص ہیں شاہ مالوہ پاس بھیجیں اور خود بھی موضع دیوالہ میں آکر اوسسے ملاقات کی۔ مظفر نے اوسکی دلجوئی کی اور خود لشکر لیکر مالوہ پر متوجہ ہوا جب میدنی رائے کو سلطان مظفر کے آنے کی خبر ہوئی تو اوس نے بھیورائے کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ قلعہ منڈو میں چھوڑا اور خود دس ہزار راجپوت سوار اور فیلان محمود لیکر دہار کی طرف متوجہ ہوا۔ یہاں سے رانا سنگا پاس گیا کہ اوس کو اپنی مدد کے لیے لائے۔ سلطان مظفر نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا۔ راجپوتوں سے لڑائیاں ہوئیں جنمیں سلطان کا پلہ بھاری رہا۔ میدنی رائے ایک خط اپنے بیٹے بھیورائے کو لکھا کہ میں رانا کے پاس گیا تھا وہ کل ولایت مارواڑ کے راجپوتوں کو جمع کرکے کومک کو آئیگا تو ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو باتوں میں لگا رکھے۔ بھیورائے نے یہ مکر کیا کہ ایلچیوں کو سلطان پاس بھیجکر پیغام دیا کہ ایک مدت سے قلعہ منڈو راجپوتوں کے تصرف میں ہے اور اونکے اہل و عیال قلعہ میں ہیں اگر سلطان ایک منزل پیچھے ہٹ جائے تو ایک مہینہ کے عرصہ میں اہل و عیال کو نکال کر میں قلعہ کو خالی کرکے آپکے حوالہ کر دونگا۔ اور خود آنکر دولتخواہوں کے زمرہ میں داخل ہو نگا۔ سلطان مظفر اگرچہ جانتا تھا کہ یہ جماعت کمک کا انتظام کر رہی ہے لیکن سلطان محمود کے متعلقین و فرزند قلعہ میں تھے اس ضرورت کے سبب سے اوسکی ملتمس کو قبول کرکے اپنے قرار سے تین کروہ دو میل پیچھے اس امید پر جا لگا کہ شاید ...

اوسکے سپاہی احمدآباد میں اپنے گہروں میں چلے گئے تہے تہوڑے سے مبارز الملک پاس رہے تہے اس سبب سے وہ مشوش تہا - رانا سنگا نے یہاں کے سب حالات معلوم کئے اور ایدر کی طرف متوجہ ہوا - مبارز الملک اس سے لڑنے آیا - مگر پہلے اس سے کہ لشکر آپسمیں ایک دوسرے کے مقابل ہوں وہ پہر کر ایدر میں آیا - سرداروں نے کہا کہ قلت دوست وکثرت دشمن سب پر عیاں ہو گئی مناسب ہے کہ احمد نگر کے قلعہ میں جب تک متحصن ہوں کہ کمک آئے یہ قرار دیکر مبارز الملک کو خواہ مخواہ ہمراہ لیکر قلعہ احمد نگر میں لے گئے دوسرے روز رانا سنگا ایدر میں آیا - مبارز الملک کا حال پوچھا قوم گراس آدمی گجرات سے قوام الملک کے خوف سے بہاگ کر رانا سنگا سے ملے تہے اونہوں نے کہا کہ مبارز الملک ایسا مرد نہیں ہے کہ بہاگے - امرا اوسکو زبردستی احمد نگر میں لے گئے ہیں اور کمک کا انتظار کر رہے ہیں - رانا جلد احمد نگر میں آیا تو اس بادفروش نے کہ مبارز الملک سے رانا کی تعریف کی تہی کہا کہ رانا بہت لشکر لیکر آیا ہے حیف ہے کہ تم جیسے جوانمرد بیفائدہ کشتہ ہوں مناسب ہے کہ قلعہ (احمد آباد) میں متحصن ہو - رانا اپنے گہوڑے کو قلعہ کے نیچے پانی پلائے گا مبارز الملک نے کہا کہ یہ محال ہے کہ میرا سکے گہوڑے کو اس دریا کا پانی پینے دوں - وہ اتنا لشکر لیکر کہ رانا کے لشکر کا دسواں حصہ تہا لڑنے کہڑا ہو گیا سخت لڑائی ہوئی - اسد خان کہ سردار تہا اکثر سرداروں سمیت مارا گیا - مبارز الملک اور صفدر خان دونوں زخمی ہو کر بہاگے اور احمد آباد مین آئے - رانا احمد نگر کو غارت کرکے بڈہ نگر میں آیا - یہاں کے باشندے اکثر برہمن تہے اس لئے اونکو نہیں لوٹا وہ بیسل نگر میں آیا یہاں کے تہانہ دار حاتم نے مرنے کا قصد کرکے اوس کا مقابلہ کیا اور مارا گیا -

رانا نے بیسل نگر کو تاخت کرکے چتوڑ کو مراجعت کی سلطان قوام الملک نے ایک فوج مبارز الملک و صفدر خان کے ہمراہ کرکے احمد نگر بہیجی اونہوں نے مقتولوں کو خاک کے نیچے بہر دیا کوکی اور گراس نے نواحی ایدر میں مبارز الملک کو کم جمعیت دیکہکر احمد نگر پر چڑہائی کی

اوسکے ایک ندیم نے عرض کیا کہ جن ایام میں سلطان نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا رائے مل راجہ
ایدر کوہ بیجانگر سے نکلا اور اوس نے پٹن کے کچھہ حصہ کو اور قصبہ کلوارہ کو لوٹ لیا اور جب نصرت الملک
جنگ کے آہنگ سے ایدر سے باہر آیا اور اوسکی طرف متوجہ ہوا تو وہ بیجانگر کے مغاکوں میں جا چھپا
سلطان نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالی بعد برسات رائے مل کا علاج کیا جائیگا۔

۹۲۵ھ ۱۵۱۹ع میں سلطان رائے مل اور اور مفسدوں کی گوشمالی کے ارادہ سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا
چونکہ رائے مل کا ملاذ و معاذ راجہ بال (دیوہ) کا ملک تہا اوسکو برباد کر کر خاک کی برابر
کیا۔ چند روز ایدر میں توقف کیا وہاں سے محمد آباد میں آیا۔

چند روز کے بعد خبر پہونچی کہ سلطان محمود خلجی اور آصف خان متفق ہو کر رانا سنگا اور
میدنی رائے سے سخت لڑائی لڑے اکثر امرا مالوہ کشتہ ہوئے پسر اصفخان بھی ایک جماعت کے
ساتھہ قتل ہوا سلطان محمود خلجی زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ رانا سنگا نے اوسکے حال پر مہربانی کر
اپنی سپاہ کے ساتھہ منڈو اوسے بہیجدیا سلطان مظفر اس حال کو سن کر ملول ہوا۔ باقی سرداروں
میں سے چند گجرات کی فوج کی کمک کے لئے بہیجے۔ اور مکتوب محبت اسلوب سے اوسکو خرسند کیا۔ خود
ایدر میں شکار کے لئے گیا اور وہاں عمارات تعمیر کرائیں۔ ایدر کی حکومت مبارز الملک کو حوالہ
کی احمد آباد میں قوام الملک کو چہوڑ کر خود چنپانیر میں آیا۔ ایکدن مبارز الملک کی خدمت میں
ایک یاد فروش نے کچھہ حال رانا سنگا کی مردی و مردانگی کا مذکور کیا مبارز الملک نے رانا سنگا کو برا
کہا اور ایک کتے کا نام رانا سنگا رکھہ ایدر کے دروازہ کے آگے باندہ دیا۔ اس یاد فروش نے
یہ قصہ رانا سنگا سے جا کر کہا اوسکو ایسی غیرت آئی کہ وہ ایدر کی طرف آیا اور سروہی تک ملک
تاخت و تاراج کیا۔ رانا باگری میں آیا۔ یہاں کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا تابع تھا مگر مضطر ہو کر وہ رانا
سے مل گیا رانا ڈونگرپور میں آیا۔ ملک مبارز الملک نے حقیقت حال شاہ کو لکہی۔ وزرائے
سلطانی مبارز الملک سے دلوں میں صفائی نہیں رکہتے تہے اونہوں نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک
کو یہ کیا لائق تہا کہ اوسنے کتے کا نام رانا سنگا رکہکے اوسکو غیرت دلائی اور اب ڈر کر کمک مانگتا
ہے سلطان نے کمک نہ بھیجی۔

ایک جماعت کے ساتھ اور راجہ اگرسین پوربیہ پہاڑ کے پیچھے اس ارادہ سے چھپے ہوئے ہیں کہ آپ پر
شبخون ماریں صفدر خان بغیر اسکے کہ ملک ایاز کو خبر کرے دوسو سوار لیکر اس طرف گیا جنگ
عظیم واقع ہوئی اور اگرسین زخمی ہوا۔ اسّی رجپوت قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ ملک ایاز
سلطانی آراستہ لشکر کے ساتھ ملک اشجع الملک و صفدر خان کی کمک کو چلا جب جنگگاہ پر پہنچا تو
اوسکو اونکی فتح پر حیرت ہوئی اور بہت اونکی تعریف کی۔ دوسرے روز ملک قوام الدین کی گروہ مغرور
کی جستجو میں انیس کروہ بانسوالہ میں گیا اور کوئی آبادانی کا اثر نہ چھوڑا۔ اگرسین مجروح نے جا کر سارا حال
رانا سے کہا۔ جب ایاز خاص سلطانی مندسور میں آیا تو اوسکا محاصرہ کیا۔ رانا سنگا اپنے تہانہ دار
کی کمک کو آیا۔ اور مندسور سے ۱۲ کروہ (۲۴ میل) پر ٹھیرا۔ اور ملک ایاز کو پیغام بھیجا کہ میں ایلچیوں
کو سلطان کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور دولتخواہوں میں داخل ہوتا ہوں۔ تم محاصرہ سے
ہاتھ اوٹھاؤ۔ مگر شرائط صلح میں ایسے تکلفات تھے کہ اونکا صورت پذیر ہونا مشکل تھا اسلئے
ملک ایاز نے تسخیر قلعہ پر ہمت کی اور نقب یہانتک بڑہایا کہ آجکل میں وہ تمام ہونے والی تھی
اسی اثناء میں سلطان محمود خلجی کے پاس سے شرزہ خاں شروانی آیا اور اوسکا پیغام لایا کہ
اگر آپ کو کمک و امداد کی احتیاج ہو تو میں بھی ان حدود میں چلا آؤں ایاز خاں نے متردد ہوکر
اوسکو آنے کی تحریص دی۔ مظفر کے احسان کا سلطان محمود خلجی مرہون تھا وہ سلہدی پوربیہ کو
ہمراہ لیکر مندسور میں آگیا۔ رانا سنگا اوسکے آنے سے سراسیمہ ہوا۔ اوسنے میدنی رائے کو سلہدی کے
پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ مجالست کی رعایت محاسن اخلاق کے لوازم میں سے ہے چاہیے کہ
اوسکے حقوق کے ادا سے اپنے تئیں معاف نہ رکھے اور بالفعل صلح کے کرانے میں توجہ کرے
سلہدی نے ہرچند سعی کی مگر صلح میسر نہ ہوئی چند روز کے بعد قوام الملک نے اپنے مورچل پر
جاکر چاہا کہ قلعہ کے اندر داخل ہو ملک ایاز کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قوام الملک کے نام پر
فتح نہ ہوجائے اسکو جنگ سے باز رکھا۔ امرائے گجرات ملک ایاز کے ارادہ سے آگاہ ہوکر
اوسسے آزردہ ہوگئے۔ دوسرے روز مبارز الملک اور چند اور سردار ملک ایاز کی اجازت بغیر

مبارز الملک نے قلعہ سے نکل کر کسٹھ ہاتھی اونکے اور ڈالے اور احمد نگر میں مراجعت کی ساحمد نگر ویران ہو گیا تھا اسلئے غلہ اور احتیاج محنت سے ہاتھہ لگتا تھا وہ قصبہ پریج میں آگئے۔ سلطان نے یہ خبر سنکر عماد الملک قیصر خان کو بہت سے لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ پھر رانا سنگا کے دفع کرنے کے لئے بھیجا عماد الملک قیصر خان احمد آباد میں آئے اور قوام الملک کے ساتھہ سیریج میں گئے رانا سنگا کی مراجعت کا حال سلطان کو لکھا اور اُس سے درخواست چیتوڑ میں جانے کی کی سلطان نے جواب لکھا کہ برسات گذرنے کے بعد میں چیتوڑ کی عزیمت کرونگا اور رانا سنگا کی گوشمالی کرونگا اُس اثنا میں ایاز سلطانی کہ سلطان کے باپ کے غلاموں میں تھا اور بلاد بندر سورت اور سمندر کے کنارہ پر بالکل اقطاع رکہتا تھا تیس ہزار سوار و پیادے اور آتش بازی بہت سی لیکر سلطان کی خدمت میں آیا اور اوسنے معروض کیا کہ سلطان کا جلال ایسا ارفع ہے کہ رانا سنگا کی گوشمالی اور تادیب کو خود حضرت متوجہ ہوں ہم جیسے بندوں کی تربیت اسلئے ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کے کام پیش آئیں تو شاہ کو تصدیع نہ کرنی پڑے۔ بادشاہ نے کچھہ جواب نہ دیا ۹۲۷ھ ۱۵۲۰ء میں احمد نگر گیا جب لشکر جمع ہوا تو ملک ایاز نے پھر رانا سنگا کی گوشمالی کی درخواست کی سلطان نے ایک لاکھہ سوار و سو ہاتھی اوسکے ہمراہ کئے اور رانا کی تادیب کے لئے رخصت کیا جب ملک ایاز اور قوام الملک منزل مہراسہ میں آئے تو سلطان نے کمال حزم و نہایت دور اندیشی سے تاج خان و نظام الملک شلکبی کے ساتھہ بیس ہزار سوار ان حدود میں بھیجدئے۔ ملک ایاز نے ایک عریضہ بھیجا کہ رانا سنگا کے تادیب کے لئے اتنے امراء معتبر کا بھیجنا میرے اعتبار اور افتخار کا سبب ہے۔ مگر اسقدر فوج اور ہاتھیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بندہ باقبال خداوند اس خدمت کو پسندیدہ طور پر بجا لائیگا۔ اکثر ہاتھیوں کو واپس بھیجدیا صفدر خان کو لکھا کوٹ کے رجپوتوں کو لوٹنے کے لئے بھیجا صفدر خان اس موضع میں جو نہایت قلب جا تھی گیا۔ بہت راجپوت قتل کئے اور بقیۃ السیف کو بردہ بنایا ملک ایاز نے آن ملا۔ ملک ایاز نے یہاں سے چلکر ڈونگر پور اور بانسوالہ کو جلا کر خاک کی برابر کیا۔ اور چیتوڑ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاقاً ملک شجیع الملک اور صفدر خان کو ایک شخص نے اطلاع دی کہ اودے سنگہ راجہ بال ہر رانا سنگا کی رجرتہ نگر

تحفے اور پیشکش لایق دیگر سلطان پاس بہیجد و کہ غضب سلطانی کی صورت سے وہانکے متوطن محفوظ رہیں

محرم سنہ ۹۲۸ھ ۱۵۲۲ء میں سلطان مظفر چنپانیر سے احمد آباد میں آیا کہ لشکر کا سامان درست کرکے چتوڑ کو جائے۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ رانا سنگا کا بیٹا بہت پیشکش لیکر سلطان کی خدمت میں آیا جب بیٹے نے پیشکش پیش کیں تو سلطان نے باپ کی تقصیر معاف کردی اور بیٹے کو خلعت دیا لشکر کشی کی عزیمت کو فسخ کیا۔

اس سال میں ملک ایاز مر گیا سلطان مظفر کو سخت افسوس ہوا اوسکی جاگیر اوسکے بیٹے کو دیدی۔ سنہ ۹۳۰ھ ۱۵۲۴ء میں سلطان نے چنپانیر کے مفسدوں کی گوشمالی کیلئے کوچ کیا حصار مہروسہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور احمد آباد چلا گیا +

عالم خان بن سکندر خان لودہی فرمانروائے دہلی نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے امرائے بزرگ کو قتل کیا بقیۃ السیف خطوط و عرایض بہیجکر بندہ کو بلاتے ہیں فقیر مدتوں سے اس امید میں آپکے خاندان کی خدمت کر رہا ہے کہ اپنے مقصد پر پہنچوں اب اس کا وقت آیا ہے کہ میرا نصیبہ چمک جائے۔ اب آپ ایسی عنایت کیجے کہ ملک موروثی بندہ کو ہاتھہ لگ جائے سلطان مظفر نے ایک جماعت اور زر نقد دیکر اوسکو رخصت کیا وہ ابراہیم شاہ دہلی سے لڑنے گیا جسکا بیان شاہان دہلی کی تاریخ میں ہوا۔

سنہ ۹۳۱ھ ۱۵۲۵ء میں سلطان ایدر کو گیا۔ اثناء راہ میں شاہزادہ بہادر خان نے قلت دخل و کثرت خرچ کی شکایت کی بڑے بھائی شاہزادہ سکندر کی برابر اوسنے مواجب و علوفہ کی درخواست کی سلطان نے اوسکو ٹال دیا وہ خفا ہوکر رائے سنگہ راجہ پولوہ کے ملک میں چلا گیا۔ اور پہر چتوڑ میں رانا سنگا پاس آیا۔ دونو جگہ اوسکی بڑی خاطر داری ہوئی۔ پہر وہ اجمیر ہوکر میوات میں گیا۔ حسن خان میواتی نے اوسکی خوب مہمانداری کی۔ یہاں سے وہ دہلی گیا۔ ان دنوں میں بابر بادشاہ دہلی کی تسخیر کو آیا تہا بادشاہ ابراہیم نے اس شاہزادہ کے آنے کو غنیمت جانا سو وہ مغلوں سے بہادرانہ لڑا۔ ابراہیم بادشاہ دہلی سے افغان متنفر تہے۔ اونہوں نے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو بادشاہ

پہیکر لے آیا۔ ایاز کا مقصود یہ تہا کہ اوسنے جو نقب تیار کی تہی اوسمیں صبح کو آگ لگا کے قلعہ لے لیا جاے اور فتح اوسکے نام ہو اسلئے اسکے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہوا لیکن سیاست شاہی کا ملاحظہ اتنا تہا کہ ایاز کے بے اجازت کوئی کام نہیں کر سکتے تہے۔ ملک ایاز نے باوجود امرا کی نا اتفاقی کے اپنے لشکر کو مستعد کر کے نقب میں آگ لگائی جب برج پاش پاش ہوا تو ظاہر ہوا کہ راجپوتوں نے صورت واقعہ سے آگاہ ہو کر برج کے محاذی ایک ور دیوار بنائی تہی۔ دوسرے روز رانا سنگا کی طرف سے اونہون نے آکر یہ پیغام دیا کہ دولت خواہوں کی سلک میں منسلک ہوتا ہوں اور احمد نگر کی لڑائی میں جتنے ہاتھی میرے ہاتہہ لگے ہیں اونکو اپنے بیٹے کے ہمراہ سلطان پاس بہیجتا ہوں۔ آپ مجہپر کیوں سخت گیری کر کے بے لطفی کو بڑہاتے ہیں۔ قوام الملک کی مخالفت کے سبب سے ملک ایاز صلح پر راضی ہو گیا اور لوازم صلح کی تمہید میں کوشش کی اور امرا نے اپنی نارضامندی لسّے ظاہر کی سلطان محمود خلجی کی خدمت میں گئے اور اوس کو جنگ پر تحریص کی اور یہ قرار دیا کہ چارشنبہ کو جنگ کریں۔ ملک ایاز کو جب اس سے اطلاع ہوئی تو اوسنے سلطان محمود خلجی پاس آدمی بہیجکر پیغام دیا کہ سلطان مظفر نے لشکر کا اختیار بندہ کو دیا ہے میں رانا سنگا کے ساتہہ لڑنے پر راضی نہیں اسلئے ظن غالب ہے کہ نفاق کی شامت سے دامن مقصود پر ہاتہہ نہ پہنچے۔ ملک ایاز نے چارشنبہ کی صبح کو جو امرا نے جنگ کے لئے ٹہیرائی تہی کوچ کیا اور رانا سنگا کے ایلچیوں کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی نے بھی منڈو کے قصد سے کوچ کیا۔ ایاز چنپانیر میں آیا تو سلطان نے اوسکو دیو میں بہیجدیا کہ وہ اپنے آدمیوں کا سامان کرے۔ برسات کے بعد خدمت میں آئے اور یہ امر قرار پایا کہ برسات کے بعد رانا سنگا کی گوشمالی کے لئے خود متوجہ ہو تو ملک ایاز نے اپنے معتمدوں میں سے رانا سنگا کے پاس ایک آدمی بہیجکر یہ پیغام دیا کہ چونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان محبت ہو گئی ہے اسلئے ہم کو ایک دوست کی نیک اندیشی اور خیر خواہی میں کوشش کرنی لازم ہے چونکہ امرا کا بے نیل مراد پہرنا بادشاہ کی خاطر کو ناگوار گذرا ہے تو اوسنے خود ارادہ کیا ہے کہ آپ کی حدود میں آکر سرکشوں کو گوشمالی

نوکروں کی دلجوئی نہ کی اس سبب سے سب امرا اس سے دلگیر شکستہ خاطر ہوئے خصوصاً عماد الملک حبشی بہت آزردہ خاطر ہوا وہ سلطان سکندر کے باپ کا غلام تھا اور مظفر شاہ کو بڑا عزیز تھا سلطان سکندر کے بعض تربیت یافتوں سے ایسی نامناسب حرکات صادر ہوئیں کہ دفعتہً سپاہ و رعیت کو اسے نفرت ہو گئی اور زوال دولت اسکا خدا سے چاہنے لگے۔ سلطان نے ایک مجلس آراستہ کر کے، اسو گھوڑے اور خلعت اعیان مملکت کو انعام دئے۔ اکثر یہ انعام بے موقع تھا خلائق اور زیادہ متاذی ہوئی شہزادہ بہادر کے آنے کی خواہاں ہوئی سلطان اپنے کردار و افعال سے پشیمان ہوا اور مآل کار کے تفکر میں ترسان و ہراسان ہوا۔ اس اثناء میں معلوم ہوا کہ ندربار اور سلطان پور کی نواح میں لطیف خاں بادشاہی کا خیال رکھتا ہے اور وقت کا منتظر ہے اس لئے سلطان سکندر نے شرزہ خاں کو لطیف خاں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا جب وہ ندربار کی حد میں آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ملک لطیف سرداروں کی جماعت کے ساتھ کوہستان مولکا ہم جنگل چتوڑ میں چلا گیا ہے۔ شرزہ خاں بھی اس جنگل میں آیا۔ راجہ چتوڑ جنگل اور قلبی مکان پر اعتماد کر کے جنگ کے ساتھ پیش آیا شیرزہ خاں اور اسکے سردار و نکو مار ڈالا۔ فرار کی راہ مسدود تھی۔ راجپوتوں نے پیچھے سے آن کر ستر سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل گجرات شکست کو زوال سکندری کی فال سمجھے سلطان سکندر نے قیصر خان کو اس جماعت کی تادیب کے لئے بہت سا لشکر دیکر بھیجا اس حال میں امرائے مظفری نے کہ شرارت سے موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر تیرا مارنا چاہتا ہے ہمیں تیرے ساتھ اخلاص ہے۔ اسلئے ہم نے تجھکو مطلع کر دیا ہے عماد الملک نے اسکا یقین کر لیا اور سلطان کی جان کے درپے ہوا۔ چنانچہ ایک دن شاہ سکندر سوار جا رہا تھا کہ عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کر کے سکندر کے مارنے کے قصد سے لے گیا مگر کامیاب ہوا۔ ایک شخص نے شاہ سکندر سے جب یہ حال کہا تو وہ مغموم ہوا۔ مگر اس سادہ لوح نے جواب میں کہا کہ خلائق چاہتی ہے کہ میں امراء و غلامان شاہی کو آزار پہنچاؤں عماد الملک بندہ ہلسے موروثی میں سے ہے کیونکر وہ اس امر قبیح کو اختیار کریگا۔ بہادر خاں کے آنے کی خبر سننے سے بھی وہ پریشان تھا

[illegible]

سدہمرو پیش کرکے خود جونپور چلا گیا جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہنچی کہ شہزادہ دہلی میں گیا ہی اور بابر
بادشاہ مغلوں کی فوج لیکر حدود دہلی میں آتا ہے تو وہ بیٹے کی مفارقت سے نہایت مغموم
ہوا تو خداوند کو حکم دیا کہ بہادر خان کو لائے۔ انہیں دنوں میں گجرات میں قحط عظیم پڑا۔ اور سلطان
مریض ہوا۔ اور ہر روز مرض بڑھتا گیا۔ ایک دن سلطان مظفر نے رقت کرکے بہادر خان کو یاد فرمایا
ایک شخص نے فرصت پاکر عرض کیا کہ لشکر کے دو فرقے ہو گئے ہیں ایک گروہ شاہزادہ سکندر
خان کو چاہتا ہے اور دوسرا لطیف خاں کی طرف مائل ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاہزادہ
بہادر خان کی بھی خبر آئی یا نہیں عقلمندوں نے اسے یہ گمان کیا کہ وہ بہادر خاں کو اپنا ولیعہد کرنا
چاہتا ہے۔ مگر وقت کی ضرورت کے سبب دوم جمادی الاول ۹۳۲ھ میں سکندر خاں کو
بلا کر ولیعہد کیا اور بہائیوں کے حق میں اوسکو وصیت کی اور اوسکو رخصت کیا۔ پھر جمعہ کے روز دنیا
سے انتقال کیا۔ ۱۴ سال ۹ ماہ سلطنت کی ۵۶ سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا۔ کہتے ہیں
سلطان مظفر نہایت متشرع و متورع تہا اور احادیث نبوی کا تتبع کرتا تہا خط نسخ و ثلث
و رقاع خوب لکھتا تہا اور ہمیشہ قران مجید لکھکر حرمین الشریفین کو بھیجا کرتا تہا۔ ایران و
توران و روم و عربستان کے اکابر و اشراف اُسکے عہد میں گجرات میں آئے۔ اون کے
حال پر نوازش کی محمود سیاوش کہ خوشنویسوں میں امتیاز رکہتا تہا شیراز سے گجرات میں آیا۔

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ

جب سلطان مظفر کی بیماری کو استداد ہوا تو اوسکے بیٹوں سکندر خان و لطیف خان میں
مخالفت ہوئی۔ سکندر خاں ولیعہد ہوا۔ عماد الملک و خداوند خاں و فتح خاں سکندر شاہ کے
جانبدار ہوئے لطیف خاں ناچار اپنے اتباع ندربار سلطان پور کو چلا گیا جب شاہ مظفر کو
امر ناگزیر پیش آیا تو سکندر شاہ سریر شاہی پر بیٹھا۔ نعش پدر کو سرکہیج میں بھیجا۔ وہ وہاں
دفن ہوئی۔ وہ چنپانیر میں آیا تو اوسے معلوم ہوا کہ شیخ جیو ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سلطنت
شاہزادہ بہادر کے ہاتھ میں منتقل ہوگی۔ اوسنے شیخ جی کو بڑے بھوگ سُنائے۔ شاہ نے

گجرات نے سپاہیوں نے متواتر بادشاہ سکندر کے مارے جانے کی اور نصیرخاں کے بادشاہ ہونیکی خبر دی۔ شاہزادہ چاند خان و شاہزادہ ابراہیم بن مظفر شاہ کہ رانا کے پاس تھے وہ اس پاس آئے وہ بھائیوں کی ملاقات سے مسرور ہوا۔ چاند خاں رخصت ہو کر دہلی آیا ابراہیم ہمراہ ہوا۔ تھوڑے دنوں میں چتوڑ سے گذر ہوا تو اودے سنگہ رائے پال پور (ڈونگر پور) اور بعض سکندر کے متعلقات مثل ملک سرور و ملک یوسف و لطیف خاں کے اوسکی خدمت میں آئے سلطان بہادر نے ملک تاج جمال کے ہاتھ فرمان استمالت تاج خان اور اپنے ہوا خواہ امیروں کو بھیجا اور اپنے آنیکی اطلاع دی۔ تاج خان عماد الملک سے ڈرا ہوا اوندوقہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ اپنی قوم اور قبیلہ کی آراستہ فوج لیکر سلطان بہادر کی خدمت میں آیا اور شاہزادہ لطیف خاں بن سلطان مظفر کو جو اس پاس تھا مدد خرچ دیکر اپنے پاس سے رخصت کیا اور کہا کہ اب ارث مظفری و محمودی آگیا تمہارا یہاں رہنا مصلحت نہیں ہے لطیف خان وتا دہوتا فتح خاں پاس کہ سلطان بہادر کا چچا زاد بھائی تھا ملتجی ہو کر گیا جب سلطان بہادر ڈونگر پور میں آیا تو سید خرم خان اور خوانین استقبال کو گئے ہر طرف سے امرا اور سردار اس پاس آئے۔ اس خبر کے سُننے سے عماد الملک کے ہوش اُڑے۔ لشکر کے جمع کرنے میں اور خزانہ کے خالی کرنے میں کوشش کی اور لشکر کو آمادہ کرکے اور پچاس ہاتھی عضد الملک کے ہمراہ قصبہ مہرسہ میں بھیجے کہ وہ جاکر خلایق کی آمد و رفت کی راہ کو روکے اور کسی کو بہادر پاس نہ جانے دے جب بہادر قصبہ احمدنگر میں آیا تو امرائے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے ہوئے تھے اُس پاس آئے۔ عضد الملک کے آدمی قصبہ مہروسہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور عضد الملک محمد آباد میں اعتماد الملک پاس پہنچا جب شاہزادہ بہادر قصبہ مہروسہ میں آیا تو تاج خان چتر و امارات شاہی لیکر اُس پاس آیا۔ اور ۲۶ رمضان ۹۳۲ھ کو شاہزادہ نہر والہ پٹن میں آیا۔ یہاں سے امارات بادشاہ کا اعلام کرکے احمدآباد میں آیا۔ عماد الملک نے ایک سال کی تنخواہ سپاہ کو دیکر جنگ پر مستعد کیا لیکن اکثر امرا اعماد الملک سے ڈر لیکر سلطان سے مل گئے۔ بہاء الملک و داور الملک جنہوں نے سلطان سکندر کو قتل کیا تھا

وہ دوسرے آدمی کی جگہ ہے مظفر شاہ کے تخت کا وارث بہادر خان ہے - ۱۹ شعبان ۹۳۲ھ امرانے
اتفاق کرکے اوسکو مار ڈالا وہ نو مہینے ، اور ۲ روز سلطنت کرگیا -

ذکر شاہی سلطان محمود بن سلطان مظفر گجراتی

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے اوسکے چہوٹے بہائی نصیر خان کو حرم سرا سے نکال کر
تخت شاہی پر بٹھایا شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا بیم و ہراس سے بہاگ کر اطراف میں
چلے گئے - یہاں اونکے گہر غارت ہوئے سکندر کی نعش موضع نامول نواح چنپانیر میں دفن ہوئی -
امرانے بادشاہ کو تہنیت دی عماد الملک نے دستور کے موافق امرا اور اعیان کو خلعت اور ایک سو الہی
خطاب دئے لیکن کسی کا علوفہ و مواجب نہیں زیادہ کیا - ایس اکثر سلطان بہادر کے آنے کے
منتظر تھے - اور اوسکی طلب میں رسل و رسائل میں سعی کرتے تہے بعضوں نے اس باب میں خداوند خان
و تاج خان اور اون پر سبقت لے گئے تھے - بہادر خاں بھی باپ کے مرنے کی خبر سنتے ہی گجرات کو
دوڑا چلا آتا تھا عماد الملک نے مضطر ہوکر برہان نظام شاہ بحری کو خط کے ساتھ بہت روپیہ بھیجا
اور اوس کو سلطان پور و ندربار کی سرحد پر بلایا - راجہ پال پور (راجہ پوہ وہ) کو خط بہیجا کہ سرحد محمد آباد
چنپانیر پر آجائے - غایت حزم و دور اندیشی سے بابر بادشاہ کو لکھا - کہ اگر اپنی افواج قاہرہ میں سے
ایک فوج بندر دیو میں بہیجدی جائے تو ایک کروڑ تنکہ نقد حضور کے خدمتگار ، ون کو مدد خرچ کے لئے
دونگا - برہان نظام شاہ نے تحفہ تحائف لے لئے اور یون ہی ٹالم ٹولے سنا لئے - راجہ پال پور
بسبب قرب جوار کے لشکر تیار کرکے نواحی چنپانیر میں آگیا - تہانہ دار ڈونگر پور کو عماد الملک کے
اس عریضہ کا حال معلوم ہوگیا تہا جو بابر بادشاہ کی خدمت میں بہیجا گیا تھا - امرا گجرات
کے قاصد دہلی میں شاہزادہ کے پاس اوسکے بلانے کے لئے پہونچ گئے تھے - اس زمانہ میں باقیماندہ
افغانان جونپور کی طرف سے بھی بہادر خان کے پاس آدمی آیا تہا کہ اوسکو جونپور لیجاکر وہاں
بادشاہ بنائیں جیسے وہ گجرات اور جونپور کی طرف سے بہادر خان کی طلب میں تقاضا
ہو رہا تھا تو اوسنے کہا کہ میں جنگل میں جاکر اپنے گہوڑے کی باگ چہوڑ دیتا ہوں جس طرف وہ
[illegible]

قلعہ محمد آباد جنپانیر سمجھا جاتا تھا اور وہیں تخت پر بادشاہوں کا جلوس ہوتا تھا اسلئے ذیقعدہ ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء کو
یہاں بادشاہ نے سر پر تاج رکھا اور معمولی مراسم جلوس ادا کی گئیں اور غازی خاں کو نذربار اور سلطانپور
کی حکومت عنایت ہوئی انہیں ایام میں خبر آئی کہ عضد الدولہ و محافظ خاں کے بہکانے سے شاہزادہ
لطیف خان کوہ اہواس میں نواحی نذربار اور سلطانپور میں آیا ہے اور فتنہ وفساد کا ارادہ رکھتا
ہے غازی خاں اوسکی رفع دفع کے لئے مقرر ہوا۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں قحط پڑا ہوشیار الملک
خزانچی بہادر شاہ کے ساتھ تھا اوسکو حکم بادشاہ نے دیا کہ جو شخص سوال کرے ایک مظفری اوسکو
دیدو اور شہروں میں جابجا لنگرخانے جاری کئے غرض رعایا کی ترفیہ حال میں کوشش کی کہ
بلاد گجرات میں تازہ رونق ہوگئی۔ ابھی مدت نہ گذری تھی کہ ارباب فتنہ نے حرکت کی شجاع الملک
بھاگ کر لطیف خاں سے ملا سلطان نے الغ خاں کو دولت خواہ جان کر بہت سے لشکر کے ساتھ
لطیف خاں کے لئے مقرر کیا وہ ابھی روانہ نہ ہوا تھا کہ دولت خواہوں نے معروض کیا کہ
قیصر خاں والغ خان دونو سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ شریک تھے اب
بھی مخفی طرح سے لطیف خاں کی مدد کرتے ہیں تاج خان نے عرض کیا کہ ان دونو نے
لطیف خان کو غیر متعارف راہ سے نادوت میں طلب کیا ہے۔ اور کلام اللہ پر قسم کھا کر کہا
اس میں کچھہ خلاف نہیں ہے دوسرے روز قیصر خان اور الغ خان محبوس ہوئے چند روز بعد داور الملک
جو بہانہ بنا کے باہر چلا گیا تہا گرفتار ہوا و ضیاء الملک و خواجہ بو کہ اس جماعت کی مصاحبت سے
متہم تھے انکو پابرہنہ دست بستہ دربار عام میں حاضر کیا۔ اہل شہر نے ہجوم کر کے ان کے گھروں کو
تاراج کر لیا ضیاء الملک نے گلے میں ستی ڈال کر عجز وزاری کی بابت پچاس لاکھ تنکہ خون بہا کے
دیکر عفو کی درخواست کی۔ غرض ان دونو کی یوں جان بچی اور مملکت فتنہ وفساد کی خاشاک
سے پاک ہوئی اور کوئی دغدغہ نہیں رہا۔

۹۳۳ھ ۱۵۲۷ء میں سلاحدار خاصہ کی دو ہزار آدمیوں کی جماعت جامع مسجد میں داد خواہ آئی کہ
ہم کو تنخواہ نہیں ملی ہے اور خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ ان

اُن کی دل جوئی کی اور تالیف قلوب میں کوشش کی۔ نصیر خاں المخاطب محمود خاں کی سلطنت چار مہینے سے زیادہ نہ ہوئی +

ذکر شاہی سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی

روز عید رمضان ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء کو بہادر شاہ نے امرا اور اعیان مملکت کی سعی سے بلدہ احمد آباد میں مسند آبائی پر تکیہ لگایا۔ اوائل شوال میں وہ محمد آباد و چنپانیر کو روانہ ہوا۔ بارش کی ایسی کثرت ہوئی کہ اوسکو راہ میں کئی جگہ ٹھیرنا پڑا۔ سابرمتی ندی کے کنارہ پر ٹھیر کر وہ آب مہندری کے کنارہ پر آیا۔ عماد الملک نے بہادر شاہ کے آنے کی خبر سُن کر نواح بڑودہ میں اپنا لشکر پھیلایا کہ بادشاہ کی توجہ کو ہٹائے مگر بادشاہ نے چنپانیر کو سیدھا سفر کیا۔ یہاں تاج خاں نے عماد الملک اور اور سازش کرنے والوں کو گرفتار کر لیا۔ عماد الملک اور اوسکا بیٹا اور سیف خاں اور بعض اور سرکش دار پر کھینچے گئے اور اونکا مال قرق ہوا۔ قیصر الملک کو عماد الملک کا خطاب ملا۔ وہ مظفر شاہ کا قدیمی ملازم تھا۔ جب عضد الملک نے اپنے ساتھیوں کا یہ حال دیکھا تو وہ بڑودہ سے بھاگا۔ راہ میں اوسکا تمام مال اسباب کولیوں نے لوٹ لیا۔ شمس الملک اسکے پکڑنیکے لیے بھیجا گیا! اور محافظ خاں کے پیچھے نظام الملک بھیجا گیا۔ یہ دونو مفرور راے دسنگہ راجہ پولوہ پاس چلے گئے مگر بادشاہ کی سپاہ ایسی اونکے تعاقب میں گئی تھی کہ اوسنے اونکا سب مال اسباب لوٹ لیا۔ غرض جو امرا کہ عماد الملک کے ساتھ سازش میں شریک تھے اُنمیں سے اکثر پکڑے گئے۔ اُنمیں سے بعض دار پر کھینچے گئے بعض توپوں سے ہوا میں اُڑاے گئے۔ سب کا مال اسباب ضبط ہوا۔ لطیف خاں بن شاہ مظفر کہ عماد الملک اور امرا کی طلب سے ان حدود میں آیا تھا وہ شہر میں آیا۔ چند روز مخفی رہا۔ قیصر خاں الغ خاں اور بعض اور امرا نے لطیف خاں پاس پیغام بھیجا کہ اب یہاں زیادہ رہنا نہیں چاہئیے۔ وہ مایوس ہو کر ولایت پال پور میں چلا گیا۔ عضد الملک و محافظ خاں ولایت مونگا یعنی سنٹ وار کو چلے گئے۔ اس ملک کے شمال جنوب میں دریا تاپتی اور نربدا ہیں اور مشرق مغرب میں جمع نہ اودے پور اور چول مہیشور۔ غرض سلطان بہادر بفراغ خاطر رعیت پروری اور سرانجام لشکر میں

ایک مجمع کثیر کو مسلمان بنایا پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فرنگیوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور آخر کو وہ رہا ہو گئے۔ افسر جہاز کا نام جمیس دی سیکا وائٹ تھا اور سو آدمی جہاز میں تھے۔ یہ تحقیق ہے کہ یہی افسر چتوڑ کے حملہ میں سلطان کے ساتھہ شریک تھا اور وہی بعنیر سبا کے نیو نو دی کنہا پاس اس سال میں بہیجا گیا تہا کہ بادشاہ کی جان گئی تھی +

جب بہادر اپنی دار الخلافت میں آیا تو میراں محمد شاہ حاکم آسیر خواہرزادہ سلطان بہادر کا نوشتہ آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بحری و قاسم ترک بیدری از روے تعدی برار میں داخل ہوئے۔ علاء الدین عماد شاہ کے ملتجی ہونے کسے میں اوسکی مدد کو گیا اور سخت لڑائی ہوئی فقیر نے ایک جماعت کو اپنے آگے سے ہٹایا۔ اسی حال میں برہان نظام شاہ بحری نے کمیں میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر حملہ کر کے شکست دی چہ یا تین سو ہاتھی فقیر کے لوٹ لئے۔ اور قلعہ ماہور پر کہ اس بلاد کے اعظم قلعوں میں سے ہے بہ تعدی وہ متصرف ہوا۔ اب جو حضور کا فرمان معلی ہو نفاذ بارے میں اسکو اپنی عین بہبود جانوں گا۔ بہادر شاہ نے جواب میں یہ فرمان صادر کیا کہ سال گذشتہ میں علاء الدین عماد شاہ کا عریضہ آیا تھا۔ ملک عین الملک حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین میں صلح کرادی تھی۔ اب برہان نظام کی طرف سے ابتدا پیشدستی کی ہوئی ہے مظلوم کی اعانت کریم کی ہمت پر فرض او روا جب ہوتی ہے وہ میں کرونگا +

محرم ۹۳۵ھ ۱۵۲۸ء میں ولایت نظام شاہ کی تسخیر میں سلطان مع لشکر گراں متوجہ ہوا قصبہ بڑودہ میں سپاہ کے سامان میں ایک مدت لگی۔ اواسط سال مذکور میں جام فیروز حاکم ٹھٹہ مغلوں کے استیلا سے جلاء وطن ہو کر سلطان بہادر پاس التجا لایا سلطان نے اوسکی دلجوئی کے لئے دس لاکھ ٹنکہ اوسکو خرچ کے دیکر وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی تیرا ملک مع روئی مغلوں کے ہاتھہ سے نکال کر تجھے دیدونگا۔ اس فیاضی سے بہادر شاہ کی شہرت ایسی ہو گئی تھی کہ اسکے درگاہ میں قریب و بعید کی راے آتے۔ برادر زادہ راجہ گوالیار پو. بہ رجپوتوں کی جماعت کے ساتھہ بہرون برھمی راج برادر زادہ رانا سنگا اور بعض اور معتبر آن کر سلطان کے نوکر ہوئے بعض امیران [illegible]

انہیں ایام میں غازی خاں کی عرضداشت آئی کہ لطیف خاں نے اپنی کل جمعیت سے سنا تہہ سلطانپور میں آنکر مخالفت کا علم بلند کیا میں اوسکے مقابلہ کو گیا - کارزار کے بعد عضد الملک و محافظ خاں بھاگ گئے رائے بھیم مع اپنے بھائیوں کے لڑائی میں مارا گیا - اور شاہزادہ لطیف خاں زخمی ہوکر گرفتار ہوا سلطان نے یہ سنتے ہی لطیف خاں کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکے زخموں کی مرہم پٹی شروع کی وہ ایسے کاری تھے کہ اچھے نہ ہوئے اور شہزادہ مرگیا +

انہیں دنوں میں اودے سنگہ رائے پولوہ نے قیصر خاں کے قتل ہونے کی خبر سنکر قصبہ دہود (دھود) کو غارت کیا - اور بہت سا مال ضیاء الملک پسر قیصر خاں سے لے لیا - اور ملک کو خراب کرنا شروع کیا - اس خبر کو سنکر سلطان ایسا مضطر ہوا کہ وہ خود عزیمت کرنی چاہتا تہا کہ تاج خاں نے عرض کیا کہ ابتداء سلطنت میں اس قسم کے بہت سے حادثات واقع ہوتے ہیں کچھہ تردد کا مقام نہیں ہے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور کریں تو اللہ کی عنایت سے اور ظل اللہ کے اقبال کی برکت سے مفسد دنگی گوشمالی کر دونگا سلطان نے فی الفور اوسکو خلعت دیکر ایک لاکہہ سوار کا سپہ سالار بناکر رائے اودے سنگہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا - تاج خاں نے رائے کی ولایت میں جاکر اسکو ویران کرنا شروع کیا - رائے نے اپنی معافی تقصیر کے لئے ایلچی بہیجے مگر بادشاہ نے اوسکے قصور نہیں معاف کئے اسلئے تاج خاں نے پہلے سے زیادہ اوسکی مملکت کی خرابی میں کوشش کی - ناچار رائے اودے سنگہ نے ایک تنگ جگہہ کو اختیار کیا اور تاج خاں سے لڑا - رائے کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور مسلمانوں میں سے ایک آدمی مارا گیا - چند روز ولایت رائے میں تاج خاں رہا اور پھر بادشاہ کے حکم سے وہ اس پاس آیا +

سنہ ۹۳۴ھ ۱۵۲۸ء میں سلطان بہادر باگر اور راید ر کے ملکوں میں گیا اور یہاں سے چنپانیر میں مراجعت کی اور بہروچ گیا کہ قلعہ کی مرمت کرائے - یہاں سے کھمبایت میں آیا - یہاں سمندر کی سیر کو ایک دن آیا تہا کہ ناگاہ ایک جہاز بندر دیو سے آیا اور اہل جہاز نے یہ خبر سنائی کہ فرنگیوں کا جہاز باد مخالف بندر دیپ میں لائی ہے قوام الملک نے فرنگیوں کو پکڑ کر غلام بنا یا - بادشاہ اس خبر کو سنکر خشکی کی

گیا تہا تو علاءالدین عماد شاہ نے بیتاب ہوکر اپنے بیٹے خضر خاں کو اس پاس بہیجا اور معروض
کیا کہ برہان نظام شاہ بحری کا غرور و تکبر اس حد پر بڑہ گیا ہے کہ اوسکو صلح کا خیال ہی نہیں ہا
اگر آپ ایکدفعہ دکن میں سواری فرمائیں تو میرا مقصود حاصل ہوجائے۔ سلطان بہادر نے اسکی
التماس پر خیال کرکے دکن کی طرف کوچ کیا۔ دریاے نربدا کے کنارہ پر میران محمد فاروقی آن ملا
وہ منت کرکے شاہ کو برہانپور لیگیا وہاں اوسکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی پیشکش میں ہاتھی
گھوڑے دئے پہلی عماد شاہ جریدہ کاویل سے آنکر اوسکی ملازمت میں آیا۔ اب گجرات اور خاندیس
اور برار کی سپاہیں ملکر بہادر شاہ کے ماتحت برار میں ماہور کی طرف چلیں جسکی حوالی میں ہان
نظام شاہ تہا جب وہ جالنہ پور میں آئے اور چند روز مقام کیا اور بہادر شاہ نے اس ملک کی جمع
کی تو عمادالملک نے مضطرب ہوکر برار میں سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑہوایا میران محمد شاہ فاروقی
کو اپنا وسیلہ بنایا سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے گیا (اسکا حال وقائع نظام شاہیہ میں لکہا ہے)
احمد نگر میں پہنچا یہان ایک مہیب خواب دیکہا تو دولت آباد میں چلا گیا اور بالا گہاٹ میں قلعہ
کے حوض پر اوترا عمادالملک کو بہت سے امرا گجرات کے ساتھ اس قلعہ کے محاصرہ کے لئے متعین کیا۔
کچھ دنون بعد علاءالدین عماد شاہ نے دکنیوں سے موافقت کی اور سلطان بہادر کے بلانے سے
نادم و پشیمان ہوا وقت شب خیمہ و خرگاہ سے قطع نظر کرکے بہاگ گیا۔ دکنیوں نے گجراتیونکی
راہیں بند کر رکھی تہیں اور غلہ و آذوقہ پہنچنے نہ دیتے تہے برہان نظام شاہ بھی تہوڑے فاصلہ پر
مقابلہ کے لئے آگیا تہا فی الجملہ غلہ کے قحط کے آثار ظاہر ہوئے اسوقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر
کو یہ نوید دی کہ میران محمد شاہ کے جو ہاتہی میں نے لوٹے تہے رونکو واپس کرکے اوسکو میں نے راضی
کر لیا ہے اور احمد نگر میں سلطان کے نام کا خطبہ پڑہوایا ہے سلطان ۹۳۶ھ میں گجرات میں آگیا
اور محمد آباد میں برسات گزاری ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ء میں ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع خانپور سے خداوند خان
ودرفیع الملک المخاطب بعمادالملک کو آراستہ لشکر اور بہت ہاتہیوں کے ساتھ بہیجا اور خود کہنبایت
میں گیا ایک روز وہاں رہا پہر بندر دیو میں گیا۔ بندر کے لئے جہاز وہاں آئے ہوئے تہے اونمیں
[illegible]

اسی اثنا میں سلطان محمود خلجی کے بعض امراء اوسکی بدسلوکی سے آزردہ ہوکر سلطان بہادر کی خدمت میں آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ سلطان محمود خلجی بہ لطائف الحیل ٹالتا ہی اور بالکل اصلا وہ اختیار سے نہیں آئے گا۔ سلطان بہادر کوچ برکوچ کرکے شادی آباد منڈو کی جانب چلا جب نعلچہ میں آیا تو منڈو کے محاصرہ کے واسطے لشکر معین کیا۔ محمد خاں اسیری غربی جانب میں موچل شاہ پول میں مقرر ہوا لقمان کو بھل پھول میں مقرر کیا اور پوربیہ جماعت کو سہلدانہ میں تعین کیا۔ خود موضع محمود پول کے محلوں میں قیام کیا۔ ۲۹ شعبان ۹۳۷ھ ۱۵۳۱ کی شب کو سلطان بہادر نے بہادروں کی جماعت لیکر منڈو کے دو آدمیونکی رہنمونی سے قلعہ میں آنکر فصیل پر اتنی دیر توقف کیا کہ بہت سے آدمی قلعہ کے اندر آگئے اور صبح کی نماز کے وقت وہ سلطان محمود خلجی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہل قلعہ اس طرف سے کہ نہایت مرتفع تھے خاطر جمع رکہتے تھے وہ اسوقت واقف ہوئے کہ قلعہ بیگانوں سے بہر گیا۔ اب اہل قلعہ ہر طرف بھاگتی پہرتے تھے شہزادہ چاندخاں بہی قلعہ سے اوترکر فرار ہوا۔ سلطان محمود خلجی ایک جماعت قلیل کو مسلح کرکے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر اپنے میں قوت مقاومت نہیں دیکھی تو شہر سے باہر گیا اور پہر مقربوں میں سے ایک کی رہنمونی سے اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے اپنے محل میں آیا۔ سلطان بہادر نے اطراف محل کو گہیر رکہا تہا اور لشکر کو یہ کہہ دیا تہا کہ یہ سلطان اور امیروں کی حرم سرائے ہے وہ امان میں ہے کوئی شخص ایذن سے کسی ایک شخص کے مال اور عرض کا متعرض نہ ہو اسواسطے سلطان محمود خلجی کے بعض ہواخواہوں نے کہا کہ شاہ گجرات ہرچند بے مروتی کرے مگر اس حال میں بہی اوسکی مروت اور وتکی مروت سے زیادہ ہوگی وہ ناموس سلطان کی حفظ میں کوشش کریگا۔ اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم پدری کو اختیار کرکے ولایت مالوہ آپ ہی کو دیدے گا سلطان بہادر نے لعل محل کے بام پر آکر ایک شخص کو سلطان محمود خلجی پاس بہیجکر اوس کو بلایا۔ وہ سات امیروں کے ساتہ آیا۔ سلطان بہادر اوسے عفو کرنا چاہتا تہا اُسنے متکلم ہوکر پوچھا کہ نہ آنے کا سبب کیا تہا۔ محمود نے اسکا درشت جواب دیا جسکے سبب سے بہادر شاہ نے مکدر ہوکر اوس کو مع فرزندوں کے الف خاں آصف خاں کو

مین ہے اور دہمکی کی اس اثناء مین سلطان محمود خلجی کا نوشتہ دریا خان کے ہاتہہ اس مضمون کا
تہا کہ مین بہی شرف حضور حاصل کرنا چاہتا تہا لیکن چند مواقع ایسے پیش آئے کہ اسمین
التوا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ اب مین ملاقات گرامی سے مسرور ہونگا سلطان بہادر نے
دریا خان سے کہا کہ چند مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ سلطان محمود کی ملاقات کی نوید کان مین آئی ہے
اگر وہ ملاقات کو اویگا تو اوسکے پاس سے جو امرا بہاگے ہین اونکو اپنے پاس جگہ نہ دونگا
دریا خان کو رخصت کرکے سلطان بالسنولہ مین آیا چند روز بعد سلطان کی خدمت مین
رانا رتن سی اور سلہدی آئے سلطان نے تیس ہاتہی اور پندرہ سو خلعت زربفت کے اونکو
دئے۔ چند روز بعد رتن کو چیتور رخصت کیا اور سلہدی کو اپنے پاس رکہا سلطان محمود خلجی کے
وعدہ پر ملاقات کے لئے سلطان بہادر ٹاندلہ مین آیا۔ اور یہ قرار پایا کہ اگر سلطان محمود خلجی آئے تو
اوسکی مہانداری بیان کی جائے اور پہر وہ اوسکے ساتہہ گہاٹ دیولہ تک جائے اور یہان سے
اپنی دار الملک کو مراجعت کرے۔ یہان ٹاندلہ مین دس روز تک سلطان محمود کے آنے کا انتظار
کیا گیا کہ دریا خاں وسکے پاس سے آیا اور اوسنے کہا کہ سلطان محمود خلجی شکار مین گہوڑے پر سے
گر پڑا اوسکا ایک بازو ٹوٹ گیا اس وضع سے آنا مناسب نہین سلطان بہادر نے دریا خان
سے کہا کہ سلطان بار ہا خلاف وعدہ کر چکا ہے اگر اوسکی مرضی ہو تو ہم اس پاس جائیں۔
دریا خان نے کہا کہ شاہزادہ چاند خاں بن مظفر شاہ مرحوم سلطان محمود خلجی کے پاس ہے۔ اگر شاہ
وہان جائے اور اوسکو طلب کرے تو اوسکا دینا بہی مشکل ہوگا اور نگاہ رکہنا نہایت متعذر ہوگا
اور فی الحقیقت یہ امر آپکا مانع ہی ہے۔ بہادر شاہ نے کہا کہ مین شاہزادہ چاند خاں کو نہین طلب کرونگا
سلطان محمود خلجی سے کہدو کہ وہ جلدی ہمارے پاس آئے۔ سلطان محمود خلجی کے ایلچی نے
سلطان بہادر کا ارشاد اوسکو سُنا دیا۔ بہادر شاہ پے در پے منزلیں طے کرتا تہا اور سلطان محمود
خلجی کی راہ دیکہتا تہا جب وہ دیبال پور مین آیا تو معلوم ہوا کہ سلطان محمود خلجی کا ارادہ یہ ہے
کہ اپنے بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین کا خطاب دیکے قلعہ منڈو مین رہنے دے
اور خود قلعہ سے جدا ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھے اور کسی سے ملاقات نہ کرے

کہ سلطنت گجرات کو کفار کی عبودیت سے خلاص دلائیں اور اوسکو تادیب بلیغ کریں اوسنے مقبل خان کو
محمد آباد چانپانیر کو رخصت کیا کہ وہان جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو لشکر و توپخانہ
وخزانہ سمیت اس پاس بہیجدے۔ اختیار خان لشکر گران کے ساتہہ ۱۲۔ ربیع الاول سال مذکور کو
قصبہ دہار میں سلطان بہادر سے ملا۔ بادشاہ نے گجرات جانیکی شہرت دی اور دہندو
میں آیا اور اختیار خان کو یہان کی حکومت دیکر ۵۔ جمادی الثانی کو نعلچہ میں آیا اسی اثنا میں
بہوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ اوسکے ہمراہ تہا عرض کیا کہ حضور گجرات جاتے ہیں اگر
بندہ کو اُجین جانے کی رخصت ہو تو سلہدی کو حضور کی ملازمت میں لے آؤں سلطان بہادر
نے اوسکو رخصت دی اور متواتر کوچ کرکے خود اجین میں ۱۵۔ ماہ مذکور کو قصبہ دہار میں آیا۔
لشکر کو یہاں چہوڑکر برسم شکار شجل پور میں گیا اس خبر کو سلہدی نے سنکر اپنے بیٹے
بہوپت کو اجین میں چہوڑا اور خود بادشاہ کی ملازمت میں آیا۔ امیر نصیر سلہدی پوربیہ کو
بلانے گیا تہا۔ اوسنے سلطان سے خلوت میں عرض کیا کہ سلہدی کو اطاعت کا خیال نہیں
فقیر اسکو کہنبایت و ایک کروڑ تنکہ نقد دینے کا فریب دیکر یہاں لایا ہے ورنہ وہ یہ چاہتا
تہا کہ قلعہ کو چہوڑکر ولایت میوات کو چلا جائے اگر چلا جائیگا تو پہر اسکا دیکہنا محال ہوگا۔ بادشاہ
شجال پور سے دہار کو روانہ ہوا۔ لشکر کو باہر چہوڑکر قلعہ دہار میں آیا اور سلہدی کو بھی ساتہہ
لایا۔ جوہیں بادشاہ قلعہ میں داخل ہوا وہیں موکلوں نے آکر سلہدی کو دو خواصوں کے ساتہہ گرفتار
کیا ایک خواص نے غل مچاکر خنجر نکالی۔ سلہدی نے کہا کہ یہ خنجر تونے میرے مارنیکے واسطے
نکالا ہے تو اوسنے کہا کہ میں نے تمہارے ہی لئے ایسا کیا ہے۔ جب تمکو اسنے آسیب پہنچتا
تو میں اپنے تئیں مارتا ہون مجہسے یہ صدمہ نہیں دیکہا جاتا خنجر شکم پر مارکر وہ مرگیا۔ جب
سلہدی کی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو اہل شہر نے اسکا گہر لوٹ لیا اور بہت آدمیوں کو
مارڈالا۔ بقیۃ السیف بہاگ کر اوسکے بیٹے بہوپت پاس گئے اوسکے ہاتہی گہوڑے اور
اسباب سرکار شاہی میں ضبط ہوئے اور سلطان نے رفیع الملک کو بہوپت کے سر پر بہیجا اور
لشکر کے ساتہہ خداوندخان کو چہوڑکر خود اجین گیا۔ دریا خاں مالوی کو اجین کی حکومت

سپرد کر کے محمود آباد و چنپانیر میں بھیجدیا۔ خود منڈو میں ٹھیرا اور امراء مالوہ کو گجرات میں
اقطاع دیں اور امراء گجرات کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں میران محمد شاہ فاروقی
کو معزز و مکرم برہانپور روانہ کیا سنہ ۹۳۹ھ میں بہادر شاہ برہانپور و آسیر کی سیر کو گیا اور
برہان نظام شاہ نے بخلاف اسمعیل عادل شاہ کے لفظ شاہی کو اپنے اسم کا جز بنایا تھا
اور میران محمد شاہ فاروقی کی دلالت سے وہ برہانپور میں آیا تھا۔ شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے
بہادر شاہ نے سلطان محمود خلجی کا چتر سفید و آفتاب گیر و سراپردہ سرخ برہان نظام شاہ بحری
کو دیا۔ اور اوسے کہا کہ میں نے تجھکو نظام شاہ بحری کا خطاب دیا جسکے معنی یہ ہیں کہ دشمنوں کو
بادشاہی سے معزول کیا اور دوستوں کو بادشاہی پر پہنچایا۔ سلطان بہادر شاہ کی غرض
نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمدنگر و برہانپور کے ساتھ اوسکو بادشاہ
دہلی کی جنگ کے لئے بھیجے اوسنے دہلی کی فتح کا ارادہ دل میں ٹھان لیا تھا۔ حالانکہ
اسکے برخلاف وقوع میں آیا۔ کیونکہ نظام شاہ بحری جب بہادر شاہ کی لڑائی ہمایوں
بادشاہ سے ہوئی تو بہادر شاہ کے ہمراہ نہیں ہوا۔ بلکہ کئی سال پیشتر اوسنے ہمایوں
بادشاہ کی بارگاہ میں اپنی حاجب بھیجکر ولایت گجرات کی تسخیر کی تحریص کی۔ کہتے ہیں کہ
برہان نظام شاہ کے وزیر شاہ طاہر سے بہادر شاہ ایسا خوش ہوا تھا کہ وہ اپنا وکیل السلطنت
کرنا چاہتا تھا۔ شاہ طاہر نے اوسکے نہ قبول کرنے کا بہانہ یہ بنایا کہ میں مکہ جاتا ہوں۔ حالانکہ
وہ مدتوں احمدنگر میں رہا اور برہان نظام شاہ دوم کو شیعہ مذہب میں لایا۔ چتر و سراپردہ کا
سرخ رنگ سبز رنگ سے اسلئے بدلوایا کہ یہ رنگ بارہ اماموں کی نشانی ہے اسکا کلی و جزوی
حال تاریخ نظام شاہیہ میں بیان ہوگا نظام شاہ نے خوش دل و کامیاب ہو کر احمدنگر
میں مراجعت کی اور بہادر شاہ منڈو سے دہار میں آگیا۔ اس اثنا میں معلوم ہوا کہ سلہدی
نے سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بلکہ سلطان ناصر الدین کی بعض حرمیں
اپنے گھر میں ڈال لیں تھیں وہ اب بھی اوسکے گھر میں تھیں اس سبب سے وہ بہادر شاہ پاس آنا
نہیں چاہتا تھا۔ سلطان بہادر نے کہا کہ خواہ وہ آئے یا نہ آئے ہم پر فرض عین ہے

مجھے مراتب عالی پر پہنچا ئیگا لائق یہ ہے کہ قلعہ ملازمان شاہی کو حوالہ کیا جائے اور ہم تم
بادشاہ کی خدمت میں رہیں لکھمن نے خفیہ بھائی سے کہا کہ اب تیر اخذ کرنا تو مسلمانوں
کے مذہب میں روا نہیں ہے۔ رانا کو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ کمک کے لئے بھوپت لیکر
آتا ہے۔ چاہیے کہ قلعہ کے لینے میں چند روز توقف کیا جائے سلہدی نے سلطان سے
کہا کہ آج مہلت دیجائے کل دوپہر کے بعد قلعہ خالی کر کے سلطان کے ملازمونکو حوالہ کیا جائیگا
سلطان بہادر مراجعت کر کے اپنی منزل میں آیا۔ دوسرے روز دوپہر تک انتظار کیا جب
سجاد وقت پر ایک ساعت گذری سلہدی نے عرض کیا کہ اگر بندہ کو قلعہ کے نزدیک
جانے کی اجازت ہو تو استکشاف کر کے صورت حال کو عرض کروں یہ امر سلطان کی
عنایت سے دور نہیں معلوم ہوتا سلطان بہادر نے سلہدی کو اپنے معتبروں کے ساتھ
قلعہ کے نزدیک بھیجا سلہدی افتادہ شکستہ برج کے پاس گیا اور نصیحت کرنی شروع کی
کہ اے راجپوتان غافل اور اے خویشان جاہل مسلمانوں سے حذر مانگو کہ سلطان بہادر
اس ہوچل سے آنکر تمکو ماریگا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ فی الفور برجوں کو وہ تیار کر لیں۔
لکھمن نے کچھہ جواب نہ دیا۔ مگر سمجھہ گیا سلہدی ظاہر میں پھر آیا۔ لکھمن استحکام قلعہ میں مصروف
ہوا اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ بھوپت کے بلانے کو
روانہ کیئے۔ یہ پسر سلہدی باہر آیا تو نصیبوں کی شامت سے بادشاہی لشکر سے دوچار ہوا
اور لڑائی ہوئی۔ فوج گجرات نے بہت راجپوت مارے اور پسر سلہدی کا سر کاٹ کے
اور راجپوتوں کے سروں کے ساتھہ سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جب سلہدی نے
بیٹے کے مرنے کی خبر سنی تو اوسکے ہوش اڑے اور سلطان نے سلہدی کے خدعہ پر اطلاع
پاکے اوسکو برہان الملک کے حوالہ کیا کہ قلعہ شادی آباد منڈو میں محبوس رکھے اس اثنا میں
خبر آئی کہ بھوپت جانتا ہے کہ سلطان جریدہ ہے رانا کو ہمراہ لیکر متواتر کوچ کرتا ہوا چلا آتا
ہے اس خبر کے سننے سے سلطان کی قوت غضبی جوش میں آئی اوسنے کہا کہ اگرچہ میں جریدہ
ہوں مقتضائے نصوص قرآنی ایک مسلمان دس کافروں کو کافی ہے فی الفور میراں محمد

انتقالی کی اور خود سارنگپور میں گیا اور سارنگپور ملوخاں بن للوخان کو سپرد کیا ملوخان
منڈو سے بہاگ کر سلطان مظفر کا نوکر ہوا تہا شیرشاہ سور کی عہد میں اوسنے اپنا لقب قادرشاہ
رکہا تہا اس دیار میں وسکے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تہا اور سکہ چلتا تہا اسکا حال عنقریب بیان
ہوگا حبیب خان والی اشتہ کو اشتہ روانہ کیا خود بھلیسہ اور رائسین کا عازم ہوا حبیب خان
نے پوربیہ کی ایک جماعت کثیر کو مارا اور اشتہ پر قابض ہوا حبیب بھیلسہ میں شاہ آیا تو معلوم
ہوا کہ یہاں اٹھارہ سال سے آثار اسلام منقطع ہوئے ہیں اور علامات کفر شایع - اس منزل میں
مخبروں نے یہ خبر دی کہ بہوپت ولد سلہدی باپ کی گرفتاری کی اور اپنے واسطے رفیع الملک کے
معین ہونے کی خبر سنکر کمک کیواسطے چیتوڑ گیا ہے اور لکھمن برادر سلہدی حصار رائسین کو
استوار کرتا ہے اور معرکہ آرائی کے لئے سعی کرتا ہے اور چیتوڑ کی کمک کا منتظر بیٹہا ہے -
سلطان بہادر نے یہاں دو تین روز اسلئے قیام کیا کہ مسجدونکی تعمیر کا انتظام کرے - پھر
۷ - جمادی الاولی کو رائسین کی طرف چلا - ابھی اسکا لشکر نہ آیا تہا کہ راجپوت پوربیہ کی دو
فوجیں قلعہ سے اتریں سلطان بہادر نے تہوڑے آدمیوں سے اونپر تاخت کی اور دو تین آدمیونکو
مار ڈالا - پہر گجرات کی سپاہ پے در پے آئی اور اوسنے مخالفوں کو مارا - پوربیہ بھاگ کر قلعہ میں چلے
گئے دوسرے روز حصار کو مرکز دار سب طرف سے درمیان میں کر لیا مورچلوں کو تقسیم کیا ساباط
ایسے بنائے کہ چند روز سے وہ قلعہ پر مشرف ہوگئے - سلطان نے رومی خان کو اہل توپخانہ
حوالے کئے اور خود اپنی منزل میں چلا آیا - رومی خان نے توپوں کے زور سے قلعہ کی برجوں
کو اڑایا اور دوسری طرف سے نقب لگائی کہ کئی گز دیوار گر پڑی - سلہدی نے احوال قلعہ اور
پوربیہ کی زبونی اور توقف خصم پر نظر کرکے پیغام دیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اگر مجھے اجازت
ہوگی تو میں قلعہ میں جاکر اوسکو خالی کراکے حضور کے حوالہ کرا دونگا سلطان اس خبر سے
مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے حضور میں طلب کیا کلمہ توحید سکہایا - اپنے ساتہہ طرح طرح
کا کہانا کہلایا اور خاص خلعت دیا اور اپنے ہمراہ قلعہ کے نیچے لایا سلہدی نے اپنے بہائی
لکھمن کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اب میں مسلمان ہوگیا ہوں - بہادر شاہ اپنی علیمی سے

شاہ نے تامل وافی کے بعد یہ خیال کیا کہ اس یورش سے غرض یہ تھی کہ مسلمہ عورات کو کافروں کی قید سے رہائی دلاؤں اگر میں اونکی ملتمس کو نہ قبول کروں تو احتمال ہے کہ یہ جھوت جوہر کریں اور مسلمان ضعیف عورتیں اونکی عورتوں کے ساتھ ہلاک ہوں اس لئے لکھمن کی ملتمس کو منظور کیا سلہدی کو منڈو سے طلب کیا لکھمن فرمان امان حاصل کر کے قلعہ کے اوپر گیا اور کل راجپوتوں کو اہل و عیال سمیت قلعہ سے نیچے لکھمن لایا اور پھر گیا اور بادشاہ پاس عرضی بھیجی کہ سلہدی پوربیہ سے چار سو عورتیں متعلق ہیں اور رانی درگا وتی مادر بھوپت کی التماس یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ بند ہاے خاص میں داخل ہو کر یہاں آئے اور اپنے عیال کو لیجائے تو غیروں کے طعنے سے ہم بچ جائیں شاہ نے سلہدی پوربیہ کو قلعہ میں بھیجا اور ملک علی شیر کو ہمراہ کیا سلہدی پوربیہ جب وہاں آیا تو لکھمن و تاج خان نے اوس سے پوچھا کہ سلطان کی غرض قلعہ رائسین کے لینے سے کیا ہے سلہدی نے کہا کہ اب قصبہ مندسور مع مضافات کے ہمارے لئے مقرر ہوا ہے عنقریب ہے کہ سلطان اپنی علو ہمت سے ہمکو اور چیزوں سے بھی سرافراز کرے رانی درگا وتی اور لکھمن او تاج خان نے کہا اگرچہ سلطان ہماری دلجوئی کریگا مگر ہم عمروں سے اس زمین میں شاہی کر رہے ہیں اور کامرانی کی داد دے رہے ہیں اب ہم یکجا جمع ہوئے ہیں مردانگی کا طریق یہ ہے کہ اپنے عیال کا جوہر (جیوہر) کر کے جلادیں اور پھر خود جنگ کر کے کشتہ ہوں کہ پھر کوئی آرزو باقی نہ رہے۔

غرض رانی درگا وتی کی باتوں میں سلہدی آگیا اور اوسنے تمرد اختیار کیا۔ ملک علی شیر نے ہر چند نصایح مشفقانہ کیں اصلا مفید نہ ہوئیں اوسنے سلہدی نے کہا کہ ہر روز میرے حرم میں ایک کروڑ پان و چند سیر کافور خرچ ہوتا ہے اور تین سو عورتیں ہر روز نیا جامہ پہنتی ہیں معلوم نہیں کہ یہ باتیں ہم کو میسر ہوں یا نہ ہوں اگر ہم مع فرزندان و عیال کے کشتہ ہوں تو عزت کے ساتھ مرنے میں ہم کو عجب عز و شرف حاصل ہو سلہدی پوربیہ نے جوہر کا سامان تیار کیا اور رانی درگا وتی کہ راناسنگا کی بیٹی تھی بچوں کو ہمراہ لیکر

جانے کے لئے مجبور کیا +

سنہ ۹۴۰ھ میں محمد زمان میرزا کہ قلعہ بیانہ میں محبوس تھا وہ بھاگ گیا۔ اور سلطان بہادر پاس
التجا لایا۔ ہمایوں بادشاہ نے بہادر شاہ پاس آدمی بھیجکر محمد زمان میرزا کو اوس سے طلب کیا۔ سلطان
بہادر اپنے تکبر کے سبب سے جواب کا مقید نہ ہوا۔ ہمایون بادشاہ نے پھر اوسکو خط لکھا اگر تم
محمد زمان میرزا کو حضور میں نہیں بھیجوگے تو اپنی ولایت سے نکل جاؤ۔ سلطان بہادر کا اقبال
معکوس ہو کر لا بقا ہو گیا تھا وہ اس خط کے جواب پر متوجہ نہ ہوا اور باتیں اپنے اندازہ سے
بڑھ کر بنانے لگا۔ یہی حرکت اوسکی خرابی کا سبب ہوئی۔ اوس نے ہمایون بادشاہ کی مرضی کے
برعکس محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ اب سلطان چتوڑ کی عزیمت سے بندر دیو
کھنبایت میں آیا اور یہاں سے احمد آباد میں آنکر لشکر جمع کیا اور توپخانہ لیکر بندر دیو و گجرات
سے چتوڑ میں گیا۔ رانا حصاری ہوا۔ ایام محاصرہ کو تین مہینے کا امتداد ہوا۔ اکثر طرفین نے
ہنگامہ جنگ و نبرد کو گرم کیا جنمیں گجراتیوں کو غلبہ ہا۔ آخر الامر رانا نے عجز و انکسار کے ساتھ
پیشکش قبول کی۔ تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے سرکیچ کی لڑائی میں لیا تھا
وہ اور بہت سے نفایس پیشکش میں دئے سلطان الٹا اپنی دار السلطنت کو چلا آیا
اس فتح سے اور محمد زماں میرزا اور بادشاہ بہلول لودہی کی اولاد کے جمع ہونے سے بہادر شاہ
کا غرور بہت زیادہ ہو گیا۔ اور یہ سبب ہمایوں بادشاہ سے لڑنے کا اور بادشاہی دہلی پر قبضہ
کرنے کا محرک ہوا۔ بہادر شاہ پاس بہلول لودہی بادشاہ کی اولاد میں سے علاء الدین آیا۔ اس کا
اعزاز و اکرام ہوا اسکا بیٹا تاتار خاں امرا میں داخل ہوا۔ ابھی مملکت دہلی بہادر شاہ کے ہاتھ
نہ آئی تھی کہ اوسکو تقسیم بھی کردیا۔ تاتار خاں کو کہ شجاعت و شہامت میں اپنے اقران میں
ممتاز تھا تربیت کیا۔ بتیس کروڑ مظفری برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کو دئے گئے کہ تاتار خاں کے
اتفاق و استصواب سے لشکر کی تیاری میں صرف ہوں۔ ایام معدودہ میں تاتار خاں پاس چالیس ہزار سوار
جمع ہو گئے اوس نے ہمایوں بادشاہ کی سلطنت کی اطراف میں مزاحمت شروع کی سنہ ۹۴۱ھ میں
قلعہ بیانہ پر کہ نواحی آگرہ میں ہے وہ متصرف ہوا۔ ہمایوں بادشاہ نے اپنے چھوٹے بھائی

و لکھمن اور خویش و برادر قریب سو نفر کے ہتیار لیکر نکلے اور مسلمان پیادے جو قلعہ کے اوپر چلے گئے تھے اونسے لڑے جب یہ خبر لشکر مین آئی تو اور سپاہ قلعہ میں آئی اونسے اس گروہ کو مارکر کام تمام کیا۔ بادشاہ کے لشکر مین سے چند نفر پیادے مارے گئے۔ انہین دنون میں افواج ہمایون بادشاہ کی صدمہ سے سلطان عالم حاکم کالپی بھاگ کر سلطان بہادر پاس التجا لایا تھا سلطان نے قلعہ رائسین اور چندیری و بھلیسہ اوسکو جاگیر مین دئیے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ گاگرون کی تسخیر کا حکم دیا۔ سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں چتوڑ کے رانا کے تصرف میں وہ آگیا تہا جو ہاتھی کے شکار میں مصروف ہوا۔ کوہ کالو کے سرکشونکو سزا دے کے الغ خان کے حوالہ کیا اسلام آباد اور ہوشنگ آباد اور تمام بلاد مالوہ جو زمیندار دبا بیٹھے تہے متصرف ہوا اور اسکو امراے گجرات اور اپنے معتمدوں کو جاگیر میں دیا۔ میران محمد شاہ فاروقی گاگرون کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر بھی بہت جلد نواحی گاگرون میں آیا۔ یہاں رانا کی جانب سے راجپی حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا سلطان نے یہاں چار روز جشن کیا اور رفیع الملک المخاطب عماد الملک اختیار خاں کو کہ امراء کبار میں تھے قلعہ رنتھنبور کی تسخیر کے لئے بھیجا اور خود شادی آباد منڈو کو گیا۔ رانا کی طرف سے جو اس قلعہ میں حاکم تھا وہ قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گیا۔ ایک مہینہ میں قلعہ گاگرون اور رنتھنبور دونو سلطان کے ہاتھ آگئے۔ اب منڈو سے سلطان فرنگیوں کی طرف متوجہ ہوا جب بندر دیو کے قریب وہ آیا تو فرنگیوں نے فرار کیا اور ایک ایسی بڑی توپ جسکی برابر ہندوستان میں کوئی توپ نہ تھی چھوڑ گئے شاہ بہادر نے اوسکو جر ثقیل سے محمد آباد چنپانیر میں بھجوایا۔ بہادر شاہ کی اس فتح کو مسلمان مورخ خفیف طور پر بیان کرتے ہیں۔ مگر فیر اسوزا پرتگیزی مورخ بیان کرتا ہے کہ اوسکے ملک کے آدمیون نے کبھی ایسی بڑی کوشش نہیں کی جسمیں وہ بالکل ناکام رہے ہوں بمبئی کے بندرگاہ میں جو بیڑا پرتگیزوں کا تھا اوسمیں چارسو جہاز تھے اور ان میں تین ہزار چھہ سو فرنگی سپاہی اور دس ہزار ہندوستانی سپاہی علاوہ ملاحوں اور لاسکاروں کے

سپاہ مغل کی صولت سے ڈرتی نہیں ہیں رومی خاں کہ توپ خانہ کا صاحب اختیار تہا اوسنے معروض کیا
کہ سرکار میں سامان توپ و تفنگ اتنا جمع ہی کہ معلوم نہیں قیصر روم کے بعد کسی اور پاس بہی ایسا
سامان ہو صلاح یہ ہے کہ لشکر کے گرد خندق کہودی جائے اور ہر روز لڑائی کا ڈول ڈالا جاوے
کہ مغل کے شوخ جوان برابر میں آکر توپ و تفنگ سے ہلاک ہوں - بہادر شاہ نے یہ رائے
پسند کی کہ لشکر کے گرد خندق کہودیں ان ایام میں سلطان عالم جسکو جاگیر میں اُسیں اور چندیری
ملے تہے وہ ایک جمعیت کے ساتہہ آن ملا - دو مہینے تک دونو لشکر ایک دوسرے کی برابر پڑے رہے
اکثر ایام میں جوان جنگ کے عاشق اور نام و ننگ کے طالب باہر آکر مردانہ وار رستمانہ جنگ مے
دیر و درنگ کرتے مغلوں کے سپاہی حکم کے موافق کمتر توپ و تفنگ کی برابر جاتے تھے - ایک
تین ہزار سوار تیر انداز اطراف لشکر پر تاخت کرتے تھے غلہ و روغن کی آمد و رفت کو بند رکہتے
تھے جب اس طور پر کچہہ دن گذرے تو گجراتیوں کے لشکر میں قحط عظیم پڑا اور جو غلہ و کاہ کہ پاس
ملتا تہا وہ تمام ہوا مغلوں کے تیر انداز کسی کو دور جانے نہ دیتے تھے کہ وہاں سے سامان رسد
بہم پہنچتا - سلطان بہادر نے دیکہا کہ اب یہاں ٹہیرنا گرفتاری کا سبب ہوگا - ایک رات کو
پانچ آدمی اپنے معتبر ساتہہ لئے جنمیں سے ایک برہانپور کا فرمان روا تہا - دوسرا مالوہ کا حاکم
ملو خاں تہا - اور شادی آباد منڈو کو راہ لی - ہمایوں بادشاہ نے قلعہ منڈو کے نیچے تک تعاقب
کیا - راہ میں بہت آدمی قتل کئے حیدر خاں جو لشکر سے پیچہے جاتا تہا سخت لڑائی لڑکر زخمی ہوا
اور بہاگ گیا - سلطان بہادر شادی آباد منڈو میں حصاری ہوا - ایک مدت کے بعد ہندو بیگ
اور اور امرا مغل سات سو آدمیوں کے ساتہہ قلعہ میں آئے - سلطان بہادر سوتا تہا سراسیمہ اوٹہا
اوسنے گجراتیوں کو مضطرب گریزاں دیکہا خود بہی بہاگا - پانچ چہہ سواروں کے ساتہہ چنپانیر میں
پہنچا حیدر خاں و سلطان عالم حاکم اُسیں نے زنہار مانگی ہمایوں بادشاہ کے روبرو آئے -
حیدر خاں امراء بادشاہی میں داخل ہوا اور عالم خاں کو اس سبب سے کہ بہت دفعہ حرکات ناشائستہ
کر چکا تہا - کونچیں کاٹی گئیں سلطان بہادر نے اس خبر کو سنکر اپنے خزانہ اور جواہر کو جو قلعہ چنپانیر
[illegible]

ہنداں مرزا کو اوسکے دفع کرنے کے واسطے بھیجا جب وہ بیانہ کی حدود کے قریب آیا تو شیخی باز
ڈینگئے افغان جو تاتارخان کے گرد جمع ہوئے تھے متفرق ہوگئے۔ دو ہزار سوار وں سے زیادہ
اس پاس نہ رہے۔ تاتارخان کو کمال تشویر و خجالت تھی کہ افغانوں کے بے وفا لشکر میں
نذرکثیر صرف ہوا نہ بہادرشاہ پاس جا سکتا تھا نہ اوسسے کمک طلب کر سکتا تھا ناچار جنگ پر مستعد ہوا
اور لڑائی میں وہ مع تین سو آدمیوں کے مارا گیا اور قلعہ بیانہ ہنداں مرزا کو ہاتھ آگیا۔ ہمایوں
بادشاہ اوسکو نیک فال سمجھ کر بہادرشاہ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا اور اوسپر لشکر کشی کی۔
اسوقت بہادرشاہ نے بھر رانا پر لشکر کشی کی تہی اور قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب اوسکو
تاتارخاں کے کشتہ ہونے کی اور اوسپر ہمایوں بادشاہ کی لشکر کشی کی خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
مضطرب ہوا۔ اور مشورہ کیا تو اکثر امرا کی راے یہ ہوئی کہ محاصرہ چھوڑ کر ہمایوں بادشاہ سے
لڑنا چاہئے۔ صدر خاں جو سب میں زیادہ بزرگ تھا اوسنے معروض کیا کہ ہم کفار کا محاصرہ
کئے ہوئے ہیں اگر اسوقت مسلمان بادشاہ ہم سے جنگ کرنے لگے تو وہ کافروں کی امداد
اور حمایت کریگا اور یہ بات حشر تک اہل اسلام میں مشہور رہے گی لائق دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ
سے نہ دیں ظن غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ ہمارے سر پر نہیں چڑہے گا۔ جب ہمایوں سارنگپور
میں آیا اور اوسکو اس مشورہ کا حال معلوم ہوا تو اوسنے غایت مروت سے سلطان بہادر کی
ولایت کو مزاحمت نہ پہنچائی۔ یہاں اتنا توقف کیا کہ بہادرشاہ نے ساباط بنا کر سال مذکور
میں قہراً و جبراً قلعہ چیتوڑ کو لے لیا۔ اور بہت راجپوت قتل کئے۔ پس اس طرف سے سلطان بہادر
خاطر جمع کر کے ہمایوں بادشاہ کی جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ لشکر کو بہت زر تقسیم کیا۔
جنت آشیانی اوسکے استیصال کے درپے ہوا اور قلعہ مندسور کی نواح میں آیا۔ یہاں دونوں
لشکر آنکر ملے۔ ابھی خیمے بھی نہ لگے تھے کہ سید علی خاں خراسانی بہادرشاہ پاس سے بھاگ کر
ہمایوں کے لشکر سے آن ملا جسسے گجراتیوں کا دل شکستہ ہوا۔ بہادرشاہ نے اپنے کارکردہ
آدمیوں سے طریق جنگ کے باب میں مشورہ کیا۔ صدر خاں نے کہا کہ کل جنگ کرنی چاہئے
اسلئے کہ ہمارے لشکریوں نے ابھی فتح چیتوڑ سے استظہار پایا ہے ابھی اُن کی آنکھہ

بھروچ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قاسم حسین مرزا میں مقاومت کی تاب نہ تھی۔ محمد آباد میں تردی بیگ پاس چلا گیا۔ کل گجرات میں خلل اور فتور پیدا ہوئے مغلیہ تھانے جابجا سے برخاست ہوئے۔ اسوقت غضنفر بیگ کہ امرا عسکری مرزا میں سے تھا بھاگ کر سلطان بہادر پاس گیا۔ اوس کو احمد آباد میں آنے کی ترغیب دی جسکا بیان اپنے محل پر ہو چکا ہے۔ جب کل امرا سوا تردی بیگ کے احمد آباد میں جمع ہوئے تھے اور سلطان بہادر شاہ گجرات کا عازم ہوا تو عسکری مرزا اور تمام امرا نے یہ تجویز کی کہ سلطان بہادر سے مقاومت متعذر بلکہ متعسر ہے اور ہمایوں بادشاہ مندو میں ٹھیرا ہوا ہے اور شیر خان نے بھی بنگالہ میں آتش فتنہ کو بھڑکا رکھا ہے صلاح یہ ہے کہ محمد آباد چنپانیر کا جوار قبضہ میں لاکر آگرہ روانہ ہوں اور ان حدود کو تصرف میں لاکر خطبہ مرزا عسکری کے نام کا پڑھوائیں۔ اور ہندو بیگ کو منصب وزارت دیں اور اور مرزا جہاں جہاں کے وہاں متصرف ہوں یہ قرار دیکر گجرات جسکو اس مشقت و تردد سے تسخیر کیا تھا مفت ہاتھ سے دیکر محمد آباد چنپانیر پر متوجہ ہوئے۔ تردی بیگ مرزاؤں کے فاسد ارادوں سے آگاہ تھا۔ اوسنے حصار کی استواری میں کوشش کی ناچار مرزاؤں کو آگرہ جانا پڑا۔ سلطان بہادر نے جب گجرات کو خالی دیکھا تو تردی بیگ کے دفع کرنے کے لئے محمد آباد چنپانیر کا عازم ہوا۔ تردی بیگ نے اپنے میں لڑنے کی قوت نہ دیکھی خزانہ جتنا اٹھا سکتا تھا لیکر آگرہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان بہادر نے چند روز محمد آباد چنپانیر میں توقف کیا اور اپنی مہمات کے ضبط و ربط میں مصروف ہوا۔

سنہ ۹۴۳ھ مطابق ۱۵۳۶ء میں فرنگیوں نے ساحل بحر ہند پر اپنی بستیاں بسالی تھیں اور نکا بڑا زور گوہ اور چیول میں تھا۔ جب ہمایوں بادشاہ کا تسلط گجرات میں تھا تو سلطان بہادر نے اس سے نہایت عجز و انکسار سے مدد مانگی تھی اوسکو یقین تھا کہ وہ گجرات کو خالی دیکھکر اوسپر متصرف ہونگے اس سبب سے وہ محمد آباد چنپانیر سے سورت و جوناگڈہ کی طرف متوجہ ہوا کہ اس گروہ کو آنے کے بعد جس طریقہ سے چاہے نکالے۔ یہاں چند روز سلطان سیر و شکار میں مصروف رہا کہ

حوالہ کرکے قلعہ محمد آباد چنپانیر کی طرف متوجہ ہوا۔ بلدہ محمد آباد کو تاراج کیا غنیمت بے حد و قیاس سپاہ کے ہاتھ آئی۔ اور وہ بہت جلد کہنبایت کو پہنچا وہاں سیر کرکے محمد آباد چنپانیر کا محاصرہ کیا جسطرح اس قلعہ کو فتح کیا وہ تاریخ ہمایوں میں مذکور ہے اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چنپانیر جا کا قلعہ ارک میں جسکو مولیا کہتے تھے پناہ گزین ہوا۔ آخر زنہار مانگ کر ہمایوں کی خدمت میں آیا۔ وہ فضائل و کمالات میں تمام امرائے گجرات سے بڑھا ہوا تھا۔ مجلس خاص کے ندیموں میں داخل ہوا سلطان گجرات کے خزانے کہ دراز عمروں میں جمع ہوئے تھے ہمایوں کے تصرف میں آئے وہ لشکر میں تقسیم ہوئے۔

۹۴۲ھ میں باوجودیکہ ہمایوں بادشاہ محمد آباد چنپانیر میں موجود تھا کہ سلطان بہادر پاس رعایائے گجرات کی عرائض متواتر آئیں کہ اگر جناب اپنے ملازموں میں سے ایک شخص کو تحصیل مال کے لئے مقرر فرمائیں تو خزانہ میں واجب الادا مال پہنچا دیا جائیگا سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک کو بہت سے لشکر کے ساتھ ولایت کی مالیات کی محاصل کے لئے بھیجا عماد الملک نے سپاہ جمع کرنے میں کوشش کی احمد آباد کے باہر اس پاس پچاس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ اوس نے عمال اطراف میں بھیجکر مال کی تحصیل شروع کی جب ہمایوں بادشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ اوسنے تردی بیگ کو خزانہ کی محافظت سپرد کی اور خود محمد آباد چنپانیر سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا عسکری مرزا اور یادگار ناصر مرزا و میرزا ہندو بیگ کو ایک منزل اپنے سے پہلے بھیجا۔ انکی محمود آباد کی نواحی میں جو احمد آباد سے بارہ کروہ پر ہے عماد الملک سے سخت لڑائی ہوئی عماد الملک نے شکست پائی۔ گجراتی بیشمار قتل ہوئے۔ ہمایوں بادشاہ نے احمد آباد سے باہر ٹھیرکر یہاں کی حکومت مرزا عسکری کو اور پٹن اور گجرات یادگار ناصر مرزا کو بھروچ قاسم حسین مرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ کو اور اچین محمد آباد چنپانیر تردی بیگ کو حوالہ کئے۔ خود برہانپور میں تشریف لیگیا۔ اور وہاں بمقتضائے وقت توقف نہ کرکے شادی آباد منڈو گیا اس اثناء میں خان جہان شیرازی نے سپاہ جمع کی قصبہ نوساری پر متصرف ہوا وہ امرائے

عماد شاہی ...

جب سنا کہ سلطان بہادر کو استقلال و استیلاء حاصل ہو گیا اور ہمایوں بادشاہ چلا گیا تو وہ اپنے آنے سے پشیمان و نادم ہوئے اور آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ بندر دیو پر جسطرح ہو سکے متصرف ہوں پس اونکے سردار نے بمقتضائے مصلحت تمارض کیا اور اپنی بیماری کی خبر شائع کی سلطان نے مکرر آدمی اوسکے بلانے کو بھیجے تو یہی جواب آیا کہ بیمار ہوں قوت رفتار نہیں کہ آؤں سلطان بہادر نے اس سبب سے کہ فرنگی اسکا ملاحظہ کرتے ہیں کچھ تھوڑے آدمی لیکر اونکی تسلی کے واسطے غراب میں سوار ہوا۔ جہاں جہاز لنگر انداز تھے وہاں پہنچا اور پرتگیزوں کے بڑے جہاز میں گیا وہاں غدر کے آثار اوسنے دیکھے تو مراجعت کا ارادہ کیا وہ فرنگیوں کے جہاز سے اپنے جہاز میں آتا تھا کہ فرنگیوں نے چالاکی کرکے اپنے جہاز کو جدا کیا سلطان اپنے جہاز میں نہ پہنچ سکا سمندر میں گرا ایک غوطہ کھا کے سر باہر نکالا تھا کہ ایک فرنگی نے اپنے جہاز پر سے ایک نیزہ اوسکے سر پر ایسا مارا کہ اوسکا سر مجروح ہوا اور بحر عدم میں ایسا نیچے گیا کہ پھر نہ اوبھرا۔ لشکر گجرات یہ احوال دیکھکر احمد آباد بھاگا اور بندر دیو۔ رمضان ۹۴۳ھ میں فرنگیوں کے تصرف میں آیا۔ بہادر شاہ کی مدت شاہی ۱۵ سال ۳ روز تھی۔ تاریخ بہادر شاہی اس بادشاہ کے نام پر لکھی گئی ہے مصنف کو توفیق اصلاح نہ ہوئی۔ اس لئے اس کتاب میں بہت غلطیاں رہ گئی ہیں

مسلمانوں اور پرتگیزی تاریخوں سے ان واقعات کا بیان جو بہادر شاہ اور پرتگیزوں کے درمیان واقع ہوئے

بہادر شاہ کو جو پرتگیزوں نے مار ڈالا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اور وہ اس سبب سے عجیب تر ہو گیا ہے کہ اوسکو مسلمان مورخوں اور پرتگیزی مورخوں نے طرح طرح سے لکھا ہے اور اپنے اپنے گروہ کی طرفداری کی ہے۔ فرشتہ کا بیان تو ہم نے اوپر نقل کیا ہے اب ابوالفضل کے بیان کو لکھتے ہیں کہ جب بہادر دیپ میں آیا۔ وہ نزدیکی پرتگیزوں کا گورنر جہازوں اور جنگی آدمیوں کو

آنکہ یہ بات سلطان بہادر کو بہی سلطان بہادر نے جانا کہ کپتان خوف کے مارے نہیں آتا تو اوسنے
اوس کے جہاز میں ملاقات کرنیکا ارادہ کیا کہ وہاں جاکر اوسکی عیادت کرے مگر اصل مطلب
یہ تھا کہ اوسکی بدگمانی کو دفع کرے۔ اُسنے اپنے غراب کو تیار کرایا اور ان افسروں کو اپنے ساتھ
لیا امیر فاروقی شجاع خاں۔ لنگر خان۔ قادر شاہ منڈوی۔ الپ خاں پسر شجاع کا گکھ سکندر خاں
حاکم سنواس اور کنیش کے پسر ہیدنی رائے۔ اوسنے اپنے نوکروں کو ہدایت کی کہ کوئی ہتیار
ساتھ نہ لے۔ اسپر امیروں نے عرض کیا کہ اس وضع سے جانا بادشاہی شان کو زیبا نہیں ہے
مگر اسے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ ایک ساعت
توقف نہیں کرتی وہ چلنے میں ایک قدم نہیں ٹھیرتی ہے۔ وہ غراب میں بیٹھ کر چلا۔
کپتان نے بادشاہ کی گرفتاری کی تدابیر درست کیں وہ ساحل کی طرف اوسکے استقبال
کو آیا اور اوسکو اپنے جہاز پر لایا۔ وہاں اوسکو بہت سے بندر کے سے تماشے دکھائے اور
حد سے زیادہ ظاہری تپاک کیا مگر باطن میں اوسکے دغا و فریب تھا۔ بادشاہ بھی اسی قسم
کی تدابیر کرتا تھا مگر اوسکا اقبال یاور نہ تھا اوسکی ساری تدبیریں اُلٹی ہوئیں +
جب بات چیتوں میں کچھہ توقف ہوا۔ تو پرتگیزی کپتوں نے وہ اشارے کئے کہ
جو پہلے سے ٹھیرا رکھے تھے تو سلطان نے جانا کہ میں اب جال میں پھنس گیا اور میری قسمت
پلٹ گئی۔ اوسکو افسروں کی یاد دلایا کہ حضور سے پہلے سے یہ نہ کہتے تھے کہ تم سب وہاں جاکر
ہم فنا ہو جائینگے سلطان نے کہا کہ اگر تقدیر یہی ہے تو یہی ہوگا۔ اب بادشاہ اٹھا پرتگیزوں نے
اوسپر حملہ کیا کہتے ہیں کہ وہ اپنے جہاز کے قریب تھا کہ ایک پرتگیز نے اوسکے تلوار ماری اور
اوسکو پانی میں پہینک دیا جو امرا اوسکے ساتھ تھے وہ بھی شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۳ رمضان ۹۴۳ کو
ہوا + سلطان البر شہید البحر + اوسکی تاریخ ہوئی۔ بہادر شاہ بیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور
اسال سلطنت کی۔ اس حساب سے وہ اکتیس برس کی عمر میں فنا ہوا۔
مراۃ اسکندری کے بیان سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ پرتگیزوں کے افسر اوسلطان بہادر
ایک دوسرے کو گرفتار کرنا چاہتے تھے اور اونکے تابعین اس ارادہ سے خوب واقف تھے

مرآۃ سکندری میں یہ لکھا ہے کہ جب بہادر شاہ پر بلاؤں کا آسمان ٹوٹا جنکا اوپر بیان ہوا تو وہ بندر دیپ (دیو) میں آیا۔ پرتگیزوں نے اوسکی تسلی کی اور کہا کہ ہم مدد کرنے کو موجود ہیں۔ ساحل پر بہت بندرگاہ ہمارے قبضہ میں ہیں جس بندر کو آپ پسند کریں اسمیں آپ سکونت اختیار کیجیے۔ ہم آپ کی حفاظت کرینگے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے اسلیے پرتگیزوں کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ ایک دن پرتگیزوں نے سلطان بہادر سے عرض کیا کہ اونکے سوداگر جو دیو میں تجارت کرنے کے عادی ہو گئے ہیں وہ اپنے اسباب تجارت کو دور دور مختلف مقاموں میں رکھتے ہیں اگر حضور ہم کو چرسہ کی برابر زمین دیں تو اُسمیں ہم ایک احاطہ بنالیں کہ جسمیں اسباب رکھنے کا آرام ملے سلطان نے یہ درخواست اونکی قبول کر لی۔ سلطان دیو سے اپنے دشمنوں نکو سزا دینے چلا گیا۔ پرتگیزوں نے چرسہ کے باریک تسمے کترے اور اوسکے طول کی برابر زمین لیکر ایک مضبوط سنگین حصار بنا لیا۔ اور اوسپر توپیں لگا دیں اور سپاہی مقرر کر دیے۔ جب سلطان بہادر نے یہ حال سنا تو وہ بہت متردد ہوا اور اس فکر میں لگا کہ ان کافروں کو کسی حیلہ و حکمت سے نکالوں تا کہ آسانی سے مقصد حاصل ہو جائے۔ اسواسطے وہ احمدآباد سے کھنبایت میں ہوتا ہوا دیو میں آیا۔ پرتگیزوں نے خیال کیا کہ اسکا یہاں آنا دغا سے خالی نہیں ہے حتی المقدور سلطان بہادر نے بہت حکمتیں کیں کہ پرتگیزوں کی یہ بدگمانی دور ہو جائے مگر وہ اُسے اوسکو اور زیادہ مکار اور دغاباز جاننے لگے۔ کہتے ہیں جب سلطان بہادر ساحل دیو پر آیا تو اوسنے اپنے ایک معتمد امیر نور محمد خلیل کو پرتگیزی افسر پاس بھیجا کہ وہاں جا کر ایسی چالیں چلے کہ یہ افسر بہادر شاہ کی ملاقات کرنے آئے جب یہ ایلچی کپتان سے ملا تو اوسنے بہرہ اٹھایا اور نہایت اخلاق و تواضع سے ملا جب ان دونوں نے شراب پی تو کپتان نے نور محمد خلیل سے پوچھا کہ بہادر شاہ کا اصل ارادہ کیا ہے تو اوسنے اپنے بادشاہ کا ارادہ جو اوسکو بتلانا نہ چاہیے تھا بتلا دیا اور افشاء راز کر دیا۔ رات گذر گئی صبح کو کپتان نے کہا کہ میں سلطان بہادر کا سچا دوست ہوں مگر بیماری سے مجبور ہوا ہوں کہ اوسکی خدمت میں خود نہیں جا سکتا [illegible] نور محمد نے

اور اوسکے پیچھے اور جہاز آئے - غرض تین سو جہاز اس پاس ہو گئے - وہ چول میں آیا - یہاں
اوسنے دیکھا کہ بہادر شاہ کی ترغیب سے نظام الملک آٹھ ہزار سپاہ کے ساتھ موجود ہے اور کہتا
یہ ہے کہ عورتوں کی تفریح بحری کے لئے میں یہاں آیا ہوں مگر وہ اس جگہہ فساد کی نیت سے
آیا تھا - یہاں کے حاکم سانتی من گیو وینے ایسی ہوشیاری کی کہ نظام اپنے کام میں ناامید ہو گیا -
نیونو نے لسبین سے اپنے بہنوئی این تھونے دی سل ویرا کو ساتھ لیا وہ بڑا صاحب لیاقت
تھا اور اوسکی جگہ روئی دا ریر کو مقرر کیا - بہادر شاہ اسوقت پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا
بہادر فرنگی جام پہلے عیسائی تھا اور اب مسلمان ہو کر بہادر شاہ کے منہ بہت لگ گیا تھا اوسکو
بہادر شاہ نے نیونو پاس بھیجا کہ وہ اوسے بلا لائے - نیونو کچھہ بیمار تھا اور زیادہ اپنے تئیں
بیمار بنا لیا تھا یعنے تمارض کیا تھا اوس نے عذر کیا کہ میں بیماری کے سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا
دوستی جتانے کے لئے جو حقیقت جھوٹی تھی بہادر شاہ فوراً اس غراب میں بیٹھا
جس میں اوسنے نیونو کو شکاری گوشت بھیجا تھا - اوسکے ساتھ تیرہ امیر ہو لئے اور اوسکے
ساتھ سوزا بھی تھا جو نیونو کا پیغام لیکر بہادر پاس گیا تھا نیونو بہادر شاہ کو اپنے جہاز پر
لے گیا اور بڑی خاطر داری کی - دونو نے بیٹھہ کر آپس میں خوب باتیں کیں مگر بہادر شاہ کو
یہ دیکھہ کر تعجب ہوا - کہ ایک نوکر نیونو سے سرگوشی کر رہا ہے - یہ ملازم سوزا کا یہ پیغام لایا تھا
کہ بعض کپتان آپکے حکم کے منتظر ہیں اوسکو یقین تھا کہ بہادر شاہ مارا گیا ہو گا یا پکڑا گیا ہو گا
اب بہادر شاہ ششدر خاموش تھا کہ نیونو نے کچھہ ملازم کی بات پر خیال نہیں کیا اور اوٹھکر
چلا گیا -

نیونا نے تمام افسرونکو حکم دیا کہ وہ اول بہادر شاہ کے ہمراہ میر محل میں
جائیں اور پھر سوزا قلعہ میں جائے اور جب بہادر شاہ اوسکی ملاقات کو آئے تو اوسکو پکڑ لیں بہادر شاہ
نے یہ سوچا تھا کہ اوسکو ڈنر پر بلائے اور پکڑ لے سوزا بہادر شاہ کو قلعہ میں بلانے کے لئے گیا اور
کہا قلعہ میں چلا گیا - بہادر شاہ کے غراب میں سوزا آیا اور رومی جام کی معرفت پیغام بھیجا کہ
قلعہ میں تشریف لے چلئے - مگر رومی جام نے بہادر شاہ سے کہا کہ آپ نہ جائیے وہاں گرفتار ہو جائیگا

دیدی تھی اوسکا بڑا تعلق اوسکو تھا وہ اوسکو چھیننا اور حاکم کو اور تمام اہل قلعہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے اس فساد آمیز ارادہ پر نیونو دی کنہا مطلع ہوا اور اوسکے انسداد کی تدبیر کرنے لگا دیو میں بہادر جوانمرد ایسے نیوا ایل دی سوزا حاکم تھا۔ اوسکے مارنے کا ارادہ بہادر شاہ نے کیا۔ ۸۔ اکتوبر کی رات کو ایک مسلمان دیوار پر آیا اور اوسنے کہا کہ سوزا بہادر شاہ کل تجھے مارنے کے لئے بلائیگا میں اپنا نام اسلئے نہیں بتاتا شاید یہ خیال کیا جائے کہ یہ انعام پانے کا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ اب ایمی نیوا ایل بری دیر تک سوچتا رہا کہ میں بہادر شاہ پاس جاؤں یا نہ جاؤں آخر کو اوسنے جانیکا ارادہ کیا جس گھنٹے میں اوسکو یہ آگاہی ہوئی تھی بہادر شاہ کا آدمی اوسے بلانے آیا۔ وہ پہلے تو بہت مسلح نوکروں کو اپنے ساتھ لیجاتا تھا مگر اب کی دفعہ وہ تنہا گیا۔ بہادر شاہ نے اوسے بے فکر دیکھکر اپنے کینہ کو ظاہری اخلاق سے بدلا — ایمی نیوا ایل قلعہ کو واپس چلا آیا۔ بادشاہ کی ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ یہ شرارت آمیز ارادہ نہ کرے۔ بادشاہ نے یہ چاہا کہ میں قلعہ میں کپتان سے اکثر ملنے جاؤں جسسے بدگمانی بالکل مٹ جائے پھر اوسکو وہاں ماروں یا پکڑ لوں۔ بادشاہ بڑا درشت طینت تھا وہ اول دفعہ ملاقات کرنے ناوقت آیا۔ یہ ناوقت آنا بدگمانی کے لئے کافی تھا۔ سوزا نے اپنی حفاظت کرکے ملاقات کی۔ اونکی بہیکی باتیں بے سروپا ہوئیں بہادر شاہ چلا گیا اور سنے اپنے نزدیک جانا کہ اوسنے سوزا کو پھندے میں پھنسا لیا مگر وہ اور زیادہ اپنی حفاظت کرنے لگا نیونو دی کنہا کو جب خبر ہوئی کہ دیو میں یہ معاملہ پیش آیا تو اوسکو تعجب ہوا کہ سوزا نے بادشاہ کو جب وہ اوسکے قابو میں آگیا تھا گرفتار کیوں نکر لیا۔ غرض اسکے بھی برے ارادے مشہور ہو گئے تھے۔ اوسنے یہ بھی مشہور کر رکھا تھا کہ پرتگال سے جہاز بڑے ساز و سامان کے ساتھ آتے ہیں یہ منصوبہ نیونو کو معرض خطر میں لایا۔ بہادر شاہ نے اول اوسکے مارنے کا قصد کیا تاکہ سوزا کے مارنے کے بعد وہ دیو کی کمک کو نہ آسکے۔ بہادر شاہ نے اوسکو لکھا کہ تم دیو میں آؤ بعض معاملات عظیم کا فیصلہ کرنا ہے نیونو گو اوسکی بدنیتی سے واقف تھا مگر اوس نے

ذکر سلطنت میران محمد شاہ فاروقی

جب بہادر شاہ دنیا سے رخصت ہوا تو اوسکی والدہ مخدومہ جہاں مع امرا کے بندر دیب سے
احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ محمد زماں مرزا سے جسکو بہادر نے دہلی و لاہور
کی جانب بھیجا تھا کہ وہ مغلوں کو پریشان کرے حدود لاہور سے احمد آباد کی طرف آتا ہے
جسوقت اوسنے سلطان بہادر کے واقعہ ناگریز کی خبر سنی تو بہت رویا پیٹا اور ماتمی لباس
پہنا اور تعزیت کے لئے آیا۔ مخدومہ جہاں نے اسباب جہانی اُس پاس بھیجا اوس کا لباس ماتمی
اُتروایا لیکن مرزا کا مطلب کچھہ اور تھا اوسنے کوچ کے وقت خزانہ گجرات پر ہاتھہ ڈالا اور رت سو
صندوق سونے سے بھر لے گیا اور بارہ ہزار آدمی مغل اور ہندوستانی جمع کئے۔ امراء
گجراتی اس حال کے دیکھنے سے مضطرب ہوئے۔ اونہوں نے بادشاہ کے مقرر کرنے میں مصلحت
دیکھی۔ سلطان بہادر اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی پر ولیعہدی کا اشارہ کر چکا تھا اس لئے
کل امراء اور مخدومہ جہاں وسکی بادشاہی پر راضی ہوئے غائبانہ اسکا خطبہ و سکہ عمل میں آیا
آدمی اوس کو بلانے گیا عماد الملک بہت سا لشکر لیکر محمد زماں مرزا کے دفع کرنے کے لئے گیا
مرزا عیاش اور فراغت طلب تھا کچھہ لڑکر سندھ کو بھاگ گیا۔ پھر اوسکی مہم کی کوئی صورت نہ ہوئی
میراں محمد شاہ فاروقی جسکو بہادر شاہ نے لشکر چغتائی کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا وہ
تخت پر بیٹھا اور ڈیڑھ مہینہ سلطنت کر کے اجل طبعی سے سنہ ۹۴۳ھ میں مر گیا۔

ذکر سلطنت سلطان محمود گجراتی بن لطیف خاں بن سلطان مظفر

جب میراں محمد شاہ فاروقی دنیا سے چل بسا تو کوئی وارث سلطنت سوا محمد خاں بن
شاہزادہ لطیف خاں بن مظفر شاہ کے کوئی اور نظر نہ آتا تھا۔ وہ سلطنت کا مدعی ہوا تھا
اسلئے سلطان بہادر نے اوسکو برہان پور میں میراں محمد شاہ پاس قید کر رکھا تھا۔ اختیار خان
اوسکے بلانے کو گیا۔ میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ نے اوسکے بھیجنے میں مضائقہ کیا۔
امراء گجرات نے لشکر تیار کر کے برہان پور جانے کا ارادہ کیا۔ میراں مبارک کو حسب حال
[illegible] ۹۴۴ھ [illegible] تخت سلطنت پر بیٹھا [illegible]

کے ہراول کو شکست دی اور جب اوسکی فوج خاص سے لڑا اور داد مردانگی دی مگر جب میدان جنگ سے نکلا تو پانچ
سوار اوسکے پاس تھے بہت سراسیمہ تھا کہ دریاخاں کے ہراول بہاگے ہی احمد آباد میں ہو گئے تھے اور اوسکی شکست کی خبر
مشہور ہوئی ہو گی اسلئے احمد آباد جانا چاہئے وہ پانچ سواروں کے ساتھہ بہت ہی جلد شہر میں آنکر دولتخانہ شاہی میں داخل
ہوا اور فتح کی منادی اہل شہر دریاخان ہراول شکست یافتہ کو دیکھہ چکے تھے اونکو دریاخاں کی شکست کا
یقین ہوا ایک جماعت اس پاس آئی اوسنے حکم دیا کہ دریاخان کا گہر غارت کیا جائے اور شہر کے دروازے محکم
کئے جائیں عالم خان نے تیز قاصد بہیجکر سلطان محمود کو طلب کیا۔ دریاخان جب فتح کرکے اپنی منزل
میں آیا تو احمد آباد سے اس پاس قاصد پہنچا اور حقیقت حال پر اوسکو اطلاع دی ۔ وہ بہت جلد
احمد آباد کی طرف آیا۔ اہل و عیال امرا کے شہر میں تھے اکثر آدمی اوسے جدا ہوکر عالم خاں
کے پاس آئے ۔ اور اسی عرصہ میں سلطان محمود بھی شہر میں آگیا اس خبر کے سننے سے
دریاخاں غوری نے فرار کیا برہانپور گیا یہاں بہی قرار نہ پایا تو وہ شیر شاہ پاس چلا گیا جسنے
اوسکے ساتھہ بڑی رعایتیں کیں۔ دریاخان کے جانے کے بعد عالم خان وزیر ہوا۔
وزارت پاکر اوسکو بہی دریاخاں کا سا گہمنڈ ہوا اسی کی چالوں پر چلنے لگے سلطان محمود نے
امرا کو اپنے ساتھہ متفق کرکے اوسکے پکڑنے کا قصد کیا اوسکو خبر ہو گئی وہ بہی شیر شاہ پاس
چلا گیا ۔ اوسنے بہت اوسکے حال پر نوازش کی۔ سبب باغی امرا کی طرف سے سلطان محمود کی
خاطر جمع ہوئی تو وہ تنسیق ممالک اور تکثیر زراعت اور دلاسائے سپاہ میں مشغول ہوا ۔
تہوڑے دنوں میں گجرات کو پہر اپنی اصلی حالت پر لے آیا ۔ اعیان و اکابر و اشراف سے
مستحسن سلوک کیا احمد آباد سے بارہ کروہ (۲۴ میل) پر ایک نیا شہر بنایا اوسکا نام محمود آباد
رکہا لیکن وہ اس کے عہد میں پورا نہ تیار ہوا ۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۹ سنہ میں بحر عمان کے
سال پر قلعہ سورت تعمیر ہوا سورت کے مسلمانوں کی طرح طرح کی مزاحمتیں فرنگی کرتے تہے ۔
اسلئے سلطان محمود نے غضنفر آقا غلام ترک الملقب خداوند خان کو اس جگہ کا حاکم مقرر کیا
اور حکم دیا کہ قلعہ یہاں بنائے جب خداوند خان نے قلعہ بنانا شروع کیا تو فرنگی جہازوں
میں چند دفعہ سوار ہوکر ممانعت کے لئے آئے ۔ اور سخت لڑائیاں لڑے ۔ مگر ہر دفعہ شکست پائی

سلطان محمود ہوا۔ اختیار خان صاحب اختیار رہوا۔ مہام مملکت گجرات کی زمام اوسکے اقتدار
ہاتھہ میں آئی ۹۴۵ھ میں امرامیں آپس میں مخالفت ہوئی۔ دریا خاں وعماد الملک نے اتفاق
کرکے اختیار خان کو قتل کیا۔ عماد الملک امیر الامرا اور دریا خاں غوری وزیر کل ہوا۔ آخر سال
میں ان دونوں میں مخالفت ہوئی۔ دریا خان غوری سلطان محمود کو شکار کے بہانہ سے
محمد آباد چنپانیر لے گیا۔ عماد الملک نے بہت لشکر جمع کیا اور محمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ دو تین
کوچوں کے بعد سپاہی جنہوں نے اُسّے خوب روپیہ لیا تہا جدا ہوکر بادشاہ سے مل گئے عماد الملک
نے ناچار صلح کرلی جسمیں یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گانو کو چلا جائے۔ سلطان محمود
احمد آباد میں مراجعت کرے ۹۴۷ھ میں دریا خاں غوری نے عماد الملک کی استیصال کا اراد
کیا محمود شاہ کو آراستہ لشکر کے ساتھہ ولایت سورت میں لے گیا۔ عماد الملک لڑ کر بھاگا۔
میراں مبارک شاہ حاکم آسیر و برہانپور پاس لتجا کی۔ وہ حمیت و غیرت کے سبب سے اوسکی مددکو
تیار ہوا۔ اوسنے لشکر گجرات سے جنگ کی اور شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا۔ عماد الملک
ملو خان المخاطب قادر شاہ حاکم مالوہ پاس گیا۔ سلطان محمود خاندیس میں ٹہیر کر تاخت و تاراج
میں مشغول ہوا۔ میراں مبارک شاہ نے اکابر کے واسطے سے صلح کرلی اور محمود شاہ کی خدمت
میں آیا۔ دریا خان غوری نے عماد الملک کے خارج ہوجانے سے قوت و استظہار پایا۔ کل مہمات
ملکی اور مالی کا مالک ہوا کوئی اوسکے کام میں دخل نہیں دے سکتا تہا رفتہ رفتہ اوس کے
اختیار کی نوبت یہانتک پہونچی کہ وہ شاہی کرنے لگا اور محمود شاہ ایک نمونہ رہ گیا۔ سلطان
محمود نے جب اپنی یہ حالت دیکھی تو وہ ایک رات کو جرجیو کبوتر باز کی معرفت قلعہ ارک احمد آباد
میں عالم خان لودھی پاس گیا وہ دولقہ و دندوقہ میں جاگیر رکھتا تھا۔ لودھی نے بادشاہ کے
آنے کو غنیمت جانکر چار ہزار لشکر مرتب کیا۔ دریا خاں غوری نے محافظ خان اور اپنے
خویشوں کے بہکانے سے ایک طفل مجہول النسب کو شاہ مظفر نام رکھہ کر بادشاہ بنایا۔ کل امرا
کی جاگیر اور خطاب میں اضافہ کرکے اپنے ساتھہ متفق کیا۔ دولقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان غوری

سلام کرتا تہا - بادشاہ نے ترحم کرکے اوسکے گناہ سے درگذر کی اور خلاص کیا - زخموں
کے مارے اوسکے اعضا قیمہ قیمہ ہو رہے تہے اونپر مرہم رکہا گیا اور کئی روز
روئی کے اندر اوسکو رکہا - جب صحت ہوئی تو پہر بادشاہ کا مقرب ہوا - مگر اپنے ولی نعمت
سے کینہ سینہ میں رکہتا تہا - قضارا پہر ایک گناہ شکارگاہ میں اوسسے صادر ہوا - سلطان نے
اوسکو گالیاں دیکر تہدید کی - شام کے قریب بادشاہ شکارگاہ سے پہرا - اور بہنگ یا مسکرات
زیادہ کہاکر پلنگ پر سو رہا - کہتے ہیں کہ سلطان پاس دو سو آدمی ایسے تہے کہ جو شیر سے
لڑکر اوسپر غالب آسکتے تہے - اونکو شیرکش کہتے تہے وہ برہان کے حوالہ تہے کہ شکارگاہ
اور نازک جا میں ساتہ رہیں - برہان نے اونسے امارت و مناصب کا وعدہ کرکے اپنے
ساتہ موافق کر لیا تہا - وہ گہات لگائے رہتے تہے - اس روز کہ جب برہان کو بادشاہ
ایسے غافل سونے کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے بہانجے دولت سے جو بادشاہ سے زیادہ
نزدیکی رکہتا تہا شاہ کے قتل میں ہمزبانی کی اور اوسنے قبول کیا - بادشاہ کے سر کے
بالوں کے خشک کرنے کا بہانہ بناکے وہ گیا - بادشاہ کے بال بہت دراز تہے اون کو
ہاتہوں میں لیکر کہینچا تو بادشاہ کو نہایت بے خبر پایا - بالوں کو پلنگ کی پٹی سے مضبوط
باندہ دیا - اور بادشاہ کی شمشیر خاصہ کو غلاف سے کہینچکر بادشاہ کے حلق پر رکہی - بادشاہ
ہوشیار ہوا - اوٹہنے کا ارادہ کیا مگر بال ایسے پٹی سے مضبوط بندہے ہوئے تہے
کہ اوٹہہ نہ سکا - دفع مضرت کے لئے دونو ہاتہ تلوار کی دہار پر رکہے کہ گلا اور ہاتہ دونو
بریدہ ہوئے - اس دولت بیدولت نے اپنا کام کیا تو برہان نے کہ دروازہ کے نزدیک تہا
شعبدہ بازی شروع کی وہ یہ سمجہا کہ اگر بعض امراء اعظم کو مار ڈالوں گا تو میں ہی بادشاہ
ہو جاؤنگا - لحظہ بلحظہ باہر جاکر سلطان کے احکام سنانے لگا - بادشاہ کی زبانی پہلا حکم یہ
سنایا کہ مطرب و مغنی بلند آوازی سے گائیں - حکم دوم یہ کہ شیرکشوں میں سے دس آدمی
حضور کی خدمت میں رہیں - انکو اس بہانہ سے اندر لے گیا - ہتیار اونکو دے اور معین
لحاظ رکہا کہ تمام امیروں اور وزیروں کی طلب میں آدمی بہیجے - آدہی رات آئی تہی کہ

خداوندخان نے یہ قلعہ بنوا کے تمام کیا۔ یہ حصار ایک نہایت متین اور استوار ہے اوسکی دو طرفین خشکی سے متصل ان میں خندق بیس گز عرض کی ایسی نیچی بنائی کہ پانی نکل آیا خندق کی دیوار کو سنگ و آہک سے بنایا ہے عرض اسکا ۵ گز ہے اور ارتفاع ۲۰ گز۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ پتھروں کو لوہے سے جوڑ کر سیسہ اونمیں ایسا پلایا ہے کہ کوئی درز و دراڑ باقی نہیں رہی سنگ انداز ایسے بنائے ہیں کہ دیدہ بینا انہیں دیکھ کر متحیر ہوتا ہے جب عیسائی جنگ و جدل سے اپنا کام نہ بنا سکے تو رفق و مدارا سے پیش آئے اور خداوند خان کو بہت روپیہ رشوت کا دینے لگے کہ وہ قلعہ نہ بنائے۔ مگر اوسنے رشوت پر تھوکا بھی نہیں تو فرنگیوں نے کہا کہ اگر یہ بات تو قبول نہیں کرتا تو ہم تجھکو اتنا ہی روپیہ دیتے ہیں جو قلعہ کے نہ بنانے کے لئے دیتے تھے کہ تو پرتگال کی طرح کی جو کندی نہ بنائے خداوند خان نے کہا کہ سلطان کے دولت کی وجہ سے میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری مرضی کے برعکس اس قسم کی جو کندی بناؤں اور اپنے لئے ثواب عظیم حاصل کروں۔ توپ و ضرب زن کہ رومیوں نے جونا گڈھ میں چھوڑے تھے اور اونکو سلیمانی کہتے تھے منگا کر قلعہ سورت پر جا بجا لگائے اور خوب اوسکو مضبوط کیا ملا محمد استر آبادی نے اس قلعہ کی تاریخ یہ کہی ہے ؎

این ندا آمد ز غیب بہر تاریخش بگوش سد بود بر سینۂ دجال فرنگی این بنا

سلطان محمود نے سنہ ۹۶۱ھ تک باستقلال حکومت کی اور کسی طرف کوئی اسکا منازع و مخالف نہ تھا۔ مگر سال مذکور میں برہان نے اس کے قتل کا ارادہ کیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ محمود شاہ کا ایک ملازم برہان تھا کہ لوگوں کو صالح اپنے تئیں دکھاتا تھا اور اکثر اوقات طاعات و عبادات میں مصروف رہتا تھا۔ شکار میں بادشاہ کا پیش نماز وہی ہوتا تھا۔ ایکدفعہ اوسنے بادشاہ کی خدمت میں ایسی تقصیر کی کہ سلطان نے اوسکو بھی دیوار میں چنوا دیا مگر سر اوسکا دیوار سے باہر رکھا۔ کچھ تھوڑی دیر بعد بادشاہ کا گذر اوسکی طرف ہوا تو برہان زندہ تھا۔ بادشاہ کی طرف نگاہ کرتا تھا چشم و ابرو کے اشارہ سے

یکے محمود شہ سلطان گجرات	کہ ہم چوں دولتِ خود نوجواں بود
دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقراں بود
سیم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن خسرو نشاں بود
ز تاریخ وفات ایں سہ خسرو	چہ می پرسی زوالِ خسرواں بود

سلطان محمود نیک نہاد پسندیدہ اطوار تھا اکثر اوقات علما و فضلا کی صحبت میں رہتا۔ نفلی روزہ رکھتا۔ اپنے آبا و اجداد کی وفات کے دن روزہ رکھتا متبرک دنوں میں فقرا و مساکین و مستحقین کو کھانا کھلاتا اور خود طشت و آفتابہ ہاتھ میں لیکر آدمیوں کے ہاتھ دھلواتا اور یارچہا سری صاف وغیرہ کہ اوسکی پوشش کے لئے مقرر تھے اون میں سے اول درویشوں کا جامہ و دستار بناتا۔ بعد ازاں اپنے کپڑے بناتا۔ اوسنے کھاری ندی کے کنارے ایک آہو خانہ بنایا تہا سات کروہ (۱۴ میل) اوسکی دیوار طول میں تہی۔ اس آہو خانہ میں عمارات دلکشا و باغ روح افزا بنائے تھے۔ صاحب جمال مالنین باغ کی آراستگی کے واسطے نوکر رکھی تہیں اس آہو خانہ میں طرح طرح کے جانور تھے کہ اونکی توالد و تناسل کی کثرت سے تمام آہو خانہ پر تھا سلطان عورتوں کی صحبت پر مرتا تہا۔ اپنی حرموں کو وہاں رکھتا اور اونکو ساتھ لیکر شکار کھیلتا چوگان بازی کرتا۔ اس چار دیواری میں خیمہ و درخت تھے اونپر سرخ و سبز مخمل لپٹی ہوئی تھی۔ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے حرموں میں سے کوئی حاملہ ہوتی تو اسقاط حمل کا حکم دیتا۔ اسکا ایک ہندی غلام اعتماد خاں تھا سلطان اسپر کلی اعتماد رکھتا تہا اپنی حرم میں اوسکو محرم بنایا تہا عورتوں کی آرائش اوسکے سپرد تھی۔ اوسنے بادشاہ سے ملاحظہ اور احتیاط کے سبب کافور کھاکر اپنی رجولیت کو دور کردیا تھا۔ چونکہ گجرات میں فراوانی عورتوں کے جانے کی اور لوگوں کے گھروں پر بہر بہانہ سے اونکے ہجوم ہونے کا رواج ہوگیا تھا تو فسق و فجور بمنزلہ رسم و عادات کے ہوگیا تھا کہ وہ برا نہیں معلوم ہوتا تھا سلطان محمود نے اوسکو منع کردیا۔ امتحان کے واسطے مجہول آدمیوں کی ایک جماعت کو اونکی طلب میں بھیجا ... سے ... کا ... انسداد ہوگیا تھا +

خداوندخان بانی قلعہ سورت و آصفخان وزیر حاضر ہوئے اور قتل کئے گئے اونکے بعد دو آدمی اور امرار کبار کی طلب میں بھیجے۔ جب اعتماد خان کی طلب میں آدمی گئے تو اونے کہا کہ اسوقت سلطان ہرگز ہماری قسم کے آدمیوں کو طلب نہیں کرتا۔ اسمیں کوئی فیہ ہے اتنے میں اور آدمی اسکی طلب میں آیا تو اوسکو دغدغہ اور زیادہ ہوا۔ پھر برہان نے عبدالصمد شیرازی الملخاطب افضل خان کو طلب کر کے کہا کہ بادشاہ خداوندخاں و آصف خان سے رنجیدہ ہو گیا ہے تیرے لئے یہ خلعت وزارت بھیجا ہے۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک ہمیں بادشاہ کو نہ دیکھونگا ایسے امر خطیر کا خلعت نہیں پہنوں گا۔ اوسنے آستین میں ایک ہاتھ ڈال کر کہا کہ بادشاہ کے سر کی قسم دوسرا ہاتھ میں نہیں ڈالوں گا مگر بادشاہ کے روبرو تو برہان اوسکو وہاں لایا جہاں سلطان کی لاش پڑی تھی اور کہا کہ بادشاہ اور عمدہ وزرا اور امرا کا کام تمام کر چکا ہوں۔ تجھے وزیر کر کے کلی وجزوی امور کا اختیار دیتا ہوں افضل خان نے اسکو بکار ریجار کر گالیاں دیں تو اس ناپاک نے اس پیر ہفتاد سالہ کو قتل کر ڈالا۔ سرکشوں و سپاہیوں اور اوباش آدمیوں کو جورات کو جمع تھے اونمیں سے ہر ایک کو خطاب دیا اور امارت کا امیدوار کیا۔ اور تخت پر بیٹھا صبح تک نسبت بخشی کرتا رہا۔ بادشاہ کے طویلہ کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو اوباش آدمیوں کو تقسیم کرتا رہا اور اونکو اپنا مایہ استظہار بنایا۔ جب بادشاہ کی شہادت کی خبر پھیلی تو عماد الملک ترک و الغ خان و جہنگیر خان اور الغ خان حبشی اور امرا جمعیت کر کے برہان کے سر پر چڑھے اور کافر بمقتضا مصرعہ + سلطنت گرہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + چتر سر پر رکھے ہوئے اپنی جمعیت کے ساتھہ برابر میں آیا۔ اول ہی حملہ میں خاک میں لوٹا۔ شیرواں کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ پاؤں میں اوسکے رسی باندہ کر تمام بازار و محلہ میں پھرایا۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت ۱۸ سال ۲ ماہ اور چند روز تھی بحسب اتفاق سلیم شاہ بن شیر شاہ دہلی کا بادشاہ اور نظام الملک شاہ بحری احمد نگر کا حاکم اسی ۹۶۱ھ میں اجل طبعی سے مرے جنکی تاریخ وفات مولانا غلام علی ہندو شاہ نے یہ کہی قطعہ تاریخ سے

ذکر سلطنت احمد شاہ گجراتی

گرفتن و فوت

جب سلطان محمود نے شہادت پائی اور اوسکے کوئی فرزند نہ تھا تو اعتماد خاں نے اس سبب سے
بہ ہانہ ہو خرد سال سلطان رضی الملک کو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد میں سے بتلا کر
میراں سید مبارک بخاری اور امرا کے اتفاق سے تخت شاہی پر بٹھا دیا اور اوسکو سلطان احمد شاہ
خطاب دیا شاہی کے اختیارات خود لے لیئے اوسکو گھر میں برائے نام بادشاہ بنائے رکھا۔
جب پانچ سال اس حال سے گذرے تو احمد شاہ کو ایسی حالت کی تاب نہ رہی وہ احمد آباد
سے نکل کر محمود آباد میں سید مبارک بخاری پاس چلا گیا۔ یہ بھی امراء کبار میں سے تھا۔ اس
پاس موسی خاں فولادی و سادات خاں و عالم خاں لودہی و اعظم خان مالوی اور اور آدمی
جمع ہو گئے۔ اعتماد خاں نے عماد الملک بدر چنگیز و الغ خاں و جہجہار خان حبشی و اختیار الملک
اور امرای گجرات سے اتفاق کیا اور یوں ٹھانہ لے کہ سید مبارک کے سر پر جا چڑہا۔ اگرچہ
سید مبارک پاس جمعیت بہ نسبت اعتماد خان کے جمعیت کے کمتر تھی مگر معرکہ جنگ گرم ہوا
سید مبارک کو تو ایک توپ کے گولہ نے دوسرے عالم میں لڑکایا۔ سلطان احمد کو شکست ہوئی
وہ چند روز صحرا و جنگل میں سرگردان پھر کر اعتماد خاں پاس گیا اوسنے اوس کے ساتھ
بھلا ہی سا سلوک کیا۔ اوس کو گھر میں بٹھا دیا اور کسی کو اوس پاس جانے نہ دیا۔ اس صورت
مین عماد الملک و تاتار خاں غوری اعتماد خان کے گھر پر چڑھ گئے اور اوسکے ڈہانے کے
لیئے توپیں لگا دیں اعتماد خان اونکے آگے نہ ٹھیر سکا پال (یوہ) کی جانب کہ محمد آباد چنپانیر
کی توابع میں ہے چلا گیا اور جمعیت بہم پہنچائی۔ قریب تہا کہ جنگ واقع ہو کہ آدمیون نے درمیان
مین پڑ کر انکے درمیان صلح کرا دی۔ بموافق سابق کے اعتماد خان کو وکالت سلطنت سپرد ہوئی
اور ولایت بھروچ و محمد آباد چنپانیر و ناڈوت اور راور پرگنے آب مہندری و نربدا کے درمیان
عماد الملک کو جاگیر میں ملے۔ اور ایک ہزار پانسو سوارونکی جاگیر سلطان احمد کے لیئے مقرر
ہوئی۔ اس دفعہ کبھی کبھی اپنی بے عقلی سے اپنے ہمدمون میں اعتماد خان کے قتل کا مشورہ
علانیہ کیا کرتا تھا۔ اور مقتضاء خرد سالی [illegible]

ومنزلت بہ نسبت اور امرا کے سلطان جنت آشیان کے زمانہ میں زیادہ تھی تو اس زمانہ میں
آپ لڑکا تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا تو میرے سخن کی تصدیق کرتا۔ یہ جوان جو
تخت سلطنت پہ بیٹھا ہے میرا اور تیرا ولی نعمت ہے تیری خیر اسی میں ہے کہ اوس کی
خدمت گذاری سے سرتابی نہ کرے جیسے تیرے باپ نے اس بادشاہ کے باپ کی خدمت کی ہے
ایسی ہی تو اوسکی خدمت کر تو پھولے پھلے گا۔ شہر خان فولادی نے اس سوال و جواب سے
واقف ہو کر ایک خط چنگیز خاں کو لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ تم چند روز صبر کیے بیٹھے رہو
اور مدارا کو ہاتھ سے نہ دو بے تقریب کے مسند عالی سے مخالفت کا اظہار نہ کرو۔ مگر چنگیز خان نے
بڑودہ پر دندان طمع دراز کیے بیٹھا تھا اس بات کو قبول نہیں کیا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ میرے
پاس آدمی بہت جمع ہو گئے ہیں اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف میں ہے اس جماعت کو
کفایت نہیں کرتی چونکہ سلطنت کے تمام کام مسند عالی کے سپرد ہیں۔ آپ اس باب میں فکر
فرمائیں۔ اعتماد خان نے اپنے سر پر سے بلا ٹالنے کے لئے اوسکو برہانپور لیوے کی یوں بھڑکایا
کہ اوسکو جواب لکھا کہ قصبۂ ندربار ہمیشہ سے امراے گجرات کے تصرف میں رہا ہے۔ ان ایام
میں کہ قلعہ آسیر میں سلطان محمود میراں مبارک شاہ کے ساتھ تھا تو میراں مبارک سے وعدہ
کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے گجرات کی بادشاہی دیگا تو قصبہ ندربار تجھے دونگا جب اس
سلطان نے اورنگ جہانبانی کو زینت دی تو اپنے ایفائے وعدہ کے سبب سے قصبۂ
ندربار کو میراں مبارک شاہ کو دیا۔ اب حال میں سلطان شہید ہو گیا اور میران مبارک شاہ نے
بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ اپنی جمعیت کو ساتھ لے جا کر فوراً قصبہ ندربار پر اپنے اضافہ
علوفہ کے لئے قبضہ کرو۔ بالفعل تم یہ کرو بعد ازاں اصل معاملہ پر نظر کیجائے گی۔ اعتماد خاں
کے دم میں چنگیز خاں آگیا اور ۹۷۴ھ میں متواتر کوچ کر کے قصبہ ندربار پر متصرف ہوا۔ قدم
حرص اور آگے بڑھایا تھالنیر گیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ چنگیز خان سے لڑنے محمد میراں شاہ
فاروقی ولد میراں مبارک شاہ و تفال خاں حاکم برار آتے ہیں چنگیز خان اپنے لشکر کو
ایسی زمین میں لایا کہ شکستگی اور ناہمواری بہت رکھتی تھی اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی

وندامت ظاہر کرنے لگے۔ اعتماد خان نے اونکے عجز کو مانا نہیں محاصرہ میں کوشش کی جب فولادی
افغان تنگ ہوگئے تو اُن کے جوانان خورد سال جمع ہوئے۔ اور اونہون نے موسیٰ خان اور شیر خان
سے کہا کہ جس حال میں ہمارا عجز و انکسار قبول نہیں ہوتا تو بجز جنگ کرنے اور جان دیدینے
کے چارہ نہیں ہے پس بالنسو جوانون کے قریب ایک ہی دفعہ میں قلعہ سے باہر آئے
اور موسیٰ خان و شیر خان بھی تین ہزار سپاہ لیکر ناچار باہر نکلے۔ اعتماد خان پاس لشکر
گجرات تیس ہزار سے زیادہ تہا۔ مگر فولادیون کی فوج نے اوسکے لشکر کو منہزم کیا۔ حاجی خان
جو سلیم شاہ بن شیر شاہ کا غلام تہا وہ اعتماد خان کے لشکر میں سے بہاگ کر فولادیوں سے
مل گیا۔ فولادیوں نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آگیا ہے اوسکی جاگیر چھوڑدو
اعتماد خان نے اوسے قبول نہیں کیا۔ اور کہا کہ وہ ہمارا نوکر تہا جب وہ بہاگ گیا تو اوسکو
جاگیر کیسے مل سکتی ہے۔ موسیٰ خان و شیر خان جمعیت کے ساتھ حاجی خان کی جاگیر میں خفیہ جو بہتا تہا
جا بیٹھے اعتماد خان لشکر جمع کرکے اونسے لڑنے گیا چار مہینے تک مقابلے میں رہے آخر کو جنگ ہوئی۔ اعتماد خان کو
اس دفعہ شکست ہوئی جسکے سبب فولادی اسے نامرد جاننے لگے پھر وہ بیچ میں وہ چنگیز خان پاس
گیا۔ اوسکو کمک و مدد کے لئے لایا لیکن جنگ میں صلاح نہیں دیکھی صلح کی حاجی خان کی جاگیر
چھوڑ دی۔ وہ احمد آباد میں آیا چنگیز خان نے اعتماد خان کو پیغام دیا کہ اس درگاہ کے
ہم بھی خانہ زاد ہیں اور حرم کے کل امور سے اطلاع رکھتے ہیں محمود شاہ ثالث کا کوئی
بیٹا نہ تھا۔ یہ لڑکا جسکو محمود شاہ کا بیٹا ٹھیراکر بادشاہ بنایا ہے اوسکے کیا معنی ہیں کہ تو اوسکی
مجلس میں بیٹھتا ہے اور تیرے آدمی اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اور جب تک تو نہیں حاضر ہوتا
کوئی اوسکے سلام کو نہیں جا سکتا اگر فی الواقع وہ سلطان محمود شاہ کا بیٹا ہے تو تو بھی
کل امرا اور خاصہ خیل کی طرح خدمت کر اور جب اور امرا مجلس میں بیٹھیں تو تو بھی بیٹھ
اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے روز جلوس مین بزرگوں کے آگے قسم کھاکر کہا تہا کہ یہ
طفل شاہ محمود کا بیٹا ہے بزرگون نے میری بات کا یقین کرکے تاج شاہی اوسکے سر پر
رکھا تہا اور بیعت اوس سے کی تہی یہ جو تو کہتا ہے کہ مجلس میں تو کیون بیٹھتا ہے میری قدر

معرکہ نبرد میں قابض ارواح جانکر بغیر اسکے کہ غلاف سے شمشیر کھینچے۔ ڈونگرپور کی طرف متوجہ ہوا
اور امرانے اس طریقہ پر آفریں کی اور اوس کو خود اختیار کیا اور اطراف میں وہ چلے گئے
چند امیر سلطان کے ساتھہ رہے اور اوس کو احمد آباد میں لے آئے چنگیز خان اس فتح
غیبی سے مسرور و خوشحال ہوکر بہوہ میں آیا۔ دوسرے روز صباح کو الغ خان جہجار خان
اور اور حبشی مظفر شاہ کو لیکر بہر پور اور معمور آباد کی طرف چلے تھے کہ چنگیز خان احمد آباد میں
آگیا۔ اور اعتماد خان کی حویلی میں اُترا شیر خان فولادی نواحی قصبہ کری میں یہ خبر پہنچی تو
چنگیز خاں کو پیغام بہیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خان کو سلطان کے خرچ کے لئے دی گئی تھی
بالفعل تنہا اُسپر متصرف ہونا آئین مروت و فتوت سے دور ہے۔ میں خود بہت سی جمعیت
کے ساتھہ احمد آباد کی طرف متوجہ ہوں چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت شیر خاں سے
جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسلئے اوسنے قرار دیا کہ آب سابرمتی سے اس طرف شیر خان کے
تعلق میں ملک ہی۔ اس سبب سے احمد آباد کے بعض پورے مثل عثمان پور وخاں پور شیر خاں کے
متعلق رہے۔ چنگیز خان مرزاؤں کی نیکو خدمتی کے سبب سے اونکی بڑی عزت و حرمت کرتا تھا۔
میراں محمد شاہ ولد میراں مبارک شاہ فتح اول میں دلیر ہو گیا تھا مملکت گجرات کو بادشاہ سے
خالی پایا اور امرا کی مخالفت و منازعت کو بڑی نعمت سمجھا۔ اس مملکت کی تسخیر کی نیت سے حرکت کی
احمد آباد کے باہر آگیا چنگیز خاں مرزایوں کو ساتھہ لیکر جنگ کے آہنگ سے شہر سے باہر آیا جنگ کے
بعد میراں محمد شاہ نے شکست پائی۔ پریشان و بے سامان آسیر کو بھاگا۔ یہ فتح مرزاؤں کے حسن تردد
سے حاصل ہوئی تہی چنگیز خان نے اونکی دلجوئی کرکے چند معمورا در آباد پر گنے سرکار بھروچ میں
انکی جاگیر میں دیدئے۔ اور ساز و سامان کرنے کے لئے جاگیر میں بہیجدیا جب یہ مرزا اپنی جاگیر
میں آئے تو اوباش اور واقعہ طلب ونکے گرد جمع ہوئے اور شرف الدین حسین مرزا کہ خواجہ
عبد اللہ احرار کی اولاد میں اور ہمایوں بادشاہ کا داماد تہا شہنشاہ اکبر سے روگرداں ہوکر
مرزاؤں سے آن ملا۔ ان مرزاؤں کے خرچ کو جاگیر کی آمدنی کفایت نہیں کرتی تہی وہ چنگیز خاں
کی بے اجازت بعض اور محلات پر متصرف ہوئے جب چنگیز خان کو یہ خبر ہوئی تو اونہنے تین ہزار

دراجون کا زنجیرہ باندہا۔ محمد شاہ اور تغال خاں اوسکی برابر صف کہنچی ہوئی شام تک کہڑے رہے۔ چنگیز خاں اپنے دائرہ سے باہر نہیں آیا۔ اور غرور و نخوت کی شامت سے اوس کو خوف و خطر ایسا ہوا کہ رات کو سارا لشکر لیکر بہاگ گیا اور بہروچ میں آیا۔ محمد شاہ فاروقی کو غنیمت بہت ہاتہہ لگی اور ندر بار تک اُسکا تعاقب کیا اور اوسپر وہ پہر متصرف ہوگیا۔ اس اثناء میں اکبر شاہ کے خوف سے ابناء سلطان میرزا کہ چہہ نفر تھے اور اونکے نام یہ تھے۔ محمد حسین مرزا ۔ الغ مرزا۔ حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا۔ شاہ مرزا۔ جلال الدین مرزا۔ سنبل سے بہاگ کر مالوہ کی جانب آئے۔ جب لشکر اکبر شاہی ۹۷۵ھ میں مالوہ میں آیا۔ تو یہ مرزا بہاگ کر چنگیز خان سے ملے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے لئے اونکو غائبانہ سلطان مظفر کی امراء میں منسلک کیا۔ چند پرگنے اپنی ولایت میں سے اونکو دیدئے۔ اسی سال میں چنگیز خان نے مرزاؤں سے اتفاق کر کے اعتماد خان پر لشکر کشی کی اور قصبہ بڑودہ پر بے جنگ متصرف ہوا۔ جب محمود آباد میں آیا تو اعتماد خان پاس پیغام بہیجا کہ سب عالم اور عالمیوں پر ظاہر ہے کہ تال نیر میں شکست کا سبب اصلی اور حقیقی باعث تیر اتفاق تہا۔ اسلئے کہ اگر تو میری کمک کو خود آتا یا کسی جماعت کو بہیجتا تو اصلاً غبار فرار میرے دامن عار پر نہیں بیٹھتا اب فقیر بادشاہ کے حضور میں اور مبارکباد کی شاہی کے لئے احمد آباد مین آتا ہے یقین ہے کہ تو اگر شہر میں ہوا تو مخالفت اور نزاع کا ظہور ہوگا بہتر ہوگا کہ شہر سے باہر جا کر مثل اور امرا اپنی جاگیر مین سکونت اختیار کرے اور سلطان کا دست تصرف قوی کر کہ مملکت موروثی میں جس طور سے وہ چاہے اپنا تصرف کرے۔ اعتماد خان نے اس پیغام کے پہنچنے سے پہلے سامان لشکر کیا تہا۔ جب یہ پیغام آیا تو وہ اوسکا مطلب سمجہہ گیا کہ کیا ہے۔ القصہ اوسنے سلطان مظفر شاہ کے سر پر چتر رکہا اور سادات خاں بخاری و اختیار الملک و ملک شرف الغ خان و جہجہار حبشی و سیف الملک کو ساتھہ لیا موضع کا وری مین کہ محمود آباد سے ۶ کروہ (۱۲ میل) ہے طرفین کا تقارب ہوا۔ صفون کے مقابلہ مین اعتماد خان کی نظر چنگیز خان کے لشکر پر پڑی اور وہ پہلے سے مرزاؤن کی شجاعت اور مردانگی کا حال سن چکا تہا۔ اور نیز سے ہر ایک کو

نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے یہ ٹھیرایا کہ کل چوگان بازی میں چنگیز خان حبشی کا کام
تمام کرنا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے روز چوگان بازی میں الغ خان نے چنگیز خان
سر تلوار سے ٹھیٹا سا اوڑا دیا۔ پھر سب امرا نے اعتماد الملک کو خط لکھ کر احمد آباد میں بلایا
وہ چند روز بعد سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد میں آیا۔ اور اپنی منزل میں اوترا
اس عرصہ میں مخبر یہ خبر لائے کہ مالوہ سے مرزاؤں نے فرار کیا۔ اور جب چنگیز خان
کے کشتہ ہونے کی خبر سُنی تو وہ خوش ہوئے ولایت سورت و بہروچ پر متوجہ ہوئے
تا کہ اس صوبہ پر متصرف ہوں۔ اختیار الملک و الغ خان نے اعتماد خان سے کہا کہ ولایت
بہروچ بے صاحب ہے اور کہتے ہیں کہ مرزاؤں نے اس طرف توجہ کی ہے بہتر یہ ہے کہ
سب امرا جمعیت کرکے بہروچ پر متوجہ ہوں اور اوس پر متصرف ہوں اور اس ارادہ
میں تاخیر نہ کریں اگر بہروچ مرزاؤں کے تصرف میں آگیا تو بہت خون جگر پینا پڑیگا تو بہہ
ملک اونکے تصرف سے نکلے گا غرض آپس میں مشورہ ہو کر یہہ قرار پایا کہ کل لشکر کے
تین توپ ہوں۔ اول الغ خان حبشیوں کو ساتھ لے کر ایک منزل آگے جائے اور جب
یہہ اس منزل سے کوچ کریں تو اعتماد خان و اختیار الملک اور اور امرا کہ توپ دوم
ہے منزل اول میں آئیں اور جب توپ ثانی اس منزل سے کوچ کرے تو توپ سوم جسمیں
شیر خان اور اور امرا ہیں اول منزل میں جائے سادات خان بخاری اپنی جگہہ پہ
رہے۔ جب یہ امر طے ہو گیا تو الغ خاں و جہجار خان و سیف الملک اور اور حبشی محمود آباد
میں آئے اعتماد خان کو ایسا وہم ہوا کہ اوس نے شہر سے باہر جا کر فسخ عزیمت کی۔
الغ خاں اور اوسکے یاروں نے اوسکی اس حرکت کو ظرافت پر حمل کیا اور آپس میں کہنے
لگے کہ ہم نے اوس کے دشمن چنگیز خاں حبشی کو مار ڈالا اور وہ ہم سے نفاق رکھتا ہے
صلاح یہہ ہے کہ اس کی ولایت کو آپس میں تقسیم کر کے متصرف ہوں اس قرارداد پر
عزیمت مصمم کر کے پرگنہ کھنبایت و پرگنہ بلاد اور بعض اور پرگنات پر متصرف ہوئے
مرزاؤں کو فرصت ملی وہ قلعہ چنپانیر و قلعہ بندر سورت اور اور مواضع پر متصرف ہوئے

حبشی اور پانچ چھ ہزار گجراتی مرزاؤں کے سرپر مقرر کئے مرزاؤں نے چنگیز خان کے لشکر کو شکست دی
اور اونکا ایک حصہ قتل کیا اور تعاقب کیا حبشیوں اور گجراتیوں میں سے جو لوگ اونکے ساتھ آئے
انمیں سے چند سال بے ریشیوں کو اپنی خدمت کے لئے رکھا اور جو ریش دار تھے اونکی ناک میں
تیر ڈالا ہاتھوں کو پیٹھ پر باندھا۔ لکڑی کے گھیرے اونکے گلے میں ڈالے غرض بڑی اہانت کیکے
اونکی جان لی جب یہ حال آدمیوں کا مرزاؤں نے کہا تو وہ جانتے تھے کہ چنگیز خان خود اُنپر
چڑھ کر آئیگا بالضرور علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ ابھی چنگیز خان اپنی جگہ سے نہیں ہلا
تھا کہ مرزاؤں نے برہانپور کی طرف رخ کیا اور وہان دست اندازی کرکے مالوہ گئے ان کے
باقی حالات شہنشاہ اکبر کی تاریخ میں پڑہو۔ الغ خان وجہجار خان نے مظفر شاہ کو لیکر
ڈونگر پور میں اعتماد خان کے حوالہ کیا۔ بعد چند روز کے اونہون نے اپنی سپاہ کا خرچ
اعتماد خان سے طلب کیا اُسنے اونکو جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہے
کہ وہ کس مقدار کا ہے اور ہر سال کیا خرچ ہوتا ہے۔ سوا اسکے یہ شہر نہیں ہے کہ آدمیوں سے
قرض لیکر دیا جائے اس سبب سے الغ خان حبشی امرا اور امرانے اعتماد خان سے آزار پایا
چنگیز خان کو جب اسکا علم ہوا تو ان امرا میں سے ہر ایک کو خطوط استمالت لکھے اور اپنے پاس بلایا
وہ احمد آباد میں اُس سے جا ملے۔ الغ خان وجہجار خان نے کہا کہ سب جانتے ہیں
کہ ہم سب سلطان کے خانہ زاد غلام ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی کو دولت ملجائے تو
نسبت میں اصلا تفاوت نہیں ہے ملاقات میں اس کی رعایت کرنی چاہیئے
جب ہم ملاقات کو آئیں تو دربان ہم کو روکیں نہیں چنگیز خاں نے اُسے قبول کیا
شہر میں امرا کو ہمراہ لے کر خالی منازل میں خود اُتروایا۔ بعد ایک مدت
کے ایک دن جاسوس نے آن کر الغ خان سے کہا کہ چنگیز خان کا ارادہ ہے کہ تجھے
اور جہجار خان کو قتل کر ڈالے اسلئے یہ قرار دیا ہے کہ صبح تم کو میدان چوگان میں
بلائے گا اور قتل کر ڈالے گا۔ یہ وہ کہہ ہی رہا تہا کہ چنگیز خان کے آدمی نے یہہ

سپاہ میں سے ایک جماعت اور اختیار الملک کے سپاہی حبشیوں سے جنگ کرنے کے لئے
جاتے۔ رفتہ رفتہ مخالفت و منازعت کا طول اتنا کھچا کہ اعتماد خان نے ایک عرضداشت
شہنشاہ اکبر کو بھیجکر اوسکو گجرات کی فتح کی ترغیب دی۔ بحسب اتفاق ۹۸۰ھ میں شہنشاہ اکبر
ناگور میں تشریف لایا تھا۔ اوس نے پیر محمد خان کو کہ خان کلاں مشہور تھا سروہی کی
فتح کے لئے بھیجا تھا۔ پیر محمد خاں راجہ سروہی کے ایلچی کے ہاتھ سے زخمی ہوا تو وہ
لشکرگاہ پیر محمد خاں کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت خوانین گجرات کی عرایض آئیں۔ یہاں اکبر
نے گجرات کی عزیمت کی جسکا اقبال نامہ اکبری میں اپنے محل پر مذکور ہے ۹۸۰ھ میں
شہنشاہ اکبر کی ممالک محروسہ میں گجرات داخل ہوئی۔ ایام سلطنت مظفر شاہ تا ہنگام
تنزل ۱۳ سال چند ماہ تھی فقط

تمت

نام فرمان روا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) جیت پال تونور	۵ سال	(۷) رائے بکھل از قوم (۶)	۵ سال
(۲) رانا راجوا از قوم (۱)	۵ سال	(۸) رائے سکن پال	۵ سال
(۳) رانا باجو	۱ سال ۳ روز	(۹) رائے گرت پال	۵ سال
(۴) رانا جاجو	۲۰ سال	(۱۰) رائے اینک پال	۶۰ سال
(۵) جیندر از قوم (۴)	۳۰ سال	(۱۱) کنور پال	ایک سال
(۶) رانا بہادر	۵ سال		

قوم تونور میں سے گیارہ راجاؤں نے ۱۴۲ سال ۳ روز راج کیا۔

نام فرمان روا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) راجہ جگدیو چوہان	۱۰ سال	(۷) بھلدیو	۱۰ سال
(۲) جگناتھ برادرزادہ (۱)	۱۰ سال	(۸) مانک دیو	۹ سال
(۳) ہردیو	۱۵ سال	(۹) کیرت دیو	۱۱ سال
(۴) باسدیو	۱۶ سال	(۱۰) پتھورا از قوم (۹)	۱۲ سال
(۵) سری دیو	۱۵ سال	(۱۱) مالدیو	۹ سال
(۶) دہرم دیو	۱۴ سال		

چوہان کی قوم میں سے ۱۱ راجاؤں نے ۱۴۰ سال سلطنت کی

نام فرمان روا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۱) شیخ شاہ	۶۰ سال	(۶) ہرچند	۲۰ سال
(۲) دہرم راج سود	۲۰ سال	(۷) کیرت چند	۲ سال
(۳) علاؤالدین پسر شیخ شاہ	۲۰ سال	(۸) اگرسین	۳۱ سال
(۴) کمال الدین	۱۲ برس	(۹) سورج نند	۱۲ سال
(۵) جیت پال چوہان	۲۰ سال	(۱۰) پترسین	۱۰ سال

دس فرمانرواؤں نے ۱۹۹ سال سلطنت کی

	۱۱	(۵) ۳ سال	۱۶ سال

تاریخ مالوہ

ہندو راجاؤں کی فہرست

بلاد مالوہ ایک وسیع مملکت ہے اس دیار میں ہندوؤں کے عہد میں بڑے بڑے نامی راجہ گذرے ہیں راجاؤں کی فہرست ذیل میں لکھی جاتی ہے بعض نامور راجاؤنکا نہایت مختصر حال بھی تحریر کیا ہے

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) دھن جی	۱۰۰ سال	(۳) سالباھن	۱ سال
(۲) جیت چند	۸۶ سال ۲ ماہ ۳ روز	(۴) نرباھن	۱۰۰ سال
		(۵) ہتراج	۱۰۰ سال

پانچ راجہ اسطرح ہوئے کہ باپ کے بعد بیٹا اور اونکی مدت سلطنت ۳۸۷ سال ۷ ماہ ۳ روز

نام فرماں روا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) آدت پنوار	۸۶ سال ۲ ماہ ۳ روز	(۱۰) چیتر کوٹ	ایک سال
(۲) برھمراج	۳۰ سال ۵ ماہ ۲ روز	(۱۱) گنگ سین	۸۶ سال
(۳) آودت برمہ	۹۰ سال	(۱۲) چندرپال از قوم (۱۱)	۱۰۰ سال
(۴) مہیو شنگہ	۸۰ سال	(۱۳) مہندرپال	۷ سال
(۵) ہمرتہ	۱۰۰ سال	(۱۴) کرم چند از قوم ۱۳	ایک سال ایک ماہ
(۶) گند ہرب	۳۵ سال	(۱۵) بیجے نند	۱۰ سال
(۷) بکرماجیت	۱۰۰ سال ۲ ماہ ۲ روز	(۱۶) منج	×
(۸) چندر سین از قوم (۷)	۸۶ سال ۳ ماہ ۲ روز	(۱۷) بھوج	۱۰۰ سال
(۹) بکرم سین	۸۵ سال	(۱۸) جے چند	۱۰ سال ۲ روز

۱۱ بادشاہوں نے ۲۴۱ سال ۲ ماہ ۴ روز فرمانروائی کی

کہتے ہیں کہ سنہ ہجری سے دو ہزار ۳ سو ۵ سال ۵ ماہ ۲۷ روز پہلے ایک ریاضت گر
مہاباہ نے آتشکدہ روشن کیا اور خدا کی پرستش کی۔ نفس کہ ہزاروں طرح کے فتنے برپا کرتا ہے
اوسکی گدازش سے وہ بڑی ہمت کرتا بہت آدمی سعادت کے تلاش کرنے والے اوسکے گرد جمع ہوئے
وہ اپنے گہلانے میں گرم رو تہے اس عرصہ میں گروہ بودھ کی جان کو درد ہوا اور اونہوں نے
حاکم وقت سے فریاد کی کہ اس آتشکدہ میں ہزاروں جانیں سیلاب آتش میں جاتی ہیں
یہ بہتر ہوگا کہ برہمنوں کی مت کا ناش کیا جائے اور جانداری میں جہانبانی کی جائے۔
حاکم نے اونکی گذارش کو مان لیا۔ اور آدمیوں کو اسکے کام و نا کام روک دیا۔ سوختگان
آتشیں نفس چارہ سازی کی تدبیر میں لگے ایک زبردست کے طلبگار ہوئے کہ وہ
بودھ والوں کو زیر کرے اور برہمنوں کے مذہب کو رواج دے۔ خدا تعالیٰ نے اس
دیرین افسردہ آتشکدہ سے ایک آدم پیکر پیدا کی جہرہ پر فرہ ایزدی تہا اور ہاتہ میں
شمشیر آبدار تہی۔ تہوڑے دنوں میں فرمانروا ہوگیا اور آئین برہمنی از سرنو رواج دیا (۱)
دھن جی اسکا نام تہا اوس نے دکھن سے آنکر مالوہ کو تخت گاہ بنایا بہت دنوں جیا+
پانچویں پشت میں (۵) پیراج کے کوئی بیٹا نہ تہا بزرگوں نے (۱) آدت پنوار کو جانشین کیا
اس طرح اس قوم کی مرزبانی کا آغاز ہوا اوسکی جان لڑائی میں گئی تو گندہرب کو راجہ
بنایا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے کہ جسکو دادار بے ہمال نے پیکر گندہرب میں دیو تہا کا اوتار
بنایا اور پہر اوسکو قالب انسانی پہنایا اور اس نام سے وہ شہرہ آفاق ہوا اور داد و دہش سے
اوسنے عالم کو آباد کیا اسکا بیٹا (۲) بکرماجیت ہوا۔ جسنے بزرگی کا نام روشن کیا اور بہت سا ملک
فتح کیا۔ ہندو اسکی جلوس کی تاریخ سے سمبت کا آغاز کرتے ہیں۔ اور عجیب عجیب داستانیں
اوسکی بناتے ہیں۔ غرض وہ نیرنج اور علم طلسم سے واقف تہا سادہ دلوں کو دام میں پہنسانا
جانتا تہا (۴) چندرپال نے سلطنت کا دارالخلافہ پایا اور سارے ہندوستان کو اپنے ہاتہ میں لایا
[illegible] اوسکا ایک لڑکا جسکو ابہی [illegible]

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمان روا	مدت سلطنت
(۲) عالم شاہ	۴۳ سال	(۶) پورنمل	۴۹ سال
(۳) گھرک سین پسر برہمسین	۸ سال	(۷) ہرنند	۶۲ سال
(۴) نرباہن	۲۰ سال	(۸) سکت سنگھ	۶۰ سال
(۵) بیس سال	۸ حکمرانوں نے ۱۸۲ سال ۱۹ سال سلطنت کی		

شجرہ مسلمان بادشاہوں کا ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء سے ۹۴۱ھ ۱۵۳۴ء تک

(۱) دلاور خاں غوری — ہمشیرہ محمول

ہمشیرہ محمول → موسیٰ

(۲) ہوشنگ ← دلاور خاں غوری

ہوشنگ → احمد، عثمان، (۳) محمد شاہ، [illegible]

محمد شاہ → عمر، مسعود

ملک خلجی، ملک ..، ہمشیرہ مجہول النام

ملک مغیث

(۴) سلطان محمود اول

سلطان محمود اول → (۵) غیاث الدین، فدائی

غیاث الدین → علاء الدین، (۶) ناصر الدین

ناصر الدین → شہاب الدین، سلطان محمود، صاحب خاں

شہاب الدین → مخصوص

نام فرمانروا	مدت سلطنت	نام فرمانروا	مدت سلطنت
(۱) بہادر شاہ	چند ماہ	(۷) سلطان ناصر الدین	۱۱ سال ۴ ماہ ۳ روز
(۲) دلاور خان غوری	۲۰ سال	(۸) سلطان محمود	۲۶ سال ۶ ماہ ۱۱ روز
(۳) ہوشنگ شاہ	۳۰ سال	(۹) قادر شاہ	۶ سال
(۴) محمد شاہ	ایک سال چند ماہ	(۱۰) شجاعت خان عرف ملا حاجی	۱۲ سال

اور بھوج کی بزرگ داشت کی اور اپنی جانشینی کے لئے نامزد کیا۔ جب بھوج کے بیٹے (۶)
جے چند کی فرمانروائی کا زمانہ ختم ہوا اور قوم پنوار میں کوئی تاجداری کے لائق نہ رہا تب
تو تو نگر زمینداروں میں تہا مرزبان بنایا۔ اور نیرنگی تقدیر سے فرمانروائی اس خاندان کے
حصہ میں آئی۔ جب کنور پال کی باری ہو چکی تو گروہ چوہان کے سر پر افسر سلطنت گذاری
رکھا گیا (۱۱) مالدیو کی فرماں دہی کے زمانہ میں غزنین سے شیخ شاہ آیا اور مالوہ لے لیا اور ایک
مدت دراز تک جیا جب اسکی عمر پوری ہوئی تو اسکا بیٹا علاء الدین خرد سال تہا اس کا
وزیر (۲) دہرم راج سود اسکا جانشین ہوا۔ جب علاء الدین بڑا ہوا تو وہ لڑا اور ناسپاس
وزیر کو مارا۔ جیسے پال جو مانک دیو چوہان کی نسل سے تہا وہ کمال الدین کا نوکر تھا۔ اسنے
بدگوہری اور زرپرستی سے اپنے خداوند کی جاں گزائی کی اور سودمندی کے خیال سے
زیان جاوید خریدا۔ جب تیرسین راج کی نوبت آئی تو ایک افغان نے چند بدذات اپنے
یار بنائے اور فرصت پاکر راجہ کو مسکا میں مار ڈالا اور اپنا لقب جلال الدین رکھا تیر سین
نے اپنے بیٹے کھڑک سین کی شادی کا مردکے خاندان میں کی تہی۔ یہانتک راجہ نے نیک
خدمتی کے سبب سے اوسکو اپنا ولی عہد کیا تہا جب وہ مر گیا تو کھڑک سین مسند آرا ہوا۔
کیس توزی کے سبب سے لشکر مالوہ میں لے گیا۔ نبردگاہ میں عالم شاہ کی موت آئی۔ (۸)
سکت سنگہ کے زمانہ میں بہادر شاہ ایک فرمان دہ دکہن سے آیا۔ مگر اسکا طومار زندگی یوں لپیٹا
کہ وہ دہلی میں لشکر لے گیا اور سلطان شہاب الدین سے لڑا اور گرفتار ہوا۔ جب ۱۲۰۱ء مین سلاطین
دہلی میں سے اول سلطان غیاث الدین نے ملک مالوہ فتح کیا تہا ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء میں سلطان محمد بن مرزا شاہ
تک بادشاہان دہلی کے تصرف میں ہا۔ دلاورخاں غوری جسکا اصلی نام حسین ہے سلطان
شہاب الدین غوری کی اولاد میں سے تھا۔ وہ سلطان محمد کی طرف سے اس ملک میں حکومت کرتا
تھا اوسکے مرنے کے بعد وہ خودسر ہوگیا۔ اوسکے بعد گیارہ فرماں روایوں نے ۹۶۹ھ ۱۵۶۱ء تک
آزادانہ یہاں حکومت کی۔ اس مدت میں کچھہ دنوں بہادر شاہ اور ہمایوں بادشاہ مالوہ

مل گیا ماد سنے اوسکو تعنی بنایا" منج نام رکھا جب اوسکا وقت ناگزیر آیا تو اوسکا سگا بیٹا
بھوج خرد سال تھا اوسکا جانشین منج کو کر دیا - دکھن کی لڑائی میں اوسکی جان گئی +
سمت ۱۰۸۵ میں بھوج اورنگ آرا ہوا اور بہت ملک فتح کیے اور داد و دہش سے روزگار آباد کیا
علم کی قدر بڑہائی - پنڈتوں کی رونق کا بازار گرم ہوا انہیں کو سب پر غلبہ ہوا سپانچ سو
نیک مرد حکمت شناس اوسکی سبھا میں ودیا کا چرچا رکھتے تھے - ان سب میں سرآمد ہیچ
تھا دوم دہن پال وہبونے بڑی دلاویز سخن لکھے ہیں اور حقیقت جویوں کے لیے دانائی کا
ارمغان چھوڑا ہے جب بھوج پیدا ہوا تو جوتشیوں نے بڑی غلطی کی یالوگونکو اوسکی جنم کی
گھڑی بتانے میں بھول ہوئی جوتشیون نے جمع ہوکر مولود کو منحوس بتلایا - اوسکے غمخوار کو
گزند جانی کا خوف دلایا جان دوستی کے سبب اس نوبادہ اقبال کو خاکستان بیکسی اور
زمین ناشناسائی میں ڈالا - اوسنے یہیں دست امکان کی وساطت بغیر پرورش پائی -
بربح نے جو اس زمانہ میں دانش منشوں میں شمار کیا جاتا تھا اوسنے بھوج کا زائچہ طالع بہت
عمدہ کرکے لکھا - اسکی بزرگ فرمانروائی - اور درازی عمر کی نوید سنائی - اس جنم پتر سے کو راجہ
کی رہ گذر میں ڈالدیا - اسکے پڑھنے سے مہر پدری جوش میں آئی - اوسنے اپنی انجمن کے
پنڈتوں سے پوچھا کہ غلطی کہاں ہوئی جب وہ معلوم ہوگئی تو وہ خود رفتہ ہوکر بیٹے کو اوٹھا لایا
کہتے ہیں کہ جب بھوج آٹھہ سال کا ہوا تو اس بے گناہ کی جان کے درپے منج ہوا - اوس نے
اپنے رازدارونکو حوالہ کیا کہ پوشیدہ اسکو نیستی سرا کو روانہ کریں جان کرایوں کو اوسپر
رحم آیا اور اوسکو چھپایا - بھوج نے رخصت کے وقت ایک نوشتہ منج کو دیا جسکے مضمون کا خلاصہ
یہ تھا کہ کیونکر آدمی زاد اپنی طبیعت کی تیرگی سے خرد کے نور سے دور ہوجاتا ہے کہ بیگناہوں کے
خون سے اپنے ہاتھہ آلودہ کرتا ہے کوئی فرمانروا ملک و مال کو اپنے ساتھہ نہیں لے جا سکتا
کیا میرے مارنے سے تو یہ سمجھا ہے کہ تیری دولت جاوید ہو جائیگی اور تجھہ کو گزند نہیں پہنچیگی
جب راجہ نے یہ نامہ سنا تو شاد خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے فعل سے جانکاہ ہونے

باپکے مرنے کے بعد الپ خاں حکومت مالوہ کا علم بلند کیا۔ اور اپنے تئیں سلطان ہوشنگ ملقب کیا امرا اور بزرگون نے اوسّے بیعت کی اور اوسکی اطاعت قبول کی لیکن ابھی مہمات سلطنت اور اساس دولت نے استحکام نہیں پایا تہا کہ مخبرون نے خبر دی کہ شاہ مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خاں نے اپنے باپ دلاور خان کو دنیا کے لالچ سے زہر دیدیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا سلطان ہوشنگ اپنا لقب رکھا اس سببسے کہ دلاور خان غوری اور شاہ مظفر گجراتی میں بہائی چارا تھا سلطان مظفر لشکر لیکر اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ بھی جنگ کے آہنگ سے قلعہ دہار سے برآمد ہوا سنہ ۸۱۰ھ میں طرفین سے صفین آراستہ ہوئیں گھمسان لڑائی ہوئی سلطان مظفر زخمی ہوا سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا۔ مگر اسپر بھی دونون میں سے کوئی متزلزل نہیں ہوا کہ لڑائی سے ہاتھ اوٹھاتا۔ مگر آخر کو سلطان مظفر کو فتح و ظفر ہوئی۔ ہوشنگ مقید ہوا۔ موکلون کے حوالہ ہوا سلطان مظفر نے اپنے بھائی خان اعظم نصرت خاں کو قلعہ دہار میں حاکم بنایا۔ سپاہ مالوہ کو اپنا مطیع کیا۔ اور گجرات کو چلا گیا۔ نصرت خان ناکردہ کار تھا۔ رعایا کے مقدور سے زیادہ محصول مانگا اور بدسلوکی اختیار کی۔ پہلے اس سے کہ سلطان مظفر گجرات میں پہونچے لشکر مالوہ نے نصرت خان کو دہار سے باہر نکال دیا اس سببسے کہ نصرت خان نے اس مقدمہ میں توقف کیا تھا ولایت مالوہ سے باہر نہیں جاتا تھا اسکا تعاقب ہوا اور اوسکے پس ماندون کو آزار پہونچایا شاہ مظفر کے خوف کے مارے نصرت خان نے قلعہ منڈو میں اقامت اختیار کی۔ اور اونہوں نے سلطان ہوشنگ کے چچا کے بیٹے موسی کو سردار بنالیا۔ اس خبر کے آنے کے بعد سلطان ہوشنگ نے عریضہ اپنے قلم سے لکھ کر سلطان کی خدمت مین بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ خداوند جہان فقیر کے باپ اور چچا کی جگہ ہین آپ سے اہل غرض نے بعض باتیں میری طرف سے لگادی ہیں خدا خوب جانتا ہے کہ وہ خلاف واقعہ ہیں۔ ان ایام میں سُنا گیا کہ امرائے مالوہ نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی ہے۔ موسی کو سردار بنایا ہے۔ ولایت مالوہ پر وہ

[illegible]

اس حال میں اوسکی ہمراہی کی تہی اور حق وفا اسکا ادا کیا تہا۔ اوسنے اپنے بادشاہ ہونے پر اسمیں سے ہر ایک آدمی کے حق میں رعایت کی چنانچہ خواجہ سرور کو خواجہ جہاں کا خطاب دیکر وزیر کل کیا مظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خاں کو حاکم ملتان اور دلاور خان کو حاکم مالوہ مقرر کیا۔ آخر الامر یہ چاروں آدمی شاہی کے مرتبہ پہنچے۔

دلاور خان غوری کا ذکر

سنہ ۷۹۰ھ میں دلاور خان مالوہ میں آیا اور اپنی رائے صائب کی قوت سے اور بازو شجاعت سے ملک مالوہ کا انتظام کیا حشم و خدم کو فراہم کیا اور اس ملک کی اطراف میں جو لوگ غلبہ رکھتے تھے اونکو مغلوب کیا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا اور دہلی کی سلطنت پراگندہ ہوئی اور ہندوستان میں ملوک طوائف کا ظہور ہوا تو اوس نے والی دہلی کی اطاعت سے سر نکالا اور استقلال کا دعویٰ کیا اور آداب ملکداری کو بادشاہوں کے طور پر اختیار کیا۔ اپنا خطبہ پڑہوایا اور سکہ چلایا مدتوں کامیاب رہا۔ اوسکو شوق تھا کہ منڈو کو دار الملک بنائے اسلئے کبھی کبھی اوسمیں عمارتیں بنوانا تا ۱۳۹۸ء سنہ ۸۰۱ھ میں ناصر الدین محمود بادشاہ دہلی صاحبقراں سے بہاگ کر گجرات گیا اور وہاں سے مالوہ میں آیا تو دہار میں دلاور خاں نے اوسکی بڑی خاطر داری کی تمام نقود و جواہر سلطان کے روبرو لایا اور کہا کہ یہ سب حضور کے ہیں بندہ آپ کا غلام اور جمیع میرے اہل حرم آپ کی کنیزیں ہیں۔ ناصر الدین محمود نے بقدر مایحتاج لے لیا باقی کو واپس کیا بادشاہ محمود کو امراء دہلی نے بلایا تو وہ ۸۰۴ھ سنہ میں دلاور خان سے رخصت ہوا۔ الپ خان اسکے بیٹے کو بادشاہ محمود کی اس قدر خاطر داری پسند نہ تھی اسلئے وہ منڈو چلا گیا تھا۔ جب بادشاہ چلا گیا تو وہ باپ پاس آگیا۔ اس تین برس کے عرصہ میں منڈو میں الپ خان نے ایک حصار نہایت مستحکم سنگ اور گچ سے تعمیر کرایا ۸۰۸ھ سنہ میں دلاور خاں نے ودیعت حیات سپرد کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ الپ خاں نے اوسکو زہر دلوایا تھا ایام حکومت اس کے ۲۰ سال تھے جنمیں مدت سلطنت چار سال کچھہ زائد تہی۔

ذکر سلطنت سلطان ہوشنگ بن دلاور خان

لشکر گران کے ساتھہ بھروچ میں گیا اوسکو محاصرہ کیا فیروز خان و ہیبت خان سپاہ احمد شاہ کی
ہیبت و کثرت و سطوت کے خوف سے احمد شاہ سے جا ملے سلطان ہوشنگ مراجعت کر کے دیار
میں چلا آیا - ابھی عرق تشویر و خجالت اسکی پیشانی پر خشک نہیں ہوا تھا کہ پھر اعمال شنیعہ شروع کیے
۸۱۶ھ (۱۴۱۳ء) میں اوسنے سنا کہ احمد شاہ گجراتی راجہ جالوارہ سے لڑنے گیا ہے اور اوسکے محاصرہ
میں لگ رہا ہے اسی حال میں جلوارہ کا خط استعانت کی درخواست میں آیا اور راجہ کے ایلچی نے
کمک کے باب میں مبالغہ حد سے زیادہ کیا سلطان ہوشنگ نے مقدمات سابق کو فراموش کر کے لشکر
کا سامان درست کیا اور پھر گجرات کی طرف چلا اور ان ممالک میں بہت خرابی مچائی سلطان
احمد شاہ بمجرد اس خبر کے سننے کے ہوشنگ کے دفع کرنے پر متوجہ ہوا جب دونو قریب ہوے
اور راجہ جالوارہ سے کوئی مدد نہیں پہنچی تو سلطان ہوشنگ نے بے اختیار اپنے ملک کو مراجعت
کی اور اس مدت میں نصیر خان فاروقی پسر کلاں حاکم خاندیس کا قصد یہ تہا کہ قصبہ تال نیر کو
کہ اوسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اوسسے چھین لے - ہوشنگ سے نصیر خان
کمک کا طالب ہوا - اوسنے اپنے بیٹے غزنین خاں کو پندرہ ہزار سوار کے ساتھہ اوسکی مدد
کو بھیجا - اس مدد کے سبب سے نصیر خان فاروقی نے قلعہ تال نیر کو لے لیا اور حوالی سلطان پور
میں گیا سلطان احمد شاہ اونکی تادیب کے لئے روانہ ہوا - زمینداران گجرات خصوصاً راجہ جالوارہ
و راجہ محمد آباد چنپانیر و راجہ نادوت وایدر نے فرصت پا کر پے در پے عرایض سلطان ہوشنگ
کی خدمت میں بھیجیں کہ اول مرتبہ خدمت گزاری میں تساہل و تجاہل ہوا مگر اس مرتبہ جانسپاری
میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں ہوگا - اگر جناب گجرات کی طرف متوجہ ہوں تو چند رہبر
بھیجے جائیں کہ آپ کو اور آپکے لشکر کو اس راہ سے لے جائیں کہ ملک گجرات تک میں آپ کے
پہنچ جانے کی خبر سلطان احمد شاہ کو نہ ہو چونکہ خجالت لاحق علاوہ عداوت سابق کے تھی
سلطان ہوشنگ نے لشکر تیار کر کے ۸۲۱ھ میں بڑی شان و شوکت سے مہراسہ کی راہ سے گجرات
جانے کا ارادہ کیا - اتفاقاً انہیں ایام میں سلطان پور و ندربار کی حوالی میں سلطان احمد آباد سے
[illegible] بھاگا نصیر خان فاروقی آسیر کو گیا جب سلطان احمد شاہ کو خبر پہونچی کہ

قید میں ڈالیں تو ممکن ہے کہ یہ ملک ہاتھ میں آجائے۔ سلطان نے ایک سال کے بعد ہوشنگ کو قید سے نکال کرکے عہد لیا اور سب سامان سرانجام کرکے ۸۱۱ھ میں اوسکو روانہ کیا اور احمد شاہ کو اوسکی کمک کے لئے روانہ کیا۔ احمد شاہ نے دہار اور اوسکی نواح کو تصرف میں لاکر ہوشنگ کو تفویض کیا اور خود مراجعت کی سلطان ہوشنگ کچھ دنوں دہار میں ٹھہرا جب خاصہ خیلونکی جماعت اس پاس جمع ہوئی تو اوسنے قلعہ منڈو سے بھی امراکو ان کی استمالت کرکے بلایا مگر وہ اس سبب نہ آسکے کہ سارے اہل وعیال اونکے قلعہ منڈو میں تھے۔ سلطان ہوشنگ قصبۂ دہار سے قصبہ منڈو میں گیا۔ اوسکا محاصرہ کیا۔ ہر روز اوسکے آدمی مجروح ہوگئے اور کچھ کام نہ بنتا۔ اسواسطے سلطان ہوشنگ کی صلاح یہ ہوئی کہ وسط ولایت میں جاکر قیام کرے اور قصبوں اور پرگنوں میں اپنے آدمی بھیجکر متصرف ہو اس درمیان میں ملک مغیث نے کہ سلطان ہوشنگ کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ ملک خضر عرف میان آغا سے مشورہ کیا کہ اگرچہ موسیٰ خان شائستہ جوان ہے اور ہمارے ماموں کا بیٹا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور فرزانگی اور دانشوری اور بردباری میں سب پر سبقت لے گیا ہے اور یہ مملکت ارثاً اور اکتساباً اوسکو پہنچتی ہے اور سوا اسکے اسنے لڑکپن میں میری ماں کی گود میں پرورش پائی ہے لہٰذا صلاح یہ ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اوسکے اقتدار کے ہاتھ میں دیجائے۔ میان آغا نے اوسکی رائے سے اتفاق کیا وہ قلعہ منڈو سے نکلکر سلطان ہوشنگ سے ملے۔ سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث سے اپنی نیابت دینے کا وعدہ کیا جس سے وہ مسرور خوشحال ہوا موسیٰ خان نے مایوس ہوکر قلعہ منڈو خالی کر دیا اور خود باہر چلا گیا سلطان ہوشنگ اپنی دارالامارت منڈو میں آکر ٹھہرا ملک مغیث کو ملک شرف کا خطاب دیا اور وزارت اوسکو تفویض کی اور کل امور میں اپنا نائب و قائم مقام کیا +

۸۱۳ھ شاہ مظفر نے رحلت کی۔ احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ کو شاہی ملی۔ ہوشنگ نے حقوق تربیت مظفر شاہی کو اور امانت احمد شاہی کو بالائے طاق رکھا کینہ دیرینہ لے اوس کو

۸۲۵ھ میں سلطان نے ایک ہزار سوار اپنے لشکر میں سے لئے اور سوداگروں کے لباس میں قیمت لا جاج نگر کو کہ ایک مہینے کے رستہ پر تھی روانہ ہوا۔ نقرہ رنگ کے گھوڑے جو یہاں کے راجہ کو بہت پسند تھے اور کچھہ متاع جو اس ملک میں لوگ پسند کرتے ساتھہ لیں سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ ان گھوڑوں اور متاع کے عوض میں منتخب ہاتھی ہاتھہ آجائیں تو اون کی قوت سے سلطان احمد گجراتی سے انتقام لیا جائے وہ جاج نگر کی حوالی میں پہنچا اور راجہ پاس آدمی بھیجکر اطلاع دی کہ ایک بڑا سوداگر ہاتھی خریدنے اور گھوڑے نقرہ رنگ و سبز رنگ کے اور اور قماش و متاع بیچنے لایا ہے۔ راجہ جاج نگر نے پوچھا کہ یہ سوداگر دور کیوں پڑا ہے۔ اسکا جواب آیا کہ بہت سے سوداگر اوسکے ساتھہ ہیں آب و صحرا دیکھہ کر اوسنے یہ منزل پسند کی ہے۔ اس ملک کی رسم تھی کہ اگر کوئی سوداگر معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب لاتا تو راجہ آدمی پہلے سے اس پاس بھیجتا کہ فلاں دن وہ گھوڑوں کے زین لگائے اور اسباب کو روئے زمین پر لگائے۔ راجہ سوار ہو کر گھوڑو اور اسباب کو دیکھے گا۔ وہ وقت موعود پر آتا جو کچھہ پسند کرتا۔ اوس کو ہاتھیوں سے معاوضہ کرتا۔ یا نقد قیمت دیتا۔ اس قاعدہ کے موافق راجہ نے ہوشنگ کو اطلاع دی کہ فلاں روز قافلہ میں آؤنگا گھوڑے تیار رہیں اسباب زمین پر لگایا جائے۔ میں ملاحظہ کرکے اوس کے عوض ہاتھی یا نقد قیمت دونگا سلطان نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ جو راجہ کہے وہ کرنا چاہیے راجہ نے آنے کا دن مقرر کیا۔ اور قافلہ میں چالیس ہاتھی بھیجے کہ اونکو اچھی طرح سے دیکھہ بھال لیں اور اپنے گھوڑوں کو تیار رکھیں اور اسباب کو کھول کر زمین پر رکھیں برسات کا موسم تھا سلطان ہوشنگ نے عذر کیا کہ ہوا اور ابر ہے مبادا ہمارے اقمشہ ضائع ہوں مگر راجہ کے آدمیوں نے محصلی کرکے اسباب کھلوایا۔ اس اثنا میں راجہ پانچسو آدمیوں کے ساتھہ آیا اور اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا۔ مینہ موسلا دھار برسنے لگا اور بادل کی گرج و بجلی کی کڑک سے ہاتھی بھاگے اسباب جو زمین پر تھا وہ ہاتھیوں کے پاؤں تلے آ کر سب خراب ہو گیا لشکریوں نے کہ سوداگروں کے لباس میں تھے غل مچایا سلطان ہوشنگ نے اپنی ڈاڑھی کے [illegible] خراب ہو گیا [illegible] رہنا نہیں چاہتے

سلطان ہوشنگ مہروسہ میں ہے تو اوسکے فساد مٹانے کو مقدم جانا اور بہت جلد وہ مہروسہ
کی طرف متوجہ ہوا - اور با وجود بارش کی کثرت کے ایلغار کر کے وہ پہنچا - جب سوسونی ہوشنگ کو
احمد شاہ کے آنے کی اطلاع دی تو مضطرب ہوا جن زمینداروں نے عرایض بھیجکر فتنہ و فساد
اُٹھایا تھا اونکو اپنے پاس طلب کیا جب وہ نہیں ہوئے خیر نہ دیکھی تو اونکو ناسزا باتیں کہیں اور
لعنت ملامت کی اور جس راہ سے گیا تہا اوسی راہ سے گدی کہچاتا ہوا چلا آیا سلطان احمد شاہ
نے مہروسہ میں چند روز لشکر کے جمع کرنے کے لئے قیام کیا - ماہ صفر ۸۲۱ھ کو مالوہ کی طرف
متوجہ ہوا متواتر کوچ کر کے کالیادہ کی نواح میں آیا سلطان ہوشنگ جنگ کا آہنگ کر کے
چند منزل آگے آیا مگر لڑکر منڈو کو بہاگا - سلطان کی سپاہ نے اوسکا تعاقب قلعہ منڈو کے
دروازہ تک کیا - اوسکو بہت غنیمت ہاتہہ لگی - خود ظفرآباد نعلچہ تک آیا - چند روز یہاں توقف
کیا - اطراف ولایت میں افواج بہیجی چونکہ قلعہ منڈو نہایت مستحکم تہا تو وہ دہار کی طرف چلا گیا
وہاں سے اوجین جانا چاہتا تہا کہ برسات کا موسم آگیا - امراء وزرا نے سلطان کو صلاح دی
کہ بالفعل گجرات چلئے سال آیندہ میں مفسدوں کو سزا دے کر مالوہ کی تسخیر میں مصروف ہوجیے
سلطان احمد شاہ گجرات میں آیا اِسی سال میں ملک محمود فرزند ملک مغیث کی پیشانی میں
نجابت و کاردانی کے آثار ہوشنگ نے دیکھے تو اوسکو محمود خان کا خطاب دیا اور باپ کے ساتہہ مہمات
ملکی میں شریک کیا جب سلطان کہیں جاتا تو ملک مغیث کو قلعہ میں چھوڑ جاتا اور محمود خان کو
ہمراہ لے جاتا - آخر سال میں سلطان احمد نے چاہا کہ ولایت مالوہ میں آنکر جو کچھہ کر سکوں اسمیں
تقصیر نہ کروں سلطان ہوشنگ نے اوسکے ارادہ سے آگاہ ہو کر تحفے و ہدیے بہیجے اور صلح کا
طالب ہوا سلطان احمد نے پیشکش لے لی اور صلح قبول کر لی - ۸۲۳ھ میں سلطان ہوشنگ
سرحد برار میں قلعہ کہیرلہ پر لشکر لے گیا - یہاں کے حاکم نرسنگ رائے نے پچاس ہزار پیادہ اور سوار لڑنے
کے لئے بہیجے - سخت لڑائی کے بعد سلطان ہوشنگ نے فتح پائی - نرسنگہ رائے نے شکست پائی
سلطان نے قلعہ سارنگ گڈہ کو کہ نرسنگ رائے سے تعلق رکہتا تہا احاطہ کیا اور مفتوح کیا خزانہ و ۷۸ ہاتھی
[illegible]

ملجا و ماوا ابنا رکہا ہے۔ ان عرایض کے آنے کے وقت میں سلطان ہوشنگ کی اولاد میں نزاع ہوا۔ سلطان کے سات بیٹے اور تین لڑکیاں تہیں۔ تین بیٹے دختر عالم خاں حاکم اسیر سے پیدا ہوئے جنکے نام عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان ہتے یہ باہم متفق تہے اور بیٹے احمد خان و عمر خان و ابو اسحاق خان سب سے بڑے بیٹے غزنیں خان کے ساتھہ متفق تہے عثمان خان و غزنیں خان میں ہمیشہ جنگ نزاع رہتی اور امرا اور سپاہ کی جماعتیں جدا جدا اونمیں سے ہر ایک کی طرفدار تہیں سلطان ہوشنگ کو اس مخالفت کے سبب سے کلفت تہی۔ ملک مغیث اور اوسکا بیٹا محمود خان کہ نہایت عادل و کاردان تہے وسلطان کی استرضا میں کوشش کرتے تہے۔ چنانچہ مکرر سلطان ہوشنگ کی زبان پہ یہ بات آئی تہی کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکہتا ہے۔ ملک مغیث نے عرض کیا کہ شاہزادوں کو بقا ہو ہم بندے ہیں سوا جاں سپاری اور خدمت گاری کے ہمارا کام اور نہیں ہے۔ ایکدن کالپی کی راہ میں عثمان خان نے برادر بزرگ غزنیں خان سے بڑی بے ادبی کی۔ اوسنے اپنے ایک نوکر کو شہزادہ غزنیں خان کے حرم میں بہیجا جسنے جاکر غزنیں خان کو خوب گالیاں سنائیں جسکے سبب سے نوکروں میں خوب لتکوب ہوئی عثمان خان باپ کے خوف سے بہاگ گیا۔ امرا سے وعدے دل خوش کرکے فریفتہ کیا اور غدر مچایا۔ سلطان ہوشنگ اور زیادہ خفا ہوا۔ ملک مغیث سے اس باب میں مشورہ کیا تو اوسنے کہہ دیا کہ اس قسم کی حرکتیں شہزادوں سے مکرر وقوع میں آئی ہیں اور معاف کی گئی ہیں۔ ایکی دفعہ بہی اغماض کیا جائے سلطان ہوشنگ نے تغافل کیا عثمان لشکر میں آگیا۔ اجین میں سلطان نے بار عام کیا۔ عثمان خان و فتح خان و ہیبت خان کو خطاب عتاب سے سخت ایذا پہنچائی اور اونکو پا بزنجیر کرکے ملک مغیث کے حوالہ کیا کہ منڈو میں اونکی تادیب کرے۔ یہ کام کرکے وہ کوہ جابیہ کی طرف آیا۔ متواتر کوچ کرکے حوض بہیم کو توڑا۔ راجہ کو جنگل میں بہگایا۔ اہل و عیال و مال و منال سب سرکشوں کا لے لیا۔ عورتوں بچوں کو اسیر کیا اور ہوشنگ آباد میں آیا۔ ایک دن وہ شکار کے لئے سوار ہوا۔ اثناء سیر میں تاج سلطانی سے لعل بدخشانی جدا ہوکر گر پڑا۔ اسی روز میں ایک پیادہ نے اوسکو لاکر سلطان کو دیا اور پانسو تنکہ انعام پایا۔ سلطان ہوشنگ نے اس تقریب

کرا وسنے یہ سنا کہ سلطان مبارک شاہ بن خضر خاں راجہ کی مدد کو بیانہ کی راہ سے آتا ہے تو
سلطان ہوشنگ محاصرہ کو چھوڑ کر دہولپور تنکا وسے لڑنے گیا۔ مگر چند روز کے بعد حرف صلح درمیان
آیا آپس میں ایک دوسرے نے تحفے دئے اور اپنے اپنے دار الملک کو روانہ ہوئے۔ ۸۳۲ھ ۱۴۲۸ کو
احمد شاہ بہمنی والی دکن نے کہیرلہ کی تسخیر کے لئے کوچ کیا۔ یہاں آنکر اوسکو احاطہ کیا۔ ضابطہ
حصار نرسنگ رائے مقتول نے جو سلطان ہوشنگ کے حکم سے یہاں کا حاکم تہا اپنا آدمی
بہیجکر سلطان ہوشنگ سے امداد طلب کی۔ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا کہیرلہ کے
نزدیک آیا تو دکہنیوں نے اپنی ولایت کو مراجعت کی سلطان ہوشنگ نے اوسکو دکینیوں کی
عجز پر محمول کیا۔ رائے کہیرلہ نے اوسکو اغوا کیا وہ دکنیوں کے تعاقب میں گیا۔ دکنیوں نے
لڑکر اسکو شکست دی اور سارا اسباب اوسکا چہین لیا وہ بہاگا اوسکی کل عورتیں اور لڑکیاں
دکنیوں کے ہاتہہ میں اسیر ہوئیں سلطان احمد شاہ دکنی نے ان عورتوں کی بڑی مہمانداری
کی اور ہر ایک کو زریں جامے دئے اونکے ساتہہ اپنے پانچ سو سوار اور ایک امین ہمراہ کیا
اور سلطان ہوشنگ پاس بہجوا دیا۔

۸۳۳ھ ۱۴۲۹ میں کالپی کی تسخیر کے قصد سے سلطان ہوشنگ منڈو سے روانہ ہوا۔ کالپی میں
سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کی طرف عبد القادر حاکم تھا جب اس نواحی میں آیا تو اوسنے
سنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بہی اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے
کوچ بہ کوچ کئے چلا آتا ہے سلطان ہوشنگ نے اسکے دفع کرنے کو کالپی کی تسخیر مقدم جانا۔ جب
دونوں لشکر نزدیک ہوئے اور آج کل میں لڑائی ہونیوالی تہی کہ شاہ ابراہیم شرقی کو خبر ہوئی
سلطان مبارک شاہ فرمانروائے دہلی جونپور کا عازم ہے اسلئے سلطان ابراہیم جونپور
کو واپس چلا گیا۔ سلطان ہوشنگ نے بے نزاع کالپی پر قبضہ کیا اور وہاں اپنے نام کا خطبہ
پڑہوایا۔ چند روز یہاں رہکر عبد القادر ہی کو جو سابق میں ضابط کالپی تہا اپنی طرف سے
یہاں حاکم مقرر کیا۔ مالوہ کو مراجعت کی اثنائے راہ میں تہانہ داروں کی عرایض آئیں کہ

قسم کھائی کہ جب تک میری حیات میں رمق باقی ہے میں شاہزادہ کی طرفداری نہیں چھوڑونگا
جب امراکو ان امور پر وقوف ہوا تو ملک مبارک غازی نے محمود خاں سے جاکر کہا کہ جب سے
سلطنت و وزارت ہوئی ہے کوئی آپ جیسا وزیر مسند وزارت پر نہیں بیٹھا لیکن تعجب ہے کہ
باوجودیکہ عثمان خان زیور سخاوت و شجاعت و دادگری و رعیت پروری سے آراستہ ہے ولیعہدی
سلطانی وہ غزنیں خاں کے لیے تجویز کی جائے شہزادہ عثمان خان ملک مغیث کا داماد ہی
ہے اوسکے فرزند آپ ہی کے فرزند ہیں اگر سلطان پر ضعف نہ طاری ہوتا اور قوی میں فتور
نہ ہوتا تو وہ غزنیں خان کو ولیعہد نہ مقرر کرتا اب سب امرا خوانین کی استدعا ہے کہ آپ شاہزادہ
عثمان خان کے حال پر متوجہ ہوں اسکے سر پر دست مرحمت کہیں محمود خاں جانتا تہا کہ
فی الواقع عثمان خان رشید و شائستہ سلطنت ہے اسلئے اوسکے نہ ہونے کو اپنے حق میں
بہتر جانتا تہا اوسنے یہ جواب دیا کہ بندہ کو بندگی سے کام ہے خواجگی و خداوندی بادشاہ جانے
اتفاق سے عمدۃ الملک بہی خیمہ کے پاس یہ باتیں سنتا تہا اوسنے غزنیں خان سے جاکر
کہیں تو اوسکو محمود خان کی جانب سے اور اطمینان ہوگیا جب سلطان ہوشنگ کی حیات
سے امرا مایوس ہوئے تو ظفر خان نے ارادہ کیا کہ شہزادہ عثمان خان کو قید خانہ سے نکالکر
اوسکو اپنے ساتھ متفق کرے اس ارادہ سے وہ [illegible] ہوا آگاہ جب یہ خبر محمود خان کو
ہوئی تو اوسنے غزنیں خان کو خبر دی وہ [illegible] ملک برخوردار کو
تعین فرمایا کہ اصطبل میں پچاس گہوڑے تیار رکھے میر آخور عثمان خان کا ہوا خواہ تہا
اوسنے کہا کہ ابہی سلطان زندہ ہے اوسکے حکم بغیر ایک گہوڑا نہ دونگا اور فی الفور جاکر ایک
خواجہ سرا سے جو عثمان خان کا معتبر تہا یہ بات کہی خواجہ سرا جانتا تہا کہ اس بات سے سلطان
غضب ہوگا میر آخور کو تعلیم کی کہ سلطان کے تکیہ گاہ کے قریب جاکر اس بات کو بلند آواز سے
کہہ کہ بادشاہ بہی سن لے جیسے اوسکے دل میں آئے کہ ابہی میں زندہ ہوں اور غزنیں خان
میرے مال میں تصرف کرتا ہے میر آخور نے اس بات کو بہت آب و تاب سے کہا سلطان نے سنکر کہا
[illegible] سلطان غزنیں خان

اور باجمہو شنگہ اوسکو انعام ملا فیروز شاہ نے کہا کہ یہ تشبیہ آفتاب عمر کے غروب ہونے کی ہے چند روز
بعد وہ مرگیا میں بھی جانتا ہوں کہ میری عمر تمام ہوئی چند نفس باقی ہیں حضار مجلس نے دعائیں
کے بعد عرض کیا کہ جس روز سلطان فیروز نے یہ بات کہی تہی اوسکی عمر نوے برس کی تھی حضر
سلطان کا زمانہ عنفوان جوانی اور کامرانی کا ہے۔ ہوشنگ نے کہا کہ انفاس عمر زیادہ
نقصان کے قابل نہیں ہیں پس چند روز بعد سلطان کو سلسل بول کا مرض ہوا جب اُسنے
اپنے مرنے کے آثار دیکھے تو ہوشنگ آباد سے منڈو میں چلا آیا۔ ایک دن دربار عام میں اپنے
سب سے بڑے بیٹے غزنیں خان کو انگشتر مملکت دی اور اپنا ولی عہد کیا۔ اسکا ہاتھہ محمود خان
کے ہاتھہ میں دیا۔ محمود خاں نے معروض کیا کہ جب تک زندگانی رمق باقی ہے بندہ
خدمت گزاری اور جاں سپاری کے لئے حاضر ہے پھر امیر اور وزیر کو وصیت فرمائی
کہ ساحت مملکت نفاق و مخاصمت کے غبار سے مکدر نہ کرنا۔ اوسنے اپنی فراست سے دریافت
کرلیا تھا کہ محمود خاں خود سلطنت کو چاہتا ہے اسلئے اوسکو مکرر نصایح و مواعظ کئے اور
حقوق تربیت یاد دلائے اور کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت و صاحب شمشیر ہے
ہر وقت وہ مالوہ کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے وقت فرصت کا منتظر رہتا ہے اگر مہام مملکت
کے سرانجام میں اور سپاہ و رعیت کے احوال کے پرداخت میں تساہل و تکاہل ہوگا۔ اور اس
شاہزادہ کی مراعات میں تہاون ہوگا تو وہ اس ولایت کی تسخیر کا عزم مصمم کریگا تمہاری
جمعیت میں تفرقہ ڈال دیگا۔ دوسری منزل میں محمود خان نے شاہزادہ کے ساتھہ عقد
بیعت کو سوگند سے موکد کیا عثمان کے ہواخواہوں نے سلطان سے عرض کیا کہ سلطان زادہ
عثمان خان بھی شائستہ فرزند ہے اگر قید سے خلاص ہو اور مالوہ کا ایک حصہ اوسکی جاگیر میں
دیا جائے تو انسب و لایق ہے سلطان ہوشنگ نے کہا کہ یہ بات میرے دل میں بھی آئی
تھی مگر عثمان خان کو چھوڑ دوں تو سلطنت میں فتنہ عظیم برپا ہو جائیگا جب غزنیں خان نے
سنا کہ بعض امرا عثمان خان کی استخلاص میں سعی کرتے ہیں تو اوسنے پھر عمدۃ الملک کو محمود خاں

اور بہت رویا اسوقت امرا ایک ہیک غزنین خان کے پاؤں کو چومتے تھے اور ہائے ہائے کرکے
روتے تھے جب غزنین نے امرا اور بزرگوں کی سعیت سے اپنا استحکام دیکھا تو وہ سلطان ہوشنگ
کی نعش لیکر منڈو چلا - ۹ - ذی الحجہ کو یہاں اوسکو خاک کو سونپا - سلطان ہوشنگ کی مدت
سلطنت ۳۰ سال تھی تاریخ وفات اوسکی آہ شاہ ہوشنگ ہی - اوسکا مقبرہ گچ و سنگ
سے بنا یا ہے ہمیشہ اوسکے اندر کی طرف پانی ٹپکتا ہے مگر برسات میں نہیں - غالبًا پتھروں
کی فرجوں میں جو ہوا گذرتی ہے اوسکا استحالہ پانی میں ہوجاتا ہے لیکن اہل ہند اسکو
سلطان ہوشنگ کی کرامات جانتے ہیں کہ اوسکے غم میں پتھر بھی روتے ہیں

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ

۱۱ - ذی الحجہ ۸۳۸ھ کو ملک اشرف اور محمود خان کی سعی سے غزنین خان کے سر پر تاج
فرماندہی رکھا گیا سلطان محمد شاہ خطاب ہوا - امرانے طوعًا و کرہًا اس سبب سے بیعت کی کہ
سلطان ہوشنگ کا مختار اسکا طرفدار تھا سب امرا کے وظیفے و جاگیرین قرار رہیں انہیں تبدیل
نہیں ہوئی - ملک اشرف و محمود خان کی حسن کاروانی سے ملک نے رواج و رونق تازہ پائی
جمہور خلائق اوسکی سلطنت کو چاہنے اور اُسسے دلی محبت کرنے لگے - ملک مغیث المخاطب
ملک اشرف کو مسند عالی کا خطاب ملا اور وزارت ملی اور محمود خان امیر الامرا ہوا - مگر
کچھہ دنوں کے بعد غزنین خان نے اپنے بھائیوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اور
نظام خان برادر زادہ اور داماد کی اور اوسکے تین فرزندوں کی آنکھوں میں سلائی
پھروائی تمام لوگوں کے دل اُسسے متنفر ہوگئے اور اونکو محبت کی جگہ عداوت ہوگئی - اُس کو
اپنے مظلوم برادر زادوں کا خون کرنا مبارک نہ ہوا - تھوڑی سی مدت میں اوس کی
مملکت میں ارباب فساد نے علم طغیان بلند کیا اور فتنے کے غبار کو اُٹھایا - نان دولی
رجپوتوں نے اطاعت سے باہر قدم رکھا - کچھہ ملک پر تاخت کی جب سلطان محمد کو یہ خبر
ہوئی تو ۱۵ - ربیع الاول ۸۳۹ھ کو سید خان جہان کو دس ہاتھی اور خلعت خاص دیکر اور

کو نہ تلف کر دے وہ نہ گئے جانتے تھے کہ تھوڑی دیر کا وہ مہمان ہے جب غزنین خان کو یہ خبر ہوئی
تو وہ خفیف العقل ہونے کے سبب سے تین منزل پر کاگروں کو چلا گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خاں
پاس بھیجا کہ امرا تو عثمان خان کے طرفدار ہو گئے ہیں میں تیرے سوا کوئی خیر خواہ نہیں کہتا
سلطان نے ترکش طلب کیا تہا مجھے خوف ہوا کہ مبادا امرا مجھے مقید کرکے اور بھائیوں کا
ساتھی بنائیں اسلئے اُردو سے باہر چلا آیا ہوں محمود خان نے جواب بھیجا کہ آپ نے
سلطان کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا میں پچاس گھوڑوں کے طلب کرنے کا سبب
سلطان سے عرض کر دوں گا پھر غزنین خان نے عمدۃ الملک کو محمود خاں پاس بھیجا کہ خواجہ سرا
نا ملائم باتیں سلطان سے عرض کرتے ہیں مجھے خوف لگ رہا ہے محمود خان نے جواب دیا
کہ کچھہ قصہ نہیں ہے جلد لشکر میں آجاؤ کہ وقت تنگ ہے اور آفتاب غروب ہونے کو ہے اور
عمدۃ الملک کی موجودگی میں ملک مغیث کو خط لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ حضرت سلطان نے
غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ بیماری سے سلطان کا حال زبون ہے
سب کو اوسکی زندگی سے مایوسی ہے چاہئے کہ شہزادہ عثمان خان کی حفاظت میں زیادہ
اہتمام کرو۔ عمدۃ الملک نے جاکر جب غزنین خان سے اس خط کا مضمون عرض کیا تو وہ نہایت
مسرور ہوا اور اردو میں آگیا۔ خان جہان عارض ممالک اور خواجہ سراؤں نے جو عثمان خان
کے ہوا خواہ تھے یہ مشورہ کیا کہ علی الصباح محمود خاں کی اطلاع بغیر سلطان کو پالکی میں منڈو کو
لیجائیں اور عثمان کو قید سے نکال کر بادشاہ بنائیں دوسرے روز وہ سلطان کو پالکی میں
منڈو کو لیجاتے تھے کہ سلطان کا دم نکل گیا محمود خاں و شہزادہ غزنین خان بھی یہاں
آگئے محمود خان نے بارگاہ سلطانی کھڑا کیا اور تجہیز و تکفین میں معروف ہوا۔ امرا اپنے اپنے
ڈیروں میں چلے گئے۔ بعد تجہیز و تکفین کے محمود خان نے باواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ
نے خدا کے حکم سے وفات پائی اور غزنین خان کو کہ خلف الصدق اسکا ہے اپنا ولیعہد
اور قائم مقام مقرر کیا تہا۔ اب جو کوئی اوسکے موافق ہے بیعت کرے اور جو مخالف ہے وہ لشکر

ایلچی گری کے لئے طلب کرتا ہے اونکو یہ خیال تہا کہ وہ آجائیگا تو ہم سب ملکر اوسکو مار ڈالیں گے مگر
سلطان کی وفات سے محمود خان آگاہ تہا۔ اوسنے کہا کہ میں نے شغل دنیا چہوڑا اب میں یہ چاہتا
ہوں کہ جب تک زندہ رہوں سلطان ہوشنگ کے مزار کی جاروب کشی کرتا رہوں۔ باوجود اس ارادہ
کے اس سبب کہ میرے مغز و استخوان نے دولت سلطان ہوشنگ سے پرورش پائی ہے۔ اگر امرا
میرے گہر آئینگے اور تمام شقوق و تدابیر کو بیان کرینگے تو جو قرار پائیگا اُسے سلطان سے عرض
کر دیا۔ ملک بایزید شیخا نے کہا کہ محمود خان کو ابہی سلطان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی ہے اگر
سب امرا اوسکے گہر چلینگے تو اوسکو دولت خانہ میں ساتہہ لے آئینگے پہر اوسکا دم نکال لینگے
ملک شیخا کے کہنے سے محمود خان کے گہر امرا گئے۔ اوسنے اُنسے پوچہا کہ سلطان مست ہی یا ہشیار
اوسنے اپنے آدمیوں کو چہپا رکہا تہا وہ دفعۃً ان امرا پر آن گرے اور اونکو قید کرکے موکلوں کے
حوالہ کیا۔ اس واقعہ سے جو امرا مسعود خان پاس موجود تہے اونکو غیرت آئی۔ اونہوں نے چتر
ہوشنگ شاہ کی قبر پر سے لاکر مسعود خاں کے سر پر رکہا محمود خاں یہ حال سُنکر سوار ہوا اور
دولت خانہ کی طرف آیا کہ شاہزادہ مسعود کو گرفتار کرکے اپنی کارسازی کرے جب وہ دولت خانہ
کے قریب آیا تو تیر و نیزہ سے شام تک لڑائی رہی جب آفتاب غروب ہوا تو شاہزادہ مسعود خان
و شاہزادہ عمر خان اور امرا بہاگ گئے دولت خانہ خالی ہوا۔ محمود خان اسمیں گیا۔ باپ کے
بلانے کے لئے خان جہان کو بہیجا کہ سلطنت آپکا حق ہے جلد آئیے۔ اور تخت سلطانی پر
جلوس فرمائیے۔ جہان بان کا ہونا جہان میں ضرور ہے اگر تخت بادشاہ سے خالی رہا تو ایسے
فتنے پیدا ہونگے کہ اونکا تدارک مشکل سے ہوگا مملکت مالوہ وسیع ہے۔ ابہی مفسد و متمرد خواب
سے بیدار نہیں ہوئے کہ ہر طرف فتنہ برپا نہیں ہوا۔ باپ نے جواب دیا کہ بادشاہ وہ ہوتا ہے
جو علو نژاد و کمال سخاوت و شجاعت و زیادتی عقل سے موصوف ہو۔ ویسے مہمات سلطنت کو
رونق ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ یہ صفات کہ سلاطین میں ہوتی ہیں تجہہ فرزند میں موجود ہیں تو
بساط سلطنت پر قدم رکہہ غرض وہ نیک مہورت میں تخت پر بیٹہا سب امرا اور بزرگوں نے اوسکو تہنیت
پر بیعت کر کے سلطنت کی مبارکباد دی۔ ایام سلطنت سلطان محمد شاہ غوری کی ایک سال اور چند ماہ تہی +

حاقی لنسیان پر رکھا اور شرب مدام کی عادت کی - اس سبب سے قدیمی دولت خواہوں کو
انتقال سلطنت و زوال دولت غوریہ کا وہم ہوا اونہوں نے ایک حرم کو پیغام بھیجا - کہ
محمود خان کے دماغ میں زاغ حرص نے عجب و پندار کا بیضہ دیا ہے - اوسکو یہ فکر ہے کہ
کہ سلطان کو درمیان سے اٹھا کے خود سریر سلطنت پر بیٹھ جائے - تو سلطان محمد نے آدمیوں کے
ساتھ اتفاق کر کے یہ چاہا کہ پہلے اسکے کہ اوسکا خیال فاسد وقوع میں آئے اسکا کام تمام کیا
جائے - جب محمود خان کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے کہا کہ الحمد للہ علی کل حال کہ نقض عہد میری جانب
سے نہیں ہوا وہ اپنے کار کے فکر میں تیاری میں ہر وقت رہنے لگا - حزم و احتیاط کے ساتھ
سلطان محمد کے سامنے آمد و شد کرتا - جب سلطان محمد نے یہ محمود خان کی ہوشیاری دیکھی تو
اوسکو خوف و ہراس زیادہ ہوا - ایکدن وہ محمود خان کا ہاتھ پکڑ کے حرم میں لے گیا اور
اپنی بیوی کو کہ محمود خاں کی بہن تھی حاضر کیا - اور کہا کہ میں محمود خان سے کہتا ہوں کہ
میرے گناہ کو بخش دے اور مجھے توقع ہے کہ تو مجھے آزار جانی نہیں پہنچائیگا - امور سلطنت بے
نزاع و مخالفت تجھے مبارک ہوں محمود خان نے کہا کہ سلطان جو اس طرح کی باتیں کہتا ہے
اُسنے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی خاطر سے عہد و سوگند فراموش ہو گئے - اگر کسی منافق نے
اپنی غرض فاسد کے سبب سے جناب سے کچھ معروض کیا ہے تو آخر میں وہ خجل و شرمسار ہوگا
اگر میری جانب سے سلطان کی خاطر میں کوئی دغدغہ ہے میں اب تنہا ہوں کوئی
نہیں ہے کہ میری طرف سے مزاحمت و ممانعت کرے ؎

اگر سر مہر داری اینک دل در سر قہر داری اینک جان

طرفین سے ملائمت و چاپلوسی کی باتیں ہوئیں مگر سلطان پر خفیف العقل ہونے کے سبب سے
واہمہ غالب تھا - ہر لحظہ ایسی ادائیں کرتا جس سے نا اعتمادی صادر ہوئی - محمود خان نے سلطان
کے ساقی کو بہت سا روپیہ دیکر شراب میں زہر ملوادیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا جب امرا کو اس پر
اطلاع ہوئی تو اونہوں نے مسعود خان بن سلطان محمد کو کہ تیرہ سال کا تھا تخت پر بٹھایا اور
سلطان کی وفات کو چھپایا - اعد محمود خان کو ملک بایزید شجاع کی زبانی کہلا بھیجا کہ سلطان گجرات

فساد برپا کیا۔ روز بروز اوسکی جمعیت اور قوت بڑہتی گئی اور وہ فتنہ انگیزی بڑہاتا گیا۔ اعظم ہمایوں
نے اوسکو پند و نصیحت کی جب کچھہ اثر نہ ہوا تو تاج خان کو اوسکے دفع کے لئے بھیجا۔ یہ مدت تک
قلعہ اسلام آباد پر جھوڑا کیا کچھہ کام نہ کرسکا تو محمود خان سے کمک کی التماس کی۔ اسی حال
میں مخبر خبر لائے کہ ملک جہاد نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں علم مخالفت
بلند کیا۔ محمود خان نے باپ ملک مغیث المخاطب اعظم ہمایوں خان جہان کو اس باغی گروہ
کی تادیب کے لئے اور مہام ملکی کے سرانجام کے لئے رخصت کیا۔ اوسنے تاج خان سے مل کر
اطراف اسلام آباد کو گھیر لیا۔ احمد خان کو بہت سمجھایا کہ فتنہ سے باز آئے مگر وہ نہ سمجھا قوام خان
نے بھی شاہزادہ احمد خان کی کمک بھیجی جب محاصرہ کو طول ہوا تو اعظم ہمایوں نے ایک مطرب
سے سازش کرکے یا کسی اور طرح سے احمد خان کو شراب میں زہر دلواکر مارا۔ قلعہ اوسی روز
مسخر ہوگیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد گیا۔ راستہ میں اعظم ہمایوں کے لشکر سے قوام خان بھیلسہ کو
بھاگ گیا۔ اعظم ہمایوں ہوشنگ آباد پہنچا ملک جہاد میں مقاومت کی قوت نہ تھی تمام اسباب
و اشیا چھوڑکر کوہ پایہ گونڈوارہ میں چلا گیا۔ گونڈوں کو جب معلوم ہوا کہ وہ اپنے خداوند سے
روگردان ہوا ہے تو ہجوم عام کرکے اوسکی راہ کو روکا اسباب و اموال اسکا لوٹا۔ اور اوسکو
قتل کیا۔ اعظم ہمایوں اس خبر کو سنکر بہت مسرور ہوا قلعہ ہوشنگ آباد میں آیا۔ یہاں ایک اپنا
معتمد مقرر کیا نصرت خان کی گوشمالی کے لئے چندیری کو چلا گیا جب وہ منزل پر آیا تو نصرت خان
اوسکے استقبال کو آیا اور اپنے اعمال ناپسندیدہ سے چشم پوشی کا خواستگار ہوا۔ اوس
جرائم کی تحقیقات کے بعد اعظم ہمایوں نے نصرت خاں سے چندیری لیکر ملک الامرا حاجی کالو
کو سپرد کی اور بھیلسہ کو روانہ ہوا معتبر آدمیوں کو بھیجا کہ قوام خاں کو راہ راست پر دلالت کریں
مگر اوس سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا جب وہ نہایت تنگ ہوا تو بھیلسہ سے بھاگ گیا اعظم ہمایوں
اس طرف کی مہمات سے خاطر جمع کرکے منڈو کی طرف متوجہ ہوا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
احمد شاہ گجراتی مالوہ کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے شاہزادہ مسعود خان جو سلطان محمود غوری سے
امان پاکر گجرات میں گیا تھا۔ ایک بزرگ فوج اور ۲۰ ہاتھی لئے چلا آتا ہے اعظم ہمایوں جلدی سے

ذکر سلطنت سلطان محمود خلجی

کتب تاریخ اور خصوصاً تاریخ الفی میں لکھا ہو کہ غزنین خان کے مرنے کے بعد اولاد غوریہ مستاصل ہوئی اور دوشنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے اورنگ سلطنت مالوہ جلوس کیا۔ اسوقت اسکا سن ۳۴ سال کا تھا۔ کل بلاد مالوہ میں اوسکا خطبہ پڑہا گیا۔ کل امرا کو اوسنے عنایت و شفقت سے خورسند کیا۔ ہر ایک کا علاقہ اور مرتبہ زیادہ کیا۔ باپ کو عظم ہمایوں کا خطاب دیا چتر و ترکش سفید کہ شان سلاطین سے مخصوص تھا عطا فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ اسکے نقیب لیاول چوب طلا و نقرہ ہاتھ میں رکہیں جسوقت وہ سوار ہو یا اترے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہیں اس زمانہ میں یہ امر سلاطین کے ساتھ مخصوص تھا جب سلطنت نے اوسپر قرار پایا اوسنے علما و فضلا کی تربیت میں مصروف ہوا۔ جہاں ارباب کمال کو سنتا اونکو روپیہ بہیجکر طلب کرتا اپنے ملک میں ایک مدرسہ بنایا علما و فضلا و طلاب کے وظیفے مقرر کیے افادہ و استفادہ میں اونکو مشغول کیا۔ غرض اسکے زمانہ میں ولایت مالوہ پر شیراز و سمرقند حسد کرنے لگے جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام پایا۔ ملک قطب الدین سمنائی و ملک نصیر الدین جرجانی اور امراء ہوشنگ کی ایک جماعت نے حسد کے سبب سے ملک یوسف قوام خان سے اتفاق کرکے غدر کا ارادہ کیا اور رات سے ایک رات کو بام مسجد پر کہ دولت خانہ سے متصل تھا سیڑہیاں لگاکے اوپر چڑہے اور وہاں سے صحن سرا میں اُترے اور متردد تہے کہ کیا کریں اس اثناء میں محمود شاہ نے اپنے ترکش سے کئی آدمیوں کو زخمی کیا تو یہ جماعت جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے چلی گئی۔ ایک زخمی کو جو بہاگ نہیں سکتا تہا چھوڑ گئی۔ اوسنے ہر ایک کا نام جو اس غدر میں شریک تہے بتلا دیا سلطان نے ان سب کی سیاست کی اگرچہ سلطان زادہ احمد بن سلطان ہوشنگ و ملک یوسف قوام الملک و ملک نصیر الدین وغیرہ اس غدر کے سرغنہ تہے مگر اعظم ہمایوں نے اونکی تقصیرات کا استعفا کیا۔ شاہزادہ احمد خان غوری بن سلطان ہوشنگ کو اسلام آباد اور ملک یوسف قوام خان کو بھیلسہ اور ملک جہاد کو ہوشنگ آباد اور ملک نصیر الدین المخاطب نصرت خان کو چندیری اقطاع میں دیے گئے۔ شاہزادہ احمد خان نے اسلام آباد میں پہنچکر فتنہ

اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے باہر جاکر ملک کی محافظت کرے - وہ سارنگپور کی طرف روانہ ہوا تاج خان اور منصور خان کو اپنے سے پہلے روانہ کیا سلطان احمد شاہ نے ملک حاجی علی کو محافظت کے لئے مقرر کر رکھا تھا حاجی خان سے تاج خان اور منصور خان کی لڑائی ہوئی ملک حاجی بھاگ کر احمد شاہ پاس خبر لیکر گیا کہ سلطان محمود خلجی سارنگپور کو جاتا ہے شاہ احمد شاہ نے سارنگپور قاصد بھیجا کہ شاہزادہ محمد خان پہلے اس سے کہ سلطان محمود سارنگپور پر پہنچے اس سے اجین میں ملے - وہ باپ سے اجین میں ملا - ملک اسحاق بن قطب الملک مقطع سارنگپور نے سلطان محمود خلجی کو عریضہ بھیجا - اول اپنے اس جرم کی معافی چاہی کہ اوسنے شاہزادہ محمد کو سارنگپور حوالہ کر دیا تھا - اور پھر یہ لکھا کہ محمد خان حضور کے آنے کی خبر سنکر سارنگپور سے اجین کو چلا گیا لیکن شاہزادہ عمر خان نے سارنگپور کی تسخیر کے قصد سے اپنے سے آگے ایک فوج بھیجی ہے اور پیچھے اوسکے وہ چندیری خود جائیگا سلطان محمود نے عریضہ کو پڑھ کر ملک اسحاق کی تقصیرات کو معاف کیا اور تاج خان کو فوج کے ساتھ آگے بھیجا کہ سارنگپور پر جلد جاکر قبضہ کرے اور پھر خود لشکر گراں کے ساتھ آیا یہاں آنکر اوسنے ملک اسحاق کو دولت خان کا لقب دیا اور خزانہ شاہی سے دس ہزار تنکہ دئے اور علم و سطاس اور زر دوزی قبائیں دیں اور اوسکی تنخواہ دو چند کر دی اور اہل شہر نے سرداروں کو کچھ گھوڑے اور پچاس ہزار تنکہ انعام دئے - اب سارنگپور میں اس باہر جاسوس خبر لائے کہ شاہزادہ عمر خان بھیلسہ کو جلا کر سارنگپور کی سرحد میں آیا - اور سلطان احمد شاہ گجراتی بتیس ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر اجین سے چلا ہے اور سارنگپور کو آتا ہے سلطان محمود نے عمر خان کے دفع کرنے کو مقدم جانا - آخر شب کو عازم ہوا جب دونو لشکروں میں کوہ (۱۲) میل کا فاصلہ رہا - نظام الملک و ملک احمد سلحدار کو بھیجا کہ وہ جنگگاہ کا ملاحظہ کریں علی الصباح چار فوجوں کو ترتیب دیکر سلطان زادہ عمر خان کی طرف راہی ہوا عمر خان بھی محمود خان کی نہضت سے خبردار ہوا اور اوسنے ایک لشکر مقابلہ کے لئے بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے گھات میں بیٹھا - اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود کو اطلاع دی کہ عمر خان پہاڑ کے پیچھے چھپا بیٹھا ہے محمود خلجی اوسکی طرف

قلعہ منڈو میں گیا سلطان گجرات نے قلعہ منڈو کا محاصرہ کیا محمود شاہ باپ کے آنے سے خوش ہوا۔ ہر روز ایک جماعت کو قلعہ سے باہر لڑنے کے لئے بھیجا۔ اسکا ارادہ ہوتا کہ قلعہ سے باہر نکل کر غنیم سے لڑے مگر امراء ہوشنگ کے نفاق کا خار دامن گیر ہوتا۔ اوسکے دل میں اپنے خویشوں اور اپنے تربیت یافتوں کی طرف سے خطرہ تھا اونکو اپنا اعدا جانتا تھا مگر اپنے بذل عطا وجود وسخا سے تنگنا محاصرہ میں سب آدمیوں کو آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقیر وغریب کو غلہ دیتا فقرا اور مساکین کے لئے لنگر خانے جاری تھے۔ طعام پختہ وخام اونکو پہنچتا تھا۔ اس سبب سے آدمی اوسکے دوست ہوگئے تھے اسکی سخاوت کے سبب سے اوسکے لشکر میں بہ نسبت سلطان احمد کے اردو کے غلہ ارزاں بکتا تھا بعض امرا مثل سید احمد وصوفی خان ولد عماد الملک و ملک شرف و ملک محمود بن احمد سلاحدار و ملک قاسم و ملک قیام الملک کو جو سلطان احمد سے نفاق رکھتے تھے اون کو روپے اور جاگیروں کا وعدہ کرکے محمود خان نے اپنے پاس بلالیا اس سبب سے سلطان گجرات کے کام میں شکستگی آگئی سلطان احمد شاہ گجراتی کے لشکر کی ایک جماعت کی صلاح سے سلطان محمود نے شب خون مارنے کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان نے کہ سلطان ہوشنگ کا دوات دار تھا سلطان احمد کو خبر کردی جب سلطان محمود خلجی کی افواج قلعہ سے نیچے آئیں تو اونہوں نے غنیم کے لشکر کو ہوشیار پایا تمام راہیں مسدود دیکھیں باوجود اسکے زور بازو سے جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق تک لڑائی رہی طرفین سے بازار محاربہ گرم رہا۔ ایک خلق کثیر کشتہ ہوئی صبح کو شاہ خلجی قلعہ میں آیا اسی زمانہ میں مخبر خبر لائے کہ شہزادہ عمر خان کہ منڈو سے گجرات اور گجرات سے رانا پاس گیا تھا۔ مالوہ کے فساد کی خبر سنکر چندیری میں آیا اہل چندیری اور سپاہ نے ملک لاامراحاجی کالو کے ساتھ غدر مچایا اور عمر خاں کو سردار بنایا اس سبب سے احمد شاہ گجراتی نے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد خاں کو پانچ ہزار سوار اور بیس ہاتھی دیکر سارنگپور بھیجا کا حاکم بھی مخالفت سے مل گیا سلطان محمود خلجی نے جب یہ سنا تو مجلس مشورہ جنگ کو جمع کیا اسمیں یہ قرار پایا کہ یہاں قلعہ میں اعظم ہمایون رہے اور حصار کے ضبط وربط میں مصروف رہے

ومال و اسباب سمیت اردو بازار میں گذریں کہ آدمیوں پر اوسکی راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہو (یا اونکی طاعت) اونہوں نے یہی عمل کیا اور سلامت باہر چلے گئے سلطان محمود ان حدود کا انتظام کرکے مراجعت کرنی چاہتا تہا کہ جاسوس خبر لائے کہ ڈونگر سین اور راجہ گوالیار نے جنوب کی طرف کوچ کرکے قلعہ ترور کا محاصرہ کیا ہے سلطان محمود اس سبب سے پریشان تہا کہ برسات کا موسم تہا اور محاصرہ پر بہی ایک مدت گذر گئی تھی۔ مگر وہ متواتر کوچ کرکے گوالیار کا عازم ہوا۔ وہاں پہنچکر نہیب و تاراج شروع کی۔ قلعہ سے راجپوت باہر آنکر لڑے۔ محمود شاہی فوج کے صدمہ سے بہاگ کر قلعہ کے سوراخوں میں گھسے۔ ڈونگر سین گوالیار بہاگ گیا قلعہ ترور کو خلاصی ہوئی سلطان منڈو کو چلا۔ ۸۴۳ھ میں روضہ سلطان ہوشنگ کی عمارت کو اور مسجد جامع کو رام پوری دروازہ کے قریب تعمیر کرایا۔ اس برج و ستائیس مینار اور تین سو ساٹہہ محرابیں تہیں +

۸۴۴ھ میں امراء میوات اور اکابر و معارف دار الملک دہلی کی متواتر عرائض آئیں کہ سلطان محمد مبارک شاہ اپنی سلطنت کے کاموں کو نہیں کرسکتا اسلئے ظالموں اور غالبوں کا ہاتہہ دراز ہورہا ہے اور انکے جبر و ستم برپا ہیں امن و امان نام کو نہیں خلعت سلطنت قضا و قدر کے خیاط نے آپکے قد پر سیا ہی اسلئے یہاں کے رہنے والے چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی رغبت سے بیعت کریں سنہ مذکور کے آخر میں سلطان لشکر آراستہ کرکے دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ ہنڈون کے قریب یوسف خان ہنڈولی اوسکی خدمت میں آیا۔ یہاں سے آگے کوچ کیا سلطان محمد شاہ لڑنے آیا جب دونو لشکر نزدیک آئے تو باوجودیکہ اس پاس لشکر بہت تہا مگر ایسا ہراسان ہوا کہ اوسنے محمود خلجی کی لڑائی سے اجتناب کیا اور دہلی سے پنجاب جانے کا ارادہ کیا پہر امرا کی سرزنش سے اونکو کہا کہ میری سواری کی ضرورت نہیں ہے تم خود لشکر آراستہ کرکے شاہزادہ کو ہمراہ لے جاؤ اور ہنگامہ کارزار گرم کرو۔ حسب الحکم امرا اونسے کے لئے باہر آئے اور ملک بہلول لودہی کہ سلطان محمد شاہ کے نوکروں میں تہا اور تیر اندازونکی جمعیت اس پاس خوب تہی مقدمہ لشکر میں روانہ ہوا جب سلطان محمود خلجی نے سنا

متوجہ ہوا۔ عمر خان نے اپنے ہمراہی سپاہیوں سے کہا کہ نوکر کی کسر ناموس بھاگنے سے ہوتی ہے اور بھاگنے سے مرنا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر اوسنے سلطان محمود خلجی کی سپاہ پر حملہ کیا اور دستگیر ہوا سلطان محمود نے اوسے قتل کرایا۔ اوسکا سر نیزہ پر لگا کے چندیری کے لشکر کو دکھایا جس سے اوسکے سرداروں کے ہوش اُڑ گئے اونہوں نے پیغام دیا کہ آج نہیں کل علی الصباح خدمت میں حاضر ہو کر تجدید بیعت کرینگے اس قرارداد پر دونوں فوجیں اپنے اپنے مقاموں میں گئیں۔ رات کو لشکر چندیری کا لشکر اپنی ولایت کو روانہ ہوا۔ اوسنے ملک سلیمان بن مشیر الملک غوری کہ سلطان زادہ عمر خان کا نزدیک کا رشتہ دار تھا سلطان شہاب الدین خطاب دیکر سلطان بنایا سلطان محمود نے اوسکے دفع کے واسطے فوج متعین کی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کا عازم ہوا۔ ابھی مقابلہ نہ ہوا تھا کہ لشکر احمد آباد کے بعض صالحین نے خواب میں آنحضرت کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بلائے آسمانی نازل ہوئی ہے سلطان احمد سے کہدو کہ وہ اس دیار سے خیر سے سلامت چلا جائے۔ جب احمد شاہ سے یہ خواب بیان کیا گیا تو اوسنے اوسپر التفات نہیں کیا۔ دو تین روز میں احمد شاہ کے لشکر میں ایسی وبا آئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ احمد شاہ گجراتی ناچار و بیمار ہو کر گجرات کو روانہ ہوا اور شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آیندہ میں یہ دیار لیکر تجھکو تفویض کیا جائیگا سلطان محمود قلعہ منڈو میں آیا اور سترہ روز میں لشکر کا سامان تیار کر کے چندیری کے فتنہ کو دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا سلطان شہاب الدین امرا کے ساتھ حصار چندیری سے باہر آیا۔ مگر طاقت مقاومت نہیں رکھتا تھا بھاگ کر حصار میں گیا اور دو تین روز میں مرگ مفاجات سے مر گیا۔ امراء چندیری نے ایک اور کو سلطان شہاب الدین بنایا اور جنگ کرنے حصار سے باہر آئے مگر پھر بھاگ کر حصار میں گئے۔ محاصرہ پر آٹھ مہینے گذر گئے تو سلطان محمود خود ایک رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور اوسکے بعد اور دلاور چڑھے تو حصار فتح ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر قتل ہوئی ایک گروہ اس قلعہ میں متحصن ہوا کہ بالائے کوہ تھا بعد چند روز کے اوسنے امان مانگی سلطان محمود نے اس شرط پر امان دی کہ وہ زن و فرزند

اسکے آدمی کو پوچہا نہیں جب سارنگپور کی نواح میں آیا تو اعظم ہمایون کی التماس سے نصیر شاہ کے قصور معاف کرکے اوسکے ایلچی کو بلایا اور پیشکش لی۔ نصایح و مواعظ لکھہ کر بہیجے۔
سارنگپور سے حوالی چیتوڑ کو روانہ ہوا۔ جب دریاء بناس سے عبور کیا تو ہر روز افواج کو بہیجکر ولایت چیتوڑ کو ویران کیا۔ آدمیون کو قید کیا۔ بتخانون کو ڈہایا اونکی جگہ مساجد کو بنایا۔
ہر منزل مین تین چار روز توقف کرتا تہا۔ جب حوالی کومبل میر میں کہ اس دیار کے اعظم قلعون میں سے ہے آیا وہان رانے کنبھا کا وکیل بینی رائے دیپ چند محصن تہا اوسنے کارزار میں ہاتہہ پاؤن ہلائے قلعہ کے محاذی ایک بتخانہ بنا ہوا تہا اوسکے گرد حصار تہا وہ ذخیرہ اور آلات حرب سے بہرا ہوا تہا۔ سلطان نے اوسکو ایک ہفتہ میں فتح کرلیا اور بہت رجپوتون کو لوٹا اور مارا اور اسیر کیا۔ بتخانہ میں لکڑیاں بہر کر آگ لگائی اور پہر اوسکی دیوارون پر ٹھنڈا پانی ڈالا تو طرفۃ العین میں وہ عمارت کہ چند سال میں بنی تہی شکستہ ہوگئی اور بتوں کو قصابون کے حوالہ کیا کہ گوشت فروشی کی ترازو کے باٹ بنائیں بت بزرگ کو کہ بصورت گوسفند سنگ مرمر کا بنا ہوا تہا اوسکا چونہ بناکے پانون مین رجپوتون کو کھلایا کہ وہ اپنے معبود کو آپ ہی کھائیں۔ اب وہ چیتوڑ کی طرف چلا کوہ چیتوڑ کے دامن میں ایک قلعہ تہا اوسکو لڑکر فتح کیا۔ بہت راجپوتوں کو قتل کیا۔ وہ چیتوڑ کے محاصرہ کی تیاری کررہا تہا کہ رانا کنبھا قلعہ سے بہاگ کر کوہ پایہ میں کہ اس نواح میں ہے چلا گیا۔ سلطان اوسکے تعاقب پر متوجہ ہوا۔ چند فوجیں ہر طرف اوس کے پکڑنے کے واسطے جدا جدا بہیجیں۔ حسب اتفاق ایک فوج سے سخت لڑائی ہوئی۔ رانا شکست پاکر قلعہ چیتوڑ میں آیا۔ سلطان محمود نے قلعہ کے محاصرہ کے لئے ایک فوج کو نامزد کیا خود ولایت کے سرے پر مقیم ہوا۔ ہر روز باج و تاراج کے لئے سپاہ بہیجتا تہا اعظم ہمایون کو طلب کیا کہ وہ راجبتو ناتک کہ اطراف مندسور میں واقع ہیں متصرف ہو۔ مگر اعظم ہمایون مندسور میں آکر بیمار ہوا اور مرگیا۔ سلطان باپ کے مرنے سے بہت غمزدہ ہوا اور بہت رویا۔ اور اضطراب و اضطرار کے سبب سے اپنے تئیں مجروح کیا۔ قلعہ مندسور مین جاکر باپ کی نعش روانہ کی۔ تاج خان کو کہ خویش و عارض لشکر تہا اعظم ہمایون کا خطاب دیا اور مراجعت کی

کہ بادشاہ خود لڑنے نہیں آیا تو اوسنے بھی چند ہزار منتخب سوار مہیا کرکے سارے لشکر کو اپنے چرخی
سلطان غیاث الدین اور فدائی خان کے ہمراہ لڑنے کے لئے بھیجا۔ ظہر سے شام تک طرفین سے
لڑنے والوں نے داد مردانگی دی اور آخر کو جانبین نے طبل بازگشت بجایا اور اپنی منازل
میں گئے۔ اس شب سلطان محمود نے خواب میں دیکھا کہ چند اوباش و بلے باک قلعہ منڈو سے نکلے
ہیں اور ہوشنگ کی قبر پر سے چتر لائے ہیں کسی مجہول النسب شخص کے سر پر رکھا ہے
جب صبح ہوئی تو اوسمیں تردد اور بے مزگی کا اثر ظاہر ہوا اور اس اندیشہ میں ہوا کہ کیا
کرے جو واپس جانے کی تقریب ہو اور مالوہ میں سلامت پہنچ جائے کہ ناگاہ بادشاہ محمد شاہ
نے جو عدم شجاعت اور قلت عقل سے موصوف تھا صلحا و علما کی ایک جماعت کو صلح کے واسطے
بھیجا سلطان محمود خلجی فی الحال ظاہر میں اونہیں سنت رکھکر مالوہ کو روانہ ہوا بحسب اتفاق
شب مذکور کو اوباشوں کی جماعت نے منڈو میں فتنہ و فساد برپا کیا تھا اعظم ہمایوں نے اوسے
مٹا دیا تھا بعض تواریخ میں یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود پاس خبر آئی تھی کہ سلطان احمد شاہ
گجراتی مالوہ کی عزیمت رکھتا ہے اسلئے اوسنے مراجعت کی یہ روایت صحت سے اقرب ہے۔
القصہ ۸۵۵ھ میں سلطان محمود خلجی منڈو میں پہنچ گیا اور اسی سال میں ظفر آباد نعلچہ میں
ایک باغ بنایا اور اوس میں بلند گنبد اور چند قصر بنائے پھر اوسنے اپنے لشکر کا سامان
درست کیا اور ۸۵۶ھ میں راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے چتوڑ روانہ ہوا۔ اوسی وقت میں اوسکو
نصیر ولد عبد القادر ضابط کالپی کی بے اعتدالی کی اطلاع ہوئی کہ اوسنے اپنا لقب نصیر شاہ
رکھا اور استقلال کا دم بھرا اور اکابر و اہالی ولایت کے خطوط آئے کہ نصیر شاہ نے شریعت
کے صراط مستقیم سے قدم باہر رکھا۔ زندقہ و الحاد کی راہ پر چلا اور اونہوں نے اسکے ظلم و تعدی کی
فریاد کی سلطان محمود کالپی کو روانہ ہوا نصیر شاہ نے اوسکی خبر پاکر اپنے معلم علی خان کو
تحف و ہدایا کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ جو کچھ میرے حق میں کوئی
نے کہا ہے سراپا کذب افترا ہے اسلئے میں نے ایک صادق القول آدمی کو بھیجا ہے اوسے
دریافت کر لیجئے اگر یہ امر سچ ہو تو مجھے جو چاہئے سزا و جزا دیجئے کچھ دنوں سلطان محمود نے

یہ استدعا کی کہ نصیر خان آپ کی مرضی کے موافق افعال ذمیمہ سے تائب ہوا۔ طریق شریعت پر
چلنے لگا اور سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے وہ مالوہ سے ملتجی رہا ہے۔ توقع یہ ہے کہ مضمون التائب
من الذنب کمن لا ذنب لہ (جو گناہ سے توبہ کرتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے کہ گناہ
نہیں کیا تھا) کو ملحوظ و منظور رکھکر اوسکے جرایم پر قلم عفو کھینچکر اوسکی ولایت اسی کو دیدیجے
سلطان محمود پاس علی خان آیا۔ مگر سلطان شرقی نے اوسکو جواب شافی نہیں دیا لیت و لعل
کیا۔ محمود شاہ خلجی نے جمعیت و مردانگی کے سبب نصیر کی حمایت اپنی ہمت پر لازم جانی
۲ شوال ۸۴۸ھ کو چندیری کو روانہ ہوا۔ یہاں نصیر شاہ اوسے آنکر ملا سلطان ایرج و
تھاندیر کی طرف چلا جب سلطان محمود شرقی کو یہ خبر ہوئی تو وہ بھی ایرچ میں آیا
مبارک خان کو جو باپ دادا کے وقت سے یہاں حکومت کرتا تھا مقید کر کے ہمراہ لے گیا اور یہاں
سے دریا جمن کی سنگلیون میں اترا جنکی راہ ایسی تنگ تھی کہ وہاں آنا غنیم کی قدرت سے
باہر تھا اور اپنے لشکر کے گرد خوب استحکام کیا۔ محمود خلجی اوسے چھوڑ کر کالپی کا عازم ہوا سلطان
شرقی بھی کالپی کو چلا اس اثنا میں فوج خلجی کے بہادروں نے سلطان شرقی کی بنگاہ کو لوٹا
وہ پھر کر اپنے آدمیون کی حمایت کے لئے لڑا شام تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا سورج
ڈوبنے کے بعد لشکر اپنے مقامون میں گئے۔ برسات کا موسم قریب تھا سلطان خلجی فتح آباد
میں آیا۔ یہاں ہفت منزلہ قصر بنایا۔ اس اثناء میں قصبہ ایرچ کے آدمی مبارک خان کے ظلم و
تعدی کے فریادی ہوئے وہ پھر یہاں حاکم مقرر ہو گیا تھا سلطان خلجی نے ملک اشرف
مظفر ابراہیم حاکم چندیری کو ایرچ بھیجا۔ سلطان شرقی نے ملک کالو کو اوسکے مقابلہ کے
لئے بھیجا راٹھ (قصبہ راتہ) میں دونو کی لڑائی ہوئی ملک کالو بھاگ گیا۔ پھر ان دونو میں لڑائی نے طول
کھینچا۔ طرفین سے مسلمان کشتہ ہوئے شیخ چاند جو اکابر وقت سے تھا کشف و کرامات میں
مشہور تھا سلطان شرقی کے استصواب سے صلح کے باب میں ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا
ان شرائط پر صلح قرار پائی اول الفعل سلطان شرقی قصبہ راتہ (راٹھ) و مہوبہ نصیر خان کے
حوالہ کرے دوم جب سلطان خلجی کی مراجعت مانڈو پر چار مہینے گذر جائیں تو خطہ کالپی بھی

برسات کا موسم آگیا تہا بلند زمین پر قیام کیا اور چتوڑ کے محاصرہ کو برسات کے بعد موقوف کیا
رائے کنبہا نے شب جمعہ ذی الحجہ ۸۴۶ہجری کو دس ہزار سواروں و چھہ ہزار پیادوں سے شبخون مارا
سلطان نے حزم و احتیاط سے لشکر کی ایسی محافظت کی تہی کہ رائے کنبہا اوس کا کچھہ نہ کر سکا
اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے رائے کنبہا پر شبخون مارا رانا
زخمی ہو کر چتوڑ کو بہاگا۔ رجپوت بہت مارے گئے اور لشکر محمودی کو بہت غنیمت ہاتھہ آئی سلطان محمود نے
چتوڑ کی فتح کو دوسرے سال پر ٹالا اور خود منڈو کو چلا آیا آخر ذی الحجہ سنہ مذکور مین مدرسہ اور
منارہ ہفت منظری کے محاذی جامع مسجد ہوشنگ شاہی کی بنیاد ڈالی +

۸۴۷ہجری میں سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور کا رسول تحف و ہدایا لیکر
منڈو میں آیا اور بعد سوغات دینے کے زبانی پیغام دیا کہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے شریعت کو
ترک کیا اور روزہ نماز چہوڑا۔ الحاد و زندقہ کا مذہب اختیار کیا مسلمان عورتون کو رنڈیوں کے
حوالہ کیا کہ انکو گانا ناچنا سکہائیں چونکہ سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے کالپی کے حکام مالوہ کے
منتسبوں میں سے ہوتے ہیں اسلئے لازم و واجب معلوم ہوا کہ اوسکے احوال پر آپکو اطلاع
دیجاتی ہے اگر اوسکی تادیب گوشمالی کی فرصت آپ کو نہ ہو تو اینجانب کو ارشاد ہو کہ اوسکی گوشمالی
ایسی کی جائے کہ اوروں کو عبرت ہو۔ سلطان محمود خلجی نے جواب دیا کہ زیادہ تر لشکر ہمارا مندسور
کی تادیب کے لئے گیا ہوا ہے آپ نصرت دین کو پیش نہاد ہمت کیا آپکو مبارک ہو
قاصد و رسول کو خلعت و تحف دیکر رخصت کیا۔ برہمنوں کی شادی بڑی دہوم دہام سے
اسنے سلطان شرقی نے خبر کو سلطان خلجی کا پیغام پہنچایا تو وہ بہت خوش ہوا اور نصیر شاہ کی
اور تہا سلطان خلجی ... طرف متوجہ ہوا۔ اور خواجہ
نصیر عبد القادر نے کالپی دیار سے نکال دیا نصیر نے محمود شاہ کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا
سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آجتک آپکے مطیع و خیر خواہ تہے اب سلطان محمود شرقی
... پر متصرف ہوا ہے آپ سے ملتجی ہوا ہوں اب بہی آپ کو فتنہ
... جانکر حدود چندیری کو جاتا ہوں سلطان محمود نے علی خان کو شاہ محمود شرقی پاس بہیجکر

سلطان محمود خلجی نے اوسکو عاجز و ضعیف جانکر اپنا سفر جاری رکھا سلطان محمد نے اس خبر
سُن کر اس سبب سے کہ اوسکے چار داہے بہت مر گئے تھے خیموں اور کارخانوں کو آگ لگا کر احمد آباد
کو روانہ ہوا سلطان محمود خلجی اس واقعہ پر مطلع ہو کر راہ سے پھرا اور آب مہندری کے کنارہ پر آیا
گوگا داس نے تیرہ لاکھہ تنکہ نقد و چند راس اسپ پیشکش میں دئے اور سلطان محمود کی خدمت
میں آیا خلعت پاکر رخصت ہوا سلطان اپنی دار السلطنت کو چلا راہ میں رای سمبر راجہ ایدر کو
پانچ مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تین لاکھہ تنکہ نقد انعام دیکر رخصت کیا۔ پھر وہ منڈو
میں آگیا یہاں ولایت اور سپاہ کا انتظام کیا۔

۸۵۵ھ / ۱۴۵۱ میں ایک لاکھہ سے زیادہ لشکر سلطان محمود لیکر گجرات کی فتح کے ارادہ سے چلا اپنے
قصبہ سلطان پور کا جاکر محاصرہ کیا۔ ملک علاء الدین سہراب کہ شاہ محمد شاہ گجراتی کا گماشتہ تھا او
کئی روز تک بڑی دلیری قلعہ سے نکل کر جنگ کو گرم کیا جب کمک کے پہنچنے سے مایوس ہوا امان طلب کرکے
سلطان محمود خلجی سے ملا سلطان نے اوسکے اہل و عیال کو منڈو بھیجدیا گویا اوسکو اول بنا لیا
اور اوسکو قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے روگرداں نہو۔ اور خطاب مبارز خانی کا دیا اور اپنے
لشکر کا مقدمہ بنایا۔ احمد آباد کی طرف کوچ بر کوچ کرتا ہوا چلا۔ اثناء راہ میں خبر آئی کہ سلطان
محمد شاہ گجراتی نے انتقال کیا اوسکا بیٹا قطب الدین اوسکا قایم مقام ہوا سلطان محمود نے
باوجودیکہ تخت گجرات چھیننے کا ارادہ تھا مگر کمال مروت سے سلطان قطب الدین گجراتی کو
خط لکھا اس میں باپ کی تعزیت کی اور سلطنت کی مبارکباد دی۔ باوجود اس حال کے
سلطان نے قصبہ بڑودہ کو خراب کیا اسیر و غارت کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا
کئی ہزار مومن و کافر گرفتار کئے قصبۂ مذکور میں چند روز توقف کرکے احمد آباد پر متوجہ ہوا
ملک علاء الدین وقت فرصت کا منتظر تھا اب اسکو فرصت ملی کہ سلطان قطب الدین کے پاس
بھاگ گیا۔ اوسنے سوگند کے وقت عہد کیا تھا کہ میں اپنے صاحب سے حرام نمکی نہیں کرونگا
اوسکو پورا کیا اور اوسنے کمال حلال نمکی کے سبب سے اپنے عیال و اطفال کو ترک کیا (یہہ
بطور اول کے منڈو میں تھے) سلطان محمود سرکیچ میں آیا جو احمد آباد سے دس میل پر ہے

نصیر خان کو دی جائے چار مہینے کی میعاد اس سبب سے مقرر ہوئی کہ اس مدت میں نصیر خان کے دین وملت کا حال معلوم ہو جائے۔ سوم دونو لشکر اپنے مقامون کو چلے جائیں۔ اس قرارداد کر سلطان محمود خلجی نے منڈو مین مراجعت کی۔

۸۴۹ھ میں سلطان خلجی نے ایک دارالشفا بنائی جسمیں ہر قسم کے مریضوں کے لیے مکانات جدا جدا تھے اور پاگل خانہ بھی تھا چند موضعے اوسکے خرچ ادویہ و دیا محتاج کے لئے مقرر کیے گئے۔

۴۔ رجب ۸۵۰ھ کو سلطان محمود مندل گڈہ کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور متواتر کوچ کرکے بناس کے کنارہ پر آیا۔ راناکنبہا میں طاقت مقاومت نہ تھی اس لئے وہ منڈل گڈہ میں متحصن ہوا۔ دوسرے تیسرے روز راجپوتوں نے قلعہ سے نکلکر مردانگی کا حق ادا کیا۔ مگر آخر کو عجز وانکسار کے ساتھہ پیشکش دینا قبول کیا سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کرکے مراجعت کی۔ تھوڑی مدت میں لشکر تازہ دم کرکے قلعہ بیانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا جب اس سے دو فرسخ (ہیل) پر پہنچا۔ محمد خان اس جگہہ کے ضابطہ نے اپنے بیٹے واحد خان کو سلطان کی خدمت میں بھیجا۔ اور سو گھوڑے اور ایک لاکھہ ٹنکہ نقد بر سم پیشکش ارسال کیے سلطان محمود نے اوسکو خلعت خاص نوازش فرماکر رخصت کیا۔ اور محمد خان کو قبائے زردوزی وتاج مکلل بجواہر وکمر زر واسپان تازی زین ولجام زرین سمیت بھیجے۔ محمد خان نے اس خلعت کو پہنکر سلطان محمود کی حمد وثنا کی اور بادشاہ دہلی کی بجائے سلطان خلجی کے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا سلطان محمود نے اپنی دارالسلطنت کی مراجعت میں قلعہ انندپور کو فتح کیا جو رنتھنبور کے پاس ہے اور تاج خان کو آٹھہ ہزار سوار اور پچیس ہاتھی دیکر قلعہ چتور کی فتح کے لئے بھیجا۔ خود راجہ کوٹہ وبوندی سے ایک لاکھہ پچیس ہزار ٹنکہ پیشکش لی اور منڈو کا عازم ہوا

۸۵۴ھ میں گنگاداس راجہ قلعہ چنپانیر نے پیشکش بھیجی اور عرضداشت لکھی کہ سلطان محمد شاہ ابن احمد شاہ گجراتی نے قلعہ چنپانیر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں آپ ہی سے التجا کرتا رہا ہوں اسلئے امداد اور دستگیری کا امیدوار ہوں سلطان محمود خلجی گنگاداس کی امداد پر متوجہ ہوا۔ راہ میں خبر لگی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی احمدآباد کی طرف پیشکش لینے گیا ہے

بہانہ بنا کے منڈو کا سید ہا رستہ لیا - راہ میں کولیوں اور بھیلیوں نے اوسکے لشکر کو بہت مضرت پہنچائی - الغرض سلطان نے اپنی ابتداء دولت سے آخر سلطنت تک صرف یہی ایک شکست پائی ۹۵۷ عیسے نبود شکست مردان ہزیمت مندویں نے لشکر کو درست کیا - شہزادہ غیاث الدین بندر سورت کے دیہات کو غارت کرکے آگیا سلطان کو نظام الملک وزیر اور اوسکے بیٹوں کے مکر و غدر و نفاق کی خبر پہنچی اونکی سیاست کی گئی +

۸۵۷ھ ۱۴۵۳ میں سلطان محمود خلجی نے آنزواڑہ کی ولایت کی عزیمت مصمم کی مگر سلطان قطب الدین والی گجرات کی طرف سے جمعیت خاطر نہ تھی اسلئے اوسنے صلاح یہ دیکھی کہ اول اوسسے مصالحت کرنی چاہیئے - پہر ولایت رانا کنبہا کی تسخیر میں مشغول ہونا چاہیئے - اس بات کو دلمیں رکھا اور استعداد لشکر کا حکم دیا اور منڈو سے دہار گیا - اور وہاں سے تاج خان کو آراستہ لشکر کے ساتھہ سرحد گجرات میں بہیجا کہ مقدمہ صلح کی تمہید کی جاسے - تاج خان نے وزراے سلطان غیاث الدین کو خط لکھہ کر حرب زبان ایلچیوں کے ہاتہہ بہجوائے اور پیغام دیا کہ طرفین کی عداوت اور نزاع سے خلایق کی پریشانی ہوتی ہے اور صلح اتحاد سے امنیت و رفاہ ہوتی ہے پس اس قیل و قال سے سلطان قطب الدین صلح پر راضی ہوگیا - طرفین سے اکابر و معارف درمیان مین آئے عہد و سوگند کے ساتہہ مصالحت نے استحکام پایا اور یہ قرار پایا کہ طرفین رانا کنبہا کے ملک میں جا کر حملہ کریں اور تمام ملک جو جنوب کی طرف متصل گجرات کے ہو اسکو عساکر قطبی تاخت و تاراج کرے اور اوسپر متصرف ہو اور بلاد اجمیر و میوات اور جو ملک مشرق و شمال میں ہو اوسپر لشکر مالوہ حملہ کرکے متصرف ہو اور احتیاج کی صورت میں امداد و معاونت ایک دوسرے سے دریغ نہ رکہیں +

۸۵۸ھ ۱۴۵۴ میں نواحی ہاروتی کے راجپوتون نے سرکشی کا علم بلند کیا تھا اونکی تنبیہ و تادیب پر سلطان محمود خلجی متوجہ ہوا اور قصبہ سہوتی میں بہت راجپوتوں کو مارا اور اونکے اطفال و عیال اسیر کرکے منڈو بہجوادئے وہاں سے گوالیار ہوتا ہوا بیانہ کا عازم ہوا - جب اوس کے قریب آیا تو داؤد خان ضابطہ بیانہ نے بڑی پیش کش بھیجی اور اخلاص ظاہر کیا سلطان نے

قطب الدین گجراتی موضع خان پور میں جو قصبہ مذکور سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے آیا۔ پھر دونو بادشاہوں کے لشکر برابر میں آئے سلطان محمود شب خون مارنے کے لئے سوار ہو کر اپنے لشکر سے باہر آیا۔ راہ برنے راہ بتانے میں خطا کی۔ تمام رات صحرا میں وہ کھڑا رہا صبح کو میمنہ میں لشکر سارنگ پور کو رکھا اور اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو اس فوج کا سردار بنایا میسرہ میں امرائے چندیری کو رکھا اور اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خاں کو اس سپاہ کا افسر بنایا خود قلب لشکر میں قرار کیا۔ کارزار پر متوجہ ہوا سلطان قطب الدین خان نے بھی لشکر گجرات کو آراستہ ترتیب صفوف سے کیا اور میدان جنگ میں آیا۔ مقدمہ فوج گجراتی سلطان مالوہ کے مقدمہ سے شکست پاکر بھاگا اور سلطان قطب الدین گجراتی کے پاس چلا گیا ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرار کبار سے تھا فوج میسرہ مالوہ سے جدا ہوا اور شاہ گجرات کے میمنہ حملہ آور۔ اوسکے سامنے گجرات کی فوج کے پاؤں نہ جمے ملک شرف نے اوسکا تعاقب سلطان قطب کے لشکر تک گیا اور غارت وتاراج کا ہاتھہ دراز کیا سلطان قطب الدین کے خزانہ میں داخل ہو کر اپنے تمام ہاتھیوں پر خزانہ کو بار کرکے اپنے لشکر کو ایک بار روانہ کیا۔ ہاتھی جب خزانہ پہنچا کر آئے اونپر دوبارہ خزانہ لادتا تھا کہ اوس پاس یہ خبر آئی کہ شہزادہ فدائی خاں کو لشکر قطب الدین خان نے ایسا تنگ کیا کہ فقط وہ جان بچا کر بھاگا۔ ملک شرف مظفر ابراہیم نے لوٹ کر چھوڑا اور ایک گوشہ میں گیا سلطان محمود خلجی تفرقہ لشکر اور میسرہ فوج کی شکست سے متحیر ہو کر دوسو سواروں کے ساتھہ میدان جنگ میں بہادرانہ کھڑا رہا جب تک ترکش میں تیر رہے کمانداری کرتا رہا اوسوقت شاہ قطب الدین گجراتی کہ ایک گوشہ میں آراستہ فوج کے ساتھہ چھپا ہوا تھا نکلا سلطان خلجی کی طرف متوجہ ہوا تو وہ تیرہ آدمیوں کے ساتھہ میدان جنگ سے باہر نکل گیا اور اظہار شجاعت کی وجہ سے تیرہ آدمیوں کو شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ کے پاس کہ جنگ گاہ کے پیچھے تھا لے گیا تاج وکمر مرصع شاہ گجرات کا کہ کرسی پر رکھا تھا اُٹھا کر بجلی کی طرح اپنے لشکر میں چلا آیا۔ پانچ چھہ ہزار سوار جمع کرکے مشہور کیا کہ آج رات میں شب خون مارونگا مگر جب کچھہ رات گئی شب خون کا

پہر اوسکے لشکر کے آدمیوں نے ملک کو بے چراغ کیا۔ منصور الملک کو مندسور کی تاخت وتاراج کے لئے بہیجا اس ولایت میں اپنے تہانہ داروں کو مقرر کرنا چاہتا تہا اسلئے اوسنے چاہا کہ ایک قصبہ اپنے نام پر خلجی پور آباد کرے۔ راناکنبہا نے اس خبر کے سننے سے بہت عجز و انکسار اختیار کیا اوسنے سلطان محمود سے کہا کہ جسقدر پیشکش کا حکم ہو وہ مجھے قبول ہے اور من بعد اخلاص و دولت خواہی کے جادہ سے تجاوز نہیں کرونگا بشرطیکہ خلجی پور کے آباد کرنے کا قصد سلطان ترک کرے۔ برسات قریب تہی سلطان نے راناسے دلخواہ پیشکش لیکر منڈو کو معاودت کی اور بہت دنوں یہاں ٹہیرا +

۸۵۹ھ ۱۴۵۵ء میں سلطان محمود ولایت مندسور کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اس ناحیہ میں آنکر اطراف وجوانب میں افواج بہیجیں اور خود وسط ولایت میں مقیم ہوا۔ اس پاس ہر روز تازہ فتح کی خبر آتی تہی۔ ہاڑوتی کی طرف جو فوج مقرر ہوئی تہی اوسکا عریضہ آیا کہ ممالک ہندوستان میں آفتاب اسلام کے طلوع کی ابتدا اجمیر کے افق پر ہوئی تہی اور شیخ معین سنجری یہاں آسودہ ہیں اب وہ کفار کے قبضہ میں ہے کوئی اسلام ومسلمانی کا اثر باقی نہیں رہا جب اس عریضہ کے مضمون پر سلطان مطلع ہوا تو صوبہ اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر کوچ کرکے مزار فائض الانوار پر پہنچا اور لشکر کو حکم دیا کہ سب امرا متفق ہو کر قلعہ کا ملاحظہ کریں اور مورچلوں کی تقسیم اس اثنا میں گجادہر جو اہل قلعہ کا سردار تہا نامی رجپوتوں کی فوج لیکر لڑنے آیا مگر وہ افواج محمودی کے صدمہ کی برداشت نہ کرسکے۔ چار روز تک معرکہ جدال وقتال گرم رہا۔ پانچویں روز گجادہر سارا لشکر لیکر جنگ کرنے آیا اور مغلوب ہوکر کشتہ ہوا اور مفروروں کے ساتہ سپاہ محمودی کی ایک جماعت قلعہ کے اندر گہس گئی اور قلعہ کی فتح نصیب ہوئی۔ ہر کوچہ میں رجپوتوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سلطان محمود شکر الہی بجالایا اور مزار کی زیارت کی اور مسجد عالی کی بنیاد ڈالی خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان کا خطاب دیکر اس جگہ کی حکومت سپرد کی۔ قلعہ منڈل گڈہ کی طرف کوچ کیا۔ بناس کنارہ آیا۔ امرا کو اطراف قلعہ پر معین کیا۔ راناکنبہا بہی آراستہ لشکر کے ساتہ لڑنے آیا۔ جنگ

یہ حدود اسی پر مستحکم رکہیں یوسف خان ہنڈولی اور ضابطہ بیانہ کے درمیان جو نقیضین تہیں
اونکو اپنی سعی و کوشش سے محبت و مودت سے بدل دیا۔ اور مراجعت کے وقت ہاروتی و
اجمیر و رنتہنبور فدائی خاں کو مفوض کئے اور خود منڈو میں آیا۔ اسی سال میں سکندر خان و
جلال خان بخاری نے کہ سلطان علاء الدین بہمنی کے امراء کبار میں سے تھے سلطان محمود
خلجی کی خدمت میں عرائض بہیجیں اور قلعہ ماہور کی تسخیر کی تحریص کی وہ برار کے اعظم
قلعوں میں سے تھا سلطان محمود ہوشنگ آباد کی راہ سے ماہور کی طرف گیا اور اس کا
محاصرہ کیا سلطان علاء الدین بہمنی نے اہل قلعہ کی مدد کے لئے بہت بڑا لشکر بہیجا محمود خلجی
نے اپنے میں طاقت مقاومت نہ دیکہی خود مراجعت کی اور تاج خاں کو سکندر خاں بخاری
کی امداد کے لئے چہوڑا اسکا حال طبقہ سلاطین بہمنیہ کی تاریخ میں پڑہو +

اثناء مراجعت میں سلطان محمود خلجی کے پاس خبر آئی کہ مبارک خان حاکم آسیر نے ولایت بکلانہ
پہ تاخت کی یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع تھا اور وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع
تھا سلطان اسکی حمایت و رعایت کو واجب و لازم جانکر بکلانہ کو روانہ ہوا اور اپنے سے
پہلے اقبال خان و یوسف خاں کو بہیجا میراں مبارک شاہ فاروقی بڑا لشکر لیکر مقابلہ میں آیا
اور بعد مقابلہ کے بہاگ گیا اور آسیر تک کہیں نہیں ٹہیرا سلطان محمود نے آسیر کے بعض مواضع
کو غارت کرکے منڈو میں مراجعت کی۔ اسی سال میں اسکو خبر پہونچی کہ ولایت بکلانہ کے
راجہ رائے بالو کا بیٹا اس پاس آنے کا ارادہ رکہتا ہے اور میراں مبارک خاں فاروقی
حاکم آسیر نے اوسکی ولایت میں آکر خرابی مچائی ہے اور اوسکو آنے نہیں دیتا سلطان محمود نے
اپنے بیٹے غیاث الدین کو بہت جلد بہیجا مبارک خان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ الٹا اپنے
ملک میں چلا گیا۔ پسر بالو رائے پیشکش لایا اوسپر نوازش ہوئی اور اوس کو اپنے ملک کو
رخصت کیا۔ شہزادہ غیاث الدین رنتہنبور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی چیتوڑ کو
روانہ ہوا۔ رانا کنبہا دارادہ وا اساکے ساتھ پیش آیا کچھہ زر و نقرہ مسکوک پیشکش میں بہیجا۔
یہ زر مسکوک رانا کنبہا کے نام کا تہا اسنے غضب محمودی کو ازدیاد ہوا اور پیشکش کو واپس بہیجا

گئے تو قلعہ کو بنل میر کی تعریف بہت کی ۔۔۔ سلطان اس قلعہ کا عازم ہوا - راہ میں تجھانون کو
خراب کیا حوالی قلعہ میں نزول کیا - ایک دن سوار ہوکرا وسنے پہاڑ پر سے جو قلعہ کے مشرق میں تھا
شہر کا ملاحظہ کیا - اور فرمایا کہ اس قلعہ کی فتح چند سال کے محاصرہ بغیر میسر نہیں ہوگی اسلئے
وہ دوسرے روز کوچ کرکے ڈونگر پور چلا گیا - راے شام داس راجہ ڈونگر پور کو تہپانہ کو
بھاگ گیا تہا - دولاکھہ ٹنکہ اور بیس گھوڑے پیش کش میں بھیجے سلطان منڈو میں چلا آیا +
محرم ۸۶۶ھ میں ایک طفل صغیر السن نظام شاہ نام تخت دکن پر بیٹھا اور امراء درگاہ نے
جیسی اوسکی اطاعت کرنی چاہیئے تھی کی تو نظام الملک غوری کے اغواسے سلطان محمود خلجی
بلاد دکن کی تسخیر کا عازم ہوا جب وہ آب نربدا سے گذرا تو مخبرون نے خبر دی کہ مبارک خان
ضابط آسیر نے ودیعت حیات کی سپرد کی اور اوس کا بیٹا غازی خان ملقب عادل خان قایم مقام
ہوا اوسنے اپنی ابتداء دولت میں ظلم کا ہاتھہ دراز کیا اور بے گناہ سید کمال الدین اور
سید سلطان کو ناحق مارڈالا مظلومون کے گھر کو غارت کیا - چندروز بعد اونکا بھائی سید
جلال سلطان محمود پاس دادخواہی کو آیا سلطان کی ہمیت نے چاہا کہ عادل خان کو گوشمالی
دے - اس ارادہ سے آسیر کو راہی ہوا عادل خان نے عجز بیچارگی سے سلطان پاس پیشکش
بھجوائی اور اپنی تقصیرات سے استغفار کی سلطان محمود جانتا تہا - آسیر کے مضبوط برج کسی تدبیر سے
فتح نہ ہونگے - اور سواء اسکے اس سفر سے مقصود اصلی دکن کی فتح ہے اوسنے عادل خان کے
جرایم کو عفو کیا - اور کچھہ نصیحت کی - برار و ایلچپور کی طرف چلا قصبہ بالاپور میں وہ پہنچا تھا کہ
جاسوس خبر لائے کہ نظام شاہ کے وزرا سرحد دکن سے لشکروں کو طلب کرکے سپاہ جمع کر رہے
ہیں خزانہ سے دو کرور ٹنکہ باہر نکالا ہے - اوسکو مدد خرچ کے طور پر امرا اور لشکریوں کو دیا
ہے - ڈیڑہ سو ہاتھی شہر سے باہر نکالے ہیں سلطان محمود اس خبر کو سنکر اپنے آراستہ لشکر کے
ساتھہ نظام شاہ بہمنی سے تین کروہ (۶ میل) پر جا پہنچا - وزراء دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھہ
سال کا لڑکا تھا سوار کیا - اور اوس کے سر پر سفید چتر رکھا - اور اوسکی سواری کی باگ کو خواجہ جہان
ملک شاہ ترکی کے ہاتھہ میں دیا - میسرہ کا اہتمام ملک نظام الملک ترک کو اور میمنہ خواجہ محمود گیلانی کو

عظیم ہوئی۔ لشکر محمودی کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ اور بہت راجپوت مارے گئے مصلحا
وزرا سلطان کو یہ سمجہا کر کہ لکر لشکر کشی ہوئی ہے اور برسات آگئی ہے۔ بمنڈو میں لے گئے
وہاں کچھہ دنوں وہ ٹہیرا +

۸۶۱ھ/۱۴۵۷ میں وہ مندل گڈہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ راہ میں جو بتخانہ نظر آیا خاک کی
برابر کیا۔ درختونکو جڑ سے اکھڑوایا عمارتوں کو ڈہاکر مٹوایا۔ آبادانی کی نشانی باقی نہ رکھی
محاصرہ میں خندقوں سے پار قلعہ کی دیواروں کے متصل مورچلوں کو پہنچایا۔ تہوڑی مدت
میں حصار کو فتح کیا خلق کثیر کو اسیر اور قتل کیا۔ راجپوتوں نے ایک اور قلعہ میں کہ قلعہ کوہ پر تھا
پناہ لی۔ اس اوپر کے قلعہ میں حوضوں کا پانی توپوں کی آوازوں سے نیچے چلا گیا تہا (حوضوں
میں توپوں کی آواز کے صدمے دراڑ و درزیں پڑجاتی ہیں اونمیں پانی نکل جاتا ہے)
قلعہ اول لشکر محمودی کے ہاتھہ میں تہا اسلئے رجپوتوں نے بے آبی سے نالہ و افغاں کہا
العطش گویاں امان مانگی سلطان نے دس لاکھ ٹنکہ پیش کش قبول کرکے پناہ دی۔
قلعہ اوسکے حوالہ ہوا یہ فتح ۲۵ ذی الحجہ ۸۶۱ھ/۱۴۵۷ کو ہوئی محمود قلعہ میں آیا بتخانوں کو
توڑا۔ اونکے مصالحوں کو مسجدوں کی عمارت میں صرف کیا۔ قاضی و محتسب و خطیب
و موذن متعین کئے +

۱۵ محرم ۸۶۲ھ/۱۴۵۸ کو چیتوڑ کا عازم ہوا۔ اس ناحیہ میں آنکر سلطان زادہ غیاث الدین کو بہیلواڑہ
کی ولایت کو تباہ کرنے کے لئے بہیجا۔ اوسنے ملک ویران کرکے بہت آدمی قید کئے اور مراجعت کی
چند روز بعد سلطان زادہ فدائی خان اور تاج خان کو قلعہ بوندی کی تسخیر کو بہیجا۔ راجپوتوں نے
قلعہ سے نکلکر جنگ میں بہت کوشش کی آخر کو ہزیمت پائی۔ بہت مارے گئے اول ہی
دن میں قلعہ فتح ہوگیا۔ بعد فتح کے شاہزادہ منڈو چلا گیا +

۸۶۳ھ/۱۴۵۸ میں سلطان محمود نے راجپوتوں کی گوشمالی کے لئے سواری کی جب موضع ...
میں آیا تو تاج خان اور سلطان زادہ غیاث الدین ملک کے تاراج و تاخت کے لئے مقرر کئے وہ ...
کو خاک کی برابر کرتے ہوئے کوبنل میر کے اطراف میں لوٹتے مارتے آگئے جب سلطان آیا

نے قلعہ کھیرلہ کا محاصرہ کیا تو اوسوقت سراج الملک تہانہ دار شراب پینے میں مشغول تھا۔
اوسکو اپنی خبر نہ تھی اوسکو بیٹے نے قلعہ سے نکل کر جنگ کی اور رہا گا نظام الملک اوسکے پیچھے
ایسا لگا گیا کہ قلعہ پر متصرف ہوا۔ قلعہ تصرف کے بعد رجپوت پیادوں نے نظام الملک کو
مارڈالا۔ سلطان نے اس خبر کو سنکر مقبول خاں کو چار ہزار سواروں کے ساتھہ قلعہ کھیرلہ کی طرف
بھیجا اور خود انتقام کے لئے دولت آباد کا عازم ہوا۔ راہ میں اسے سرکھیہ کے متعلقوں نے
اور راسے جاج نگر کے وکیلوں نے پانسو تیس ہاتھی پیش کش دئیے۔ جب سلطان خلیفہ آباد
میں آیا تو امیر المومنین یوسف بن محمد عباسی کا ایک خادم مصر سے سلطان کے لئے منشور سلطنت
وخلعت ایالت لایا جس سے سلطان بہت مسرور ہوا پہر وہ ولایت دولت آباد میں آیا اوسکو
خبر لگی کہ بادشاہ دکن کی مدد کے واسطے سلطان محمود گجراتی اپنے دار الملک سے نکلا ہے اور ان حدود
میں آتا ہے سلطان محمود بال کندہ کی طرف متوجہ ہوا اور گوندوارہ کی راہ سے منڈو میں
چلا آیا۔ مگر صحیح روایت یہ ہے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۶۵ھ میں قلعہ کھیرلہ
کی تسخیر کے لئے بہیجا تھا۔ اوسنے یہ قلعہ فتح کر لیا۔ اس اجمال کی تفصیل شاہان بہمنیہ کی تاریخ میں دیکھو
سلطان محمود خلجی چند روز ٹہیرا۔ ربیع الاول ۸۶۶ھ میں مقبول خان کو ایک فوج کے ساتھہ
ایلچپور کی تاخت کے لئے بہیجا۔ اوسنے ایلچپور کی نواحی پر قبضہ کیا اور شہر کو غارت کیا پہر رات گئے
یہاں کے حاکم نے اپنے ہمسایوں کو مثل قاضی خان وپیر خاں کو جمع کیا اور پندرہ سو سوار اور
پیادے بے شمار لیکر جنگ کے قصد سے آیا۔ یہ خبر مقبول خان کو پہنچی غنائم واسباب سامان اپنا ایک
فوج کے ساتھہ کیا اور اچھے کارآمد مرد انتخاب کئے اور اون کو اپنے ساتھہ لیا چند جماعتوں کو جنگ
کے لئے مقرر کیا اور خود معدودے چند لیکر کمین گاہ میں بیٹھا۔ جنگ میں طرفین گتھہ گئے تو مقبول خان
نے گہات سے نکل کر قاضی خاں کو ایلچپور بھگا دیا مقبول خاں نے ایلچپور تک تعاقب کیا۔ راہ میں
بیس معتبر افسر قتل ہوئے اور تیس نفر اوسکے گرفتار ہوئے مقبول خان مظفر ومنصور
محمود آباد میں آیا +

جمادی الاولی ۸۶۷ھ میں والی دکن اور والی مالوہ نے ایک دوسرے کے پاس ایلچی بہیجکر

جسکا خطاب ملک التجار تھا حوالہ کیا جب دو نو بادشاہوں کے لشکر برابر ہوئے تو ملک التجار نے
پیش دستی کر کے فوج میمنہ محمودی پر تاخت کی مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک جو زیر
میمنہ کے سردار تھے مارے گئے میمنہ بھی پراگندہ ہوا لشکر منڈو کی شکست عظیم ہوئی دس کروہ
تک اسکا تعاقب ہوا سلطان محمود کا لشکر تاراج ہوا اس اثنا میں سلطان محمود ایک گوشہ
میں بیٹھا ہوا منتظر فرصت تھا جب اکثر آدمی تاراج میں مصروف ہوئے اور نظام شاہ چند آدمیوں کے
ساتھہ کھڑا تھا تو سلطان دو ہزار سوار کے ساتھہ نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔
مشہور روایت یہ ہے کہ خواجہ جہان ترک کہ عمدۂ قلب تھا اوسنے یہ کھوٹ پن کیا کہ نظام شاہ
بہمنی کی باگ پکڑ کر احمد آباد بیدر کی طرف لے چلا۔ اب قضیہ منعکس ہوا جو آدمی لوٹنے گئے تھے
اونھوں نے زندگانی کے متاع نفیس کو غارت کیا۔ ملکہ جہان والدہ نظام شاہ کو امرا کے
مکر وغدر کا خوف تہا اوسنے شہر بیدر کی محافظت ملو خان کو حوالہ کی خود نظام شاہ کو ساتھہ
لے کر فیروز آباد گئی اور سلطان محمود گجراتی کو امداد کی طلب میں خط بھیجا سلطان محمود خلجی نے تعاقب
کر کے شہر بیدر کا محاصرہ کیا۔ آدمی بھاگ کر فیروز آباد میں نظام شاہ پاس جمع ہوئے
یہ خبر آئی کہ لشکر عظیم کے ساتھہ ملک التجار سر لشکر نظام شاہ کی مدد کو جلد آنے والا ہے۔
سلطان محمود نے قرعہ کنگاش ڈالا۔ اور آخر کو یہ قرار دیا کہ ہوا گرم ہوئی اور ماہ رمضان بھی
آگیا ہے اولی یہ ہے کہ اس بلاد کی تسخیر دوسرے سال پر موقوف رکھی جائے۔ اب
مراجعت کی جائے غرض یہ بہانہ بنا کے اپنی ولایت کو کوچ کیا۔ راہ میں بڑا دق ہوا
مگر منڈو پہونچ گیا +

۸۶۸ھ میں ولایت دکن کی تسخیر کا خیال سلطان کو ہوا اور ملک التجار سے وہ اپنا
عوض لینا چاہتا تھا پھر لشکر کا سامان کر کے ظفر آباد نعلچہ میں آیا۔ ابھی وہ یہیں تھا کہ
سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا عریضہ پہنچا جسکا مضمون یہ تھا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو
بہت لشکر کے ساتھہ کھیرلہ کے تہانہ کو بھیجا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں آجائیگا سلطان یہ
خبر سنکر تہانہ دار کھیرلہ کی حمایت کے لئے جلد چلا۔ اثناء راہ میں اوسنے سُنا کہ نظام الملک

جانے کا ارادہ کیا سارنگ پور میں وہ آیا۔ بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی رسم
ایلچی گری کے مرزا سلطان ابو سعید شاہ بخارا کے پاس سے تحفہ و سوغات لیکر آیا۔ اوسکو نوازش
خسروانہ سے خوشدل کیا اور رخصت کیا طرح طرح کی ہندوستان کی سوغاتیں پارچہ و قماش
چند کنیز رقاص و گویّہ و چند فیل چند خواجہ سرا شارک و طوطی سخن گو اور عربی گھوڑے شیخ زادہ
علاء الدین کے ہاتھ خواجہ جلال الدین کے ہمراہ بھیجے۔ ایک قصیدہ بھی ابو سعید کی مدح میں
ہندی زبان میں کہہ کر بھیجا۔ جو شاہ بخارا کے سامنے مع ترجمہ کے پڑھا گیا شاہ اس قصیدہ سے
ایسا محظوظ ہوا کہ اور تحائف سے ایسا خوشحال نہیں ہوا۔ اسی سال میں جب راجہ گوالیار
نے سنا کہ مرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی و گیت سے بہت رغبت ہے تو اوسنے عالموں اور کتاب
خوانوں کے ساتھ اس فن کی دو تین معتبر کتابیں ارسال کیں اسکے بعد اسکے بیٹے راجہ کوب نے
اخلاص موروثی کو قائم رکھا اور تحفہ تحائف بھیجتا رہا +

سنہ ۸۶۸ھ میں غازی خاں کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ کچھواڑہ کے زمینداروں نے
شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہے۔ اس عریضہ کے پہنچتے ہی سلطان محمود اس جماعت کی
تادیب کا عازم ہوا اور لشکر عظیم اس دیار میں بھیجا۔ خود اس ملک کی مداخل و مخارج کی صعوبت
کو ملاحظہ کیا اور ولایت میں مقیم ہوا اور ایک حصار کی بنیاد ڈالی۔ چھ روز میں اوسکو تیار
کرایا۔ اوسکا نام جلال پور رکھا۔ مرزا خان کو یہاں چھوڑا۔ شعبان سنہ مذکور میں شیخ محمد فرملی
و کچھوڑ چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی کی طرف سے نواحی
فتح آباد میں سلطان محمود کی خدمت میں آئے اور تحفے ہدیے لائے اور زبانی یہ معروض کیا سلطان محمود
شرقی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتا اگر حضرت سلطانی ہماری امداد و اعانت فرمائیں اور نواحی
دہلی میں آئیں تو اسکا فتنہ و فساد سب جاتا رہے گا اور مراجعت کے وقت قلعہ
بیانہ آپ کی نذر کیا جائے گا۔ جس وقت سلطان سوار ہوگا تو چھ ہزار سوار آپ کی
خدمت میں بھیجے جائینگے۔ سلطان محمود نے فرمایا کہ سلطان شرقی جس وقت دہلی کی طرف
جائیگا میں فوراً سلطان بہلول کی کمک اور امداد کے لئے آؤں گا۔ ایلچیوں کی دلجوئی کرکے رخصت کیا

بعد بہت سی ردوبدل کے مصالحہ کو یوں قرار دیا کہ ایلچ پور ولایت گونڈوارہ کو بعض کے قول کے
موافق قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کو والی دکن دیدے اور سلطان محمود من بعد دیار دکن کو
مضرت نہ پہنچائے اس سال میں سلطان محمود خلجی نے حکم دیدیا کہ محاسبات دفتر سے تاریخ شمسی
خارج ہو اور تاریخ قمری مقرر ہو۔

سنہ مذکور میں شیخ علاء الدین کہ اس زمانہ کے بڑے عالموں میں تھا۔ نواحی منڈو میں آیا
سلطان اوسکی نہایت تعظیم واحترام بجالایا۔ مولانا عماد الدین رسول سید محمد نور بخش سلطان
کی خدمت میں آیا خرقہ شیخ ہمراہ لایا سلطان خرقہ کو پہن کر بہت خوش ہوا۔

۸۷۴ھ میں مسرعان بادیہ پیما نے عرض کیا کہ مقبول خان نے محمود آباد کو جسکو اب کھیرلہ
کہتے ہیں تاراج کیا اور والی دکن سے ملتجی ہوا اور چند ہاتھی جو مصالحہ ملکی کی جہت سے اوسکے
ہمراہ کئے گئے تھے وہ راے زادہ کھیرلہ کو حوالہ کئے۔ یہ راے زادہ قصبہ محمود آباد پر متصرف ہو
اور قلعہ میں جو مسلمان متوطن تھے سب کو مار ڈالا اور اوسنے طائفہ گونڈوں کو اپنے ساتھ متفق
کرکے راہ کو مسدود کردیا سلطان نے فوراً تاج خان واحمد خان کو اس فتنہ کے دفع کرنے
کے لئے رخصت کیا اور خود ۸۔ ربیع الاول کو ظفرآباد نعلچہ میں آیا اور چند روز بعد محمود آباد
اس طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں خبر آئی کہ دسہرہ کے دن کہ ہندوؤں کا بڑا تہوار ہوتا ہے
تاج خان ستر کروہ ایلغار کرکے یہاں آیا۔ اوس کو معلوم ہوا کہ راے زادہ اسوقت کھانا کھارہا
ہے تو تاج خان نے کہا کہ غافل دشمن کے سر پر چڑھنا مردانگی نہیں ہے اوسنے باگ روک لی
اور ایک شخص کو اپنے سے پہلے بھیجکر راے زادہ کو اطلاع دی۔ وہ کھانا چھوڑ کر مسلح آدمیوں
کے ساتھ لڑنے آیا۔ دونوں نے ایسی کوشش کی کہ اوس سے زیادہ متصور نہیں ہے مگر راے زادہ
سرو پا برہنہ بھاگا اور گونڈ زمینداروں کے ملتجی ہوا۔ ہاتھی اور اور غنائم اور قصبہ محمود آباد مقبول خان
کو ہاتھ لگا جب اس حال کا عریضہ سلطان محمود کے پاس پہنچا تو وہ بہت مسرور ہوا۔ اوسنے
ملک الامرا ملک دادر کو اس فرقہ کی تادیب کے لئے مقرر کیا جب اس گروہ کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے
ادائے زر [illegible] کو متفق کرکے تاج خان [illegible] فتح کے بعد سلطان محمود نے محمود آباد

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی

جب سلطان محمود خلجی اس جہان سے وداع ہوا اوسکے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین نے وصیت پدری کے موافق مسند حکومت پر قدم رکھا اور عموم طبقات انام کو اپنے سے راضی کیا اور شاکر بنایا۔ اور فدائی خاں اپنے بھائی کو رنتھنبور اور چندیری پرگنے دئے جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ میں اُس پاس تھے۔ اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین سلطان کا خطاب دیا۔ ولی عہدی سے منسوب کیا۔ شغل وزارت سپرد کیا۔ چتر و پالکی اور بارہ ہزار سوار کی جاگیر دی اپنے ایک بڑا جشن کیا۔ اسمیں کاروان امیرون کو مناصب دیئے۔ اور اونسے کہا کہ سلطان مرحوم کے عہد میں ۳۴ سال تک لشکر کشی رہی۔ اب وقت آسایش ہے۔ میرا کام یہ ہے کہ اس مملکت کو جو باپ سے میراث میں ملی ہے اوسکی محافظت مین کوشش کروں اور قناعت کر کے زیادہ طلبی سے اپنے تئیں تصدیع نہ دوں۔ امن و آسائش و عیش و عشرت کا دروازہ اپنے اوپر اور اپنے تابعین پر کھولوں کہ اوروں کی ولایت پر ہاتھ مارنے سے اپنے ملک میں امن امان رکھنا بہتر ہے۔ اب وسنے اپنے مقصود کا آغاز کیا مندو کا نام شادی آباد رکھا اور حکم دیا کہ قلمرو میں جو کچھہ اسباب عیش و طرب بہم پہنچ سکے وہ موجود کیا جائے اور اور مملکتوں میں مثل ایران و توران و روم کے آدمی بھیجے جائیں کہ وہ جسطرح ہو سکے وہان سے اسباب عشرت کو اس پاس لائیں۔ اسکی حرم سرا میں سازندے و رقاص و صاحب جمال عورتیں جمع تھیں وہ روز بروز عورتوں کے جمع کرنے کے درپے رہتا تھا۔ اوسکے شبستان میں آزاد و کنیز اور راجاؤں کی لڑکیاں اور اور عورتیں دس ہزار کے قریب تھیں۔ منجملہ سلاطین میں عورتوں کے بھی منصب ہوتے ہیں وہ اوسنے راجاؤں اور بزرگوں کی لڑکیوں کو دئے جسقدر بادشاہ کے عہدے و عمل و منصب تھے وہی اندر تھے بعض وکیل و وزیر و عارض و خزانچی و سر جامہ دار و امیر الامرا و دبیر و خبردار و مشرف و نویسندہ و منجم تھیں اور بعض صدر و حکیم و مدرس و ندیم و محتسب و مفتی و موذن و حافظ و معرف تھیں۔ اوسنے عورتوں کو صنائع و ہنر جو دنیا میں شایع و متعارف ہیں سکھائے بعض کو قاضی و خوانندگی و سازندگی و مزدگی کی تعلیم کی

اور خود منڈو کی طرف چلا ہوا نہایت گرم تھی حرارت کی شدت سے اوسکا مزاج اعتدال
باہر ہوا۔ روز بروز مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۱۹ ذیقعد ۸۷۳ھ کو ولایت کھچواڑہ میں
خرابۂ دنیا سے دار الملک عقبیٰ کو گیا۔ ۳۴ سال سلطنت کی سلطان محمود ایک بادشاہ عادل
شجاع و نیک خلاق و باسخاوت تھا جس مدت تک اوسکے ہاتھ میں مالوہ کی سلطنت
رہی چاروں طرف سے کیا مسلمان کیا ہندو اوسکے ساتھ گرویدہ رہے۔ فاتحہ سلطنت سے خاتمہ
تک بہت ہی کم سال ایسے ہونگے جنمیں اونے سفر نہ کیا ہو۔ وہ اپنی فراغت اور آسایش لشکر
کشی اور جنگ و جدل میں جانتا تہا اور ہمیشہ کہن سال مورخوں اور جہان گشتوں سے بادشاہوں اور
بزرگوں کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ ذرا ذرا سی باتوں سے آگاہ ہوتا تہا۔ قواعد جہانداری کا
کسب کرتا۔ شاہوں کے اخلاق و روش جو خوش کرنے والی ہوتیں اون کی نگہداشت کرتا
اور اپنی مجلسوں میں ونکی نقل کرتا اور جو زوال دولت کے موجب اور خرابی خاندان
کے باعث سنتا اون سے احتراز لازم جانتا۔ اوس کی مملکت میں چور کا نام کوئی نہ
سنتا۔ اگر کبھی کسی تاجر کا مال باہر کا چوری جاتا تو اس وقت بعد تحقیقات کے اپنے
خزانہ سے زر دلوا دیتا۔ بعد ازاں اس موضع کے نگہبانوں سے جہاں مال تلف ہوتا بازیافت
کرتا۔ اس سبب سے اوس کے ملک میں درویش غنی آتے اور صحرا میں اُترتے اور اپنی جان و مال
کی پاسبانی خود نہیں کرتے۔ ایک دن کسی شہر یا بھیڑیے نے آنے جانے والوں میں سے
کسی ایک آدمی کو پھاڑ ڈالا۔ اوسکی ماں اور بچے سلطان کی درگاہ میں آئے اور سبع وحشی کی
شکایت کی۔ سلطان محمود نے مملکت کی چاروں جانب میں حکم بھیجا کہ کل سباع و درندوں
کو قتل کر ڈالیں من بعد جس جگہ کوئی سباع یا درندہ نظر آئے تو وہاں کے حاکم کو ماریں۔
اس سبب سے اُن کی سلطنت میں اور بعد اوس کے مدتوں تک ولایت مالوہ میں شیر و گرگ
اور سباع نظر نہ آئے۔ دنیا کا بھی کیا انقلاب ہے کہ اس زمانہ میں منڈو ویران پڑا
ہے اور جتنے شیر یہاں ملتے ہیں ایسے اور کہیں نہیں ملتے۔ انگریز بڑے شوق سے یہاں شیروں کا
شکار کرنے آتے ہیں کیا یہ شہر عیش گاہ تھا یا اب شیر گاہ ہے ✦

درگاہ احدیت سے دریوزہ گری کرتا۔ اور اہل حرم سے اوسنے مبالغہ سے کہہ رکھا تھا کہ تہجد کی نماز کے لئے اوسکو بیدار کریں اگر ضرورت ہو تو منہ پر پانی چھڑک کر جگائیں اور غفلت کی نیند ہو تو زور سے اوسکو ہلائیں اگر یون بھی بیدار نہ ہو تو اسکا ہاتھ پکڑکر اوٹھائیں۔ اوسنے اپنے مقربون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت وہ دنیا کی عیش وعشرت کی باتوں میں مشغول ہو تو ایک پارچہ جسکا نام کفن رکھا تھا اوسکی نظر کے سامنے لائیں تاکہ متنبہ ہو کر عبرت پکڑے اوسے دیکھکر مجلس سے وہ اوٹھتا اور تجدید وضو کرکے استغفار اور توبہ و انابت کرتا اوسکی مجلس میں اصلاً کوئی بات نامشروع اور غم آور نہیں کہی جاتی وہ مسکرات پر ہرگز رغبت نہ کرتا۔ اوسکو شکار کی طرف بڑی رغبت تھی اسلئے اوسنے ایک آہوخانہ بنایا تھا۔ اس میں طرح طرح کے جانور اور قسم قسم کے طیور جمع کئے تھے عورتوں کے ساتھہ سوار ہوتا اور آہوخانہ میں شکار کرتا۔ وہ صاحب جمال و نغمہ ساز عورتون کی صحبت پر بہت مائل تھا۔ اکثر دن ایک دفعہ وہ باہر آتا اور تخت پر بیٹھکر سلام لیتا۔ اور معظم امور سلطنت پر توجہ کرتا اور باقی مہمات وکلا وزرا کے سپرد کر دیتا۔ کبھی یہ بھی ہوتا کہ ایک ہفتہ دو ہفتہ تک وہ باہر نہ آتا مگر ارکان دولت کو حکم دے رکھا تھا کہ مملکت میں جو عمدہ امور شایع ہون یا کوئی عرضیہ سرحد سے آئے اوسکو حرم کے اندر فلان شخص کے پاس بھیجدو تاکہ وہ غور کرکے اسکا جواب لکھائے اور لوازم جہانبانی کی مانع عشرت نہ ہو اوسکے عہد میں مملکت کے اندر کوئی خلل نہیں واقع ہوا مگر ۸۸۴ھ میں سلطان بہلول لودی بادشاہ دہلی نے پالنپور میں کہ مضافات رنتھنبور سے تھا بڑی خرابی پھیلائی۔ جب یہ خبر شادی آباد منڈو میں آئی تو کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ اس مضمون کو سلطان سے عرض کرتا۔ مگر وزرا کی مصلحت و صوابدید سے حسن خان نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول ہمیشہ سلطان محمود شاہ خلجی کو بہت روپے برسم پیشکش بھیجتا تھا۔ ان ایام میں ایسا سنا گیا کہ اوسنے دلیری کرکے قصبہ پالنپور پر دست درازی کی ہے۔ اس خبر کو سنکر اوسنے شیر خان ابن مظفر خان حاکم چندیری کو لکھا کہ لشکر بھیلسہ و سارنگپور کو ہمراہ لیکے سلطان بہلول کی گوشمالی کرے شیر خان فرمان پہنچنے پر بہانہ

بعض کو زرگری و آہنگری و مخمل بافی و تیرگری و کمان گری و کوزہ گری و جامہ بافی و خیاطی و ترکش دوزی و کفش دوزی و نجاری و کشتی گری و شعبدہ بازی اور اور اقسام کے ہنر جنکی شرح تطویل سے خالی نہیں سکہائے - اونکے چند فرقے بنائے اور ہر ایک فرقہ کو ایک افسر کے سپرد کیا پانچسو ترک کنیزوں کو مردانہ لباس پہنچایا - تیر اندازی وغیرہ دری سکہائی اونکا نام سپاہ ترک رکہا - اپنے میمنہ میں اونکو جگہ دی کہ نیزون کو ہاتھہ میں لیکر اور ترکش کو کمر میں باندہ کہڑی رہیں - پانچسو حبشی عورتوں کو زنانہ لباس پنہایا تفنگ بازی اور شمشیر بازی سکہائی میسرہ میں اونکو جگہہ دی - اپنی حرم سرا میں ایک بازار لگایا شہر کے بازاروں میں جو چیزیں بکتی تہیں اُس میں بہی فروخت ہوتی تہیں خدمت گاروں میں کوئی عورت بڑہیا اور زیادہ فربانہ نہ تہی - اگر ایسی عورت کسی تقریب سے وہان ہوتی تو وہ مجلس سلطانی میں حاضر نہوتی تہی عجیب بات یہہ ہے کہ سب کنیزوں اور عورتوں کا سوا سرداروں اور منصب داروں کے وظیفہ و علوفہ یکسان مقرر تھا - ہر روز دو تنکہ نقد و دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیا جاتا - اوس کے گھر میں جو جاندار رہتا اوسکا دو تنکہ و دو من غلہ اوسکا مقرر تہا - چنانچہ ہر طوطی و سارک و کبوتر کو بہی دو تنکہ و دو من غلہ ملتا تہا - ایک دن گہر میں چوہا نکل آیا - اوسکا بہی دو تنکہ و دو من غلہ مقرر ہوا - وہ اوسکے بل کے مُنہ پر رکہدیا جاتا - جن عورتوں اور کنیزوں کی طرف زیادہ توجہ تہی اونکو آلات طلا و جواہر بہت دئے جاتے لیکن علوفہ میں سب برابر تہیں - اوسنے یہ مقرر کیا تہا کہ ہر شب سو مہر طلا اوسکے سرہانے رکہی جائیں اور علی الصباح اہل استحقاق کو دی جائیں یہہ بہی مقرر تہا کہ عیال و اطفال و اسباب و ادوات سلطنت پر جب اوسکی نظر پڑے اور وہ شکر کرے بلکہ جسوقت لفظ شکر اوسکی زبان پر آئے پچاس تنکہ مستحقین کو دئے جائیں اور سب سے زیادہ خوشتر یہ امر تہا کہ دربار و سواری کے روز جس کسی سے خواہ بزرگ ہو یا خورد وہ بات کرے ہزار تنکہ دئے جائیں - اوسکی حرم میں ہزار کنیزیں حافظ قرآن تہیں اوسنے یہ کہہ رکہا تہا کہ جسوقت وہ کپڑے پہنے سب متفق ہوکر قرآن کا ختم پڑہکے اوسپر دم کریں - جب ایک پہر رات باقی رہتی تو وہ خدا کی عبادت کرتا اور نہایت عجز و انکسار سے زمین نیاز پر سر کو رگڑ کر اپنے مطالب و مآرب

وہ سم خریدا گیا بعد اسکے تین آدمیون نے خر عیسیٰ کے سم کو اسی قیمت پر بیچا۔ اتفاقاً ایک اور
پانچوان شخص سم لایا اور اوسنے بھی یہ دعویٰ کیا کہ یہ سم خر عیسیٰ کا ہے سلطان نے اوسکے خریدنے کا
حکم دیا کہ پچاس ہزار تنکہ سیاہ دیے جائیں۔ مقربوں میں سے ایک نے کہا کہ کیا خر عیسیٰ پانچ پاؤں
رکھتا تھا کہ پانچویں سم کی قیمت میں یہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ سلطان نے کہا کہ شاید یہ بیچ ہو
یا بیچنے والوں میں سے ایک نے غلطی کی ہو

دوسری حکایت

سلطان نے اپنی خواصوں سے کہا کہ میں نے کئی ہزار صاحب جمال حرم جمع کیں لیکن جیسی
صورت کو میرا دل چاہتا ویسی کوئی ہاتھ نہ آئی تو ایک خواص نے کہا کہ شاید اس خدمت
کے موکل تمیز شکل میں کامل نہ ہونگے اگر بندہ کو اس خدمت پر مامور فرمائیں تو میں کسی نہ کسی
طرح حضور کی طبع سلیم کے موافق اوسکو بہم پہنچاؤں تو سلطان نے کہا کہ خوبصورت کو کس طور سے
پہچانتا ہے اوسنے کہا کہ خوبصورت وہ ہے کہ اوسکے کسی عضو کو آدمی دیکھے تو پھر دیکھنے والے کو
دوسرے عضو کے دیکھنے سے مستغنی کردے مثلاً اگر کوئی شخص اسکا قامت دیکھے تو اوسپر ایسا
فریفتہ ہو جائے کہ منہ دیکھنے کا نیازمند نہ ہو سلطان کو یہ حسن تمیز اسکا پسند آیا۔ اوسکو سلطان نے
اس تلاش کے لیے بھیجا اوسنے ایک موضع میں ایک لڑکی دیکھی کہ جسکی کیفیت رفتار اور
حسن قامت نے اوسکو مفتون کیا اور منہ کے سامنے آنکر اوسکے جمال پر نظر ڈالی تو جیسا وہ چاہتا تھا
اوس سے بہتر پایا غرض یہان چند روز رہ کر کسی حیلہ سے اس لڑکی کو سلطان پاس لے گیا
اور کہہ دیا کہ میں نے اتنے ہزار تنکہ کو خریدی ہے۔ سلطان اوسے دیکھ کر نہایت خوش ہوا جب
اس لڑکی کے خویشون اور قرابتیوں کو خبر ہوئی تو اونہوں نے اسکا سراغ لگایا کہ ایک شخص
یہان چند روز رہا تھا وہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا ہے اوسکے مان باپ سلطان کے پاس دادخواہی
کو شادی آباد مندو میں آئے سلطان سے سر راہ اپنی داد چاہی وہ سمجھ گیا کہ قضیہ کیا ہے
اوسنے وہان سے قدم نہ اوٹھایا علما کو بلایا اور اونسے کہا کہ مجھپر حکم شرع اجرا کرو جب حقیقت
حال پر دادخواہ مطلع ہوئے تو اونہوں نے عرض کیا یہ دادخواہی اسلئے تھی کہ اس شخص نے
لڑکی بھگائی تھی اب وہ حرم سلطان میں ہے یہ ہماری عین سعادت ہے اب ہمکو کچھ دعویٰ نہیں۔

عازم ہوا سلطان بہلول میں مقاومت کی طاقت نہ تہی وہ دہلی چلا گیا اور شیر خان اوسکے
تعاقب میں دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو ہدیہ دیا اور اس سے
مصالحت کی وہ اولٹا چلا گیا۔ شیر خان نے قصبہ پالنپور کی از سر نو تعمیر کی اور چندیری چلا گیا۔

اسی سال میں راجہ چنپانیر کی درخواست پر اوسنے سراپردہ سرخ تعلیجہ میں بہیجا۔
اور خود بھی باہر آیا۔ گو جہان نما میں علما کو طلب کرکے اوسنے اپنے سفر کے باب میں استفسار کیا
سب نے باتفاق کہا کہ حمایت کفار جائز نہیں ہے اوسنے پشیمان ہوکر بازگشت کی۔

سنہ ۹۰۳ھ میں سلطان غیاث الدین پیر فرتوت ہو گیا تہا اوسکے دو بیٹے ناصر الدین و
شجاعت خان عرف علاء الدین اعیانی برادر تہے اونمیں منازعت ہوئی۔ اونکی والدہ
رانی خورشید جو دختر راجہ بگلانہ تہی وہ چہوٹے بیٹے علاء الدین کے ساتہہ ہوئی اور اوسنے
امرا کو بھی اپنے ساتہہ متفق کیا۔ ناصر الدین کو باپ کی نظر سے دور کیا۔ ایک دن ایک جماعت کو
اوسکی گرفتاری کے لئے مامور کیا۔ ناصر الدین خبردار ہوکر سنہ ۹۰۵ھ میں شادی آباد منڈو سے
بہاگ گیا۔ اوسکا اسباب علاء الدین کے تصرف میں آیا وہ ناصر الدین کی جان کے درپے ہوا۔
یہ اوسے مطلع ہوکر وسط ولایت میں بیٹھ گیا۔ اطراف کے امرا و سپاہ آکر اوس پاس جمع ہوئے
یہانتک اوسکی نوبت پہونچی کہ وہ سر پر چتر رکہہ کر قلعہ شادی آباد کے نیچے آیا اور اوسکو محاصرہ کیا
وہ مدتوں تک وزارت کر چکا تہا اسلئے اوسکے سب آدمی ہم زبان ہوئے ناگاہ قلعہ کا دروازہ کہول دیا
وہ بے خبر چلا آیا۔ علاء الدین کہ قلعہ کی محافظت کرتا تہا بہاگ کر باپ کے گہر میں آیا۔ ناصر الدین
علاء الدین اور رانی خورشید کو گہر کے اندر سے باہر پکڑوا بلایا۔ اور ناصر الدین کے حکم سے
علاء الدین اور اوسکے بچے بہیڑ بکری کی طرح ذبح ہوئے۔ اوسنے تاج سلطنت سر پر رکہا۔
سلطان غیاث الدین چند روز میں فوت ہو گیا سلطان ناصر الدین باپ کو زہر دینے سے عالم
میں بدنام ہو گیا سلطان غیاث الدین نے ۳۳ سال سلطنت کی۔ اوسکی سادہ لوحی کی یا مالیخولیا
کی دو ایک حکایتیں لکہتے ہیں اوسکی ایک حکایت یہ مشہور ہے کہ ایکدن ایک شخص گدہے کا سم لایا
اور اوسنے کہا کہ حضرت [illegible]

مہابت خان ہاتھی کے حوضہ میں ڈال کر بھاگ گیا - راہ میں شیر خان نے وفات پائی - مہابت خان
اوسکی نعش کو خاک میں سپرد کر کے اقصائے ممالک کو بھاگ گیا - سلطان ناصر الدین نے جنگ گاہ
میں جا کر شیر خان کے جسم کو خاک سے نکال کر چندیری میں دار پر چڑہایا اور اس دیار کی حکومت
بہجت خان کے حوالہ کی اور سعدل پور میں آیا - یہان شیخ حبیب اللہ المخاطب عالم خان غدر کا
ارادہ رکھتا تھا اوسکو مقید کر کے منڈو بھیجا اور خود بھی یہان آیا - اپنے بھائی کے قدیم نوکرون
کے نفاق سے متوہم ہو کر رنجیدہ ہوا اور آدمیوں کو تربیت کیا اور اپنی والدہ رانی خورشید
کی بے عزتی کر کے باپ کا خزانہ جو اس پاس تھا زبردستی لے لیا - بعد اسکے وہ اپنی اوقات
شراب خواری و خونریزی میں صرف کرنے لگا - پرانے نوکر ذرا ذرا بہانہ پر قتل کرتا - نہایت ہی
ظالم طبیعت ہو گیا - آدمیون کے گہر غارت کرتا - کوئی دن نہ گذرتا تہا کہ وہ جور و جفا نہ کرتا ہو -
ایک دن حرم سرا میں حوض کے کنارہ پر مست ہو کر سو گیا اور لڑہک کر پانی میں جا پڑا - چار
کنیزون نے جو حاضر تھیں ملکر اوسکو اس طرح نکالا کہ کسی نے اوسکے ہاتہ پکڑے کسی نے سر کے بال
گیلے کپڑے اوسکے اتار کر اور کپڑے پہنائے - جب ہشیار ہوا تو دوسری شکایت کی - لونڈیوں نے
عرض حال کیا تو وہ آگ بگولا ہو گیا بے تامل تلوار کہینچکر ان نامراد عاجز دل سوز چار
کنیزون کو مار ڈالا +

سنہ ۹۰۸ھ ۱۵۰۲ میں ولایت کچھوارہ کی تاخت کے لئے سلطان روانہ ہوا - قصبہ اگر مین آیا یہان
کی آب و ہوا پسند آئی - ایک قصر رفیع و عمارت عالی تعمیر کرائی جہغرا ئب روزگار سے تہی - ولایت
کچھوارہ کو لوٹ مار کر مراجعت کی -

سنہ ۹۰۹ھ ۱۵۰۳ میں چتوڑ کی طرف حرکت کی - رانا رمل اور زمینداروں نے پیشکش دی جیونداس
نے جو رانا سے قرابت قریبہ رکہتا تہا اپنی لڑکی کو پیشکش میں دیا - سلطان نے اوس کا نام
رانی چتوڑی رکہا - اور مراجعت کا عازم ہوا - اثناء راہ میں سنا کہ احمد نظام شاہ بحری نے
بعض مقدمات کے سبب سے خشونت کی اور ولایت برہان پور کو تاخت و تاراج کیا ہے -
داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر میں چہپ گیا ہے وہ اپنے حوصلہ میں تاب مقاومت نہیں دیکہتا تہا

سلطان نے علماء سے کہا کہ اب وہ مجھ پر مباح ہے مگر ایام گذشتہ کے سبب سے جو گناہ مجھ پر بحکم شرع لگے وہ لگا۔ علمانے کہا کہ جو کام نادانستگی مین ہو وہ شریعت میں معاف ہے کفارہ سے اوسکی تلافی ہو سکتی ہے۔ باوجود اس حال کے سلطان ایسا پشیمان ہوا کہ اوسنے حکم دیا کہ من بعد میرے لئے عورتون کی تلاش نہ کی جائے ✦

ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین

۷-ربیع الثانی ۹۰۶ھ ۱۵۰۰ء کو سلطان ناصر الدین تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ مشہور رہا کہ اوسنے باپ کو زہر دیا۔ مگر جب اس بات پر خیال کیا جائے کہ کتنے آدمی اوسکے ذاتی دشمن تھے اور بھائی کا گروہ اوسکے مخالف تھا اونسے یہ تہمت لگائی ہو گی ورنہ کوئی سبب باپ کے زہر دینے کا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ باپ نے اوسکو تاجدار بنایا۔ مدتون سے وہ کاروبار سلطنت باپ کے حکم سے کرتا تھا مگر اوسکی تخت نشینی سے خانگی فسادونکا ایک انبار لگ گیا جسکے سبب سے بہت امرا ان فسادون کی شرکت مین پھنس گئے۔ اور اس وجہ سے کاروبار سلطنت میں فتور آیا۔ اول شیر خان حاکم چندیری نے سر اوٹھایا اور اسکے ساتھ بہت سے امرا شریک ہو گئے مندسور کا حاکم ہیبت خان اوس سے مل گیا۔ وہ دیبالپور کی راہ سے دار السلطنت کی طرف آئے سلطان ناصر الدین نے اونپر حملہ کیا تو عین الملک اور بعض اور سردار اُس سے آنکر مل گئے۔ شیر خان بھاگا۔ سلطان نے اوسکا تعاقب کیا۔ سارنگ پور کی نواحی میں شیر خان پھر کر سلطان سے لڑا اور شکست پاکر ولایت ایرچہ میں گیا۔ سلطان چندیری میں گیا اور چند روز قیام کیا۔ یہاں کے شیخ زادون نے شیر خان کو خط لکھا کہ اکثر سپاہی اور امرا اپنی جاگیرون پر چلے گئے ہیں اور برسات کے سبب سے لشکر جلد جمع نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ یہان آئے ہیں تو شہر کے آدمیوں کے ساتھہ متفق ہو کر آپ سلطان کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ سلطان ناصر الدین ان شیخ زادون کے منصوبے سے واقف ہوا اوسنے اقبال خان و ملو خان کو ایک جنگجو لشکر و ہاتھیوں کے ساتھہ شیر خان کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ چندیری سے ۸ میل کے فاصلہ پر شیر خان سے لڑے اور اثناء دار و گیر میں شیر خان کے زخم لگا اور سکندر خان بڑا سردار مارا گیا شیر خان

جسپر زربفت و مخمل کی جہولین پڑی ہوئی ہیں۔ کئی روز بعد جادوش خان کا خط آیا کہ سلطان شہاب الدین کو ہر چند نصایح مشفقانہ اور مواعظ حکیمانہ کی گئیں مگر اوس نے نہ سنیں بندہ اوسے لڑنے گیا وہ اول ہی صدمہ میں ولایت آسیر کو بہاگ گیا۔ اوسکا چتر میرے ہاتہ لگا موسم برسات آگیا تہا اسلئے جادوش خان کو سلطان نے طلب کرلیا۔ اور سلطان قلعہ میں آیا سلطان محمود نے سلطان شہاب الدین سے خاطر جمع کر کے مہمات ملکی بسنت رائے سے متعلق کیا وہ ناصر الدین شاہ کا وزیر تہا بسنت رائے نے کمال غرور نادانی سے سپاہ کی مراعات نہ کی سلوک ناملائم وہ کرتا۔ امرا و سرداروں کا احترام جیسا کہ چاہئے وہ نہیں کرتا امرا نے اتفاق کر کے ربیع الثانی کو اوسے مار ڈالا وہ بہاگ کر حرم سرائے میں آیا۔ اقبال خان و نقد الملک جو اوسکا ہم مذہب اور شریک خدمت تہا محتص خان نے کہا کہ اگر اوسکے ناپاک وجود سے مملکت نہ صاف ہوگی تو وہ بسنت رائے کا عوض نکالے گا صدر خان و افضل خان کی زبانی سلطان پاس پیام بہیجا کہ ہم بندہائے مخلص سے سوا دولت خواہی کے کوئی امر نہیں وقوع میں آئے گا اور رائے انور پر ظاہر ہے کہ ابہی مملکت نے انتظام نہیں پایا ہے۔ جہانبانی کے سر رشتہ مہمات کو ایسے طائفہ کے قبضہ میں دینا کہ دین و مذہب مین بیگانہ ہوں قواعد سلطنت کے اختلال کا موجب ہے بعض ہوا خواہوں نے آپ سے عرض کیا ہوگا کہ امرائے دو تنخواہ سے بسنت رائے کسی قسم کا سلوک کرتا تہا اوسکا بڑا مطلب تہا کہ بندگان قدیم دل شکستہ ہوں اور اونکی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو یہ نادولت خواہی تہی۔ دولت خواہوں نے اوسے مار ڈالا۔ نقد الملک قدم بقدم اوسکے چلتا ہے اگر حکم ہو تو دنیا اوسکے ناپاک وجود سے پاک کی جائے سلطان محمود نے ناچار ہو کر نقد الملک کو حوالہ کیا اور حکم دیا کہ اوسکو یہان سے خارج کریں اور اوسکے جان و مال کو مضرت نہ پہنچائیں امرا نے اوسکو اخراج کیا۔ امرا کی اس حرکت گستاخانہ اور تسلط سے سلطان محمود آزردہ ہوا۔ اور دل میں اوسکے خشونت پیدا ہوئی محافظ خان خواجہ سرا جسکی طبیعت کی معجون نے نفاق و شرارت سے خمیر پایا تہا وزارت پر منصب تہا امرا کی طرف سے غیر واقع باتین خلوت میں سلطان سے وہ کہہ دیتا تہا۔ ایک دن اوس نے سلطان سے کہا کہ اقبال خان یہ چاہتا ہے کہ ناصر شاہ کی اولاد مین سے کسی کو تخت سلطنت پر

چونکہ عالم آسیر ہمیشہ سلطان ناصر الدین خلجی کا ملتجی رہتا تہا اسلئے مذہب مروت و مثوبت میں اوسکی حمایت کو فرض سمجھ کر اقبال خان خواجہ جہان کو لشکر گران کے ساتھ اس طرف بہیجا جب احمد شاہ نظام نے لشکر مالوہ کے آنیکی خبر سنی تو اوس نے احمد نگر کو مراجعت کی۔ اقبال خان نے برہان پور میں خطبہ شاہی پڑہوایا اور چلا آیا +

سلطان ناصر الدین نے اپنے باپ سے سرکشی کی تہی اسلئے وہ اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے ہمیشہ ڈرتا رہتا تہا بیٹا بہی باپ کی بیباکی و ظلم طبیعی کو خوب جانتا تہا تو وہ آمد و شد سمجہ کر کرتا تہا۔ ۹۱۵ھ میں باپ بیٹوں میں جنگ ہوئی بیٹے کو شکست ہوئی وہ دہلی کی طرف بہاگ گیا سلطان کو افراط شراب سے یا عفونت اخلاط و تصرف ہوا سے تپ محرق عارض ہوئی جب اوس نے اپنا حال دگرگوں دیکہا اوس نے امرا اور اعیان کو بلا کر محمود کو کہ فرزند سوم تہا اور موضع بہشت پور میں اوسکو وسعید کیا تہا بلا کر وصیت کی اور سب مناہی سے توبہ کی پہر اوسکی جان نکل گئی۔ مدت سلطنت اسکی ۱۱ سال ۴ ماہ تہی +

ذکر سلطنت سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی +

جب سلطان شہاب الدین کو باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اوس نے دہلی جانے کا ارادہ ترک کیا یلغار کرکے نعلچہ میں آیا۔ محافظ خان خواجہ سرا و خواص خان نے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور اوسکو اندر نہ آنے دیا تو اوس نے اپنے مقربوں کی زبانی کہلا بہیجا کہ اگر تم میرے ساتھ موافقت کرو گے تو امور مملکت کا حل و عقد تمہاری رائے کو مفوض کرونگا محافظ خان و خواص نے جواب دیا کہ دیوان قضا و قدر سے منشور سلطنت محمود شاہ کے نام نامی پر لکہا گیا۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ آئنہ ملک خشونت و بیگانگی کی کدورت کو یگانگی کی صفائی سے مبدل کرو سلطان شہاب الدین مایوس ہوکر کندوبہ کی طرف چلا گیا۔ سلطان محمود کو جب خبر ہوئی کہ سلطان شہاب الدین مندو میں گیا ہے تو وہ متواتر کوچ کرکے ۲ ربیع الاول کو ظفر آباد نعلچہ میں آیا۔ وہاں سے جادو نس خان کو فوج اور ہاتہی دیکر شہاب الدین خان کے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ ۶ ربیع الاول ۹۱۶ھ کو تخت شاہی پہ بڑی شان و شکوہ و کروفر سے جلوس فرمایا۔ دربار میں سات سو ہاتہی موجود

مطلع کیا۔ تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھہ دیوان میں حاضر ہوا۔ بعد ایک ساعت کے سلطان محمود
نے اوسکو خلوت میں طلب کیا۔ وہ نہ گیا اور درشت جواب دئے۔ سلطان محمود غضب میں آیا
اور چند حبشی خواصون کے ساتھہ باہر آیا محافظ خان دولت خانہ سے بھاگ کر باہر چلا گیا
اور دربند بیرونی مین اوسنے علم بغاوت بلند کیا شاہزادہ صاحب خان بن ناصر الدین کو
قید سے نکال کر چتر اوس کے سر پر رکھا۔ سلطان محمود خلجی وسط مملکت میں قیام کرکے لشکر
کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ امرا میں سے اول شخص جو اوس کے پاس آیا وہ میدنی رائے
تھا کہ اپنے خویش و قوم کو لیکر پابوس ہوا۔ بعد ازان شرزہ خان پسر بہجت خان حاکم چندیری
ملازمت سے سرافراز ہوا۔ پھر انکے پاس فوج فوج آدمی جمع ہونے شروع ہوئے۔ سلطان محمود خلجی
قوی ہوگیا صاحب خان کے بعض طرفدار امرا کو خسروانہ وعدے کرکے اپنی طرف محمود نے
کر لیا۔ صاحب خان و محافظ خان نے خزانہ خرچ کرکے بہت آدمی اپنی طرفدار کر لیے
سلطان محمود خلجی شوکت و استعداد کے ساتھہ شادی آباد منڈو کی طرف روانہ ہوا طرفین سے
معرکہ رزم آراستہ ہوا۔ صاحب خان نے جرأت کرکے افواج سلطان پر بہت حملے کیے
میدنی رائے کی ایک جماعت رجپوتون نے صاحب خان کی فوج کو مار کر بھگا دیا۔ صاحب خان نے
قلعہ منڈو میں تحصن کیا۔ سلطان محمود نے حوض حسین تک تعاقب کیا۔ یہان اوتر کر اوس نے
صاحب خان پاس پیغام بھیجا کہ صلہ رحم درمیان ہے جسقدر مال کی تجھے خواہش ہو اور جس
ملک کے لینے کی خوشی ہو وہ تجھکو دیتا ہون تو قلعہ داری سے باز آ۔ صاحب خان قلعہ کے
استحکام پر مغرور رہا۔ اوس نے سلطان کی بات کو قبول نہ کیا تو سلطان محمود محاصرہ میں مشغول ہوا
اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ بعض امرا نے جو قلعہ کے اندر تھے اور محافظ خان سے مخالفت اختیار
کی تھی سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ ہم فلان موضع سے تجھے قلعہ میں داخل کر دیں گے۔ محافظ خان
و صاحب خان اس خبر کو سن کر اپنے جواہر قیمتی اور بہت نقود لیکر سنہ ۹۱۷ھ میں گجرات چلے گئے
یہان صاحب خان اور شاہ اسمعیل ایلچی شاہ ایران سے جو جھگڑا ہوا اسکی تفصیل تاریخ گجرات میں
لکھی ہے تو وہ آسیر گیا اور یہان سے کاویل مین عماد الملک پاس گیا عماد الملک نے سلطان محمود سے

بہائے سلطان اوسکی تفتیش کرنے لگا۔ تو محافظ خان نے دیکھا کہ میرے سخن کا اثر نہ ہوا تو سر رو زبدگوئی
اور نا ملائم باتین کرنے لگا۔ ایکدن سلطان محمود نے ایک جماعت سے کہا او رپہ و کہا کہ مختص خان
و اقبال خان اپنے دستور کے موافق جب سلام کو آئیں تو وہ قتل کئے جائیں اقبال خان و مختص خان
کو اس ارادہ کی خبر ہوگئی وہ سو سوار اور پیادے لیکر نواحی سرا میں پہنچے اور ۲۰ ربیع الثانی کو نصرت خان
بن اقبال خان آسیر سے سلطان شہاب الدین کو لانے کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان نے محافظ خان
کو عہدہ وزارت دیدیا۔ افضل خان کو مجلس کریم اور شجاعت خان کو دستور خان کا خطاب دیکر
مختص خان و اقبال خان کے رفع کرنے کے لئے بھیجا ———— شہاب الدین خان پاس
نصرت خان پہنچا وہ اوسکے ساتھ خوش خوش روانہ ہوا مگر راہ میں بیمار ہو کر مر گیا۔ بعض کہتے ہیں
کہ سلطان محمود خان کے اشارہ سے وہ مسموم ہوا۔ مختص خان اور اقبال خاں نے اوس کے
بیٹے کو ہوشنگ خاں کا خطاب دیکر چتر اوسکے سر پر رکھا۔ وہ وسط مالوہ میں آیا۔ سلطان نے
نظام خان کو دستور خاں کی کمک کو بھیجا۔ ان دونو نے ملک ہوشنگ سے جنگ کی وہ بھاگ گیا
اس احوال کے درمیان اقبال خاں و مختص خاں کی عرایض آئیں کہ ہم بندگان موروثی
سے سوا خیر خواہی کے کوئی امر ظہور میں نہیں آئے گا محافظ خان نے حقد و حسد کے سبب سے حضور
غرض آمیز باتیں لگائی ہیں اور خاطر اشرف کو ہم بندگان کی طرف سے متغیر کر دیا ہے۔ امید ہے
کہ محافظ خان کی نادولت خواہی اور حرامزدگی کی تحقیقات کی جاوے جس سے اصل حال
حضور پر منکشف ہو جائیگا احتمال ہے کہ بعض بے غرض دولتخواہون نے ہمارے بیان
کی تصدیق کی ہو۔ جب یہ عرایض آئیں تو بعض خدمتگارون نے کہا کہ محافظ خاں کی غرض
اس افترا سے یہ تھی کہ وہ خود مستقل مہمات ملکی مین مشغول ہو۔ اگر مختص خان و اقبال خان
یہان ہوتے تو وزارت کی نوبت اس تک نہ پہنچتی بلکہ اسکی سعی یہ ہے کہ طرح محمد کو برروئے کار
لائے اعداد اولاد ناصر شاہی میں سے جو محبوس ہین سلطنت اونکے نام کرے۔ اور خود مہمات کا ناظم
سلطان محمود حزم و دوربینی نہیں رکھتا تھا اوسنے حکم دیا کہ جب محافظ خان سلام کو آئے اوسکو

ایک مجہول النسب کو بادشاہ بنایا۔ سلطان غیاث الدین کی قبر پر سے چتر لاکر اوسکے سر پر رکہا
داروغہ نے مردانگی کرکے اونکے شر کو دفع کیا۔ بہجت خان میدنی رائے کے اختیارات
سے اور سلطان کی بے لبسی سے بیشتر سے بیشتر خائف ہوا۔ ایک جماعت کو کاویل میں بہیجا
اور صاحب خان کو طلب کیا اور ایک عریضہ سلطان سکندر لودی کو لکہہ کر دلی بہیجا کہ کفار
راجپوتوں نے مسلمانوں پر تسلط تام پیدا کیا ہے۔ میدنی رائے اس طریقہ کا بزرگ ہے وہ
ملک و مال کا صاحب اختیار ہو گیا ہے اوسنے بہت سے نوکروں کو قتل کیا ہے کچہہ اوسکے
ہاتھ سے بہاگ کر ادہر اودہر پراگندہ ہو گئے ہیں۔ سلطان محمود بادشاہ ہے اگرچہ اپنے دست
گرفتہ کو بہی ہے میدنی رائے کے بزرگ کرنے سے پشیمان ہے لیکن وہ وہم میں ایسا گرفتار ہے
کہ ہم پر اعتماد نہیں کرتا اور نہ ہمارے پاس آتا ہے بلکہ میدنی رائے کے کہنے میں ایسا ہے کہ
اس بقیۃ السیف جماعت کے قتل کے درپے ہے۔ اس دیار میں احکام شریعت مصطفوی کا
رواج نہیں ہے مساجد و مدارس دینیوں کے نشیمن ہو گئے ہیں قریب ہے کہ میدنی رائے کا
بیٹا رائے رایان سلطان کو ٹہکانے لگا کے خود اس مملکت میں فرمانروائی کرے۔
اگر عساکر منصورہ میں سے ایک فوج حضور بہیجیں کہ وہ صاحب خان کو تخت پر بٹہاوے تو البتہ
چندیری اور اور مقامات میں آپ کے نام کا خطبہ پڑہا جائے۔ گجرات سے دکن میں
صاحب خان گیا تہا۔ محافظ خان اسے جدا ہو کر دہلی چلا گیا تہا۔ اوسکی سعی سے سلطان سکندر
لودہی نے بارہ ہزار سوار بسر کردگی عماد الملک لودہی اور سعید خان کے صاحب خان کی مدد
کے لیے معین کیے اور اوسکو خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد عنایت کیا۔ اسوقت شاہ مظفر
گجراتی بہی لشکر و فیل کے ساتہہ دہار میں آیا تہا۔ سکندر خان نے بہی علم بغاوت بلند
کرکے مملکت میں خلل ڈالا تہا۔ غرض ایک عجب عالم تہا۔ میدنی رائے سب کے دفع کرنے
کے لیے مستعد ہوا۔ سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے باہر لایا اور ایک راجپوتوں کی فوج کو لشکر کے
مقابل بہیجا۔ عالم کہنڈوے و ملک لودہ کو سکندر خان سے لڑنے کو روانہ کیا۔ نواح
[illegible] فوج گجرات جو آئی تہی اوسکو راجپوتوں کی فوج نے شکست دی سلطا

درمیان مین دوستی تہی اوسنے چند دہات اوسکی جاگیر مین مقرر کردئے اور امداد مین فوج صیل کی
لکہتے ہیں کہ صاحب خان کے بہاگنے کے بعد سلطان محمود منڈو میں آن کر امور سلطنت میں مشغول ہوا
میدنی رائے چاہتا تہا کہ علم استقلال بلند کرے اسلئے اوسنے عرض کیا کہ اقبال خان
و مخصوص خان شاہزادہ صاحب خان پاس دکن مین مکاتیب بہیجتے ہیں اور ایسے حرف و حکایت
کو درمیان لاتے ہیں کہ فتنہ خفتہ کو بیدار کریں سلطان محمود نے ان غرض آمیز سخنون کو سچ سمجہ
جانکر حکم دیدیا کہ جسوقت وہ دونو سلام کرنے آئیں قتل کئے جائیں ۔ وہ بدستور قدیم دوسرے
روز سلام کو آئے تو دونو کے بند سے بند جدا کئے گئے ۔میدنی رائے کی تحریک سے
سلطان محمود خلجی نے بہجت خان حاکم چندیری اور اور امرا کو بلایا بہجت خان نے باوجود نسبت
خانہ داری کے میدنی رائے کے خوف سے اور اس قتل کی ہیبت سے برسات کا عذر
کیا ۔سلطان نے اوس سے اغماض کیا ۔سکندر خان حاکم بہیلسہ نے فساد مچا رکھا تہا اور
کہنڈوہ سے شاہ آباد تک تصرف کر لیا تہا ۔اوسکے دفع کرنے کے لئے منصور خان کو بہیجا
راجہائے گونڈوانہ اور اطراف کے لشکر سکندر خان پاس جمع ہو رہے تہے اس لئے
منصور خان نے اسکا مقابلہ اپنی قوت سے باہر دیکہا تو سلطان سے حقیقت حال کو
عرض کیا ۔میدنی رائے جو قدیمی ملازمون کی تخریب و تقبیح کے درپے تہا جواب میں لکہا
کہ اقبال شاہی دشمن کی دفع کے لئے کافی ہے قدم آگے رکہنا چاہئے ۔منصور خان
اپنے کام میں حیران تہا ۔ناچار بختیار خان کے ساتہہ اتفاق کرکے وہ بہجت خان پاس
چندیری گیا ۔بختیار خان بہی امرائے کبار میں سے تہا ۔سلطان اس خبر کو سنکر دہار میں آیا
میدنی رائے کو لشکر انبوہ اور پچاس ہاتہیون کے ساتہہ سکندر خان کی مدافعت کرنے کیلئے
مقرر کیا ۔میدنی رائے کے ساتہہ دس ہزار راجپوت تھے ۔اوسنے سکندر عیش خان نے
کو مکدر کیا ۔ناچار اوسنے صلح کی اور استمالت نامہ حاصل کیا ۔اور میدنی رائے کے
پاس آیا ۔جاگیر قدیم اوسکو ملی ۔میدنی رائے کے اختیارات حد سے زیادہ گذر گئے تہے
اسوقت کہ سلطان محمود باہر گیا تہا ۔اوباشون نے شادی آباد منڈو میں

لشکر کے چلے جانے اور محافظ خان کے کشتہ ہونے کے بعد بہجت خان و مخصوص خان
اپنے کئے سے پشیمان ہوے او صاحب خان سے صلح کے لئے کہا - اوسنے قبول کیا شیخ
اولیا نے سلطان سے عرض کیا سلطان نے اوس کو لطائف غیبی و عنایات لاریبی سے تقصیر کیا
صاحب خان کو قلعۂ رسین و قصبہ بھیلسہ و ہاموتی تفویض کیا اور فوراً دس لاکھ تنکہ سپاہ
کے خرچ کے واسطے اور بارہ ہاتھی انعام دئے - بہجت خان اور امیرون کو وہان بھیجے
استمالت نامے لکھے - بہجت خان نے دو لاکھ تنکہ اور بارہ ہاتھی اپنے پاس رکھے - باقی صاحب خان کو حوالہ
کئے فتنہ انگیزون نے صاحب خان کو خبر پہنچائی کہ بہجت خان تجھے مقید کرنا چاہتا ہے تو
صاحب خان سلطان سکندر لودھی پاس کہ قریب تھا چلا گیا اور بہجت خان اور اور امرا استمالت
نامے لکھکر سلطان محمود پاس چلے آئے - سلطان نے خلعت دئے اور اونکو اقطاع قدیم عنایت
کیں - سلطان محمود مظفر و منصور اپنی دارالملکت میں آیا - میدنی راے کی استصواب سے سلطان
امیروں اور سپاہ کے سردارون میں سے ہر روز ایک بے گناہ کو ناحق متہم و مطعون کرکے سیاست تا
رفتہ رفتہ یہ نوبت آئی کہ سلطان کا دل کل امراسے بلکہ تمام مسلمانون سے پھر گیا - وہ عمال قدیم
کہ سرکار غیاثی و ناصر شاہی مین مہمات دیوانی کے مقصدی و متکفل تھے وہ معزول ہوئے اور
میدنی راے کے اعوان و انصار اونپر مقرر ہوئے - اس عمل سے اکثر امیر اور سردار اور نوکر شکستہ خاطر
ہوئے اور اونھون نے اپنے عیال کا ہاتھ پکڑکے وطنون سے ہجرت کی - اس قلمرو میں قلعہ شادی آباد
[illegible] العلما اور فضلا مشایخ کا مہبط تھا وہ اب کافرون کا مسکن ہو گیا اور یہان تک نوبت
آئی کہ فیلبانی اور دربانی بھی راجپوتون کو حوالہ ہوئی اور مسلمانون کی کنواری لڑکیوں پر راجپوت
متصرف ہوئے - علی خان امراے قدیم مین سے حاکم شہر تھا - راجپوتون کے تسلط سے دلگیر ہوا
اور اوسنے مخالفت کی جسوقت کہ سلطان محمود راجپوتون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا وہ
قلعہ منڈو پر متصرف ہوا - اہل منڈو کو بھی راجپوتون کے استیلا سے آزردہ تھے اونھون نے
علی خان سے موافقت کی سلطان محمود اس خبر کو سنکر تعجیل کے ساتھ واپس آیا
[illegible] سلطان محمود [illegible] کو تنگ کیا - علی خان اپنے اعوان کے ساتھ قلعہ سے

اوسکو بد فالی سمجہا اور الٹا اپنے ملک کو چلا گیا ملک لودہ نے بہی مقابلہ کرکے سکندر خان کو
شکست دی لیکن لوٹ کے وقت سکندر خان کے لشکریون مین سے ایک شخص جسکے عیال اسیر تہے
ملک لودہ پاس آیا اور پابوسی کے بہانہ سے آگے ہوکر ایک خنجر آبدار لیا اوسکے پہلو مین مارا
کہ متاع زندگی اوسکی برباد ہوئی۔ اس واقعہ کو سکندر خان نے سنکر لشکر سلطانی کو پراگندہ
کیا اور جہیرہ نامی ہاتہی پکڑے سلطان محمود نے میدنی راے کے استصواب سے اس مہم کا فیصلہ
اور وقت پر ٹالا اور بہجت خان کے دفع کرنے کے لئے چندیری کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین
سنا کہ صاحب خان نزدیک آگیا ہے منصور خان نے استقبال کرکے اوسکے سر پر چتر رکہا ہے
اور لشکر دہلی بہی عماد الملک لودہی و سعید خان و محافظ خان خواجہ سرا کے ساتہہ صاحب خان
کی کومک کو آگیا ہے سلطان اس خبر کے سننے سے پریشان خاطر تہا کہ دفعۃً صدر خان و
مخصوص خان اوسکے لشکر سے جدا ہوکر صاحب خان سے جا ملے۔ صاحب خان نے ایک
شخص محمود نام کو سارنگپور بہیجا وہ افواج سلطان سے مغلوب ہوکر بری طرح سے بہاگا
اسی وقت میں محافظ خان کی حسن تدبیر سے عماد الملک لودہی اور سعید خان نے بہجت خان
کو پیغام دیا کہ تم سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہواؤ اور درہم و دینار کو اوسکے سکے سے
مشرف کرو۔ بہجت خان نے اونکے مدعا کے موافق جواب نہ دیا تو اونہون نے اوس کو بہانہ
بتا کے کوچ کیا۔ اور چند روز پیچہے بیٹہے سلطان سکندر کے حکم کے موافق وہ دہلی چلے گئے ایک
روایت یہ ہے کہ چندیری مین سلطان سکندر کے نام کا خطبہ پڑہا گیا مگر جب سلطان محمود
پاس چالیس ہزار راجپوتون کا لشکر جمع ہوگیا تو سلطان سکندر نے اسیر خیال کرکے
اپنے لشکر کو بلا لیا بہر تقدیر سلطان محمود شکر الہی بجا لایا اور شکار مین مصروف ہوا۔
چند روز بعد اوسکو خبر لگی کہ بہجت خان و صاحب خان کے حکم سے محافظ خان مع افواج
بزرگ شادی آباد منڈو کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان نے حبیب خان و فخر الملک
کو بہت سے جمعیت امیرون کے ساتہہ اونکے دفع کرنے کے لئے بہیجا۔ حوالی ظفر آباد

سالباہن اور میدنی رائے کو زخمی کیا سالباہن تو وہیں مر گیا میدنی رائے کو کاری زخم نہیں
لگے تھے۔ اوسکے نوکر اوٹھا کر لے گئے میدنی رائے کے گھر میں راجپوت جمع ہوئے اور اوسکے
بے اجازت لڑنے کے لئے دربار کو چلے سلطان محمود میں گو عقل نہ تھی مگر تہور اور مردانگی
میں اسکا کوئی نظیر نہ تھا سولہ سوار اور چند پیادے مسلمان ساتھ لیکر شہادت کی نیت سے
دولت خانہ سے باہر نکل کر ہزاروں راجپوتوں سے لڑنا شروع کیا ایک بڑے جوانمرد
راجپوت نے سلطان پر ایک ضرب لگائی سلطان نے اس ضرب کو رد کر کے اوسکے ایک
شمشیر ایسی لگائی کہ اوسکے دو ٹکڑے کر دئے۔ دوسرے راجپوت نے سلطان پر ایک برچھا مارا
مگر سلطان نے تلوار سے برچھے کو چھین لیا اور راجپوت کے کمر پر دو ٹکڑے کر دئے۔ راجپوتو
نے جب یہ شجاعت دیکھی تو وہ بھاگ کر میدنی رائے کے گھر گئے اور اوس سے جنگ کی اجازت
چاہی میدنی رائے نے کہا کہ سلطان نے جو میرے قتل کا ارادہ کیا مگر وہ میرا صاحب اور
ولی نعمت ہے اوسکا کچھ قصور نہیں ہے تم اپنے گھر جاؤ اور میری حمایت نہ کرو۔ وہ یہ جانتا تھا
کہ اگر سلطان محمود کشتہ ہو جائیگا تو سلاطین اطراف خصوصاً گجرات و برار و خاندیس و اوسکے
انتقام لینے کے لئے قیام کرینگے۔ اوسنے راجپوتوں کی یوں تسلی کی سلطان محمود خلجی
پاس پیغام بھیجا کہ اتنی مدت تک میں نے سلطان کی نمک حلالی سے خدمت کی تھی
اسلئے زخموں سے سلامت و زندہ رہا۔ اگر فی الواقع میرے مارنے سے امور سلطنت انتظام
پائیں تو مضایقہ نہیں مصرع سر اینک جدا کن بہ تیغ از تنم + سلطان محمود نے جانا
ان زخموں سے وہ مریگا نہیں اور اب صلح و ملائمت کرتا ہے تو اوسنے فرمایا کہ اب
مجھے تحقیق ہوا کہ میدنی رائے میرا خیر خواہ ہے اور اوسنے کمال خیر خواہی سے بے اعتدال
راجپوتوں کو فتنہ و فساد سے باز رکھا اور سالباہن کہ مادہ فتنہ تھا اوسکا شر رفع ہوا۔
انشاء اللہ تعالی اب وسے آگے امور سلطنت میں خیر و خوبی کے ساتھ مشغولی ہوگی اوسکے
بعد کوئی اور امر نہ ہوگا میدنی رائے نے ظاہر میں اخلاص و انقیاد قبول کیا اور گذشتہ کا کچھ تذکرہ
نہیں کیا مگر اپنے حال سے وہ خوب واقف ہوا جب سلطان کی درگاہ میں ملازمت کے لئے آیا تو

نکل کر بھاگ گیا۔ سلطان محمود نے قلعہ میں آن کر رجپوتوں کو علی خان کے تعاقب میں بھیجا۔ کہ اوس کو پکڑ کر قتل کریں بعد اس واقعہ کے میدنی رائے مطلق الشان ہوا۔ مالوہ میں تمام امرا منصب دار اپنی جانب سے مقرر کیے سلطان کے خاصہ نوکروں میں سواء دو سو مسلمان سواروں کے کوئی اور نہ تھا۔ راجپوتوں کے تسلط و استیلا سے سلطان محمود کو اپنی فکر ہوئی اہل ہند کی رسم ہے کہ جس وقت نوکر کو رخصت کرتے ہیں یا مہمان کو وداع تو اونکو پان دیتے ہیں سلطان نے ایک ظرف میں پانوں کے بیڑے بھرے اور آرایش خان کے ہاتھ میدنی رائے کے پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ اب آپ کو رخصت ہے میری ولایت سے باہر چلے جائیے۔ راجپوتوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار راجپوتوں نے آج تک ہواخواہی اور جان سپاری میں کوئی تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کہ ہم سے کیا خطا سرزد ہوئی اس جواب دینے کے بعد راجپوتوں نے یہ ارادہ کیا کہ سلطان محمود کو ٹھکانے لگا دیں میدنی رائے نے کہا کہ الحال حقیقت میں سلطنت مالوہ ہماری ہے اگر سلطان نہ ہوگا تو سلطان مظفر گجراتی اس ولایت پر متصرف ہوگا پس جس طرح ہو سکے اپنے ولی نعمت کی رضا جوئی میں سعی کرنی چاہیے پس وہ سلطان کی خدمت میں آیا استعفا اور استغفار کی سلطان کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہ تھا۔ مگر اوسنے یہ شرط ایسی ٹھیرائی کہ کارخانوں میں جو پہلے قدیمی مسلمان نوکر تھے اونہیں کو وہ خدمتیں حوالہ کرے اور اصلاحات ملکی میں دخل نہ دے اور مسلمان عورتوں کو راجپوت اپنے گھروں سے باہر کریں اور دست تعدی کو کوتاہ کریں میدنی رائے نے ان سب شرائط کو قبول کیا اور سلطان کی دلجوئی کی لیکن سالباہن پوربیہ جو امرائے کلان میں سے تھا بغاوت کی سلطان محمود نے باوجودیکہ دو سو مسلمان سواروں سے زیادہ اوس پاس سپاہ نہ تھی اپنے مخصوصوں کے ساتھ یہ امر قرار دیا کہ جب میں شکار سے مراجعت کروں تو میدنی رائے اور سالباہن جس وقت وہ اپنے گھروں کو رخصت ہوں پارہ پارہ کیے جائیں سلطان نے دوسرے روز جماعت موعود کو جا بجا بٹھا دیا اور خود شکار کو گیا اور مراجعت

اوسکے زخموں کا علاج کیا سلطان سے اسکا تاج لے لیا۔ اب رانا سنگا نے کمال مروت و فتوت یہ کی کہ سلطان کو ہزار راجپوتوں کے ساتھ قلعہ مانڈو میں بھیجکر تخت سلطنت پر بٹھایا۔
سلطان اپنی شکست و ریخت کی مرمت میں مصروف ہوا۔ ممالک مالوہ کا بڑا حصہ امرا اور باغیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور رعایا کماحقہ اطاعت نہیں کرتی تھی۔ بادشاہی میں خلل عظیم وقوع میں آیا سکندر خان سیواس و رہبت پر گنون پر متصرف تہا۔ چندیری اور گاگروں اور اور اقطاع میدنی رائے نے جنگ میں غالب ہو کر لے لئے تھے۔ یہ اطاعت نہیں کرتے تھے اور ایسی ہی سرحدوں و اطراف میں اور امیر تھے جنہوں نے اپنے اندازہ سے باہر قدم رکھا تھا اسلئے سلطنت میں ضعف آگیا تھا۔ سلطان محمود خلجی برخلاف سلطان محمود ماضی کے شمشیر پر مدار رکھتا تھا عقل و تدبیر کو اپنے پاس آنہ دیتا تھا۔
۹۲۶ھ ۱۵۱۹ء میں سلہدی پوربیہ کے دفع کے لئے سلطان روانہ ہوا۔ اوسنے راجپوتوں کو جمع کرکے میدنی رائے سے کمک لی۔ سارنگ پور کی نواحی میں جنگ ہوئی۔ اول لشکر اسلام شکست پاکر پراگندہ ہوا مگر سلطان خلجی نے قطب کی مانند کچھہ سپاہ کے ساتھ پائے ثبات برقرار رکھا اور فرصت پاکر سلہدی پوربیہ کو بڑی شکست دی اور تعاقب کرکے اوس کے ۴۴ ہاتھی چھین لئے۔ سارنگ پور کو اوسکے تصرف سے نکال لیا۔ سلہدی راجپوت نے اپنے قطاع قدیم پر قناعت کرکے اطاعت اختیار کی۔ سلطان محمود نے اوسکو مغتنم جانکر دارالسلطنت کو مراجعت کی۔ ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء میں گجرات میں سلطان بہادر شاہ گجراتی بادشاہ ہوا۔ شاہزادہ چاند خان بن شاہ مظفر گجرات سے بھاگ کر شادی آباد مانڈو میں آیا شاہ مظفر کے احسان کا سلطان محمود مرہون تھا اسلئے اوسنے چاند خان کی تعظیم و تکریم کی رضی الملک کہ گجرات کے امرا معتبر سے تھا وہ بھی بہادر شاہ کی صورت کے خوف سے بھاگ کر آیا وہ یہ چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کو معزول کرکے چاند خان کو اس کا قائم مقام بنا لے۔ اس نیت سے وہ آگرہ سے مانڈو میں آیا اور چاند خان سے مشورہ کرکے پھر آگرہ گیا جب بہادر شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اوسنے سلطان محمود

پانچسو مسلح آدمیوں کو ساتھہ لایا۔ اس وضع سے سلطان محمود خلجی ایسا تنگ آیا کہ شکار کے بہانے اپنی محبوبہ رانی کنیا اور ایک دو سوار اور چند پیادوں کو لیکر سرحد گجرات میں پہنچا۔ سرحد گجرات کے حاکم اوس سے بتواضع پیش آئے اور سلطان مظفر کو اوسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اوسنے قیصر خان و تاج خان و قوام الملک وغیرہ امرا کو استقبال کے لئے بھیجا۔ اور خود چند منزل استقبال کو آیا۔ ایک مجلس میں ایک تخت پر دونو بادشاہ بیٹھے۔

۲۷ رجب ۹۲۳ھ میں سلطان محمود کے ساتھہ سلطان مظفر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ ارادہ مصمم کر لیا تہا کہ راجپوتوں کے دفع کرنیکے لئے سلطان کو تخت پر بٹھا دیں۔ اسکا حال کہ سلطان مظفر نے کیونکر سلطان کو تخت منڈو پر بٹھا دیا۔ تاریخ گجرات میں و مظفر شاہ کی تاریخ میں پڑہو اب سلطان محمود امور جہانبانی میں مصروف ہوا اور ضبط سلطنت میں بقدر مقدور کوشش کرنے لگا چندیری و گاگرون میدنی راے کے تصرف میں تہے قلعہ رایسین و بھیلسہ سارنگپور سلہدی راجپوت کے قبضہ میں تہے سلطان محمود انکے دفع کے فکر میں ہوا۔ اول وہ قلعہ گاگرون پر لشکر لے گیا۔ میدنی راے اس دفعہ رانا سنگا سے ملتجی ہوا اور اوسکو بہت لشکر کے ساتھہ اپنی مدد کے لئے لایا۔ جبکہ جنگ ہوئی سلطان محمود نے بہت راہ طے کی تہی اور رانا سے سات کروہ (ہاسل) اترا تہا جب رانا کو یہ خبر ہوئی تو اوسنے یہ سمجھہ کر کہ وہ تہکا ماندا ہوگا اپنے لشکر کو لیکر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا۔ سلطان محمود خلجی بے خبر تہا سوار ہوکر لشکر سے باہر آیا۔ امراو سپاہ اُس کی ملازمت میں آئے۔ ہر چند آصف خان گجراتی اور امرا نے عرض کیا کہ آج لڑنے کا دن نہیں ہے مگر اوسکو عقل سے بہرہ [illegible] کو قبول نہیں کیا بے ترتیب لڑا۔ ایک لمحہ میں ۳۲ سردار اور بہت سے سپاہی مارے گئے آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اسکی کمک کے لئے بھیجا تہا پانسو آدمیوں کے ساتھہ مارا گیا۔ لشکر مالوہ میں سوا سلطان خلجی اور دس سوار احدی کے معرکہ میں کوئی باقی نہیں رہا۔ سلطان ان دس سواروں کے غنیم سے جا بھڑا۔ سوار مارے گئے اور خود زخمی ہوکر اور مقید ہوکر رانا سنگا [illegible]

[illegible]

شرزہ خان خالم دہار بھی اسے مل گیا۔ ظفرآباد نعلچہ میں بہادر شاہ آیا قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مورچل تقسیم ہوئے سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمیون کے ساتھہ قلعہ مین متحصن تہا ہر شب ایک دفعہ سب مورچلون کو دیکھتا اور مدرسہ سلطان غیاث الدین میں سوتا جب اہل قلعہ کا نفاق اسپر کہلا تو وہ مدرسہ سے اپنے محلات میں چلا گیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا جب بعض نیک اندیشوں نے اس باب میں کہا کہ عیش و عشرت کا وقت یہ کیا ہے۔ تو اوسنے کہا کہ میرے انفاس واپسیں ہیں انکو عیش و عشرت میں کاٹتا ہوں شعبان ۹۳۷ھ میں اعلام دولت شاہ بہادر افق قلعہ سے طالع ہوئے اسوقت چاند خان کہ مایہ فساد تہا دکن کو بہاگا سلطان محمود خلجی مسلح ہوکر جمع قلیل کے ساتھہ روبرو آیا۔ طاقت مقاومت نہ دیکھی پھر گیا۔ ہزار سوار لے کر اہل حرم کے مارنے کے لئے دوڑا ؎

چو تخت کسی رو نہد در زوال بچیزے گراید کہ گرد د وبال

جب وہ محلوں میں آیا تو ایک جماعت مانع ہوئی اور اوسنے کہا کہ شاہ بہادر گجراتی آپ کی ضبط ناموس میں خوب کوشش کرے گا بہتر یہ ہے کہ قلعہ سے باہر چلے جائیں اور لشکر کو جمع کرین اور دشمن کی دفع کرنے مین مشغول ہون۔ یہ باتین ہو ہی رہی ہتیں کہ لعل محل کے بام پر سلطان بہادر چڑہا اور اوسنے سلطان محمود خلجی کو بلایا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر سات سواروں کے ساتھہ سلطان بہادر کے پاس آیا۔ اوسنے اوسے معانقہ کیا۔ بیٹھنے کے بعد سلطان بہادر تہوڑی درشتی کرکے ساکت ہوا لیکن اوسکا چہرہ متغیر ہوا اور اوس نے یہ کہا کہ ہم نے امرا کو امن دیا وہ اپنے گہروں میں جائیں بعض کتابون میں یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود نے تکلم میں درشتی کی شاہ گجراتی عفو کرنے کو تھا کہ اوسنے حبس کا حکم دیا۔ روز جمعہ کو شادی آباد مندو میں سلطان بہادر کا خطبہ پڑہا گیا۔ شب شنبہ کو سلطان محمود کو پا بزنجیر کیا اور اوسکو مع سات بیٹوں کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چنپانیر جاکر اوسکو مقید کریں۔ اثنا دراہ میں دو ہزار بھیل و کولی نے منزل دھو رمین آصف خان کے لشکر پر شب خون مارا اسوقت محمود ... اور ... شور و غوغا سنا تو بیدار ہوا بھاگنے کے ارادہ سے

فتنہ انگیزی کے ارادہ سے بہر آگرہ گیا ہے اس دفعہ بہادر شاہ کوئی بات زبان پر نہ لایا گر سلطان محمود خلجی کی تا بیت دری ہوا
دولت خلجیہ کے زوال کا وقت آگیا تہا سلطان محمود خلجی نے کچہہ اسکا علاج نہ کیا جسوقت اس نے یہ خبر آئی کہ رانا سنگا
اس سنسار سے چل بسا اور اوسکا بیٹا رتن سی قایم مقام ہوا تو اوسنے شرزہ خان کو بہیجا جسنے چتوڑ کے بعض قصبات
کو تاراج کیا ۔ رتن سی واقف تہا کہ بہادر شاہ اور سلطان محمود کے درمیان رنجش ہے تو وہ لشکر
فراہم کرکے مالوہ پر چلا جب یہ خبر سلطان محمود کو ہوئی تو وہ اسے لڑنے چلا راہ مین یہ ہوکر سارنگپور
میں گیا سکندر خان فوت ہو گیا تہا اوسکا بیٹے نے معین خان کو کہ اصل میں روغن فروش کا لڑکا تہا
مدد کے لئے طلب کیا اور مسند عالی اوسکو خطاب دیا ۔ سراپردہ سرخ کہ سلاطین کے ساتہہ
مخصوص ہے عطا کیا سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے طلب کیا اور اوسکے اقطاع قدیم پر
اور پرگنوں کا اضافہ کیا ۔ سلہدی پوربیہ سلطان خلجی سے متوہم ہوا وہ معین خان کے ساتہہ
اتفاق کرکے رتن سی رانا پاس گیا ۔ یہاں سے بھوپت ولد سلہدی کے ساتہہ معین خان
بہادر شاہ گجراتی پاس گیا اور اپنے ولی نعمت کی شکایت کو تحفہ مجلس بنایا سلطان محمود
نے مضطرب ہوکر دریا خان لودہی کو سلطان بہادر شاہ گجراتی پاس بہیجکر پیغام دیا کہ آپ کے
سلسلہ کے حقوق مجہہ پر بہت ہیں ۔ اب مسافت تہوڑی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ
حضور مین پہنچکر مبارکباد سلطنت دون ۔ سلطان بہادر نے جیسا کہ اوسکے وقایع میں
لکہا گیا ہے جواب آدمیانہ دیا ۔ رتن سی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر سے ملے اور سلطان محمود
کی شکایت کی ۔ رتن سی اپنی منزل کو مرخص ہوا اور سلہدی سلطان بہادر کے لشکر میں
رہا وہاں سلطان محمود کے آنے کی توقع تھی سلطان محمود نے اپنے پاؤں میں آپ
کلہاڑی ماری کہ ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع
کرنے کا بہانہ بناکے سیواس کو روانہ ہوا ۔ اثناء راہ میں شکار میں مشغول تہا کہ گہوڑے سے گرا
اور وہاں ہاتہہ اوسکا ٹوٹ گیا اوسکو فال بد سمجہہ کر فسخ عزیمت کی اور اپنے دار الملک میں
چلا آیا اور قلعہ داری کی تیاری کی سلطان بہادر نے اوسکی ملاقات سے قطع نظر کرکے

کہ جب سپاہ مغل دیار بنگالہ میں آئی تو طریقہ اخلاص مستدعی اس امر کا ہے کہ وہ عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہو اس نواحی میں فوج بھیج کر خلل ڈالے تا کہ مغل مضطرب ہو کر اس دیار سے باز رہیں۔ اور ہم کو کشورستانی کی فرصت ملے۔ سلطان قادر شاہ شیر شاہ کے فرمان بھیجنے سے بر آشفتہ ہوا۔ اوس نے اپنے منشی سے کہا کہ اس کے جواب میں فرمان لکھا اور اوسکی پیشانی پر مہر کر۔ منشی نے یہی کیا۔ سیف خان دہلوی نے کہ اوس کا ندیم تھا اور ہمیشہ گستاخانہ سچی باتیں کہا کرتا تھا اوس نے معروض کیا کہ شیر شاہ بالفعل بنگالہ و جونپور کا بادشاہ ہے اور اسقدر سپاہ و شوکت رکھتا ہے کہ بادشاہ دہلی کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اگر وہ تجھے فرمان لکھے اور اوسکی پیشانی پر مہر کرے تو سزاوار ہے۔ قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بنگالہ و جونپور کا بادشاہ ہے تو میں بھی خدا کی عنایت سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہوں۔ جب اوس نے طریق ادب سلوک نہیں رکھا تو مجھے کیا ضرور ہے کہ میں فروتنی کروں اور اوس کی حرمت مرعی رکھوں۔ جب قادر شاہ کا فرمان شیر شاہ کی نظر سے گذرا تو وہ پیچ و تاب کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کے نشان کو کتر کر یاد آوری کے لئے خنجر کے غلاف میں رکھا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اوس کی حاضری کے وقت اسکا سبب پوچھا جائیگا۔ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء میں شیر شاہ نے مملکت مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ حوالی سارنگ پور میں قادر شاہ اس سبب سے کہ اُس سے لڑ نہیں سکتا تھا شیر شاہ پاس گیا اور پھر اوس کے پاس سے بھاگا تو شیر شاہ نے کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی اس مصرعہ پر یہ دوسرا مصرعہ ایک شاعر نے کہا ع قول نبیست مصطفےٰ را لاخیر فی العبیدی شیر شاہ نے مالوہ کو فتح کر کے اوجین و سارنگ پور اور رہے گنے شجاع خان کو اقطاع میں دیئے اور اس مملکت کا سپہ سالار بنایا۔ شجاعت خان نے جو کام اس ملک میں کئے وہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کی تاریخ میں مذکور ہوئے ہیں۔ جب

اپنے پاؤں کی بیڑی توڑنا چاہتا تھا کہ نگہبانون کو خبر ہوگئی اونہوں نے اس خیال سے کہ اسی کے ہواخواہوں نے شب خون مارا ہو اُسے مار ڈالا۔ آصف خان نے اوسکی تجہیز و تکفین کی اور اوسکے بیٹوں کو محمد آباد چنپانیر میں محبوس کیا۔ تہوڑے زمانہ میں سوائے محمد شاہ بن سلطان نصیر الدین کے کہ بابر شاہ کی خدمت میں تھا کوئی اس خاندان سلطنت خلجیہ مالوہ کا وارث نہ رہا اور اوس کی دولت سلسلہ حکام گجرات میں منتقل ہوئی ۹۳۷ھ اس دیار کی فرماندہی گجراتیوں کے اختیار میں رہی پہر دست بدست اوروں کے ہاتہہ میں گئی ۹۶۹ھ میں اکبر شہنشاہ کے ہاتہہ میں آئی۔ بزرگوں نے سچ کہا ہے کہ دنیا ایک مکارہ سیاہ چشم اور بدکارہ ہے۔ سفید چشم گندم نما جو فروش ہے

زوال دولت خلجیہ مالوہ و استیلا سلطان بہادر گجراتی اور اور باتین

اوپر ہم نے بیان کر دیا کہ سلطان محمود کے بعد سلطان بہادر نے مملکت خلجیہ پر استیلا پایا۔ امراء مالوہ کو جنہوں نے اطاعت کی الطاف خسروانہ سے خوشدل و مستمال کیا سلہدی پوربیہ کو اس سبب سے کہ سب سرداروں سے پہلے ملازمت میں آیا تھا اجین و سارنگ پور و رایسین اقطاع میں دئے طبقہ گجراتیون کی تاریخ میں بیان ہوا کہ وہ سلطان بہادر کے غضب میں گرفتار ہوا اور قلعہ رایسین میں اوسنے اپنے تئیں مار ڈالا اوسکا بیٹا بھوپت بہاگ گیا۔ بہادر شاہ نے اوجین دریاخان لودہی کو اور رایسین قائم خاں حاکم کالپی کو دیا۔ اور شادی آباد اختیار خاں کو دے کر خود محمد آباد چنپانیر کو چلا گیا۔ بعد ازاں ہمایوں بادشاہ نے جب گجرات کو تسخیر کیا سلطان بہادر بندر دیب کو بہاگا تو ہمایون نے اپنے نام کا خطبہ شادی آباد منڈو میں پڑھایا۔ اور اپنے متعلقوں کو سپرد کیا جسکا ذکر اپنے محل پر مذکور ہوا جب ہمایوں آگرہ تشریف فرما ہوا تو ملوخان کہ خلجیوں کے غلاموں و امراء کبار میں سے تھا اوسنے ایک سال میں لشکر چغتائی کے قبضہ سے قصبہ بھیلسہ سے دریاء نربدا تک ملک نکال لیا اور اپنا نام سلطان قادر شاہ رکھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ بھوپت و پورنمل پسران سلہدی پوربیہ نے قلعہ چتوڑ سے نکل کر رایسین اور اوسکی نواح کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سلطان قادرشاہ کی اطاعت اختیار کرکے اوسکو پیشکش بھیجی

اوسکے بعد وہ سارنگپور میں آیا۔ یہاں اوسنے قلعہ گراکی یا کلنگہ کی تیاری کی۔ جب وہ
اس نواحی میں آیا تو اوس کا مقابلہ رانی درگا دی بیوہ راجہ کرشن سنگہ نے کیا۔ وہ اپنے
شوہر کے مرنے کے بعد یہاں حکومت کرتی تہی۔ اوسنے گونڈوں کو جمع کیا۔ گہاٹی کے
سرے پر لڑائی لڑی۔ رانی کے پیادے مور و ملخ سے زیادہ تھے اونہوں نے چوانب و
اطراف سے آنکر باز بہادر کے لشکر کو گہیر لیا۔ باز بہادر نے حیران ہو کر فرار کیا۔
اوسکا تمام حشم اور اچھے آدمی رانی کے ہاتہ آئے اکثر قتل ہوئے۔ باز بہادر ہزار
محنت و جانکاہی سے سارنگپور میں آیا۔ بجاے اوسکے کہ اپنی شکست کی صلاح کرتا
عیش و عشرت میں مشغول ہوا۔ ہندوستان میں وہ فن موسیقی میں بڑی مہارت رکہتا تہا
تعلق و تعشق پیدا کیا۔ عشق و عاشقی میں نام اوسکا مشہور ہوا۔ جب اوسکی غفلت کی
خبر شہنشاہ اکبر کو پہونچی تو اوسنے جو اوس کا حال کیا وہ اقبال نامہ اکبری میں پڑہو۔
سنہ ۱۰۱۸ھ سے مالوہ ایک صوبہ سلطنت اکبری ہوگیا فقط

بالخیر

جاری کرے مگر موت نے فرصت نہ دی ۹۶۲ھ ۱۵۵۴ میں انتقال کیا۔ اوسکا بڑا بیٹا بایزید جسکا لقب باز بہادر تھا اوسکا قائم مقام ہوا۔ اسکی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ سال تہی۔ قصبہ شجاول پور کہ اوجین کے پاس ہے اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

باز بہادر کا تخت مالوہ پر فایز ہونا اور امرائے اکبری کے ہاتھ گرفتار ہونا +

شجاعت خان کے بعد حشمت و سلطنت پدر پر اسکا بڑا بیٹا بایزید یا مخاطب باز بہادر متصرف ہوا۔ دولت خان اوسسے برسر مقابلہ ہوا۔ یہ بہی سلیم شاہ کے نزدیک معزز و محترم تہا مالوہ کے سب لشکری اوسکے خواہان ہوئے میاں بایزید نے اپنی والدہ کو اپنے عزیزوں کی ایک جماعت کے ساتہہ دولت خاں پاس بہیجا کہ مصالحت ہو جائے۔ بعد بہت گفت و شنید کے یہ امر مقرر ہوا کہ سرکار اجین منڈو اور بعض اور محال پر دولت خاں متصرف ہو اور سارنگپور و سیواس و سروہی و بھیلوارہ و محال خالصہ شجاع خان میاں بایزید سے متعلق ہوں و سرکار رایسین و بھیلسہ اور محال پرکہ اس نواحی میں واقع ہیں ملک مصطفیٰ قابض ہو۔ بعد صلح کے مقرر ہونے کے بایزید اجین کی طرف غدر کے ارادہ سے متوجہ ہوا۔ آدمیوں سے یہ کہا کہ میاں دولت خان پاس اوس کے باپ کی تعزیت کرنے جاتا ہوں۔ دولت خان غافل تہا وہ اوسکے ہاتہہ سے مارا گیا اسکا سر سارنگپور کے دروازہ پر لٹکایا۔ اور اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا ۹۶۳ھ ۱۵۵۵ کو سر پر چتر رکہا اور خطبہ اپنے نام کا پڑہوایا۔ باز بہادر شاہ اپنا نام رکہا۔ ان مہمات کے بعد رایسین کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک مصطفےٰ خان اوسکے مقابلہ میں آیا اور چند لڑائیوں کے بعد منہزم ہوا۔ رایسین اور بہیلسہ باز بہادر کے آدمیوں کے ہاتہہ لگ گیا بعض سرداروں نے اسسے سلوک ناہموار کیا تہا اوسنے اونکو گرفتار کرکے کنوئیں میں ڈالدیا کہ وہ ڈوب کر مر جائیں یا بہوک کے مارے ہلاک ہوں اور خود گونڈوانہ پر متوجہ ہوا بہت سا حصہ اوسکا اپنے سعی و کوشش سے مسخر کیا۔ محاصرہ و محاربہ میں اوسکا ماموں فتح خان مارا گیا

اور یہان کے انتظام میں ساعی ہوا - راجہ بہارجی جو ابتک سلطان فیروز کا مطیع نہین ہوا تہا
اوسکو ضرب شمشیر سے باج گزار بنایا - پانچ بڑے اور دس چہوٹے ہاتہی اور اقمشہ نفیسہ اور بہت
نقود اسے پیش کش میں لئے دکن کی روش پر ہاتہیونکو زنجیر طلا و نقرہ سے مزین کیا اور مخمل
اور زربفت کی جہولیں اونپر ڈالیں اور نقود و اقمشہ کو اونٹوں پر لادا اور اونپر بہی زربفت
و مخمل کے بالاپوش ڈالے اور اس طرح یہ پیش کش بادشاہ پاس روانہ کی جب بادشاہ کی نظر
کے روبرو بہارجی کی پیش کش اس رنگینی اور آراستگی سے پیش ہوئی تو وہ بہت خوش حال ہوا
اور اوسنے کہا کہ جو خدمت کہ حکام دکن سے متعلق رکہتی تہی اوسپر ملک راجہ نے تقدیم کی بیس
سہ ہزاری کا منصب اور خاندیس کی سپہ سالاری کا لقب اوسکو عنایت کیا - تہوڑے دنون میں ملک راجہ
بارہ ہزار سوار منتخب و کارگزار بہم پہونچائے - اونکے خرچ کو ولایت خاندیس کا محصول کفایت نہین کرتا تہا
اسلئے وہ ہمیشہ گونڈواڑہ اور راجاؤں کی ولایتوں پر تاخت کرتا تہا اور اون سے پیش کش
لیتا تہا - یہانتک اوسکی قدر بڑہی کہ راجہ جاجنگر باوجودیکہ اسے بُعد مسافت رکہتا تہا مگر
اوس سے محبت و اخلاص کا طریقہ برتتا تہا - ملک راجی نے اپنی حسن تدبیر و قوت بازو سے
سلطنت کی دستگاہ بہم پہونچائی - سلطان کی وفات کے بعد دلاور خان نے ولایت مالوہ
سے اختصاص پایا - تو ان دونوں کے درمیان نہایت صداقت سے اخلاص تہا اور آپس میں
یارانہ و برادرانہ سلوک کرتے تہے اور آپس میں اونہون نے یہ رشتے کئے کہ ملک راجی کی بیٹی
کا نکاح ہوشنگ سے ہوا اور دلاور خان کی بیٹی کا نکاح ملک راجی کے بیٹے سے ہوا - جب
گجرات کا بادشاہ سلطان مظفر ہوا تو مملکت میں کچہہ تہوڑا خلل پڑا - ملک راجی نے دلاور خان
کو پشت پناہ سمجہہ کر سلطانپور اور ندربار کی مزاحمت کی - اور مظفر شاہ گجراتی کا تہانہ اوٹہا دیا -
سلطان مظفر اس وقت غزاء کفار میں مشغول تہا - اوس کو چہوڑ کر وہ سلطانپور کی حوالی میں آیا
ملک راجی میں لڑنے کی سکت نہ تہی - اسلئے وہ تہالنیر میں متحصن ہوا - علماء و صلحاء نے
ان دونو کے درمیان صلح کرادی سلطان مظفر اوس وقت سلطنت چاہتا تہا وہ سلاطین مالوہ
و خاندیس سے بصلح رہنے کا آرزومند تہا دونو میں اتحاد و صداقت پر عہد و سوگند ہوگئے

تاریخ خاندیس

ولایت خاندیس میں جو شخص اول فرمانروا ہوا ملک اجی فاروقی تہا۔ اوس کے باپ کا نام
خانجہاں فاروقی تھا جسکے باپ دادا سلطان علاء الدین خلجی و سلطان محمد تغلق کے
زمانہ میں صاحب اعتبار امرا میں تھے۔ جب خانجہان فوت ہوا تو اوسکا بیٹا ملک اجی گردش
روزگار سے کسی امارت پر نہ پہنچا۔ کمال پریشانی اور افلاس میں زندگی بسر کرتا تہا۔
آخر میں ہزار حیلہ وجر ثقیل سے وہ سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصہ خیل میں داخل ہوا۔
ایک گھوڑا خادمت کرنے کے لئے ملا۔ تنخواہ تہوڑی تھی مشکل سے گذرتی تھی۔ مگر اس حال میں
بہی وہ نشاط و شکار سے شغل رکھتا تھا۔ سلطان فیروز شاہ منڈو میں گذر کر گجرات میں آیا۔
تو وہ ایک دن شکار کے پیچھے اپنے لشکر سے تین چالیس میل دور چلا گیا۔ بھوکا پیاسا ہوا۔
آبادی دور تہی۔ بیتاب ہوکر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دور سے اوسکی نظر ایک سوار پر پڑی
کہ دو تازی سگتے اور چند شکاری جانور ہمراہ رکھتا ہے اور صحرا میں شکار کے پیچھے پڑا پھرتا
ہے سلطان نے اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو بھی ہے اوسنے کہا کہ ہاں ہے۔ جو کچھ
موجود تہا درویشانہ آگے لاکر رکھ دیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے کھانا تناول فرمایا۔
سوار کی حسن گفتار و ادب خدمت بادشاہ کو پسند آیا۔ اوس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے
اوسنے معروض کیا کہ میں خواجہ جہاں فاروقی کا بیٹا ہوں اور میرا نام ملک اجی فاروقی ہے
بادشاہ کے نوکران خاصہ میں سے ہوں۔ بادشاہ خواجہ جہاں فاروقی کو اچھی طرح جانتا تہا۔
اوسنے اپنے کسی مقرب سے کہا کہ اسکو دربار عام میں میرے روبرو پیش کرو۔ وہ ایکدن پیش ہوا
تو بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکے دو حق مجھ پر ہیں اول حق آشنائی سابق دوم حق خدمت لاحق
شکارگاہ میں اسلئے میں اسکو منصب دو ہزاری دیتا ہوں اور اقطاع تھالنیر (تالنیر)
و کرو ندکہ مملکت خاندیس میں سرحد دکن میں عطا کرتا ہوں وہ ۷۷۲ھ میں اس سرحد میں آیا

اہی گائین بھینسیں چراتے تھے چوروں سے اموال کے بچانے کے لئے پتھر مٹی کا ایک حصار بنا رکھا تھا
جب آسا اہیر کی نوبت آئی اور اوس کے مقدور کا سامان بہت بڑہ گیا پانچہزار گائیں اور
پانچہزار بھینسیں اور بیس ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار بجریں اوسکی سرکار میں ہوگئیں اور ان
مویشیوں کی نگہبانی کے لئے اوسکے نوکروں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہوگئی گونڈوار اور
خاندیس کے آدمی جب محتاج ہوتے تہے تو اوسکے پاس جاتے تہے نقد و غلہ جسقدر اُن کو
درکار ہوتا تہا اوسے قرض لیتے تہے اور ایسے ہی ان حدود کے امرا کو قرض یا اچھے
پاسبان کی ضرورت ہوتی تو اس پاس جاکر اپنا مقصود حاصل کرتے اس تقریب سے آسا
کہ جماعت اہیر یعنے گاؤ چرا میں سے تہا مشاہیر وقت میں داخل ہوا اسکا اعتبار یہانتک بڑہا
کہ جب ہندوں و مسلمانوں کے دو گروہوں میں نزاع واقع ہوتا یا کوئی عقدہ مشکل پیش آتا تو
اُسسے رجوع کرتے تاکہ وہ اپنی عقل و کیاست سے اونکو فارغ کردے۔ ملک راجی فاروقی کے
آنے سے یہاں تہوڑے دنوں پہلے مملکت خاندیس و مالوہ و برار و سلطانپور و ندر بار میں
قحط عظیم پڑا۔ بڑی خلقت بہوکی مرگئی گونڈوارہ وغیرہ میں دو تین ہزار سے زیادہ کولی اور
بھیل زندہ نہ رہے۔ خاندیس کی رعایا بھی بڑی ہلاک ہوئی جو زندہ رہے وہ آسا اہیر
کی پناہ میں گئے آسا اہیر پاس گونڈوارہ میں غلہ کے دو ہزار انبار تھے اوسکے موکلوں نے
غلہ کا بیچنا اور اوسکی قیمت کا آسا اہیر پاس بہیجنا شروع کیا۔ اوسکی بیوی بڑی صاحب خیر
تھی اوسنے شوہر سے کہا کہ خدا تعالی نے ہمکو مال دنیوی سے مستغنی کیا ہے غلہ کی قیمت کی
احتیاج نہیں ہی ایسا کام کرنا چاہئے کہ دنیا و آخرت میں وہ استحکام پائے آسا نے اہیر نے پوچھا
ایسا کونسا کام ہی۔ بیوی نے کہا کہ دنیا کا استحکام اسپر منحصر ہے کہ اس کوہ پر ایک حصار
گچ و سنگ کا بنائے اور استحکام آخرت اس میں ہے کہ ملک میں جسقدر غلہ اُسکے لنگر خانے جاری
کر کے فقرا و مساکین کو پختہ طعام پہنچائیے۔ آسا نے دونوں باتوں کو قبول کیا ممالک و
اطراف خاندیس میں لنگر خانے جاری کئے۔ قدیم چار دیواری کو توڑ کر گچ و سنگ سے
ایک حصار بنایا جسکا نام قلعہ آسا اہیر مشہور ہوا کثرت استعمال سے مخفف ہوکر آسیر ہوگیا

مظفر شاہ گجرات کو چلا گیا۔ ملک اجی فاروقی نے تعمیر ملک و تکثیر زراعت میں کوشش کی آخر عمر تک کہیں سوار نہیں ہوا جب مرض موت میں گرفتار ہوا تو اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو وليعہد کیا اور خرقہ ارادت و اجازت کہ اوسکو اپنے پیر شیخ زین الدین سے ملا تھا اوسکو دیا اور قلعہ تہالنیر مع مضافات کے اپنے چھوٹے بیٹے ملک التجار کو تفویض کئے۔ روز جمعہ ۲۲ شعبان سنہ ۸۰۱ھ کو رحمت ایزدی میں داخل ہوا اور تھالنیر میں مدفون ہوا۔

صاحب فرشتہ لکھتا ہے کہ ملک اجی فاروقی اپنے تئیں خلیفہ دوم حضرت فاروق کی نسل میں جانتا تھا اور اس طرح اپنے نسب کو اونسے ملاتا تھا ملک اجی بن خان جہان بن علی خان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ بن طلحہ شاہ بن داینال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمنا شاہ بن ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد احمد بن محمد بن عبداللہ بن فاروق ابن الخطاب شیخ الاسلام شیخ زین دولت آبادی کا ملک اجی مرید تھا اوسنے خرقہ ارادت پیر سے پایا تھا۔ دو سو سال کے قریب اس خاندان میں حکومت رہی اس میں یہ خرقہ ارادت بطناً بعد بطن ہر ولیعہد کے پاس رہا چنانچہ آخر تک بہادر خان فاروقی نے کہ ختم الملک تھا یہ خرقہ پایا۔ ملک اجی کی مدت حکومت ۲۹ سال تھی +

ذکر سلطنت نصیر خان فاروقی بن ملک اجی فاروقی

نصیر خان کے عہد میں اس خاندان کی رونق ہی اور ہو گئی۔ جیسا طریقہ سلاطین کبار کا ہے اوس نے ارباب فضل و کمال کو خاندیس میں جمع کیا اونمیں سے ہر کسی کو بقدر مقدور وظائف و اقطاع دئے اوسنے سلطان احمد شاہ گجراتی سے اثاثہ سلطنت و خطاب نصیر خانی پایا باپ یہ آرزو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا مگر پسر اسمیں کامیاب ہوا اوسنے سراپردہ سرخ لگایا اور چتر سر پر رکھا قلعہ آسیر کو آسا اہیر سے لے لیا ۔شہر برہان پور آباد کیا قلعہ آسیر کی کہانی بڑی دلچسپ اسطرح بیان کی جاتی ہے۔ کہ خاندیس میں ایک اونچی پہاڑ پر آسا اہیر ایک معتبر زمیندار بستا تھا سات سو سال سے اوس کے باپ دادا یہیں

اور اپنے جورو بچوں کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ کے باہر چلے آئے نصیر خان نے قلعہ تلنگ میں خبر
سنی تو وہ ایلغار کرکے یہاں قلعہ میں آیا - اور از سر نو قلعہ کی تعمیر میں مشغول ہوا شکست وریخت کو
درست کیا اسکے ایک سو تیس سال کے بعد شیر خان افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ
رہتاس کو اسی طریقے سے فتح کیا تہا مشہور ہے کہ حکام فاروقیہ آسیر نے آسا کے اموال میں کچھ
تصرف نہیں کیا - امانت کا امانت رہنے دیا شہنشاہ اکبر اس حصار کی فتح کے بعد امانت کو
کو اپنے تصرف میں لایا جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ حاصل ہوئی تو شیخ زین الدین دولت آباد
سے نصیر خان کی مبارکباد پر متوجہ ہوئے نصیر خان نے ملک و دولت اونکی نذر کرنا چاہا
مگر اونہوں نے انکار کیا - مگر اونکے کہنے سے شیخ برہان الدین کے نام پر آب تاپتی کے کنارہ پر
شہر برہان پور آباد کیا - اور جہاں شاہ صاحب رہتے تہے وہاں زین پور آباد کیا تہوڑے
دنوں ان شہروں میں بڑی رونق ہوگئی سلاطین فاروقیہ کا دار السلطنت برہانپور ہوگیا +
مثل مشہور ہے کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند - نصیر خان نے ارادہ
کیا کہ قلعہ تہالنیر کو اسکے چہوٹے بہائی ملک افتخار کے تصرف میں تہا چہین کر اپنے ملک میں
دعوی انا لا غیری کا کرے مگر یہ امر سلطان مالوہ کی صوابدید و مشورہ بغیر انجام نہیں ہوسکتا
تہا اسلیئے اوسنے برادر زن سلطان ہوشنگ پر ما فی الضمیر ظاہر کیا - اوسکی تجویز سے
اپنا کام شروع کیا - سنہ ۸۲۰ھ میں قلعہ تہالنیر کا محاصرہ کیا - ملک افتخار سلطان احمد شاہ
گجراتی سے ملتجی ہو کر معاونت کا طالب ہوا - شاہ احمد شاہ سفر کی تیاری کر کے روانہ ہونے
کی فکر میں تہا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک
کو آیا - ابہی سلطان احمد شاہ آیا نہ تہا کہ اون دونوں نے قلعہ تہالنیر کو فتح کر لیا اور ملک افتخار
کو قید کیا اور قلعہ آسیر میں بہیجدیا اب انکا مغز ایسا چلا کہ سلطان پور اور نذر بار کو گجرات
حکام سے چہین کر مالوہ کے ماتحت کرنا چاہا - اس قصد و نیت سے وہ سلطان پور پہنچے اس
قصبہ کا اقطاع دار احمد حصاری ہوا اور عرضداشت احمد شاہ بادشاہ گجرات پاس
بہیجی جسمیں ساری حقیقت احوال لکہی - اس بات کے سنتے ہی احمد شاہ آگ بگولا ہوگیا اور

جب یہ خبر سلطان فیروز کو پہنچی تو اوسنے اس توہم سے کہ بہادر آسا اہیر اس قلعہ کے استظہار سے علم مخالفت ملبند کیے خاندیس کے حاکم کو فرمان لکھا اور سرزنش و ملامت کی کہ تو نے آسا اہیر کو ایسا بے نظیر قلعہ پہاڑ پر کیوں بنانے دیا جب خاندیس کی حکومت ملک راجی فاروقی کو ملی تو آسا اہیر اوسکے ساتھہ مریدانہ زندگی بسر کرتا تھا اور اوسکا مطیع و منقاد تھا - اگرچہ ملک راجی فاروقی قلعہ آسیر کی فکر تسخیر میں رہتا تھا لیکن اسکا مرہون احسان تھا اور بحسب ظاہر اسکی تسخیر محالات سے معلوم ہوتی تھی وہ اپنے ارادہ کو قوت سے فعل میں نہیں لایا نصیر خان نے اوسکی تسخیر میں اپنی ساری ہمت لگائی - اور ابتدا حکومت میں اوسنے یہ تدبیر سوچی کہ آسا کو پیغام دیا کہ راجہ بگلانہ و گوندوارہ نے جمعیت بہم پہنچائی ہے اور اب میرے ساتھہ وہ سلوک نہیں برتتے ہیں جو میرے باپ کے ساتھہ برتتے تھے اور راجہ کہیرلہ کی تحریک سے میری ولایت میں تاخت و تاراج کرتے ہیں باپ کی وصیت کے موافق قلعہ تہالنیر پر ملک افتخار متصرف ہے اور قلعہ تلنگ دشمنوں کے نزدیک ہے اسلئے مجھے اوسپر اعتماد نہیں ہے اسواسطے میں چاہتا ہوں کہ تو میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہہ دے تاکہ میں خاطر جمع سے دشمن کے دفع کرنے میں مشغول ہوں اور تیرا ممنون ہوں - آسا نے خوشی سے اس بات کو قبول کر لیا - قلعہ میں ایک مکان اونکے رہنے کے واسطے تجویز کر دیا - نصیر خان نے اول روز چند ڈولیوں میں عورتوں کو بہیجا اور اونکو سکھا دیا کہ اگر آسا کی عورتیں تم سے ملنے آئیں تو تم اونکی تعظیم و تکریم کرنا - دوسرے روز دو سو ڈولیاں تیار کرکے دو سو شجاع و جنگجو پوشیدہ ونمیں بٹھائے اور اونکو برقع پنہا دیا اور مشہور کر دیا کہ قلعہ آسیر کو نصیر خان کی والدہ اور حرم بزرگ جاتی ہیں - جب ڈولیاں قلعہ کے نیچے آئیں تو آسا نے حکم دیا کہ دروازہ کہول کر دربان ہٹ جائیں جب ڈولیاں قلعہ کے اوپر محوطہ مقررہ میں آئیں تو ڈولیوں سے بہادر نکل پڑے اور تلواریں میان سے نکال کر آسا اہیر کے گہر پر گئے - آسا اہیر اور اوسکے فرزند اپنے مہمانوں کو پیار کیا دینے آتے تھے جب اس حادثہ کے قریب ملاقات ہوئی تو بے خبر سب قتل ہوگئے اہل قلعہ نے جب آسا اہیر اور اوسکے فرزندوں کو کشتہ ہوتے دیکھا عجز و زاری کرکے امان کی

علام کیا۔ اس وجہ سے نصیر خان اور سلطان بہمنی کے درمیان عداوت ہو گئی سلطان احمد گجراتی
کی صوابدید سے ۸۴۱ھ میں نصیر خان برار کی تسخیر کا عازم ہوا۔ امراء برار میں آپس میں نفاق تھا
اونہوں نے نصیر خان کے آنے کی تمنا کی اور کہا کہ تو اولاد فاروقی سے ہے ہماری سعادت ہے
کہ ہم تیری خدمت میں شہید ہوں خان جہان جو برار و دکن کا سپہ سالار تھا اور رکن اعظم
بہمنیہ کا تھا وہ سرداروں کے نفاق پر مطلع ہوا قلعہ پرنالہ میں متحصن ہوا۔ اور عرضداشت میں
یہاں کا سارا حال سلطان علاء الدین کو لکھا۔ امراء مخالف نے برار میں نصیر خان کے نام کا
خطبہ پڑھوایا۔ اور نصیر خان پرنالہ کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ سلطان علاء الدین نے
بہت سی قیل و قال کے بعد ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سرلشکر ناکر امراء مغل کے ساتھ
نصیر خان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ نصیر خان نے اپنے میں ملک التجار سے لڑنے کی طاقت نہ دیکھی
تو وہ مع امراء مخالف برار کے باہر چلا گیا۔ ملک التجار نے تعاقب کیا اور برہان پور کی
طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خان فاروقی قلعہ تلنگ میں چلا گیا اور اوس نے سلطان گجرات سے
مدد مانگی۔ ملک التجار عرب نے برہان پور میں آکر ان کی عمارتوں کو اکھیڑ ڈالا اور جلا دیا جب
اوس نے سنا کہ لشکر سلطان پور و نار بار و سپاہ مالوہ آنے کو ہے تو وہ ایلغار کر کے تلنگ
کی جانب روانہ ہوا کہ کمک کے آنے سے پہلے نصیر خان سے لڑے۔ چونکہ ملک التجار عرب
حوالی تلنگ میں بہت مسافت طے کر کے تین ہزار تیر انداز سوار مغل کے ساتھ خستہ و ماندہ
آیا تھا نصیر خان نے کمک کا انتظار نہیں کیا بارہ ہزار سوار لیکر میدان جنگ میں گیا اور شکست
کھائی بیس نامی فیل اور اوراثاثہ حکومت اوسکے چھن گئے۔ بہت مشقت سے قلعہ تلنگ میں آیا
غصہ سے بستر رنجوری پر پڑا رہا۔ روز نہم ۳ ربیع الاول سال مذکور کو مرغ روح اس کا بہشت
کو اڑ گیا۔ اوسکے بڑے بیٹے عادل خان نے باپ کے تابوت کو دادا کی بغل میں تھالنیر میں
دفن کیا۔ اسکی مدت سلطنت ۴۰ سال ۶ ماہ ۲ روز تھی +

ذکر سلطنت میراں عادل فاروقی

میراں عادل خان فاروقی سلطان ہوشنگ کی بہن کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد

بڑی سپاہ لیکر کوچ بر کوچ کرکے روانہ ہوا۔ ملک محمود ترک کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اپنے سے پہلے روانہ کیا جب دشمنوں کو لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی تو عزیز خان اسی شب کو منڈو کو بھاگا اور نصیر خاں بھاگ کر تھالنیر میں آیا ملک محمود نے کہیں باگ نہ موڑی سیدھا آیا اور تھالنیر کا محاصرہ کیا سلطان پور میں احمد شاہ آیا نصیر خاں مخمصہ میں پڑا اور اپنے تئیں دیکھا کہ چڑیا کی طرح شہباز کے چنگل میں آگیا ہوں۔ احمد شاہ کے مقربوں سے ملتجی ہوا بہت روپیہ اونکو دیکر راضی کیا۔ اونہوں نے مناسب وقت میں سلطان سے عرض کرکے نصیر خاں کی تقصیرات معاف کرادیں اور نصیر خانی کا خطاب دلوایا اور چتر اور سراپردہ عنایت ہوا۔ نصیر خان نے پیش کش دی +

چند سال کے بعد احمد شاہ بہمنی نے معتمد آدمیوں کی جماعت برہان پور میں بھیجی اور اپنے بیٹے علاء الدین کو نصیر خاں کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیا اسّے نصیر خان کو تقویت ہوئی تھی اوس نے قبول کیا اور اپنی بیٹی زینب کو برہانپور سے احمد آباد بیدر میں بھیجدیا +

سنہ ۸۳۳ھ ۱۴۲۹ میں راجہ کانہا رائے جالواڑہ گجرات کے لشکر سے بھاگ کر آسیر میں آیا نصیر خاں سے امداد کی درخواست کی اوسنے کہا کہ مجھ میں لشکر گجرات سے لڑنے کی طاقت نہیں تو سلطان احمد شاہ بہمنی سے درخواست کر میں بھی تیری سفارش کا خط لکھے دیتا ہوں۔ راجہ کانہا وہاں گیا سلطان احمد شاہ نے نصیر خاں کی دلجوئی کے لحاظ سے بعض اپنے امرا کو کانہا کے ہمراہ کیا اور وہ جالواڑہ کو روانہ ہوا گجرات کی فوج بھی اونسے لڑنے آئی جنگ عظیم ہوئی افواج بہمنیہ کو شکست ہوئی۔ اکثر سپاہی بھاگ گئے احمد شاہ بہمنی اوسکے تدارک کے درپے ہوا۔ شہزادہ علاء الدین کو زبردست فوج کے ساتھ روانہ کیا جب شہزادہ دولت آباد میں آیا نصیر خان فاروقی اور راجہ کانہا اوس کے پاس گئے۔ پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ اس دفعہ بھی لشکر بہمنیہ نے شکست پائی نصیر خاں اور کانہا کوہستان کلند میں کہ خاندیس کی ولایت میں ہے بھاگ گئے۔ جب لشکر گجرات خاندیس کو ویران کرتا ہوا واپس چلا گیا تو نصیر خاں نے برہان پور میں آکر اپنی ولایت کا بندوبست کیا سنہ ۸۳۴ھ میں نصیر خان کی بیٹی نے اپنے شوہر سلطان علاء الدین کی بدسلوکی

تو اوسنے سنہ ۹۰۴ھ میں گجرات کا ایک بڑا لشکر خاندیس میں بھیجا۔ امراء خاندیس بھی اول مقابلہ ومقاتلہ کے قصد سے گئے مگر بے جنگ و جدال دشمنوں کے سامنے سے ہٹ کر قلعہ تھالنیر واسیر میں چلے آئے۔ سپاہ گجرات نے ولایت خاندیس میں بے حد خرابی پھیلائی عادل خان لڑائی اور اپنی سرکشی سے پشیمان ہوا۔ اوسنے شاہ گجرات کی اطاعت اختیار کی اور کچھ چند سالہ پیش کش دی تو لشکر گجرات اوسکی ولایت کو چھوڑ کر چلا گیا عادل خان نے ۴۶ سال ۸ ماہ ۱۳ روز خوب فراغت وعشرت کے ساتھ سلطنت کی۔ پھر ۱۴ ربیع الاول سنہ ۹۰۷ھ ۱۵۰۲ء میں خدا کو جان سونپی اور وصیت کے موافق بلبہ برہان پور کے دولت میدان میں مدفون ہوا یہ دولت میدان کسی زمانہ میں برہان پور سے ایک میل پر بادشاہوں کی تیر اندازی کا میدان تھا۔ وہاں باغ پر فضا تھا یا اب جھاڑ جھنکاڑ ہے ویران پڑا ہے اور ایک کونہ میں عادل خان کی قبر ٹوٹی پھوٹی پڑی ہے +

عادل خاں کی اولاد نرینہ نہ تھی اوس کا بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی مسند آرا ہوا +

ذکر حکومت داؤد خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی

داؤد خان بعد بھائی کی وفات کے بھائی کے تخت پر بیٹھا۔ حسام علی اور یار علی مغل دو سگے بھائی تھے اونہوں نے سلطان کے مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا حسام علی کو ملک حسام الدین کا خطاب ملا۔ مہمات ملک و مال میں وہی معتمد علیہ ہوا +

سنہ ۹۰۹ھ ۱۵۰۴ء میں داؤد خان نے چاہا کہ سرحد احمد نظام شاہ بہمنی بحری کے بعض پرگنوں پر متصرف ہو۔ اس معنی پر نظام شاہ مطلع ہوکر کوچ بر کوچ کرتا ہوا احمد نگر سے خاندیس کی طرف آیا۔ داؤد خان قلعہ آسیر میں تھا۔ احمد نظام شاہ تاراج و تخریب جتنی کر سکا اوسنے کی۔ داؤد خان نے مضطر و عاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے استمداد و اعانت چاہی۔ اوسنے حق ہمسائگی کے سبب سے منظور کیا اور اقبال خان کو ایک فوج بزرگ کے ساتھ کمک کے لئے برہان پور بھیجا جب یہ سپاہ حوالی آسیر میں آئی تو نظام شاہ لشکر

خاندیس کی حکومت اوسکو ہاتھہ لگی - اوسنے ملک التجار کے دفع کرنے مین توجہ کی - امرا گجرات پاس آدمی بھیجکر اونکو جلدی بلایا - ملک التجار نے قلعہ تلنگ کو محاصرہ کر رکھا تھا جب اوسنے سنا کہ لشکر گجرات سلطانپور مین آگیا تو وہ دکن کو چلا گیا - میران عادل خان سلطنت کے کامون مین مشغول ہوا - ۴ سال ۸ ماہ ۲۳ روز تک وہ سلطنت کرتا رہا کہ ۸ - ذی الحجہ ۸۴۴ھ مین بلدہ برہان مین شہید ہوا - شہید ہونے کا سبب تاریخون مین نہین لکھا - وہ تھال نیر مین اپنے باپکے پہلو مین دفن ہوا +

ذکر حکومت مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی

بعد باپ کے مبارک خان نے ۱۷ سال ۱۱ مہینے بغیر کسی منازعت و معاندت کے خلایق خاندیس پر ریاست کی - ۱۲ - رجب ۸۶۱ھ کو اس جہان بے بقا سے سفر کیا اسکا بیٹا میران مبارک خان المخاطب عادل خان فاروقی جانشین ہوا - اوسنے قصبہ تھال نیر مین دادا پردادا کے مقبرہ مین باپ کو دفن کیا +

ذکر حکومت میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی

میران مبارک خان کے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا عادل خان جانشین ہوا خاندیس مین جیسی اوسنے فرمان روائی کی ایسی کسی اور حاکم نے پہلے حکومت نہین کی اوسنے اطراف کے راجاؤن سے باج لیا گونڈواڑہ اور گڈھ منڈل کے راجاؤن کو مطیع کیا - کولی اور بھیل کی قومون کو چوری اور راہ زنی سے باز رکھا - آسا اہیر کے قلعہ سے خارج کوہ آسیر کے اوپر ایک اور حصار بنایا اور اوسکا نام مالی گڑھ رکھا اور شہر برہانپور کے پہلو مین آب تاپتی کے کنارہ قلعہ بنایا اور اس مین عمارات عالیہ بنائین اکثر اوقات یہان رہتا تھا - اپنے تئین جھارکنڈی سلطان یعنے شاہ کوہستان جھارکند کہتا تھا - جھارکھنڈ ہندی زبان مین اس جنگل کو کہتے ہین کہ بہت دشوار گذار ہو چونکہ اوسکو اثاثہ شاہی باپ دادا سے زیادہ حاصل ہوا تو اوسنے غرور مین آنکر پہلے طریقہ کے خلاف سلطان گجرات کی خدمت مین پیشکش نہ بھجوائی اور اعلام تکبر کو بلند کیا - سلطان محمود کو اس سرکشی پر آگاہی ہوئی

کادیل کو چلے گئے سلطان محمود نے آصف خان اور عزیز الملک آراستہ لشکر کے ساتھ ملک
حسام الدین اور عالم خان کی تادیب کے لئے روانہ کئے۔ افواج دکن اس لشکر گجرات کا حال سنکر
بے اجازت ملک حسام الدین کے دکن کو روانہ ہوئی۔ ملک لاون اور ملک حسام الدین دونو سلطان
گجرات سے مل گئے۔ اور عالم خان کو دکن روانہ کردیا۔ سلطان محمود شاہ نے عادل خان کو
اعظم ہمایون کا خطاب دیکر برہان پور کے تخت پر بٹھایا۔ اور مظفر شاہ کی بیٹی کا نکاح اُس سے کیا
اور تین لاکھہ ٹنکہ اوس کو مدد خرچ کے لئے دئے جو اس زمانہ میں ۰۰۰۰۰۴ روپئے ہوتے
ہیں اور ملک لاون کو خان جہان کا خطاب دیا اور جاگیر اموا اس دی اور حسام الدین کو
شہر یار خان کا خطاب دیا۔ اور اُمرا کو خطاب جاگیریں دیکر سلطان پور کو چلا گیا +

ذکر حکومت عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون

جب عادل خان اپنے جد مادری سلطان محمود شاہ کی امداد سے سلطنت خاندیس کا
مالک ہوا تو وہ تھالنیر سے برہان پور میں آیا۔ مہمات جہانداری میں مصروف ہوا۔ ملک
حسام الدین بھی یہاں آگیا چند روز میں خبر آئی کہ ملک حسام الدین نے پھر نظام شاہ سے
اخلاص پیدا کیا ہے اور چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا حاکم بنائے۔ عادل خان
نے حسام الدین خان کو بلایا۔ وہ اس بلانے کے بھید سے واقف تہا۔ چار ہزار سوار لیکر برہان پور
کی طرف متوجہ ہوا جب وہ اس بلدہ کی نواحی میں آیا۔ عادل خان تین سو سواروں سے
اوسکے استقبال کو گیا اور اپنی منزل میں اُتارا اور خلعت دیکر رخصت کیا کہ اپنے دائرہ کو جائے
پھر ملک حسام الدین کو بلایا وہ اپنے غرور و نخوت کے سبب سے جمعیت تمام کے ساتھ آیا۔ بعد
ملاقات کے مشورہ کرنے کیلئے عادل خان اس کا ہاتھ پکڑکر خلوت خانہ میں لایا۔ اور چند
پان کہلا کے رخصت کیا۔ جب وہ کھڑا ہوا تو دریا شہ نے اوسکے ایسی تلوار ماری کہ اوسکے
دو ٹکڑے ہو گئے۔ یہ مشورہ قتل پہلے سے تجویز ہو چکا تہا۔ پھر ملک برہان عطاء اللہ گجراتی
نے کہ اعظم ہمایوں کا وزیر تہا گجراتیوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ حرامزادوں کو مارو
گجراتیوں نے تلواریں سونت کر ملک با کھا المخاطب غزنی خان اور اوسکے سرداروں کو کر ملک

داؤد کا مقابلہ نہ کرسکا احمد نگر کو چلا گیا۔ برہانپور میں اقبال خاں چند روز مقیم رہا اور داؤد خان کو مجبور کرکے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ پڑھوایا داؤد خان نے پیشکش دیکر اقبال خان کو واپس کیا۔ داؤد خان آٹھہ سال ایک ماہ و دس روز سلطنت کرکے ۹۱۶ھ ۱۵۱۰ء میں فوت ہوا۔ ملک حسام الدین اور ارکان دولت نے اتفاق کرکے اوسکے بیٹے غزنین خان کو بادشاہ بنایا۔ دس روز بعد ملک حسام الدین نے اوسکو زہر دیکر مار ڈالا جسکا سبب خدا ہی جانتا ہے +

داؤد خان فاروقی کا کوئی اور بیٹا نہ تہا۔ احمد نگر میں احمد نظام شاہ بحری پاس سلاطین فاروقیہ کی اولاد میں عالم خان تھا آدمی بہیجکر اوسکو طلب کیا۔ نظام شاہ بحری اور اعتماد الملک بادشاہ برار کے مشورہ سے عالم خان خاندیس کا بادشاہ قرار پایا اکثر امرا و سردار اوسکی خدمت میں کمربستہ ہوئے۔ ملک لاون اوسکی بادشاہی پر راضی نہ ہوا وہ بہی اس سلطنت کے اعیان تہرک میں تہا اوسنے ملک حسام الدین سے مخالفت کی اور قلعہ آسیر پر متصرف تہا اوسمیں متحصن ہوا۔ اس وقت بیک غزنین خان وہ روزہ حکومت کے گناہ کی سزا میں تہا زندان میں گرفتار ہوا تہا عادل خان فاروقی بن نصیر خان فاروقی کہ دخترزادہ شاہ محمود تہا سرحد تہالنیر میں اقامت رکہتا تہا۔ اوسنے اور اوسکی ماں نے ایک عریضہ شاہ محمود شاہ کو لکھہ کر گجرات بہیجا اوسکا مضمون یہ تہا کہ داؤد خان فاروقی فوت ہوا۔ مہات ملکی میں اختلال کلی آیا۔ اگر اس صورت میں باپ دادا کی جائے مجہہ فقیر کو مرحمت ہو تو نہایت ذرہ پروری ہوگی سلطان محمود شاہ نے اس عریضہ کو پڑہا اور خود آپ خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین نے مضطرب ہوکر بہت جلد آدمی احمد نظام شاہ بحری و فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بہیجے اور ایسی تضرع کی کہ وہ اپنی جمعیت کے ساتھہ بقصد اعانت برہانپور میں آئے اثنائے راہ میں شاہ محمود بیگڑہ نے عالم خان کے اجلاس کی اور ملک لادن کی مخالفت کی خبر سنی۔ نظام شاہ و عماد الملک نے لشکر خاندیس کی دورنگی پر اور سپاہ گجرات کی شوکت پر خیال کرکے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار عالم خان و حسام الدین کے لئے بہیجے۔ اور خود

بہا سنجا بھی تھا۔

ذکر حکومت میران محمد شاہ فاروقی بن عادل شاہ فاروقی

باپ کے مرنے کے بعد برہان پور کے تخت کا مالک ہوا۔ اِن برسوں میں احمد نگر کے بادشاہ نظام شاہ۔ اور برار کے بادشاہ عماد الملک میں آپس میں قلعہ ماہور اور بعض پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوا۔ میران محمد شاہ کی وساطت سے عماد الملک سلطان بہادر سے ملتجی ہوکر طالب اصلاح ہوا۔ شاہ بہادر شاہ گجرات نے عین الملک حاکم پٹن کو سرحد دکن پر بھیجا کہ وہاں کے احوال پر غور کرکے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرادی۔ شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے نظام شاہ بحری نے عماد الملک سے گرگ آشتی کرلی۔ جب عین الملک نے مراجعت کی۔ برہان نظام شاہ بحری دوبارہ قلعہ ماہور اور برار کے بعض قصبات و پرگنات پر متصرف ہوا۔ عماد الملک نے عاجز ہوکر میران محمد شاہ فاروقی سے مدد طلب کی۔ ۹۳۴ھ ۱۵۲۷ء میں میران محمد شاہ جمعیت و ہاتھیوں کو لیکر علاء الدین عماد شاہ کی مدد کو دکن میں آیا۔ یہ دونو گوداوری کے کنارہ پر ملے۔ یہاں برہان نظام شاہ سے لڑائی ہوئی جسمیں نظام کو شکست ہوئی اور اوسکا لشکر پراگندہ ہوا۔ عماد الملک یہ سمجھ کر کہ مجھے فتح ہوگی بے پروا معرکہ میں کہڑا ہوا۔ اور سب سپاہ لوٹ پر جھکی کچھہ تعاقب میں گئی تو برہان نظام شاہ تین ہزار سوار روں سے میدان جنگ میں آیا۔ اور غنیم کو لشکر جمع کرنے کی فرصت نہ دی اور دونو کو بھگا دیا۔ عماد الملک گاویل کو چلا گیا اور میران محمد شاہ فاروقی اسیر میں آیا۔ سلطان بہادر گجراتی کو مکاتیب لکھی۔ اور امداد کی درخواست میں مبالغہ کیا تو سلطان بہادر گجراتی مع رزم خواہ سپاہ کے برہانپور میں آیا۔ میران محمد شاہ کو ساتھہ لیکر ولایت برار میں گیا جب جالنہ پور میں آیا تو اس ملک کی طمع میں آن کر اوسنے یہ قصد کیا کہ عماد الملک کے ہاتھہ سے ملک برار کو نکال کر اپنے متعلقین کے سپرد کرے اور خود واسطے نکھہ جائے۔ اور اوسکو برہان نظام شاہ سے لیکر اپنے خطبہ اور سکہ کو اس نواحی میں رواج دے۔ عماد الملک سلطان بہادر کے بلانے سے نہایت پشیمان تہا۔ اوسنے میران محمد شاہ سے سلطان

حسام الدین کے ہمراہ تھے مارڈالا۔ آدہی ولایت ان امیروں کے تصرف میں تھی وہ سب عادل خان کے ہاتھ آئی۔ مملکت خاندیس گجرات کے لشکر آنے سے پہلے مخالفوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف ہوئی۔ عادل خان ایک دن آسیر میں جاکر فوراً پہر باہر چلا آیا اور سلطان محمود گجراتی کو خط لکہا کہ میں ایکدفعہ قلعہ آسیر کی سیر کو گیا تہا۔ وہاں شیرخان و یوسف خان کو جنکے تصرف میں قلعہ ہے شیطنت و نفاق سے خالی نہیں دیکہا۔ باوجودیکہ ملک حسام الدین قتل ہوا مگر اونہوں نے اپنا نفاق نہیں چہوڑا۔ احمد شاہ بحری کو لکہا ہے کہ وہ عالم خاں کو ساتھ لیکر چلا آئے۔ یہ دونو مع لشکر کے سرحد پر آگئے ہیں۔ بندہ نے خان جہان و مجاہد الملک و امرا کے ساتہہ قلعہ آسیر کا محاصرہ کر رکہا ہے اگر نظام شاہ میری ولایت میں آیا تو میں مہمات قلعہ موقوف کرکے اُسے لڑنے جاؤنگا۔ سلطان محمود نے مضمون مکتوب پر اطلاع پاتے ہی بارہ لاکہہ تنکہ نقرہ عادل خاں پاس بہیجا اور دلاور خاں و صفدر خاں اور اور امرا کو سامان دیکر روانہ کیا۔ اور خط کے جواب میں لکہا کہ خاطر فرزند جمع رہے کہ جسوقت احتیاج ہوگی میں خود متوجہ ہونگا۔ احمد نظام شاہ بحری شاہان دکن کے غلاموں میں سے ہے اوسکو اسقدر زور کہاں سے حاصل ہوا کہ اوس فرزند کی ولایت میں آئے اور مضرت پہنچائے۔ نظام شاہ بحری کا ایلچی گجرات میں آیا ہوا تہا اوس کو بہی ڈرایا غرض احمد نظام شاہ بحری یہ احوال دیکہہ کر اپنے دار الملک کو چلا گیا۔ شیر خاں و ملک یوسف سیف خان عہد و امان لیکر قلعہ سے باہر آئے اور کاویل میں چلے گئے۔ عادل خاں پاس جب لشکر گجرات آگیا تو وہ راجہ کالنہ کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ نظام شاہ بحری کا مطیع تہا اوس کے بعض مواضعات و قریات تاخت و تاراج کئے۔ راجہ کالنہ نے عجز و انکسار کے ساتہہ پیشکش دی۔ عادل خاں نے لشکر گجرات کو رخصت کیا۔ آسیر میں مراجعت کی سنہ ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء میں وہ اپنے خالو کے ساتہہ شادی آباد منڈو میں گیا۔ خدمات شائستہ بجالایا۔ اس کا حال بتفصیل تحفۃ الکرام(؟) گجرات میں لکہا ہے۔ سنہ ۹۲۶ھ میں عادل خان [illegible] ہوا اور ۱۴ رمضان کو دُنیا سے انتقال کیا۔ ۔۔ سال سلطنت کی۔ اوسکا بیٹا میراں محمد فاروقی جانشین ہوا۔ یہ بہادر شاہ گجراتی کا

تہا اوسنے اور اوسکی ماں نے میران محمد شاہ فاروقی کو گجرات کا بادشاہ بنایا۔ غائبانہ اوسکے نام کا خطبہ وسکہ جاری کیا۔ اوسکا نام محمد خان تھا اب وسکے نام میں لفظ شاہ داخل ہوا اس خاندان میں اول یہی شخص تھا جسنے خطاب شاہی پایا۔ امراے گجرات نے چتر وتاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا مالوہ میں اُس پاس بہیجا اور اوسکو آنے کے لئے لکھا میران محمد فاروقی نے تاج شاہی سر پر رکھکر گجرات کے جانے کا تہیہ کیا کہ ناگاہ مریض ہوا ۱۴۔ ذیقعدہ ۹۴۲ھ ۱۵۳۵ء میں دار القرار کو خراماں ہوا۔ ارکان دولت نے برہان پور میں دفن کیا۔

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

برہان پور میں میران مبارک شاہ نے بڑے بہائی میران محمد شاہ کے مرنے کی خبر سنی۔ میران محمد شاہ کے کسی بیٹے کی عمر اس قابل نہ تہی کہ حکومت کے لائق ہوتا۔ اسلئے امرا و اعیان مملکت نے اوسکو حکمران بنایا۔ اوسنے خلقت کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ بہادر شاہ گجراتی نے اپنے برادرزادہ سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ کو حوالہ کیا تہا کہ اوسکو کسی قلعہ میں محبوس کرے اور اوسکے حال سے خبردار رہے۔ اب امراء گجرات نے اوسکو اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اختیار خان اوسکے بلانے کے لئے بہیجا۔ میران مبارک خان نے اس امید میں کہ امرائے گجرات مضطر و ناچار ہو کے اسکی بادشاہی اختیار کریں سلطان محمود کے بہیجنے اور آزاد ہونے میں مضائقہ کیا۔ اعیان گجرات اس معنی کو سمجہکر خاندیس کی طرف جنگ کے لئے جانے کا ارادہ کیا میران مبارک خان نے خیر اندیشوں کی التماس سے سلطان محمود کو گجرات بہیجدیا۔ انہی سنوات میں عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلاموں میں سے تہا بہاگ کر برہان پور میں آیا۔ میران مبارک خان سلطنت گجرات کی امید میں وس کا معاون ہوا عماد الملک نے دس بارہ ہزار سوار گجراتی جمع کئے۔ دریا خاں سلطان محمود کو لیکر میران مبارک خان و عماد الملک کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ سرحد گجرات و خاندیس پر فریقین میں جنگ عظیم ہوئی میران مبارک خان شکست پاکر قلعہ آسیر میں آیا۔ عماد الملک منڈو کو بہاگا قادر شاہ کی پناہ میں آیا سلطان محمود نے خاندیس کو تاراج و غارت کرنا شروع کیا تو مبارک خان نے ناچار پیشکش بہیجکر اوس سے صلح کی

کی شکایت کی میران محمد شاہ نے کہا کہ خود کردہ را علاج نیست + جو کام نہیں کرنا چاہئے وہ کیا
کیا اب سواء صبر و تحمل کے چارہ نہیں ہے۔ اتفاقاً ایسی تقریب ہوئی کہ سلطان بہادر شاہ
سے میران محمد شاہ نے کہا کہ مملکت برار سلطان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس مملکت میں زیادہ
توقف کی ضرورت نہیں ہے صلاح دولت یہ ہے کہ اس مملکت میں خطبہ شاہ کے نام کا پڑھا جائے
عماد الملک شاہ کا ملازم ہو اور شاہ اوس کو احمد نگر لے جائے۔ اور اوس کو مسخر کرے سلطان کو
یہ رائے خوش آئی۔ برار میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا کے اور عماد الملک کو ملازم بنا کے احمد نگر
میں آیا۔ یہاں سے دولت آباد گیا جسکا حال پہلے اپنی جگہہ پر ہو چکا ہے۔ میران محمد شاہ کی حسن تدبیر
سے سلطان بہادر شاہ نے نظام شاہ اور عماد الملک کی مملکت کی تسخیر سے درگذر کر کے
معاودت کی۔ ۹۳۷ھ ۱۵۳۰ میں سلطان بہادر شاہ نے مالوہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ
کو اوسکی تسخیر میں اپنا شریک کیا۔ بعد فتح مالوہ کے سلطان نے اوس کو رخصت کیا وہ برہانپور
میں آ گیا برہان نظام شاہ نے جب سنا کہ بہادر شاہ نے مالوہ تسخیر کر لیا تو وہ نہایت مضطر ہوا
اور شاہ طاہر کو ایلچی بنا کے بھیجا کہ دونو مصادقت کے طریقہ پر چلیں۔ اسکا ذکر وقایع دکن
اور گجرات میں کیا گیا ہے کہ میران محمد شاہ کی سعی سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر شاہ
کے درمیان صداقت غائبانہ ہو گئی اور میران محمد شاہ کے کہنے سے برہان نظام شاہ برہانپور
میں سلطان بہادر سے ملاقات کرنے آیا۔ بہادر شاہ نے اوسکو چتر و سراپردہ سرخ و خطاب نظام شاہی
عنایت کیا جب ہمایوں بادشاہ نے گجرات فتح کر لیا تو اوسنے اپنے ایک معتمد آصف خاں کو
احمد نگر میں برہان نظام شاہ بحری پاس استمالت کے لئے بھیجا اور پیشکش کا طالب ہوا اوسکے
بعد وہ ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہانپور گیا۔ مگر شیر شاہ کا دہلی کی طرف جانا ہمایوں
بادشاہ کو مالوہ سے آگرہ کی طرف الٹے لے گیا۔ اس زمانہ میں بہادر شاہ نے گجرات کے دوبارہ
لینے کا ارادہ کیا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ وہ دہلی کے افسروں کو مالوہ سے نکال دے۔ اوسنے
یہی کیا اور ملو خاں کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ یہ گجرات کی طرف سے مالوہ میں حاکم تھا اوسنے مندو کو
لے لیا جب بہادر شاہ نے پرتگیزوں کے ہاتھ سے شربت شہادت پیا اور اوسکے کوئی بیٹا

ذکر ریاست میراں محمد شاہ بن مبارک شاہ فاروقی

مبارک شاہ نے اس سپنجی سرائے سے کوچ کیا اسکا بیٹا محمد شاہ جانشین ہوا مہمات سلطنت کو اوسنے بے رونق نہیں رکھا۔ اوسکے اول سال جلوس میں چنگیز خاں گجراتی اعتماد خاں وکیل سلطنت کی تحریک سے سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے نکال کر ندربار میں آیا۔ اور اوسنے میراں محمد شاہ کے تھانہ کو یہاں سے اوٹھادیا۔ کوئی اسکا معترض حال نہیں ہوا۔ اوسنے آگے قدم اُٹھایا۔ قلعہ تھال نیر تک پہونچا اور اوسپر متصرف ہوا۔ بقدر امکان اوسنے میراں محمد کے ممالک کی مزاحمت کی میراں محمد نے تفال خاں حاکم برار کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور اوس سے اتفاق کر کے چنگیز خاں سے مقابلہ ومقاتلہ کیلئے دوڑا حوالی تھال نیر میں چنگیز خان کے قریب آیا چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت کے ایسا خوف ورعب میں آیا کہ ایک جائے قلب میں آیا اور ارابہا وتوپ وتفنگ کو اپنے آگے لگایا۔ اور سارا اسباب چھوڑ کر گجرات کو بہروچ کی طرف بھاگ گیا۔ دکنیوں اور خاندیسیوں نے اوسکا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکے تعاقب میں گئے۔ ارابہائے آتشبازی وفیلہائے بزرگ کو تصرف میں لاکر پھر آئے۔ کچھ مدت تک مملکت گجرات میں خلل کلی رہا خلائق گجرات عموماً یہ جانتی تھی کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان میں سے نہیں ہے تو میراں محمد شاہ فاروقی اپنے اوپر گجرات کی شاہی منحصر کہتا تھا روپیہ خرچ کر کے بہت لشکر جمع کر لیا تھا۔ گجرات کے سردار بھی اوس سے مل گئے تھے تیس ہزار سوار لیکر وہ دار السلطنت احمد آباد پر متوجہ ہوا۔ ان دنوں میں احمد آباد پر چنگیز خاں متصرف تھا۔ اوس کے ساتھ نامی مرزا آن ملے تھے وہ آٹھ سات ہزار سوار لے کر احمد آباد سے باہر آیا اور لڑا اور مرزاؤں کے استظہار سے میراں محمد شاہ کو چنگیز خان نے شکست دی اور اوسکا حال ابتر کر کے آسیر کی جانب بھگایا اور اوسکا اسباب جو رہا تھا وہ اتا ثہ شوکت لیکر اپنے اسباب حشمت میں داخل کیا۔ پھر مرزا چنگیز خان سے بگڑ کر خاندیس کو لوٹنے آئے۔ میراں محمد شاہ لشکر جمع کرتا ہی رہا کہ وہ اپنا

سلطان محمود اپنی ولایت کو چلا گیا۔ بعد ایک مدت کے وہ صاحب اقتدار ہو گیا۔ اور اوس نے سلطان پور اور ندربار میران مبارک خاں کو اسلئے دئے کہ جب قلعہ آسیر میں سلطان محمود اور میران مبارک قید تھے تو سلطان محمود نے وعدہ کیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں گجرات کا بادشاہ ہوجاؤنگا تو ندربار تجھکو دیدونگا۔ اوسنے اپنے عہد و قول کو پورا کیا ندربار اوس کے تصرف میں کردیا +

۹۶۹ھ - ۱۵۶۱ء میں باز بہادر والی مالوہ لشکر چغتائی سے مغلوب ہوکر اور اپنی مملکت سے محروم ہوکر میران مبارک شاہ کی پناہ میں آیا۔ پیر محمد خان حاکم مالوہ اوسکے استیصال کے قصد سے ولایت خاندیس میں آیا۔ برہان پور تک تاخت کرکے قتل و اسیر میں کوئی تقصیر نہیں کی خاندیس کے دختر و پسر و وضیع و شریف مغلوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ تصور میں آسکتے ہیں وہ یہاں وقوع میں آئے۔ میران مبارک شاہ آسیر میں آیا اور تفال خاں حاکم ولایت برار کو کمک کے لئے طلب کیا۔ وہ بہت جلد خاندیس میں آگیا میران مبارک شاہ و باز بہادر دونوں اسکے ملے اور پیر محمد خاں کے دفع پر متوجہ ہوئے۔ امرا و سپاہ مغل پاس اسباب بہت تہا وہ خاندیس کے محبوبوں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول تھے محاربہ و مقابلہ پر رغبت نہیں کرتے تھے مراجعت پر مائل تھے۔ پیر محمد خان کو کوئی چارہ سوا اسکے نہ تھا کہ امرا و سران سپاہ کے ساتھ موافقت کرے وہ مالوہ کا عازم ہوا۔ ان سلاطین ثلاثہ نے اتفاق کرکے اس کا تعاقب کیا۔ عام سپاہ مغل نے غنائم کے باہر لے جانے کے سبب سے پیر محمد خاں کی پیروی نہ کی اونہوں نے روز و شب مسافت طے کرکے اپنے سپہ سالار سے پہلے دریائے نربدہ سے عبور کیا تفال خان نے حوالی نربدہ میں مغلوں کے لشکر پر ایلغار کی۔ پیر محمد خاں ڈوب گیا جس کا بیان اقبال نامہ میں کیا گیا ہے۔ مغلوں کا سارا اسباب لٹ گیا۔ باز بہادر کی مدد سے میران مبارک خاں و تفال خان مالوہ میں آئے امرائے مغل کو اس ناحیہ سے باہر کیا۔ باز بہادر کو تخت مالوہ پر بٹھایا اور پھر وہ اپنے ملکوں کو چلے گئے میران مبارک شاہ نے ۹۷۴ھ - ۱۵۶۶ء میں ۵ جمادی الآخر کو وفات پائی۔ اور ۳۲ سال حکومت کی۔ میران محمد خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا۔

رابطہ آشنائی وخصوصیت رکھتا تہا اور ان کی خاطر کی استرضا وسے باہر نہیں جاتا تہا وہ ایک حاکم عادل وعاقل عالم وشجاع تہا۔ کل منہیات سے اجتناب کرتا تہا۔ اکثر او قات حنفی مذہب کے علما وفضلا کے ساتھہ مجالست رکھتا تہا۔ اور ملک کی ہمنیت وتعمیر میں کوشش کرتا تہا اور امور جہانبانی میں فراغ بالی سے اشتغال رکھتا تہا۔ ۱۵۸۵ء میں مرتضے نظام شاہ پردہ نشین ہوا۔ اوسکے وکیل السلطنت صلابت خان اور اوسکے سپہ سالار برار سید مرتضے میں نزاع ہوا اور احمد نگر سے چھہ کروہ پر ایک جنگ ہوئی صلابت خان کو فتح ہوئی سید مرتضے وخداوندخان دس بارہ امرا کے ساتھہ بہاگ کر برہانپور میں آئے۔ راجہ علی خان جانتا تہا کہ یہ دادخواہوں کے طور پر اکبر بادشاہ کے روبرو جائینگے۔ اور انتقام لینے کے لئے لشکر مغل لائینگے۔ تو وہ اونکے ممانعت کے اندیشہ مین ہوا۔ مرتضے خان اوسکی بات کو سمجھہ گیا وہ برہانپور سے آگرہ کو روانہ ہوا راجہ علی خان نے لشکر اوسکے تعاقب میں بہیجا کہ وہ اوسکو رستہ سے پہیر لائے خواہ اس میں وہ خوش ہو یا ناخوش جب خاندیسی سید مرتضے کے پاس پہنچے اور اوسے مراجعت کی استدعا کی اوسنے قبول نہیں کی تو صف جنگ آراستہ ہوئی جس میں خاندیسیوں کو شکست ہوئی۔ سید مرتضے سبزواری اور خداوندخان حبشی مظفر ومنصور آب نربدہ سے پار چلے گئے اور جب شہنشاہ اکبر کی خدمت میں پہنچے تو اونہوں نے صلابت خان کی شکایت کا ضمیمہ راجہ علی خان کی شکایت کو بنایا۔ اکبر بادشاہ ہمیشہ دکن کی تسخیر کی کمین میں رہتا تہا اوسنے سید مرتضے وخداوندخان اور امراء دکنی کو اقطاع لایق ومناصب شایق سے سرافراز کرکے امیدوار کیا۔ راجہ علی خان نے شہنشاہ کے خوف سے پیشکش بہیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے فعل کی معذرت کی +

۱۵۹۰ء میں برہان نظام شاہ بحری ثانی وسید مرتضے وخداوندخان حبشی اور تمام امراء دکن کو شہنشاہ اکبر کا حکم ہوا کہ خان اعظم مرزا عزیز کو کہ حاکم مالوہ پاس جائیں اور مرزا کو حکم ہوا کہ جماعت مذکور کے ساتھہ اتفاق کرکے دکن کو تسخیر کرے +

نام بنا کے چلتے بنے ۹۸۲ھ ۱۵۷۴ء مرتضیٰ نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے ولایت برار کو
مسخر کیا اور تفال خاں کو دستگیر اور مراجعت کا عزم کیا۔ اس مملکت میں سے ایک شخص
نے اپنے تئیں عماد شاہیہ خاندان سے منسوب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی کی پناہ میں آیا
وہ اسکے فریب میں آگیا اور چھہ سات ہزار سپاہ اوسکے ہمراہ کی اور اوسکو ولایت برار
کو بھیجا اور وہاں ایک خلل عظیم پیدا ہوا۔ آخر ش مرتضے نظام شاہ بحری نے خواجہ میرک
دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خاں (یہ تعجب ہے کہ اسوقت میں احمد نگر اور گجرات دونو
کے وزیر اعظم کا ایک ہی نام چنگیز خان تھا) کی صوابدید سے میران محمد فاروقی کے
لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کردیا اور وہ برہان پور میں آیا۔ میران محمد اس کا
مقابلہ نہ کرسکا قلعہ آسیر میں آیا۔ مرتضے نظام شاہ نے آسیر کا محاصرہ کیا اور دکنیوں نے
ملک خاندیس کو لوٹنا شروع کیا۔ میران محمد نے صلح کرلی اور چھہ لاکھہ مظفری کہ قریب
تین لاکھہ ٹنکہ کے ہوتی ہیں مخالف کو دئے اور لشکریوں کو راضی کیا تو اونہوں نے
محاصرہ چھوڑا اور احمد نگر کو مراجعت کی۔ ۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء میں میران محمد بیمار ہوکر مر گیا۔ اوس کا
بیٹا حسن خان فاروقی نابالغ طفل تھا حکمران ہوا۔ اوسکا چچا راجہ علی خان فاروقی
ابن میران مبارک خاں جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں تھا۔ جب اوس نے بھائی
کے مریض ہونے کی خبر سُنی تو وہ آگرہ سے خاندیس کو روانہ ہوا۔ یہاں حسن خان کو
معزول کرکے خود بادشاہ ہوا +

ذکر راجہ میران علی خان بن مبارک خان

جب خاندیس کے تخت حکومت پر راجہ علی خاں نے جلوس کیا تو ہندوستان
کے معظم بلاد بنگالہ و سندھ و مالوہ و گجرات جلال الدین اکبر شاہ کے تصرف میں آگئے
تھے۔ اس سبب سے راجہ علی خان نے ملاحظہ کرکے اپنے نام کے ساتھہ شاہ کا لفظ نہیں
لگایا۔ اور اپنے تئیں شہنشاہ اکبر کا باجگزار سمجھا اور تحفے اور ہدیئے بھیجکر اپنا
اخلاص اکبر کے ساتھہ ظاہر کرتا رہا۔ اوس کے ساتھہ ہی وہ شاہان دکن سے بھی

تاریخ
سلاطین پوربی جنکو سلاطین بنگال بھی کہتے ہیں

ملک بنگال جو اہل یورپ کے تاجران کے لئے تو فردوس بن گیا مگر اور قدیم زمانہ میں اہل دنیا کو اسکا حال معلوم نہ ہوا - یونانی یہاں کبھی نہ آئے - رومی آئے ہوں مگر انھوں نے اس ملک کا حال کچھ نہیں لکھا - سٹرابو جو علم جغرافیہ کا باپ کہلاتا ہے وہ شکایت کرتا ہے کہ مصر سے بہت تھوڑے سوداگر گنگا تک آئے اور جو آئے وہ ملک اور اہل ملک کے حال سے جاہل رہے -

ہندوؤں کی کتابوں میں اس ملک کے قدیمی راجاؤں کی فہرستیں موجود ہیں اور انکی کہانیاں افسانے لکھے ہیں - آئین اکبری میں فہرستیں ان راجاؤں کے ناموں کی غلط صحیح لکھی ہوئی ہیں - اس میں یہ لکھا ہے کہ ۲۴ کھتری راجاؤں نے نسلاً بعد نسلٍ ۲۴۱۸ سال سلطنت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحساب اوسط سو سال سے زیادہ ہر ایک راجہ نے راج کیا جو بظاہر غلط معلوم ہوتا ہے - بعد اسکے ۹ کایتھ راجاؤں نے پسر بر پسر ۲۵۰ سال سلطنت کی پھر کوئی اور فرقہ کایتھ کا راج کرنے لگا - اسکے اور راجاؤں نے ۶۹۸ سال پسر بر پسر سلطنت کی بعد ازاں کایتوں کے ایک اور خاندان میں سلطنت منتقل ہوئی جسکے دس راجاؤں نے ۶۹۸ سال راج کیا - پھر ایک قوم کایتھ فرماں دہی کرنے لگی جسکے ۷ راجاؤں نے ۱۰۶ سال راج کیا غرض ۱۶ راجاؤں کے ۴۴۵۴ سال فرمانروائی کی بعد ازاں سلاطین دہلی کے ہاتھ سلطنت آئی - جرجودہن کے ساتھ پہلا راجہ یہاں کا مہابھارت کی لڑائی میں شریک ہوا تھا اور مارا گیا تھا - پہلے اس ملک کا دار السلطنت شہر ندیا تھا یہ ہندوؤں کا دار العلوم تھا - انگریزی تاریخوں میں لکھا ہے کہ

یہ ارادہ کیا کہ بہادر خاں کو مع مقربوں کے گرفتار کرکے اکبر بادشاہ کے حوالہ کریں بہادر خاں
کو جب اوسکی اطلاع ہوئی تو اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ سبنے بالاتفاق یہ کہا کہ روز
بروز بیماری و مردگی کی شدت ہوتی ہے جانیں تلف ہوتی ہیں اسوقت غلہ و ذخیرہ
وخرچ کا سپاہیون کو دینا وباکو دور نہ کرے گا اس طرح اس بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے
خلاصی نہیں ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ جان ومال کی امان مانگ کر بادشاہ کی خدمت مین جائیں
قلعہ حوالہ کریں۔ بہادر خان نے اس رائے کو پسند کیا۔ خان اعظم مرزا کوکہ کی معرفت امان کا
طلبگار ہوا۔ بادشاہ نے اوسکو جان کی امان دی اور مال کے باب میں ساکت ہوا۔ بہادر خان
نے اوسکو غنیمت جانا وہ بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ قلعہ آسیر اور دہ سالہ ذخیرہ واذوقہ خزانہ
وغیرہ بادشاہ کے نوکروں کو حوالہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب اکبر آسیر کو فتح کرکے آگرہ گیا تو اوسنے
فرمان بھیجا کہ قلعہ آسیر میں مسجد جامع جسکی مثل عظیم شہروں میں بھی کمتر ہے ڈہائی جاے
اور اوسکی جگہ بتخانہ بنایا جائے مگر شاہزادہ دانیال نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی غرض
یہ قلعہ آسیر جسکی برابر ہندوستان میں کوئی قلعہ مستحکم ومضبوط نہ تہا آسانی سے اکبر شہنشاہ
کے ہاتھ آگیا اور ۱۰۰۹ھ میں سلاطین فاروقیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بادشاہ نے بہادر خان
کو لاہور مین بھیجدیا۔ پھر اوسکو حکومت کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اوسکے فرزندوں کو سرکار
بادشاہی سے علوفہ ملتا تہا وہ ۱۰۳۳ھ دارالخلافہ آگرہ میں اجل طبعی سے مرگیا۔ اوسکی مدت
حکومت ۳ سال کچھہ زائد تھی۔ اوسنے دریاء تاپتی کے کنارہ پر برہانپور کے مقابل ایک
شہر بہادرپور آباد کیا تہا فقط

تمت

تھا اوسکو نہیب و غارت کی صرصر خزاں سے بے برگ و بار کیا حصار بہار کو فتح کیا یہاں کے باشندے
کے برہمنوں کے سر پر تھے ڈاڑھی موچھ منڈاتے تھے اونکی مدرسہ یہاں بہت رہتے تھے سنسکرت میں بہار کے معنی مدرسہ کے
ہیں اسلئے اس ملک کا نام بہار رہا کہ وہ موضع معدن علم تھا بعد ازاں دہلی میں قطب الدین ایبک کی خدمت میں
محمد بختیار بہت اموال غنائم لیکر گیا اور عنایت خلعت شاہانہ سے سرافراز ہوا اور اوس کا مرتبہ
ایسا بلند ہوا کہ اقران اور امثال کا محسود ہوا - ایک دن سلطان سے انہوں نے کہا کہ محمد بختیار
کو یہ دعوی ہے کہ وہ فیل مست سے لڑ سکتا ہے اور روضۃ الصفا میں لکھا ہے کہ وہ مست
فیل سفید سے لڑا سلطان قطب الدین نے اس خوف سے کہ کہیں وہ ہلاک نہ ہو جائے انکار کیا
کہ میں اوسکو ہاتھی سے نہیں لڑاونگا - مگر مقربوں نے مبالغہ سے کہا تو وہ بھی اون کا
ہمداستان ہوا - دربار عام میں ایک دن امرا ہاتھی کو لائے اور عرض کیا کہ سارے
ہندوستان میں کوئی ہاتھی ایسا نہیں ہے کہ وہ محمد بختیار کے حملہ کی تاب لاسکے سلطان
قطب الدین نے محمد بختیار سے کہا کہ این گوئے این میدان اگر جنگ کا ارادہ ہو تو بسم اللہ
جب محمد بختیار نے یہ سنا تو غیرت و جرأت کے سبب سے انکار نہ کر سکا - اس مست ہاتھی کو
اپنے آگے فیل شطرنج سمجھا اور جاکر ایک گرز ہاتھی کے دانتوں پر ایسا جڑا کہ ہاتھی نوک دم
بھاگ گیا - حاسدوں کے منہ سے بھی تحسین و آفریں کا آوازہ بلند ہوا سلطان قطب الدین
نے اس مجلس میں اوسکو بہت کچھ نقد و جنس دئے محمد بختیار خلجی نے باہر آنکر جو کچھ اوسکو
ملا تھا وہ بادشاہ کے ملازموں کو دیدیا - دوسرے روز بہار و لکھنوتی اور سراپردہ سرخ و
طبل و علم اوسکو ملے - لکھنوتی اصل لکشمن وتی ہے لکشمن زبان زد خلائق ہو کر لچھمن سے کاف
سے چ بدل گیا اور م گر کر لکھنوتی ہو گیا - طبقات ناصری میں لکھا ہے کہ چون محمد بختیار
آن مملکت را ضبط کرد شہر نودیہ (ندیا) را خراب بگذاشت و در موضعے کہ لکھنوتی است
دار الملک ساخت - اسکا نام گور بھی ہے قدیمی کتابوں میں آتا نہیں اسلئے اس کی
وجہ تسمیہ بتانی مشکل ہے - ابو الفضل نے لکھا ہے کہ لکھنوتی زبان زد آفاق و بخی زبان
بہ گور - بدایونی اوسکو غوری سے مشتق بتاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ محمد بختیار معابد و بتخانہائے

دسویں صدی میں راجہ ادے سور سین ویدکوں کے خاندان کا تھا اوسنے پانچ برہمن قنوج سے بلاکر آباد کئے ان برہمنوں کے ساتھہ پانچ کایتھہ یا محرر آئے تھے۔ وہی یہاں کے برہمنوں اور کایتھوں کے باپ دادا ہیں۔ ادے سور کا جانشین بلال سین ہوا۔ اسکی ماں ادے سور کی بیوی تھی مگر اسکا باپ دریای برہم پترا اوتار برہما کا تہا۔ مدتوں کے بعد ہندوؤنکی سلطنت کی شمع بجھہ گئی اور اوسکی جگہہ ترکوں کی سلطنت کا چراغ روشن ہوا۔

ذکر استیلاے محمد بختیار خلجی ولایت بہار و لکھنوتی بنگال

جب شہاب الدین بن سام نے ہندوستان میں اپنی سلطنت کی مستقل کرنے کا ارادہ کیا تو اوسنے دہلی میں اپنا قائم مقام اور سپہ سالار سلطان قطب الدین ایبک کو مقرر کیا اور اپنا دار السلطنت غزنین میں رکہا جب جابجا ہند میں مسلمان حاکم مقرر ہوئے تو اونہوں نے اپنے علاقوں کی حدوں کو بڑہا کر اسلام کو شایع کرنا چاہا۔ محمد بختیار خلجی سپہ سالار اودہ نے ۵۹۹ھ میں اپنی قوت کا زور جنوب کی طرف لگایا۔ محمد بختیار بلاد غور و گرم سیر کے اکابر میں سے ہی۔ اول وہ غزنین ورپہر ہندوستان میں آیا اور سلطان شہاب الدین کے امراء کبار میں سے ملک معظم حسام الدین بعلبک تھا۔ اوسکی خدمت میں وہ گیا۔ اور مساعی جمیلہ کے سبب سے اوسکو بعض پرگنات میان دوآب اور گنگا پار کے جاگیر میں ملے اوسکی شجاعت کے سبب سے کنبلہ اور بتیالی بھی اوسکو سپرد ہوئے۔ وہ نہایت شجاع و سخی و عاقل تہا اور اوسکی ہیئت بھی خالی غرابت سے نہ تھی۔ اوسکے ہاتھہ ایسے لمبے تہے کہ اگر وہ اونکو چہوڑتا تو اوسکی اونگلیاں گھٹنوں سے نیچے جاتیں۔ وہ ہمیشہ ولایت بہار پر دست درازی کرتا۔ لوٹ میں بہت مال اوسکو ہاتھہ لگتا۔ تہوڑے دنوں میں اوسنے اپنا اسباب شوکت بہت بڑہا لیا۔ ہندوستان میں جو غور و غزنین و خراسان کی جماعتیں آکر پراگندہ پڑی پہرتی تہیں اوسکی سخاوت کی شہرت سنکر اس پاس جمع ہوگئیں جب سلطان قطب الدین ایبک کو اسکا حال کچھہ معلوم ہوا۔ تو اوسکی تربیت میں کوشش کی خلعت و تشریف شاہانہ اوسکے لئے بہیجا محمد بختیار کو اس التفات سے بڑا استظہار ہوا۔ مملکت بہار کیا باغ و بستان کی ملک

سرحد بنگالہ پر ندیا کے عوض میں ایک شہر رنگپور آباد کیا اور اوسکو دار الملک بنایا۔ مساجد و خانقاہ و مدارس اس شہر میں اور ولایت میں بجائے معابد کفار شعار اسلام کے موافق بنائے اور اس زمانہ میں جو غنائم اوسکو ہاتھہ لگیں وہ سلطان قطب الدین پاس بھیجکر اپنے حسن اعتقاد اور نیک ذاتی کو عالم ظاہر کیا جب اس ملک پر اسکا کماحقہ قبضہ ہو گیا تو تبت و ترکستان کی تسخیر کا سودا ہوا محمد شیرخان خلجی کہ اوسکا سپہ سالار تہا اوسکو اس ملک میں اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے بھائی کو اسکا مددگار بنایا۔ اور انتخابی بارہ ہزار سوار لے کر ان پہاڑ و نہر گیا جو لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہیں یہاں کی خلقت تین قسم کی ہے ایک منج دوم کوچ سوم تہارب کے چہرے ترکوں کے سے ہتے اور اونکی زبان ترکی و ہندی کے درمیان تہی۔ زمیندار منج کہ ہندوستان کا سرحد نشین۔ تہا محمد بختیار نے اوسکو گرفتار کیا۔ وہ اوسکے ہاتھہ پر مسلمان ہوا۔ وہ علی منج مشہور ہوا۔ اس کوہستان کی راہ جان ستان تہی۔ وہ ایک شہر ایردھن پر پہنچا اوس کے سامنے دریاء تکری بہتا تہا علی منج کی ہدایت سے وہ قدیمی پل پر پہنچا اور اوسنے اس پل کے حفاظت کے لیے ایک ترک امیر اور دوسرا خلج امیر مقرر کیا اور پل کو عبور کر کے تبت میں آیا۔ راے کامرود نے محمد بختیار کی زبردستی کو سنا تہا تو وہ اوسکے ساتھہ رفق و مدارا سے پیش آیا تہا جب اوسکو محمد بختیار کے عبور کی خبر ہوئی تو اوسنے اپنے معتمدوں کو بہیجکر خاطر نشان کیا کہ تبت کی راہ بڑی دشوار گذار اور سرحد پر قلعے نہایت استوار ہیں اس سال ولایت تبت کی تسخیر کو موقوف کیجئے دوسرے سال میں سپاہ اسلام کا پیشوا میں خود ہونگا۔ مگر محمد بختیار کا بخت برگشتہ ہو گیا تہا اوس نے اوسکے کہنے پر ذرا خیال نہ کیا اور تبت کی طرف روانہ ہوا۔ پندرہ روز تک پہاڑوں میں سفر کیا پہر سولہویں روز ایک سطح صحرا میں آیا تو ایک مملکت اوسنے آباد دیکہی لشکر اسلام نے قلعہ و شہر کو جو نزدیک اور سامنے تھے پہر کر غارت کرنا شروع کیا۔ اہل تبت نے مسلمانوں کو شہر اور قلعہ سے باہر نکال دیا اور لڑکر بہت مسلمانوں کو مجروح اور خستہ کیا وہ جوشن و برگستوان و سپر دہند لگائے ہوئے ہتے سب تیرانداز تھے اور بڑی بڑی

لکھنوتی را ویران ساختہ مساجد و خوانق و مدارس کردہ دار الملک بنام خویش تعمیر فرمود کہ
گور نام دارد بعض نے یہ وجہ تسمیہ گھڑی ہے کہ ملک غیر آباد یانی اور درختوں سے بھرا رہتا
وہ قبر سے مشابہت رکھتا ہے اسلئے گور نام رکھا ہے۔ مگر البیرونی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وسط بنگال کا قدیمی نام گوڑ ہے اسلئے ملک کی نام پر اوسکی دار السلطنت کا نام گوڑ ہوا
جسکو مسلمانوں نے اپنی زبان میں گور بنایا۔ فرشتہ میں لکھا ہے کہ لکھنوتی عبارت گور اور
بنگالہ سے دریائے گنگ تک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور
کے اس طرف سے بنارس تک اور دریائے گنگ کی کنارہ تک بنگالہ ہے جسکو بنگ بھی کہتے
ہیں۔ یہ ملک لکھمنہ ولد لکھمن پاس تھا اور اوسکا پایہ تخت نودیا تھا۔ لکھمن کی ایک عیال فلہ
منکوحہ تھی جب اوسکے بچہ پیدا ہونے کو ہوا منجموں نے بالاتفاق کہا کہ اگر اس ساعت میں بچہ
پیدا ہوگا تو ادبار میں اسکا زمانہ گذریگا اور اگر دو ساعت بعد پیدا ہوگا تو ایک مدت مسند شاہی
پر متمکن ہوگا تو اس عورت نے کہا کہ جب تک نیک ساعت آئے میری دونوں ٹانگیں باندھ کر
الٹا لٹکا دو۔ اوسکو لٹکا دیا پھر ساعت مذکور میں اوسکو کھولا بیٹا پیدا ہوا مگر وہ اوسی وقت
مرگئی۔ اس لڑکے کا نام لکھمنہ رکھا گیا جب وہ بڑا ہوا تو باپ کے مرنے پر تخت نشین ہوا
اوسنے مدتوں عدالت سے سلطنت کی۔ قاضی منہاج السراج یہ لکھتا ہے کہ منجم پنڈت
اس زمانہ کے حکما ہوتے تھے اونہوں نے اس سے معروض کیا کہ پرانی کتابوں میں لکھا ہے
کہ فلاں تاریخ ترکوں یعنے مسلمانوں کے ہاتھ میں یہ سلطنت چلی جائیگی۔ اور ایک شخص
جسکے ہاتھ ایسے لمبے ہونگے کہ گھٹنوں سے نیچے لٹکتے ہونگے وہ یہ ملک لیگا۔ ایسا شخص
محمد بختیار خلجی موجود تھا۔ اس خوف سے بعض برہمن کامروپ اور جگنا تھ کی طرف بھاگ
راجہ لکھمنہ مملکت موروثی کے ترک کرنے اور وطن اصلی سے نقل کرنے پر راضی نہیں ہوا
مگر جب محمد بختیار بہار سے ندیا کے سر پر آگیا تو وہ کشتی میں سوار ہوا اور جگنا تھ و کامرود
کی طرف چلا گیا اور مرگیا محمد بختیار نے ندیا کو تاراج کیا لکھنوتی اور بنگالہ کے ہیے ویران کیا
اور لکھنوتی اور بنگالہ کے بہت سے حصے پر متصرف ہوا۔ اور اوسنے خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا

دہلی کے پادشاہ محمد تغلق کی طرف سے بنگالہ کا حاکم قدرخان تہا اسکا ایک سلاحدار ملک فخرالدین
تہا- قدرخان سنارگانو میں فوت ہوا- ۷۳۹ھ ۱۳۳۸ء میں فخرالدین ملک پر متصرف ہوا اور اپنا
خطاب فخرالدین سلطان رکہا اور اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور خیل وحشم کے جمع کرنے میں
کوشش کی جب سلطان محمد تغلق کو اوسکی خبر ہوئی تو اُسنے قدرخان حاکم لکہنوتی کو ایک
امرا کی جماعت کے ساتہہ ملک فخرالدین کی تنبیہ کے لیے بہیجا جب مقابلہ ہوا تو فخرالدین
منہزم ہوا- اور جنگل میں دور بہاگ گیا- اوس کے سب ہاتہی گہوڑے قدرخان کے
ہاتہہ آئے- قدرخان یہاں آیا اور باقی اور امرا اپنی جاگیروں میں گئے- برسات کا موسم
آگیا- قدرخان روپیہ جمع کرنے میں مشاغل اور سپاہ کے جمع کرنے سے غافل ہوا- اسکا
ارادہ یہ تہا کہ برسات کے ختم ہونے کے بعد سلطان پاس جاکر روپئے اشرفیوں کے ڈہیر اسکے
سامنے لگادونگا- فخرالدین کو بہی اس ارادہ کی خبر لگ گئی تہی- اوسنے مخفی آدمیوں کو سپاہیوں
پاس بہیجکر اس وعدہ پر سب کو اپنا بنالیا تہا کہ جب قدرخاں پر فتح پاؤنگا تو سارے خزانے
اوسکے تم میں تقسیم کردونگا- جب فخرالدین اپنے لشکر سمیت جنگل سے سنارگانو میں آیا تو لشکر
عاصی اور امیران باغی اوسکے ساتہہ ہوئے اور اونہوں نے قدرخان کو مار ڈالا اور خزانہ
چہین لیا- فخرالدین نے وعدہ پورا کیا کہ سارا خزانہ سپاہ کو دیدیا- سنارگانو کو تخت گاہ
بنایا اور اس دیار کی حکومت میں مشغول ہوا- اور اپنے غلام مخلص خان کو بہت سا لشکر
دیکر لکہنوتی کے انتظام کے لئے بہیجا علی مبارک کہ قدرخان کے لشکر کا عارض (میر بخشی)
تہا اوسنے ہمت و مردانگی کہ کے اخلاص و دولت خواہی کی وجہ سے ایک جماعت کو اپنا یار
و یاور بنایا اور مخلص خان کو شکست دی اور سلطان محمد تغلق پاس فتحنامہ اور عریضہ
بہیجا کہ اگر حکم ہو تو میں ضابط لکہنوتی بنوں- سلطان اوس کو جانتا نہ تہا اسلئے جواب سے
ملتفت نہ ہوا- یوسف شحنہ دہلی کو لکہنوتی کا ضابط مقرر کرکے روانہ کیا- وہ وہاں
نہ پہنچنے پایا تہا کہ موت نے اوسکو آخر منزل میں پہنچا دیا- علی مبارک کے قبضہ میں لکہنوتی
آئی اسباب بادشاہی مہیا تہا اپنے تئیں سلطان علاء الدین کا خطاب دیا- اسی طرح میں

لڑائیں کتے تھے۔ بہت ہی کم انمیں نیزہ دار تھے۔ محمد بختیار کو معلوم ہوا کہ یہاں سے پندرہ کوس
پر ایک شہر کرم سین ہے کہ پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ دار اوس میں موجود ہیں اور ہر روز
بازار میں پندرہ سو گھوڑے فروخت ہوتے ہیں اور دربار لکھنوتی میں جو گھوڑے آتے ہیں
وہ اوسی شہر سے جاتے ہیں۔ عساکر اسلام راہ کا تھکا ہوا اور لڑائی سے ہارا ہوا تھا اور
آدمیوں سے لڑائی کی جان نہیں رکھتا تھا اسلئے مراجعت کا عازم ہوا۔ اہل تبت نے راہ
بند کر رکھا تھا۔ آذوقہ کمتر پہنچتا تھا۔ بہت محنت و مشقت اوٹھا کر رائے کمرود میں لشکر آیا۔
اتفاق کی بات ہے کہ پل کی محافظت کے لئے جو دو امیر چھوڑے تھے اونمیں کچھ جھگڑا ہوا
وہ چلدئے۔ اب دریا کے عبور کے سامان کی تیاری میں بہت کوشش کی کشتیوں کی تیاری کی
ایک بتخانہ میں رہنے کا ارادہ کیا۔ مگر اہل تبت نے یہ چاہا کہ مسلمانوں کو بتخانہ میں بند کر کے
بے آب ودانہ ہلاک کرنا چاہئے۔ محمد بختیار کو جب یہ خبر ہوئی تو نہایت حیران و پریشان
تھا تدبیر کیا تھا کہ اوسنے دیکھا کہ ایک سوار دریا سے عبور کر گیا جسے مسلمانوں نے جانا
دریا پایاب ہے اہل تبت کے ہول کے مارے اس دریا میں چل پڑے وہ پایاب تھا
محمد بختیار اور سو آدمیوں کے سوا سب سوار بحر فنا میں غرق ہوئے محمد بختیار جب
ملک میں دیوکوٹ میں آیا تو رنج و غم کے مارے بیمار ہوا جب پریشانی کی خبر ملک میں پہنچی
تو خلجیوں کے فرزند اور عورتیں اپنے عزیزوں کا حال دریافت کرنے کے لئے دیوکوٹ
آئے جب عورتوں کو اپنے عزیزوں کے ڈوبنے کا حال معلوم ہوا تو سر راہ اور گلی کوچہ
میں محمد بختیار کو وہ کوستی تھیں اور گالیاں دیتی تھیں۔ وہ اس حال کو دیکھکر اور زیادہ
رنجیدہ ہوا۔ سنہ میں اوسنے روح پر سے جسم کا پشتارہ اتار رکھا۔ طبقات ناصری
میں لکھا ہے کہ علی مرداں خلج نے دیوکوٹ میں جاکر محمد بختیار کو خنجر مار کر کام تمام کیا
جنازہ اوسکا بہار میں گیا اور وہاں وہ دفن ہوا۔ اوسکے بعد امرا اور بادشاہان
نے یہاں حکومت کی جسکا ذکر بادشاہوں کے حال میں مذکور ہوا +

سلطان فخر الدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر سرفراز ہونا

متعرض ہوا وہ کمال استقلال سے بادشاہی کرتا رہا۔ دہم شوال ۷۵۴ھ ۱۳۵۳ع میں دہلی سے
فیروز شاہ ایک لشکر گراں کے ساتھ لکھنوتی پر متوجہ ہوا۔ شاہ شمس الدین تمام ولایت بنگالہ
کو خالی چھوڑ کر اکدالہ میں چلا گیا جوالی اکدالہ میں سلطان فیروز شاہ آیا۔ جنگ صف ہوئی
طرفین سے آدمی کشتہ ہوئے شاہ شمس الدین بھاگ کر اکدالہ میں متحصن ہوا۔ جاج نگر سے جو
بڑے بڑے ہاتھی شمس الدین لایا تھا۔ وہ فیروز شاہ کو ہاتھ آئے۔ برسات کا موسم آیا۔
پشہ کی کثرت ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی چلا گیا ۷۵۵ھ ۱۳۵۴ع میں شمس الدین نے ایسی پیشکش
ہمدان ایلچیوں کے ہاتھ بھیجی جو بادشاہوں کے لائق ہوتی ہے۔ بادشاہ نے ایلچیوں کو
رخصت کیا ۷۵۶ھ ۱۳۵۵ع میں اوسنے پھر ملک تاج الدین کے ہمراہ بھاری پیش کش سلطان دہلی
پاس روانہ کی بادشاہ نے ایلچی پر بڑی مہربانی کی اور ملک سیف الدین شحنہ کے ہمراہ تازی
و ترکی گھوڑے اور تحفے بادشاہ شمس الدین پاس بھیجی مگر یہ سفیر بہار ہی میں آیا تھا کہ سلطان
شمس الدین کا انتقال ہو گیا۔ اوس کی مدت سلطنت ۱۶ سال اور کئی ماہ تھی۔ حاجی پور
اوسی کا آباد کیا ہوا ہے +

ذکر سلطنت شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین شاہ

جب شاہ شمس الدین نے دنیا سے کوچ کیا تو سوم کے روز امیروں نے بڑے بیٹے کو بادشاہ
بنایا اور شاہ سکندر کا خطاب دیا عدل و داد کی نوید اوسنے دی اور بادشاہ فیروز شاہ
کی استرضاء خاطر کے لئے پچاس ہاتھی اور اقسام امتعہ برسم پیش کش بھیجیں اس وقت فیروز
بادشاہ ۷۶۰ھ میں بنگالہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر نے بقدر طاقت استعداد
مقاومت کی قلاع و بقاع کو مضبوط کیا سلطان فیروز شاہ ظفر آباد میں آیا سلطان سکندر
نے بھی باپ کی رسم اختیار کی حصار اکدالہ میں متحصن ہوا۔ مقاومت کی طاقت نہ تھی۔ ہر سال
پیشکش کا دینا قبول کیا جسکے سبب سے بادشاہ واپس گیا۔ بادشاہ ابھی رستہ ہی میں تھا کہ ۳۷
یا ۴۸ ہاتھی اور بہت سی امتعہ سلطان کی پیشکش میں بھیجی اور باپ کے آئین پر عمل کرکے تمام عمر
عیش سے بسر کی اوسکی مدت شاہی ۹ سال چند ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ وہ بیٹے کے تشاجنگ میں مارا گیا +

ملک الیاس مستعد لشکر رکہتا تہا سلطان علاء الدین کو قتل کیا اور خود اپنا خطاب سلطان شمس الدین
رکہا اور ۷۴۱ھ میں سنارگانو پر لشکر کشی کر کے فخر الدین کو زندہ گرفتار کیا اور لکھنوتی میں لاکر
دار پر کہینچا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام پر جاری کرایا۔ مگر طبقات اکبری میں یہ لکہا ہے کہ قدر خان
سلاحدار فخر الدین تہا اوسنے غدر کر کے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور خود سلطنت کرنے لگا مخلص
خاص اپنے غلام کو آراستہ لشکر کے ساتہہ اقصاء بنگالہ مین بہیجا۔ علی مبارک عارض لشکر قدر خان نے
مخلص سے جنگ کر کے شکست دی اسباب وحشم جو اس پاس تہا اوسپر متصرف ہوا فخر الدین
کہ نو دولت تہا آدمیوں سے اطمینان خاطر نہ رکہتا تہا۔ وہ علی مبارک سے لڑنے نہ گیا۔
علی مبارک نے ساماں کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکہا۔ ۷۴۱ھ مین فخر الدین لکھنوتی
میں گیا۔ جنگ مین علی مبارک کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ فخر الدین کا زمان سلطنت دوسال
اور کئی مہینے تہی +

ذکر ایالت علی مبارک المخاطب سلطان علاء الدین

علاء الدین فخر الدین کو قتل کر کے لکھنوتی میں تہانہ مقرر کر کے بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا ملک حاجی
الیاس نے سلطان علاء الدین کے لشکر کو اپنے ساتہہ متفق کر لیا اور لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے
اختیار مین کر لیا اور علاء الدین کو مار ڈالا اور خود شاہ شمس الدین بن بیٹھا سلطان علاء الدین
کی مدت سلطنت یک سال و پانچ مہینے تہی +

سلطنت حاجی الیاس المشہور سلطان شمس الدین بھنگرہ

جب علاء الدین شاہ مارا گیا تو تمام لکھنوتی اور بنگالہ حاجی الیاس کے تصرف مین آیا امرا نے
اتفاق کر کے اوسکو شاہ شمس الدین شاہ بھنگرہ کا خطاب دیا۔ اوسنے اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا
اسکا لقب بھنگرہ ہے مگر وجہ تسمیہ اوسکی معلوم نہیں محمد بختیار خلجی کے بعد مسلمانوں کی عملداری
سے ولایت حاجنگر نکل گئی تہی — افسر اور سپاہ کی دلجوئی کر کے شمس الدین نے
اوسپر لشکر کشی کی اور اس حدود میں بڑے بڑے ہاتہی اوسکے ہاتہہ آگئے اور اپنے
دار الملک کو مراجعت کی تیرہ سال کئی مہینہ تک شاہان دہلی میں سے ایک بہی اس کا

کی حقیقت مجھ پر کھل گئی ہے - مجھے مسلمان ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں - اگر مجھے شاہی کے
لئے نہیں قبول کرتے تو میں اپنے چھوٹے بھائی کو سلطنت دیتا ہوں مجھے معذور رکھئے سب اہل
حل وعقد نے متفق ہوکر کہا کہ ہم بادشاہ کے تابع ہیں - امور دنیوی میں ہم کو مذہب و دین سے
کچھ کام نہیں ہے جیت مل نے لکھنوتی کے علماء و فضلاء کو طلب کیے کلمہ شہادت پڑھا
اور خود اپنا خطاب جلال الدین رکھہ کر تخت حکومت پر قدم رکھا - داد اور عدل کے
لوازم کو ایسا اختیار کیا کہ اپنے عہد کا نوشیروان ہوا - سترہ سال چند مہینے نہایت
استقلال سے بنگالہ لکھنوتی میں سلطنت کرکے ۸۱۲ھ میں جان شیریں کو بہشت بریں
کے خزانچی کے حوالہ کیا - اسکا بیٹا احمد سلطان تخت نشین ہوا +

سلطنت سلطان احمد بن سلطان جلال الدین

سلطان احمد شاہ اپنے باپ کا پیرو تھا - داد و دہش بہت کی ۸۳۰ھ کے آخر میں ۱۸ سال
سلطنت کرکے مر گیا +

ناصر الدین غلام کا وارث ملک ہونا

جب سلطان احمد شاہ نے تخت کو خالی چھوڑا تو اوسکا غلام ناصر الدین جرأت کرکے
تخت شاہی پر ہو بیٹھا اور بادشاہ کی تمام دولت اپنے ہم پیشوں میں تقسیم کردی تاکہ
وہ اوسکے مددگار رہیں - امرا کو شمس الدین بھنگرہ کی اولاد میں سے ایک شاہزادہ
ہاتھ آگیا اوسکو تخت پر بٹھایا اور غاصب سلطنت کو کوئی کہتا ہے سات روز بعد کوئی کہتا ہے
کہ دو پہر بعد قتل کر ڈالا -

سلطنت سلطان ناصر الدین بھنگرہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ سلاطین بھنگرہ کی سلطنت چند سال بعد مردہ ہوکر پھر زندہ
ہوئی - اقبال جو ادبار سے بدل گیا تھا پھر اوسکے ہمانے اپنا سایہ اس خاندان پر ڈالا -
ناصر شاہ کسانوں میں ملکر زراعت میں مشغول رہتا تھا اصلا اوس کو سلطنت کا خیال نہ تھا
وہ عالی جاہ بادشاہ ہوگا - اخلاق حسنہ و صفات تحسنہ رکھتا تھا - راجہ کنس اور جلال الدین

ذکر شاہ غیاث الدین بن شاہ سکندر شاہ

سکندر شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا غیاث الدین تخت پر بیٹھا اور باپ دادا کے طریقہ پر عمل کیا اور تمام عمر عیش و عشرت میں بسر کی ۷۷۵ھ میں اس دنیا سے کوچ کیا +

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ

جب شاہ غیاث الدین نے رحلت کی تو امرا نے اوسکے بیٹے سلطان السلاطین کا خطاب دیکر باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھایا یہ بادشاہ شجاع و کریم و حلیم تھا اوسکے امرا و وزرا کاردان تھے۔ انہیں اختلاف نہ تھا اطراف کے راے اوسکے مطیع رہے اور مال واجبی کے ادا کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے ۷۸۵ھ میں دس سال حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی اوسکی مدت شاہی ۷ سال چند ماہ بعض بتاتے ہیں +

سلطنت شمس الدین ثانی بن سلطان السلاطین

جب سلطان السلاطین دار دنیا سے دار البقا کو گیا تو امرا نے اوسکے بیٹے کو شاہ شمس الدین کا خطاب دیکر اورنگ شاہی پر بٹھایا۔ وہ اپنی خردسالی کے سبب سے خفیف العقل تھا اوسکے عہد میں کنس ہندو نے کمال شوکت و استقلال حاصل کیا تھا۔ وہ صاحب اختیار ملک و مال کا ہو گیا جب سلطان شمس الدین ۷۸۸ھ میں سر ریحیات سے اٹھا تو کنس نے اپنی حکومت کا علم بلند کیا شمس الدین نے تین سال چند ماہ حکومت کی +

حکمرانی راجہ کنس ہندو

راجہ کنس اگرچہ مسلمان نہ تھا مگر مسلمانوں سے ایسی آمیزش و محبت رکھتا تھا کہ بعض مسلمان اُس کے اسلام پر شہادت دیکر اوس کو دفن کرنا چاہتے تھے بہر حال اُس نے کلاہ خسروی کو سر پر رکھا۔ چتر و اثاثہ سلطنت اوسکو ملا۔ سات سال کمال استقلال سے کامرانی بوجہ احسن کی۔ پھر عالم نیستی کی راہ ناگزیر پر چلا گیا اُسکا بیٹا مسلمان ہو کر تخت فرمانروائی پر بیٹھا +

حکومت جیت مل ولد کنس المخاطب بہ سلطان جلال الدین

کنس کے مرنے پر اوسکے بیٹے جیت مل نے ارکان سلطنت کو بلایا اور کہا کہ ملت احمدی

حکومت فتح شاہ

کہتے ہیں کہ فتح شاہ عالم و دانا تہا اوسنے سلاطین پیشین کی رسوم کو اختیار کیا۔ ہر ایک امیر کی بقدر اوسکی لیاقت کے قدر و منزلت کی۔ باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد میں جو خواجہ سرا اور حبشی بہت صاحب اعتبار ہوگئے تہے اور بے اعتدالیاں کرنے لگے تہے۔ تازیانہ عدل سے اونکی اصلاح کی اس زمانہ میں بلاد بنگالہ میں رسم تہی کہ ہر رات پانچہزار پائک نوبت بہ نوبت پہرہ دیتے تہے۔ علی الصباح بادشاہ تخت پر بیٹھ کر انکا سلام لیتا تہا اور رخصت کرتا تہا تو دوسری جماعت حاضر ہوتی تہی۔ خواجہ سراؤں کو جب بادشاہ نے درست کیا تو وہ پریشان ہوکر خواجہ سرائے سلطان شہزادہ بنگالی پاس گئے۔ پہرہ دار آدمی سب اوسکے حوالہ تہے۔ اور محلوں کی کنجیاں اوسکے پاس رہتی تہیں سلطنت کے صاحب داعیہ ہونے کے آثار بہی وہ ظاہر کرتا تہا۔ لوگوں نے اوسکو سلطنت کی تکلیف دی۔ یہ اتفاق کی بات ہو کہ اس زمانہ میں خواجہ جہاں خواجہ سرا اور بڑا در ملک اندیل امیر الامرا حبشی لشکر کے خلاصہ کو لیکر سرحد کی رایوں کے دفع کرنے کے لئے نامزد ہوئے تہے سلطان شاہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤں کو تیجی پایکوں کی یاری سے ۸۹۶ھ میں فتح شاہ کو قتل کیا اور علی الصباح خود تخت پر بیٹھ پائکوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت ۷ سال ۵ ماہ تہی۔

ذکر حکومت سلطان باربک

جب خواجہ سرا اپنے صاحب کو کشتہ کرکے بادشاہ ہوا اور باربک شاہ خطاب کہا تو تمام خواجہ سرا اس پاس فراہم ہوئے اور اوسنے کمینے اور پست ہمت آدمیوں کو مال پر فریفتہ کرکے جمع کیا۔ روز بروز شوکت کو بڑہایا صاحب جمعیت امرا کی فکر میں ہوا مگر وہ امرا کا سر گروہ ملک اندیل حبشی تہا وہ سرحد پر گیا ہوا تہا جب اس بات کی اوس کو خبر ہوئی تو وہ اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح سے پایتخت پر پہنچے اور اپنے کام کو کفایت سے کرے۔ اس اثنا میں خونی خواجہ سرا کے دل میں آئی کہ ملک اندیل حبشی کو حیلہ و تدبیر سے بلاکر مقید کرے اوسکی طلب میں فرمان صادر کیا۔ ملک اندیل اوسکو لطیفہ غیبی سمجہا اپنی خوب جمعیت کے ساتہہ وہ اس پاس آیا۔ بڑی احتیاط سے

ور احمد کی سلطنت میں جو اوسکے خاندان کے لوگ چارون طرف پراگندہ ہوگئے تھے وہ سب
اوس پاس جمع ہوگئے - سب چھوٹے بڑے اوسکی سلطنت سے خوشحال ہوئے - دہلی اور بنگال
کے درمیان سلاطین جو نور حائل ہوگئے تھے اسلئے ناصرالدین نے ۱۶ سال بے کھٹکے سلطنت
کی ۸۶۲ھ ۱۴۵۸ء میں اس جہان سے رخصت ہوا +

سلطنت باربک شاہ بن ناصر شاہ

ناصر شاہ کی وفات کے بعد اوسکے بیٹے باربک کو سریر سلطنت پر بٹھایا - اوسکے عہد میں عا
ور سپاہ خوش رہی - ہندوستان میں اول یہی بادشاہ ہے جسنے حبشی غلامون کو تربیت کرکے
بزرگ درجہ پر پہنچایا - اور آٹھ ہزار کے قریب حبشی جمع کئے اور خدمات بزرگ مثل وکالت و
وزارت و امارت وغیرہ اونکو سپرد کیں گجرات اور دکن کے سلاطین نے بھی اوسکی تقلید کی
اسی گروہ کا اعتبار اور اقتدار بڑہایا - باربک شاہ نے ۱۷ سال سلطنت کی ۹۴۵ھ ۱۵۳۸ء میں
انتقال کیا +

حکومت یوسف شاہ ولد باربک شاہ

باربک شاہ کے بعد اسکا بیٹا یوسف شاہ بادشاہ ہوا - اسنے عدل و داد کا شیوہ اختیار کیا
وہ علم و فضل و کاردانی کے زیور سے آراستہ تہا - امر معروف و نہی منکر میں مبالغہ کرتا تہا -
اوس کے عہد میں کسی کا مقدور نہ تہا کہ علانیہ شراب پئے اور اوسکے حکم سے تجاوز کرے -
چند روز بعد ہمیشہ صدور و علما کو اپنے پاس بلاکر کہتا کہ اگر تم مہمات شرعی میں کسی کی
جانب داری کروگے تو ہم میں اور تم میں جو اللہ تعالیٰ نہیں ہے گی میں تم کو بہت تکلیف دوں گا
وہ چونکہ خود علم سے بہرہ رکہتا تہا جن معاملات کو قضات فیصلہ نہیں کر سکتے تہے وہ خود فیصلہ
کر دیتا ۸۸۷ھ ۱۴۸۲ء میں اوسکی زندگی پوری ہوئی - ۷ سال ۶ ماہ سلطنت کر گیا +

سکندر شاہ کا بادشاہ ہونا

یوسف شاہ کے مرنے کے بعد امرا و وزرا نے بغیر سوچے سمجھے شاہ سکندر کو تخت پر بٹھایا مگر
سلطنت کا مستحق نہ تہا اسلئے دو پہر بعد اوسکو معزول کیا اور فتح شاہ کو بادشاہ کیا +

قصاص خون میں تلف ہوں تو بہتر ہے ہیں یغرش خان نے آہستہ آہستہ چند زخم باربک شاہ کی پیٹھ پر مارے۔ اوسنے اپنے تئیں مردہ بنایا۔ ملک اندیل اور یغرش خان اور حبشی باہر آئے اور تواجی باشی حبشی سے اونھوں نے کہا کہ ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا۔ تواجی باشی حبشی نے شاہ باربک کی خوابگاہ میں چراغ روشن کیا۔ باربک شاہ ملک اندیل کا خیال کرکے خوف جان سے ایک مخزن میں پہلے اس سے کہ چراغ روشن ہون جا چھپا تھا۔ جب تواجی باشی اس مخزن مین گیا تو باربک شاہ نے دم چرا کر اپنے تئیں مردہ بنایا تواجی باشی نے فریاد مچائی کہ ہائے ہمارے صاحب کو غداروں نے مار ڈالا۔ باربک شاہ نے اوسکو خیرخواہون اور صدیقوں میں شمار کیا اُسنے کہا کہ چپ ہو کہ میں ابھی زندہ ہون ملک اندیل کہان ہے تواجی بادشاہ نے کہا کہ وہ یہ سمجھکر کہ بادشاہ قتل ہو گیا خاطر جمع سے اپنے گھر چلا گیا۔ باربک شاہ نے اوس سے کہا کہ باہر جاکر فلاں فلاں امرا کو جمع کرکے کہو کہ ملک اندیل حبشی کا سر کاٹ کے لائیں اور دروازوں کو نوبتی پیادوں کے سپرد کرکے کہدو کہ مسلح ہو کر ہوشیار رہیں تواجی نے کہا کہ بسر و چشم اب جاتا ہوں اور علاج کرتا ہوں باہر آنکر ملک اندیل کے کان میں چپکے سے سارا حال کہدیا۔ ملک اندیل نے پھر اندر آنکر باربک کا کام خنجر سے تمام کیا۔ اور اسی مخزن میں لاش کو مقفل کردیا اور خانجہاں وزیر کو طلب کیا جب وہ آیا تو بادشاہ کے مقرر کرنے کے باب مین مشورہ کیا سواے دو سال کے لڑکے کے فتح شاہ کا وارث کوئی نہ تھا۔ وہ شاہی کے قابل نہ تھا کس طرح اوس کو تخت پر بٹھاتے سب متفق ہو کر فتح شاہ کی بیوی پاس گئے اور رات کی داستان سنائی اور کہا کہ تیرا بیٹا ابھی بچہ ہے اوسکو کسی کے حوالہ کر کہ وہ بڑا ہو کر مہمات بادشاہی کے سرانجام دینے کے لایق ہو۔ شہزادہ کی ماں اُنکی بات کو سمجھ گئی اوسنے کہا کہ میں نے خدا سے عہد کیا تہا کہ فتح شاہ کے قاتل کو جو شخص ماریگا بادشاہی اوسکو سپرد کرون گی ملک اندیل حبشی نے اول بادشاہی سے انکار کیا۔ مگر امرا کے کہنے کو منظور کیا اور تخت پر بیٹھ کر فیروز شاہ اپنا خطاب رکھا بعض کہتے ہیں کہ باربک شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی

دسا بہیں آمد شد کرتا جب خواجہ سرا اوسکے دفع کرنے میں عاجز ہوا تو ایک دن مجلس کو تزئین
دیگر زیب و زینت سے آراستہ کیا اور دس بارہ ہزار آدمی اطراف و جوانب سے دارالامارہ
میں جمع ہو گئے مجلس کمال شان و شوکت سے مرتب ہوئی تو اوسنے اول اندیل کو اپنے پاس
بلایا اور بہت التفات سے پیش آیا۔ اور فرمایا کہ سلطان و زاوسکی ایک جماعت کو میں نے
مار ڈالا اور تخت پر ہو بیٹھا تو میرے اس کام پر کیا کہتا ہے تو ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا۔
ع ہرچہ آں خسرو کند شیریں بود + سلطان شہزادہ کو یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوئی فی الفور
خلعت و کمر و خنجر مرصع و چند اسپ و فیل اوسکو عنایت کئے اور قرآن کو درمیان میں رکھا
اوسنے ملک اندیل سے قسم دلائی کہ وہ اوسکو کوئی آسیب نہیں پہنچائیگا۔ ملک اندیل نے
قسم کہائی کہ جب تک تو تخت پر ہوگا میں مضرت نہیں پہنچا ونگا اس سبب سے کہ سب آدمی
خواجہ سرا سے خونیں دل ہو رہے تھے۔ اور ملک اندیل حبشی ہی اپنے ولی نعمت کے خون کے
انتقام لینے میں بجد تہا۔ دربانون سے ملکر وہ فرصت کی تلاش میں رہتا تہا۔ ایک دن وہ
کافر نعمت شراب پی کر تخت پر سو گیا تو دربانوں کی رہنمونی سے حرم سرا میں ملک اندیل حبشی قتل
کے قصد سے گیا۔ وہ تخت پر سوتا تہا تو اوسکو اپنی قسم یاد آئی اس اثنا میں وہ اجل رسیدہ
تخت سے نیچے گر پڑا۔ ملک اندیل وسکو اپنی قوت طالع سمجھا چست و چالاک ہو کر اوس پر تلوار
ماری شمشیر کارگر نہ ہوئی۔ بار بک ہوشیار ہوا اور اپنے تئیں ننگی تلوار کے روبرو دیکھا۔ وہ ملک اندیل
حبشی سے لپٹ گیا وہ قوی اور عظیم الجثہ تہا۔ ملک اندیل حبشی کو کشتی میں نیچے لے آیا۔ ملک اندیل
حبشی نے اپنے ہاتھوں میں اوسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑے یغرش خان ترک کو کہ حجرہ سے
باہر کہڑا تہا غل مچا کر بلایا یغرش خان حبشیوں کی جماعت لیکر اندر آیا۔ ملک اندیل کو نیچے
دیکھہ کر اوسکو الم ہوا اثنا و تلاش میں اور ایک دوسرے کے پکڑنے میں شمعیں ہاتھہ پاؤں کے
نیچے آکر بجھہ گئی تہیں وہ خاموش تہا ہوا بہت تاریک تہی ملک اندیل حبشی نے فریاد کی کہ
میں نے اسکے سر کے بال خوب مضبوط پکڑ رکہے ہیں اسکا جسم اتنا چوڑا چکلا ہے کہ میری پیٹہ و بن ملا
ہے اسپر سے تلوار گذر کر مجہہ تک نہیں آئے گی۔ اگر میں اور مجہہ جیسے ہزار ولی نعمت کے

صاحب اختیار بنایا اوسکی رہنمونی سے سوار و پیادہ کی تنخواہ کو کم کیا اور خزانہ کو بہرا - ایک عالم اسسے متنفر ہوا - بہت سے امرا اسسے برگشتہ ہوکر ملک سے باہر چلے گئے مظفر شاہ پانچہزار حبشی اور تین ہزار افغان و بنگالی لیکر قلعہ مین متحصن ہوا - ایک قول کے موافق چار دن اور ایک قول کے مطابق چار ماہ اندر اور باہر کے آدمیون میں جنگ واقع ہوئی - ہر روز بہت آدمیوں کے سر تن سے جدا ہوتے - جو کوئی پکڑا ہوا سلطان مظفر کے سامنے آتا تو اوسکو قہر و غضب مین آنکر کشتہ کرتا - چار ہزار آدمی قتل ہوئے اور آخر روز مظفر شاہ شہر سے باہر نکل کر لڑا طرفین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے - مظفر شاہ بہت سے امرا اور مقربوں کے ساتھہ مارا گیا - حاجی محمد قندہاری کے قول کے موافق ان ایام میں سب لڑائیوں میں اول سے آخر تک ایک لاکھہ بیس ہزار آدمی ہندو و مسلمان مارے گئے سید شریف مکی نے علم شاہی بلند کیا - طبقات اکبری میں لکھا ہے کہ مظفر شاہ سے خلقت کو نفرت تہی سید شریف مکی اس بات کو سمجھہ گیا اوسنے پائکوں کے سرداروں کو اپنا یار بنایا اور ایک رات کو تیرہ آدمیون کے ساتھہ لیکر حرم سرا میں جاکر شاہ مظفر کو قتل کیا اور خود علی الصباح تخت پر ہو بیٹھا اور سلطان علاء الدین اپنا نام رکھا اور ملک کے کام میں مشغول ہوا - مظفر شاہ کی مدت سلطنت ۳ سال ۵ ماہ تھی -

سلطنت شریف مکی سلطان علاء الدین

سید شریف مکی اپنی وزارت کے دنوں میں اپنے تئیں نیک نفس لوگوں کو دکھلانا چاہتا تھا تو خلایق کے کانون میں کہتا کہ مظفر شاہ حبشی برا اور بادشاہی کے قابل نہیں ہے ہر چند میں اوسکو سیاہ اور امرا کے باب میں نصیحت کرتا ہوں مگر سودمند نہیں ہوتی اسلئے امرا اوسکو مشفق و مہربان جانتے تھے جس روز شاہ مظفر کشتہ ہوا امرا نے بادشاہی کے باب میں مشورہ کیا اور سید شریف کی بادشاہی پر وہ راغب ہوئے اوسسے کہا کہ ہم تمکو بادشاہ بنائیں تو تو ہمارے ساتھہ کیا سلوک کریگا اوسنے کہا کہ جو کچھہ تمہارا مدعا ہوگا اوسی کے موافق کام کرونگا اسوقت جو کچھہ زمین کے اوپر ہے تمکو دیتا ہوں اور جو زمین کے اندر ہے وہ میں خود لیتا ہوں غرض خاص و عام

بعض نو ماہی مہینے بتاتے ہیں - باربک شاہ کے مرنے کے بعد کچھ مدت تک بنگالہ میں رسم رہی کہ جو کوئی اپنے بادشاہ کو مار ڈالے وہی بادشاہ ہوا و سب آدمی اوسکے مطیع اور فرمان بردار ہون اور اوسکے احوال معارض نہوں +

سلطنت ملک اندیل حبشی المخاطب فیروزشاہ

فیروزشاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوا طریقہ معادلت اور احسان کو اختیار کیا - خلایق کو امن امان مین رکھا - اپنی امیری کے دنون میں بڑے بڑے کام کیے تھے اوسکی سپاہ اور رعیت نے کان نہ ہلائے - تین سال کمال استقلال سے بادشاہی کی پہر مریض ہوکر ۸۹۶ھ میں اس دنیا سے رہائی پائی +

سلطنت محمود شاہ بن فیروزشاہ

فیروزشاہ کے بعد اوسکے بڑے بیٹے سلطان محمود شاہ نے سریر سلطانی پر جلوس کیا - ملک و مال کے امور کا متکفل غلام حبش خان ہوا - اور محمود شاہ برائے نام بادشاہ ہوا - ایک اور حبشی جسکو شیدی بدر دیوانہ کہتے تھے ان اوضاع سے تنگ آیا حبش خاں کو مار ڈالا - مہمات دولت کا خود متصدی ہوا پائکوں کے سردار سے متفق ہوکر سلطان محمود کو بھی قتل کیا - علی الصباح خود تخت پر بیٹھا اور مظفرشاہ اپنا خطاب کہا - اور ان ممالک کا حاکم ہوگیا - سلطان محمود نے ایک سال سلطنت کی حاجی محمود قندہاری کی تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود کا بیٹا سلطان فیروزشاہ نہ تھا بلکہ فتح شاہ کا بیٹا وہ تھا - شاہ باربک کا غلام حبش خان تھا وہ فیروزشاہ کے حکم سے اوس کی تربیت کرتا تھا - فیروزشاہ کے مرنے کے بعد سلطان محمود تخت پر بیٹھا جب چھ سال سلطنت پر گذرے تو حبش خان کو شاہی کی ہوس ہوئی شیدی بدر دیوانہ نے حبش خان کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا

شیدی بدر حبشی مظفرشاہ

مظفرشاہ حبشی مرد اسفاک و بیباک تھا جو علما و صلحا و اشراف اوسکی بادشاہی سے راضی نہ تھے انکو مار ڈالا - اور ہندوؤں کی رایوں کو کہ شاہان بنگالہ کی خصومت میں کمربستہ رہتے تھے اونپر بھی لشکر کشی کرکے قتل کیا - شیدی سیف کو منصب وزارت عطا کیا اور ملک و مال کا

تو اکثر امراء افغانی بھاگ کر نصیب شاہ سے ملتجی ہوئے تھے سلطان ابراہیم کا بھائی سلطان محمود
بنگالہ میں آیا تھا۔ ہر ایک شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق پرگنات و قصبات بادشاہی سے
سلطان ابراہیم کی بیٹی جو اس ملک میں آئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح میں آئی۔
۹۳۵ھ میں بابر بادشاہ جونپور میں آیا اور اس ملک کو مسخر کیا اور بنگالہ پر قبضہ کرنے کا
قصد کیا تو نصیب شاہ نے بہت تحفے تحائف بھیجے اور عجز و نیازی ظاہر کی بابر نے وقت صلاح
دیکھ صلح کر لی اور الٹا چلا گیا۔ جب بابر کے بعد ہمایوں بادشاہ ہوا اور یہ شہرت ہوئی کہ
بنگالہ کی تسخیر کا ارادہ دہلی کے بادشاہ کا ہے تو نصیب شاہ نے ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں اخلاص و خصوصیت
و محبت کے اظہار کے لئے ملک فرحان خواجہ سرا کے ہاتھ بہت نفیس تحفے سلطان بہادر
گجراتی پاس بھیجے۔ ایلچی کو قلعہ منڈو میں سلطان بہادر کی خدمت میں بھیجا جس کو
سلطان نے خلعت خاص مرحمت کیا اس مدت میں نصیب شاہ باوجود دعوی سیادت ایسے
حمق و ظلم کا مرتکب ہوا کہ جسکی شرح سے سب کی خاطر مکدر ہوئی ۹۴۳ھ ۱۵۳۸ء میں اوسکی عمر
تمام ہوئی یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اوس کو مار ڈالا نصیب شاہ
بعد سلطان محمود بنگالی نے مملکت میں استیلا پایا۔ وہ نصیب شاہ کے امرا میں تھا ۱ سال
سلطنت کی شیر شاہ نے اوس پر لشکر کشی کر کے زخمی کیا۔ وہ بھاگ کر ہمایوں بادشاہ پاس
گیا۔ ہمایوں ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء میں شیر شاہ کو شکست دیکے بنگالہ کا بادشاہ ہوا اور گور میں اپنے
نام کا خطبہ پڑھوایا۔ پھر شیر شاہ نے یہ ملک اوس سے لے لیا محمد خان افغان کہ امرائے شیر شاہ
میں سے تھا اوس کی جانب سے یہاں حاکم مقرر ہوا۔ جب محمد خاں مر گیا تو اوس کے
بیٹے سلیم خان نے سلیم شاہ سے مخالفت کی اور خود اپنا لقب سلطان بہادر رکھا
صاحب خطبہ و سکہ ہوا۔

سلطنت سلیم خان سلطان بہادر

چند روز سلطان بہادر نے سلطنت کی کہ سلیمانی کرانی افغان نے بنگالہ کی حکومت
حاصل کی وہ بھی سلیم شاہ کے امرا میں سے تھا +

مال کی طمع میں آکر اُسے بیعت قبول کی اور شہر گور کو لوٹنا شروع کیا۔ سید شریف مکی کو بہت آسانی سے سر پر چتر رکھنا نصیب ہوا اوسنے اپنا خطبہ پڑہوایا اور بادشاہ بالاستقلال ہوا

بیت
دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار ورنہ باسعی عمل باغ جہان اینہمہ نیست

چند روز بعد تاراج کو منع کیا لوٹیروں نے اسکا حکم نہ مانا تو بارہ ہزار لٹیروں کو قتل کر ڈالا تو وہ لوٹ سے باز آئے۔ اُنکا مال تلاش کرکے اوسنے خود لے لیا۔ اُمنین ایک ہزار تین سو سونے کے تہال تھے۔ بنگالہ اور لکہنوتی کی رسم یہ تہی کہ جو مالدار ہوتا وہ سونے کے تہال بناتا اور اوس میں کہاتا کہاتا اور جشن طوی کے روز جو سونے کے تہال مجلس مین زیادہ لگاتا وہ زیادہ بڑا سمجہا جاتا بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رواج اب بہی ہے۔ شاہ علاء الدین مرد عاقل و دانا تہا اصیل و نجیب امرا کی رعایت کی اور بندگان خاص کو بہی مراتب ارجمند و مناصب بلند پر پہنچایا جو کی کے پائکوں کو برطرف کیا تاکہ اونسے مضرت نہ پہنچے حبشیون کو اپنی قلمرو سے خارج کیا۔ اونکی شرارت اور مصاحبی مشہور ہوگئی تہی اس لئے اونکو جونپور اور ہندوستان میں کہیں جگہ نہ ملی وہ دکن اور گجرات میں چلے گئے سلطان علاء الدین نے مغلوں اور افغانوں کی دستگیری کی۔ اُنکو عمال اور کارکن جابجا مقرر کیا۔ جسسے ملک کو قرار ہوا۔ سلاطین ماضیہ کے زمانہ مین جو تزلزل و انقلاب ہوتے تہے برطرف ہوئے اور مملکت کے گردن کشوں نے اطاعت کی اور اطراف میں راے مطیع ہوئے بلاد بنگالہ کی معموری مین کمال سعی اور اہتمام کیا اپنے اخلاق حمیدہ و سیر پسندیدہ کی برکت سے اور وفور عقل و کاردانی سے برسوں بادشاہی کی آخر ۹۲۷ھ میں موت آئی ۲۷ سال سلطنت کی +

نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین

شاہ علاء الدین کے اٹھارہ بیٹے تہے انمیں سے سب سے بڑے بیٹے نصیب شاہ کو امرا نے بادشاہ بنایا اوسنے جو کام پسندیدہ کیا یہ تہا کہ اپنے بہائیوں کو باپ کے وقت سے بہی دو چند جاگیرین دے دین۔ بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودی کو مار کر ہندوستان میں بادشاہ ہوا تہا۔

تاریخ شاہان شرقی

جون پورا اور ترہت میں جن بادشاہوں نے حکومت کی ہے وہ تاریخوں میں شاہان شرقی لکھے جاتے ہیں

حکومت سلطان الشرق خواجہ جہان

تاریخ مبارکشاہی سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاہ فیروز شاہ کے چھوٹے بیٹے محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت اور خطاب خانجہان سے سرافراز کیا جب فیروز شاہ کا نبیرہ ناصر الدین محمود شاہ بادشاہ ہوا تو اوسنے ۷۹۶ھ ۱۳۹۴ء میں خواجہ جہان کو ملک الشرق کا خطاب دیا اور ولایت جونپور و بہار و ترہت اوس کو حوالہ کی۔ اوسنے اس ملک کے انتظام جیسا کہ باید و شاید کیا اور جونپور کو دار الحکومت مقرر کیا۔ اس عہد کے راؤں نے سطیع کیا۔ ہندؤں نے مسلمانوں سے جو حصار چھین لئے تھے اور اونکو خراب و ویران کیا تھا اونکو اوسنے لیکر از سرنو اونکو تعمیر کیا۔ اور کام کے آدمیوں کو سپرد کیا۔ ملک کو آباد کیا جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی تو اوسنے اپنے تئیں سلطان الشرق کا خطاب دیا۔ پرگنہ گورکھپور اور بہرایچ کو مغلوب کر کے انتربید گنگا جمنا کے درمیانی ملک اور بہار کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ بنگالہ اور لکھنوتی کے حاکم جس طرح سے پہلے ہاتھی اور تحفے و ہدیے بادشاہان دہلی کو بھیجتے تھے اس کے پاس بھیجنے لگے جب اس کا کام ترقی پر پہنچا تو موت نے ۸۰۲ھ ۱۳۹۹ء میں زمین سے اٹھا اوس کا تنزل کیا اسکی مدت سلطنت چھ سال تھی

سلطنت سلطان مبارک شاہ شرقی

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اسکا ارادہ تھا کہ خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کرکے سلاطین پوربی کی طرح سر پر چتر رکھے لیکن اجل نے اُسے فرصت نہ دی ... رے گا اسکا متبنے یعنی پسر خواندہ ملک قرنفل ...

حکومت سلیمان کرانی بہادر

سلیم شاہ کے بعد بنگالہ اور بہار کا حاکم بالاستقلال سلیمان کرانی مقرر ہوا اور ولایت اڈیسہ کو بھی اوسنے فتح کرلیا۔ اگرچہ اپنے نام کا خطبہ نہیں پڑھوا تا تھا مگر حضرت اعلیٰ اپنے تئیں کہتا تھا بحسب ظاہر جلال الدین اکبر بادشاہ کے ساتھہ ملائمت کرکے تحفے ہدیئے بھیجتا تھا ۲۱ سال حکومت کی ۹۸۱ھ میں مرگیا+

حکومت بایزید افغان بن سلیمان

باپ کے بعد مسند حکومت پر بایزید بیٹھا۔ ایک مہینے کے بعد چچازاد بھائی کے بیٹے ہانسو بنے اوسے مار ڈالا اور خود بھی وہ کشتہ ہوا۔ اوسکا چھوٹا بھائی داؤد خان اس کا جانشین ہوا۔

حکومت داؤد خان افغان بن سلیمان افغان

داؤد خان بعد بھائی کی وفات ولایت بنگالہ کو تصرف میں لایا اور فتنہ وفساد کو مٹایا۔ خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا۔ شرب مدام اور اوباش مصاحبوں کے سبب سے ممالک اکبر بادشاہ کے حوالی میں مزاحمت پہنچائی (سارا حال داؤد خان کا اقبالنامہ اکبر شاہی میں لکھا ہوا ہے) کہ اسی پر سلطنت بنگالہ کا خاتمہ ہوگیا+ پھر وہ جدا سلطنت نہیں رہی فقط

سلاطین بہار

مالی میں اصلا سلطان محمود کی راے و رویت کی طرف رجوع نہیں کرتا تہا تو سلطان محمود
شکار کا بہانہ کرکے اپنے لشکر سے باہر آیا۔ بغیر اسکے کہ شاہ ابراہیم سے پہلے کوئی اپنے آنے
کی بہتا کرتا۔ اس پاس اس خیال سے چلا آیا کہ وہ حق نمک کا خیال کرکے اوسکی بادشاہی
قایم کردے یا اوسکی کومک کرکے اقبال خان کو دفع کردے سلطان ابراہیم شرقی نے
شاہی کی لذت ابہی چکہی تہی اور شاہی نے بہی اوسکی استحکام نہیں پایا تہا۔ محمود کے
دونوں ارادوں میں سے کوئی اوسنے پورا نہ کیا بلکہ اوسکی پرسش اور دلجوئی میں ایسا
تساہل کیا کہ سلطان محمود اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور بے خبر قنوج کی جانب چلا گیا
حاکم قنوج امیرزادہ ہروی کو اسی بادشاہ نے مقرر کیا تہا اوس کو جبر و قہر سے باہر کیا۔ اور
اس بلدہ پر متصرف ہوا تو سلطان ابراہیم شرقی اور اقبال خان نے دیکہا کہ بادشاہ
محمود شاہ نے مملکت قنوج پر قناعت کی تو اوس کو دونوں نے وہاں رہنے دیا اور ایک دہلی
دوسرا جونپور پر چل دیا۔ بعض تواریخ میں یہہ مسطور ہے کہ سلطان محمود مبارک شاہ شرقی کی
پاس آیا تہا۔ انہیں دنوں مبارک مرگیا۔ اور ابراہیم شاہ بادشاہ ہوگیا تہا ۸۰۵ھ میں واقعات
بادشاہان دہلی میں بیان ہوا ہے کہ اقبال خان کشتہ ہوا اور بادشاہ محمود دہلی گیا۔
ابراہیم شاہ شرقی کو فرصت ملی کہ ۸۰۹ھ میں وہ قنوج کی تسخیر کے ارادہ سے چلا۔ اور
محمود شاہ دہلی سے لشکر لیکر اوسے لڑنے آیا۔ گنگا کے کنارہ پر چند روز دونو لشکر پڑے
رہے پہر بغیر لڑے ایک نے دہلی کو مراجعت کی دوسرے نے جونپور کو سلطان محمود دہلی
میں پہنچا تو اوسنے امیروں کو اپنی اپنی جاگیروں پر بہیجدیا۔ شاہ ابراہیم شرقی نے آنکر قنوج
کا محاصرہ کیا جب چار مہینے تک دہلی سے کمک نہ پہونچی تو ملک محمود ترمتی حاکم قنوج نے
امان مانگ کر قلعہ ابراہیم کو تسلیم کیا۔ اوسنے برسات یہیں بسر کی جمادی الاول ۸۱۰ھ میں
دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ عاقل اور عالی ہمت و سخی تہا اسلئے دہلی کے
امراء کبار مانند تاتار خان ولد سارنگ خان و ملک خان غلام اقبال خان وغیرہ اس سے
آنکر مل گئے سلطان ابراہیم شرقی کو قوت اور استظہار خوب ہوگیا تو سنبل پر متوجہ ہوا

اس زمانہ مین سلطنت دہلی کا حال پہلے سے اور زیادہ غیر منتظم وابتر ہو گیا تہا۔ اشراف اور سرداروں سے اتفاق کر کے قرنفل نے اپنے تئین شاہ مبارک شاہ کا خطاب دیا اور سریر شاہی پر بیٹھا۔ سلطان محمود شاہ دہلی کا وکیل مطلق العنان اقبال خان تہا۔ مبارک شاہ کے استیلا کی اور دعوی شاہی کی خبر سنکر آگ بگولا ہو گیا۔ ۸۰۲ھ میں اوسکے استیصال کے لئے لشکر کشی کی۔ جب قنوج میں آیا تو شاہ مبارک شاہ بہی افغان ومغل وتاجیک اور راجپوت کی ایک جمعیت عظیم لیکر لڑنے کو آیا۔ گنگا کے کنارہ پر دونو لشکر فروکش ہوئے۔ خیمہ و خرگاہ کے عکس سے سطح آب قوس قزح کے رنگ دکہاتی تہی۔ درمیان میں دریا حائل تہا دو مہینے تک دونو لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ کسی کی یہ جرأت وہمت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا۔ آخر کو جانبین تنگ آکر بے مجادلہ ومحاربہ اپنے اپنے مقاموں کو چلے گئے جب شاہ مبارک شاہ جونپور میں آیا تو اوسنے سنا کہ سلطان محمود مالوہ سے پہر کر دہلی میں آیا۔ اقبال خان اوسکو ساتہہ لیکر جونپور کی تسخیر پر پہر متوجہ ہوا۔ شاہ شرقی لشکر دسفر کا سامان مہیا کر رہا تہا کہ اجل کے قومی دشمن نے اوسکے ملک وجود کو ۸۰۴ھ میں برباد کر دیا۔ اس کی بادشاہی کی مدت ایک سال اور چند ماہ تھی۔

سلطنت شاہ ابراہیم شرقی

مبارک شاہ کے مرنے کے بعد اوسکا چھوٹا بہائی بادشاہ ہوا۔ اوسنے شاہ ابراہیم شاہ شرقی اپنا خطاب رکہا۔ یہ بادشاہ عقل ودانش سے متصف تہا۔ اسکے زمانہ میں ممالک ہندوستان کے فضلا اور ایران وتوران کے دانشمند کہ آشوب جہان سے پریشان خاطر تہے اس ملک جونپور مین آئے اور اوسکے خوان احسان سے متمتع ہوئے۔ اسکے نام پر کئی کتابیں اور رسالے لکہے گئے۔ اوسکے دولتخانہ مین صاحب عقل وکیاست وشجاعت امرا ووزرا جمع تہے اوسکے ایام شاہی کے شروع میں اقبال خان محمود شاہ دہلی کو ساتہہ لے کر جونپور کی تسخیر کے ارادہ سے قنوج میں آیا۔ سلطان ابراہیم بہی لشکر کے ساتہہ بزم وپیکار کے لئے مستعد ہو کر گنگا کے کنارہ پر آیا۔ کچہہ دنوں دونو لشکر مقابل رہے۔ اقبال خان بہات طلبی

بیمار ہوا اور مرگیا جیسا اوسکی حیات میں اوسسے ہر شخص خوش تھا ایسا ہی اوسکے مرنیکے
ہر شخص اسکا ماتمی تھا۔ اوسکی مدت سلطنت چالیس سال کچھ مہینے تھی +

اسکے زمانہ کے علماء میں سے قاضی شہاب الدین جونپوری جسکی بادشاہ تعظیم ایسی کرتا تھا کہ
ایکدفعہ وہ بیمار ہوا تو اوسکے سرپرسے پانی کا پیالہ صدقے کرکے آپ پی لیا اور کہا کہ بار خدایا
کہ قاضی کی راہ میں ہو وہ مجھکو نصیب ہوے اسکے زمانہ کی تصنیفات یہ مشہور ہیں حاشیہ کافیہ
مشہور بحاشیہ ہندی مصباح و متن ارشاد نحو میں۔ بدیع البیان و فتاوی ابراہیم شاہی
و تفسیر فارسی جس کا نام بحر المواج ہے اور خود اوسکی مولفات سے رسالہ مناقب سادات
و رسالہ عقیدہ الشہابیہ +

سلطنت سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی

جب سلطان ابراہیم زیر خاک ہوا تو اسکا پسر رشید سلطان محمود اسکا جانشین ہوا۔
اوسنے اپنے عہد شاہی کو بوجہ احسن انجام دیا۔ باپ کے وقت سے زیادہ سپاہ و رعایا کو خوش
حال کیا ۸۴۴ھ ۱۴۴۰ء میں سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ پاس ایک ایلچی سخندان بھیجکر یہ پیغام دیا
کہ نصیر خان ولد قادر خان قابض کالپی نے جادہ شریعت سے قدم باہر رکھا اور راہ ارتداد
اختیار کی قصبہ شاہ پور کو کہ کالپی سے زیادہ معمور تھا خراب کیا مسلمانوں کو جلاوطن کیا
مسلمانوں کی عورتوں کو کافروں کے حوالہ کیا۔ وہ خدا اور رسول سے نہیں ڈرتا۔ آپ کے
ساتھ ہمارا سلسلہ مودت و رابطہ محبت سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے اب تک مستحکم ہے قاضی عقل
کے حکم سے لازم ہوا کہ اس بات کو آپ کی ضمیر حق پذیر پر ظاہر کروں اگر آپ کو فرصت ہو
تو خود اوسکی تادیب کرکے دین محمدی کو اس دیار میں مروج کریں اور نہیں اس کام کی
مجھے اجازت دیں۔ سلطان محمود خلجی نے جواب میں لکھا کہ میں پہلے اس قسم کی باتیں اوسکی
نسبت ذراضعیف سنتا تھا لیکن اب آپنے اونکو لکھا تو مجھکو اس کا یقین ہوا۔ اگر میری فوج اہو
میواڑ اور کوٹہ کے مفسدوں کی تادیب میں مصروف نہ ہوتی تو میں اوسکی دفع کے لئے عازم
ہوتا مگر اب آپنے اسکا ارادہ کیا ہے تو مبارک ہو۔ ایلچی نے جونپور میں آنکر یہ عرض کیا

[illegible] کی سنبل کو چھوڑکر بھاگ گیا سلطان ابراہیم نے سنبل تاتار خان کو حوالہ کیا اور [illegible] چلا - گنگا پار ہونے کو تھا کہ ناگاہ مخبر اس پاس خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو اسیر کرکے مالوہ کو تسخیر کر لیا اور اب محمود شاہ کی مدد کو آتا ہے اور جونپور کی تسخیر کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم نے اس خبر کو سنکر فسخ عزیمت کیا اور جونپور کو چلا گیا محمود نے دہلی سے آکر سنبل کو لے لیا - تاتار خان بھاگ کر سلطان ابراہیم پاس چلا گیا - اور یہاں لشکر درست کرکے ۸۱۶ھ ۱۴۱۳ء مین دہلی کی تسخیر کے ارادہ سے اپنی دار الملک سے روانہ ہوا - چند کوچون کے بعد اپنے دار العلم جونپور کو بازگشت کی اور مشایخ و علما کی صحبت مین و تعمیر ولایت و تکثیر زراعت میں مشغول ہوا - برسون کسی طرف سوار نہ ہوا - اطراف سے آدمی جو پریشان خاطر تھے وہ جونپور میں جمع ہوئے - ہر ایک پر حسب حالت اوسکی عنایت کی - یہان خادم و مشایخ و علما و سادات و نویسندے ہر حیثیت کے ایسے جمع ہوئے کہ جونپور دہلی ثانی ہو گیا +

۸۳۱ھ ۱۴۲۸ء میں سلطان ابراہیم پاس محمد خان حاکم میوات آیا - اوسکو آمادہ کرکے بیانہ کی فتح کے لئے لے گیا - مبارک شاہ دہلی بھی اوسکی ممانعت کے عزم سے نواحی بیانہ میں آیا - چار گروہ (۸ میل) کے فاصلہ پر دونو نے خندق کھود کر اپنے لشکرگاہوں کو محکم کیا - دونو لشکروں کے طلایوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دن سلطان ابراہیم خندق سے باہر لشکر دہلی سے لڑا صبح سے شام تک لڑائی رہی اور بازی جنگ قائم رکھکر دونو لشکر جدا ہوئے دوسرے روز گرگ آشتی کرکے سلطان ابراہیم جونپور چلا گیا اور مبارک شاہ دہلی [illegible]

۸۳۷ھ ۱۴۳۴ء سلطان ابراہیم نے کالپی کی تسخیر کا ارادہ کیا - اس اثناء میں خبر آئی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی تسخیر کے ارادہ سے آتا ہے - دونو کے لشکر قریب آئے آج کل میں لڑائی ہونے والی تھی کہ مخبروں نے خبر دی کہ بادشاہ سید مبارک شاہ بن خضر خاں [illegible] سے جونپور کی فتح کو آتا ہے سلطان ابراہیم بے اختیار جونپور کو دوڑا گیا -

[illegible] نے مبارک شاہ کے نوکر تا دم شاہ سے کالپی لے لی ۸۴۴ھ میں سلطان ابراہیم کا

بتخانوں کو توڑا اور خراب کیا۔ بہت سی غنیمت لے کر جونپور میں آیا+

۸۵۶ھ ۱۴۵۲ میں محمود شاہ نے دہلی کا محاصرہ کیا اور لڑنا شروع کیا سلطان بہلول لودی دیپال پور سے دہلی میں آیا جب سلطان محمود نے دیکھا کہ دریا خاں افغان کہ بادشاہ دہلی سے روگرداں ہو کر اسکا نوکر ہوا تھا اوسے میدان جنگ میں پیٹھ دکھائی تو توقف میں صلاح نہیں دیکھی مراجعت کی۔ اہل دہلی نے اسکا تعاقب کر کے فتح خان ہروی کو کہ اوسکے امرا میں تھا مار ڈالا اور سات جنگی ہاتھی چھین کر لے گئے۔

۸۶۱ھ ۱۴۵۶ میں بہلول لودی اٹاوہ کے مغلوب کرنے کے لئے آیا۔ یہاں محمود شاہ شرقی سے اسکا مقابلہ ہوا جسکا حال بادشاہان دہلی کی تاریخ میں بیان ہوا حوالی شمس آباد میں دونو کے لشکر مقابل ہوئے۔ بہلول لودی کے چچازاد بھائی قطب خان نے سلطان شرقی پر شب خون مارا اور وہ گرفتار ہوا۔ ابھی جنگ سلطانی نہ ہوئی تھی کہ شاہ محمود شرقی بیمار ہوا ۸۶۲ھ ۱۴۵۷ میں مرگیا۔ اوسکی مدت سلطنت بیس سال چند ماہ تھی۔

سلطنت سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی

سلطان محمود کے بعد اوسکا بڑا بیٹا بھیکن خاں بادشاہ ہوا اور سلطان محمد شاہ خطاب ہوا اور اوسنے بادشاہ بہلول لودی سے صلح کر کے یہ عہد کیا کہ ولایت شاہ محمود شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں ہو اور بادشاہ بہلول پاس جو ملک ہے وہ اس پاس رہے محمد شاہ شرقی جونپور میں آیا۔ اوسکی عدم قابلیت کے سبب امرا دلگیر ہوئے۔ ملکہ جہاں بی بی راجی بھی بیٹے کی خونخواری اور قہاری سے آزردہ ہوئی۔ اس اثنا میں سلطان بہلول حوالی دہلی سے قطب خاں کے چھڑانے کے لئے اٹھا پھر سلطان محمود بھی جونپور سے رواں ہوا۔ ان حدود کا زمیندار راے پرتاب کہ پہلے سلطان بہلول سے ملا تھا اب محمد شاہ کا غلبہ دیکھ کر اوس سے مل گیا محمد شاہ سرستی میں آیا۔ سلطان بہلول بھی رابری میں جو سرستی کے قریب تھی آیا۔ سلطان شرقی نے سرستی سے جونپور کے کوتوال کو فرمان بھیجا کہ میرے بھائی حسن خاں اور قطب خاں [illegible]

سلطان محمود شاہ شرقی نے مسرور ہو کر اونہیں بخیر فیل تحفہ کے ملو سلطان خلجی پاس بہیجے اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا۔ نصیر خاں اس پر مطلع ہوا اونسے سلطان محمود خلجی کو عریضہ لکہا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم کو یہ دیار سلطان ہوشنگ نے مرحمت کیا تہا۔ اب سلطان محمود شرقی چاہتا ہے کہ اسپر متصرف ہو۔ فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ پر لازم ہے سلطان محمود خلجی نے علی خان کو سلطان محمود شرقی کے پاس بہیجا اور اوسکو لکہا کہ نصیر خان ضابط کالپی خوف الہی سے اور اُس شوکت دستگاہی کے ترس سے تائب ہوا وہ تلافی و تدارک مافات کرکے جادۂ شریعت سے قدم باہر نہیں رکہے گا اور احکام سماوی کے نفاذ میں تکاسل نہیں کرے گا۔ سلطان ہوشنگ نے اس دیار کو قادر شاہ کو عنایت کیا تہا اسکا خاندان ہمارا مطیع ہے اسلئے آپ اسکے گناہ معاف کرکے اوسکے بلاد کو آپسے پہنچائیں ابھی جواب مکتوب در عریضہ علی خاں نہیں بہیجا تہا کہ پہر نصیر خان کا عریضہ آیا جسکا مضمون یہ تہا کہ فقیر سلطان ہوشنگ کے زمانہ سے آپ کے خاندان کا مطیع چلا آتا ہے۔ حال میں سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت قدیم کے سبب سے ولایت کالپی پر چڑہ آیا ہے اور اس دیار پر قبضہ کر لیا ہے۔ مسلمانوں کی عورتوں کو اسیر کر لیا ہے۔ اور جلاوطن کیا ہے اور چندیری کو چلا گیا ہے سلطان محمود خلجی نے باوجود سلطان محمود شرقی کو نصیر خاں کی تادیب کی اجازت دی تہی مگر نصیر خان کی عجز و انکسار کے سبب سے ناچار ہو کر دوم شعبان ۸۴۸ھ میں اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف متوجہ ہوا چندیری میں نصیر خان اسکے ملنے آیا۔ یہان سے وہ ایرچہ میں گیا شاہ محمود شرقی اس خبر کو سنکر بلا توقف لڑنے کے لئے دوڑا۔ دونو لشکر مقابل ہوئے۔ لڑائی ہوئی اور پہر لشکر اپنے دائرہ کو چلے گئے۔ آخر کو شیخ جمال الدین کی معرفت صلح ہو گئی جسکے موافق یہ قرار پایا کہ اب آیندہ بادشاہ کی اولاد کا سلطان شرقی متعرض نہ ہو اور پہر کبہی یہاں اسکا لشکر نہ آئے۔ چار مہینے بعد کالپی اور ایرچہ نصیر خاں کے سپرد کیا جائے سلطان محمود خلجی منڈو کو چلا گیا سلطان شرقی جونپور میں آیا یہان سپاہ درست کرکے اوس نے وہاں کے سرکش زمینداروں کی تنبیہ کی پہر ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکو مغلوب کیا

گذرگاہ پر روکیں جب سلطان حسین شاہ کا لشکر قریب آیا تو بعض امراکہ محمد شاہ شرقی کی ہمراہ
تھے جدا ہو گئے اور مخالف سے جا ملے وہ چند سواروں کو لیکر باغ میں داخل ہوا۔ یہاں دشمنوں
نے اسکا محاصرہ کیا محمد شاہ بڑا تیر انداز قادر تھا اوسنے تیر و کمان ہاتھ میں لئے ملکہ جہان
بی بی راجی نے اوسکے سلاحدار سے ملکر اوسکے تمام تیروں کی پیکان نکال لئے تہے محمد شاہ
نے ترکش سے جو تیر نکالا وہ بے پیکان تھا ناچار شمشیر ہاتھ میں لی۔ کئی آدمیوں کو مارا۔
ناچار محمد شاہ کے گلے میں مبارک گنگ کے ہاتھ سے ایک تیر لگا اُسی کے زخم سے
مرگیا۔ سلطان حسین نے بہلول سے صلح کر لی۔ دونو نے عہد کیا کہ چار سال تک ہر ایک اپنے
اپنے ملک پر قائم ہو۔ اور بر تاب رائے جو پہلے محمد شاہ سے ملا تہا اور قطب الدین خان
دلاسے دینے سے سلطان بہلول سے مل گیا۔ سلطان حسین نے قنوج سے کوچ کیا اور جب
حوض پر سہ پر آیا تو اوسنے قطب خاں لودہی کو جونپور سے طلب کرکے اسپ و خلعت دیکر اعزاز و اکرام
کے ساتھ بادشاہ بہلول پاس بھیجدیا۔ بادشاہ بہلول نے اوسکے عوض میں جلال خان کو
تعظیم و تکریم سے خوشدل کرکے شاہ حسین شرقی کی خدمت میں بھیجدیا۔ پھر ہر ایک بادشاہ
اپنے اپنے مقاموں میں چلے گئے شاہ محمد شاہ شرقی کی مدت سلطنت پانچ مہینے تھی۔

سلطنت سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی

اوپر بیان ہوا کہ سلطان حسین شاہ بھائی کی جگہ بادشاہ ہوا اور سلطان بہلول سے
صلح کر لی اب وہ جونپور میں آیا۔ بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہو کر تھوڑے دنوں میں جو سردار
صاحب داعیہ تہے اونکو حکمت و تدبیر سے قید کیا اور تین لاکہ سوار اور چودہ سو ہاتھی لیکر
ملک اڑیسہ کی طرف متوجہ ہوا۔ راستہ میں ترہت کو ویران کیا۔ اسمیں آبادی کا نشان نہ
چھوڑا ولایت اڑیسہ میں آیا تو اطراف و جوانب میں سپاہ کو تاراج کے لئے مامور کیا۔ راے اڑیسہ
حیران تہا کہ کیا کروں بجز عجز و انکسار و بیچارگی کے اسکا فریادرس کوئی نہ تہا سلطان کی
خدمت میں وکیل بھیجا اطاعت و مالگزاری کا اظہار کیا سلطان نے اس ملک کی تسخیر سے

خفاظت ایسی کرتی ہیں کہ مجھے اون کے قتل پر دست قدرت نہیں جب محمد شاہ پاس یہ نوشتہ آیا تو اوس نے جونپور سے اپنی والدہ کو اس بہانہ سے بلایا کہ میں بہائی حسن خاں سے صلح کر لونگا میں اوسکو ولایت کا کوئی حصہ دیدونگا بی بی راجی اس فریب میں آ گئی جونپور سے روانہ ہوئی۔ کوتوال محمد شاہ نے فرمان کے بموجب حسن خان کو قتل کر ڈالا بی بی راجی نے حسن خان کی ماتم داری قنوج میں کی اور یہیں ٹہر گئی محمد شاہ شرقی پاس نہ آئی محمد شاہ نے والدہ کو لکہا کہ اور شاہزادونکی حالت بہی ایسی ہی ہوگی بہتر یہ ہے کہ سب کی ماتم داری اکٹھی کرلیں۔ ایکدن محمد شاہ کے بہائیوں شاہزادہ جلال خان و حسین خان نے سلطان شہ و جلال خان اجودہی کے ساتہہ متفق ہوکر محمد شاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ بہلول کا لشکر شبخون مارنے کا ارادہ رکہتا ہے پس حکم شاہی سے شاہزادہ حسین خان و سلطان اجودہی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار ہاتھی لیکر دشمن کی سر راہ روکنے کے بہانہ سے لشکر شاہ سے علیحدہ ہوئے اور جھرنہ کے کنارہ پر جاکر ٹہیرے بادشاہ بہلول لودی نے اونکے آنے کی خبر سُن کر اونکے مقابلہ کے لئے فوج بہیجی۔ شاہزادہ حسین خان یہ چاہتا تہا کہ جلال خاں کو جو لشکر میں رہ گیا تہا ساتہہ لے لے اوسکی طلب میں آدمی بہیجے۔ اس اثنا میں سلطان شہ نے کہا کہ توقف کرنا مصلحت نہیں ہے جلال خاں پیچھے آن رہیگا وہ باگ موڑ کر قنوج کی طرف چلے اور سلطان بہلول کی فوج جو مقابلہ کے لئے آئی تہی وہ اونکی جگہ چلی گئی شاہزادہ جلال خاں جو حسین خان کی طلب کے موافق لشکر محمد شاہ سے آیا تہا وہ جھرنہ کی طرف روانہ ہوا اور بہلول کی فوج کو حسین خان کی فوج سمجہا جب وہ نزدیک آیا تو بہلول کی فوج نے اوسکو گرفتار کیا۔ اور سلطان کے روبرو لائی۔ اوس نے قطب خان کے عوض میں اُسے قید کیا محمد شاہ میں تاب مقاومت نہ تہی وہ قنوج کو چلا سلطان بہلول نے آب گنگ کے کنارہ تک اوسکا تعاقب کیا اور اوسکا کچھہ مال اسباب لوٹ لیا۔ اور دہلی مراجعت کی جسوقت حسین خان بی بی راجی کے پاس آیا اور والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے اوس نے تخت پر جلوس کیا اور سلطان حسین شرقی خطاب ہوا اور اوس نے ملک مبارک [illegible]

جب وہ دہلی سے تھوڑی دور رہا تو شاہ بہلول لودی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میری تقصیرات کو معاف کردے اور اپنے حال پہ مجھے چھوڑ دے تو میں ایک دن بادشاہ کے کام آؤنگا مگر دولت شرقیہ کا وقت آگیا تھا۔ شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز کی قدر نہ کی اور اس نعمت کو چشم حقارت سے دیکھا جواب ناصواب دیا۔ اور پیشتر سے بیشتر قدم بڑھایا جب سلطان بہلول نے مقابلہ و مقاتلہ کیا تو لڑائی کے بعد پھر شاہ جونپور کو شکست ہوئی اور پھر تیسری مرتبہ شاہ شرقی سامان کرکے آیا تو بھی ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ میں تو یہ نوبت آئی کہ شاہ شرقی گھوڑے سے گرا اور بھاگا۔ اسکا حال بادشاہان دہلی کے طبقہ میں بیان ہوا کہ سلطان بہلول لودی کے قبضہ میں جونپور آیا۔ سلطان حسین اپنی ممالک کی غایت انتہا پر بھاگا اور تھوڑی سی ولایت پر جسکا محصول پانچ کروڑ دام تھے قناعت اختیار کی اور سلطان بہلول باوجود قدرت مروت کے سبب سے اوسکا متعرض احوال نہ ہوا جونپور کی حکومت اپنے بیٹے باربک شاہ کو سپرد کی اور تمام ان ممالک پر اپنا قبضہ کیا اور انکا انتظام کیا۔ جب بہلول لودی کا انتقال ہوا شاہ حسین شاہ شرقی نے فتنہ برپا کیا اور باربک شاہ کو لشکر کے ساتھ دہلی اس ارادہ سے لے گیا کہ سلطان سکندر لودہی سے سلطنت چھین لے لیکن جب لڑائی ہوئی تو باربک شاہ کو شکست ہوئی اور وہ جونپور بھاگا۔ بادشاہ سکندر لودی نے جونپور پر قبضہ کیا اور سلطان حسین شاہ شرقی کا تعاقب کیا۔ یہی خمیر مایہ فساد تھا لڑنے کے بعد اوسکو اس گوشہ سے بھی نکالا۔ جس میں وہ رہتا تھا۔ وہ پریشان حال شاہ جلال الدین شاہ فرمانروائے بنگالہ پاس گیا۔ علاء الدین نے اوسکے لئے اسباب فراغت مہیا کیا اور اوسکی خاطر جوئی میں تقصیر نہیں کی۔ پھر شاہ حسین نے کوئی تردد نہ کیا اس خاندان کا خاتمہ ۸۸۱ھ میں ہوگیا۔ ۱۹ سال سلطان حسین نے سلطنت کی بنگال میں چند سال زندہ رہ کر وفات پائی فقط

سلطان جونپور میں چلا آیا۔ اوسنے سنہ ۱۴۷۳ء میں قلعہ بنارس کی مرمت کی وہ خراب ہو رہا تھا
اور اسی سال میں اوسنے بزرگ سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے لئے بھیجا او نہوں نے
جاکر محاصرہ کیا۔ رائے گوالیار طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور سلطان حسین کا مطیع ہو گیا۔
جب اوسکی شوکت و استقلال حد سے گذرے تو اوسنے اپنی بیوی کے اغوا سے سنہ ۱۴۷۳ء میں
دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ بیوی اوس کی سلطان علاءالدین کی بیٹی تھی وہ دہلی کی سلطنت
کو اپنا حق سمجھتی تھی حسین شاہ ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور چودہ سو ہاتھی لے کر اوس طرف
متوجہ ہوا۔ بادشاہ بہلول نے سلطان محمود خلجی پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ امداد کے
قصد سے تشریف لائیں تو قلعہ بیانہ آپ کو دیدیا جائیگا۔ ابھی شادی آباد منڈو سے جواب آیا
تھا کہ شاہ حسین شرقی حوالی دہلی پر بالتمام متصرف ہو گیا۔ سلطان بہلول نے عجز و زاری
کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاد دہلی آپ سے تعلق رکھتی ہے اگر اصلی دہلی سے گرد ملک ہمارے اپنا
کردہ میرے لئے چھوڑ دیجئے تو میں آپ کے نوکروں میں داخل ہوتا ہوں اور اس بلدہ میں
آپ کی طرف سے حکومت کرونگا سلطان حسین نے اپنے غرور و تکبر کے سبب سے اوس کی
عرض کو نہ سنا۔ بادشاہ بہلول ناچار ہو کر اٹھارہ ہزار سوار افغان لے کر دریا کے کنارہ
پہ سلطان حسین کے سامنے بیٹھا۔ دریا حائل تھا اسلئے کچھ دنوں لڑائی نہ ہوئی۔ سلطان حسین
کی سپاہ ملک کو تاخت کرنے گئی ہوئی تھی۔ شاہ دہلی نے اوسکو غنیمت جان کر عین موسم گرما
میں جس جگہ دریا پایاب تھا وہاں سے عبور کیا مخبروں نے شاہ حسین کو اوسکی خبر کی مگر وہ
غرور کے نشہ میں ایسا مست تھا کہ اوسنے کچھہ نہ سنا دہلی کا لشکر دریا سے اوتر کر اوس کے لشکر
لوٹنے لگا حسین شاہ کی بے شعوری کے سبب سے امرا اور سپاہ نہایت غفلت میں تھے
وہ سراسیمہ ہوئے اور چھوٹے بڑے سب بھاگ نکلے سلطان حسین کو سوار بھاگنے کے کچھ
اور نہ بن پڑا ملکہ جہاں اور تمام اہل حرم گرفتار ہوئے سلطان دہلی نے حق نمک کا خیال
کر کے ان سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ سلطان حسین پاس بھیجدیا لیکن ملکہ جہان جب
حسین شاہ پاس گئی تو پھر اوسکو دہلی کی تسخیر پر آمادہ کیا وہ دوبارہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ دکھن یا دکن

کشور ہند کی سرزمین کا بیان کر کے ہم بتاتے ہین کہ مسلمان اسکے دو حصے ہندوستان اور دکن کس طرح کیا کرتے تھے اب تک ہماری تاریخ کا زیادہ تر حصہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری کو بیان کرتا ہے اب ہم جداگانہ دکن مین بتلائینگے کہ مسلمانون نے اپنا عمل دخل کیونکر پیدا کیا اور ہندوستان کے بادشاہون سے کیا کیا اسکے معاملات اکبر کے عہد تک ہوئے —

سرزمین ہند کا بیان

خلاصہ جہان ہندوستان عجب ایک نکیلا جوان ہے کہ شمال مین اپنے سر پر کوہستانی کلاہ کج لگا رکھی ہے اسمین شکنین ایسی ڈال رکھی ہین جنمین سے غیر قومین آئین ہین بعض نے تو اُسکے سر پر دھولین لگائین اور اسکے دولت و مال کو لوٹ کر سر پر جوتیان لگاتی ہوئی پھر چلی گئین بعض قوم مین سر سہلاتی ہوئی آئین اور اس مین اپنے تئیں آباد کیا اور اسکو سرسبز و شاداب کیا۔ غرض کچھ نہ کچھ فائدہ اسکو پہنچایا۔ شمال مین یہ کلاہ پہن رکھی ہے اور جنوب مین اپنے پاؤن کی جوتی کی نوک سمندر مین ڈبو رکھی اور اُس جزیرہ سے پابوسی کرا رکھی ہے جسمین چھوٹے سے چھوٹا وہ بھی پاؤن کو لگا ہے مغرب مین سمندر سے ہم آغوشی کر رکھی ہے جیسا کہ سر کی طرف سے وہ آدمیون کو

گورنمنٹ کی توجہ اسپر جیسی اب ہے برابر چلی گئی تو وہ اس خیال کو حال ہماری
اس کشور ہند کو مسلمان دو حصون مین تقسیم کرتے تھے۔ ہندوستان۔ دکن۔
ہندوستان کے یہ حصے تھے۔ پنجاب جو سندھ اور ستلج کے درمیان ہے دہلی سے
بنارس تک ملک بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ۔ انہین آخر ملکون کو مشرقی صوبے بھی کہتے
دکن شمالی اضلاع سے مشرق مین دریاء نربدا سے مغرب مین دریا مہاندی سے
جدا ہوتا ہے اور اسکے دریاؤن کا نظام ہی جدا ہے وہ ایک مثلثی جزیرہ نما ہے
جسکی سطح ڈھلوان ہی مغرب مین وہ ایسی بلند ہے کہ اکثر دریاء عظیم اسکے مشرق کی طرف
بہکر خلیج بنگال مین بہتے ہین۔ مغرب مین اسکے متصل پہاڑ ہین اور مشرق مین بھی پہاڑ
ہین مگر متصل نہین یہ دونو کوہستانی سلسلے مشرقی و مغربی اپنی چوٹی دودابہا پر
ملاتے ہین سلسلہ مشرقی جسکو مشرقی گھاٹ کہتے ہین اسکے پاؤن سے چند میل کے فاصلہ پر
بحر عرب ہے۔ دکن ایک وسیع ملک ہے وہ خط استوا سے آٹھ درجون مین پھیلا ہے
اسکا سب سے زیادہ عرض آٹھ سو میل ہے۔ اسمین دریاء نربدا آٹھ سو میل کے قریب
بہتا ہے مگر ایسا کوہستانی اور تیز روان ہے کہ نہ زراعت کے لئے نہ آبپاشی کے
واسطے انسان کے کام مین آتا ہے۔ نربدا کے جنوب مین اسکے متوازی ایک دریا
تاپتی ہی اور اسکے جنوب مین ایک اور سلسلہ پہاڑون کا ہے جسکو ست پڑا کہتے ہین
یہی دو دریا دکن کے ہین کہ خلیج بنگال مین نہین گرتے۔ مہاندی غایت شمال مین ہے
گوداوری اور کرشنا بھیما۔ تنگبدرا۔ کاویری یہ اور دریا ہین۔

ہندوؤن کی عملداری کا بیان

ہندوستان ہو یا دکن دونو کی قدیمی زمانہ کی تاریخین تاریکی مین ہین مگر تخمیناً
سے کشور ہند کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہوئے انسے معلوم ہوتا ہے کہ شمال ہندوستان
مین موریا کا بڑا بنس سلطنت کرتا تھا اور دکن مین ان بنسون کا راج تھا کہ مدورا سے
پانڈیان غایت جنوب مین حکومت کرتے تھے انکے شمالی اور مشرقی اضلاع مین

اپنی زمین مین آباد کرتا تھا- ایسا ہی اپنی ان بغلون کے تلے سے اپنے باشندون
کو نکال کر لنکا - برہما - سیام - کمبوڈیا اور جزائر منطقہ حارہ مین آباد ہونے کے
لئے بھیجتا تھا-

جغرافیہ دان کشور ہند کو ایک مثلث جزیرہ نما بتاتے ہین جسکا طول بلاد مشرقی
۶۸ درجہ و ۹۲ درجہ کے درمیان واقع ہے اور عرض بلاد شمالی ۳۶ درجہ ۸
درجہ کے درمیان ہے اس مثلث کا قاعدہ بڑا سلسلہ پہاڑون کا ہے جو بلندی
مین دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور جسکی دو متوازی دیوارون مین وتیز رو دریا
کے سلسلے مشرق اور مغرب مین بڑے جوش و خروش سے نکلتے ہین اور پہاڑون سے
نیچے اُترکر اپنی آہستہ شاہانہ رفتار سے ہرطرف بہتے ہین اور ایک ہاتھ کی طرف خلیج
بنگال مین اور دوسرے ہاتھ کی طرف بحر عرب مین جا ملتے ہین - انکے طول اتنے
لمبے ہین اور وہ اس قدر زمین کو سیراب کرتے ہین کہ انکا جواب دنیا مین نہین وہ
بڑی بڑی فراخ سرزمینون کو اوپر سے میلا ڈھوکر بناتے ہین - ان دریاؤن کی جنم
بھوم کا نام ہمالیہ (برف یا سردی کا گھر) ہے جسکے عرض کا تخمینہ دو سو میل اور
طول کی غایت نہایت پندرہ سو میل ہے - ہمیشہ اسکی بلند چوٹیان برف سے پوشیدہ
رہتی ہین - ہندوستان کے لئے یہ ہمالیہ نعمت عظمیٰ ہے - موسم گرما مین اسکی برف
پگھلنے سے دریاؤن مین پانی بھرا رہتا ہے - یہ برف ہوا کی گرمی کو کم کرتی ہے -
اسمین سے دریا بہتے ہین اور اس طرح بہتے ہین کہ اُن مین سے نہرین کٹ کٹ کر
ساری زمینون کو سیراب کر سکتی ہین اور قحط کی آفات کو کم کر سکتی ہین - قحط سے
زیادہ سخت بلا ہندوستان کے لئے کوئی نہین ہے - خیالی حساب یہ لگایا گیا
ہے کہ ہندوستان مین قدرتی پانی اس قدر ہے کہ اگر انسان اسکو اپنی صنعت
کاری سے اپنے کام مین لائے تو اس ملک کی پیداوار کو چودہ گنا کر سکتا ہے یہ پہاڑ
ہین وانا ان داتا آپسے ہو سکتے ہین کہ اپنے جیسے چودہ ملکون کو پال سکتے ہین -

کہ کیونکہ انہوں نے ابھی بہول رہا ہے الیسی سلطنت پر ترقی کی مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
دکنی سلطنتوں میں سے ایک عالیشان سلطنت سنہ میں تھی۔ جب شمال ہند
چلوکا قوم نے نقل مقام دکن میں کیا ہے۔
شمالی ہند میں سنہ ۱۸۱ء میں موریا بنس کے بعد سنگ بنس کا اقبال چمکا اور بعد اس کے
سنہ ۶۷ قبل از ع کنوکا بنس اقبالمند ہوا۔ ان راجاؤں کا آخر راجہ مارا گیا اندھرا
یا اندھر بیر بنا اسکا جانشین ہوا اور سنہ قبل از عیسیٰ سے سنہ ۶ تک سلطنت کی وہ
بودھ تھے اور انہوں امراؤتی میں سنگ مرمر کا ستوپا بڑا شاندار بنایا اسی زمانہ کے
قریب یعنی پانچویں عیسوی صدی میں مغربی دکن میں چلوکا کی سلطنت کا اقبال چمکنا
شروع ہوا اور قدیمی چلوکا کے متعلقات میں ان قوموں کا ذکر سننے میں آیا۔
نل (غالباً ساحل مغربی کی ایک قوم) اور موریا (قدیمی موریا کی اولاد) جو کونکو
کے ایک حصہ میں رہتی تھی۔ سندرک و مائنگ (بظاہر وحشی قوم ہیں یعنی اصلی باشندے)
کیچ جور۔ میسور کے گنگا اور الوپ یا آلود ایک قوم یا بنس جو بظاہر حال کے بمبئی احاطہ
کے جنوب مغرب یا جنوب میں رہتا تھا۔ قدیمی چلوکا زمینیں ہن کیا کرتے تھے ان کے
ان عطیوں میں ان قوموں کا بھی نام آیا ہے لاٹ (بمبئی کے لاٹ دیس کے باشندے)
مالو (مالوہ) گرجر (گجرات) کی بعض اور قومیں۔
ساتویں صدی کے شروع میں چلوکا نے اپنے تئیں ان دو شاخوں میں منقسم کیا۔ ایک شاخ
مشرقی دوسرے شاخ مغربی۔ مشرقی شاخ نے پالو راجاؤں سے وین جی کا ملک کہ
کرشنا اور گوداوری کے درمیان واقع ہے چھین لیا اور اس میں آباد ہو کر
سنہ تک فرمانروائی کرتے رہے۔ دوسری شاخ مغربی اپنے اصلی وطن مغربی
دکن میں آباد رہی۔
سنہ ۶۲۹ سے سنہ ۶۴۵ تک ایک چینی سیاح ہی وین تھسانگ نے سیاحی کی وہ اس
ملک کا حال اپنے زمانہ کا اس طرح بیان کرتا ہے کہ کدمب نے آگے قدم بڑھاتا

جو حکومت کرتے تھے اور شمال مغرب کے اضلاع مین چیرا (کیرل) سنہ پیشتر از
حضرت عیسیٰ دکن کی مملکت کی یہ صورت تھی۔ یہ تحقیق معلوم ہے کہ سنہ ۳۲۵ میں میں سریا
فرمانروا تھے اور پانڈیان میگاس تھینیز کے زمانہ مین حضرت عیسیٰ
سے سنہ پہلے موجود تھے اور یہ امر تحقیق بھی ہے کہ چولا اور کیرل (چیرا) کا
ذکر اسوکا کی کتابون مین سنہ قبل از حضرت عیسیٰ موجود ہے تو اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اس زمانہ سے پیشتر موجود تھے۔ مگر دکن کی سلطنت کی زبانی حکایات مین
پانڈیان و چولا و چیرا کی سلطنتون کے ذکر سے پہلے کسی اور قوم کی سلطنت کا ذکر نہین
آیا اور یہ تینون سلطنتون ہم زمانہ بیان کی جاتی ہین اور ہمکو تحقیق معلوم ہے سنہ
قبل از حضرت عیسیٰ پانڈیان کی سلطنت تھی اسلئے ہم اس زمانہ مین چولا اور چیرا کی
سلطنت کو صحیح طور پر مقرر کرسکتے ہین۔ کل شرقی کنارہ پر گھاٹ کے نیچے چیر آباد تھے۔
اور غالباً یہ ہے کہ کل مشرقی کنارہ کا طول تقریباً انہی سے آباد تھا مگر اس زمانہ سے پہلے
کی کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جس سے یہ بات ثابت ہو کہ دکن
مین کس سلطنت کا وجود تھا یہ ممکن ہے کہ تمام ملک ویران ڈنڈکارنیا ہو یا
جس مین چند وحشی آدمی اپنے قبیلون کے سردارون کے ماتحت مین رہتے ہون
تاریخ کے طالب علمون کو یہ یاد رہے کہ جو رقبے کہ مزروعہ اور آباد ہین
وہ پہلے بالکل ویران اور غیر آباد تھے۔ صرف کوہستانی قطعات جنگلی اور وحشی جانورون
کے مسکن تھے۔ مگر یہ بھی بھولنا نہین چاہیئے کہ مذہبون کے افسانون مین سلطنت کلنگا
کے موجود ہونے کا ذکر آتا ہے۔
اسوکا کے زمانہ سے کچھ عرصہ کے بعد مشرقی ساحل پر تیلو قوم بہ تدریج ایسی بڑھی
کہ انھون نے اپنی بڑی سلطنت قائم کرلی اور تجارت کو غیر قومون کے ساتھ بڑھالیا
چولا اور انکے ہمسایہ کی سلطنتین ایسی ڈرنے لگین کہ انکے پاس مشرقی ساحل کنجی ورم سے
کے نیچے سمدر و تنگ ملک تھا۔ زمانہ حال مین کوئی شہادت نہین ہے کہ جس سے معلوم

حکومت کی جو بلیاتم کے ضلاع کے مشرق مین ساحل پر تھے اگرچہ وہ مطلق العنان اور
قوی تھے مگر ایک چھوٹی سی ریاست ہوسال بلال کی ایسی بڑھ گئی تھی کہ اُس کے
حملون کا اثر اسپر بھی پہنچنے لگا تھا اور اُس نے اپنے گرد نواح کی سلطنتون کو غارت
کرکے الٹ پلٹ کر دیا تھا۔
سنہ ۱۰۲۳ مین چولا اور چلوکا لون کے خاندان مین باہم شادی بیاہ کے ایسے
رشتے ہوئے کہ چولا کے فرمان دہ کو کل مشرقی چلوکا ئون کی سلطنت ہاتھ لگ گئی
اسکے بعد سنہ ۱۰۶۲ اور سنہ ۱۱۱۳ مین یہ ہوا کہ راجہندر کلوٹ وٹنگا جو راجہ مذکور کا جانشین ہوا تھا
جسنے پلوون کی سلطنت کو بالکل مغلوب کرکے اپنی ممالکات مین شامل کر لیا۔ راجہندر نے
پانڈیان کے ملک کو بھی فتح کر لیا اور فرمان رواؤن کا ایک نیا خاندان چولا
پانڈیان مدورا مین قائم کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ہوسل بلالون نے کونگو
راجاؤن کے راج کو تیس نیس کر دیا اور انکا سارا ملک لے لیا۔ جس سے دکن مین معاملات
ملکی مین ایک زلزلہ پڑگیا۔ جسکا آخر کو انجام یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ کے لیئے چولاؤن
کو سلطنت عامہ ہاتھ آگئی انکو ہوسل بلالون نے میسور مین گھاٹون مین روکا۔
تیرھوین صدی کے آخر مین اس آخر سلطنت نے کدمبون اور کال چوریون پر
فتح حاصل کرکے اپنی سلطنت کی شان و شوکت کو بہت بڑھا لیا۔ سنہ ۱۱۸۴ مین مغربی
چلوکاؤن کی سلطنت کو کچھ تو کدمبول کے ساتھ لڑائی نے اور کچھ بلالون کی ترقی
نے بالکل نیست و نابود کر دیا اس سبب سے بھی چولاؤن کی سلطنت کو رونق ہو گئی
کچھ تھوڑے عرصہ کے بعد چولاؤن کے ہاتھ تلے سے شمالی ملک نکل گیا اسکو فرنگل کے
گنپتون نے لے لیا۔
تیرھوین صدی مین دکن مین تین بڑی سلطنتین تھین چولاؤن کی اور پانڈیا نوان
کی اور بلالون کی۔ اول دو سلطنتین ضعیف ہوتی جاتی تھین اور تیسری سلطنت
جلد جلد قوت پکڑتی جاتی تھی۔ گھاٹون سے بلال لوگ اتر تے تھے اور میدانی

کیا۔ کانچی کے فرمانروایون کو لڑ لڑکر شکستین دین اور اُنہون نے ہمیشہ چلوکا کے اُٹھے اور
ہمسایون سے فساد و عناد کا ہنگامہ گرم کیا انکا ملک دکن مین جنوب مغرب اور شمال میسور مین
تھا۔ اسی زمانہ کے راشٹر کوٹ نے چلوکا کی سخت مزاحمت کی۔ یہ تحقیق نہین معلوم کہ یہ
راشٹر کوٹ آریا چھتری یعنی راجپوت تھے جو شمال سے مثل چلوکا کے نقل مکان کرکے
چلے آئے تھے۔ یا دریودی بنس کے تھے جنکو چلوکا نے مغلوب کرلینے کے بعد اپنے مین ملالیا
تھا فقط راشٹر کوٹ جو لڑائیان لڑے انکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو صدیون مین یعنی سنہ ۷۵۵
سے سنہ ۹۷۳ تک) مغربی چلوکا بالکل مغلوب ہوگئے اور راشٹر کوٹ کی قوت و قدرت
بہت جلد زیادہ بڑھ گئی۔ تر راشٹر کوٹون نے جنوب مین فتح کرنے کی کوشش نہین کی
انکو سنہ ۹۷۳ مین مغربی چلوکاؤن نے بالکل غارت و تباہ کردیا۔ دفعتہً ان مغربی
چلوکاؤن کا عروج ہوگیا۔ راشٹر کوٹون کے مغلوب و تباہ ہونے سے رٹ
ہبا منڈلیشورون کے بھی دن پھر گئے کہ انھون نے بھی اپنا جلوہ دکھایا اور اپنے خاندانون کو
سنہ ۱۲۵۰ تک صحیح و سلامت رکھا اسی زمانہ کے قریب سلاہار اور سنڈا کی قومین نمودار ہوئین
اور رٹ کی طرح انھون نے بھی اپنے خاندانون کو مطلق العنان بنایا اور کئی صدیون تک
انکو قائم رکھا سنہ ۱۲۱۰ مین دیوگیری کے یدوون نے سلاہار کو تباہ کیا سنہ ۱۲۵۰ و سنہ سے
سنڈا کا نام نہین سُنا گیا۔

گیارھوین صدی کے وسط مین دفعتہً جب چلوکاؤن کا اقبال یاور ہوا ہے اُسسے
دو تین سو برس پہلے کا تاریخی حال دکن کا بہت کم معلوم ہے اس صدی کی ابتدا مین مشرقی
چلوکا بالکل اس ملک کے مالک تھے جو ساحل مشرقی پر حدود اڑیسہ سے جنوب مین پالو
ملک کی حد تک پھیلتا ہے۔ پالو کی سلطنت بڑی زبردست تھی۔ اسکا ساحل پر
قبضہ وہان سے تھا جہان وہ چلوکا سے ملتا ہے چولا کے ملک شمالی حد تک یعنی
شہر کانچی کے جنوب تک چولا اور پانڈیان مین سے ہر ایک اپنی حدود کے اندر رہا
قدم باہر نہین نکالا۔ مگر کوکن کے فرمان دہون نے قدیمی چیرا کے ملک پر

ساتھ کی۔

دکن کو پھر سنہ ۱۳۰۹ء مین سلطان علاء الدین نے ملک کافور کو بھیجا کہ ورنگل کے کہتی راجہ رودر کو مغلوب کرے۔ رودر کا عرف پرتاب رودر دوم ہے اس مہم مین ملک کافور کامیاب ہوا ورنگل کو اُسنے فتح کرلیا۔ راجہ نے شرائط کے ساتھ صلح کرلی۔ اسکا بیان حضرت امیر خسرو نے تاریخ علائی مین بہت اچھی طرح کیا ہے۔ دوسرے سال پھر ملک کافور دوارسمدر کے مغلوب کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ یہ مستعد سپہ سالار بہت جلد دیوگری مین گذرتا ہوا ساحل ملیبار پر پہنچا۔ اس مہم کی یادگار مین سیت بن رامیشور مین مسجد تعمیر کی اسنے دوارسمدر کو حملہ کرکے لے لیا۔ نہایت مشہور بل بیدو کی مندر کو لوٹا اور دہلی چلا آیا۔

سنہ ۱۳۱۲ مین دیوگری کے ہندوؤن نے پھر فساد مچایا۔ رام دیو کا بیٹا سنکر یہان راج کرتا تھا اسکے مطیع کرنے کے لئے ملک کافور پھر بھیجا گیا۔ لڑائی مین پھر مسلمانون کو فتح ہوئی اور اس مین راجہ کی جان گئی۔ چار سال بعد سلطان علاء الدین نے انتقال کیا اور ملک کافور قتل ہوا۔

سنہ ۱۳۱۶ مین دہلی کا بادشاہ مبارک خلجی ہوا اوّل کام اسکا یہ تھا کہ تیسری دفعہ دیوگری سے ہنگامۂ رزم کو گرم کرے۔ اس نے ہرپال دیو کو پکڑلیا وہ رام دیو کا داماد تھا۔ اسکی زندہ کھال اُتروائی۔ حضرت امیر خسرو نے نہ سپہر مین یہ حال مفصل لکھا ہے کہ خسرو خان عرف ملک خسرو نے کس طرح راجہ ورنگل کو شکست دی۔ مگر تاریخ فرشتہ مین اسکا ذکر نہین ہے مگر یہ لکھا ہے کہ راجہ تلنگ مین ورنگل مین گیا اور اطاعت اختیار کی۔ آخر مین یہ لکھتا ہے کہ مسلمانون کو فتح ہوئی اور وہ راجہ کا تمام مال اسباب منقولہ لے کر واپس چلے آئے۔

سنہ ۱۳۲۱ مین مبارک کو ملک خسرو نے قتل کیا اور ملک خسرو کو غازی خان تغلق حاکم لاہور نے مار ڈالا اور وہ ارکان سلطنت کے اتفاق سے غیاث الدین کے لقب سے بادشاہ ہوا

ہاتھ صاف کرتے تھے اور پرانے بتوں کو تیس نہس کرتے تھے کہ دکن میں مسلمانوں کی
قوت کا ظہور ہوا جس نے ہندؤں کی ساری سلطنتوں کو خاک میں ملا دیا اس مختصر بیان کو غور
کے ساتھ پڑھو تو خوب سمجھ میں آئیگا۔

دکن اور دہلی کے مسلمانوں بادشاہوں کا بیان اس زمانہ تک کہ مسلمانوں کی جدا جدا
سلطنتیں قائم ہوئیں۔ اگرچہ ہمنے دہلی کے بادشاہوں کے ذکر میں انکی مہمات دکن کا بیان
لکھ دیا ہے مگر اب ایک مختصر بیان ان مہمات کا تاریخ دکن میں مقدمہ کے طور پر لکھتے ہیں۔
کلاچوری کے مغلوب ہونے کے بعد انکی سلطنت کا جنوبی حصہ ہوے سل بلالوں کے اور دوار سمدر
کے یدؤں کے ہاتھ آیا اور شمالی حصہ پر ایک اور یدو کا خاندان قابض ہوا جنہوں نے آخر
میں اپنا دار القرار دیوگری (مسلمانوں کا دولت آباد) ٹھیرایا۔ یہاں رامچند جسکو رام دیو
بھی کہتے ہیں ۱۲۷۱ سے ۱۳۰۹ تک میں راج کرتا تھا اور اسکی مملکت میں زمانہ حال کی احاطہ بمبئی کا سارا
وسط و جنوب کا ملک شامل تھا۔ ۱۲۹۴ء میں دہلی کے بادشاہ سلطان جلال الدین خلجی کے بھتیجے
سلطان علاء الدین خلجی نے دکن پر حملہ کرنے کے لیے بسم اللہ پڑھی تھی اس نے رام دیو پر حملہ
کیا راجہ شکست پا کر قلعہ دیوگری میں بھاگ گیا۔ اسکا شہر سارا لٹ گیا۔ رام دیو نے صلح کا
پیغام بھیجکر علاء الدین کو مراجعت پر راضی کر لیا۔ مگر اسکا بیٹا بہت سا لشکر لیکر دارالسلطنت
میں آگیا۔ پھر لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتحیابی ہوگئی۔ پھر رام دیو نے دہلی کی نسبت
سخت شرائط پر صلح کر کے فتحمندوں کو مراجعت پر راضی کر لیا۔ ۱۳۰۶ء میں رام دیو نے خراج
کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ اب علاء الدین خود دہلی میں بادشاہ ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے
ایک نہایت عمدہ غلام خواجہ سرا ملک کافور کو ایک لاکھ سوار دیکر بھیجا کہ دکن کو مفتوح کرے
وہ دیوگری میں آیا۔ رام دیو میں مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لیئے اس نے اطاعت اختیار کی
اور ۱۳۰۷ء میں خود دہلی گیا جہاں اسکا اعزاز و احترام ہوا اور اسکے ساتھ یہ فیاضی
کی گئی کہ اسکا ملک اسی کو پھر دے دیا گیا وہ اپنی آخر عمر تک خراج دیتا رہا۔ ۱۳۰۹ء
میں ملک کافور جب درنگل کو فتح کرنے آیا ہے تو اسکو مہمانداری بہت تپاک و

نمبر	اسماے سلاطین		مدت سلطنت	تاریخ وفات
۱	علاء الدین حسن شاہ گانگوی بہمنی۔		۷۴۸/۱۳۴۷ — ۱۳۵۸	۱۰ فروری ۱۳۵۸ء
۲	محمد شاہ اول۔		۷۵۹/۱۳۵۸ — ۱۳۷۵	۲۱ مارچ ۱۳۷۵ء
۳	مجاہد شاہ۔		۷۷۶/۱۳۷۵ — ۱۳۷۸	۱۴ اپریل ۱۳۷۸ء
۴	داؤد شاہ۔		۱۳۷۸ —	۱۹ مئی ۱۳۷۸ء
۵	محمود شاہ اوّل		۷۸۰/۱۳۷۸ — ۱۳۹۷	۲۰ اپریل ۱۳۹۷ء
۶	غیاث الدین۔		+ — ۱۳۹۷	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۷	شمس الدین شاہ۔		۱۳۹۷ —	۱۵ نومبر ۱۳۹۷ء
۸	فیروز شاہ۔		۸۰۰/۱۳۹۷ — ۱۴۲۲	۱۵ ستمبر ۱۴۲۲ء
۹	احمد شاہ ولی (خانخانان)۔		۸۲۵/۱۴۲۲ — ۱۴۳۵	۱۹ فروری ۱۴۳۵ء
۱۰	علاء الدین شاہ دوم۔		۸۳۸/۱۵۳۵ — ۱۴۵۷	۱۴۵۷ء
۱۱	ہمایون ظالم۔		۸۶۲/۱۴۵۷ — ۱۴۶۱	۳ ستمبر ۱۴۶۱ء
۱۲	نظام شاہ۔		۸۶۵/۱۴۶۱ — ۱۴۶۳	۲۹ جولائی ۱۴۶۳ء
۱۳	محمد شاہ۔		۸۶۷/۱۴۶۳ — ۱۴۸۲	۲۲ مارچ ۱۴۸۲ء
۱۴	محمود شاہ دوم۔	نام کے بادشاہ	۸۸۷/۱۴۸۲ — ۱۵۱۸	۸ اکتوبر ۱۵۱۸ء
۱۵	احمد شاہ دوم۔		۹۲۴/۱۵۱۸ — ۱۵۲۰	۱۵۲۰ء
۱۶	علاء الدین شاہ سوم۔		۹۲۷/۱۵۲۰ — ۹۲۷/۱۵۲۰	معزول ۱۵۲۲ء
۱۷	ولی اللہ۔		۱۵۲۲ — ۱۵۲۲	+
۱۸	کلیم اللہ۔		۱۵۲۵ — ۱۵۲۷	

علاء الدین حسن گانگوی بہمنی

سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی کی اصل و نسب کے باب میں اقوال مختلف ہیں

سنہ ۱۳۲۱ مین اسنے اپنے بڑے بیٹے الغ خان کو ورنگل کے فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ اسنے دار السلطنت کا سخت محاصرہ کیا۔ محصورین عنقریب فتح ہونے کو تھے کہ ایک جھوٹی بات لوگون نے شرارت سے مشہور کردی کہ سلطان مرگیا جسکے سبب سے سپہ سالار بھاگ گئی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا محصورین نے سخت حملہ کرکے محاصرین کو بھگا دیا۔

سنہ ۱۳۲۳ مین سلطان پھر بتاریخ دسے لڑا اور کامل فتح پائی ورنگل فتح ہوگیا اور راجہ مقید ہوکر دہلی بھیجا گیا۔ سنہ ۱۳۲۵ مین سلطان غیاث الدین کی جگہ سلطان محمد تغلق بادشاہ ہوا سنہ ۱۳۳۸ مین دکن مین مسلمان سپہ سالار نے علم بغاوت بلند کیا اسکی سرکوبی کے لئے شہنشاہ دہلی نے لشکر کو روانہ کیا اسکے خوف سے سرکش سپہ سالار عیلی مین بھاگ گیا جو وجیانگر کے قریب تھا۔ یہ راجہ ایسا قوی تھا لشکر شاہی اسکا کچھ نہین کرسکتا تھا اسلئے وہ مجبوراً واپس آیا۔ سرکش سپہ سالار ہوس بلال راجہ تالنور پاس میسور مین چلا گیا یہان کا راجہ آپ لشکر شاہی سے خوف کھا رہا تھا اسلئے اسنے مغرور سرکش کی تواضع مدارات نہین کی اسکو گرفتار کرکے اسکے آقا کو حوالہ کیا جسنے بغاوت کی سزا یہ دی کہ اسکی زندہ کھال کھچوا دی۔

سنہ ۱۳۳۸ یا سنہ ۱۳۳۹ مین سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دار السلطنت کو دیوگری مین منتقل کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔ سنہ ۱۳۴۴ مین ملیبار مین بغاوت ہوئی جسکے مٹانے کے لیئے سلطان چلا مگر راہ مین ایسا بیمار ہوا کہ دار السلطنت کو واپس آیا۔ تین برس بعد دکن مین پھر بہت سی خرابیان پیدا ہوئین مسلمانون کے علاقون مین آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی اسکا آخر کا نتیجہ یہ تھا کہ دولت آباد کے حاکم نے اپنے مطلق العنانی کا اعلان کیا اور شاہی لشکر کو شکست دی اور اول خاندان بہمنیہ کی سلطنت کی بنیاد کی افتاد پڑی جسکا بیان مفصل نیچے لکھتے ہین۔

وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ و احمد آباد بیدر یہ جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین۔

یب ڈھونڈھتا تھا۔ جب بادشاہ تغلق دکن میں گیا تو حسن نے قتلغخان کی رفاقت اختیار کی
نہین دکن مین رہ گیا جب سلطان محمد تغلق نے امراء صدہ پر عتاب اس سبب سے فرمایا
انکو گجرات مین بلایا تھا انہون نے آنے مین تاخیر کی اور دوم باغیان گجرات کو پناہ دی
ی انکے قتل کا حکم دیا جب یہ آواز جان خراش امیران صدہ کے کان مین آئی تو انہون
ے اپنی انجمن بنائی اور اسمین کہا کہ بادشاہ محمد تغلق بگنا ہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے
ور بزرگ گناہون سے منسوب کرتا ہے جب ہم اوسکی نظر کے سامنے جائینگے تو وہ
گناہ گار اور بے گناہ مین تمیز نہین کریگا ہمارے قتل کا حکم دیگا۔ بس مناسب یہ ہے
کہ دکن سے کہین نہ جائین اور اپنے تئین گوسفند کی طرح دست و پا بستہ قصاب کو نہ حوالہ
کرین اور جان کو مفت ورائگان نہ جانے دین وہ دولت آباد چلے گئے یہان کی
رعایا بادشاہ کے غضب و کشش سے جان سے عاجز ہو رہی تھی وہ امیران صدہ سے
ملگئی۔ غرض ایک ایسا بڑا فتنہ اٹھا یا کہ جسکے علاج سے سلطان عاجز آیا۔ ان تمام
فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تین مہینے کے عرصہ مین ملک دکن جو برسون مین فتح ہوا تھا
سلطان محمد تغلق کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا اسکا سبب امیران صدہ ہوئے تھے انہون
آپس مین مشورہ کر کے کہا کہ اس قسم کے امور بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہین
ہوتے شرط عقل یہ ہے کہ اپنے ہی مین سے کسی کو بادشاہ بنائین تا کہ مہمات کی
صورت و رونق پیدا کرین۔

سران جملہ گفتند بالاتفاق		کہ بے شاہ سست آید ہر اتفاق	
ہم از ما بگردد یکے مرد سر		بہ بندیم ما جملہ پیشش کمر	

سب نے اسماعیل فتح افغان کو جو امرائے دو ہزاری سے تھا امیرالامرا سپہ سالار بنایا ناصرالدین
شاہ کا خطاب دیا۔ حسن گانگوئی کو خطاب ظفرخانی کا ملا۔ بکری و رائے باغ و مرج
و قلعہ۔ و حسن آباد گلبرگہ۔ اسکو جاگیر مین ملے۔ حصار۔ گلبرگہ کا حاکم بھیرون رائے
تھا جو محمد تغلق شاہ کے معتبر نوکرون مین تھا اسکو مار کر حسن مستقل ہوا۔ ناصرالدین

انمین زیادہ تر جو مشہور ہین وہ نقل ہوتے ہین دار الخلافہ دہلی مین گانگوی برہمن
ایک منجم تھا جو شاہزادہ محمد تغلق کا مقرب تھا اسکا نوکر حسن تھا جو نہایت فلاکت سے گذران
کرتا تھا۔ ایک دن تنگی معاش سے تنگ ہوکر اسنے گانگوی سے خدمت و شغل کی فرمایش
کی۔ گانگوی نے ایک بیلون کی جوڑی اور دو مزدور اور حوالی دہلی مین کچھ زمین غیر آبادی
دی اسمین زراعت کرکے وہ اپنی اوقات فراغت سے بسر کرے حسن زراعت و قلبہ رانی مین
مشغول ہوا۔ اتفاق سے حسن کو قلبہ رانی مین طلائی اشرفیون سے بھرا ہوا ایک ظرف
زمین کے اندر سے ہاتھ لگا اوسکو وہ گانگوی برہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال کو
عرض کیا گانگوی نے اوسکی امانت دیانت پر تحسین و آفرین کی۔ یہ حال گانگوی نے شہزادہ
محمد تغلق سے اور شہزادہ نے اپنے باپ بادشاہ غیاث الدین سے عرض کیا۔ بادشاہ
نے مرحمت خسروانہ سے امیران صدہ کے سلسلہ مین اسکو منتظم کیا۔ ایک دن حسن کے زائچہ
طالع کو گانگوی نے ملاحظہ کرکے کہا کہ تو صاحب اقبال اور درجۂ اعلی پر پہنچیگا لیکن اب
مجھ سے تو یہ شرط کر کہ جب بخشندۂ بے منت تجھے دولت عظمی ارزانی کرے تو تو میرے
نام کو اپنے نام کا ایک جزو بنائے۔ تاکہ تیرے نام کی برکت سے میرا نام بھی بقاء
دوام حاصل کرے حسن نے یہ بات قبول کی ۔ ابھی دولت ملی بھی نہ تھی کہ اوسنے
اپنی مہر مین اسکے نام کو اپنا جزو نام بنا کے کندہ کرایا اب وہ حسن گانگوی بہمنی کے نام سے
مشہور ہوا یہ بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی دعوت مین
شاہزادہ محمد تغلق آیا تھا۔ جب دعوت ختم ہوئی اور دسترخوان اٹھ گیا تو وہ شاہزادہ
چلا گیا پیچھے حسن گنگوئی بہمنی حضرت کی خانقاہ کے دروازہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ
سلطانی رفت و سلطانی آمد۔ خدمت گار کو بھیجکر حسن کو بلایا اور شیخ نے اوس کے
حال پر بہت التفات کی اور خاص اپنی روٹی اسکو کھلائی اور کہا کہ چتر شاہی ایک
مدت دراز اور محنت کے بعد دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن گانگوی بہمنی کو اس
بشارت سے حکومت دکن کا سودا اسر مین پیدا ہوا اس لیئے وہ دکن مین سعی کی

دشاہ بنائین ہم اوسکی اطاعت کو حاضر ہین ناصرالدین نے کہا کہ حسن گانگوی تاج و تخت
لائق ہے یہ رائے اسکی سب خاص و عام کو پسند آئی ۷۴۸ھ مین تاج شاہی اسکے سر پر رکھا
یا اور چتر سیاہ کہ جو خلفاء عباسیہ کا نشان ہے تیمناً و تبرکاً اسکے سر پر رکھا گیا اور
ملکت دکن مین اسکا خطبہ و سکہ جاری ہوا۔ علاء الدین حسن گانگوی بہمنی خطاب ہوا۔ گلبرگہ کا
نام حسن آباد رکھا۔ مگر اس چتر سیاہ کے سبب سے لوگ یقین کرتے ہین کہ اسکا مذہب شیعہ تھا۔
با وجود کم آبی اور بے صفائی کے اس موضع کو اپنے لئے مبارک سمجھتا تھا اس لئے اسکو پایہ تخت کی
بنایا اور اپنے ممالک محروسہ کا دفتر محاسبہ گانگوی بہمن کو سپرد کیا وہ سلطان محمد تغلق کی
ترک ملازمت کرکے اس پاس آگیا تھا۔ طغرائے فرامین و نقش نگین مین اس طرح سے اپنے اسم کا جزو
بنایا کہ کمترین بندہ حسن حضرت سبحانی علاء الدین حسن گانگوی بہمنی مشہور ہے کہ اس سے پہلے
شہریاران اسلام کی ملازمت برہمن نہین کرتے تھے۔ یہی پنڈت گانگوی پہلا برہمن تھا جس نے
مسلمانون کی نوکری کی اور ۱۰۱۶ھ تک ممالک ہندوستان کے برخلاف دکن مین یہ رسم جاری
رہی کہ بادشاہان دکن کا دفتر اور ولایات کی محرری برہمنون کو سپرد ہوتی تھی۔
علاء الدین حسن نے اپنی حسن تدبیر و رائے صائب و ضرب شمشیر سے تھوڑی مدت مین اس قدر
ملک دکن کو فتح کرلیا جسقدر بادشاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین اسکے امراء کے تصرف مین تھا۔
امرائے تغلق و افغان و راجپوت کہ سلطان تغلق کی جانب سے قلعہ بیدر و قندھار مین تھے انکو
لطف و ملائمت سے مطیع و منقاد کیا دونو حصارون پر اپنا قبضہ کیا۔ کولاس مع مضافات
رائے ورنگل سے لے لیا۔ اور اسکے ساتھ محبت کا طریقہ مسلوک کیا گلبرگہ مین مسجد و قلعہ کو کہ شکستہ ہو رہی
تھی تھوڑے عرصہ مین انکو تیار کرالیا۔
اسمٰعیل فتح جو منصب امیر الامرائی سپہ سالاری کا رکھتا تھا وہ ملک سیف الدین غوری کی وکالت
و نیابت سے ناراض ہوکر علاء الدین کے جان کے درپے رہنے لگا جسکے سبب سے بادشاہ نے
بعد تحقیق کے اسکو قتل کیا مگر اسکے فرزندون کی تعظیم و تکریم کی جسکے سبب سے بادشاہ کا استقلال و
استقرار ایک ہزار ہوگیا رائے تلنگ کہ مدت سے سرکشی کررہا تھا اور بادشاہ اس سبب سے کہ

اور محمد شاہ کی جنگ ہوئی جسمین ناصر الدین کو شکست ہوئی حسن گانگوئی اور تمام سرداران دکن کی
یہ صلاح ہوئی کہ جنگ صف مصلحت نہین ہے۔ بہتر ہو گا کہ ناصر الدین شاہ حصار دولت آباد
مین چلا جائے۔ اور حسن گانگوئی بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ گلبرگہ چلا جائے۔ تاکہ لشکر شاہی جس طرف
متوجہ ہو اسکی دفع مین کوشش کیجائے باقی امرا جابجا اپنے اقطاع مین حفظ پرگنات
کرین اور ایک دوسرے کی مدد کرنے مین قصور نہ کرین۔ بادشاہ نے عماد الملک کو حسن
گانگوئی کے پیچھے بھیجا اور خود دولت آباد فتح کرنے گیا بادشاہ کو توا یک ضرورت کے
سبب سے دولت آباد سے مراجعت کرنی پڑی اور حسن گانگوئی تیس ہزار سوار کار گذار اپنے
قلعہ احمد آباد بیدر کی طرف گیا یہان عماد الملک ترکمان المخاطب بہ سرتیز لشکر گران کے
ساتھ پڑا ہوا تھا طرفین نے اپنے لشکر گاہون کے گرد خندق کھودی۔ بیس روز تک آمنے سامنے
لشکر پڑے رہے لڑنے پر کسی کی جرأت نہ ہوئی۔ مملکت تلنگ کے راجہ نے کہ سلطان محمد تغلق
کے خون کا پیاسا تھا۔ کولاس سے پندرہ ہزار پیادہ حسن گانگوئی کی مدد کو بھیجے ناصر الدین
شاہ نے بھی دولت آباد سے پانچہزار سوار مع خزانہ کے اسکی کمک کو روانہ کئے غرض جب
یہ سامان جمع ہوا تو عماد الملک اور حسن گانگوئی کی جنگ عظیم ہوئی اور عماد الملک مارا
گیا اوسکا لشکر پریشان ہوا کچھ قلعہ احمد آباد بیدر مین آیا بعض قلعہ قندھار کو چلے گئے
کچھ منڈو کو بہزار خرابی سے پہنچے۔ حسن گانگوئی اس فتح کے بعد بہت سامان کے ساتھ
ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیئے دولت آباد گیا جو امراء کہ سلطان تغلق کی طرف سے
دولت آباد کے محاصرہ مین مصروف تھی وہ عماد الملک کے کشتہ ہونے اور حسن گانگوئی
کے خوف سے دہلی اور گجرات کو چلدیئے ناصر الدین نے حسن گانگوئی کی طرف خلقت کی
رجوع دیکھی تو جمیع امراء کو بلایا اور انسے کہا کہ اب مین بادشاہی کے سزاوار نہین ہا
بوڑھا ہوگیا ہون عشرت و فراغت کی طرف میری رغبت ایسی ہے کہ مین ملکداری
کی پروا نہین رکھتا اول مین نے میرون کی خاطر سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے
معذور رکھو اور دوسرے کی طرف رجوع کرو۔ امیرون نے عرض کیا کہ جس کو آپ فرماوین

سے خالی ہین انکی تسخیر کے لیئے پادشاہ نہضت کرے۔ سلطان علاء الدین حسن نے ملک سیف الدین غوری کی حسن رای کی تحسین کی اور عماد الملک تاشکندی و مبارک خان لودی کو جو امرا عظام مین تھے۔ کرناٹک کی جانب روانہ کیا۔ اُنہوں نے ابتا ولی وکری تک ملک کو تاخت و تاراج کیا اور اس نواح کے رایوں سے یہ چیزین لین۔ دو لاکھ اشرفی طلائی جنکا دو ہزار تولہ سونا ہوتا ہے اور جواہر و مروارید اور بہت آلات اور اسباب اور دوسو نامی ہاتھی اور ایکہزار کنیز رقاص و سازندہ۔

بعد ازان برسات کے شروع مین معاودت کی ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سلطان نے اس لشکر کا سامان درست کرکے ۷۵۸ھ مین گلبرگہ سے دولت آباد روانہ کیا۔ مالا گھاٹ مین جب سپاہ کی موجودات لی گئی تو پچاس ہزار سوار نیزہ گذار شمار مین آئے انکو ندربار اور سلطانپور کی طرف سے مالوہ بھیجنا چاہا۔ اہل گجرات نے سلطان علاء الدین کے بلانے کے لیئے اصرار کیا۔ سلطان نے یہ خیال کرکے کہ مالوہ اور گجرات جانا برابر ہے اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کو پہلے گجرات روانہ کیا۔ اور خود آہستہ آہستہ پیچھے چلا جب یہ شاہزادہ قصبہ نوساری مین آیا تو شکار کے لیئے جانور بہت دیکھے یا بیچ بھی یہان بلا لیا وہ یہان آنکر شراب و کباب مین ایسا مصروف ہوا کہ اوسکو ہیضہ ہوا جس سے وہ چھ ہفتے بیمار رہ کر ۱ ربیع الاول ۷۵۹ھ کو ۶۷ سال کی عمر مین اس دنیا سے رحلت کی۔ گیارہ سال دو ماہ سات روز سلطنت کی۔

دکن مین ایک نئی سلطنت مملکت مسلمانون کی پیدا ہو گیا جو ایک مین مربع کا مربع تھا جسکا ہر ایک ضلع تین سو میل لمبا تھا وہ مہاراشٹر یعنی مرہٹون کے ملک کے مشابہ تھا۔ اوسکا کوئی مخرج سمندر مین نہ تھا شمال مین دریاے نربدا اور مغرب مین مغربی گھاٹ جنوب مین ندیا کرشنا تھے مشرق مین گونڈوانہ کے جنگل اور مملکت تلنگ تھی اور مالوہ و خاندیس کے واسطہ سے وہ ہندوستان سے بھی پیوند رکھتی تھی یہ دونو ملک بھی دہلی کی سلطنت سے جدا ہو کر اپنی مطلق العنان حکومت جما رہے تھے۔ مالوہ نرمدا کے

اس نے اسکی امداد کی تھی اسکے ساتھ مدارا اور مواسا رکھتا تھا وہ اخلاق پادشاہی سے سرمندہ
ہو کر اخلاص و اطاعت کا اظہار کرتا تھا اور پادشاہ دہلی کو باج و خراج بھیجنے کا وعدہ کر لیا
تھا ہر سال خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا جب علاء الدین حسن کا کوئی معاند و منازع کسی گوشہ میں
نہیں رہا تو اس نے امراء اور ارکان دکن کو ایک انجمن میں جمع کیا اور کہا کہ حق سبحانہ تعالےٰ
نے مجھے ایسی بے قیاس دولت ارزانی فرمائی اور لشکر دہلی کا خلاصہ کہ ملک دکن کی حفاظت کیلیے
اس طرف آیا تھا محض عنایت یزدانی سے میرے علم کے نیچے مجتمع ہوا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے
کہ میں جس طرف توجہ کرونگا افواج فتح و فیروزی میرا استقبال کرینگی اس صورت میں بہتر یہ ہے
کہ ملک گیری میں مشغول ہوں اور حسن آباد گلبرگہ سے اپنے سمند خوش خرام کو جلوہ دوں اور
آب پونہ سے قلعہ دولی تک اور سیت بن رامیشور سے ولایت ملیبار تک اپنے تصرف میں لاؤں
اور بعد ازاں گوالیار کی جانب اپنے لشکر کو لیجا کر عرصۂ مالوہ و خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ و
سکہ سے بلند مرتبہ کروں۔ ملک سیف الدین نے عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار و انہار سے
پر ہے اور ہوا میں رطوبت کو غلبہ ہے خصوصاً ایام برسات میں ہمارے لشکر کے ہاتھی
گھوڑے و شتر گاؤ اور جمیع حیوانات اس ولایت کے پرورش یافتہ ہیں کہ جسکی ہوا
کرناٹک کی ہوا کی ضد ہے اگر مدتوں تک اس ملک میں رہینگے تو انکو جینا نہایت دشوار
ہوگا۔ پادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین دفعہ دھورسمندر پر
لشکر کشی ہوئی تھی حیوانات صامت و ناطق کے دس حصوں میں سے ایک حصہ بھی سلامت
بچ کر نہ آیا تھا۔ یہ ولایت اس قابل نہیں ہے کہ پادشاہ خود جائے بلکہ اول ایک جماعت
کرناٹک کی اس سرحد پر بھیجے جس کی ہوا اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہو اور ان حدود
کے گردن کش راجاؤں نے ابتک تحفے و ہدیے اور ایلچی پادشاہ کی درگاہ میں نہیں بھیجے
ہیں اور رابطۂ اخلاص کا جبتک نہیں پیدا کیا ہے وہ غازیان اسلام کی ضرب شمشیر سے مطیع
و منقاد کرے اور باج و خراج لے اور انکی طرف سے خاطر جمع کرے اور اس وقت کہ
تخت گاہ دہلی کمال بے رونق ہو رہا ہے اور مالوہ و گجرات و کوہ الدامراء کے حکام

ر اسلحہ دار کہلاتے تھے۔ یکہ جانان خاصہ چار ہزار سے اسکا نام حاصہ خیل تھا
طرف دار کے خطاب مقرر کئے۔ دولت آباد کے طرفدار کا خطاب مسند عالی اور برار
طرفدار کا خطاب مجلس عالی اور بیدر و تلنگ کے طرفدار کا خطاب اعظم ہمایون اور حسن آباد
گلبرگہ اور بیجاپور کے طرفدار کو جو منصب وکالت رکھتا تھا ملک نائب اور جمیع ممالک
محروسہ کے سپہسالار اور امیر الامراء کا خطاب عنایت کیا۔ بلاد دکن مین یہ خطاب
مدتون تک جاری رہی جمعہ کے سوائے شب و روز وہ باپ کے تخت نقرہ پر وسط ایوان
مین پہرون بیٹھتا تھا اور تعظیماً پہلے باپ کے تخت کو سجدہ کرتا کمال شوکت و صلابت
سے بار عام کرتا۔ اور لوازم جہانبانی مین مشغول ہوتا۔ جب ظہر کی اذان موذن دیتا تو
وہ تخت سے اٹھ جاتا اور مجلس ختم ہوجاتی طبیعت اسکی غیور تھی وہ تخت پدر کے سجدہ سے
جو نقرئی تھا دلگیر ہوتا۔ رائے تلنگ نے ایک سونے کا تخت شاہ دہلی کے لئے بنوایا تھا
وہ اُس نے محمد شاہ کو دیدیا اس خاندان مین یہ تخت سو برس تک رہا اور تخت فیروزہ کے
نام سے ساری دکن مین مشہور تھا اسکی پوشش فیروزہ رنگ کی تھی اس لئے فیروزہ اسکا نام
ہوا۔ وہ آبنوس اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ ہر سلطان اپنی تخت نشینی مین اسکو
جواہر سے مرصع کرتا۔ وہ تین گز لمبا اور ایک گز چوڑا تھا۔ جب وہ آخر کو شکستہ ہوا تو چار
کروڑ روپیہ اسکی قیمت کا تخمینہ ہوا۔ محمد شاہ نے دربار عام مین اسے بچھوایا اور باپ کے
تخت کو کوٹھے مین لگا کے رکھ دیا۔ کوئی امیر اسکے سامنے بیٹھنے نہین پاتا تھا سلطان فیروز شاہ کے عہد مین
یہ تخت مدینہ بھجوا لیا گیا جہان وہ ٹکڑے ہوکر سادات مین تقسیم ہوا۔
اس نے حکم دیا کہ زر پر سکہ لگائین اور ہر روز پانچ دفعہ نوبت بجائین بار عام کے وقت
سب آدمی زانو زدہ سر زمین پر رکھین۔ پادشاہ بہمنیہ کے انقراض کے بعد دکن
مین پادشاہون کے چند فرقے صاحب خطبہ و سکہ ہوئے مگر اصلا کسی نے زر پر سکہ نہین
لگایا اس پادشاہ کے سونے کے سکے چار طرح کے تھے دو تولہ سے چند ماشہ تک ان کا
وزن تھا۔ ایک طرف کلمہ طیبہ شہادت اور چار یارون کا نام تھا اور دوسری طرف

شمال مین تھا اور خاندلیس نربدا کے جنوب مین تھا مغرب و مشرق و جنوب مین اس کے ہندؤون کی سلطنتین تھین اسکی خود رعایا ہندو تھی اور دکن مین ہندؤون کا اثر و رعب و داب بہت کچھ تھا۔

اس سلطنت جدیدہ کا دشمن جہان مشرق مین تلنگ تھا جسکو سب جانتے تھے اور جنوب مین کرناٹک تھا جو ایسا مشہور نہ تھا ان دونو ہندؤون کی ریاستون سے ہمیشہ اسکو خوف لگا رہتا تھا کرناٹک اپنی جون بدل کر وجیانگر یون بن گیا کہ ورنگل کے شاہی خاندان کی ایک شاخ نے جنوب مین اپنے خاندان کی ریاست کو جمایا اور تمبدرا ندی کے کنارہ پر وجیانگر کو بسایا آخر اپنا نام کرناٹک کے نام کی جگہ زبان زد خلائق کرایا وہ اس جزیرہ نما مین سب سے زیادہ اعلی درجہ کی سلطنت ہوگئی اسکی مملکت کرشنا سے جنوب مین سمندر سے سمندر تک تھی۔ یہ ریاست اسلام کا ایک ہیبت ناک دشمن تھا بہمنی سلطنت کا دارالسلطنت گلبرگہ کا تھا جو ورنگل سے مغرب مین ایک سو بچاس میل پر تھا اور وجیانگر سے شمال مین ڈیڑھ سو میل تھا۔ تحفۃ السلاطین و سراج التواریخ و بہمن نامہ دکنی مین حسن کو سلطان بہمن شاہ ایران کی نسل مین بتایا ہے اور شجرہ بھی بنا دیا ہے۔ یہی وجہ تسمیہ بہمنی ہونے کی بیان کی۔

فرشتہ نے اسکے خاندان کے لیئے جوتشی برہمن کی کہانی بنائی ہے جو دل لگی سے خالی نہین مگر سچ سے خالی معلوم ہوتی ہے۔ اب ان دونو باتون مین فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ شعرا اور مورخین نے خوشامد گوئی سے حسن کے سلسلہ نسب کو شاہان کیان تک پہنچایا فرشتہ نے اسکو ایک کہانی بنا کے ایک برہمن کا مرید بنایا

سلطنت محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن

سلطان محمد شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ وہ عقل و شجاعت و سخاوت سے اتصاف رکھتا تھا اس نے بادشاہ ہو کر اسباب تجمل و آلات شوکت بادشاہی مین اعلی

لشکر و حفظ مملکت کے لئے سوائے خزانون کے موجود رکھنے کے چارہ نہین ہی اسکے مصالح دولت
یہ ہے کہ بقدر کفاف روپیہ ملکہ جہان کو دیا جاے اور باقی پھر خزانہ مین داخل کیا جائے کہ امور
پادشاہی مین کام آئے۔ ملک سیف الدین نے کہا کہ جو کچھ ارکان دولت نے عرض کیا حق و صدق
ہے۔ پادشاہ کے لئے مال اور خزانہ رکھنا ضرور ہے مگر جو نقود کہ اس نیت سے خزانہ سے نکالے
گئے ہین کہ راہ خدا مین خرچ ہون مناسب نہین ہے کہ وہ پھر خزانہ مین داخل ہون
محمد شاہ کو یہ راے پسند آئی اور اسنے کہا کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے باپ کو بے مال و مملکت
کے ایسی پادشاہی کرامت فرمائی اگر وہ چاہیگا تو میرے بھی خزانہ بغیر نگہبانی کریگا
ملکہ جہان کو ان خزانون کے ساتھ روانہ کیا اور جب وہ واپس آئے تو خوشی کے مارے
ایک بڑا جشن کیا۔ ۷۶۶ھ مین جب ملکہ جہان کا انتقال ہوا شوہر کے پہلو مین اسنے
آرام کیا۔ جو فرقہ اس روپیہ کے بھیجنے سے ناراض ہوا تھا اسنے راے وجیانگر اور راے
تلنگ کو اپنے اتفاق سے تقویت دی اور محمد شاہ کے مخالفت پر ترغیب و تحریص کی
بعض امراے کبار ان رایون سے باطنا ہمزبان ہوئے۔ راے وجیانگر نے
احمد شاہ پاس آدمی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور و مدکل معہ
مضافات کے کنار آب کرشنا تک وجیانگر کے رایون کے ماتحت رہے ہین اگر آپکو
ہماری ہمسائگی کی اور اپنی بقاء شاہی کی آرزو ہو تو دوستی کے ساتھ آب کرشنا
کے کنارہ تک قلاع و پرگنات مجھے دیدیجئے تاکہ تمہارے ممالک شاہان دہلی کے صدمات
سے اور میرے عساکر کے نہب کی آسیب سے محفوظ رہین ایسی ہی راے تلنگ نے ایلچیون کو دارالملک
بہمنی مین بھیجا کہ میرا بیٹا ونایک راو (ناگ دیو) مجھ سے سرکش ہو رہا ہے اور قلعہ کولاس
یہ قلعہ سلطان علاء الدین کو پیشکش مین راے تلنگ نے دیا تھا) کے اور اسکے مضافات
کے استرداد مین عازم جازم ہے۔ صلاح دولت اسی مین ہے کہ جنگ بغیر
اس محال کو مجھے دیدین۔ تاکہ مین آپکے ساتھ موافقت مین راسخ دم اور ثابت
قدم ہو کر آپکے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن ہون۔ محمد شاہ نے

بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت ارتسام۔ رایان وجیانگر (بیجانگر) و تلنگ کی تحریک سے ہندو صراف تعصب کے سبب سے سکہ زر محمد شاہی کو کہ بے غل و غش تھا گلا ڈالتے تھے اور چاہتے تھے کہ وجیانگر تلنگ کے زر مسکوک دکن مین رائج رہین۔ جب محمد شاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے چند دفعہ صرافون کو تنبیہ کی مگر انہون نے نہ مانا ناچار صرافون کو قتل کرا ڈالا۔ مگر اسپر بھی مسلمانون کے سکون کا رواج دکن مین ہمیشہ نہین رہا بلکہ ہندؤن کے سکے جنکے نام ہون اور پرتاب تھی جاری رہے۔ غرض زر مسکوک پر دکن مین ہندو اور مسلمان فرمانروایون کے درمیان بڑے جھگڑے رہے ایک دوسرے کے سکون کو گلاتا اور اپنے سکے جماتا۔ محمد شاہ کو ترویج شریعت محمدی کا بڑا خیال تھا۔ اس نے ہندؤن کے زر مسکوک کو اپنی مملکت سے خارج کر دیا۔ رائے وجیانگر اور تلنگ اسکو صاحب داعیہ جانکر خائف ہوئے۔ ایک فرقہ امرائے اسلام کا مکہ معظمہ کو نقود خزانہ بھیجنے سے ناراض تھا۔ اس خزانہ بھیجنے کی حکایت یون بیان کی جاتی ہے۔

مکہ معظمہ خزانہ بھیجنا

جب سلطان علاء الدین مرگیا تو محمد شاہ ہر شب جمعہ کو اسکی قبر پر جاتا اور ہمیشہ باپ کی تربت پر دو سو آدمیون سے قرآن پڑھواتا۔ ملکہ جہان والدہ سلطان محمد شاہ نے اپنے تمام نقود جواہر و زر خاصہ اپنے شوہر کی روح کی ترویح مین صرف کر دے۔ ایک سال بعد وہ حج کو روانہ ہوئی تو محمد شاہ نے چاہا کہ باپ نے جو بمصلحت دنیوی کے لئے خزانے جمع کئے تھے انکو ملکہ جہان کے ہمراہ اماکن شریفہ کو بھیجدے کہ روح پدر کی ترویح کے لئے وہ فقراء اور مساکین مین خیرات کر دے خزانچی نے حسب الحکم صندوق طلا و نقرہ سے بھرے ہوئے حاضر کئے وہ تولے گئے تو دکنی وزن سے چار سو من سونا اور سات سو من چاندی وزن مین ہوا۔ بعض امراء اور ارباب حل و عقد نے سرورش کیا کہ پادشاہ دہلی فیروز شاہ ملک جیسا اس مملکت کی انتزاع کے فکر مین لگ رہا ہے اور پادشاہون کو سعادت

ہین ہے کہ ملک ملک پھر کر ایسے گھوڑے بادشاہون کو دکھاؤ سوداگرون نے عرض کیا کہ ہم
بندگان بادشاہی کے لیئے نہایت عمدہ گھوڑے لائے تھے مگر ناگ دیو والی ویلم پین
نے خواہ مخواہ عمدہ گھوڑے چھین لیئے ہر چند ہمنے اُس سے کہا کہ ہم یہ گھوڑے محمد شاہ
بہمنی کے لئے لائے ہین مگر اس نے ایک نہ سنی سلطان محمد شاہ پہلے ہی سے ناگ دیو
اوضاع نا ملائم سے آزردہ خاطر تھا اور ایسے اور زیادہ کدورت اس کی بڑھ گئی
اور ناگ دیو استیصال کے درپے ہوا تلنگ کو روانہ ہوا۔ ایک ہزار سوار کے ساتھ نواحی ویلم
مین آگیا۔ افغانون کی ایک جماعت کو ان سوداگرون کا لباس پہنایا جنکا مال
لٹا تھا وہ دروازہ پر پہنچکر شہر مین داخل ہوئے دروازون کے محافظ ان کے پاس
ہتھیار دیکھ کر انکا حال دریافت کرنے لگے تو اُنہون نے کہا کہ مال اسباب سارا ہمارا
لٹ گیا ہے ہم حاکم شہر سے فریاد کرنے آئے ہین غرض یہان یہ حیص بیص ہو رہی تھی
کہ محمد شاہ ایک ہزار سوار لے کر جا پہنچا اور اس نے شہر کے دروازہ کے بند کرنے کی محافظون
کو فرصت نہ دی اور محافظون کو قتل کر ڈالا اور سلطان سیدھا ارک پر پہنچا ناگ دیو
کا اس طرح سلطان کے آنے کا سان گمان بھی نہ تھا ایک باغ مین عیش و عشرت اُڑا رہا تھا
کہ ناگہانی یہ حادثہ پیش آیا وہ بہزار خرابی ارک مین گیا۔ سلطان نے حصار کا محاصرہ
کیا۔ توپ و تفنگ و کل آلات حصار داری سے حصار عاری تھا۔ غرض ناگ دیو سے
کچھ نہ بن پڑا۔ ناچار وہ بھاگا مگر دستگیر ہوا۔ محمد شاہ کے ساتھ گفتار ناہموار کی اسکی
زبان اسکی گدی کی طرف سے نکلوا کر منجنیق مین رکھوا کر جلتی آگ مین پھکوایا۔ اور
خاکستر بنایا۔ پندرہ روز تک جشن اُڑایا اور اس عرصہ مین اہل شہر سے بہت
روپیہ وصول کر کے اپنے گلبرگہ کو واپس آیا۔ جب اہل تلنگ کو خبر ہوئی تو اُنہون نے
مور و ملخ کی طرح ہجوم کر کے سلطان محمد شاہ کے لشکر کو آگے پیچھے گھیر لیا۔ محمد شاہ نے
لشکر کو حکم دیا کہ سوا زر و جواہر کے کچھ اور نہ لین اور خیمہ و اسباب کو چھوڑ دین
[illegible]

دانائی اور عاقل کے ساتھ ان ایلچیون کی تعظیم و تکریم کی اور ڈیڑھ سال انکو یونہی بیت العدل مین لگائے رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے مکاتیب محبت اساس رقوم کر کے سخدان ایلچیون کے وجیانگر و تلنگ کو روانہ کیئے اور اس عرصہ مین جن امیرون سے وہ متوہم تھا اور مخالفت کا گمان رکھتا تھا مستاصل کیا اور انکی جگہ اور معتمد آدمیون کو مقرر کیا۔ غرض ہندوؤن کو پھسلاوے مین رکھ کر اپنے تیئن سب طرح سے قوی کیا اور بار عام کیا اور ایک پر شوکت و صلابت مجلس آراستہ کی اور وجیانگر و تلنگ کے ایلچیون کو غایت قہر و غضب و نہایت استیلا و تسلط — سے کہا کہ ایک مدت سے تخت دکن میرے قدمون سے رونق پا رہا ہے میرا اقبال بلند ہو رہا ہے اب تک اطراف کے رایون نے پیشکش و ہدیئے نہین بھیجے ہین انکو چاہیئے کہ انکی سرکار مین جتنے کار آمد ہاتھی ہون انکی پیٹھون پر زر و جواہر و کل امتعہ و اقمشہ لادکر جلد میری درگاہ مین بھیجدین اسلئے کہ خزانہ عامرہ کے نقود مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین صرف ہو گئے ہین روپیہ کی ضرورت بہت ہے۔

جب ایلچیون نے سلطان محمد شاہ کے پیغام اپنے حاکمون کو لکھ بھیجے تو راے تلنگ نے اپنے بڑے بیٹے ناگدیوا و نانک رام کو ورنگل سے بہت سپاہ کے ساتھ کولاس مین بھیجا اسکی مدد کے لئے راے وجیانگر نے بیس ہزار سوار و پیادے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسماعیل فتنہ کو سپہ سالار کیا اور اعظم ہمایون و صفدر خان سیستانی کو لشکر بیدر و برار کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ بہادر خان لشکر لیکر مخالف کے مقابل آیا طرفین مین جنگ عظیم ہوئی بہادر خان کو فتح ہوئی اور اسنے ورنگل تک تعاقب کیا اور وہان کے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس قوی ہیکل ہاتھی اور نفیس تحفے لیکر گلبرگہ مین ۔۔۔ مین سلطان محمد شاہ کرسی پر بیٹھا وضو کر رہا تھا سوداگرون نے گھوڑے دکھائے جنمین کوئی گھوڑا اسکی سرکار و سواری کے لائق نہین تھا تو اسنے سوداگرون سے کہا کہ تمہارے گھوڑے بادشاہون کی سواری کے لائق و قابل نہین ۔۔۔ کو سزا و ۔۔۔

بہت منت سماجت کرکے ان شرائط پر صلح کی تین سو ہاتھی اور تیرہ لاکھ ہون اور
دو سو گھوڑے محمد شاہ پاس بھیجدیئے اور بلدہ گلکنڈہ کو مع مضافات کے پیش کش میں دیا
پادشاہ نے اس فتح کے بعد چالیس روز تک عیش و عشرت کے جشن کیئے اور اپنے بیٹے
مجاہد شاہ کی شادی بہادر خان ولد اسمعیل فتح کی بیٹی سے کی ان عیش و نشاط کی مجالس مین تین
سو قوال دہلی سے آئے تھے وہ حضرت امیر خسرو کے اشعار بادشاہ کی تعریف مین گانے بیٹھے - ان
اشعار اور شراب سے محمد شاہ ایسا مست ہوا کہ ایک فرمان بیجانگر کے حاکم کے نام لکھوا کر بھیجا
کہ ان تین سو قوالون کو وظیفہ وہ دیا کرے - بیجانگر کا راجہ کرشن راؤ نہایت مغرور و شجاع
تھا وہ اس بات سے نہایت آشفتہ ہوا - اسنے جو شخص قوالون کے وظیفہ کی برات لایا تھا
گدھے پر سوار کرا کے بیجانگر کے تمام محلون مین پھرایا اور نکالدیا اور لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا
اور شاہان بہمنیہ کے ممالک کی تسخیر کے لیئے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے اور تین ہزار فیل
لیکر دکن کی سرحد پر متوجہ ہوا اور دریائے تم بدرا سے عبور کیا کہ مدکل اور رائے چور قلعون
کو تسخیر کرے اور تاخت و تاراج کے لیئے آدمی بھیجے - برسات کا موسم آگیا تھا اور دریا
کرشنا کرشنا چڑھاؤ پر تھا - کرشن راؤ خاطر جمع سے حصار مدکل کے نیچے آیا سرحدون
کی قلعے اکثر مشرقی پادشاہون مین جنگ کے سبب ہوتی ہین یہ قلعے جن پادشاہون کو ہاتھ
لگ جاتے ہین انکا تسلط و استیلا اورون پر زیادہ ہو جاتا ہے اور انکی بدولت وہ اورون سے
خراج وصول کرتے ہین - بیجانگر کی طرف سرحدی قلعے مدکل اور رائے چور تھے وہ دریائے کرشنا و
دریائے تم بدرا کے درمیان واقع تھے اسکو رائے چور دواب لکھتے ہین - یہ دواب مع قلعون
مدکل و رائے چور کے بہمنی پادشاہون اور بیجانگر کے راجون کے درمیان مبدء
فساد رہا ایسے ہی تلنگ کی طرف قلعہ گلکنڈہ تھا جو حیدرآباد کے نزدیک ہے محمد شاہ نے
اسکو اہل تلنگ پر اپنا خوف جمانے کے لیئے تسخیر کرلیا تھا قلعہ گیری کے لوازم مین اسقدر سعی و کوشش کی
کہ طاقت بشری مین نہین سما سکتی تھی - قلعہ مین آٹھ سو مسلمان تھے قلعہ کو رائے بیجانگر نے فتح کرلیا
اور ... اتفاق سے ... محمد شاہ

صبح سے سہ پہر تک وہ سفر کرین اور جس قریہ مین پہنچے وہان سے بقدر کفایت آذوقہ
وعلف لیکر صرف کرین اور رات کو صحرا مین اترین اور گھوڑون سے زین نہ اوتارین اور
ہر جماعت ہر رات کو باری باری سے ہشیاری و بیداری مین قیام کرے باوجود
اس حال کے سلطان کے چار ہزار سوارون مین سے پندرہ سو سوار سلامت اپنی مساکن
منازل پر پہنچے۔ کئی دفعہ تلنگون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی مگر مسلمانون کو فتح
حاصل ہوئی۔ لڑائی مین ایکدفعہ سلطان محمد کے بازو پر ایک گولی لگی مگر کارگر نہ ہوئی
سنہ ۷۶۳ھ مین رائے تلنگ شکست سابق اور فرزند کے کشتہ ہونے سے غمزدہ ہوا
اور دہلی کے بادشاہ ملک فیروز شاہ باربک کو عرائض بھیجین محمد شاہ کے مخبرون نے دہلی سے
نوشتے بھیجکر یہ اسکو اطلاع دی کہ رائے ورنگل نے عرائض بادشاہ دہلی کے پاس اس
مضمون کے بھیجے ہین کہ بندہ جادۂ اطاعت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہے اگر امرا
مالوہ اور گجرات کے نام فرمان صادر ہو کہ وہ ملک دکن کو تسخیر کرلین تو مین بھی رائے
وجیانگر کو اپنے ساتھ متفق کر کے خدمت و جان سپاری کے لئے حاضر ہون۔
مجھ سے بندگی اور دولتخواہی مین کوئی تقصیر نہین ہوگی اور تھوڑی مدت مین اس خطہ کو مخالفان
وقت سے لیکر تحف و پیشکش چندین سالہ کے ساتھ حضور کی پائبوس سے مشرف
ہونگا۔ مگر اس سبب سے کچھ امر مشہور ہو گیا تھا کہ دکن پر لشکرکشی شاہان دہلی کو مبارک
نہین ہے۔ ان عرائض کے جواب پر فیروز شاہ نے کچھ التفات نہین کیا۔ اس زمانہ
کے دکن کے مشرق مین تلنگانے اور جنوب مین وجیانگر کے رائے رو رہے تھے کہ انہون
دہلی کی سلطنت کے جوئے سے کندھا اس لیئے نکالا تھا کہ دشمنون کو اپنے دروازہ
پر زور آور کرین۔
محمد شاہ نے مملکت تلنگ کے تسخیر کے ارادہ سے اپنے امرا کو مع لشکر بلایا اور
کولاس مین گیا اس اثنا مین رائے وجیانگر مر گیا اسکا بھتیجا کرشن راؤ جانشین ہوا
رائے تلنگ اسکو کمک سے مایوس ہوا۔ غرض [illegible] اسنے مسلمانون کا استقلال [illegible]

ضائع کرتے ہین اسلئے یہ تجویز ہوئی کہ وجیانگر کے ہاتھی گلبرگہ کو بھیجدیئے جاوین اور اسباب ضروری ہمراہ رکھین اور باقی سب واپس بھیجدین اور طناب اتارین اور توپخانہ کے لدا ہون کا ذخیرہ بناکے ہوشیاری اور بیداری کے لوازم بجالاوین بادشاہ کم مدت سے آیا اور ولایت وجیانگر مین داخل ہوا کشن راو نے بھوج رائے مل کو سپہ سالار مقرر کیا جسنے گھمنڈ مین آنکر کشن راو سے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ گرفتار کرکے خدمت مین لاؤن یا اوسکے سر کو تلوار سے کاٹ کر پیش کرون کشن رائے نے کہا کہ ہر حال مین دشمن کا زندہ رکھنا منظور نہین اسکا مرنا سب حال مین بہتر و خوشتر ہے بھوج رائے نے لشکر کو ولاسا دیا اور چالیس ہزار اور پانچ لاکھ پیادے لیکر بادشاہ سے لڑنے آیا اور حکم دیا کہ امرا اپنی مجلس مین حکم دین کہ پنڈت کتابون کو پڑھ کر خلائق کو مسلمانون کے مارنے کا ثواب بتلاوین اور انکو مسلمانون کے بد اعمال بتلا کر اسنے لڑنے کی ترغیب و تحریص دین کہ گائے کو ذبح اور اصنام کی ہتک کرتے ہین اور بتخانون کو ڈھاتے ہین اور ہندوؤن کو قتل کرتے ہین۔ بادشاہ پاس پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے جنمین سے دس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادے اور سارے آتش بازی کے کارخانے لڑنے کو گئے ۱۲ ذی قعدہ کو صبح سے سہ پہر تک خوب جوش و خروش سے لڑائی ہوئی اور توپخانہ نے مسلمانون کو شکست سے بچایا۔ تفنگ توپ کی ضربون نے ہندوؤن کے لشکر کو متزلزل کیا اور ایسے قریب نوبت آگئی کہ شمشیر و خنجر سے لڑائی ہوئی۔ بھوج مل رائے زخمی ہو کر بھاگا ہندوؤن کو شکست ہوئی مسلمانون نے قتل کا بازار ایسا گرم کیا کہ عورتون اور دودھ پیتے بچون کو بھی نہ چھوڑا۔ محمد شاہ تو ہندوؤن کے قتل کی قسم کھائے ہوئے تھا کہ وہ تین مہینے تک کشن راو کے لشکر کے پیچھے پڑا پھرا اور اسکو قتل کیا۔ آخر کو کشن راو بھاگ کر وجیانگر مین چلا گیا اور نو ہزار پیادے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لیئے مقرر کیئے محمد شاہ نے وجیانگر کے نواح مین خیمے ڈیرے ڈالے ادہر ادہر و ور شہر کے گرد جنگ ہونے لگی۔ رات کو لشکر مین دشمن آنکر گالیان دیجاتے تھے شہر کا تسخیر ہونا بڑا مشکل تھا۔

اسنے جب یہ سارا حال سُنا یا تو اُسنے اس بیچارہ کو بھی مار ڈالا اور کہنے لگا کہ جس شخص نے اتنے آدمیونکا مرنا دیکھا ہو اُسکو دیکھنا نہین چاہیئے۔ سنہ مین محمد شاہ نے بھی انتقام لینے کا ارادہ کیا گلبرگہ کی مسجد مین قرآن پر قسم کھائی کہ ان ہندؤن کو مسلمانون کی عوض مین جب تک لاکھ ہندؤ قتل نہین کر لونگا شمشیر جہاد کو نیام مین نہین کرونگا نو ہزار سوار لیکر وہ دریا سے کرشنا پار گیا اور راے بیجا نگر کے تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے تھے محمد شاہ دریاے کرشنا کے پار گیا اور صبح کو راے کے لشکر گاہ پر پہنچا۔ مشرقی ملکون مین لڑائیان پہلے ایسی ہی ہوتی تھین جیسے وحشی جانورون مین ہوتی ہین۔ جب وہ کرشن راے کے لشکر کے قریب آیا تو اسکے آدمیون کو سواے فرار کے اپنی سلامتی نہ سوجھی تھی سلطان جہان راے کا لشکر پہنچا تھا وہان جاتا تھا اور خوب غارت اور قتل کرتا تھا اسنے ستر ہزار عورتین و مرد و جوان و پیر و بندہ و آزاد قتل کر ڈالے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ دو ہزار ہاتھی تین سو ارابۂ توپ ضرب زن و سات سو گھوڑے عربی اور ایک صندوق جواہرات سرکار شاہی مین داخل ہوئے۔ باقی غنائم پر امراء اور لشکری متصرف ہوئے۔ سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانا. برسات کا موسم قلعہ مدکل مین بسر کیا۔ جب خان محمد مع لشکر دولت آباد محمد شاہ سے مل گیا تو ایک جمعیت عظیم اس پاس ہو گئی اور دشمنون کے قتل کے لیئے قلعۂ ادونی کی طرف روانہ ہوا۔ راے کرشن راے نے دریاے تنگ بدرہ عبور کیا اور ادونی قلعہ کے باہر اُترا اور یہان اپنے بھانجے کو حاکم مقرر کر کے اپنی ولایت کے وسط مین گیا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا۔ اور بیجانگر سے خزانہ و ہاتھی اور اثاثۂ شاہی طلب کیا محمد شاہ نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ نہین کیا اور توپ و ضرب زن وغیرہ سب سے کہ گئی۔ کارخانۂ آتشباری پر بڑا بھروسا کیا اب تک دکن کے اندر اس کا رواج مسلمانون مین نہ تھا۔ ایک توپ خانہ بزرگ مرتب ہوا مقرب خان سیستانی اور تمام رومیون اور فرنگیون کو جو بادشاہ کے ملازم تھے اسکا اہتمام سپرد ہوا

بے شعور نہین کیا اپنی قسمت پر اختیار نہین الغرض اب جو جو سو گزر چکا — اور ان
یہ سمجھایا کہ تیرے باپنے مسلمانون سے لڑائی چھوڑ کر سلطان علاء الدین سے صلح کی تھی تو تمہی
مسلمانون سے صلح کرلو۔ کشن رائے نے یہ رائے پسند کی۔ محمد شاہ سے صلح کا پیغام دیا۔ بادہ
کشن رائے سے قوالون کے وظیفہ کا دینا قبول کرایا اور صلح کرلی اور ایلچیون نے اُسسے
ادا کرادیا۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ جو بات میری زبان سے نکلی تھی میں یہ نہین چاہتا
تھا کہ وہ لغو و حشو ہوکر صفحۂ روزگار پر رہے الحمد للہ کہ جو کچھ کہا تھا اسکو کرکے چھوڑا۔
مشرقی بادشاہون کی یہ ادائین ہوتی ہین کہ اپنی ایک بیہودہ بات کے پورا کرنے کیلئے
ہزارون جانون کے جانے کا خیال نہین کرتے۔ جب ایلچیون نے بادشاہ کو خوش وقت
دیکھا تو کہا کہ ہم اس وقت بادشاہ کو بغایت مشفق و مہربان دیکھتے ہین اگر حکم عالی
ہو تو اخلاص کی راہ سے دو کلمے عرض کرین انکو اجازت ہوئی تو اونہون نے کہا کہ کسی
دین مین روا نہین ہے کہ کسی گناہ گار کی عوض مین کوئی بیگناہ مارا جائے خصوصاً عورتین اور
بچے۔ اگر کشن رائے نے قلعہ مدکل مین مسلمانون کی ساتھ یہ بیراہی کی ہو مگر اسمین فقیر اور
مساکین کا کیا گناہ ہے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ قلم تقدیر یون ہی چلی تھی اسمین میرا
کچھ اختیار نہین تھا۔ ایلچیون نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے ممالک دکن کا خلاصہ آپ کو عنایت کیا ہی
اور ممالک کرناٹک کرشن رائے جو آپ کی مملکت کے ہمسایہ مین واقع ہین یقین ہی کہ آپکو
اور آپ کی اولاد کو برسون تک اس سرزمین کے ساتھ ہمسائگی رہیگی۔ دنیا دارون کو شان
پھر اسطرح کے قضایا واقع ہون تو خلائق کا حال کیا ہوگا۔ خیر اندیشی و رعایا کی صلاح
حال اسکا اقتضا کرتی ہے کہ فقرا اور مساکین کے قتل کا طریقہ موقوف کیا جائے سلطان
محمد شاہ اس کہنے سے متاثر ہوا اور اسلئے کہا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے بعد فتح
اور معرکہ گذاری کے کسی کو قتل نہ کرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اسی طور
مرضیہ پر عمل کرینگے۔ اس تاریخ سے دکن مین یہ دستور ہوگیا کہ جنگ کے بعد جو دشمن
گرفتار ہوتا وہ قتل نہین ہوتا۔ اور بے سبب رعایا و ضعفا کا قتل عام نہین ہوتا

اسکے تین طرف فصیل تھی جسمین سخت پتھر بہت بڑے بڑے لگے ہوئے تھے اور یہی دیوار
[illegible] اور چوتھی طرف دریائے تم بدرا تھا جو ایسے جوش و خروش سے تیز بہتا تھا
جسمین عبور دشوار تھا۔ مطلع السعدین مین لکھا ہے کہ وجیانگر ایک مدور شہر تھا اسکے گرد
سات فصیلین مدور باہم مرکز تھین اور باہر کی فصیل کے باہر ایک میدان پچاس گز کا تھا
جسمین پتھر پاس پاس گڑے ہوئے تھے۔ آدھے زمین مین دبے ہوئے اور آدھے باہر اسمین سوار
اور پیادے بہت مشکل سے باہر کی دیوار تک جاسکتے تھے۔ سلطان محمد شاہ نے ایک مہینہ خوب
کوشش کی کہ اس بلدہ کے اندر داخل ہو مگر کسی حمل سے میسر نہ ہوئی تو وہ حیلہ گری کو
کام مین لایا کہ اپنے تئین بیمار بنایا اور کوچ کا نقارہ بجوایا کشن رائے مسلمانون کے قتل کے
قصد سے اور ہندوؤن کے خون کی تلافی لینے کے لیئے دارالملک وجیانگر سے نکلا۔ اور
مسلمانون کے لشکر کے پیچھے پڑا۔ راتون کو ہندو اردوون کے کنارہ پر آنکے کہتے کہ تمہارا
بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی تم مین سے ایک آدمی کو
ہم زندہ نہ چھوڑینگے۔ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین سوکر چادر سر پر ڈالتا تو اہل
اردو کو بادشاہ کی زندگی پر بدگمانی اور شک ہوتا اور وہ مضطرب ہوتے خان محمد و
مقرب خان جو رازدار تھے خلائق کی دلدہی کرتے اور کوچ پر کوچ کرتے۔ محمد شاہ کی تدبیر
تقدیر کے موافق ہوئی کشن رائے و ارکان دولت اسکے اپنے دشمنون کا حال نہایت زبون
سمجھ کر ساری رات شراب پیتے اور ناچ دیکھتے کہ ناگاہ سلطان نے ان پر شبخون مارا
دشمن کے ہوش اڑ گئے وہ بھاگا دس ہزار ان مین سے مارے گئے اور کشن رائے جیانگر کو
بھاگا وجیانگر سے تیس چالیس کوس پر جہان مسلمان آبادی کا نام سنتے وہان غارت کرنے
دوڑے جاتے وجیانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حال دیکھا تو انہون نے
کشن رائے پر سرزنش و ملامت کی اور کہا کہ تیری حکمرانی ہمارے لئے شوم ہے دیوتا تجھ
سے خفا ہوئے۔ ہمارا مال اور ناموس برباد گیا دس ہزار برہمنون کے قریب کشتہ ہوئے
ہنود کا نام و نشان باقی نہین رہا۔ کشن رائے نے کہا کہ ہمین کوئی کام اچھا ان ملک

تو بیہودہ خواب مستی سے بیدار ہوے۔ اور رات کو تغیر لباس کرکے شیخ زین الدین پاس آئے۔
اس شیخ نے انکو صلاح بتائی کہ سب کچھ چھوڑ کر اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑ کر گجرات چلے جاؤ۔
اسی مین تمھاری خیر ہے اُنھون نے یہی کیا۔ محمد شاہ جب اس امر سے آگاہ ہوا تو سرحد
گجرات تک انکے تعاقب مین یلغار کیا۔ مگر انکو نہ پکڑ سکا۔ دولت آباد مین آیا۔ دکن کے کل مشائخ
نے حاضرانہ و غائبانہ سلطان محمد شاہ سے بیعت کی تھی۔ مگر شیخ زین الدین نے اس سبب سے
بیعت نہین کی تھی کہ وہ شراب پیتا تھا اور بعض اور مناہی کا مرتکب ہوتا تھا۔ شاہ نے شیخ کو
حکم بھیجا کہ میری مجلس مین حاضر ہو یا میرے خلافت کی بیعت کا نوشتہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر
بھیجدے۔ شیخ نے جواب دیا کہ کسی سبب سے کفار نے ایک دانشمند اور ایک سید اور ایک مخنث کو
گرفتار کیا اور تینون کو بتخانہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ جو کوئی بت کو سجدہ کرے اسکو جان کی
امان دی جائے اور جو کوئی انکار کرے وہ قتل کیا جائے۔ دانشمند نے آیہ کریمہ پر عمل کرکے
سجدہ کیا اور سید نے بھی دانشمند کا طریقہ اختیار کیا۔ مگر مخنث نے کہا کہ مین ساری عمر اعمال
ناشائستہ مین مشغول رہا ہون نہ مین عالم ہون نہ سید کہ ایسا کام کرون مجھے قتل ہونا قبول
ہے اور بت کو سجدہ کرنا منظور نہین۔ میرا قصہ بھی اس قصے کے مشابہ ہے کہ مین تیری جفا و ظلم کا
متحمل ہونگا۔ مگر تیری مجلس مین حاضر نہین ہونگا نہ تیری خلافت پر بیعت کرونگا۔ محمد شاہ
خفا ہوکر شیخ کو شہر بدر کردیا۔ شیخ کے ساتھ اس سختی کرنے سے بادشاہ شرمندہ ہوا
صدر الشریف کے ہاتھ یہ مصرعہ لکھ کر بھیجا ع۔ من ز آن تو ام تو ز آن من باش +
شیخ نے کہا کہ اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کے مراتب مراسم کا حفظ کرے
اور ممالک محروسہ مین سے شرابخانون کو دور کرے اور سنت پدر پر عمل کرے اور
خلق کے روبرو شراب نہ پیئے۔ و قضات و علماء و صدور کو حکم دے کہ امر معروف و
نہی منکر مین کوشش کرین تو بتوفیق اللہ مین فقیر سے زیادہ کوئی اسکا دوست نہ ہوگا اور یہ بیت
لکھی۔ بیت

تا من نبریم بجز نکوئی نہ کنیم + جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنیم
آنجا کہ بجای ما بدیہا کردند + تا دست رسد بجز نکوئی نہ کنیم

مرض دوسے جسکا مراجعت کی پانچ روز بستر راحت پر استراحت فرمائی تھی کہ وہ دولت آباد کو روانہ ہوا۔ اُسنے اپنے تئین بیمار بنایا تھا اس لئے اُسکے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی تھی جسسے جابجا فساد کھڑے ہوگئے تھے۔ دولت آباد لشکر و امراء سے خالی تھا۔ بہرام خان ماژندرانی جسکو سلطان علاء الدین نے بیٹا بنایا تھا۔ کونبہ دیو مرہٹہ سردار باگلان کے اغوا سے اُسنے علم مخالفت بلند کیا۔ برار کے بعض امراء نے بھی اسکے ساتھ اتفاق کیا راجہ بگلانہ نے بھی اسکو امداد کی امید دلائی۔ ان مقدمات خام پر بہرام خان فریفتہ ہوا۔ پرگنات و ولایت مرہٹہ کا چند سال کا خراج جو سلطان محمد شاہ کے حکم سے دولت آباد میں کھا گیا تھا اس پر وہ متصرف ہوا۔ خیل و حشم میں اشتغال کیا اور اکثر بلاد و پرگنات مرہٹہ کو قبض و تصرف میں لایا اور اپنے اعوان و انصار میں اسکو تقسیم کیا۔ بارہ ہزار سوار اور پیادے جمع کر لیے۔ سلطان محمد شاہ نے اس خبر کو سُنکر بہرام خان کو لکھا کہ تو اپنی ان حرکات سے باز آ۔ اب تک جو کچھ تونے قصور ... کیا ہے میں اُسے معاف کرتا ہوں۔ بہرام خان کونبھ دیو سے اس امر میں مشورہ کیا تو اُسنے کہا کہ سلطان محمد شاہ قہار و غیور ہے ہمنے جو اعمال ناشائستہ کئے ہیں۔ انسے ہم کو کسی جہت سے امن نہیں ہو نا چاہیئے جس وقت کہ قلعہ دولت آباد پر ہم متصرف ہوں۔ اور راجہ بگلانہ اور برار کے بعض امراء معتبر ہماری ساتھ ہوں تو صلاح یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس مہم سے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بلکہ اتمام کو پہنچائیں غرض اُس نے بادشاہ کی نصیحت نہ سُنی۔ پہلے سے زیادہ مقابلہ و مقاتلہ پر مستعد ہوا۔ جب محمد شاہ نے مسند عالی خان محمد کو اپنے سے پہلے اس طرف بھیجا اور خود شکار کرتا ہوا اس طرف متوجہ ہوا قصبہ پٹن کے حوالی میں بہرام خان و کونبھ دیو اور بعض متعلقین راجہ بگلانہ محمد خان سے مدافعت کے لئے آئے۔ بادشاہ بھی جب قصبہ پٹن سے چار کروہ پر آیا تو راجہ بگلانہ مع متعلقین فرار ہوا اور مخالفین سے ترک موافقت کی۔ بہرام خان و کونبھ دیو بھی بغیر قتال و جدال کے دولت آباد کے قلعہ میں بھاگ گئے خان محمد دولت آباد سے دو کروہ پر پہنچا اور محاصرہ کے فکر میں تھا تو بہرام خان اور

زبان خوب بولتا تھا ترکون اور فارسی زبانون سے مصاحبت و مجالست رکھ
ن سے تیر و کمان سے میل رکھتا تھا ہر وقت شمشیر و نیزہ و خنجر کا ذکر زبان پر رہتا تھا
ن مین رات کو باپ کا خزانہ توڑکر اشرفیون کی تھیلیان لے گیا اور اپنے ہمباز لڑکون مین انکو
ر دیا جسپر باپنے اوسکو بلا کر چند چابک مارے۔
ن راجے والی وجیانگر کو مجاہد شاہ نے لکھا کہ آب کشنا و کرشنا و تم بدرا کے درمیان جو
لک ہین وہ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہین اور ہمیشہ فریقین کے درمیان نزاع
ر گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ صلاح یہ ہی کہ ہم تم آب تم بدرا کو سرحد بنائین دریا کے اس طرف
بت بن رامیشور تمہارے پاس رہے اور دریا کے اس طرف شرفا و غربا ہمارے پاس اس صورت
ن قلعہ بیکاپور اور اور قلاع و بلاد ہمارے ملازمون کو سپرد کرو کہ مادہ النزاع دور ہو اور
صت و موافقت کا طریق مسلوک ہو۔ کشن رائے نے اسکے جواب مین لکھا کہ قدیم الایام سے
لعہ رائچور اور مدکل کنار آب کشنا تک وجیانگر کے رایون کے قبضہ مین رہے ہین مناسب یہ ہے
لہ آب کشنا سرحد ہو قلاع مذکور ہمکو حوالہ ہون اور ہاتھی جو سلطان محمد شاہ امراے کنہرہ سے
لے گیا ہے وہ واپس ہون تاکہ کدورت صفائی سے مبدل ہو۔ مجاہد شاہ یہ جواب سنکر
ر کی تیاری کرنے لگا اور پانچ سو ہاتھی اور خزانہ ہمراہ لیکر آب تم بدرا سے عبور کیا۔
سکار کھیلتا ہوا قلعہ ادونی پہ پہنچا۔ یہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر پر راغب ہوا
صفدر خان سیستانی کو سپاہ برار کے ساتھ اسکے محاصرہ کے لیے مامور کیا امیر الامرا بہادر
و اعظم ہمایون کو مقدمہ لشکر بناکے روانہ کیا اسنے سنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ لنگاولی مین
آب تم بدرا کے کنارہ پر مقیم ہے اسکی طرف وہ خود آپ چلا جب کشن رائے کو اسکے پاس آنے
کی خبر ہوئی تو وہ مقابلے و مقاتلے کے لیے مستعد ہوا۔ اس عرصہ مین زمینداران نے
مجاہد شاہ کو اطلاع دی کہ فلان جنگل مین ایک بڑا زبردست شیر ہے اسنے پیادہ پا جاکے
اس بہادری اور شجاعت سے شیر کو مارا کہ اسکی شہرت وجیانگر کے آدمیون کے دلون
مین ایسا خوف و ہراس پیدا ہوا کہ باوجود اسکے کہ وجیانگر سے بہت بڑا لشکر مرتب ہوکر

انہون نے سلطان کو غازی کہا اس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس کو یہی لقب مین زیادہ بھایا
اور جب دولت آباد سے گلبرگہ مین گیا تو اُس نے ملک مین شراب فروشی کی دکانین بند کرادین
اور شریعت کی ترویج مین بڑی کوشش کی۔ پھر شیخ اور بادشاہ کے درمیان خط و کتابت
جاری ہوگئی۔ اب امن و امان تھا۔ محمد شاہ نے دکن کے جو مفسد و دزد مشہور تھے انکی بیخ کنی مین
کوشش کی اُس نے اپنے ملک کے حاکمون کو حکم بھیجا کہ جو رہزن و دزد ہو اُسکا سر کاٹ کر گلبرگہ بھیجو
گلبرگہ مین سات مہینے مین آٹھ ہزار سرون کا انبار لگا۔

وجیانگر و تلنگانہ اور سب زمینداران دکن محمد شاہ کی اطاعت مین ثابت قدم رہے مال معینہ کے
ارسال مین کچھ تخلف نہین کیا۔ سلطان نے لشکر کشی کو موقوف کیا۔

ہر سال اطراف اربعہ مین سے ایک طرف جاتا۔ اور تین چار مہینے شکار مین مصروف رہتا
اہل دکن اس بادشاہ کو نعمت عظمی سمجھتے اسکے عہد مین زندگانی عیش و کامرانی سے بسر
کرتے ۷۷۶ھ مین موت نے اسکی حیات پر پنجہ مارا۔ سراج التواریخ مین لکھا ہے کہ
محمد شاہی مین جسقدر خزانہ اور فیل جمع ہوئے اسکے بعد شاہان بہمنیہ مین سے کسی کے پاس
نہین جمع ہوئے اسکی سرکار خاصہ مین سب قسم کے تین ہزار ہاتھی تھے کسی اور بادشاہ کی
سرکار مین دو ہزار سے زیادہ نہ ہوئے اور خزانہ بھی اس قدر تھا کہ اور بادشاہون
کے پاس کبھی اس سے آدھا بھی نہ ہوا۔ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ جو اس سے پہلے
پیچھے ہوئے۔ انمین سے کسی نے راے کرناٹک کو ایسا عاجز نہین کیا جیسا اس نے۔ اول سے آخر
تک اس نے پانچ لاکھ آدمیون کو قتل کیا ہوگا۔ اور بلاد کرناٹک کو ایسا ویران کیا کہ قرنون
مین بھی وہ اپنی اصلی حالت پر نہ آیا۔ اسکی سلطنت ۱۷ سال و ماہ پانچ یوم رہی۔

سلطنت مجاہد شاہ بہمنی

ملک سیف الدین غوری کا دختر زادہ سلطان مجاہد شاہ تھا وہ باپ کے بعد تخت پر بیٹھا
قوی ہیکل تھا۔ متناسب الاعضا و چہرہ خورشیدی رکھتا تھا اور اپنی تمام اقوام
[illegible]

مین کشن رائے تھا۔ یہان پہاڑ پر ایک بڑا انتخانہ شیر بنا تھا اسکو مجاہد شاہ نے توڑا
شن رائے کو لوگ سوار کرا کے لڑنے کو لائے پہلے اسکے کہ دونون لشکرون مین تقارب ہو
مجاہد شاہ تاج اوتار کر اپنے شبرنگ گھوڑے پر سوار ہو کر دشمنون کے ازدحام ہجوم
اشے کو گیا ایک ہندو نے اُسے پہچان کر سر پر تلوار ماری مگر وہ کارگر نہ ہوئی۔
سلطان نے اُسے مار ڈالا۔ بعد ازان ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین کشن رائے کو شکست
ہوئی۔ ابھی مسلمانون نے آسائش نہین کی تھی کہ کشن رائے کا بھائی آٹھ ہزار سوار چھ
لاکھ پیادے لیکر اپنی جاگیر سے شہر وجیانگری مین آ گیا اور کشن رائے نے اپنا پراگندہ
لشکر جمع کیا اور پھر دوبارہ ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی تھی مقرب خان
اور بعض اور نامور بہادر قتل ہوئے۔ داؤد خان جسکو چھ ہزار سوار دیکر دھنہ سودرہ
کی حفاظت سپرد ہوئی تھی وہ اس لڑائی کا حال سنکر کہ دشمن کو ہر وقت تازہ کمک
پہنچتی رہتی ہے اسلئے مغلوب نہین ہوتا ناعاقبت اندیشی سے دھنہ کو خالی چھوڑ کر تین
ہزار سوار لیکر معرکہ مین آن موجود ہوا اور ایسی کارزار کی کہ تین دفعہ اسکا گھوڑا زخمی ہوا
مسلمانون کو فتح ہوئی مجاہد شاہ نے داؤد خان کو گالی دیکر کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ
دھنہ کو خالی چھوڑ دیا اگر وہ کفار کے ہاتھ آ جائے تو کوئی مسلمان اس شہر سے
جانبر نہین ہو سکتا بعض امرا کو اُسنے دھنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا مگر مخالف اوس پر
قابض ہو گئے تھے وہ دفع نہ کر سکے اُنہون نے مجاہد شاہ کو اسحال سے اطلاع دی مجاہد شاہ
نے توقف مین صلاح نہ دیکھی۔ سودرہ دھنہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اسکے آنے سے
دھنہ خالی ہوا اور اپنے سارے لشکر کو دھنہ سے باہر نکالا جس شخص نے اس ملک کو دیکھا
ہے وہ جانتا ہے کہ مجاہد شاہ نے کیا کام کیا۔ ولایت کنہرہ جسکو کرناٹک بھی
کہتے ہین طول اسکا شمالاً و جنوباً دریائے کشنا سے سیت بن رامیشور تک ۴ سو کروہ ہے اور عرض
اس کا غرباً و شرقاً تخمیناً ڈیڑھ سو کروہ بحر عمان سے سرحد مملکت تلنگانہ ہے اور یہ ملک ناہمواری
جنگلون اور قلعون سے بھرا ہوا ہے اکثر آدمی یہان کے کنہری زبان بولتے ہین و

دفع کے لئے روانہ ہو چکا مگر وہ لڑنے کے ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ دور دست
جنگلون مین چلے جائین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے تو تو پچی اور کماندار مسلمانو
کے ہلاک کرنے مین کوشش کرین پس وجیانگر مین حاکم مقرر کرکے اسکے جنوبی جنگل کی طرف
متوجہ ہوئے مجاہد شاہ نے وجیانگر کی تعریف بہت سنی تھی وہ کوچ پر کوچ کرکے اسکی
طرف متوجہ ہوا مگر شہر کے استحکام کے سبب سے اسکی تسخیر و تخریب کے درپے نہ ہوا۔ کشن رائے
کے تعاقب مین گیا۔ کشن رائے کوہ و جنگل کے درمیان سیت بن رامیشور کی طرف روان
ہوا۔ سلطان مجاہد شاہ اسکے پیچھے چلا۔ جہان جنگل مین جاتا درختون کو کٹوا کر ایک راہ
سو گز عرض کی بنواتا۔ پانچ چھ مہینے تک کشن رائے کے پیچھے اس طرح پھرا۔ کشن رائے
جا بجا نقل و تحویل کرتا اور اصلا مجاہد شاہ کا مقابلہ نہ کرتا۔ ہر چند دولتخواہون اور
امیرون نے مجاہد شاہ سے عرض کیا کہ اس تعاقب کا نتیجہ کچھ نہین ہے مگر اس نے کچھ نہ
سنا اور کشن رائے کا تعاقب نہ چھوڑا۔ کشن رائے اور اسکے فرزند و قرابتی اکثر بیمار ہوئے
اطبا نے کہا کہ درختون اور پانی کے اثر سے یہ بیمار ہوئے ہین کشن رائے نے کہا کہ مین
یہ سوچا تھا کہ مجاہد شاہ کو جنگل کی آب و ہوا موافق نہین ہوگی وہ بھاگ جائیگا۔ اب
قضیہ برعکس ہوا مجھے بھاگنا چاہیئے ناچار وجیانگر مین وہ آیا پادشاہ سیت بند
رامیشور گیا جو وجیانگر سے چھ سو کروہ ہے مسجد جو امراے علاء الدین خلجی نے بنائی
تھی اسکی تعمیر و مرمت کی اور بتخانون کو توڑا اور ویران کیا اور وجیانگر مین آیا۔
وجیانگر کی دو راہین تھین ایک وسیع دوسری تنگ وسیع راہ مین دشمن کی
تیر و تفنگ اندازی پہاڑون کی کمین گاہون و سرکوب کا خوف تھا اس لئے وہ تنگ راہ
سو درے سے آیا اور دھنہ سو درہ کو اپنے چچا داؤد کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ سپرد کیا
کشن رائے مجاہد شاہ کے جرأت پر واقف ہوکر بلحظہ سوار و پیادون کو
مستعد کرکے لشکر اسلام کے مدافعہ کے لئے بھیجا۔ مجاہد شاہ محلات مین داخل ہوا
اور اسکو توڑ کر دریا کے اس کنارہ پر پہنچا جو اسکے اور اس حصار کے درمیان واقع تھا

سبب سے اہل قلعہ مسلمانوں کو قلعہ حوالہ کر دینگے مگر بارش ہو گئی اس لئے امید بر نہ آئی۔
سلطان کے لشکر مین قحط غلہ کے آثار نمایان ہوئے اسہال و ہیضہ اسعا کا مرض شائع
ہوا خلائق جان سے تنگ ہوئی۔ مراجعت کے خواہان ہوئے۔ ملک نائب سیف الدین غوری
بھی اجازت لے کر یہان آیا اس نے بادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ اس حصار کی فتح جلد
میسر نہ ہوگی ۔ وہ پندرہ قلعے ایک دوسرے کے اوپر رکھتا ہے اور ایک سلسلہ وسیع کوہ
پر واقع ہے۔ اس سے بہتر ہوگا کہ اول دواب کے قلاع و بقاع و بندر گوہ بنگام
سے نیکا پور تک تصرف مین لائے جائین اور پھر اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی جائے۔ اس سمجھانے سے
بادشاہ نے اپنے ملک کو مراجعت کی۔ داؤد خان جسکو سلطان نے دشنام دی تھی
آزردہ خاطر ہو کر آئین شاہی کے فکر مین ہوا او مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا۔ مجاہد شاہ کے
کوئی فرزند نہ تھا اور داؤد خان وارث ملک تھا اس لئے سب نے داؤد خان کی
پادشاہی مسلم کر لی اُس نے بھتیجے کے جنازہ کو گلبرگہ مین دفن کرایا۔ یہ واقعہ ازدا ہجہ
۷۷۹ھ مین واقع ہوا۔ مجاہد شاہ کی فرمان دہی کی مدت تین سال تھی۔ حاجی
محمد قندھاری کی تاریخ سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔ مبارک ایک شخص تھا جو تنبول داری کے
مرتبہ سے قرب امارت کے درجہ پر پہنچا تھا۔ مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر
چند بدرہ زر نکال کر اپنے ساتھ کے کھیلنے والون لڑکون کو دیدئے تھے مبارک
تنبول دار نے سلطان محمد شاہ سے یہ حال عرض کیا۔ سلطان نے غصہ مین آکر چند
چابک اپنے بیٹے کے لگائے۔ سلطان مجاہد شاہ مبارک سے کینہ رکھنے لگا مبارک
تنبول کو خوف ہوا کہ کہین اس سے وہ انتقام نہ لے۔ داؤد خان وغیرہ سے وہ
مل گیا اور سلطان کو قتل کیا۔ بعض کی زبان قلم یہ کہتی ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان
تنبول دار خاصہ نے یہ کام کیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مبارک بیس برس کا جوان
قوی تھا جب مجاہد شاہ نے اس سے کہا آؤ کشتی لڑو وہ اسے لڑکا سمجھ کر کشتی لڑا۔ مجاہد شاہ نے
جبکہ وہ بیس برس کا تھا کشتی مین اسکی گردن توڑ ڈالی وہ مرگیا اسکے بیٹے مسعود نے باپ کا انتقام

بعض عمل اور وہ بہت شجاع و مردانہ ہوتے ہین روز رزم مین وہ میدان مین تالیان بجاتے
ہوئے اور ناچتے ہوئے آتے ہین مگر آخر مین ثبات قدم نہین رکھتے سپاہ اسلام کی صولت
و شوکت انکے دل مین بیٹھی ہوئی ہے۔ سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ کے انپر غالب ہوتے تھے
مملکت و سپاہ کے حساب سے رای بیجانگر شاہان بہمنیہ سے برابر یا زیادہ تھا خصوصًا اسوقت
کہ سلطان مجاہد شاہ ترکتازی کر رہا تھا۔ مملکت تلنگ ہنوز بہمنیون کے تصرف مین بالتمام
نہین آئی تھی۔ بندر گووہ قلعہ بلگام وغیرہ کہ کرناٹک مین داخل نہین ہین راے بیجانگر کے
قبضے مین تھے اور ولایات تلنگ کا بہت سا حصہ اسنے تغلب کر لیا تھا اور مملکت
جو باغیون سے خالی تھی اسکے زیر حکم تھی۔ راے سیلون و ملیبار اور اور بنادر و جزائر کے
حکام اسکے پاس اپنے سفیر بھیجتے تھے اور نفائس و ظرائف بھیجکر تقرب ڈھونڈھتے تھے اور
کشن راے کے باپ دادا سات سو برس سے یہان راج کرتے تھے اور ایک دوسرے کے اندوختہ
کو خرچ نہین کرتے تھے اور اس مدت دراز مین کوئی حادثہ بھی نہین واقع ہوا تھا اس
سبب سے اسکا خزانہ ساری دنیا کے بادشاہون کے خزانہ کی برابری کرتا تھا۔ سلطان
علاء الدین خلجی کے عہد مین کشن راے کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا آبا و اجداد کے
خزائن کو ثواب و ذخیرہ آخرت کی نیت سے زمینون مین مدفون کیا تھا اور انکے
اوپر بتخانے بنائے تھے بعض خزانے کہ سرزمین سیت بن رامیشور مین دفن ہوئے
وہ سلطان علاء الدین خلجی دہلوی کو نصیب ہوئے اس ولایت کے نجومیون نے پہلے سے
کہدیا تھا کہ یہ تمام خزانے بادشاہان اسلام مین سے ایک بادشاہ کو ہاتھ آئینگے
جسکی تفصیل اپنی جگہہ پر مذکور ہے۔ جب سلطان مجاہد شاہ نے جانا کہ بیجانگر آسانی سے
نہین فتح ہوگا تو اس شہر سے کوچ کیا اور اپنے باپ محمد شاہ کے عہد کا پاس کیا رعایا
و مساکین کو قتل نہ کیا بلکہ قریب ساٹھ ستر ہزار دختر و پسر ہندوؤن کے اسیر کئے۔ قلعہ
ادونی کو مجاہد شاہ کے ملازمون نے محاصرہ کر رکھا تھا وہان وہ خود گیا اور قلعہ
[illegible] دو مہینے ضائع کیے۔ گرمی کا موسم ختم ہوگیا تھا امید تھی کہ بے [illegible]

کوئی فتور وقصور نہ واقع ہوا۔ رائی وجیا نگر نے رائے چور کا محاصرہ چھوڑ دیا اور باج وخراج دینا قبول کیا۔ سلطان محمود بڑا خوشخط تھا۔ قرآن خوب پڑھتا تھا۔ طبع ناظم تھی۔ علوم متداولہ سے باخبر تھا۔ عربی فارسی فصیح بولتا تھا۔ فتوح سے مسرور اور مکروہ سے غمگین نہیں ہوتا تھا۔ عمر بھر مین سوا ایک بیوی کے دوسری بیوی نہین کی۔ خواجہ حافظ شیراز کو اُس نے بلایا۔ کشتی محمودی وکن سے اسکے لانے کے لیئے بھیجی وہ ہرموز مین اس کشتی مین سوار ہوا ابھی کشتی چلی نہ تھی کہ ہوا مخالف چلنی شروع ہوئی کشتی سے اُتر پڑا پھر نہ سوار ہوا اور یہ ایک غزل لکھ بھیجی جسکا مطلع یہ ہی

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ✦ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد

میر فیض اللہ انجوئی نے یہ غزل سلطان محمود کو سنائی تو اُس نے ہزار تنکہ طلا حافظ پاس بھیجدیئے۔ سلطان محمود ایوان بزم کو میدان رزم سے زیادہ پسند کرتا تھا۔

بسے سالہا در جہان کام یافت ✦ بر اورنگ بزم آرام یافت

اسکے آخر عہد مین فقط یہ فساد ہوا کہ بہاء الدین تھانہ دار ساغر کے دو بیٹون محمد و مقرب نے بغاوت کی اور ایک ہزار سوار لیکر باپ سے جاملے۔ سلطان محمود کے لشکر نے اسکو شکست دی اور بہاء الدین کا سر کاٹا گیا۔ اسکے دونو بیٹے لڑائی مین مارے گئے ۱۲ رجب ۷۹۹ھ کو سلطان تپ دق سے مرگیا ۱۹ سال ۹ ماہ ۲۰ روز سلطنت کرگیا۔ وہ شرع کا ایسا پابند تھا کہ کوئی کام خلاف شرع نہین ہونے دیتا تھا اسکے زمانہ کی یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عورت زنا کی علت مین گرفتار ہوکر دار القضا مین قاضی کے روبرو آئی جب قاضی نے اس سے پوچھا کہ یہ برا کام کیون کیا تو اس نے کہا کہ اے قاضی مین یہ نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے میرا گمان یہ تھا کہ جیسے مرد کے واسطے چار عورتین حلال ہین ایسی ہی عورت کے لئے چار مرد روا ہون اب مجھے اصل حال معلوم ہوا پھر یہ امر ناشائستہ نہین کرونگی اس طرح حیلہ شرعی کرکے وہ عورت سزا سے بچگئی۔

داؤد پادشاہ بن سلطان علاء الدین حسن گانگوئی

جب مجاہد شاہ کی شہادت کی خبر منتشر ہوئی تو ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا
امرائے خودسری اختیار کی بعض امرا یہ چاہتے تھے کہ چھوٹا بیٹا سلطان علاء الدین
حسن کا محمود پادشاہ ہو اور بعض امرا داؤد شاہ کو پادشاہ بنانا چاہتے تھے آخر کو
ملک نائب سیف الدین غوری کی سعی سے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں
شاہی تخت فیروزہ پر بیٹھا۔ مگر مجاہد شاہ کی بہن روح پرور آغا اپنے بھائی کے خون کا انتقام
لینا چاہتی تھی۔ اس لئے باکہ نامی جوان کو جو مجاہد شاہ کا مقرب تھا ترغیب دی۔ اور
روز جمعہ یکم محرم ۷۸۰ھ کو داؤد شاہ کو جامع مسجد میں سجدہ کے اندر اسکے ہاتھ سے قتل
کرا دیا۔ مسند عالی خان محمد نے اپنے عم زادہ کو کشتہ دیکھ کر باکہ کا بھی سر تن سے جدا کیا
ایام حکومت داؤد شاہ بہمنی ایک ماہ پانچ روز تھے۔

ذکر سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن گانگوی

داؤد شاہ بہمنی کے کشتہ ہونے کے بعد مسند عالی خان محمد نے یہ ارادہ کیا کہ داؤد شاہ
کے بیٹے محمد سنجر کو کہ نو برس کی عمر رکھتا تھا۔ باپ کے جانشین بنائے۔ جب روح پرور آغا کو
خبر ہوئی تو اس نے سنجر کو پیش کیا اور کہا کہ ایسے ناخدا ترس ظالم کا بیٹا جس نے میرے بھائی کا
خون کیا پادشاہی کے لائق نہیں ہے بلکہ محمود خان خلف سلطان علاء الدین
ہے۔ محمود خان اپنے مقتول بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا یہ پادشاہ سلیم النفس و کم آزار
و خوش خلق و عدالت آثار تھا۔ امور دنیوی میں باریک نظر رکھتا تھا عدل و داد
میں کوشش کرتا تھا ابتدائے سلطنت میں مسند عالی خان محمد کو خمیر مایہ فساد سمجھ کر قلعہ
ساغر میں مقید کیا محمود خان ولد مبارک کو کہ مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا اندھا
کیا اور ملک نائب سیف الدین کو پھر وکالت سلطنت کا خلعت دیا اسکے مشورہ بغیر کوئی
کام نہیں کرتا تھا۔ یہ وزیر اسکو ایسا مبارک ہوا کہ اسکی سلطنت میں اصلا تو اعد سلطنت میں

سات اور چھہ سال کی تھی انکا چچا سلطان محمود شاہ انکی تربیت جیسی کہ شاہزادون کی
ہونی چاہیئے کرتا تھا اس وقت تک سلطان محمود کے کوئی بیٹا نہین پیدا ہوا تھا اُن بھتیجون سے
اُسنے اپنی دو بیٹیان بیاہی تھین اور فیروز خان کو اپنا ولیعہد کیا تھا اور اپنے خاندان
مین سکو سب سے بہتر جانتا تھا جب اسکے بیٹے پیدا ہوگئے تو سلطان غیاث الدین کو ولیعہد
کیا اور مرنے کے وقت فیروز خان اور احمد خان کو وصیت کی کہ اُس کی اطاعت کرین
انہون نے بھی لوازم صداقت اخلاص مین کوئی تقصیر نہین کی مگر جب تغلچین نے سلطان غیاث الدین
کو نابینا کیا تو فیروز خان و احمد خان کی بیویون نے جو سلطان کی خواہر اعیانی تھین اپنے
شوہرون کو انتقام کی تحریص و ترغیب دی تغلچین اس بات کو سمجھ گیا وہ اسکے درپے ہوا کہ
سلطان شمس الدین انکی قید کا حکم دے۔ مخدومہ جہان نے کہا کہ ان دونو بھائیون کا دو تین روز
مین فکر کر نہین تو تیرے بیٹے کو معزول کرینگے اور تجھے کہ میری دوستی کے ساتھ متہم ہے بہت
تکلیف دینگے۔ مخدومہ جہان نے بیٹے کو چچازاد بھائیون کے قتل پر راغب و مائل کیا اس حال سے
فیروز خان و احمد خان اطلاع پاکر ساغر کی طرف بھاگ گئے یہان سدو حاکم تھا اس
خاندان کا غلام بڑا صاحب حشمت و شوکت تھا اُسنے انکو قلعہ مین اُتارا اور یہ حکم کیا

نظم

	ندارم دریغ از تو مالے و جان		چنین گفت سدھو بفیروز خان	
	ز قیصر کلاہ تو گردد قوی		یکو شم کہ اورنگ کے خسروی	

سلطان شمس الدین کو اوّل فیروز خان و احمد خان نے لکھا کہ تغلچین کا دفع کرنا ہمارا مقصود ہے
ایسے اعمال ناشائستہ اسسے سرزد ہوئے ہین کہ اسنے غیاث الدین کو اندھا کیا اور اوسی
باتین اسکی کہ مخل ناموس ہین سب جانتے ہین اگر اسکو سزا دو تو ہم تمکو بادشاہ جاننے پر تیار
ہین اگر یہ نہوگا تو یقین جانو کہ جو کچھ ہم کر سکتے ہین اسمین تقصیر نہین کرینگے سلطان شمس الدین
نے تغلچین و مخدومہ جہان کے صواب دید سے جواب انکو ایسا لکھا کہ اسنے اور انکو بھڑکا دیا
دونو بھائیون نے سدھو کے اہتمام سے تین ہزار پیادے بہم پہنچائے امداد کیلئے

ذکر سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ

سلطان محمود شاہ کے بعد اسکا بڑا بیٹا غیاث الدین سترہ برس کی عمر میں تخت پر
بیٹھا اور امور سلطنت میں اپنے باپکا پیرو ہوا۔ سلطان محمود کا بہت منہ چڑھا ترکی غلام
تغلچین تھا وہ چاہتا تھا کہ منصب وکالت اسے ملجاے مگر سلطان غائبانہ و حاضرانہ کہتا تھا
کہ میرے نزدیک یہ امر بہت قبیح ہے کہ خلائق کے سر پر جسمین بہت سے سید ہوتے ہیں غلاموں کو
حاکم کرون اس سبب سے یہ غلام اسکے معزول کرنے کے درپے ہوا تغلچین کی بیٹی حسن و جمال میں
مشہور اور ہندی علم موسیقی میں معروف تھی اسکے عشق میں سلطان کو پھنسا کر ایک دن
دعوت میں اسکو بلایا اور تنہا کرکے اسکی آنکھیں نکالیں اور چوبیس اسکے مقربوں کو دغا
سے قتل کیا اور اسکے چھوٹے بھائی شمس الدین کو بادشاہ بنا دیا اور اس اندھے کو قلعہ
ساگر میں بھیجدیا۔ ۱۷ رمضان سنہ ۷۹۹ میں یہ واقعہ ہوا غیاث الدین کی مدت سلطنت
ایک ماہ بیس روز سے زیادہ نہ تھی

سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی

بھائی کے عزل و حبس کے بعد شمس الدین پندرہ برس کی عمر میں مسند خلافت پر متمکن ہوا
وہ بھائی کا حال دیکھ چکا تھا اس نے فقط نام کی سلطنت پر قناعت کی۔ ترکی غلام تغلچین
کو ملک نائب کا خطاب اور امیر جملگی کا منصب دیا۔ سب امرا نے اسکی اطاعت قبول کی
شمس الدین کی ماں سلطان غیاث الدین کی لونڈی تھی اسکا خطاب مخدومہ جہان تھا
وہ ہمیشہ بیٹے کو نصیحت کرتی تھی کہ تغلچین کی برابر کوئی تیرا دولتخواہ نہیں تجھے چاہیے
کہ اسکے کہنے میں چلے اور اسکے حق میں ارباب غرض کی کوئی بات نہ سنے
تغلچین بھی مخدومہ جہان کو تحفہ تحائف بھیجکر شیرین دل بناتا تھا۔ داؤد شاہ مقتول کے
دو بیٹے تھے ایک محمد سنجر جسکا اوپر مذکور ہوا کہ روح پرور آغا نے اسکو اندھا کیا دوم
فیروز خان سوم احمد خان یہ دونو سگے بھائی تھے۔ باپکے قتل ہونے کے وقت انکی

ذکر سلطنت فیروز شاہ بہمنی

بہمن نامہ دکھنی و فتوح السلاطین منظوم سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ
اور شاہان بہمنیہ سے امتیاز رکھتا تھا اور اسکے سبب سے اس خاندان کی شہرت ہوئی چنانچہ
کی رائے اپنی لڑکی کو سوائے ابنائے جنس کے نہیں بیاہتے تھے اسکی دختر سے بیاہ کیا۔
اور اپنے ایام دولت میں چوبیس لڑائیاں لڑا اور اس کے عہد میں سلطنت بہمنیہ زیادہ
وسیع ہو گئی قلعہ بیکاپور و خلاصہ مملکت تلنگ اراباب اسلام کا مسخر ہوا۔ یہی اول پادشاہ
دکن تھا جس نے تاج مرصع کو دستار کی صورت کا بنا کے سر پر رکھا۔ پادشاہوں
کی خوشتر و بہتر صفت سخاوت ہے اسمیں کوشش کر کے اسنے اپنا نیک نام یادگار
چھوڑا۔ محرمات سے سوا استماع نغمہ و شراب پوشیدہ پینے کے کسی او محرمات کے پاس
نہیں گیا۔ اکثر متبرک روزوں میں وہ صوم و صلوٰۃ میں مصروف رہتا کوئی فریضہ اس
سے فوت نہوتا اور ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ ان دو منہی شرعی سے دلگیر و آزردہ ہوں
مگر مجھ ذکر حق میں نغمہ مشغول کرتا ہے اور میرے نفس میں کوئی فتنہ شراب نہیں برپا کرتی
خدا سے امید ہے کہ وہ میرے ان دو گناہوں کو معاف کر دیگا اسکو عورتوں کے جمع
کرنے کا بڑا شوق تھا علماء و فضلاء سے اسنے کہا کہ چار اصیل عورتوں سے زیادہ
نکاح نہیں ہو سکتا اسکا علاج کیا ہے انمیں سے بعض نے کہا کہ ہمیشہ چار بیویوں میں
سے ایک کو طلاق دیکر دوسری کرلے بعض نے کچھ اور راہ بتائی مگر اسکی طبیعت کے
موافق کوئی نہ آئی۔ وکالت پناہ میر فضل اللہ نے متعہ کی سجھائی اسکو یہ بات بہت
پسند آئی۔ ایک وزمیں آٹھ سو عورتوں سے متعہ کیا۔ حاجی محمد قندھاری نے لکھا ہے
کہ یہ پادشاہ تشریع قرآن شریف کا پاؤ سپارہ ہر روز لکھتا تھا خدا کی پرستش کے
اہمال مخلوق کی پرستش میں مصروف ہوتا تھا رات کو دو دو تین تین مہینے علماء و مشائخ
و شعراء و قصہ خوانوں و افسانہ گویوں و ندیموں و خوش طبعوں میں اپنی طبیعت کو
شگفتہ رکھتا تھا وہ مراتبہ شاہی کو الگ رکھ کے ایک جماعت کے ساتھ برادرانہ سلوک

تخت گاہ کے آدمی اُنسے ملجانیکے لئے گلبرگہ کو روانہ ہوئے جب وہ آب تھورے گذرنے تو تختگاہ کے آدمی آنکر انسے نہین ملاور ٹھیر گئے اور اُنہون نے فیروز خان کے سر پر چھتر رکھا۔ احمد خان کو منصب امیر الامرائی دیا۔ سدھو کو میر نوبتی بنایا۔ میر افضل اللہ انجو کو وکالت کا منصب دیا اور ایسے ہی اسنے ہمراہیون کو منصب دئیے اور آگے چلے۔ گلبرگہ سے چار کروہ پر پہنچے تغلچین نے خزانہ کا روپیہ سپاہ مین تقسیم کیا۔ سلطان شمس الدین کو لیکر فیروز خان کے مقابلہ کے لئے چلا سخت لڑائی ہوئی جسمین فیروز خان نے شکست پائی وہ ساغر کو روانہ ہوا۔ مخدومہ جہان و تغلچین کا استقلال اعلے درجہ پر پہنچا خلائق کی طبائع اُنسے متنفر ہوئین اور اکثر بندگان شاہی کو فیروز خان کی طرف میل ہوا اُنہون نے فیروز خان کو پیغام دیا کہ سلطان شمس الدین سے عہدنامہ لکھاکر تم گلبرگہ مین چلے آؤ اور فرصت کے وقت اپنا کام بناؤ تختگاہ کے آدمی تمھارے ساتھ بیک دل و یک جہت ہین۔ فیروز خان نے اپنے معتمد مخدومہ جہان اور تغلچین پاس بھیجکر عرض کیا کہ ہم بعض آدمیون کے بہکانے سے متوہم ہوئے تھے تو ایسے امور کے مرتکب ہوئے تھے اپنے کئے سے پشیمان و شرمسار ہین اگر سلطان سے امان نامہ حاصل کرو تو ہم دونو بھائی دار الخلافہ مین آکر سایۂ عاطفت شاہی مین زندگی بسر کرین۔ بادشاہ نے استمالت نامہ عہود و مواثیق کے ساتھ بھیجا۔ دونو بھائی گلبرگہ مین آگئے۔ فیروز خان اپنی حکمت و فطرت سے محل کے اندر گیا۔ اور سلطان شمس الدین و تغلچین کو پابزنجیر کیا باہر کچھ آدمیون مین لڑائی ہوئی فیروز خان تغلچین ارکان دولت دیوانخانہ مین آنکر تخت فیروزہ پر جلوہ افروز ہوا سلطان شمس الدین اندھا کرکے قلعہ بیدر مین بھیجدیا۔ سلطان غیاث الدین کو بلاکر تغلچین کو اُسکے حوالہ کیا اُس باوجود نابینائی کے اپنے ہاتھ سے ایک ضرب شمشیر سے اُسے قتل کیا سلطان فیروز سے شمس الدین اجازت لیکر مکہ معظمہ گیا۔ پانچ ہزار فیروز شاہی اشرفیان اور اور تحائف اُس پاس ہرسال بھیجے جاتے تھے مدینہ منورہ مین وہ سنہ ۸۱۲ھ مین فوت ہوا اسکی مدت سلطنت پانچ مہینے سات دن روز تھی۔

ن مین اگر کسی سیدون کو درس کی فرصت نہ ہوتی تو رات کو طالب علمون کو بلا
تا ۔ اسی بادشاہ نے اپنے خاندان اور سیدون مین باہ شادی کا رشتہ پیدا کیا ۔
وزشاہ کو پری پیکر عورتون سے بڑی رغبت تھی اسنے بھوج کے کنارہ پر ایک شہر
وزآباد آباد کیا اور اُسمین باغات اور عمارات نہایت پر تکلف بنائے اور مشابہ محل بنائی
در ہر ایک محل ایک ایک حرم کو دیا ۔ عورتون کی کثرت و ازدحام سے اندیشہ کر کے ایک ضابطہ
ر کیے کہ اپنے زندگی مین اُن سے تجاوز نہین کیا اسکے قوانین مین سے ایک قانون یہ تھا
ن محلون مین زنان خاصہ تھین انمین سے ہر ایک محل مین تین کنیز خدمتگارون سے زیادہ نہ ہوتی
ین وہ اُنکی ہمزبان ہوتی تھین عربی کلام کا بڑا شوق تھا ۔ کئی محل جسمین سلطان
محمود شاہ کی بیٹی رہتی تھی اسکا اول نمبر رہتا تھا بعد اس کے عربی محل کا جسمین نو عورتین
عرب و حجاز و کربلا اور اسکے حدود کی رہتی تھین اور فصاحت و بلاغت مین کمال رکھتی تھین
اور تمام حبشی و حبشی زاد عورتین خوش شکل و عربی زبان آنکر ملازم رہتین اس محل مین جو عورت
کہ کہین اور زبانون کے مخلوط ہونے سے
عربی زبان نہین جانتی تھی جانے نہ پاتی
عربی زبان مین خلل نہ پڑے جب انمین سے کوئی عورت مرجاتی تھی تو اسکی عوض مین
عرب سے اور عورت بلالی جاتی تھی ۔ ایسی ہی عجم کی نو عورتین ہوتی تھین اور انکے نوکر چرکس و
ترک و روس و گرجی و فارسی زبان ہوتی تھین یہی حال ترک و فرنگ و خطا و افغان و راجپوت
و بنگالی و گجراتی و تلنگی و کنہری و مرہٹی وغیرہ عورتون کا تھا ۔ سلطان ان سب کی
زبانین جانتا تھا ۔ ہر روز ایک محل مین جاتا اور انکے ساتھ زندگانی ایسی بسر کرتا کہ ہر محل کی
عورتین یہ سمجھتین کہ ہمکو ہی بادشاہ زیادہ دوست رکھتا ہے وہ انجیل اور توریت کو بھی پڑھ
سکتا تھا ہر مذہب کے علما اس پاس رہتے تھے اور وہ انکی روش سے واقف تھا ۔
جب فیروز شاہ نے خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا تو اپنے بھائی احمد خان کو خانخانان کا
خطاب دیا اور امیر الامرا مقرر کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو کو وکیل السلطنت مقرر کیا
اور ملک نائب کا خطاب دیا اور بہت سے برہمنون کو مصاحب اختیار کیا ۔

سلوک کرتا تھا اُن سے کہتا تھا دیوانداری کے وقت مین تخت پر بیٹھتا ہون پادشاہ
ہوتا ہون اور ناچار شاہانہ خلق کے ساتھ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت وصلابت فرماندہی
کی دلون مین جگہہ رہے اور مہمات سلطنت بے نظام نہ ہون اور جب اور وقتون مین تمہارے
ساتھہ مجالست کرتا ہون تو اپنے تئین تم مین سے ایک شمار کرتا ہون جسطرح تم اس مین
بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور باتین کرتے ہو میرے ساتھہ مین بھی طریقہ سلوک رکھو
تاکہ مین پادشاہی اور غیر شاہی دونو سے حظ وافر اُٹھاؤن اور ان آدمیون کو
اجازت دیدی تھی کہ شب نشینی کے وقت جسوقت چاہین آئین جسوقت چاہین جائین
مجلس مین جو کچھہ کھانا پینا چاہین وہ پادشاہی نوکرون سے طلب کرین سوا دو بات کے
جو چاہین کہین و نہین ایک کاروبار دنیوی کی کوئی بات نہ کہین اسکو دیوانداری کے
وقت پر موقوف رکھین- دوم ایکدوسرے کی غیبت بدی نہ کرین-

سلطان فیروزشاہ ہر سال بندر گوہ و دابل وچیول سے اطراف مین جہاز بھیجتا تھا اور
حکم دیتا تھا کہ ہر ولایت کے تحف وامتعہ لاؤ- اور کہا کرتا تھا کہ سب تحفون سے بہتر تحفہ
ہر مملکت کا اسکے صاحب کمال آدمی ہوتے ہین پس پادشاہ کو اسمین سعی کرنی چاہیئے کہ
ہر ولایت کے صاحب کمال اپنی سرکار مین جمع کرے اس وجہ سے بہت مشہور مشہور آدمی
اسکے دربار مین جمع ہو گئے تھے اس پادشاہ کو اکثر زبانین آتی تھین ہر ولایت کے آدمیون
سے انکی زبان مین گفتگو کرتا تھا قوت حافظہ ایسی تھی کہ ایک دو دفعہ مین بات یاد
ہو جاتی تھی اور پھر وہ بھولتی نہ تھی- متقدمین کے اشعار خوب سمجھتا تھا کبھی کبھی خود بھی
شعر کہتا تھا- کبھی عروجی کبھی فیروزی تخلص کرتا تھا- مُلا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین
اسکے نام پر لکھی ہے- اسکو اکثر علوم مین خصوصاً تفسیر اصول و حکمت نظری مین
مہارت تمام تھی اصطلاحات صوفیہ سے باخبر تھا- ہفتہ مین تین روز شنبہ و دوشنبہ
و چہارشنبہ کو کتب ذیل کا درس دیتا تھا- زاہدی- شرح تذکرہ در ہیات مین-
شرح مقاصد کلام مین- تحریر اقلیدس ہندسہ مین و مطول ملا سعد الدین علم معانی

ت کو مان لیا اور تھوڑی مدت مین دو سو توکرے کلانے کے چڑھنے سے مسلح ہوا کے
رائے قاضی سراج نے سات جوان ساتھ لئے جو اسکے ساتھ یک دل و یک جہت
ہیرون کا لباس پہن کے دریا سے عبور کیا اور دیو رائے کے لشکر مین آئے اور خرابات کا
روکش ہوئے اور ایک پاتر پُرعشوہ پر عاشق ہوئے۔ اتفاقاً اسی روز شام کے قریب
پاتر آراستہ ہو کر جانے کو ہوئی تو قاضی نے اپنی بیصبری اور بیقراری ظاہر کی کہ اے
ب جفاکار کہان جاتی ہے اور اپنی جدائی سے میری رگ جان قطع کرتی ہے۔ پاتر
کہا کہ رائے زادہ نے آج ایک بڑا جشن کیا ہے اور مجھے حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ قاضی نے
کہا کہ مین تیری جدائی مین کیونکر زندہ رہونگا مجھے بھی ہمراہ لیچل اس نے کہا کہ اس مجلس مین سوا
اہل طرب و نغمہ کے کسی اور کو جانا نہین ملتا قاضی نے کہا کہ جو نغمہ ساز تیرے پاس ہین میری
پاس بھی ہین اور سوائے ان کے اور چیزین میرے پاس ہین کہ دیو رائے کے سامنے
ظاہر کرونگا۔ پاتر نے تمسخر سے اپنا مندل اسکے روبرو رکھ دیا کہ بجاؤ تو قاضی نے مندل
بجایا اور وہ گایا تو پاتر نے کہا کہ تیرا ساتھ لیجانا میری عزت و حرمت کا سبب ہے۔
پس قاضی اور انکے یار پاتر کے ساتھ رائے کی بارگاہ مین جا کر مجلس مین داخل ہوئے وہان
خوب ناچ گانا ہوا۔ قاضی نے ایک عورت کے ساتھ زنانہ لباس پہن کر خوب بازیگری
کی یہان کے دستور کے موافق مسخرون کے طور پر دو ننگی کٹارین لیکر بازی کرتے ہوئے
رائے زادہ کے پاس گئے اور جلدی سے قاضی نے رائے زادہ کے سینہ و شکم مین کٹارین
بھونک دین اور پانچ چھ ہمراہی اسکے جو باہر کھڑے تھے وہ داخل ہوئے۔ ہندو شراب
کے نشہ مین ایسے مست پڑے تھے کہ انہون نے انکو زخمی کیا اور چراغ بجھا دیے اور سراپردہ
کو شگاف کر کے باہر چلے آئے اور ایک گوشہ مین لشکر اسلام کے عبور کے انتظار مین کھڑے
ہوئے۔ دشمن کی انجمن مین اکثر آدمی شراب کے نشہ مین مست پڑے تھے وہ ہوش مین
نہ تھے سراسیمہ و حیران ہوئے لشکر مین غل شور پڑا۔ رات اندھیری تھی۔ کوئی کہتا تھا
کہ مسلمانون پادشاہ دس بارہ ہزار سوارون سے دریا سے عبور کر کے آیا

[illegible] ہین سلطان [illegible] داؤد بیدری و صاحب برہان التواریخ [illegible]

[illegible] انہون کا بیان صحیح و تحسین سے کیا ہے اور باقی مین خاموش ہین القصہ ایک بیجا
بیجانگر کے والی دیورائے تیس ہزار اور نو لاکھ پیادے کماندار اور تفنگ انداز کے ساتھ
اسلام کی طرف اس قصد سے متوجہ ہوا کہ مدگل اور رائچور اور دوآب کرشنا تم بد
مدبنیانی ملک ہے کے ہاتھ مین بعض پرگنات و قصبات کے تسخیر کرے جب سلطان فیروز
یہ خبر ہوئی تو ساغر مین اسنے بارہ ہزار سوار جمع کئے اول اس نے ساغر کے زمیندار
مین سے ایک زمیندار کو اور سات آٹھ ہزار کو نیون کو گرفتار کرکے قتل کیا یہان سے خاطر
جمع ہوئی برار اور دولت آباد کا لشکر اس پاس آگئے دیورائے کی مدافعت کے لئے
کوچ کرنے کو تھا کہ اس پاس ناگاہ یہ خبر آئی کہ نرسنگہ والی قلعہ کھرلہ نے حکام منڈو و
آسیر کی امداد سے اور رائے وجیانگر کی تحریک و تحریص سے مملکت برار مین آکر حوالی قلعہ
ماہور تک تاخت و تاراج کی ہے اور بہت مسلمانون کی اہانت کی اور انکو اذیت
دی اور انپر بیداد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اس سبب دولت آباد و برار کا
تمام لشکر اس فتنے کے دور کرنے کے لیے مامور کیا اور خود بارہ ہزار آدمیون سے
دیورائے کی تادیب کے لئے روانہ ہوا برسات کا موسم تھا آب کشنا طغیانی پر تھا
دیورائے دریا کے اس طرف خیمہ و خرگاہ لگاکر مسلمانون کے عبور کا مانع ہوا سلطان
فیروزشاہ نے ارکان دولت اور سران سپاہ سے مشورہ کیا تو کسی نے ایسا جواب
نہ دیا کہ سلطان کی تشفی خاطر ہوتی مگر قاضی سراج نے کہ نامور امیرون مین تھا اس نے عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو سراج اپنے معتمد اقارب کے ساتھ دریا سے عبور کرکے کسی حیلہ سے
جسکو مین جانتا ہون پا کر سکتا ہون اپنے تئین رات کو دیورائے یا اسکے بیٹے
کی مجلس مین پہنچکر اسکو اپنے خنجر و کٹارہ سے مار ڈالون بشرطیکہ جب دشمن کی لشکرگاہ
مین غوغا بلند ہو تو چار پانچ ہزار سوار خاطر جمعی سے دریا سے عبور کرکے دریا کو بند کو [illegible]
[illegible] پھر یہ دغا [illegible] بفراغت تمام دشمنون کا کچھ [illegible] سلطان فیروزشاہ نے

رکردیا اور سلطان فیروز شاہ کو کام روا گیا اسکی تفصیل مابعد میں یہ لکھی ہے کہ د
ں مین ایک نہایت مفلس و ذلیل زرگر کے گھر مین ایک لڑکی پرتھال نام نہایت حسین پیدا ہوئی
ں باپون نے چاہا کہ برادری مین اسکی چھوٹی عمر مین شادی کرین مگر لڑکی نے نہ مانا ۔
اثنا مین ایک دانشمند برہمن کہین سال کہ وجیانگر سے کاشی جاتا ہوگیا تھا یہان مسافر کی
ھر مین مہمان ہوا اس پنڈت نے اس لڑکی کو جنتر و منتر و منڈل بجانا سکھادیا اس لڑکی کو
س فن سے نہایت مناسبت تھی ایک سال کے بعد یہ برہمن وجیانگر گیا اور اس لڑکی
ے حسن و جمال و علم موسیقی کے کمال کا چرچا کیا دیورائے نے سنا ۔ برہمن کو اس لڑکی کے
لانے کے لیے بھیجا مگر لڑکی نے وجیانگر کے جانے سے انکار کیا ۔ برہمن وجیانگر واپس گیا تو
رام دیو نے پانچہزار سوار اور بہت سے پیادے بھیجے کہ زرگر کی لڑکی پرتھال کو پکڑ لائین مگر لڑکی
خبر پاکر ایک روز پہلے کہین بھاگ گئی دیورائے کے لشکر نے اس جانے مین سلطان فیروز شاہ
کے ملک پر بہت دست درازی کی اور بہت سے قریون و قصبون کو خاک سیاہ کیا ان
فولاد خان ان حدود کا ضابط اس لشکر سے لڑا اور اسکو شکست دیکر دو ہزار ہندو
کو قتل کیا اس خبر کو سنکر موسم سرما کے آغاز مین سنہ ۸۰۹ مین بڑی شان و شکوہ سے سپاہ کو
لے کر وجیانگر کو روانہ ہوا ۔ رام دیو متحصن ہوا ۔ فیروز شاہ نے چاہا کہ شہر مین داخل ہو کر
اسکو فتح کرے ۔ مگر کرناٹکیون نے مسلمانون کو شہر نہ لینے دیا اور سلطان فیروز شاہ کو تیر سے
زخمی کیا ۔ خانخانان نے بیجانگریون سے جنگ کی بازی قائم اٹھائی اور فیروز شاہ وجیانگر
کے مقابلے سے ہٹ کر ایک ہموار اور مسطح میدان مین آگیا اور وجیانگر کی تسخیر سے قطع نظر
کی امیر الامرا خانخانان میان سدھو سرنوبت کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
وجیانگر کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے لیے بھیجا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو
لشکر برار کے ساتھ قلعہ بنکاپور پر مامور کیا وہ کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے تھا
اور خود لشکر کے گرد مرادہائے توپ ضرب زن کا لگا کر کمال ہوشیاری سے دیورا
کے مقابل مین بیٹھا ۔ اس مدت مین مسلمان اور ہندؤن کے درمیان اکثر لڑائیان

دیدے کہ تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرے۔ اور اگر ضرورت ہو تو دا
خود بھی یہاں آئے۔ سلطان فیروز شاہ نے حزم و پیش بینی سے امیر تقی الدین محمد داماد میر
فضل اللہ انجو کو مولانا لطیف اللہ سبزواری کے ساتھ تحائف و نفائس دیگر دریا کی راہ سے امیر
تیمور کے پاس بھیجا اور ایک کتابت جو اتحاد و اخلاص سے خبر دیتی تھی روانہ کی جب یہ
امیر تیمور کی آستان بوسی سے مشرف ہوئے تو اُسنے بہت انکا اکرام کیا ان ایلچیوں
نے امیر تیمور سے عرض کیا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی درگاہ عالم پناہ کے ایک چھوٹوں میں سے
ہے اور مخلص دولت خواہوں میں سے اپنے تئین شمار کرتا ہے اسکا ارادہ ہے کہ جس وقت حضرت
دار الخلافت دہلی کی طرف توجہ فرمائیں یا کسی شاہزادہ کو اس دیار کے لیے نامزد کریں تو وہ
دکن سے دہلی کا عازم خدمت گذاری کے لیے ہو اور کوئی شائستہ خدمت بجا لائے۔
امیر تیمور اس حسن اخلاص سے خوش حال ہوا کہ اسنے باوجود بعد مسافت کے اسکا اظہار کیا
اور زبان مبارک سے فرمایا کہ ہمنے دکن و مالوہ و گجرات کی شاہی فیروز شاہ کو دی اور
چتر اور جمیع لوازم شاہی کی اجازت دی اور اسی مضمون کا فرمان لکھا جسمیں اوس کو
فرزند خیر خواہ لکھا اور خلعت و گھوڑے بھیجے۔ گجرات و مالوہ و خاندیس کے بادشاہوں نے
فیروز شاہ کی اس ہوشیاری سے اندیشہ کر کے اسکی خدمت میں اپنے ایلچی بھیجے اور لکھا کہ
ہم سب بھائی ہیں چاہیئے کہ سب باہم متفق رہیں کہ بادشاہ دہلی کے صدمہ سے محفوظ رہیں
فرمان تیمور کچھ عمل میں نہ آیا مگر اسنے ان بادشاہوں کو اکسایا کہ انہوں نے پورائے وجیا نگر
سے خصوصیت و آشنائی پیدا کی کہ مخفی پیغام بھیجا کہ جس وقت تم کو کمک کی احتیاج ہو تو
اطلاع دو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لائینگے۔ اس سبب سے رای وجیا نگر نے
سلطان فیروز شاہ سے اپنے سلوک کو متغیر کیا تین چار سال سے باج و خراج مقرری نہ ادا
کیا۔ ظاہر میں شاہان مالوہ و گجرات و خاندیس ملائمت برتتے تھے۔ مگر باطن میں مخالف
تھے فیروز شاہ نے صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی طلب میں شدت نہ کی اور
کمال العدو موقع کا منتظر رہا۔ ایک ستار کی لڑکی سرمایہ آشوب ہوئی اسکا قصہ یہ ہے

ملک التجار ...ونے سے بہت ضعیف کیا۔ مریض ہوا۔ ملک کے سارے کام دو غلام ہوشیار حسن ...ر بیدار نظام الملک کے ہاتھ مین دیدئیے۔ انہون نے احمد خان کی اور مناع ... مجہول ...یا کہ احمد خان خانخانان سلطنت کا داعیہ رکھتا ہے۔ انہون نے بادشاہ سے کہا کہ جب ...بیٹے حسن خان کی دارائی اس وقت تک نہین قائم ہوگی کہ تیرے بھائی احمد خان کا ...شوکت سے ملک خالی ہوگا سلطان کو گیسو دراز کا قول بھی یاد تھا اس لئے احمد خان کے اندھا ...کرنے کا ارادہ کیا احمد خان مطلع ہو کر اپنے فرزند علاء الدین کو ساتھ لیکر سید محمد گیسو دراز کے گھر گیا اور ان سے مشورت کی انہون نے اپنی دستار پھاڑ کے آدھی باپ اور بیٹے کے سر پر باندھ دی اور سلطنت کا مژدہ سنا دیا فاتحہ پڑھی اور تینون نے ایک طبق مین کھانا کھایا۔ دوسرے روز احمد خان چار سو سلح جوان لے کر گھر سے نکلا کہ راہ مین اسکے دوست خلف حسن بصری نے اس طرح سلام کیا جیسے کہ بادشاہون کو کرتے ہین احمد خان نے کہا کہ تو جلد اپنے گھر مین چلا جا ایسا نہ ہو کہ میری آشنائی کے سبب سے گزند پہنچے۔ خلف حسن بصری نے کہا کہ فراغت و آسائش کے وقت جلیس و ندیم اور محنت و تعب مین بیوفا ہونا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ نہین ہے جبتک تن مین جان اور بدن مین رمق باقی ہے قسم ہے کہ مین تیری رکاب سے جدا ہون ؎

بیت

سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف	دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال

جیسی کہ بادشاہون کو بزرگ نوکرون کی ضرورت ہوتی ہے ایسی ہی بندگان حقیر کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ جو کام سوزن سے ہوتا ہے وہ نیزہ سے نہین ہوسکتا جو کام کہ قلمتراش سے نکلتا ہے وہ شمشیر سے نہین ہوسکتا اگر آپ مجھے اپنے کمترین بندون مین داخل کرین تو خدمات شائستہ بجا لاؤن خانخانان نے اسے ہمراہ لیا اور کہا کہ اگر بادشاہی مجھے ہاتھ آئی تو تو میرا سہیم و قسیم ہوگا۔ جب شہاب ...حسن ملک التجار بیدار نظام الملک مین چار ہزار سوار اور چند فیل احمد خان کے

فرمایا عالم بالا سے گنج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان خانخانان کے مقرر ہوا ہے اوروں کے واسطے کوشش کرنی بے فائدہ ہے سلطان نے رنجیدہ ہو پیغام دیا کہ تیری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے اور آدمیوں کا ہجوم رہتا ہے شہر سے باہر جانا چاہیے وہ شہر سے باہر چلے گئے۔
سنہ ۸۲۰ھ میں فیروز شاہ نے رائے تلنگ سے کئی سال کا باج و خراج وصول کر اور اسی سال کے وسط میں قلعہ پانگل کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ (جواب نلگنڈہ مشہور اور وہ قلعہ ادونی سے اسی فرسنگ پر ہے) اور اس طرف لشکر کشی کی دو برس تک اس کا محاصرہ رکھا پھر اسکے لشکر میں وبا پھیلی۔ گھوڑے آدمی مرے۔ سپاہی اپنی جاگیروں کو بھاگ گئے۔ غرض بادشاہ کا خزانہ زر و مال سے خالی ہوا مگر قلعہ دشمنوں سے نہ خالی ہوا اس زمانہ میں دیو رائے نے فرصت پاکر بے حد و حساب سوار اور پیادے اطراف ممالک سے جمع کیے۔ کل راجاؤں کو یہانتک کہ راجہ تلنگ کو مدد کے لئے طلب کیا اور ایک حشر عظیم برپا کیا اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ میں اس معرکہ کا حریف نہیں ہوں مگر غیرت میں آ کر لڑا میں لڑائی میں میر فضل اللہ انجو کو اسکے ایک کنبہی ملازم نے اسکے سر میں زخم لگا کے شربت شہادت چکھایا۔ اس ملازم کو دیو رائے نے امارت کا وعدہ کرکے مرتبہ دیا تھا۔ فیروز شاہ کو شکست ہوئی اور احمد خان خانخانان اسکی جان بچا کے نکال لایا۔ ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا اور جنگگاہ میں انکے سروں کے چبوترے بنائے سلطان کا تعاقب کیا اور اکثر اسکے ممالک پر متصرف ہوئے اور ارباب اسلام کے قتل عام میں کچھ تقصیر نہیں کی ان کی مسجدوں کو توڑا چند سال کا کینہ سینہ سے نکالا۔ فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین ولد میر فضل انجو کو گجرات امداد کے لئے بھیجا۔ احمد شاہ گجراتی ابھی تخت پر بیٹھا تھا اسکی مہمات شاہی کو خود قرار نہ تھا۔ اس پیغام کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوا۔ احمد خان نے خزانوں کے منہ کھول دیے اور لشکر جمع کر کے دیو رائے کو مملکت شاہ سے باہر کر دیا میں بھائی کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ کو پیری کے عالم میں اس شکست عظیم کے

استحقاق اور قابلیت سلطنت تجھ ہی میں ہے پر شفقت پدری کا سبب تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ولیعہد کرتا اور اس میں حتی المقدور کوشش کروں اب میں تجھے خدا کو اور حسن خان کو تجھے سپرد کرتا ہوں جائیے اور مہمات سلطنت میں مشغول ہو میں چند روز کا مہمان ہوں مجھے نہ بھولنا پانچویں شہر شوال ۸۲۵ھ کو تاج جو بھائی نے مخترع کیا تھا اس نے سر پر رکھا اور تخت فیروزہ پر بیٹھا اور اپنا خطاب سلطان احمد شاہ بہمنی رکھا اور خطبہ و سکہ دکن میں اپنے نام کا جاری کیا۔ ۱۵ کو فیروز شاہ مرگیا اور ۲۵ سال ۷ ماہ ۱۵ روز سلطنت کر گیا۔ یہ بھی کتابوں میں پڑھنے میں آیا کہ احمد شاہ نے شیر خان بھانجے کی تحریک سے فیروز شاہ کا دم گھوٹ کر مار ڈالا۔

ذکر سلطنت احمد شاہ بہمنی

احمد شاہ بہمنی نے بادشاہ ہو کر خلف حسن بصری کو وکیل سلطنت مقرر کیا اور ملک التجار کا خطاب اس لئے دیا کہ وہ پہلے تجارت پیشہ تھا فیروز شاہ کے بیٹے حسن خان کو فیروز آباد میں بھیجدیا کہ وہ عیش و آرام میں زندگی بسر کرے مگر شہر سے چار کوس سے پرے نہ جائے وہ بھی عیاش تھا اس نے سوائے عیش کے دوسری طرف خیال نہ کیا۔ چچا کی حیات تک خوب اسکی زندگی بسر ہوئی مگر اسکے بعد وہ مکحول ہوا اور قلعہ فیروز آباد میں مقید ہوا اور وہیں مرگیا۔

احمد شاہ لشکر کشی کے قوانین سے اور فرمانروائی کے آئین سے خوب ماہر تھا وہ تخت پر بیٹھتے ہی فیروز شاہ کی شکست کے عوض کے لئے دیو رائے سے انتقام لینے میں مصروف ہوا اور ساز و سامان تیار کیا چالیس ہزار سوار جرار نامدار معرکہ گذار لیکر کرناٹک کو چلا۔ دیو رائے بھی بہت لشکر لیکر ارباب اسلام کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور تنگ بھدرا (تم بدرا) کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا سلطان بھی یہاں دیو رائے کے مقابل میں آیا۔ اس پاس دس لاکھ توپچی و کماندار تھے۔ عالم خان و لودی خان دلاور خان افغان دس ہزار سوار لیکر دریا سے پار گئے یہ اتفاق کی بات ہے کہ دیو رائے ایک نیشکر کے باغ میں سوتا تھا وہاں بادشاہی آدمی باغ کو لوٹنے گئے اور وہاں دیو رائے کے سر پر نیشکر کا گٹھا رکھ کر لائے فرصت پاکر بھاگ گیا احمد شاہ کا بھاگ شکار کو گیا تھا۔ دیو رائے جان بچی ہزاروں پائے سمجھ کر کچھ نہ بولا جب کچھ راہ چلا تو

تعاقب مین آئے۔ اُس نے رفیقون کی قلت اور دشمنون کی کثرت کے سبب چاہا کہ وہ
ملک مین چلا جائے اور وہان امراء کو اپنا طرفدار بنائے۔ مگر خلف حسن بصری امیر اوسکا
مانع ہوا اور احمد خان کے سر پر تاج رکھا اور گلبرگہ و بیدر و کلیانی مین آدمیون کو
بھیجکر بادشاہی ملازمون اور اوباشون اور بیکارون کو دلفریب وعدے کرکے
احمد خان کے علم کے نیچے جمع کردیا اور احمد خان نے لڑائی سے پہلو تہی کرکے گلبرگہ کے
حوالی مین جابجا گشت کیا۔ ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نے کمک منگا کر
احمد خان کو تنگ کیا۔ سلطان کے آٹھ ہزار آدمی تھے اور احمد خان پاس ایک ہزار۔
اتفاقاً بنجارے دو ہزار گاؤ غلہ کے لیکر ولایت برار سے حوالی کلیانی مین فروکش ہوئے
اور ایسے ہی سوداگران لاہوری آشوب راہ کے سبب کلیانی مین گھر بیٹھے ہوئے تھے
ان پاس تین سو گھوڑے تھے۔ بنجارون کے بیلون اور سوداگرون کے گھوڑون
پر سپاہیون کو بٹھا کے حسن بصری نے احمد خان کے لشکر کی صورت بنادی۔ اور
میدان جنگ مین انکو اس طرح نمودار کیا کہ مخالفون کو یہ معلوم ہوا کہ احمد خان سے امرا
آن کر ملے ہین۔ اس طرح نظام الملک اور عین الملک کو شکست دی۔ بادشاہ خود بھی لڑنے
آیا۔ مگر احمد خان کا کچھ بھی نہ کر سکا بادشاہ پر ضعف طاری ہوا اور بیہوش ہو گیا اسکی
مرنے کی خبر مشہور ہو گئی چھوٹے بڑے امیر احمد خان سے جا ملے۔ عین الملک اور نظام الملک
فیروز شاہ کو پالکی مین ڈال کر قلعہ مین لیگئے احمد خان نے قلعہ کو گھیر لیا۔ قلعہ پر سے توپ تفنگ و
اسپر چلی ایک گولہ اسکے خیمہ مین آنکر پڑا جس سے اسکے بعض مقرب ہلاک ہوئے جب یہ خبر سلطان
کو ہوئی تو اس نے حسن خان سے کہا کہ بادشاہی لشکر و امراء کی موافقت سے ہوئی ہے
اب خلائق تیرے چچا کی ساتھ گرویدہ ہے صلاح ملک یہی ہے کہ اسکا انتزاع نہ کیا
جائے وہ خرابی اور فنا کا سبب ہے تجھکو اوسکی اطاعت کرنی چاہیئے۔ قلعہ کا دروازہ
کھول کر احمد خان کو بلایا وہ بھائی کے سرہانے آیا اور پاؤن پر سر رکھ کر زار زار رویا
سلطان نے بشاشت سے کہا کہ الحمد للہ کہ مین نے اپنی زندگی مین تجھے بادشاہ دیکھا بادشاہی کا

امداد کی شروع کی ان تھوڑے آدمیون اور پانچ چھ ہزار ہندوؤن کی
ی ہونے لگی کہ عبد القادر سلحدارون کا سردار دو تین ہزار رضا طلبون کے سپاہی لیکر اُسکی مدد کو
دا اُس نے ہندوؤن کو مار کر بھگا دیا اور ایک ہزار کو قتل کیا پانچ سو مسلمان مارے گئے
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + سلطان بیجانگر مین آیا اور اسکے تسخیر کی
بیر مین لگا او محصورین کا ناک مین دم کیا - دیو رائے نے اپنی خلاصی عجز مین دیکھی -
ہاتھیون پر خراج چند سالہ لادکر بھیجدیا اور اُس سے صلح ہو گئی - سلطان اپنی
دار السلطنت کو چلا گیا +

اس سال مین قحط عظیم پڑا جس سے احمد شاہ کی شاہی کو خلائق نے اپنے لئے شوم جانا
وہ استسقا کی نماز کو گیا تو بڑی شدت سے مینھ برسا - اس کرامت پر لوگون نے
اسکو ولی کا خطاب دیا - اُس نے اس قحط کے دور کرنے کے لیئے اپنے خزانون کو خالی کیا
اور بھوکون کا پیٹ بھرا -

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ ۸۲۸ھ مین احمد شاہ کی خلاف رائے تلنگ نے رائے بیجانگر سے
اتفاق کیا تھا اسلئے شاہ نے کل ملک تلنگ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور گلکنڈہ مین آنکر
خان اعظم عبد اللطیف کو برسم منقلا بھیجا اور خود ایک سو مین فرسخ بعد روانہ ہوا اس اثنا مین
ورنگل کا فتحنامہ اُس پاس آگیا - رائے ورنگل نے سات ہزار تلنگون کو ساتھ لیکر خان اعظم کا مقابلہ
کیا اور کشتہ ہوا ورنگل مسلمانون کے قبضہ مین آیا سلطان ورنگل مین آیا - کل خزائن و دفاین
کہ رائے کے باپ دادا نے جمع کئے تھے اور جنکو بڑی مشکل سے سلطان محمد تغلق کے ہاتھ سے بچایا تھا
وہ بے مشقت احمد شاہ کے ہاتھ آگئے وہ گلبرگہ چلا آیا - خان عالم عبد اللطیف نے تین چار مہینون
مین اکثر بلاد تلنگ پر تصرف کیا اور بادشاہ کی خدمت مین آیا -

۸۳۰ھ مین قلعہ ماہور سلاطین بہمنیہ کے قبضہ سے نکل گیا تھا ایک ہندو زمیندار کے پاس تھا صلح
اور پیمان سے لیلیا اور خلاف عہد کرکے زمیندار کو پانچ ہزار آدمیون سمیت مار ڈالا اور انکی لڑکیون
لڑکون کو پکڑ کر مسلمان کیا - حصار کلم کو لیکر معدن الماس جو یہان تھی تصرف کیا وہ حاکم گونڈوانہ کے

سلطان احمد شاہ کے ہمسو کرنے کا اور دیورائے کی غائب ہونے کا غل مچا۔ ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے
کی سپاہ متفرق ہوئی اور بادشاہ کی سپاہ لوٹ پر جھکی لشکر سے زیادہ تر شیرین اشیا ہا
لوٹنے لگی دیورائے کو فرصت ملی اور بھگوڑون کی طرح وہ بھاگا دوپہر کے بعد وہ ایک
اپنے مقرب امیر کے پاس پہنچا اور تاج سر پر رکھا جب اسکے آنے کی خبر مشہور ہوئی تو سپاہ
پھر جمع ہوئی مگر دیورائے اس واقعہ کو جنگ کے لئے نیک فال نہ سمجھا۔ قلعہ بیجانگر مین
جاکر متحصن ہوا۔ احمد شاہ بیجانگر پر ملتفت ہوا اور رائے کے ملک کے اندر گھسا۔ جہان
گیا وہان بخلاف قرارداد سلطان محمد شاہ کے زن و فرزندون کو اسیر کرکے شمشیر تلے
دیا اور رحم و شفقت کو ایک طرف رکھ دیا جب بیس ہزار ہندؤن کا قتل قلم بند ہوتا تو
تین روز مقام کرتا اور بڑی بڑی جشن کرتا تا۔ شادیانے کے نقارے بجواتا۔ بتخانون کو توڑتا
معابد کو ڈھاتا۔ گائے کو ذبح کراتا۔ چار بت رویین گلبرگہ بھیجے کہ محمد گیسو دراز کے
آستان خانہ مین زمین مین نصب کئے جائین۔ تاکہ وہ زائرون کی لگد کوب مین
آئین۔ قضارا ایک دن سلطان لشکرگاہ سے شکار کو نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے چھ
کروہ لشکرگاہ سے دور ہو گیا پانچ چھ ہزار ہندؤن نے آپس مین عہد کرکے قسم کھائی
تھی کہ عندالفرصت فدویانہ سلطان کے پاس پہنچکر اسکو ہلاک کرینگے اور انتقام لینگے
وہ گھوڑون پر سوار ہوکے سلطان کے پیچھے پڑے۔ سلطان کے ساتھ وہ سو مغل
تیرانداز جانورون کے پیچھے چلے گئے۔ یہ ہندؤن کا لشکر سلطان نے دیکھا تو وہ سمجھا
اور اسنے ایک چار دیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ و گوسفندون کے لئے جنگل مین
بنائی تھی دکھائی دی سلطان بہت جلد اس طرف چلا کہ راہ مین آب شکستہ
آیا ہے اسپر سے گذرنے مین توقف ہوا کہ دشمن قریب آگئے انہون نے دو سو
دو تین بادشاہی زخمی کئے قریب تھا کہ سلطان کے بھی بندوق لگی ہوتی کہ سو مغل
تیرانداز سوار آگئے اور انہون نے اپنی تیراندازی سے دشمن کو روکا کہ سلطان
آب شکستہ سے گھوڑا پھنداکر چار دیواری مین پہنچ گیا سوارون نے دیوارون پر چڑھ

علماسے کہا کہ جو مجھ پر واجب تھا وہ مین لے گیا اور اس نے ناموسی کو جون کیا اور ...
دریا کے کنارہ پر مقیم ہوتا ہون جو میرے مقابل مین آئیگا اس سے لڑون گا بموجب حدیث کے غدر
اوسکی گردن پر ہوگا۔ علمانے اس تجویز کو پسند کیا اپنی فوج کو آراستہ کیا ہوشنگ شاہ ہو
سپاہ لے کر جو ہوشنگ پاس آدمی بھیجا جس نے اس سے کہا کہ نرسنگ اس جانب کے متعلقین مین سے
محبت کا اقتضا یہ ہے کہ اپنی ملایت کو چلے جائیں اور ہم بھی علماء کے کہنے سے اپنے
ملک کو جاتے ہین - دونو مین ایک جنگ عظیم ہوئی احمد ہوشنگ کو شکست ہوئی اسکے دو ہزار آدمی
[قتل] ہوئے —

... مع دو لڑکیون کے مقید ہوئے جنکو احمد شاہ نے نہایت اعزاز سے ہوشنگ شاہ پاس
بھجوا دیا۔ نرسنگ مع اپنے بیٹون کے احمد شاہ کی خدمت مین آیا اور شاہ کو کھیرلہ مین لے گیا
اور دعوت بڑی دھوم سے کی ایک [تھال] الماس و یاقوت و مروارید عدن پیش کش مین ...
تاریخ مالوہ مین یہ لکھا ہے کہ احمد شاہ نے کھیرلہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ نرسنگھ نے ہوشنگ شاہ
مالوہ کو امداد کو بلایا اس سبب سے ان دونو بادشاہون مین لڑائی ہوئی -
اسی یورش مین جب سلطان حصار بیدر مین آیا تو اس نے یہان ایک پر فضا صحرا و میدان
دیکھ کر شہر آباد کیا جسکا نام احمد آباد بیدر رکھا اور قلعہ بنایا۔ یہان سے بہتر آب و ہوا
کہین اور ملک دکن مین نہ تھی۔ پانچ ہزار سال ہوئے کہ شہر بیدر راجایان دکن کا پائے تخت تھا
یہان کا راجہ بھیم سین تھا جسکی بیٹی دمن پر مالوہ کا راجہ نل عاشق ہوا تھا۔ فیضی کی مثنوی نل دمن
مشہور ہے - ملا آذری جو اس بادشاہ کے عہد کا بڑا شاعر تھا اسنے اپنے بہمن نامہ مین اس
شہر و قلعہ کی بہت تعریف لکھی ہے —
احمد شاہ نے عاقبت اندیشی سے اپنے بیٹے علاء الدین کا عقد نکاح نصیر خان
حاکم آسیر کی بیٹی سے کیا۔ حاکم خاندیس بھی اسے غنیمت جانا کیونکہ گجرات کے حاکمون
سے ہمیشہ خوف مین رہتا تھا —
سنہ ۸۳۳ مین خلف بصری کو سپہسالار دولت آباد مقرر کرکے حکم دیا کہ کوکن زمین کو

ایلچپور مین رہا۔ قلعہ گاویل کو از سر نو بنایا۔ قلعہ نرنالہ کی مرمت کی اس سے مقصود اسکا یہ تھا
کہ مملکت خاندیس و مالوہ و گجرات کہ صاحب قران امیر تیمور نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت
کیے تھے ایلچپور مین رہ کر تدبیر و تزویر سے لے لے اور بعد ازان بیجا نگر کو تسخیر کرے
یہ بات ہوشنگ شاہ والی شادی آباد مندو کو معلوم ہو گئی۔ نرسنگہ حاکم قلعہ کہیرلہ
گوندون کا باجگذار تھا اسکو ہوشنگ شاہ نے اپنی موافقت و متابعت کی ہدایت کی
نرسنگہ نے اسے قبول نہ کیا تو ہوشنگ شاہ نے اسپر دو دفعہ لشکر بھیجا اور دونو دفعہ شکست
پاکر پریشان حال واپس آیا۔ تیسری دفعہ ہوشنگ شاہ نے غصہ مین آکر اپنی معتمد امرا کی جماعت
کو روانہ کیا اور انہون نے اسکی مملکت مین بڑی خرابی مچائی اسکے بعض پرگنون پر
متصرف ہوا۔ نرسنگہ نے لشکر جمع کرنا شروع کیا تو ہوشنگ خود اس طرف کا عازم
ہوا۔ نرسنگ نے بے تابانہ ۸۲۳ھ مین احمد شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ
ان دنون مین ہوشنگ والی مالوہ نے لشکر بیقیاس جمع کیا ہے اور اس ولایت کی مملکت کا
قصد کیا ہے اس زمانہ سے کہ مین فیروز شاہ کا مطیع ہوا ہون حکام اطراف مجھے آپکے
منسوبون مین سے جانتے ہین۔ آپ اپنے بندون کی معاونت و امداد مین تامل
نہ فرمائین اور فریاد رسی کرین۔ سلطان نے اسی ساعت مین عبد القادر حاکم برار کو حکم
بھیجا کہ لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگہ کی کمک کرے اور خود شکار کے بہانہ سے ایلچپور
مین گیا۔ ہوشنگ شاہ نے بلا تاخت و تاراج کے کہیرلہ کا محاصرہ کیا اور لاف و گزاف بکنا
شروع کیا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کہیرلہ کی طرف متوجہ ہوا۔ علماء نے سلطان سے
کہا کہ ابتک ایسا نہین ہوا کہ شاہان بہمنیہ نے مسلمانون سے جنگ کی ہو آپ بدنامی نہ کرین
کہ سب لوگ کہین گے کہ کفار کی حمایت کیلیے مسلمانون سے جنگ و محاربہ کیا سلطان ہوشنگ
کے لشکر سے بیس کروہ پر تھا کہ علماء کے اس کلام نے اسپر اثر کیا۔ ابھی یا بولون کے اردو
مین یہ ایلچی پہنچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا ہوشنگ شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اس سبب سے
کہ بادشاہی لشکر مین پندرہ ہزار سوار تھے اور اسکے پاس تیس ہزار وہ بھی روانہ ہوا۔ احمد شاہ نے

کی شمع حیات بجھ گئی۔ خلاصہ اسکی سلطنت کا یہ ہی کہ احمد شاہ تخت پر بیٹھتے ہی وجیانگر کے
راجہ سے لڑا اور اسکو شکست دیکر باجگذار بنایا اور ورنگل کے راجہ سے لڑا جسکا انجام یہ ہوا
کہ ملک تلنگانہ بالکل مسلمانون کی قبضہ مین آیا اسنے شہر احمد آباد بیدر کو آباد کیا اور ۲۲ فروری
سنہ ۱۴۳۵ کو مرگیا۔

ذکر سلطنت علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

باپ کے پیچھے احمد آباد بیدر کے تخت پر سلطان علاء الدین بیٹھا۔ دلاور خان افغان کو وکیل
شاہی اور خواجہ جہان الہ آبادی کو وزیر کل مقرر کرکے انکو امور مملکت شاہی مین قوی کیا امیر
عماد الملک ایک دکھنی سال جسکی ساری عمر سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین گذری تھی امیر الامرا
مقرر کیا۔ رائے وجیانگر نے پانچ سال سے خراج نہین دیا تھا اسلئے عماد الملک اور اپنے بھائی شاہزادہ
محمد خان اور خان جہان کو اسکے وصول کے لئے بھیجا۔ اُنہون نے جاکر ولایت کہنرہ مین قتل و تاراج
اور قید کرنا شروع کیا تو رائے وجیانگر نے مضطر ہو کر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دوسو
لونڈیان رقاص و ہنرمند اور اور چیزین شاہزادہ محمد خان کو دیکر واپس کیا۔ دکن کے
فتنہ پرداز شہرہ آفاق ہین اُنہون نے جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے حوالی مین آیا تو
اُسکو یہ سمجھایا کہ سلطان احمد شاہ نے تجھے شریک سلطنت کیا تھا۔ مناسب ہی کہ سلطان
علاء الدین شاہ ان دو کامون مین سے ایک کام کرے یا تو تجھکو مسند فرمانروائی پر
اپنے پہلو مین برابر بٹھائے اور باتفاق امور سلطنت کو سرانجام دے یا ممالک کے دو حصے کردے
ایک پر وہ متصرف ہو اور دوسری پر تو قابض ہو۔ اب صلاح دولت یہی ہی کہ یہین
بیٹھکر آدھے ملک پر قبضہ کرلے۔ شاہزادہ اس فریب مین آگیا عماد الملک غوری اور خواجہ
جہان کو اپنے ساتھ متفق کرنا چاہا جب وہ نہ ہوئے تو دونو کو قتل کرڈالا اور وجیانگر کی دولت
جو بیدر مین آئی تھی اُسے خرچ کرکے سپاہ بہت بھرتی کرلی مدکل و رائچور و شولاپور و قلعہ
کو ملازمان شاہی سے چھین لیا۔ سلطان علاء الدین بھی لشکر لیکر بھائی سے لڑنے گیا
دونو بھائیون مین لڑائی ہوئی۔ سلطان علاء الدین کو فتح ہوئی اور اکثر امراء دستگیر ہوئے

جو ساحل دریاے عمان پر واقع ہے باغیون سے پاک صاف لیے اس نے
تھوڑے دنون مین کل مفسدون کا علاج آشتی سے کر دیا اور جزیرہ مہائم کو تسخیر
کیا وہ شاہان گجرات کے قبضہ مین تھا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اس خبر کو سنکر اپنے
بیٹے ظفر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ شاہ دکن نے اپنے بیٹے علاء الدین کو بھیجا خلف حسن
بصری سے شاہزادہ ظفر خان کی سخت لڑائی ہوئی طرفین کے دو ہزار آدمی مارے گئے
دکنیون کو شکست ہوئی جب سلطان احمد شاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ لشکر لیکر
گجرات پر چڑھا گجرات اور دکن کے لشکر آمنے سامنے اترے مگر لڑائی نہ ہوئی علما
بیچ مین پڑکر صلح کرائی کہ دونوں اپنے اپنے ملک پر قبضہ و تصرف رکھین اور ایک دوسرے
کے ملک کی طمع نہ کرین۔ تاریخ الفی مین ذکر ہوا ہے کہ گجراتیون کے فکر مین سلطان
احمد شاہ تھا اور جزیرہ مہائم مین دکنیون کی شکست سے پیچ و تاب کھاتا تھا کہ سنہ ۸۳۵ھ مین
خبر آئی کہ محمود خان ولد حاکم گجرات کسو تقریب کے سبب سے ولایت ندربار مین مقیم ہوا ہے
احمد شاہ دکنی اس طرف متوجہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی بھی ایلغار کرکے ادھر آیا دکنیون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی چار منزل پیچھے ہٹے۔ گجراتی بھی معاودت کے عازم ہوتے تاپتی
کے کنارہ پر فروکش ہوئے۔ جاسوس دوبارہ خبر لائے کہ دکنیون نے بغاوت کرکے قلعہ بہیل
محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی بہیول پر الٹے آئے ایک دن صبح سے شام تک دونوں لڑے پھر دوسرے
روز دونوں اپنے ملک کو چلے گئے۔

سنہ ۸۳۶ھ مین ہوشنگ شاہ نے دکنیون اور گجراتیون کو آپس مین لڑتے ہوئے دیکھا تو وہ فرصت
پاکر ولایت نرسنگہ پر لشکر کش ہوا اور نرسنگ لڑائی مین مارا گیا اور ہوشنگ شاہ کے قبضہ مین
قلعہ کھیرلہ آگیا جب سلطان احمد شاہ نے اسطرف لشکر کشی کی تو نصیر خان والی اسیر مانع
ہوا اور اسنے ان دو بادشاہون مین لڑائی نہ ہونے دی اور آپس مین انکے یہ اقرار
ٹھیرا کہ قلعہ کھیرلہ ہوشنگ شاہ پاس رہا اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی پاس رہے
جب احمد شاہ کی سلطنت پر بارہ سال اور دو ماہ کی مدت گذر گئی تو ۲۸ رجب

اور حقیقت حال سلطان علاء الدین کو لکھی کہ بیان کے امرا نصیر خان سے ملگئے اور تابل انھون نے خطبہ اسکا پڑھوایا اور قلعہ ترنالہ کا محاصرہ کیا۔ سلطان نے خلف حسن بصری ملک التجار دولت آباد کے سر لشکر کو اس یورش کے لیے متعین کیا خلف بصری نے عرض کیا کہ امرائے دکنی اور حبشی رشک و حسد کے سبب سے نہین چاہتے ہین کہ ہمارے ابنائے جنس سے جنکو وہ غریب پردیسی کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین آئین اسلیے حضور امرائے مغل پردیسی ہمراہ کرین اور کسی ایک حبشی و دکنی کو اس کام مین دخل نہ فرمائین خدا سے امید ہے کہ سب کام اچھی طرح سرانجام پائین سلطان نے تین ہزار مغل تیرانداز کہ سب خاصہ خیل تھے اور امرائے عرب اس خدمت پر مامور کیے۔ خان جہان قلعہ ترنالہ سے اس لشکر مین آملا۔ گھاٹ روہنکھیر پر خاندیسیون کی ساتھ انکی لڑائی ہوئی۔ نصیر خان کو شکست ہوئی وہ برہانپور بھاگ گیا اور لشکر کے جمع کرنے مین مشغول ہوا۔ خلف حسن بصری بھی برہانپور پہنچا۔ نصیر خان کے پاؤن اسکے سامنے نہ جمے وہ قلعہ تلنگ مین بھاگ گیا۔ خلف بصری نے خاندیس کو خوب غارت کیا اور شہر برہانپور عمارات شاہی کو جلایا اور اکھیڑا اور تلنگ کی ایلغار کرکے چار ہزار سوارون کے ساتھ پہنچا۔ نصیر خان بارہ ہزار سوار لیکر قلعہ سے دو کروہ پر لڑا۔ خاندیسیون کو شکست ہوئی نصیر خان کے مردم تبرا اور برار کے امرا باغی کشتہ ہوئے خلف حسن بصری ستر ہاتھی اور توپخانہ لیکر احمدآباد بیدر مین آیا۔ یہان سے دولت آباد گیا سلطان نے حکم دیدیا کہ داہنی طرف غریبان (پردیسی) اور بائین طرف دکنی اور حبشی رہا کرین اس لیے جب دکنیون کو موقع ملا انھون نے پردیسیون کو قتل کیا جسکی تفصیل آگے آئے گی۔ دیورائے نے پنڈتون اور ارکان دولت سے کہا کہ مملکت کرناٹک کچھ ممالک بہمنیہ سے کم نہین ہے اور خیل و حشم ہمارا انکی جمعیت سے زیادہ ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ اکثر ہندو مغلوب ہوتے ہین پنڈتون نے تو اپنی کتھا کہانی کہ ہماری پوتھیون مین پہلے سے لکھا ہوا ہے کہ مسلمانون کا تسلط ہوگا۔ یہ کل جگ ہے۔
بعض ارکان دولت نے کہا کہ مسلمانون کو فتح دو سبب سے حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ انکے

شاہزادہ محمد خان کوہ و جنگل مین چلا گیا۔ سلطان احمدآباد بیدر مین آیا۔ امراء کی جانب
کی تقصیرات معاف کی اور انکو بند و زنجیر سے آزاد کیا اور مکتوب نصیحت آمیز بھیجکر بھائی کو
بلولیا۔ دوسرا بھائی داؤد خان ملک تلنگ مین مر گیا تھا اسکی اقطاع رائچور و مدکل محمد خان
کو دیدی اس نے یہین اپنی ساری زندگی چین و آرام سے بسر کی۔

سنہ [illegible]ھ مین دلاور خان کو کوکن کی سرکشون کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ رائے نیل و سنگیسر نے جزیہ
و خراج دینا قبول کیا۔ دلاور خان نے رائے سنگیسر کی لڑکی کو جو خوش شکلی و حسن صورت و
موسیقی دانی مین مشہور تھی سلطان کے لیئے لایا۔ سلطان کی وہ منظور نظر ہوئی اور زیبا چہرہ
اسکا خطاب۔ دلاور خان اس علت مین ماخوذ ہوا کہ اس نے رایان کوکن سے رشوت
لیکر سرکشون کا استیصال نہین کیا اس نے انگشتر وکالت کو واپس کیا اور بلا سے اپنے تئین
بچایا۔ دستور الملک خواجہ سرا کو اسکا منصب ملا جسکی درشت خلقی سے خلائق کی جان تنگ ہوئی
بادشاہ کے بیٹے ہمایون نے اسکو کسی کام کو کہا تھا اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ ایسے کام مجھسے
تعلق رکھتے ہین آپ کو اسکی سعی کرنی مناسب نہین ہے شہزادہ نے دستور الملک کو قتل کرا دیا اور
قاتل کو اپنی سفارش و حمایت سے بچا لیا۔

سنہ [illegible]ھ مین زوجہ سلطان آغا زینت مخاطب بہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان کو زیبا چہرہ
کی استیلا کی اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی۔ نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ
ہوگیا۔ سلطان احمد شاہ گجراتی کے استصواب سے وہ مملکت برار کی تسخیر کا عازم ہوا مخفی آدمیون
کو بھیجکر امراء برار کو طمع دیکر اپنی اطاعت کی ترغیب دی۔ انہون نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا
کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق کی اولاد مین سے ہے اگر ہم اسکی نوکری کرکے مخالفون سے
شمشیر زنی کرینگے تو غازی یا شہید ہونگے۔ غرض انھون نے نصیر خان کو بلایا وہ بے توقف
دو ہزار سوار اور پیادے بیشمار کہ راجہ گونڈوارہ نے اسکی امداد کے لیئے بھیجے تھے ہمراہ لیکر
برار مین آیا امراء مذکور نے چاہا کہ اپنے سرلشکر برار خان جہان کو مقید کرکے نصیر خان پاس لیجائین
مگر خان جہان کو انکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو وہ قلعہ نرنالہ مین جاکر متحصن ہوا اور

اشکرکشی نہین کریگا تو مین عہد کرتا ہون کہ ہر سال پیشکش بلاناغہ بھیجتا رہونگا اور فخر الملک
اسکے بھائی کو حوالہ کر دونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہدنامہ لکھکر بھیجدیا اس نے فخر الملک اور
اسکے بھائی کو چھوڑدیا۔ بعد ازان دونو نے علم مراجعت بلند کیا۔ سلطان نے کرناٹک پر لشکر کشی
کی نہ رائے دیو نے خراج کے ادا کرنے مین التوا کیا۔
سلطان نے احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا کمال لطافت صفائی سے تیار کرایا اور چند
قریہ وقف کئے کہ انکا محصول بیمارون کی دواؤن اور غذاؤن مین صرف کیا جائے۔ ہندو مسلمان
طبیب علاج کرین۔ قضات امین و محتسب جا بجا اس شہر مین مقرر کئے۔ باوجودیکہ وہ خود شراب
پیتا تھا مگر حکم دیا کہ نہ کوئی شراب بیچے نہ جوا کھیلے قلندرون دریوزہ خوارون کے گردن پر
طوق آہنین پہنا کے اس سی شہر کا گوہ موت اٹھوایا اور سنگ و گل کا کام کرایا اور تعذیب شاقہ
فرمایا کہ لوگ متنبہ ہوکر معیشت مین مشغول ہون یا اسکی قلمرو سے باہر چلے جائین جو شراب
پیتا اسکو سزا دیتا خواہ کوئی ہو۔ چنانچہ اسنے اس حرکت پر سید محمد گیسو دراز کے رشتہ دارون
مین سے ایک کو سر بازار کھڑا کرکے دو سو تازیانے لگوائے وہ جمعہ کو منبر کے نیچے کھڑا ہوکر وعظ
سنتا۔ بتخانون کو توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ اور زناردار و برہمن وغیرہ سے باتین نہین کرتا
اور مہمات دیوانی مین انکو دخل نہ دیتا۔ جب بیجانگر کی یورش سے واپس آیا تو عیش و
عشرت مین ڈوب گیا۔ امور کلی و جزوی و مہمات ملکی و مالی نوکرون کے حوالہ کین قریب ایکہزار
کے حسین عورتین سراپردہ مین جمع کین اور دریا کے کنارہ پر ایک نعمت آباد باغ بنایا۔ ہمیشہ
بادۂ لعل فام اور دلبران سیم اندام اور مطربان شیرین کلام سے رات دن شغل رکھتا تھا
چار پانچ مہینے مین ایک دفعہ سلام عام لیتا۔ دکنیون نے اسے گھیر لیا میان من اللہ دکنی
وکیل شاہی مستقل ہوگیا شاہ قلاع ساحل کی تسخیر کا عازم ہوا۔ ساحل پر ملک کوکن جسکو اب
کوکنی کہتے ہین وہان کے راجہ راہ زنی اور بحری قزاقی کیا کرتے تھے۔ مغربی گھاٹ اور بحر
ہند کے درمیان ملک انکے پاس تھا۔ انکا ملک بہت دشوار گذار اور بیماری کا گھر تھا وہ
شمالین منئی بلکہ جنوب گوہ تک پھیلتا تھا خلف حسن بصری ملک التجار کو سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار عرب کے

گھوڑے چالاق اور دوڑنے والے اور کمان جو ہیں برخلاف اسکے ہماری یا بور ریزہ اندام و کم قوت

دوم لشکر ہمیشہ میں تیر انداز بہت ہیں اور ہمارے لشکر میں کم یہ سنکر دیو راے نے حکم دیا کہ

مسلمان نوکر رکھے جائیں اور انکو اقطاع و جاگیر خوب دی جائیں اور بیجانگر میں مسجد بنائی جائے

اور شعار اسلام کا مزاحم کوئی نہ ہو اور قرآن شریف رحل پر رکھ کر روز میرے سامنے لایا جاوے

تاکہ مسلمان اسکو سلام کریں اور ہندؤن کو بھی حکم دیا کہ وے تیر اندازی سیکھیں اسکے پاس چار ہزار

سوار اور اٹھارہ ہزار پیادے تھے۔ اب اس نے آیندہ حکم دیا کہ ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادے بھرتی ہوں

اس حکم کے بعد اسکے اہل دیوان دس ہزار مسلمان سوار اور سات ہزار ہندو سوار کہ علم تیر انداز

سے خالی نہ تھے اور تین لاکھ پیادے ترتیب دیکر دیو راے کی نظر کے روبرو لائے۔ اب اسکو سلاطین

بہمنیہ کے مملکت کی تسخیر کی ہوس ہوئی ۸۴۷ھ میں اس نے آب تنک بھدرہ سے گذر کر قلعہ مدکل کو فتح کر لیا

اور اپنے بیٹوں کو قلعہ راے چور و بنکاپور کے محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود اس نے آب کشنا۔

(کرشنا) پر قیام کیا اور ساغر و بیجاپور تک اسکے آدمیوں نے تاخت تاراج کی۔ سلطان علاء الدین

نے بھی اپنا لشکر پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادوں کا جمع کیا جسکے ساتھ توپخانہ و آلات حرب

بہ ہیبت با عظمت و شوکت تھا۔ دیو راے نے کوچ کرکے قلعہ مدکل میں آیا اور سلطان کی

جنگ کے واسطے سپاہ مامور کی۔ سلطان مدکل سے چھ کروہ پر مقیم ہوا اخلف بصری ملک التجار کو

دیو راے کے فرزندون کی تادیب کے لئے بھیجا۔ خان زمان سرلشکر بیجاپور و خان اعظم سرلشکر

برار و تلنگ کو دیو راے کے لئے تعین کیا۔ ملک التجار نے دیو راے کے بڑے بیٹے کو زخمی

کرکے معرکہ سے بھگا دیا اور بنکاپور پر متوجہ ہوا ابھی وہ وہاں آیا نہ تھا کہ دیو راے کا چھوٹا

بیٹا محاصرہ کو چھوڑ کر باپ پاس چلا گیا۔ دو تین مہینے تک مدکل کے قلعہ کے باہر مسلمانوں اور

ہندؤن میں لڑائیاں ہوئی رہیں۔ اول دفعہ ہندو غالب ہوگئے پھر مسلمان بڑی محنت سے

غالب ہوئے دیو راے کے آدمی فخر الملک اور اسکے بھائی کو پکڑ کر لیگئے۔ سلطان علاء الدین

نے دیو راے کو لکھا کہ اگر ان میں کسی ایک کو مار وگے تو ایک ایک کی عوض میں لاکھ ہندؤن کو

قتل کرونگا۔ دیو راے نے اپنے آدمی بھیجے کہ اگر سلطان عہد کرے کہ پھر میری ملک پر

کہ اس مین اتنا بیسر کہاں ہے ایسے وقت مین کہ سپاہی اپنے حال مین گرفتار ہے سر لے
سر فروشی کی کہ خود درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا۔ سالے سنگسیر کو پیغام بھیجا کہ مین نے
ایسا موٹا شکار تیری دام مین پھنسا دیا ہے۔ اب جو کچھ تو کر سکتا ہے کر۔ سالے سنگسیر نے
بیس ہزار توپچی و کماندار و خنجر گذار سب طرف سے جمع کیے اور سرکہ بھی اپنی جمعیت
کے ساتھ اُس سے ملگیا۔ آدھی رات گذری تھی کہ درون غارون کی اطراف و جوانب سے
جنگل مین وہ آئے اور اُنہون نے درختون کے نیچے سات آٹھ ہزار مسلمانون کو
چھری و خنجر سے گوسفندون کی طرح ذبح کیا۔ ہوا کے چلنے سے درختون کے پتون کی
ایسی کھڑکھڑ ہوتی تھی کہ مقتولون کے فریاد و نالہ کی آواز ایک دوسرے کے پاس نہین پہنچتی تھی
ہمسایہ کے احوال سے ہمسایہ واقف نہ ہوتا تھا۔ شب کی ظلمت اپنی دہشت و وحشت ایسی
دکھا رہی تھی کہ ایک دوسرے کی فریاد رسی نہین کر سکتا تھا۔ ملک التجار کے سر پر دشمن
جا پہنچے اسکو اور پانچ سو سیدون کو کہ مدنی و کربلائی و نجفی تھے قتل کیا جو تقدیر سے زندہ
بچے وہ بہت مشقت اٹھا کر جنگل سے باہر نکلے اور امراء دکن کی ایک جماعت نے جو ملک التجار
کے ساتھ جنگل مین نہین گیا تھا اُس نے کہا کہ تمہارا حال بہت پریشان ہے مناسب یہ ہے
کہ اپنی جاگیرون کو چلے جاؤ اور سامان کر کے جلد چلے آؤ۔ دکنی اور حبشی جو لٹے تھے وہ
اپنی اقطاع کو چلے گئے اور مغلون نے کہا کہ ہماری جاگیرین دور واقع ہین۔ ہم بے حکم
بادشاہی کے نہین جاینگے بلکہ قصبہ چاکنہ مین کہ ملک التجار کا نشیمنگاہ ہے اور بہت نزدیک
ہے وہان جاینگے اور قرض وغیرہ لیکر اپنا سامان کرینگے اور پھر جلد آئینگے وہ چاکنہ مین
چلے گئے۔ اس وقت بعض ناعاقبت اندیش مغلون کی زبان سے نکل گیا کہ دکنیون کی
امراء کے نفاق سے ملک التجار اور سادات وغیرہ کشتہ ہوے۔ جب ہم قصبہ چاکنہ مین
پہنچینگے تو حقیقت حال عرضداشت مین لکھ کر درگاہ شاہ مین بھیجینگے یہ خبر دکنیون کو
پہنچی انہون نے پیشدستی کر کے مکر و حیلہ کی راہ سے بادشاہ کو لکھا کہ ملک التجار ایک سید بیندہ
کی رہنمونی سے اور سادات اور تمام مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین گیا۔

ساتھہ اس خدمت پر مامور کیا - ملک التجار نے قصبہ چاکنہ مین کہ بلدہ جنیر کے قریب تھا - اپنا
نشیمن بنایا اسکا قلعہ تعمیر کرایا اور دفعہ دفعہ کرکے کوکن کو لشکر بھیجا اس طرف کے راجاؤن کو زیر
کرتا تھا پھر جو اجل آئی تو خود اس صوبہ پر توجہ کی اور ایک حصار کو جو سرکہ کے پاس تھا محاصرہ
کرکے جبر و قہر سے سر کیا سرکہ کو مجبور کیا کہ یا اسلام اختیار کرے یا تلوار کے نیچے سر رکھے سرکہ نے
مکر و غدر کا طریقہ اختیار کیا اور یہ معروض کیا کہ میرے اور راے سنگہ کے درمیان ہمسری ہے
وہ قلعہ کندہانہ کے حوالی مین رہتا ہے اگر مین حلقہ اسلام مین آجاؤنگا اور وہ اپنے قصبہ
دولت مین متمکن رہیگا تو آپ کی مراجعت کے بعد مجھپر زبان طعن دراز کریگا اور میری ملک پر
جسمین میری باپ دادا قرنون سے حکومت کرتے چلے آئے ہین متصرف ہوگا - سب عزیزون
اقارب میری مجھہ سے منحرف ہو جائینگے اگر آپ اس جانب تشریف فرما ہون تو تھوڑی
توجہ سے اسکا ملک آپکے قبضہ مین آجائیگا ان حدود کو مجھے عنایت کیجئے یا اُس کا سر تن
سے جدا کرکے اوسکی مملکت کو کسی اپنے امیر کو دیجیئے تو بندہ کلمہ طیبہ پڑھنے کو موجود
اور ہر سال خراج خزانہ عامرہ مین فلان مقدار کا داخل کرنے کو حاضر ہے - ملک التجار نے
کہا کہ وہان جانے کی راہ بہت تنگ ہے اور وہان تک پہنچنا نہایت دشوار
ہے سرکہ نے کہا کہ مین ایسی راہ پر لیجاؤنگا کہ جنگل مین کوئی خار دامن کے آزار
مین نہ پہنچائیگا - اور کل مقصود ہاتھہ آجائیگا - ملک التجار نے دشمن کے قول کا اعتبار کر لیا -
سنہ ۸۵۸ھ مین اس سمت کا عازم ہوا - اکثر دکنی و حبشی نفاق کے سبب سے جدا ہو گئے
اور ملک التجار کی ہمراہ جنگل مین نہ آئے - سرکہ ملک التجار کو دو روز تو فراخ راہ پر لایا لیکن تیسرے
روز وہ گمراہ ایسی راہ پر لے گیا کہ از ہول و شیر زیادہ بود - اس راہ سے گزرتے
پڑتے باہر نکل کر ایک جنگل مین آئے جسکے ایک طرف پہاڑ اور ایک طرف خلیج - ملک التجار اہل
غرض مین گرفتار تھا - ہر چند سعی کرتا تھا کہ آدمی ترتیب قاعدہ کے ساتھ مترددانہ و
آپس مین چلین مگر اسکا کہنا کچھہ سودمند نہ ہوتا تھا ہارے تھکے شام کو جو آئے وہ کسی درخت کی
[illegible] جگہہ نہ تھی کہ دو ہی ہم پہلو استادہ ہوسکین

شمار پیادے جمع کئے اور قصبہ چاکنہ کی طرف آیا اور اسکو احاطہ کرکے محصورین کا ناک مین دم
یا دو مہینے تک لڑائی رہی اور دکنیون کی عرضداشتین برابر بادشاہ پاس پہنچتی رہین پردیسی
خالفت و حرامخوری مین راسخ و ثابت قدم ہین سلطان گجرات سے مدد طلب کرنی چاہتے ہین
لعہ اسکو دیدین - دکنی صاحب دخل تھے وہ ان عرضداشتون کو اپنے حسب المدعا سلطان کے روبرو
یش کرکے جواب مین متواتر فرامین بھجواتے تھے کہ باغی طاغی پردیسیون کی جماعت کے قلع وقمع
مین ایسی کوشش کرو کہ وہ اورون کی عبرت کا سبب ہو - پردیسیون کی عرائض اکثر بہت محنت و
شقت سے دار الخلافہ مین پہنچتی تھین تو انکے جواب مین لکھ دیتے تھے کہ ہمنے سلطان کے پاس عرائض
بھیجین وہ بہ سبب قہر و خشم کے جواب پر ملتفت نہین ہوتا - پردیسیون نے دیکھا کہ دولتخانہ کا حال
یہی ہے اور آذوقہ کم ہو گیا ہے تو یہ قرار دیا کہ اپنے زن و فرزند کو ایک جنگی جماعت کے ساتھ قلعہ مین چھوڑ
اور خود اتفاق کرکے باہر نکلین اور ایلغار کرکے احمد آباد بیدر کو روانہ ہون اور سلطان سے عرض
حال کرین - مشیر الملک و نظام الملک دکنی اور امراء جب انکے اس ارادہ پر مطلع ہوئے تو انہون
نے کہا کہ اگر پردیسی ایسا کرینگے اور ہم انکا تعاقب کرینگے تو ایک جماعت کثیر ہم مین سے جب تک
قتل نہ ہو جائیگی ہم انپر غالب نہ ہونگے اور مقصود ہمارا کہ صحرا مین اس جماعت کا قتل عام
کرین عمل مین نہ آئیگا - پس انہون نے پیغام دیا کہ ہم پیغمبر کی امت ہین اور اسلام کا دعوی کرتے
ہین اور تم مین اکثر سادات ہین اس لئے ہمنے تمہاری اور تمہارے فرزندون کی بیکسی پر رحم کرکے
سلطان سے عرض کرکے یہ حکم دلا دیا ہے کہ وہ تمکو جانی اور مالی آزار نہین پہنچائیگا - تم کو اجازت
دیتا ہے جہان چاہو چلے جاؤ اور اس مضمون کا جعلی فرمان بناکر کھولا اور اسپر واللہ باللہ
کرکے قرآن شریف اور خدا کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ تمکو کوئی جانی و مالی آزار نہین پہنچائینگے
پردیسیون نے جو ڈھائی ہزار تھے جنمین سے بارہ سو سادات صحیح النسب تھے دشمنون کے قول پر
اعتماد کیا اور اہل و عیال و اسباب مال کے لئے وہ مرکب بارکش نہین رکھتے تھے قلعہ سے باہر
انکی تلاش کرنے لگے - مشیر الملک دکنی و نظام الملک قلعہ مین آئے اور تین روز تک وفای عہد
کیا اور انکو ستم نہین پہنچایا - مگر چوتھے روز انہون نے پردیسیون کے امراء و رؤسا کو ضیافت مین

هرچند ہم خیر خواہون نے اسکی قباحتین خاطرنشان کین مگر تقدیر نے اسکی آنکھون پر ایسا
پردہ ڈالدیا تھا کہ اسنے اصلا ہم دولتخواہون کی بات پر التفات نہین کیا جسکے سبب سے
جو ہونا تھا سو ہوا۔ بعد ملک التجار کے مرنے کے ہمنے مغل و سادات و خاصہ خیل کے امرا سے
کہا کہ دولتخواہی کے لئے مناسب یہ ہے کہ بادشاہ سے سرلشکر ہم طلب کرین اور اتفاق کرکے
سرگروہ اے سنگیسر سے انتقام لین انہون نے قبول نہین کیا سرکشی کی اور گالیان دین
اور کلام ناخوش زبان پر لائے قصبہ چاکنہ مین چلے گئے انکے اوضاع سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہین قلعہ چاکنہ مین متحصن ہوکر راجایان کوکن سے موافقت کرین اور علم مخالفت
بلند کرکے فتنہ قوی اٹھائین۔ اس عریضہ کو مشیرالملک دکنی پاس کہ مغلون کا دشمن جانی تھا بھیجا
اسنے بادشاہ کے روبرو اسکی بدمستی کی حالت مین یہ عریضہ پیش کیا اور ملک التجار کے قتل ہونے کا
اور پردیسیون کے تمرد کا بیان قبیح صورت مین تقریر کیا۔ سلطان غیظ و غضب مین آن کر کنہ
معاملہ کو نہین پہنچا۔ مشیرالملک دکنی و نظام الملک بن عمادالملک غوری کہ پردیسیون کے خون کا
پیاسا تھا اور اُن کے استیلا و تفوق سے آزار اٹھایا تھا قصبہ چاکنہ کے امرا کے قتل کے لئے معین ہوا
اور وہ بہت لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوا۔ سادات عرب و عجم وغیرہ کے امرا کو اس کی خبر
ہوئی تو وہ اتفاق کرکے حصار قصبہ چاکنہ مین متحصن ہوئے اور اپنی عرضداشت جو اخلاص
یکجہتی کے اظہار پر مبنی تھی احمدآباد بیدر ارسال کی لیکن انکی عرضداشت اثناء راہ مین
مشیرالملک دکنی کے ہاتھ لگی اسکو پرزے پرزے کرڈالا اور دارالخلافت نہ پہنچنے دیا پردیسیونکو
جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو انہون نے عرضداشت بدیگر راہون سے اپنے قدیمی ہندوستانی
نوکرون کے ہاتھ بھیجین مگر انہون نے بھی عادت جبلی کے سبب سے مشیرالملک دکنی کو وہ عرضداشتین
دیدین اسنے اسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدیا اور راہون کا انتظام پہلے سے زیادہ کیا
اس حالت مین سادات حیران تھے۔ ناچار سب پردیسی امرا کے اتفاق کرکے غلہ و آذوقہ بقدر
امکان قلعہ کے اندر لے گئے اور مدافعت کے درپے ہوئے۔ جب یہ خبر مشیرالملک دکنی کو پہنچی تو جو امراے
دکنی ملک کوکن مین تھے اور انہون نے یہ فتنہ اٹھایا تھا انکو اپنی مدد کو بلایا اور جنیر و راس کی فوج

قریب ڈھائی ہزار سوارون کے اُس پاس جمع ہو گئے تھے وہ داؤد خان سے لڑا داؤد خان
کے دو تیر لگے اور وہ مر گیا۔ دکینون نے یہ حال دیکھ کر اور مخالفون کے قتل مین کوشش کی
اور انکو تنگ کیا کہ اس اثنا مین حسن خان نزدیک آگیا تو دکنی داؤد خان کا خزانہ لیکر
قصبہ چاکنہ چلے گئے اور قاسم بیگ قصبہ بیر سے باہر آیا حسن خان سے اتفاق کر کے بادشاہ
کو عرضداشت لکھی بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر قاسم بیگ صف شکن کی طلب مین کان بھیجا — غرض
اور پردیسی جو تلوار سے بچے تھے بادشاہ پاس گئے اس نے انکا حال دریافت کیا۔
فوراً مصطفیٰ خان کی گردن اڑوائی جو پردیسیون کی عرضی بادشاہ پاس نہین
پہنچاتا تھا اور اسکی لاش کی تشہیر شہر مین کرائی۔ قاسم بیگ کو ملک التجار کی جگہ دولت آباد
و جنیر کا سرلشکر مقرر کیا اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو منصب ہزاری ملا
اور از سر نو بادشاہ پردیسیون کی تربیت پر متوجہ ہوا اور ان مین سے بہت سے
آدمیون کو صاحب خلعت کیا۔ شیر الملک دکنی و نظام الملک غوری کے گھرون کو ضبط کیا
اور حکم دیا کہ انکو مع بہت سے امراء دکن کے طوق و زنجیر ڈال کر پیادہ پا قصبہ چاکنہ سے
دار الخلافہ مین لائین اور اور پردیسیون کے مخالفون کو سخت سزائین دین۔ یہ حال ہم نے
تاریخ فرشتہ سے نقل کیا ہے جو خود پردیسی اور شیعہ تھا اسلئے اُسنے اس واقعہ کو نمک مرچ
لگا کے مبالغہ سے لکھا ہے۔

۸۵۵ھ مین ملا آذری جو اس بادشاہ کا مقتدا تھا اور ایام شاہزادگی مین اعتقاد
بہت رکھتا تھا اسکی تحریر سے وہ ایسا موثر ہوا کہ اسنے شراب سے توبہ نصوح کی اور پھر
سر نو اس دکنی جماعت کو جو پردیسیون کے قتل مین شریک تھی سیاست کی اور دولت
کی خدمات بزرگ سے دکینون کو معزول کیا۔

۸۵۸ھ مین شاہ کا ساق پا مجروح ہوا تھا اس سبب سے وہ گھر سے کمتر باہر آتا تھا
اکثر اوقات اسکے مرنے کی خبر منتشر ہو جاتی تھی یہان تک کہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کا داماد جلال خان کہ سید جلال بخاری کی اولاد سے تھا اور تلنگ مین

قلعہ کے اندر طلب کیا۔ قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کے سوا پردیسیون کے سارے امرا اور مشاہیر قریب تین سو کے قلعہ مین حاضر ہوئے۔ جب دسترخوان پر بیٹھ کر کھانے لگے تو دکنیون کی جماعت کہ سلح کمین مین بیٹھی ہوئی تھی ان غیرشکنون نے اشارہ کرتے ہی کنارون سے تلوارین لے کر نکل پڑی سارے پردیسیون کو پانی کی جگہ شربت شہادت دکھایا چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جابجا کھڑے تھے اور عذر کے منتظر تھے وہ پردیسیون کے خیمہ و خرگاہ پر آئے۔ از قسم مذکر ایک سالہ سے لے کر صد سالہ تک قتل کیا بارہ سو سید صحیح النسب اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار معصوم طفل ان ظالمون نے قتل کر ڈالے مغلیہ کے طائفہ مین سے قاسم بیگ صف شکن و قراخان گرد و احمد بیگ یکہ تاز کہ پردیسیون کے گردو سے ایک گروہ جدا تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہو کر وجہ بھنا اور اپنی عورتون کو مردون کا لباس پہنایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ مشیر الملک دکنی و نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار بسر کردگی داؤد خان کے انکے تعاقب مین بھیجے اور رعایا او جاگیردارون کو حکم بھیجا کہ انکی راہ روکین کہ یہ جماعت حرام خور ہین جو اخلاص و نمک خواہی کا دم بھرتے ہین انکو چاہیئے کہ وہ انکو قتل کرین اور انکے گھوڑے اور مال لوٹ لین اور کسی موضع پر آرام و قرار نہ لینے دین۔ قاسم بیگ صف شکن اور اور امرا تین سو آدمی چلے جاتے تھے اور دکنی جو اُن سے لڑتے تھے اُن سے وہ بھی لڑتے تھے اور راتون کو جنگل مین اترتے تھے قصبہ پیر کے حوالی مین داؤد خان نے انکے سر راہ کو نہایت تنگ پکڑا اور حسن خان جاگیردار بیر کو پیغام دیا کہ لوگ سلطان کے حرامخور ہین تجھے چاہیئے کہ اپنے لشکر کے ساتھ انکے دفع کے لئے مستعد ہو اور ان حرامخوارون کے تن سے سر جدا کرکے ہم اور تم سلطان پاس بھیجین قاسم بیگ اور حسن خان مین سابق کی آشنائی کا سابقہ تھا اور معارک بیجانگر مین اس نے اسکی کمک کرکے دشمن کے ہاتھ سے خلاص کیا تھا اس نے جواب دیا کہ اگر یہ لوگ حرامخوار ہوتے تو گجرات کی سرحد مین کہ تین روز کی راہ ہے کیون نہ چلے جاتے اس لئے حسن خان کی کمک سے داؤد خان مایوس ہوا۔ پس ماندہ لشکر قاسم بیگ سے مل گیا تھا۔

امراے عالیشان مین سے ایک کو مدد کے بہانہ سے سکندر خان کے ہمراہ کیا اور اس سے کہدیا
کہ اگر سکندر خان پھر دکنیون سے لڑنے کا ارادہ رکھے تو تمام اسکے ہاتھی گھوڑے اور اثاثہ
شوکت لیکر منڈو مین چلے آؤ سکندر خان کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ مالوہ والون سے
جدا ہو کر تلکنڈہ کی طرف دو ہزار افغان اور راجپوتون کے ساتھ چلا۔ اس وقت خواجہ
محمود گاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو گھیر رکھا تھا۔ سکندر خان کسی حیلہ سے قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔
خواجہ خود اسے یہ چاہتا تھا اس نے پہلے سے اور زیادہ اہل قلعہ کی جان ضیق مین تنگی
باپ بیٹون نے جلدی سے سلطان سے امان نامہ طلب کرکے قلعہ کو خواجہ کے حوالہ کیا
اور خواجہ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین گئے اور انکو تلکنڈہ پھر جاگیر مین ملگیا سلطان
دارالسلطنت مین چلا آیا۔

سنہ ۸۶۲ھ مین سلطان علاء الدین بہمنی نے اسی درد پا کے مرض سے علم فنا بلند کیا
اسکی مدت سلطنت ۲۳ سال ۹ ماہ ۲۰ روز تھی۔

کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا فارسی خوب جانتا تھا
فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی کبھی کبھی روز جمعہ و عیدین کو مسجد جامع مین بھی جاتا تھا اور منبر
پر بیٹھ کر خود خطبہ پڑھتا تھا اور اس القاب سے اپنی ستائش کرتا تھا کہ السلطان العادل الکریم
الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ ولی
بہمنی۔ ایک تاجر عرب تھا اس نے گھوڑے بیچے تھے جنکی قیمت ادا کرنے مین اہل دیوان بہانے
بناتے تھے۔ یہ تاجر سادات کے کشتہ ہونے سے بھی آزردہ تھا وہ منبر کے پایہ کے نیچے
آیا جب منبر پر سلطان کلمات مذکور زبان پر لایا تو عرب نے نزدیک جاکر کہا لا واللہ
لا عادل و لا کریم و لا رحیم و لا رؤف الشقی الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرہ و تتکلم بہذا
الکلمات علے منابر المسلمین۔ اس کہنے سے شاہ متاثر ہوا اور زار زار رویا اور اسی وقت
گھوڑون کی قیمت دلائی اور کہا کہ وہ لوگ غضب الٰہی سے نجات نہ پاوینگے جنہون نے
مجھے دنیا و آخرت کا یزید بد نام بنایا ہے۔ پھر وہ گھر مین جاکر باہر نہین نکلا اس کا

[illegible] تلنگانہ میں اطلاع رکھتا تھا - بادشاہ کی موت کا یقین کرکے گرد نواح کے بہت سے ملک کو دبا بیٹھا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو جو سلطان احمد شاہ بہمنی کا دختر زادہ تھا تقویت دیکر اس ولایت پر تسلط کیا - خان اعظم بھی مر گیا تھا اسلئے تلنگ کے اکثر امرا سکندر خان سے متفق ہو گئے تھے اور اس مملکت کا بادشاہ اسکو بنانا چاہتے تھے سلطان علاءالدین باوجود دردمندی کے سردار لشکر کو فرمان دیا کہ لشکر کشی کا تہیہ کریں - جلال خان کو جب بادشاہ کی حیات سے آگاہی ہوئی تو وہ خود تلنگ میں آیا اور سکندر خان کو ماہور کی جانب بھیجا تاکہ سلطان محمود جانب توجہ کرے اسکے دوسری طرف خلل عظیم پیدا کرکے دوسری کی کمک پر مستعد ہو جو تلنگانہ اور برار کے درمیان ہے سکندر خان نے جمعیت کی سلطان ہر چند قولنامہ بھیجتا تھا مگر وہ موثر نہ ہوتا تھا - اسواسطے کہ شہزادہ محمد خان کی بغاوت میں سکندر خان دخل عظیم رکھتا تھا اور یہ مخالفت بھی کسی وجہ سے سلطان سے مطمئن خاطر نہیں ہونے دیتی تھی - یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوی کو پیغام دیا گیا کہ سلطان علاءالدین بیمار ہوکر بدت ہوئی کہ مر گیا اعیان درگاہ نے اسکے مرگ کو اپنے مقاصد کی وجہ سے مخفی کر رکھا ہے وہ چاہتے ہیں کہ بزرگان مملکت کو پایۂ بزرگی سے گرائیں اگر آپ اس طرف عزیمت کریں تو مملکت برار و تلنگانہ بے نزاع و جنگ آپکے قبضہ میں آجائیں سلطان محمود شاہ خلجی نے اس بات کو یقین کر لیا اور والی آسیر و برہانپور کے مشورہ سے دکن کا سفر کیا -

سنہ ۸۶۰ھ میں بڑے شان و شکوہ سے روانہ ہوا سکندر خان ایک ہزار سواروں کے ساتھ آکے مل گیا سلطان علاءالدین نے خود اپنے جانے کا عزم فسخ کیا اور خواجہ محمود دالشہور گاوان کو جلال خان سے لڑنے کے لئے مقرر کیا لشکر برار کو حاکم برہانپور کی بازداشت کے لئے رکھا - تو سم [illegible] صف شکن سر لشکر دولت آباد کو پہلے روانہ کیا اور خود چلا لشکر بیجاپور و خاصہ خیل کے ساتھ پالکی میں بیٹھ کر سلطان محمود سے جنگ و جدال کے لئے صحرائے ماہور سے پانچ کروہ پر اترا - جب سلطان محمود شاہ کو معلوم ہوا کہ شاہ دکن حیات [illegible] کے ساتھ [illegible] تو وہ آدھی رات کو اپنے ملک کو چلا گیا اور

یون خود تلکنڈہ کے باہر آیا سکندر خان نے اسپر شب خون مارا اور نقصان پہنچایا
یج کو ہمایون قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا۔ سکندر خان سات آٹھ ہزار افغان جنگ
لینی سوار مقابل لایا۔ ہمایون شاہ نے کہلا بھجوایا کہ ولینعمت سے لڑنا مبارک نہین ہوتا مجھ
جیسے بہادر کا خراب ہونا حیف ہے مین تیرا گناہ بخشتا ہون کہ دولت آباد مین جسقدر
پرگنہ کو کہے گا مین جاگیر مین دیدونگا۔ سکندر خان نے جواب دیا کہ اگر تو پسر زادہ
احمد شاہ ہے تو مین بھی اسکا دختر زادہ ہون مملکت مین تیرے ساتھ شریک ہون
تلنگ مجھے دیدے یا آمادہ جنگ ہو۔ لڑائی ہوئی سکندر خان نے ہمایون کے ہر حملہ کو ہٹا دیا لیکن
ملک التجار گاوان لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان لشکر تلنگ لیکر آگئے کہ ان سب نے ملکر
سکندر خان کو مار ڈالا اور اسکے لشکر کو بھگا دیا خواجہ جہان نے تلکنڈہ کا محاصرہ کیا
جلال خان نے بیٹے کے مارے جانے کے ایک ہفتہ کے بعد جانا کہ اب امان سے زیادہ کوئی میرا
فریاد رس نہین ہے۔ بادشاہ کا پابوس ہو کر محبوس ہوا اس نے چند روز کی حیات کو
غنیمت جانا۔

ہمایون شاہ کو جب اس جھگڑے سے فرصت ملی تو قلعہ دیورکنڈہ کی تسخیر کے درپے ہوا
وہ تلنگی زمینداروں کے پاس تھا خواجہ جہان نے اسکا محاصرہ کیا۔ مردم تلنگانہ
بہ تنگ ہو کر رائے اڈیسہ و صاحب شوکت رایون کے پاس چلے گئے اور انسے مدد لیکر
پھرے امداد ایک طرف سے رائے اڈیسہ و اوریا کی سپاہ نے دوسری طرف سے لشکر
تلنگ و قلعہ نے خواجہ جہان کی سپاہ پر حملہ کیا اور لشکر اسلام کو شکست دی اور خواجہ
جہان اور امرائے بھاگ کر ورنگل مین ہمایون شاہ پاس پہنچے خواجہ جہان نے
جہان سے سچ نہ بولا اور اپنی مصلحت کے لیے جھوٹ بولا اور اسنے کہا کہ نظام الملک
غوری کے سبب سے یہ واقعہ ظہور مین آیا ہمایون نے اسی وقت نظام الملک کو
مار ڈالا اسکے اقارب و عشائر محمود خلجی مالوی کے پاس چلے گئے اور خواجہ جہان
ترک کو ایک قلعہ مین محبوس کیا اسکا ارادہ تھا کہ دیورکنڈہ پر لشکر کشی کرے

جنازہ بھی نکلا۔

جب سلطان علاء الدین مرنے کو ہوا تو امرا و وزرا کی توقع کے خلاف ہمایون شاہ ظالم کو جسکے اوضاع سے خلائق متنفر تھی اپنا ولیعہد کیا۔ ابھی بادشاہ مرا نہ تھا کہ ولیعہد کے خوف سے نظام الملک و ملت آبادی وکیل السلطنت اور اسکا بیٹا دونو گجرات بھاگ گئے۔ اور سلطان ہمایون کے غیظ سے بچ گئے۔

ذکر سلطنت ہمایون شاہ ظالم ولد سلطان علاء الدین بہمنی

جب سلطان علاء الدین تخت سے تختہ پر آیا تو اسکا بڑا بیٹا ہمایون شاہ مشہور ظالم گمراہ تھا امرائے کبار سیف خان و ملو خان نے سلطان کی وفات کو مخفی رکھا اور بے توقف اسکے چھوٹے بیٹے حسن خان کو تخت پر بٹھایا۔ خلائق ہمایون شاہ کے گھر لوٹنے اور اسکے قتل کے لئے گئے شور و غوغا مچا۔ ہمایون شاہ اسی سوار جبہ پوش لیکر نکلا جنمیں سکندر خان بھی تھا اور لٹیرون کو مار کر بھگا کر حسن خان کی حمایت میں گئے یہ انکے پیچھے گیا اور ایک جمعیت عظیم کے ساتھ دیوانخانہ میں گیا چھوٹا بھائی تخت سے اترا بدن میں رعشہ آگیا اسکو پکڑ لیا سیف خان کو ہاتھی کے پانو میں باندھ کے شہر و بازار میں پھرایا اور امیرون کو قید کیا۔ ملو خان لڑتا ہوا نکل گیا۔ اور کرناٹک میں پہنچا۔ ہمایون شاہ تخت پر بیٹھ کر بالاستقلال بادشاہ ہوگیا۔ باپ کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو ملک التجار کا خطاب ملا اور وکیل الشاہی و طرفدار بیجاپور مقرر ہوا ملک شاہ کو خواجہ جہان کا خطاب ملا اور تلنگ کا طرفدار ہوا اور عماد الملک غوری کے برادرزادہ کو نظام الملک کا خطاب و منصب ہزاری ہوا اقطاع تلنگ سے مخصوص کیا گیا اس سبب سے سکندر خان بن جلال خان نہایت دلگیر ہوا وہ ایام شاہزادگی میں شاہ کا مصاحب تھا سپہ سالاری تلنگ کا امیدوار تھا۔ وہ بے حکم باپ پاس نلکنڈہ میں چلا گیا۔ اور جلال خان نے ناچار بیٹے کے سبب سے علم مخالفت بلند کیا۔ بادشاہ نے خانجہان جاکر اسکو دفع کے لئے مامور کیا۔ تلنگ میں سکندر خان نے اسپر فتح پائی۔ پھر

سولیان چھاتیان نصب کرائین اور جابجا مست ہاتھیون اور سب قسم کے درندون
کو چھوڑا اور کہیں جگہ دیگون مین تیل اور پانی کو جوش دیا اور خود قصر دیوانخانہ پر بیٹھا ان
کو شیر سے پھڑوایا۔ پھر اور امیرون کی گردن اُڑوائی اور انکے زن و فرزند کی وہ فضیحت
کی کہ جسکا بیان حسن ادب سے دور ہے پھر شاہزادہ کے ساتھ متعلقین کو جنکو اس معاملہ کی
اصلا خبر نہ تھی یہان تک کہ اسکے بورچی و دیگ اشوئی کو بازار مین بھیجا کہ کسی کو بھونکے
شیر نے پھاڑا کسی کو مست ہاتھی نے مسلا۔ کوئی جلتے ہوئے پانی اور کھولتے ہوئے تیل
مین ابلا۔ صاحب تاریخ محمود شاہی لکھتا ہے کہ مین نے ہمایون بادشاہ کے
مقربون سے سنا ہے کہ جب وہ رنگ محل مین شہزادہ حسن کی خبر ہمایون نے سنی ہے تو
اسپر خشم و غضب ایسا مستولی ہوا تھا کہ کبھی اپنے کپڑے پھاڑتا تھا کبھی زمین و فرش کو
دانتون مین ایسا پکڑتا تھا کہ لب و دہن اوسکے مجروح ہو جاتے تھے اور جب احمد آباد بیدر
مین آیا جسکے جور و جفا کے سامنے حجاج ظالم نوشیروان معلوم ہوتا تھا۔ اکثر
شاہزادے اور وارثان مملکت کہ قلاع و گوشہ و کنار مین پڑے۔ فقر و فاقہ پر قناعت
کرتے تھے ان سب کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ وہ تمام خلائق سے بدگمان تھا۔ اصلا ظلم مین
تخفیف نہین کرتا تھا۔ ہمیشہ اسکے غضب کا شعلہ مسلم و کافر کو ایکطرح جلاتا تھا اور اسکے قہر کا خلا
مجرم و بے گناہ کو ایک نرخ پر بیچتا تھا اسکی سیاست کا جلاد ایک جرم پر ایک قبیلہ کو
قتل کرتا تھا اسکے خشم و کینہ کی آگ خشک و تر کو جلاتی تھی۔ آدمیون کے عیال و فرزند
کو وہ گرفتار کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوتا تھا۔ اُنکو راستہ مین سے اپنے پاس پکڑوا کر
بلواتا تھا اور اپنا مُنہ کالا کرکے انکو شوہرون کے پاس بھیجتا تھا۔ ارکان دولت
جب اس پاس جاتے تھے تو اپنے زن و فرزند سے رخصت ہو کر جاتے تھے۔ اور
ضروری وصیت کر جاتے تھے۔ آخر کو یہ ظالم بیمار ہوا اور اپنے بڑے بیٹے
نظام شاہ کو ولیعہد کیا جسکی عمر آٹھ برس کی تھی وہ سنہ ۸۶۵ مین مرگیا۔ لیکن صحیح
یہ ہے کہ ہمایون شاہ نے مرض سے شفا پائی شہاب خان خواجہ سرا نے

کہ انہوں نے یہ خبر دی کہ یوسف ترک مجل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو
زندان سے نکالکر قصبہ بیر کی طرف لے گئے ہیں۔ اس شہزادہ نے جاکر بیر پر قبضہ کر لیا۔
جمادی الآخر ۸۶۲ھ ہمایون دار الخلافہ میں آیا اور ظلم برپا کیا اور جو کچھ دل میں تھا
وہ کر گذرا اول آٹھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا جنکو شہر کی حفاظت سپرد تھی کہ انہوں نے کیون
شہزادہ کو قیدخانہ سے باہر جانے دیا اور کوتوال شہر کو قفس آہنین میں بند کرکے ہر روز
ایک عضو کو کاٹتا تھا اور اسکو کہلاتا تھا وہ اسی قفس میں فوت ہوا۔ پھر آٹھ ہزار سوار اور
پیادے بے شمار بھائی کے دفع کرنیکے لیے متعین کیے صحرائے بیر میں جا لڑا وہ کے قریب جنگ واقع
ہوئی۔ شاہ حبیب اللہ وزیر جملۃ الملک کے سبب سے شہزادہ حسن خان کو فتح نصیب ہوئی
ہمایون شاہ کے غضب جبلی نے جلوہ دکھایا۔ تمام امرا اور سلحداروں جو بورش تلنگانہ میں
ہمراہ تھے خزانہ اور جنگی ہاتھیوں سمیت قصبہ بیر کی جانب روانہ کیے اور انکے زن و فرزند
موکلوں کے حوالہ کیا کہ مبادا وہ روگردان ہوں اور شہزادہ حسن سے نہ ملجائیں اس دفعہ
حسن خان کو شکست ہوئی وہ بیجانگر کا عازم ہوا۔ وہ خستہ و بدحال سات آٹھ
سو سواروں کے ساتھ حوالی بیجانگر میں پہنچا۔ یہاں کے تہانہ دار سراج خان جنیدی
تھے جنکا خطاب خواجہ معظم خان تھا یہ مردود غائی کہ حسن خان کو پیغام دیا کہ یہ مملکت آپ
سے تعلق رکھتی ہے ان حدود کا طرفدار خواجہ جہان گاوان تلنگ میں ہے اور یہ مملکت
خالی ہے اگر اس دیار میں آپ تشریف لائیں تو میں متعہد ہوتا ہوں کہ بیجانگر راجہ کل کی رعایا
اور سپاہ آپ کی مطیع و منقاد ہو گی حسن خان نے اپنے امرا کی صلاح سے اس بات کو
منظور کر لیا۔ وہ قلعہ میں جسکی دیوار گلی تھی چلا آیا سراج خان جنیدی نے سلام چراغ
کے بہانہ سے اس کوٹھک کو جسمین یہ سب حضرات تھے محاصرہ کیا دوسرے روز ارادہ کیا
کہ انکو پکڑ کر ہمایون شاہ پاس بھیجے شاہ حبیب اللہ تو لڑکر شہید ہوا باقی سب بیانتک
وہ یوسف ترک جو کہ اس گروہ کا سرغنہ تھا گرفتار کرکے ہمایون شاہ پاس احمد آباد بیدر میں بھیجدیے
اب ہمایون شاہ نے بازار سیاست گرم کیا۔ احمد آباد بیدر کے بازاروں میں

ن کیے راجمہندری کی راہ سے تسخیر دکن کے عازم ہوئے اور ولایت اسلام پر
مارت کی جاروب سے رفت و روب شروع کی۔ ولایت کولاس تک سعدری کا
ن نہین باقی رکھا۔ والدہ نظام شاہ و خواجہ جہان ترک و ملک التجار محمود گاوان نے
ق کرکے انکے دفع رفع مین توجہ کی اور چالیس ہزار لشکر پایہ تخت مین جمع کیا۔ احمدآباد
۔ دس کوس پر طرفین کے لشکر مقابل ہوئے رائے اڑیسہ کا ارادہ تھا کہ مملکت کو
مانون کے قبضہ سے نکال کر شاہ دکن سے خراج و باج لے اور مراجعت کرے مگر
ن اس لئے اس بات کو ظاہر نہین کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے آدمی بھیجکر رائے
سیہ کو پیغام دیا کہ شاہ جوان بخت چاہتا ہے کہ دیار جاجنگر و اڑیسہ اوریا پر لشکر کشی
کے انکو مسخر و مفتوح کرے اب تم نے خود کام کو آسان کر دیا کہ اس جانب مین آگئے
خوب بات ہوئی۔ اس صورت مین تم خوب جان لو کہ جبتک خراج نہ قبول کروگے اور
ر د اسلام سے جتنے جوز ر لیا ہے واپس نہ دوگے ایک آدمی تمہارا سلامت نکل کر جانے
پائیگا اس پیغام کے ساتھ ہی محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ کہ جہاد کے قصد سے ہمراہ
وا تھا ایک سو ساٹھ سوارون کا مسلح و مردانہ لشکر ساتھ لیکر نظام سے جدا ہوا اور
ائے اڑیسہ و اوریا کے مقدمہ پر جسمین دس ہزار پیادے اور چار سو سوار تھے حملہ کیا صبح سے
دو پہر تک مردی اور مردانگی کی داد دی مسلمانون کو فتح ہوئی رائے اڑیسہ و اوریا بھاگ کر
اپنے لشکر مین گئے۔ رات کو لشکر سمیت بھاگ گئے۔ خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود
گاوان نے تعاقب کیا اور دو تین ہزار ہندو مار ڈالے۔ آخر کو بعد بہت سی قیل و قال کے
رائے اڑیسہ و اوریا نے پانچ لاکھ تنکہ خزانہ شاہی مین داخل کئے نظام شاہ مظفر و منصور
احمد آباد بیدر مین آیا ——
ابھی بیدر مین اسنے اچھی طرح آرام نہین لیا تھا کہ خبر آئی کہ نظام الملک غوری کے اغوا
سلطان محمود خلجی پے درپے کوچ کرکے دیار دکن مین چلا آتا ہے امرائے دکن نظام شاہ کو
لے کر منڈو کے لشکر سے لڑنے چلے۔ جب تین فرسخ کا فصل دونون مین رہا تو نظام شاہ نے دہنی اس

حبشی نے عورتون سے سازش کی۔ ایک رات وہ شراب کے نشہ مین ہوتا تھا کہ ایک حبشن نے اسکے سر پر لاٹھی ایسی ماری کہ وہ اسی ضرب سے ہلاک ہوگیا نظیری شاعر نے جسکو اسنے قید کیا تھا اسکی تاریخ مین یہ قطعہ کہا ہے۔

قطعہ

ہمایون شاہ مرد و رست عالم	تعالی اللہ زہی مرگ ہمایون
جہان پر ذوق شد تاریخ وفاتش	ہم از ذوق جہان آرید بیرون

مدت شاہی پر شور و شر ش سہ سال وشش ماہ وشش روز بود۔ ایسے ظالم کی سلطنت کا تین سال تک رہنا تعجبات سے ہے۔

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی

ہمایون شاہ فوت ہوا۔ اسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی جو بہت خوبصورت تھا آٹھ سال کی عمر مین تخت دکن پر جلوس فرما ہوا۔ اسکی مان زن عاقلہ تھی اور معاملات ملکی اور مالی سے واقف تھی۔ ہمایون کے وصیت کے موافق وہ خواجہ جہان ترک اور ملک التجار گاوان کی بے مشورت کوئی کام نہ کرتی تھی اور ان دو شخصون کے سوا وہ کسی کو دخل نہین دینے دیتی تھی۔ ملک التجار محمود گاوان کو جملۃ الملک و وزیر کل اور طرفدار بیجاپور مقرر کیا تھا اور خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرافراز کیا۔ ایک عورت ماہ نوکی معرفت تمام معاملات کی گفتگو والدہ شاہ سے ہوتی یہ تینون آدمی ہمایون کی ظلم و ستم کی تلافی کرتے تھے لیکن اطراف کے ہندو مسلمان حاکمون نے جب سُنا کہ تخت گاہ دکن پر ایک طفل نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ارتکاب ظلم و ستم سے امرا اور اہل سپاہ کی خاطر خستہ و مجروح ہے اور اسکی اصلاح ابھی نہین ہوئی تو رائے اڑیسہ اور راجہ تلنگ نے دونون زمینداروں کے ساتھ اتفاق

اسلئے اسکا نتیجہ سوا ر شامت کے کچھ اور نہ ہوا جب شاہ محمد یہاں آیا تو گونڈوانہ کے لوگون کو جنہون نے شائستہ خدمات کین تھین بے گناہ مار ڈالا۔

۸۷۶ھ مین سلطان محمود خلجی نوے ہزار سوار لیکر پھر دکن کی تسخیر کے ارادہ سے سوار ہوا۔ نظام شاہ جنگ کے لیئے مستعد ہوا اور سلطان محمود گجراتی سے مدد مانگی جب سلطان خلجی دولت آباد کی سرحد مین آیا تو۔ جاسوسون نے خبر دی کہ سلطان محمود گجراتی آتا ہے تو لشکر منڈو نے اپنی راہ چھوڑکر نالکنڈہ کی طرف کوچ کیا اور گونڈوانہ کی راہ سے منڈو مین مراجعت کی۔ نظام شاہ نے محمود شاہ گجراتی کی عنایتون کا شکریہ ادا کیا سلطان راہ سے پلٹ کر احمد آباد گیا۔ اسی سال کی ذیقعدہ کے مہینے مین نظام شاہ مریض ہوا اور مرگیا اس کی مدت شاہی دو سال ایک ماہ تھی۔

ذکر شاہی محمد شاہ بن ہمایون شاہ

ہمایون شاہ کے تین بیٹے ملکہ جہان سے تھے ایک نظام شاہ جسکا اوپر بیان ہوا دوم محمد شاہ سوم احمد شاہ نظام شاہ نوجوان مرگیا اس کی جگہ محمد شاہ دس سال کی عمر مین تخت پر بیٹھا باوجود صغر سن کے وہ لوازم عدل و انصاف مین سعی کرتا تھا اسکی فرمان روائی کے زمانہ مین کافہ خلائق امن امان مین آسودہ رہی امور جہانبانی مین ارباب دول سے مشورت کرنے کا طریقہ اسنے اختیار کیا اسمین ظاہری بزرگی کے ساتھ باطنی بزرگی بھی تھی اسنے اپنا خطاب محمد شاہ رکھا اور اپنی رائے صائب و فکر ثاقب پر کار کا مدار رکھا جو کچھ ملہم دولت اسکے صحیفہ خاطر پر نقش کرتا تھا اسکو صواب سمجھکر مقدم جانتا تھا اس لیئے انتظام مملکت اور اسباب حشمت اسکے ایام دولت مین اس مرتبہ پر پہنچا کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین وہ نہ پہنچا تھا اسنے ہزار ترکی غلامون کو تربیت کیا اور انمین جو بڑے لائق تھے انکو مرتبہ بلند اور مناصب ارجمند پر سرافراز کیا انمین سے عماد الملک کو کابل اور نظام الملک کو جنیرا ور خداوند خان کو باہورا قطاع مین دیے

سوار میمنہ مین نامزد کیے اور اسکا سرانجام خواجہ محمود گیلانی کو سپرد کیا۔ فوج میسرہ کا نظام الملک
کو حوالہ کی اور خود گیارہ ہزار اور سو ہاتھی لے کر قلب مین ٹھیرا اور فوج کا اہتمام خواجہ جہان
ملک شہ ترک کو تفویض کیا۔ سلطان محمود خلجی اپنی اٹھائیس ہزار سپاہ کی تین فوجین بنا کر
معرکہ جنگ مین آیا۔ صفون کا آپسمین مقابلہ ہوا۔ ملک التجار نے پیش دستی کرکے خلجی کے میسرہ پر تاخت
کی اور اسکے سردار ظہیر الملک کو مار ڈالا۔ منڈو کے لشکر کو شکست عظیم ہوئی۔ دو کروہ [illegible]
اسکا تعاقب کیا اور لشکر خلجی کو لوٹ لیا اس وقت کہ سپاہی لوٹ مین مصروف تھے۔
سلطان محمود دو ہزار سوار لیکر نظام شاہ کی فوج کے عقب سے نمودار ہوا۔ خواجہ جہان ترک
کہ فوج کے قلب کا سردار تھا اُس نے یہ کھوٹا کام کیا کہ نظام شاہ کی باگ موڑ کر بیدر کی طرف
متوجہ ہوا۔ باوجودیکہ ملک التجار نے فتح حاصل کی تھی مگر نظام شاہ کی عنان تابی سے یہ
فتح شکست ہوگئی اور جو سپاہی لوٹ مین مصروف تھے وہ وہین مارے گئے ملکہ جہان نے خواجہ جہان
کے مکر و غدر کو ملاحظہ کرکے قلعہ بیدر کی حراست ملو خان کو سپرد کی اور خود نظام شاہ کو لیکر
فیروزآباد مین چلی گئی۔ سلطان محمود نے بیدر کے دروازہ تک تعاقب کیا اور بیرون قلعہ کو
بالکل غارت کیا اور قلعہ کے اسباب تسخیر مین مشغول ہوا۔ نظام شاہ جسوقت جنگ سے گیا
تو حقیقت واقعہ کو صحیفۂ اخلاص مین لکھ کر سلطان محمود گجراتی کی خدمت مین بھیجا۔ جب وہ
فیروزآباد مین دم لیا تو بھاگی ہوئی سپاہ اُس پاس جمع ہوئی خواجہ جہان کو ایک انبوہ
لشکر کے ساتھ سلطان محمود کے دفع کرنے کے لئے بھیجا اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ سلطان
محمود گجراتی سرحد دکن پر اسی ہزار سوار لیکر پہنچا ہے۔ سلطان محمود نے اپنے مین مقاومت
کی قوت نہ دیکھی تو وہ سترھوین دن گونڈوانہ کی راہ سے منڈو کی طرف متوجہ
خواجہ جہان نے تین چار منزل تعاقب کرکے بازگشت کی۔ شاہ مالوہ کی مراجعت کے
وقت راہ گونڈوانہ قلب تھی ہر منزل مین اسپر دست درازی ہوئی تھی۔ کم آبی
کی وجہ سے بھی چند ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ پانی کا پیالہ اگر دو ٹنکہ کو بھی ملجاتا
[illegible] سلطان محمود خلجی کی یہ حرکت سداد سے خالی نہ تھی

حسن تدبیر سے مخالفون کے قبضہ سے نکال لیا یہان سوارون کا کچھ کام نہ تھا اسلئے
بہت سا لشکر اُسنے واپس کردیا اور سعید خان گیلانی جو محمود گاوان کا ہم قوم تھا اور
خوش قدم اسکا غلام لشکر سمیت اس پاس آگئے اور تھوڑے دنون مین جنگل کھینہ کو جس سے
گذرنا دشوار تھا کاٹ کر اور جلا کر سطح کر لیا۔ پانچ مہینے اسکا محاصرہ رکھا۔ برسات آگئی
تو گھاٹ کے سرون کو دس ہزار پیادہ توپچی و کماندار کو حوالہ کیا اور گھاٹی سے اتر کر کولاپور
مین آیا اور یہان چھیر چھا کر لشکر کو آرام دیا اور اس موسم مین بھی بیکار نہین بیٹھا قلعہ رام گنہ کو
تھوڑی مدت مین فتح کر لیا۔ برسات کے بعد تدبیر و حیلہ سے اور درم و دینار کی
پاشش سے قلعہ کھینہ کو تسخیر کیا۔ یہ قلعہ ایسا تھا کہ کسی قلعہ کشا کی تدبیر کا تیر اسکی تسخیر کی ہوا مین
پہنچا ہی نہ تھا۔ جب برسات آئی تو سال گذشتہ کی طرح چار مہینے گذار کر ولایت سنگسیر مین
آیا اور سہل طرح سے اسکو مفتوح کیا اور حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیا اور رعیت
کو مطیع کیا اور خود جزیرہ گوہ کی طرف گیا کہ وہ بیجانگر کے مشہور بنادر مین سے تھا اکیسو
جہازون مین کار آمد آدمیون کو بٹھا کر دریا مین بھیجا اور خشکی کی طرف سے خود لشکر لے کر آیا۔ اور
لڑائی شروع کی پہلے اس سے کہ رائے بیجانگر کو اسکے آنے کی خبر ہو اسنے اپنا مقصد حاصل کر لیا
محمود گاوان جزیرہ گوہ کو اپنے معتمد آدمیون کو سپرد کرکے دار الخلافہ احمد آباد بیدر
مین تین سال بعد آیا۔ اسکی خدمات کو سلطان نے مستحسن جانا اور اسکو عظیم ہمایون خواجہ جہان کا
خطاب دیا انتظام ملکی مین اسکا اقتدار بڑھایا۔ اسکے غلام خوش قدم کو جو اس یورش
مین تین سال تک خدمات شائستہ بجالایا تھا کشور خان کا خطاب دیا اور امرائے کلان
مین داخل کیا اور قلعہ گوہ و بنیدہ و کوندوال و کولاپور اسکے اقطاع مین اضافہ کئے کہتے
ہین کہ جب سلطان محمد شاہ خواجہ کے گھر مین ایک ہفتہ رہ کر اپنے دولتخانہ کو گیا تو خواجہ
اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے خوب بیٹھ رہا اور سارا مال اسباب خیرات دیدیا اور لباس
درویشی اختیار کیا۔ گلی گلی مین پھرتا اور محتاجون اور بیکسون کی مدد کرتا ۔ سنہ
۸۷۵ھ مین خبر آئی کہ رائے اوریا بیمار ہو کر مرگیا اس کا چچا زاد بھائی ہمیر سنگہ بیٹا ہوا

سابق کی طرح قلعون کی فتح پر مجبور و اظہار اطاعت اور ارسال تحف و ہدایا پر اکتفا نہین
کرتا تھا۔ بلکہ اسکی ساری توجہ اس طرف ہوئی تھی کہ وہ قلعی خاص تصرف مین آجائین
فی الحقیقت طبقہ بہمنیہ کی سلطنت کا خاتمہ اسی پر ہو گیا۔ سلطان ہمایون شاہ اور نظام شاہ
کے عہد مین مملکت مین جو فتنہ و آشوب اٹھا تھا اسکو اُسنے مٹا دیا۔ امور مملکت اور
سلطنت مین جسجگہ کوئی فتور راہ پاتا وہ اسکی توجہ سے صلاح پذیر ہو جاتا جب مملکت کا
انتظام کر چکا تو ارکان دولت کے التیام قلوب پر متوجہ ہوا۔ خواجہ جہان نے سلطان
محمود خلجی کے واقعہ مین اس خاندان کی بنار دولت کی تخریب مین سعی کی تھی اس کے
سوائے اسنے خزانون مین دست تصرف و تغلب دراز کیا تھا۔ بادشاہ نے اُن کو
اپنے دولتخانہ کے آگے قتل کرایا اور ملک نظام الملک حاکم جنیر کو قلعہ کھیرلہ کی تسخیر کے لیے بھیجا
کہ وہ منڈو کے حکام سے تعلق رکھتا تھا۔ نظام الملک حملہ کر کے لڑا۔ مخالف بھاگ کر قلعہ مین
گئے اسکے سپاہیون کے قلعہ کے دروازہ تک تعاقب کیا اہل قلعہ کو جب نظام الملک کی
شوکت پر اطلاع ہوئی تو انھون نے امان مانگی۔ نظام الملک نے آدمیون کو امان دی تھی
اور انہین سے ہر ایک کو رخصت کے پان دیتا تھا کہ ایک شخص نے اسکو خنجر لگا کے شہید کیا
اسکی اولاد ارشد عادل خان و دریا خان تھے۔ انھون نے تھانہ دارا ور تمام اہل قلعہ کو
قتل کیا اور اپنے ایک معتمد کو قلعہ حوالہ کیا اور باپ کی نعش لیکر محمد شاہ پاس آگئے بادشاہ
نے انکو باپ کا منصب و اقطاع دیدیے۔
۸۷۴ھ کے شروع مین رای سنگیسر کھمنیہ کی تعذیب تادیب اور کوکن کی قلعون کی تسخیر کے لیے
محمود گاوان بھیجا گیا۔ ان لوگون نے مسلمانون کے مارنے اور لوٹنے کے لیے تری مین تین
کشتیان مقرر کر رکھی تھین و خشکی مین بھی مسلمانون کی ایذا اور مضرت کے لیے بہت فساد
اٹھاتے تھے۔ جب انھون نے سُنا کہ محمود گاوان انکی خبر لینے آتا ہے تو انھون نے آپس مین
عہد کیا اور مسلمانون کے قتل کرنے کو بہشت مین جانا جانا اور بڑے گھمنڈ سے گھاٹ
کو بند کیا۔ محمود گاوان نے گھاٹ کے نیچے آن کر اس کو

یوسف عادلخان بادشاہ کی خدمت میں آیا اسکا مرتبہ ایسا عالی ہوا کہ اقران و امثال
سنہ ۸۷۵ھ میں وجیانگر کے راجہ اجی رائے کی تحریک سے کیتنہ قلعہ بلگون کا رائے اور بنکاپور
نسیالاجزیرہ گوہ کی تسخیر کے لئے عازم ہوئے۔ محمد شاہ نے سران سپاہ کو حکم دیا اور
خود شکار کھیلتا ہوا گیا اور رائے پرکیتنہ حصاری ہوا یہ حصار نہایت استوار ہے وسنگ سے
بنایا گیا ہے۔ خندق اس کی پرآب ہے اور برج ایک دوسری کے سامنے کھچی ہوئی ہیں ایسی
محکم ہیں کہ کوئی آفریدہ آسانی سے قلعہ کے اندر نہیں جا سکتا۔ سلطان محمد شاہ نے اس قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ رائے پرکیتنہ نے امان مانگی اور کہا کہ میں بندہ پرگناہ درگاہ ہوں عذر خواہ
آتا ہوں۔ سلطان نے اپنی اظہار قدرت اور راوں کی عبرت کے سبب سے اسکی التماس
کو نہیں قبول کیا اور عزم جزم کیا کہ اس حصار کو جبر و قہر تسخیر کرے آتش بازوں کو اپنے
پاس بلایا اور حکم دیا کہ اگر تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو دو ہفتہ میں اس قلعہ کے برج و بارہ
کو اڑا دو اور شکر کے جانے کی راہ پیدا کر دو۔ خواجہ یوسف عادل خان سے کہا کہ فنا کر نیہ
کرنا اور خندق کا بھرنا تیرا کام ہے جس روز کہ ہنرمند دیوار حصار کو توپ و ضرب زنان
سے ڈھائیں اس روز خندق بھری ہوئی ہو کہ لشکر فراغت سے جائے اور رخنہ سے
قلعہ میں آئے۔ خواجہ دن کو چوب و سنگ و خاک خندق میں ڈالتا رات کو اہل قلعہ نکالکر
لے جاتے خواجہ نے مداخل و مخارج کے روکنے کے لئے ایک دوسری دیوار حصار کے دو
دیواروں کے آگے کھڑی کی اور مورچل تقسیم کئے سرکوب بنائے و نقب لگائے۔
اب تک دکن میں انکا رواج نہ تھا۔ نقب کے اڑانے سے قلعہ میں رخنے ڈالے۔
رائے پرکیتنہ کے آدمیوں نے ان رخنوں پر کھڑے ہو کر لڑنا شروع کیا۔ دو ہزار بادشاہی
آدمی مارے۔ محمد شاہ نے خود جاکر ان رخنوں پر سے دشمن کے سپاہی ہٹائے
اور حصار اول پر متصرف ہوا۔ قلعہ دوم کے لئے مشغول تھا کہ رائے پرکیتنہ نے تغیر لباس
کرکے قلعہ کے اندر سے سلطان محمد شاہ کے مورچل میں آیا اور اس پاس پہنچا۔ زمین خدمت
پر بوسہ دیا اور گردن میں دستار ڈالی۔ معروض کیا کہ رائے پرکیتنہ ہوں

کر ان محل [illegible] کے جنہوں نے قوت سے اتار دیا ہے اسکے بعد سلطان محمد شاہ کو حوالہ کیا
[illegible] اور یا فوت ہوا اب وقت ہے کہ آپ اس بار میں لشکر بھیجکر اس ولایت کو لے لیں اور میں بھی مدد دیتا ہوں
میں سالانہ خراج اس قدر ادا کیا کرونگا۔ سلطان محمد شاہ ہمیشہ ملک اوڑیا راجمہندری و کندنیر کی
تسخیر کے فکر میں رہتا تھا یہ منصوبہ اسکے حسب دلخواہ تھا۔ اسنے ملک حسن بحری کو جو شاہان احمد نگر
کا جد ہے اور شاہان بہمنیہ کے غلاموں میں سے ہے نظام الملک کا خطاب دیکر اور یا بھیجا ہمبر
اسطرے ان دونو کی منگل پر ایسی خوب لڑائی ہوئی۔ بہت کوشش و کشش کے بعد منگل پر لے کو
شکست ہوئی دوسرے روز ہمبر کو اوڑیا کا تخت و تاج ہاتھ لگا اور مملکت موروثی پہ متصرف
ہوا۔ راجمہندری اور کندنیر کو نظام الملک فتح کرتا ہوا بادشاہ کی خدمت میں آیا اسکو
خلعت خاص عنایت ہوا اور تلنگ کا سرلشکر مقرر ہوا۔ شاہان بہمنیہ کا داب سلطنت یہ تھا
کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص عنایت نہیں ہوتا انہیں دنوں میں فتح اللہ
عماد الملک کہ شاہان عماد الملکیہ کا جد ہے برار کا سرلشکر ہوا اور یوسف عادل خان
سوائی دولت آباد کا سرلشکر مقرر ہوا۔

یوسف عادل خان کو بادشاہ نے قلعہ ویراگھرہ کی تسخیر کے لئے اور قلعہ انتور کے
استخلاص کے لیے بھیجا کہ وہ سلاطین لودھیوں کے زمانہ میں ایک مرہٹہ کے تصرف میں آگیا
تھا۔ یوسف عادل خان نے قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے لیے مقرر کیا
اور دریا خان اپنے منہ بولے بھائی کو ویراگھرہ کو بھیجا۔ انتور کے ہندؤں نے تو جنگ سے
امان مانگ کر قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ حوالہ کیا۔ جبنک رائے راجہ ویراگھرہ [illegible]
مہینہ تک لڑا اور پھر اپنے تئیں دریا خان کے حوالہ کیا یوسف عادل خان ایلغار کرکے
قلعہ میں آیا قلعہ کے خزائن و دفائن وامتعہ وتحف نفیسہ پر متصرف ہوا۔ یہاں سے
کلان تروں و متعدموں پر نوازش کی پھر قلعہ ایکی پر متوجہ ہوا یہاں کے [illegible]
نے جسکا باپ بھی مرا تھا اطاعت اختیار کی قلعہ اور سارا اپنا اسباب حشمت عادل خان
[illegible] زادہ کو قلعہ اور سارا مال و اسباب سپرد کیا اور وہ امرا و شاہ

والی مین آیا تو میر نے صلاح جنگ مین نہ دیکھی وہ قلعہ کندنیر مین حصاری ہوا اور رائے اڑیسہ
راجمہندری سے گذر کر اپنی ولایت کی طرف دریا کے کنارہ پر بیٹھا کشتیان اسکے اس طرف
مین تھین اور پانی کا عرض بہت تھا اسلئے محمد شاہ کنار آب پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کر کے چلا
عبور نہین کر سکتا تھا جب اس نے عبور کا سامان کشتی و ٹوکرون کا کر لیا تو رائے اڑیسہ اپنے
دارالملک کو چلا گیا۔ سنہ ٧٦٢ھ مین محمد شاہ دریا سے عبور کر کے دارالملک اڑیسہ مین گیا۔ اوس
کی مملکت مین کوئی بات اٹھا نہین رکھی۔ رائے اڑیسہ اپنے ملک کی انتہا پر سارے ملک کو
خالی چھوڑ کر چلا گیا تھا اس لئے محمد شاہ نے چھ مہینے یہان توقف کیا اور رعایا وغیرہ سے
بقدر امکان دار و گیر اور شکنجہ سے بہت مال تحصیل کیا۔ رائے اڑیسہ نے پیغام دیا کہ مین عہد و
شرط کرتا ہون کہ پھر تلنگ کے زمیندارون کی کمک و مدد نہین کرونگا اور بہت سے تحفے
اور ہاتھی نذر کے لئے بھیجے۔ سلطان محمد شاہ نے کہا کہ ان ہاتھیون کے سوا جو تمنے بھیجے ہین اپنے
باپ کے خاص جو بیس ہاتھی بھیجدو تو مین تیری التماس کو قبول کر لونگا۔ رائے کو اگرچہ یہ
ہاتھی جان سے زیادہ عزیز تھے مگر مجبوراً بھیجدیئے۔ سلطان نے مراجعت کی راہ مین ایک
قلعہ کوہ پر دیکھا اہل قلعہ سے پوچھا کہ یہ کس کا قلعہ ہے تو انہون نے جواب دیا کہ یہ رائے
اڑیسہ کا قلعہ ہے کسی کی کیا مجال ہے کہ جو اس پر نظر ڈال سکے بادشاہ کو اس کہنے
پر غصہ آیا۔ جنگ پر آمادہ ہوا بہت سے اہل قلعہ کشتہ ہوئے رائے اڑیسہ نے محمد شاہ
سے کہلا بھیجا کہ یہ جماعت صحرائی ہے انکی بے ادبی پر مین معافی مانگتا ہون آپ یون
تصور فرمائین کہ قلعہ فتح کر کے مین نے کسی سپاہی کو عطا کرتا ہون۔ سلطان کو اس کا
حسن پیغام خوش آیا ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد وہ کندنیر مین آیا اسکو محاصرہ
کیا پانچ چھ مہینے کے بعد رائے نے قلعہ و شہر امان مانگ کر سپرد کیا۔ بادشاہ نے شہر و قلعہ
کی سیر کی اور ایک بڑا بتخانہ توڑا اور چند برہمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا بتخانہ
کی جگہ مسجد اسی روز بنوانی شروع کی اور ایک منبر چوبی بنوا کے اس پر خود اذان دی
اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور دوگانہ شکریہ ادا کیا۔ غازی کا لقب اپنے

مع فرزندون کے خاکبوس ہونے آیا ہون۔ التجاء مجھے بخشو یا مارو۔ آپکو اختیار ہے۔ پادشاہ نے
اسکا جرم معاف کیا اور امان دی اور سالک مرار مین منتظم کیا۔ سلطان قلعہ دیکھکر اور راجہ
دیکر اہی دارالسلطنت کو روانہ ہوا۔ پادشاہ کی والدہ مخدومہ جہان اس یورش مین ہمراہ
تھی اسی کے سبب سے کل کاروبار شاہی کو رونق تھی وہ مرگئی اسکا جنازہ بیدر کو بھیجا گیا
پادشاہ بیجاپور آیا۔ یہان کی آب ہوا اسکو خوش آئی عیش و عشرت مین مشغول ہوا۔ برسات
یہین کاٹنی چاہتا تھا اتفاقاً اسی سال مین تمامی دکن مین امساک باران ہوا۔ بیجاپور کے
کنوئین تمام خشک ہوگئے اس لئے ناچار سلطان دارالملک احمدآباد بیدر مین آیا دوسرے
سال بھی مینھ نہ برسا۔ اکثر آدمی مرگئے۔ ملک بہت جگھ ویران ہوگیا۔ تلنگ و مالوہ و مرہٹ
و جمیع قلمرو بہمنیہ مین بیج تک نہ بویا گیا سال سوم مین بارش ہوئی۔
بہمن نامہ مین لکھا ہے کہ جب قحط اور وبا سے آدمیون کو نجات ہوئی اور دکن کی آبادی
کے آثار نمودار ہوئے۔ کندبیر کے اہل قلعہ نے اپنے حاکم کو مار ڈالا وہ ظالم و فاسق تھا اور
ہمبیر رائے اور یا کو قلعہ دیدیا جو سلطان محمدشاہ کا دست گرفتہ تھا۔ ہمبیر وریا نے اپنے
معتبر آدمی رائے اڑیسہ پاس بھیجے اور پیغام دیا کہ مملکت تلنگ کے استرداد کے تم در پے
ہوا ور چاہتے ہو کہ وارثون کے تصرف مین ملک موروثی آجائے ایسا وقت پھر نہین ہاتھ
آئیگا ہماری کمک کا حق بجالاؤ اور ان حدود مین آجاؤ۔ دکن مین بسبب وبا قحط کے کوئی
لشکر باقی نہین رہا۔ مملکت تلنگ آسان طور سے لیکر اس مخلص کو عنایت کرو اور حق لیسی
مین قلعہ کندبیر مع مضافات کے آپ متصرف ہو۔ رائے اڑیسہ اسکے دم مین آگیا
اور اسنے اپنی حد سے باہر قدم رکھا دس ہزار سوار اور آٹھ سات ہزار پیادے جمع
کئے اور رائے جاج نگر کو بھی کمک کے لئے ساتھ لیا اور مملکت تلنگ مین آن موجود ہوا
نظام الملک بحری حاکم راجمندری اس جماعت کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اس لئے اسنے جو
یہان حالات کی کیفیت و چگونگی کو لکھکر پادشاہ پاس بھیجا۔ محمدشاہ سپاہ کو
... ... اسکو ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوا وہ راجمندری کے

دخل دیتا اور بادشاہ کو دلائل معقول سے سمجھا کر اسپر عمل کراتا انمین سے ایک یہ تھا کہ پہلے
ملک کی چار قسمین تھین اب خواجہ نے اسکو آٹھ قسمتون مین منقسم کیا اور آٹھ سرلشکر جنکو یہان کی
اصطلاح مین طرفدار کہتے تھے مقرر کیے مملکت برار کی دو قسمین کین گاویل فتح اللہ خان
عماد الملک کو دیا ماہور خداوند خان حبشی کو سپرد کیا - دولت آباد یوسف عادل خان
کو جنیر اور بہت سے محال آنداپور اور ماہین دمان دابل و بندر گووہ ذبلگوان فخر الملک
کو کہ خواجہ جہان ترک کے خویشون مین تھا و بیجاپور و بہت سے اسکے ممالک اب ہور تک
رائیچور و مدکل خواجہ جہان گاوان کو ارزانی کیے حسن آباد گلبرگہ و ساغر تا نلدرگ
شولاپور و ستور دینار کو حوالہ کیا وہ حبشی خواجہ سرا تھا اور بالتمام مملکت تلنگانہ ملک
حسن نظام الملک بحری پاس تھی - اسکی دو قسمین کین راجمہندری و نلکنڈہ و مچھلی پٹن اودیا
اور دیگر مواضع بہت سے انتظام الملک کو دیے اور ورنگل کی حکومت اعظم خان ولد
سکندر خان بن جلال خان کو دی - ہر یک اطراف ثمانیہ مین سے بہت سے قصبات
و پرگنات کو خاصہ خزانہ شاہی کے تحت و تصرف مین بنایا - دوم سلطان حسن علاء الدین
گانگوی کے زمانہ مین دولتخانہ کی رسم یہ تھی کہ جو شخص مملکت پر سرلشکر ہوتا تھا تمام قلعے
اس طرف کے اسکے تصرف مین رہتے تھے اور جس شخص کے مقرر کرنے کی صلاح وہ دیکھتا تھا
اسکے حوالہ کرتا تھا - طرفدار مثل کونڈدیو و بہرام خان و سکندر خان تین قلعون کے تنہا
پر سرکشی کا داعیہ کرتے تھے اسلیے خواجہ نے اسکو شرائط حزم سے بعید سمجھکر مقرر کیا کہ قلعون
مین سے ایک قلعہ طرفدار پاس رہے اور قلعون کے امرا او منصبدار بادشاہ کی طرف سے
مقرر ہون چنانچہ قلعہ دولت آباد جنیر و بیجاپور و حسن آباد گلبرگہ و ماہور و گاویل و ورنگل
و راجمہندری یا ان حکام کو تفویض ہوئے جو بادشاہ نے مقرر کیے - سوم ضوابط گانگوی مین سے
یہ تھا کہ ملک تلنگ پہلے زمانہ مین جہان ان کے قبضہ مین نہین آیا تھا یہ مقرر تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون
اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ سے دیا جاگیر ملے - تمام ملک تلنگ کی تسخیر کے بعد یہ مقرر ہوا کہ پانصدی
کو ایک لاکھ پچیس ہزار ہون اور پنج ہزاری کو دو لاکھ پچاس ہزار ہون پہنچا مگر —

لقب مین بڑھایا۔ خاندان بہمنیہ مین یہی پادشاہ پہلا تھا جسنے برہمنون کو اپنے ہاتھ سی
قتل کیا پہلے پادشاہون نے کمتر برہمنون کے قتل کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ خود قتل کیا
محمد شاہ نرسنگہ کے ملک کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ یہ راجہ قوی ہیکل و عظیم الجثہ تھا۔
لشکر و مال کی کثرت مین مشہور تھا ولایت کرناٹک و تلنگ کے درمیان اسکا مقام تھا
اس طرف کے سواحل سمندر پر مچھلی پٹن تک ملک اوس کے ماتحت تھا اور اسنے فرصت پاکر
بضرب شمشیر سے رائے وجیانگر کا بہت سا ملک دبا لیا تھا۔ بہت مستحکم قلعے بنائے تھے۔ اکثر
زمینداروں کو برانگیختہ کرکے مدد کرتا اور شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا مچوا
امرائے سرحد اوسکا مقابلہ نہین کرسکتے تھے اس لئے اکثر پادشاہ کو اسکی شکایت لکھ
کرتے پادشاہ نے اثنائے سفر مین پہاڑ پر ایک قلعہ ویران دیکھا جو پادشاہان دہلی
آثار مین سے تھا اسکو خواجہ نے ایسا جلد بنوا دیا کہ پادشاہ اسے دیکھکر بہت خوش ہوا
اسنے کہا کہ یہ خدا کا فضل و کرم محض ہے کہ ایک شاہی اور ریاست غلق دی۔ دو
بھیجا تو کر بس اپنا جامہ اُتار کر اسکو پہنایا اور اسکا جامہ خود پہنا۔ آجتک یہ کسی کتاب
مین پڑھنی مین نہین آیا کہ کسی پادشاہ نے نوکر کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو اس قلعہ کو کسی معتمد
سپرد کرکے ہر جگہ قتل و غارت کرتا ہوا چلا جب کونڈپلی مین آیا تو ایک جماعت نے اس سے
عرض کیا۔ یہان سے دس وزہ راہ پر ایک بتخانہ ہے کنجی اسکا نام ہے در و دیوار
زر و جواہر سے آراستہ ہین اور لآلی و گوہر سے پیراستہ۔ اب تک شاہان اسلام
مین سے کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین بلکہ اسکا نام بھی نہین سنا غرض محمد شاہ نے اس بتخانہ کو
و تھر آلیا اور اسکو تاراج کرکے شہر کنجی مین ایک ہفتہ قیام رکھا۔ ملک حسن نظام الملک
بحری و یوسف عادل خان و فخر الملک کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ نرسنگہ سے لڑنے
کو بھیجا خود مچھلی پٹن مین جو نرسنگہ کے ملک مین تھا گیا اور ان حدود کو تسخیر کیا اور کن
مین مراجعت کی۔ خواجہ محمود گاوان کی اب کم بختی آئی۔ محمد شاہ کے عہد مین ملک

یہ واقعہ ماہ صفر ؁ کو ہوا اسکے قتل کی تاریخ یہ ہے ؎

سال فوتش گر کسے پرسد بگوئے + بے گنہ محمود گاوان شد شہید

اسکی عمر ۷۰ برس کی تھی احمد آباد بیدر مین اُس نے ایک مدرسہ بنایا تھا وہ طب ریاضی خوب جانتا تھا نظم دلکش و نثر و انشا و حساب مین اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا مولانا عبد الرحمان جامی سے اسکی خط و کتابت تھی اسکا مارا جانا بہمنیہ کا زوال آنا تھا۔ خبر آئی کہ سیورائے حاکم وجیانگر نے لشکر عظیم بندر گوہ مین تعین کیا ہے اور عنقریب وہ اسکو لینے کو ہے یہان یوسف عادل خان کو لشکر بیجاپور کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا اور خود کوچ کرکے فیروز آباد مین آیا۔ اُسنے تین مہینے شراب غوانی کے مزے اُڑائے مگر دل مین اُسکے غم و اندوہ مستولی تھا۔ دن بدن دُبلا ہوتا جاتا تھا۔ اُس نے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد اور ملک حسن نظام الملک بحری کو وکیل السلطنت مقرر کیا۔ احمد آباد بیدر مین ایا شراب نے اُسے تباہ کیا دشراب زدہ را علاج شراب است کے غلط مقولہ کے فریب مین آیا۔ بیمار رہا۔ حالت سکرات مین جب ہوش مین آتا تھا تو کہتا تھا کہ باطن مین خواجہ مجھے ہلاک کرتا ہے۔ غرہ صفر ؁ مین اقلیم عدم مین قدم رکھا اسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے ؎ دکن چون شد خراب از رفتن او + خرابی دکن تاریخ او شدہ

سلطنت محمود شاہ بہمنی

محمد شاہ کے بعد اسکا بیٹا محمود شاہ بادشاہ ہوا نظام الملک بحری اسکا وزیر ہوا۔ یوسف عادل شاہ دربار مین آیا۔ مگر جب اسکے مارنے کا قصد یہان ہوا تو وہ بیجاپور مین چلا گیا محمود شاہ مہم تلنگانہ مین گیا تو اسکا وزیر نظام الملک مارا گیا اسکے بیٹے احمد نے اپنی سلطنت العنانی کا اشتہار دیدیا۔ عماد الملک نے برار مین سرکشی کی بادشاہ نے اپنے لڑکے کی منگنی ؁ مین یوسف عادل خان سے کی۔ بیدر مین قاسم برید ایک ترکی غلام وزیر تھا وہ ؁ مین مرگیا۔

[illegible] قطب الملک

کیے جو اس طرح دی جائین اگر انکا حاصل ایک لاکھ سے کم ہوتا تو خزانہ بادشاہی سے
پہنچائین اور اگر امرا تعداد مقرری سے ایک سپاہی کم رکھین تو ان
ہی کو غلام
بھی باز یافت کرین ان ضوابط سے لشکر و ولایت کا انتظام و رفاہیت خلائق کما ینبغی
ہو گئی آئی امور سلطنت مین دونو عظیم منود ار ہوئی مگر یہ ضوابط اس جماعت کے موافق
نہ تھے کہ صاحب واعیہ تھے انھون نے خواجہ پر کمر عداوت چست کی خواجہ اسکو سمجھتا تھا مگر
اپنے صاحب کی دولتخواہی پر اس کی توجہ تھی اس لیئے وہ پروا نہین کرتا تھا۔ خواجہ
یوسف عادل خان مین پدری اور فرزندی کی نسبت تھی۔ آپس مین نہایت اخلاص
رکھتے تھے اس وقت یوسف عادل خان نرسنگہ سے لڑنے کو گیا ہوا تھا۔ دشمنون کو یہ وقت
غنیمت تھا ظریف الملک و مفتاح حبشی اور ہندی غلامون نے خواجہ کے ایک حبشی غلام
جو اسکا مہر دار تھا دوستی و خصوصیت پیدا کی اسکو بہت دولت دیکر یار بنایا شراب
کے نشہ مین اس سے ایک سفید کاغذ پر مہر کرالی پھر یہ دونو ملک حسن نظام الملک بحری کے
پاس گئے اس نے ایک سفید کاغذ پر راے اڑیسہ کو خواجہ کی طرف سے یہ لکھا کہ سلطان محمد شاہ کے
شراب پینے سے اور ظلم سے تنفر ہین آپ کی ادنی توجہ سے دکن مسخر ہو جائیگا اس لیئے
کہ راجمہندری اور اس سرحد مین کوئی سردار لائق نہین ہی جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ
بے مانع و مزاحم ولایت دکن مین آئین اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین
بھی ہر طرف علم خلاف بلند کرونگا۔ شاہ کے دفع کرنے کے بعد مملکت دکن کو ہم تم
برابر تقسیم کر لینگے۔ یہ جعلی کتابت ملک حسن نظام الملک بحری نے بادشاہ کی نظر کے
سامنے گذرانی۔ سلطان خواجہ کی مہر کو پہچانتا تھا سراسیمہ ہوا ملک حسن نظام الملک
نے اور موحش باتین بنا کر اسکے غصہ کو ایسا بھڑکایا کہ وہ بے اختیار ہو گیا حقیقت
حال دریافت کیئے بغیر خواجہ کو بلا کر قتل کروا دیا۔ خواجہ کو لوگون نے جاتے
دیکھا تو اسنے یہ شعر پڑھا۔

بیت

شہزادہ جانتا تھا کہ شراب نے میری خاندان کی سلطنت کو برباد کیا ہے اس نے شراب پیچھے
کیا ہوش سے کام کیا امیر برید کی جان کا قصد کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سال تین ماہ کی
شاہی کے بعد معزول و محبوس ہوا اور جلدی سے مر گیا۔

شاہ ولی اللہ بہمن بن سلطان محمود شاہی

شاہ ولی اللہ بادشاہ ہوا تین سال تک امیر برید کی مٹھی میں رہا اور نان جامہ پر قناعت
کرتا رہا۔ پھر میں قید رہا امیر برید نے اسکی منکوحہ سے میل کیا۔ بادشاہ کو مار ڈالا۔ منکوحہ
پر متصرف ہوا۔

کلیم اللہ بہمن

جب کلیم اللہ تخت پر بیٹھا تو بجز نام کے خاندان بہمنیہ میں بادشاہی نہیں رہی تھی ۹۳۳ھ
میں بابر کابل سے ہندوستان میں آیا تو اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری
اور سلطان قلی قطب شاہ نے عرائض اخلاص آمیز اس پاس بھیجیں شاہ کلیم اللہ نے بھی عریضہ
بھیجا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حسب تقلب یا عدم تدبیر سے قدیمی نوکروں نے اطراف و جوانب
دکن کو غصب کر لیا ہے اور اسی وتنخواہ کو محبوس رکھتے ہیں اگر حضرت اس طرف قدم رنجہ
فرمائیں تو بندہ با اخلاص اس گرفتاری سے نجات پائے مملکت برار و دولت آباد و دکن
درگاہ کو سپرد کروں مگر اسکا اثر اس سبب سے کچھ مرتب نہ ہوا کہ ابھی بابر بادشاہ کو
ہند میں استقلال نہیں حاصل ہوا تھا منڈو و گجرات درمیان میں تھے یہ راز فاش ہوا
۹۳۳ھ کلیم اللہ بیجاپور میں آگیا وہاں اسکے ماموں اسمٰعیل نے اسکے گرفتار کرنے کا قصد کیا
تو وہ احمد نگر گیا یہاں برہان نظام شاہ نے اسکا اعزاز و اکرام اس خیال سے کیا کہ
اسکو پیشکش بناکے احمد آباد بیدر کو مسخر کرے جسوقت کلیم اللہ اسکی مجلس میں جاتا دست
بستہ اسکے سامنے کھڑا ہوتا اسپر شاہ طاہر نے لعنت ملامت کی نظام الملک نے اسکا
بلانا مجلس میں موقوف کیا وہ انہیں سالوں میں اجل طبعی سے یا زہر سے مر گیا بعد
کلیم اللہ کے کوئی شخص خاندان بہمنیہ میں سے برائے نام بھی بادشاہ نہیں ہوا اس کے

[illegible] نے اپنے تیئن مطلق العنان گول کنڈہ میں کیا۔ بعض لڑائیان بیجاپور اور برار کی فوجون سے بھی پادشاہی لشکر سے ہوئین۔ ۲ ذی الحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ کی زندگی ختم ہوئی۔ اسکی سلطنت بڑی پر اختلال تھی باوجود تزلزل و انقلابات کے ۳۷ سال ۲ روز رہی اسکی سلطنت مین چار فریق۔ ترکی۔ حبشی۔ دکنی۔ مغل تھے جنکے سردار آپس مین کٹ کٹ مرے اور تمام فسادون کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ خاندانون کی سلطنت کی بنیاد پڑی مسلمانون کی جو ایک سلطنت تھی وہ نہ رہی اسکے پانچ ٹکڑے ہو گئے وہ سب اپنی زورون کو ہندوؤنکے مقابلہ مین یکجا نہین جمع کر سکتے تھے۔ یون سمجھنا چاہیئے کہ اس زمانہ مین دکن ایک مربع تھا جسکے مرکز مین ایک چھوٹی سلطنت تھی اور اسکے چارون کونون پر بڑی بڑی سلطنتین تھین بید سلطنت کے مرکز مین تھی اور بیدر کے شمال مین احمد نگر اور برار اور بیدر کے جنوب مین بیجاپور و گول کنڈہ اسکا مفصل حال آیندہ آتا ہے۔

سلطنت احمد شاہ

محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ کو ۹۲۷ھ مین ملک برید نے اس خیال سے پادشاہ بنایا کہ اسکے پاس مملکت قلیل تھی اور اسکے نوکر تین چار ہزار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کا خوف تھا کہ وہ احمد آباد کی طمع نہ کرین۔ احمد شاہ نے باپ کا طریقہ اختیار کیا کہ نرگس و لالہ کی طرح بے قدح و پیالہ نہ رہتا۔ امیر برید نے اسکے لیے شراب پینے کا سامان شاہانہ تیار کر دیا تھا اور کسی کو اسکے پاس پھٹکنے نہین دیتا تھا جتنا خرچ اسکو دیتا تھا وہ اس کو کفایت نہین کرتا تھا اسلیئے اسنے تاج بہمنیہ جو چار لاکھ ہون قیمت کا تھا ٹکڑے کرکے بیچ ڈالا۔ امیر برید نے بہت آدمیون کے ٹکڑے اڑائے کہ تاج کے ٹکڑون کا پتا لگے مگر اُس کا ذرہ بھی ہاتھ نہ آیا۔ احمد شاہ دو سال ایک ماہ کے بعد ۹۲۹ھ مین ہرے یا اجل طبعی سے مر گیا۔

سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ

امیر برید نے احمد شاہ کے مرنے کے بعد دو ہفتہ تک مہمات سلطنت کو معطل رکھا۔ [illegible] فکر کا اسی سبب سے جو اوپر مذکور ہوا علاء الدین کو تخت پر بٹھایا۔ یہ

فرشتہ کی داستان پیرایہ صدق سے معرا معلوم ہوتی ہے۔ خواجہ عماد الدین نے اس بچہ شاہزادہ
نے وطن سا وہاں اپنے بچوں کے ساتھ تربیت و تعلیم کیا۔ اس ماں نے اپنے بیٹے کی خبر پاکر اس پاس
فضفر کو بھیجدیا۔ یوسف سولہ برس کی عمر تک ساوا میں رہا اسلیئے وہ ساوی کہلاتا ہے عوام الناس
الٰہی ہیں اور وجہ تسمیہ اس کی یہ بتاتے ہیں کہ وہ ملک اور تلوار میں دکن میں سب سے سوا یا تھا۔
۸۶۴ھ شتہ میں یوسف سفر ہند کا عازم ہوا اور منہ میں کشتی میں سوار ہوا اور بندر مصطفیٰ آباد ابل
میں اترا۔ یہاں عماد الدین گرجستانی تجارت میں مشغول تھا یوسف اسکے ساتھ احمد آباد و
در کی طرف گیا۔ ہم اقلیمی کے سبب سے وہ خواجہ محمود گاوان گیلانی سے خصوصیت رکھتا تھا
ئے کہ اعمال گیلان سے گرجستان ہے۔ خواجہ محمود نے یوسف کی حسن صورت و سیرت اور خط و سواد
وسیقی دانی و آداب سپاہگری میں لیاقت دیکھ کر اسکا حال نظام شاہ بہمنی اور اس کی والدہ
مخدومہ جہان سے عرض کیا اور اسکی اوراپا اور چرکس غلام کی قیمت خواجہ عماد کو بادشاہ
سے دلوادی۔ خلاصہ یہ ہے کہ یوسف عادل شاہ ترکی غلام تھا۔ جس نے اپنے خاندان میں
غلامی سے شاہی پیدا کردی۔
محمود گاوان نے مخدومہ جہان کے استصواب سے اسکو عزیز خان میر آخور کے حوالہ کیا وہ اس
خاندان کا ترکی غلام تھا۔ عزیز خان بوڑھا تھا اس نے میر آخوری کے تمام کام اس کو
سکھادیئے وہ فوت ہوا تو یوسف کو اسکی جگہ بادشاہ نے مقرر کردیا اور منصب صدی پایا
اور اصطبل کی ریاست پر سرافراز ہوا اسکی اور بہمن نویسندہ کی نہ بنی تو اس عہدہ سے
وہ استعفا دیکر نظام الملک کی مجلس میں گیا کوئی ترک امیر اسے بڑا نہ تھا اور اپنے حسن سلوک سے
اس جگہ پر پہنچا کہ نظام الملک اس کو اپنا بھائی کہتا تھا اور بغیر اسکے ایک لمحہ اس کو چین نہیں
پڑتا تھا۔ جب برار کا طرفدار نظام الملک مقرر ہوا تو یوسف کا منصب پانصدی ہوگیا
اور عادل خان کا خطاب اس کو ملا۔
ہم نے تاریخ شاہان بہمنیہ میں لکھا ہے کہ نظام الملک نے ایک سال میں قلعہ کھرلہ فتح کیا تھا کہ
وہ ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور یوسف عادل شاہ نے اپنی شجاعت کی کمر سے وار

بعد یہ پانچ فرقے نمودار ہوئے ۔ عادل شاہیہ ۔ نظام شاہیہ ۔ قطب شاہیہ ۔ عماد شاہیہ ۔ بریدشاہیہ ۔ جنکا آگے مفصل بیان آتا ہے ۔

تاریخ سلاطین عادلشاہیہ بیجاپور

یوسف عادل شاہ ۸۹۵ھ ۔ اسمعیل عادل شاہ ۹۱۶ھ ۔ ملا عادل شاہ ۹۴۱ھ ۔ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۱ھ ۔ علی عادل شاہ ۹۶۵ھ ۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۸ھ ۔

یوسف عادل شاہ ۔

یوسف عادل شاہ کے خاندان کی داستان اسکے شاہنژاد ثابت کرنے کے لیے تاریخ فرشتہ مین یہ لکھی ہے کہ عادل شاہون کا خاندان روم کے سلاطین عثمانیہ کی نسل سے ہے ۔ یوسف کا باپ سلطان مراد ۸۵۵ھ مین مرگیا اور اسکا بڑا بیٹا سلطان محمد تختنشین ہوا اسکے جلوس کے بعد ہی ارکان دولت نے متفق اللفظ والمعنی یہ کہا کہ سلطان مراد کے عہد مین ایکشخص مصطفی پیدا ہوا اور اُس نے دعوی کیا کہ مین سلطان ایلیدرم بایزید کا بیٹا ہون جسکے سبب ایسے فتنے برپا ہوئے کہ آل عثمان کے ارکان دولت مین تزلزل آگیا ہوتا اس لئے مناسب ہے کہ اولاد ملوک مین سے سوائے ولی عہد کے کوئی قید حیات مین باقی نہ رہے تاکہ اس فتنہ سے اور فتنے نہ پیدا ہون سلطان محمد نے اسلئے حکم دیا کہ اسکے بھائی شاہزادہ یوسف کا دم گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص و عام کی اطلاع کے لئے باہر لے جائین ۔ جب مان سے یوسف کو مانگا تو اس نے ایک دن کی مہلت اسکے حوالہ کرنے کے لیے حاصل کی خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن ساوے مان نے ایک غلام جو یوسف کا مشابہ تھا خریدا اور دوسرے دن یوسف کی جگہ اسکو حوالہ کیا جسکا دم گھونٹ کر یوسف کا جنازہ بنایا گیا اور خواجہ یوسف غلامی مین دیا گیا مگر تاریخ روم شہادت دیتی ہے کہ سلطان مراد کا کم سنی ہی بچہ تھا وہ قتل کیا گیا اور جب اسکی مان کی ممتا بھڑکی تو قاتل اسکے پاس بھیجا گیا اس نے اسکو ... کر کتون کو کھلا دیا لیکن یہ واقعہ یقین کے قریب معلوم ہوتا ہے

اور گیلانی نے بھی فرصت پاکر جام کھنڈی کو یوسف عادل شاہ کی عملداری میں
سے نکال کر تصرف کرلیا اس زمانہ مین ایک جماعت نے جو محرم اسرار تھی عادل شاہ کے
سوا ان کے خیالات اسکے کان مین پہنچائے اور اضطراب ظاہر کیا اس نے ان کی تسلی
کی کہ جمیع امور مین مین نے ارواح مقدسہ ائمہ معصومین اور شیخ صیفی سے استعانت کی ہے
اور کرتا ہون یقین ہی کہ اعداء پر مظفر و منصور ہونگا اور اس نے عہد کیا کہ اگر اس عقدہ مشکل سے
نجات پاؤن تو ائمہ اثنا عشریہ کا خطبہ پڑھواؤن اور مذہب شیعہ کو رواج دون
حسن تدبیر سے قلعہ رائے چور و مدکل کا خیال چھوڑ کر ہمیراج اور رائے . راد سے صلح کی
وہ اور ممالک کی تسخیر و نہیب و غارت سے دست کش ہو کر بیجانگر کو چلے گئے اور اس نے بہادر
گیلانی کو جبر و قہر سے حواشی مملکت سے نکال دیا اور بمقتضاء وقت وہ جام
کھنڈی کے استرداد کے درپے نہ ہوا اور قاسم برید ترک کی تادیب کے سر ہوا آٹھ
ہزار سپاہ جسمین اکثر مغل اور ترک تھے لے کر احمد آباد بیدر کی طرف کوچ کیا قاسم برید
ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی وہ خواجہ احمد دلیسی حاکم پرندہ کے ساتھ
اتفاق کرکے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوا۔ قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے نکلا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے میمنہ و میسرہ
و قلب کو آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کی جانب جو دار الخلافہ سے پانچ کروہ پر تھا
روانہ ہوا یوسف عادل شاہ صف آرا ہوا میمنہ مین دریا خان تھا۔ میسرہ مین فخر الملک
ترک اور قلب مین وہ خود اور غضنفر بیگ اور رضا عی ایک ہزار مغل تیر انداز کے
ساتھ طرح مین تھا یعنی جہان کمک کی ضرورت ہو وہان جائے۔ لڑائی ہوئی
مگر اس لڑائی مین قاسم برید نہ تھا تو غضنفر بیگ نے کہا کہ جنگ کا سبب قاسم برید تھا
جب وہ خود معرکہ مین نہین ہے تو اس حال مین آپس مین جنگ کرنا اپنے تئین خراب کرنا ہے
چاہیئے کہ باہم صلح کرلی جائے۔ طرفین سے آدمیون نے آ جا کر صلح کرادی اور
لشکرون نے اپنے اپنے مقام مین مراجعت کی لیکن عادل نامہ کا ناظم عامی جس نے

[illegible] کو متفرق کیا اور قلعہ کو مضبوط کر کے حامیون اور خادمون کو [illegible] شاہ
کی خدمت مین لایا۔ شاہ کو اسکی خدمت پسند آئی اُسنے ہزاری امرا مین [illegible]
بڑھتے بڑھتے امراے عظیم الشان مین ہوگیا اور بیجاپور کا طرفدار ہوگیا اس نے
لشکر خوب جمع کیا۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کی وفات کے بعد بہمنیہ تختگاہ مین بہت
زیادہ ہرج مرج ہوا تو اس نے سپاہ کی ترتیب مین کوشش کی اور اکثر مغلون اور ترکون کو
پایۂ تخت احمدآباد و بیدر سے شاہانہ وعدے کر کے بلایا اور مناصب ارجمند پر مقرر
کیا روز بروز اسکی قوت و مکنت زیادہ ہوئی ۹۰۵ھ مین یا ۸۹۶ھ مین بحکم
السیف لمن ضرب والملک لمن غلب بیجاپور مین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چتر شاہی
لگایا اور تمام پردیسیون اور ترکون نے جو پانچ چھہ ہزار تھے اسکی شاہی کو تسلیم کیا۔
یوسف عادل شاہ نے بہت سے قلعے جو امراے سلطان محمود کے تصرف مین تھے اپنے زور بازو
سے فتح کیے اور آب بھورہ (بھیما) سے بیجاپور تک اور دریاے کرشنا سے راے چور تک اپنے
قبضہ مین لایا اور اپنے نام مین لفظ خانی کو شاہی سے تبدیل کیا اور اپنا نام عادل شاہ
یوسف عادل شاہ کے خطبہ پڑھوانے اور سر پہ چتر لگانے سے قاسم برید ترک کے سینہ مین
حسد پیدا ہوئی وہ بیجاپور کی شاہی کے فکر مین رہتا تھا۔ ۹۰۶ھ مین جیانگر کا حال یہ
تھا کہ ہیمراج (ٹمراج) وزیر وجیانگر نے سلطنت کو غصب کر لیا تھا۔ سیولراے کی
اولاد براے نام راجہ کہلاتی تھی اسکو قاسم برید نے لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی
نے قلعہ راے چور اور مدگل کو جمیع مضافات کے ساتھ تم کو پیشکش کیا تم کو چاہیے
کہ لشکر کشی کر کے اسکو تسخیر کر لو اور ایسے ہی بہادر گیلان کو جو بندر گوہ اور تمام
جسکو دکنی اپنی اصطلاح مین کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ بھیجکر یوسف عادل شاہ
کے ملک کی تاخت و تاراج کی ترغیب دی۔ نامہ کے پہنچتے ہی ہیمراج اور راے زا
(کمر راجہ) سپاہ لیکر روانہ ہوا اور دریاے تنگ بھدرہ سے عبور کیا اور قلعہ راے چور
اور مدگل کو لے لیا اور ملک کے خراب کرنے مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا۔ ۱۱

عادل شاہ ملک امام امیری اور شاہی کی تاریخ لکھی ہے بطریق اجمال یہ تاریخ میں لکھا ہے کہ
لڑائی حوالی تلدروگ میں واقع ہوئی۔ ملک احمد نظام الملک بحری اس معرکہ میں تھا اور سلطان محمود
بہمنی کے ساتھ خواجہ جہان دکنی تھا۔ شاہ اور قاسم برید کو فتح ہوئی یوسف عادل شاہ بیجاپور کی جانب
چلا گیا اور ملک نظام الدین بحری اور بہادر گیلانی سے اسنے مصالحت کرلی۔

تخت گاہ وجیانگر میں امرا میں آپس میں فساد ہوا جس سے ہرج مرج واقع ہوا یوسف عادل شاہ
بیجاپور سے انتظام کے عزم سے رائے چور کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں عیش و عشرت اور
مستانہ نوشی میں ایسا مصروف ہوا کہ دو مہینے تک سخت بیمار رہا اس کی جگہ غضنفر بیگ دیوانخانہ
میں سلطنت کا کام کرتا تھا۔ خلائق میں اس کا مرنا مشہور ہو گیا۔ جب یہ خبر اطراف میں پہنچی
تو ۸۹۵ھ ہیمراج و رائے زادہ سپاہ کثیر لیکر رائے چور کی طرف روانہ ہوئے۔ غضنفر بیگ اور تمام
سرداران سپاہ اس خبر کو سنکر خائف ہوئے اور عادل شاہ کے لئے دعائیں مانگنے لگے وہ اچھا ہو گیا
اس نے ساٹھ ہزار روپیہ خیرات میں تقسیم کئے اور بہت سا روپیہ ساوا میں مسجد تعمیر کرنیکے لئے
اور خیرات کرنے کو بھیجا۔

اس اثنا میں خبر آئی کہ ہیمراج تنگ بھدرا سے اتر کر بیجاپور کو چلا آتا ہے۔ عادل شاہ نے اپنی
سپاہ کو جمع کیا تو وہ آٹھ ہزار سوار اور دو سو ہاتھی چھوٹے بڑے تھے۔ غضنفر بیگ
مرزا جہانگیر۔ داؤد خان لودی اسکے بڑے شمشیر زن امرا تھے۔ اسنے انکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ
خدا اس سپاہ جنگجو و تند خو کو فتح دیگا۔ بہتر ہوگا کہ دشمن سے لڑنے چلوں اسنے سفر کیا۔ اور
ہیمراج کے لشکر پاس آگیا۔ زمین کو امرا پر قسمت کیا۔ حزم و احتیاط کے سبب لشکر کے گرد خندق
بنائی کئی روز تک لشکر یونہیں آمنے سامنے پڑے رہے جب ۸۹۵ھ کو لڑائی شروع ہوئی عادل شاہ
کے پانچ سو آدمی مارے گئے اور باقی لشکر پراگندہ ہوا۔ عادل شاہ حیران تھا کہ کیا کروں کہ
سوچتا تھا داؤد نے کہا کہ کلاروں میں تھا عرض کیا کہ میں اثنائے جنگ میں دشمنوں کے جنگ میں
گرفتار ہو گیا تھا وہاں سے بھاگ کر آیا ہوں سارا لشکر لوٹ میں مصروف ہو رہا ہے اگر اس وقت
حملہ ہو تو نہایت سود مند ہوگا بادشاہ نے بھی سپاہ کو اکٹھا کرکے لڑائی شروع کی ہیمراج

ه اس غریدہ سے بمقتضاء اس مصرعہ کے ع گرچہ یقین نیست گمان ہم خوش است معرو
ف عادل شاہ نے پوشیدہ رخصت کے وقت شاہ پاس پانچ ہزار ہون پہنچا دین قاسم
یہ ترک و قطب الملک ہمدانی کو لائق پیش کش دیکر خوش کرکے واپس کیا۔
پ اپنے وہ مین دستور دینار خواجہ سرائے حبشی گلبرگہ ساغر (ساگر)۔ الندا اور دریائے بھیما
ریا) اور تلنگانہ کے درمیان اور قلعے اور پرگنے تصرف مین رکھتا تھا اس نے یہ چاہا کہ
ن بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہو جاؤں اس لیے اس نے ملک احمد نظام الملک
ے رابطہ آشنائی استوار کیا اور پیغام بھیجا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ
ے استظہار سے مملکت برار کو اپنے قبضہ اقتدار مین رکھتا ہے اور شاہی کر رہا ہے کیا ہو اگر آپ
ی عنایت اعانت سے یہ دوست صادق الاخلاص منصب شاہی پر فائز ہو کر بلند آوازہ
ہو۔ ملک حسن نظام الملک نے دستور دینار کو اپنا فرزند بنایا تھا امداد اسکی لازم جانی۔
دستور دینار نے ان ممالک مین خطبہ اپنے نام کا پڑھوایا اور دار الخلافہ کے تصرف سے
قصبات و مواضع نکال لیے اور قاسم برید کے آدمیون کو نکال باہر کیا قاسم برید نے مضطرب
ہو کر شاہ سے کہکر یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کی۔ یوسف عادل شاہ نے
غضنفر بیگ آغا کو امرائے معتمد کے ساتھ مدد کو بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگر مین خود آتا تو ملک
نظام الملک بحری بھی دستور دینار کی مدد کے لئے لشکر کشی کرتا اور جھگڑا طول پکڑتا۔ مین اس
سبب سے نہین آیا جو کچھ جو سمجھین اس اثنا مین خبر آئی کہ خواجہ جہان دکنی احمدنگر کا خلاصہ
لشکر لیکر بہت جلد آتا ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سرانجام سفر کر رہا ہے کہ اگر
ضرورت ہو تو دستور دینار کی کمک کو جائے۔ یوسف عادل شاہ بھی یلغار کرکے اپنے لشکر
سے جا ملا اور قاسم برید ترک کو جلد بلا کر ساتھ لیا اور دستور دینار سے لڑنے پر متوجہ ہوا
دستور دینار اپنے آٹھ ہزار سوار خاصہ اور ملک احمد نظام کی و خواجہ جہان دکنی کے بارہ ہزار
سوار لیکر میدان جنگ مین آیا اور بہادرانہ لڑا مگر شکست پائی اور مقید ہوا۔ بادشاہ
اسے قتل کرتا مگر یوسف عادل شاہ نے سفارش کرکے جان بچا دی اور جاگیر گلبرگہ

[illegible] کا یوسف عادل شاہ سے لڑنا اور مارا جانا۔

کو مسخر و مفتوح کیا۔ عادل شاہ اپنے مرکز دولت مین آیا۔ اس فتح سے عادل شاہ کی ہیبت و شوکت کی بہت شہرت ہو گئی۔ ان غنائم مین سے بعض نہایت عمدہ تحائف اسنے شاہ محمود بہمنی کی خدمت مین بھیجے۔

اب یوسف عادل شاہ اس فکر مین تھا کہ قلعہ جام کھنڈی کو بہادر خان گیلانی کے ہاتھ تلے سے نکالے اس ارادہ سے کوچ کرنے کو تھا کہ شاہ محمود گجراتی نے ایک ایلچی تیز زبان خوش رو شاہ محمود بہمنی پاس بھیجا جسنے آنکر کہا کہ ایک جہاز نامہ معظمیہ جاتا تھا اسکو بہادر گیلانی کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ اگر تم اس قطاع الطریق کو دفع نہین کر سکتے تو ہمکو اطلاع دو کہ ہم اپنے کسی سردار کو بھیجکر اسکو نیست و نابود کرین محمود شاہ نے قاسم برید کی رہنمونی سے یوسف عادل شاہ سے بہادر گیلانی کے دفع کرنے کے لئے کمک مانگی یوسف عادل شاہ تو یہ خود چاہتا تھا اسنے پانچ ہزار انتخابی سپاہ بسرکردگی کمال خان دکنی شاہ کی مدد کو بھیجی۔ بہادر گیلانی جام کھنڈی کے حوالی مین اسلئے آیا ہوا تھا کہ وہ عادل شاہ کے ارادہ سے واقف تھا۔ شاہ بہمنی دریائے کرشنا سے پار ہو کر اس طرف متوجہ ہوا۔ بہادر گیلانی بلگوان کو بھاگا شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا۔ دو تین مہینے کے بعد قلعہ امان دیکر مسخر ہوا۔ قاسم برید کی صلاح سے وہ قلعہ کمال خان دکنی کو اس سبب سے دیدیا کہ وہ یوسف عادل شاہ کا تھا۔ بہادر گیلانی ادھر ادھر بھاگتا پھرا اور ایک لڑائی مین مارا گیا۔ یوسف عادل شاہ نے پادشاہ کو بیجاپور مین بلا کر دس روز تک مہمان رکھا اسکی ضیافت شاہانہ کی اور بڑی پیشکش بہا پیشکش دی جسمین پادشاہ نے ایک ہاتھی لیلیا اور باقی پیشکش واپس کی اور مخفی کہا کہ یہ چیزین میری پاس نہین رہینگی سب قاسم برید لے لیگا بہتر ہے کہ بطریق امانت اسے رکھو۔ جب مجکو اسکے تسلط سے خلاص کروگے تو مجھے وہ دینا۔ اگرچہ یوسف عادل شاہ اس امر پر قادر تھا کہ قاسم برید کو دفع کر دے مگر اسنے اپنی صلاح دولت دیکھکر یہ جواب دیا کہ یہ کار ملک نظام الدین بحری و فتح اللہ عماد الملک کے بغیر صورت پذیر نہین ہو گا جب حضور ... کو مین تکلیف دیتا ہون دو دن کو متوجہ ہونگے مین بھی وہین حاضر ہو نگا اور علاج کرونگا

احمد نگر میں چلا گیا۔ دوسرے سال یوسف عادل نے یہ سوچا کہ نظام الملک سے دوستی پیدا کرکے توسیع ملک میں سعی کرے اسنے نظام الملک پاس ایلچی بھیجا کہ مملکت دکن ایک چھوٹی سی سرا ہے اسمیں ان سب حکام کی گنجایش نہیں ہے جب تک فرصت ہے آپ جنیر ندہ و دولت آباد و دھور و کالنہ و پونہ او چاکیہ پر قابض ہوں اور میں اقطاع دستور دینار و عین الملک پر متصرف ہوں اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی کو ہاتھ میں لے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ پر متصرف ہو اور تخت گاہ بیدر مع مضافات قلیل کے قاسم برید ترک سے متعلق ہو ہم سب آپس میں کمال اتحاد و یگانگی رکھیں اور کوئی جھگڑا نہ ہونے دیں حکام دکن کا حال اس وقت یہ تھا کہ دولت بہمنیہ میں تزلزل آگیا تھا۔ صوبہ داران دکن اپنے اپنے استحکام اور تقویت میں کوشش کرتے تھے جو جہاں تھا وہاں اپنی گرد آوری میں سعی کرتا تھا اور اپنے سوا دوسرے کو نہیں سمجھتا تھا اور دوسرے کے آگے سر نیچا نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ دس امیر جدا جدا اپنی اپنی سلطنت جماتے تھے (۱) یوسف عادل شاہ بیجاپور میں (۲) ملک احمد نظام الملک جنیر میں (۳) فتح اللہ عماد الملک برار میں (۴) قطب الملک ہمدانی تلنگ میں (۵) بہادر گیلانی بیجاپور کی جانب غرب میں دریائے شور تک پرگنات بزرگ مانند مرچ و کلر و کلہر و قلاع متین مثل پنالہ و گودہ اسکے مرنے کے بعد محمود شاہ بہمنی کے حکم سے یہ ملک الناس عین الملک کو دئے گئے اسکے بعد اسکے بڑے بیٹے میاں محمد عین الملک کے لئے مقرر ہوئے (۶) دستور دینار اپنے قبضہ قدرت میں یہ ملک رکھتا تھا۔ بیجاپور کے جنوبی طرف میں نہر بہسوارہ اور پائے تخت بیدر کے درمیان۔ ان دونو کو خارج کرکے اسکے ملک پر یوسف عادل شاہ مالک ہوگیا تھا۔ ملک احمد نظام الملک بحری کے ہمسایہ میں دو آدمیوں نے علم استقلال بلند کیا تھا (۷) ایک خواجہ جہان دکنی نے دو اسکے بھائی زین خان کہ قلعہ پرنده و شولاپور اور ان دونو قلعوں کی نواح کا ملک رکھتے تھے دوسرا زین الدین علی جو کہ پونہ و چاکیہ و چار کونڈہ اور قلعہ دیدا راجپوری پر متصرف تھا قلعہ و ولایت دولت آباد رکھتا تھا (۸) دو بھائیوں ملک وجیہ و ملک اشرف کے پاس تھے اس ولایت کے حکام کو ملک احمد نظام الملک بحری نے خارج کر دیا تھا جسکا ذکر کیا جائیگا اور برار میں (۹) خداوند خان

دلوادی اور خود پادشاہ سے بنیر لے وہ بیجاپور چلا آیا اور باقی امرا اپنی اپنی سرکارونکو گئے
ہوئے سنہ ۹۰۳ مین یوسف عادل شاہ کی بیٹی بی بی ستی سے کہ ابھی گہوارہ مین جہولتی تھی اپنے
بیٹے شاہزادہ احمد سے بیاہ کی خواستگاری کی اور یہ قرار پایا کہ شادی گلبرگہ مین ہو
محمود شاہ اور عادل شاہ دونو اس طرف چلے آن حضرت کے آنے سے دستور دینار متفکر
ہوا اس وقت عادل شاہ نے شاہ پاس مخفی پیغام بھیجا کہ میرے اور پادشاہ کی ولایتون
مین دستور دینار کے پرگنات کے سبب فاصلہ ہو گیا ہے اگر جناب کو قاسم برید ترک
کا دفع کرنا منظور ہے تو ان پرگنات کو میری جاگیر مین دیدیجئے کہ اس بہانہ سے اپنی جمعیت
سپاہ وہان رکھون کہ بوقت فرصت ایلغار کر کے پہلے اس سے کہ ملک احمد نظام بحری خبردار
قاسم برید ترک کا کام تمام کرون شاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور انکے اس محال پر
تصرف کیا اور قاسم برید کی پناہ مین دستور دینار چلا گیا۔ جب یوسف عادل شاہ کے ساتھ
قطب الملک ہمدانی متفق ہوا تو قاسم برید خائف ہو کر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی
اور ایک اور جماعت امراء ہندی کو ساتھ لیکر اور شاہ کی رفاقت چھوڑ کر الند مین چلا گیا
عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ساتھ لیکر انکے سر پر چڑھا اور گنجوتی مین سخت لڑائی لڑ
اور غالب ہوا۔ امراء منہزم و منکسر اطراف کے قلعون مین بھاگ گئے۔ جنگ گاہ مین ایک
غالیچہ پر محمود شاہ اور عادل شاہ نے بیٹھ کر یہ قرار دیا کہ سال آئندہ مین نظام الملک بحری
و عماد الملک سے اتفاق کر کے لشکر کشی کرین اور قاسم برید ترک کو مستاصل۔ ملک الیاس اس
لڑائی مین مارا گیا تھا۔ یوسف نے اسکی جاگیر اور اسکا منصب اسکے بڑے بیٹے جہان محمد
دیا اور عین الملک کا خطاب دیا اور شاہ کو وداع کر کے دار الخلافہ بیجاپور مین آیا
دوسرے سال یوسف عادل شاہ دستور دینار کے استیصال کے درپے ہوا اور
لشکر کشی کی۔ ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کی طرح دستور دینار کی کمک پر
یوسف عادل شاہ بیدر چلا گیا امیر قطب الملک ہمدانی و فتح اللہ عماد الملک سے
ملک احمد نظام الملک بحری اس اندیشہ سے کہ فساد طول نہ پکڑے نزاع کو د

بارے قلعون پر قبضہ کیا اور بیجاپور مین آیا۔ جہانگیر و حیدر بیگ کو اعلی درجہ پر پہنچایا۔ انہو
نےاس لڑائی مین بڑی مردانگی اور شجاعت دکھائی تھی۔

بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ اعلی پر پہنچا ایک بات جو مدت سے
اسکے دل مین تھی اسکا ظہور ہوا ۔ سنہ ۹۰۸ھ مین ایک مجلس عظیم ترتیب دی اور مرزا جہانگیر قمی و
حیدر بیگ وغیرہ کو کہ شیعہ مذہب کے امرا تھے سید احمد صدر اور اور اسی مذہب کے اور
امرا کو بلایا اور انسے کہا کہ عالم رویا مین آنحضرت نے مجھے مژدہ سلطنت سنایا تھا او
فرمایا تھا کہ جب تجھے سلطنت نصیب ہو تو ہمیشہ سادات اور اہلبیت کے محبون کو معزز و
محترم رکھنا اور مذہب ائمہ عشرہ کو تقویت دینا۔ مین نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ مجھے
کرامت کریگا تو مذہب شیعہ کو رواج دونگا اور منابر کو القاب ہمایون ائمہ سے مزین
کرونگا۔ جس وقت کہ ہمراج (تمراج) اور بہادر گیلانی نے میری مملکت کے دونو طرف
شورش و غوغا مچایا تھا اور قریب تھا کہ مملکت میری ہاتھ سے نکل جاتی تو مجھے اپنے عہد کے
وفا نہ کرنے کا اثر معلوم ہوا تھا تو پھر مین نے واقف الضمائر سے عہد کیا کہ مہمات سے
فارغ ہونے کے بعد مذہب شیعہ کی ترویج مین کوشش کرونگا۔ اب آپ صاحب
اس باب مین کیا کہتے ہین بعض نے کہا کہ مبارک ہی بسم اللہ۔ بعض نے حزم و احتیاط کی
شرائط کی رعایت کرکے یہ کہا کہ ابھی سلطنت کی بنا ر تازی پڑی ہے۔ شاہ محمود
بہمنی کہ وارث ملک ہی وجود ہی جسکا اعتقاد سنی ہو ملک احمد نظام الملک بحری و فتح اللہ
عماد الملک و امیر بریدسنی موجود ہین اور سپاہ کے اکثر سردار حنفی مذہب رکھتے ہین
اسلیئے اس امر سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ ایسا برپا نہ ہو کہ اسکا تدارک نہ ہوسکے
یوسف عادل شاہ نے متاثل ہوکر کہا کہ جب مین اپنے وعدہ کو ایفا کرتا ہون۔ تو
خدا تعالی میرا حامی و حافظ ہوگا۔ اسی زمانہ مین ایران سے خبر آئی کہ شاہ اسمعیل صفوی
نے ائمہ عشرہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور شیعہ مذہب کا رواج دیا یوسف عادل شاہ
اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوا۔ روز جمعہ ماہ ذی الحجہ سال مذکور کو مسجد جامع قلعہ

یوسف عادل شاہ کا شیعہ مذہب کا رواج دینا۔

خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا ماہکر و نومار و کلم و قلعہ ماہور اپنے تصرف میں رکھتا
تھا اسکو عماد الملک نے مستاصل کیا (۱) پائے تخت بیدر میں خود قاسم بریدترک استیلا و استقلال
رکھتا تھا + القصہ بعد رسل و رسائل و قرار و مدار کے یوسف عادل شاہ نے اول فرمان شاہی
عین الملک کی طلب میں بھیجا وہ چھ ہزار سواروں کے ساتھ بیجاپور میں آیا اور یوسف عادل شاہ
کو اس نے سلام اصطلاح کیا جیسے کہ بادشاہوں کو کرتے ہیں عادل شاہ نے بھی اسکو خلعت دیا۔
غرض عین الملک نے یوسف عادل شاہ کی بادشاہی کو مان لیا۔

اس تقسیم ملک کی قرار و مدار میں دستور دینار اپنی تباہی سمجھا۔ اس نے امیر برید کو جو اپنے باپ
قاسم برید کا جانشین وزارت محمود شاہ پر ہوا تھا لکھا کہ آپ بھی باپ کی طرح میری امداد میں
حتی المقدور کوشش فرمائینگے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اسکی مدد کے لیے بھیجے
دستور دینار دریا بھیما (بہما) کے کنارہ پر فروکش ہوا تھا۔ خواجہ جہان دکنی اپنے بھائی
زین خان اور پانچ ہزار سواروں سمیت خواجہ دینار سے مل گیا۔ جب یہ خبر یوسف عادل شاہ
کے کان میں پہنچے تو اس نے وہ خزانہ جو وجیا نگر سے حاصل کیا تھا لشکر میں بیدریغ خرچ کیا۔
اور سارا لشکر لیکر ملک دینار کی طرف روانہ ہوا اور دشمن کے لشکر گاہ سے ایک فرسخ
آن پہنچا اور ایک دانشور ملازم دستور دینار پاس بھیجا کہ وہ اسکو اطاعت و انقیاد کی ترغیب
دے اور سمجھائے کہ وہ عین الملک کی طرح ہماری اطاعت کرے تو وہ مسند امارت و حشمت پر
متمکن ہوگا اور اگر نادانی اور تیرہ کاری سے ہمارا کہنا نہیں مانے گا تو ذلیل و خوار ہوگا۔
دستور دینار نے اس پیغام کو نہیں مانا اور اس نے چھ ہزار سوار حبشی یوسف عادل شاہ کے
لشکر ہراول سے لڑنے کو بھیجے۔ انہوں نے شکست پائی اور بہت سپاہی ان میں مارے گئے۔ اور
سارے ہاتھی دشمنوں کے ہاتھ میں گئے دوسرے روز صبح کو یوسف عادل شاہ خود لڑنے گیا
سخت لڑائی ہوئی دستور دینار کشتہ ہوا اور لشکر شکستہ۔ غضنفر بیگ بھی اس لڑائی میں
تیر سے زخمی ہوا اور تین روز کے بعد مر گیا۔ یوسف عادل شاہ کو اس فتح سے جو بھائی کے
مرنے کے بعد نصیب ہوا۔ دستور دینار کے تمام ملک گلبرگہ و ساغر و ساگر اور

اور امیر برید کہ مذہب سنت مین کمال تعصب رکھتے تھے اس معاملہ کے سبب یوسف عادل شاہ
سے رنجیدہ ہوئے اور دونون نے متفق ہوکر اسکے ملک پر لشکر کشی کی اور اول امیر برید
پرگنہ گنجوتی اور بعض اور پرگنات و قصبات پر جو بدستور دینار سے لئے گئے تھے متصرف ہوا
ملک نظام الدین نے بیجاپور مین آدمی بھیجکر قلعہ نلدروگ کو کہ ایک حصار کہنہ تھا مانگا۔
یوسف عادل شاہ نے باوجودیکہ وہ بعض سران سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو سخت جواب
دیا۔ گنجوتی کو جاکر اچھی طرح قبضہ مین کرلیا محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم سے اپنے آدمی
حکام پاس بھیجے قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک و خداوند خان حبشی و ملک نظام
احمد بحری سے مدد چاہی۔ خداوند خان اور عماد الملک آپس مین ایک دوسرے سے بیم و ہراس
رکھتے تھے انہون نے تو عذر لکھ بھیجے۔ قطب الملک ہمدانی باطن مین شیعہ تھا جو اور اس
مذہب کا رواج خدا سے چاہتا تھا مگر اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کی تکلیف کے سبب سے
رنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملک احمد نظام الملک نے خواجہ جہان دکنی
حاکم پرندہ و زین خان حاکم قلعہ شولاپور سے اتفاق کیا اور بارہ ہزار سوار اور توپخانہ
لیکر احمد آباد و بیدر کو روانہ ہوئے اور دار الملک سے محمود شاہ بہمنی بھی لشکر تلنگ کے
ساتھ اور امیر برید کی ہمراہ چلا۔ جب یہ جمعیت عظیم ہوئی تو یوسف عادل شاہ نے اپنے بیٹے
شہزادہ اسمٰعیل کو کہ پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور اور امرا کے ساتھ بیجاپور بھیجا اور
دریا خان و فخر الملک ترک کو گلبرگہ کے انتظام کے واسطے روانہ کیا اور خود عین الملک
گیلانی اور چھ ہزار سوار لیکر بیدر کی طرف گیا۔ جہان گیا وہان تباہ و خاک سیاہ کرکے
اٹھا۔ ملک احمد نظام الملک نے دیکھا کہ میرا ملک برباد ہو رہا ہے تو اس نے شاہ کو مع کل
سپاہ کے ساتھ لیا اور یوسف عادل شاہ کے پیچھے پڑا۔ یوسف عادل شاہ ملک کو غارت
کرتا ہوا دولت آباد گیا اور یہان سے برار مین آیا۔ فتح اللہ عماد الملک آن حضرت
کے تعاقب سے گھبراتا تھا اس نے کہا کہ اور ملک احمد نظام الملک حنفی مذہب ایک وہ دین
بہانہ بناکے مجھے برباد کرینگے۔ مجھ مین شاہ سے لڑنے کی تاب و توانائی نہین ہے مصلحت

ارکہ بیجاپور میں حاضر ہوا یعقوب خان کہ مدینہ کے سادات عظام میں سے تھا منبر پر چڑھا اور اذان میں اس نے ان اشہد علیاً ولی اللہ پڑھا یا اور بعد ازان ائمہ اثنا عشریہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور باقی صحابہ کا نام نکال ڈالا اول شخص یوسف عادل شاہ ہے جس نے کشور ہند میں ائمہ اثنا عشر کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا۔ باوجود اس حال کے کمال ضبط و ہوشیاری تھی کہ جہاں شیعہ کی یہ مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام کی نسبت کوئی حقارت کا لفظ صراحۃً یا کنایۃً زبان پر جاری ہوتا اس سبب سے شیعوں اور سنیوں کے درمیان تعصب بالکل زائل ہو گیا تھا علما مذہب جعفری و فضلاء حضرت حنفی و شافعی شیر و شکر کی طرح ملے رہتے تھے انہوں نے باب مباحثت و منازعت کا تہ کر کے اٹھا رکھا تھا۔ اس بیت کے مضمون پر عمل کیا۔

اگر آن بہتر و این بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندۂ بر در تراچہ

مساجد و معابد میں ہر ایک اپنی طرز و آئین کے موافق اپنے اپنے معبود کی عبادت کرتا اور اپنے مذہب کی فضیلت پر زبان دراز نہ کرتا۔ اکابر دین و مشائخ اہل یقین و عابدین قناعت سجادہ نشین کو کرتے اور اس نظام اور انتظام کو دیکھ کے تعجب کرتے تھے۔ جب یوسف عادل شاہ نے مذہب شیعہ کو رواج دیا بمقتضاء الناس علی دین ملوکھم بہت سے امرا نے مذہب شیعہ اختیار کیا بعض پاک سنیوں نے مثل میان محمد عین الملک و دلاور خان حبشی و محمد خان سیستانی نے کدورت و نفرت کا اظہار کیا قریب تھا کہ وہ فتنہ اٹھائیں کہ یوسف عادل شاہ نے رفق و ملائمت لکم دینکم و لی دین تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے کی آیت انکے خاطر نشان کی اور فتنہ کو دفع کیا۔ سنہ ۹۰۹ میں عین الملک ذی ہوش ہو کر سپہ سالاری سے معزول کیا جاگیر قدیم اسکی لے لی اور اسکی عوض میں پرگنہ ربکری۔ بیلگام دیدیا۔ امیران حنفی مذہب کو مطلع کر دیا کہ وہ اپنی اقطاع میں اپنے طریق پر اذان و دین لمعد کو کوئی شخص اہل سنت کے مذہب کا مزاحم نہ ہو باوجود اسکے اسکے عزم و ہوشیاری سے ہر امیر و بہتر و منصب دار کے لیے مخبر مقرر کر رکھے تھے کہ ان کی حال پر مطلع ہو کر اسکو خبر کرتا رہے۔ اس زمانہ میں ملک احمد نظام الملک بحری کا اثر

پرتگیزون کا گووہ فتح کرنا اور یوسف عادل شاہ کا پھر ان سے لینا۔

وفخر الملک ترک کو طرح طرح کے الطاف سے سرافراز کیا سید احمد ہروی کو تحف و ہدایا کے ساتھ شاہ اسمٰعیل صفوی پاس بھیجا۔

سنہ ۱۵۱۰ء مین بندر گووہ مین پرتگیز بے خبر چلے آئے۔ یہان حاکم کو غافل پایا وہ قلعہ کے اندر آگئے۔ بہت مسلمانون کو قتل کیا جب یہ خبر یوسف عادل شاہ کو پہنچی تو وہ دو تین ہزار خاصہ خیل و دکنی و پردیسی ساتھ لیکر بیجاپور سے ایلغار کر کے پانچوین دن صبح کو قلعہ گووہ پر آیا اور پرتگیزون کو جو دروازہ کے محافظ تھے قتل کیا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا تو پرتگیز جو کمال غفلت مین پڑے تھے بیدار ہوگئے اور فرصت پاکر کشتیون مین بیٹھکر بھاگ گئے اور جنکی اجل آئی تھی وہ مسلمانون کی تلوار تلے آئے گووہ پر مسلمانون کا قبضہ ہوا۔ پادشاہ نے قلعہ معتمد آدمیون کو سپرد کیا۔

فیراسوز پرتگیز اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ البوکوئرک نے گووہ پر حملہ کیا۔ یاقوت نے جو جارجیا کا رہنے والا تھا مقابلہ کیا اور آخر کو امیر علی نے ۲۰ فروری سنہ ۱۵۱۰ء کو گووہ حوالے کیا پرتگیزون نے توپون کا ذخیرہ وہان خوب پایا۔ مگر مئی مین کمال خان جو اسمٰعیل عادل شاہ کا جرنیل تھا اسکو بعد محاصرہ کر کے لے لیا۔ معلوم نہین کہ ان دونو بیانون مین کون سچا ہے۔

یوسف عادل شاہ کی وفات اور خصائل و عادات

یوسف عادل شاہ نے بیس سال و دو ماہ باستقلال سلطنت کی بیجاپور مین مرض سوء القنیہ مین مبتلا ہوا سنہ ۹۱۶ھ مین اس زندان فانی سے ریاض جاودانی مین گیا۔

تاریخ وفات اسکی ہے بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل۔

شاہ طاہر ہروی جسنے یوسف عادل شاہ کی خدمت مین اپنی عمر عزیز صرف کی تھی وہ کہتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو روزگار کا تجربہ بہت تھا۔ سخاوت و حلم مین موصوف شجاعت و عدالت و انواع احسانات مین معروف۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا علم عروض و قافیہ مین وقوف رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین سرآمد روزگار تھا طنبورا اور عود خوب بجاتا تھا۔ اہل فن کا اعزاز و اکرام کرتا تھا۔ ہمیشہ اس کی مجلس مین متقدمین کے اشعار

یہ ہو کہ یوسف عادل شاہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا اور مذہب رفض سے احتراز و اجتناب
کیے اور بظاہر مجھ سے رنجیدہ ہو کر برہان پور چلا جاے۔ تاکہ مجھے فرصت ملے کہ میں قطب الملک
ہمدانی کی معرفت اس معاملہ کی صلاح کروں یہ راے یوسف عادل شاہ کو پسند آئی اس نے
بیجاپور پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنیٰ عشر موقوف ہو کر خطبہ چار یار پڑھا جاے۔ اور خود عماد الملک
سے بظاہر رنجیدہ ہو کر برہانپور چلا گیا فتح اللہ عماد الملک نے اپنے خویشوں میں سے کسی
ایک کو ملک احمد نظام الملک بحری پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر برید کو یہ داعیہ ہے کہ عادل شاہ
کو نکالکے ولایت بیجاپور پر خود متصرف ہو اب تو وہ پانچ چھہ فرسنگ زمین پر مالک ہے
سلطان کی پناہ میں خزانہ بہمنیہ سے کام کرتا ہے کوئی شخص اس سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتا
اگر ولایت بیجاپور اسکو نصیب ہو گئی تو ہم کو اور ہماری اولاد کو دکن میں تمکن ممکن نہوگا
ہم سپاہی ہیں ہمکو اوروں کے ملت و مذہب سے کیا کام ہے قیامت کو ہر شخص اپنے اعمال
میں گرفتار ہوگا۔ باوجود ان باتوں کے یوسف عادل شاہ نے میرے سمجھانے سے رافضیوں کے مذہب باطل
سے استغفار کی ہے اور آدمی بیجاپور بھیجا ہے کہ وہ انکے شعار کو منع کرے۔ میرے نزدیک صلاح
یہ ہے کہ بادشاہ کو لشکر کشی کرنے کی اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تعلیم نہ سکھائیں اور ہر شخص اپنے
مسکنوں کو چلا جاے۔ ملک احمد نظام الملک اور قطب الملک ہمدانی نے عماد الملک کی صوابدید سے
[illegible] دات کو اپنے ممالک کو کوچ کیا۔ وہ اس جماعت کی ریش سفید تھا۔ جب صبح ہوئی تو شاہ و
امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی کو دیکھ حیران رہ گئے۔ فتح اللہ عماد الملک پاس آدمی
بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے لئے مدد طلب کی اس نے ان کو تو چند روز لیت و لعل میں رکھا اور
یوسف عادل شاہ کو مخفی پیغام بھیجا کہ اب وقت معاودت ہے وہ عماد الملک پاس سے ہوا کی
طرح اڑکر آیا۔ دونو سردار فوجیں آراستہ کر کے شاہ اور امیر برید سے لڑنے کو تیار ہوئے تو مخالف
دیکھ کر سب مال و اسباب چھوڑ احمد آباد بیدر کو بھاگے۔ یوسف عادل شاہ نے شاہ کے لشکر
کو لوٹا اور عماد الملک کو رخصت کیا اور خود بیجاپور میں آیا اور پہلی طرح سے خطبہ اثنا عشریہ
[illegible] اور مذہب شیعہ کے رواج میں کوشش کی۔ عین الملک گیلانی اور کمال خان دکنی

جب یوسف عادل شاہ دنیا سے اٹھ گیا تو اسکا بیٹا اسمعیل عادل شاہ تخت پر بیٹھا لیکن
ابھی اسکی عمر ایسی نہ تھی کہ وہ مہمات سلطنت کا انصرام کر سکتا اسلئے اختیار امور جہانبانی
جمہور کمال خان دکنی میر نوبت کو مفوض ہوئے اور تمام کام سلطنت کے اسکے قبضہ اقتدار میں
آئے۔ کمال خان وزیر دکن سلطان محمود بہمنی کے امرائے کبار میں سے تھا یوسف عادل شاہ
نے اسکو عہد و پیمان مواسا و دلاسا سے اپنے پاس بلا کر میر نوبت کے منصب سے سرفراز
کیا تھا اور جنگ ہمراج (تمراج) میں نہایت شجاعت و مردانگی ظہور میں آئی تھی جس سے
اسکی عزت زیادہ ہو گئی تھی اور وہ امیران بزرگ میں سے ہو گیا تھا اور یوسف عادل شاہ
نے اپنے مرض الموت کے زمانہ میں وکالت کا عہدہ اسکے پہلے منصب پر اضافہ کر دیا تھا
دریا خان و فخر الملک و مرزا جہانگیر و حیدر بیگ و امرا کو موافقت و مصادقت کے باب میں
مبالغہ سے وصیت کی تھی اسلئے ان امراء نے اسکو بزرگ جانا اور مطلق العنان کیا سب
مہمات ملکی و مالی میں اسکی طرف رجوع کرتے کمال خان نے ابتدا میں نیک افعال و اعمال
اختیار کیے خلفاء کا خطبہ پڑھوایا اور مذہب شیعہ کے شعار کو برطرف کیا وہ خواص و عوام
کے دلوں کو ہاتھ میں رکھتا اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم میں تقصیر نہ کرتا اور خاندان
نظام شاہیہ و عماد شاہیہ و قطب شاہیہ و برید شاہیہ سے مدارا و مواسا رکھتا۔ اور جیسے کہ دانا
عاقل کام کرتے ہیں ایسے ہی امور شاہی میں وہ انتظام کرتا
گووہ سے جب یوسف عادل شاہ چلا آیا تو پرتگیزوں نے قلعہ گووہ کا محاصرہ کیا
اور تھانہ دار کو بہت روپیہ رشوت کا دیکر اسکو اسمعیل شاہ کی ابتدا سلطنت میں فتح
کر لیا۔ کمال خان نے پرتگیزوں سے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ قلعہ پر اکتفا کریں اور
ان حدود کے قصبات و قریوں کے مزاحم نہ ہوں۔ پرتگیزوں نے اس شرط کا ایفا کیا کہ
سلطنت عادل شاہیہ کے حوالی میں کوئی مزاحمت انہوں نے نہیں کی۔
دوسرے سال میں دریا خان و فخر الملک نے انتقال کیا انکے جاگیریں کمال خان نے اپنے فرزندان
اور قرابتیوں کو دیدیں اور ہر ایک کے واسطے ایک عذر اور دور گاہ بنا دی مرزا جہانگیر

پڑھے جاتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا۔ ہمیشہ امور مرتب کو بمطالعات امور شاہی سنا کے ساتھ جمع رکھتا تھا اور ایک لحظہ احوال مملکت سے غافل نہ ہوتا ہمیشہ ارکان دولت کے عدل و داد و امانت و دیانت کی ستائش کرتا تاکہ ان کو ان صفات کی طرف میل ہو اور ان کی نسائم اخلاق سے مملکت کو صفا و طراوت ہو۔ صولت و سطوت مین اور قوی ہیکل ہونے مین ابناء روزگار مین ممتاز و مستثنیٰ تھا حسن و جمال مین کمال رکھتا تھا۔ وہ ایران و توران و عربستان و روم مین نامے بھیجکر ہنرمندون و جوانون و شجاعون کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اتنی رعایت انکی کرتا تھا کہ وہ راضی و شاکر ہوکر اسکے سایۂ حمایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔ قلعۂ ارک بیجاپور کو کہ پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا توڑکر گچ و سنگ کا بنایا۔

یوسف عادل شاہ ایک دفعہ حوالی پرگنہ اندا پور مین گیا وہان اسنے سُنا کہ امرائے شاہ بہمنی مین مکند رائے مرہٹہ اور اسکا بھائی تھا اور لشکر کے آسیب سے وہ رعیت کی ساتھ بھاگ کر فلان کوہستان مین چلے گئے ہین وہ شاہ کے حکم سے دو ہزار سوار یا پانچ ہزار پیادے لے کر اس جماعت پر متوجہ ہوا انہون نے اطاعت نہین اختیار کی تو انپر دست درازی کیگئی سارا اسباب و اموال انکا غارت کیا عیال و اطفال عورت و مرد اسیر کئے انہین ایک عورت مکند راؤ مرہٹہ کی بہن تھی نہایت زیرک و عاقلہ اسکی صورت نہایت خوب و حسن بغایت مرغوب یوسف عادل شاہ نے اس عورت سے کہ سولہ برس کی تھی مسلمان کرکے نکاح کیا اور بوبوجی خاتون کا خطاب دیا۔ اس سے چار لڑکے لڑکیان پیدا ہوئین بیٹا اسمٰعیل تھا۔ تین بیٹیان تھین ایک مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ دوم خدیجہ سلطان زوجۂ شیخ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی جو محمود شاہ بہمنی کے نکاح مین آئی —

ملکون اور ان لینے سے اسکی سلطنت کی وسعت کا خیال ذہن مین آتا ہے کہ بھیما و کرشنا دریا اسکی مشرقی حد تھی۔ جنوبی سرحد پر تم بدا ندی تھی اور گوودہ سے بنبئی تک سمندر مغرب مین تھا اور غالباً دریائے نیرا اسکے شمال مین تھا —

اسمٰعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ

شاہ محمود شاہ بہمنی کو اپنے گھر مین محبوس کیا اور لشکر کو مرتب کرکے احسن آباد گلبرگہ
وہ روانہ ہوا اور کمال خان دکنی میر نوبت نے اسمٰعیل عادل شاہ کو مع اسکی ماں
بوبجی خانم کے قلعہ ارک بیجاپور مین محبوس کیا اور انکی محافظت اپنے فرزندون کے سپرد
کی اور خود عظمت و شوکت کے ساتھ شولاپور کی طرف چلا۔ تین مہینے محاصرہ پر گذر گئے
ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی نے کمک نہ بھیجی تو زین خان نے جان و
مال کی امان مانگ کر قلعہ اور ساڑھے پانچ پرگنے کمال خان کو حوالہ کیے اور اس ساڑھے
پانچ پرگنے کا قصہ اس طرح ہے کہ جب امرائے دکن نے احمد آباد بیدر کے بادشاہ پر چڑھائی
کی تھی تو ہر ایک اُن مین سے ایک ولایت پر متصرف ہوا گیارہ پرگنے جو گیارہ پرگنون سے
عبارت ہے خواجہ جہان حاکم پرندہ کے تصرف مین آئے اسکے بھائی زین خان کہ شولاپور کا
حاکم تھا بلدہ احمد آباد بیدر مین گیا اور ایسا تردد کیا کہ محمود شاہ بہمنی نے فرمان جاری
کیا کہ قلعہ شولاپور اور آدھی ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف مین ہے اسکو دی جائے
مگر خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام الملک کی حمایت کے سبب سے نیمہ ولایت زین خان کو نہ دی
وہ صرف قلعہ شولاپور مین متصرف رہا جب احمد نظام شاہ مرگیا تو یوسف عادل شاہ نے زین خان
کی کمک کرکے فرمان شاہی کے مطابق ساڑھے پانچ پرگنے خواجہ جہان سے اسکو دلوائے جنکا حاصل
تین لاکھ ہون تھا۔ یہ پرگنے نظام شاہیون اور عادل شاہیون مین مادہ نزاع و فساد رہے
اور اکثر انپر منازعت رہی (صدلاپور کا سولاپور پھر شولاپور ہوا)
امیر قاسم برید قلعہ گلبرگہ کا محاصرہ کر رہا تھا کہ شولاپور کی فتح کی خبر اسکو پہنچی اُس نے تہنیت نامہ
کمال خان دکنی میر نوبت کو بھیجا جس سے اسکا غرور اور تکبر اور بڑھا وہ بیجاپور مین آیا امرائے
مغل کو اُس نے معزول کیا اور تین ہزار صاحب خیل مغل مین سے تین سو کو نوکر رکھا اور باقی کو
جواب دیا اور یہ تجویز کی کہ اگر معزول مغل ایک ہفتہ کے بعد یہان نظر آئین تو انکا مال و حال
سبیل ہے۔ جو چاہے لوٹ لے اس سبب مغل پریشان ہوکر ادھر اُدھر چلے گئے۔ اب کمال
خان دکنی کی خاطر جمع ہوئی کوئی اسکا معاند و مزاحم باقی نہ رہا اُس نے تمام و ری گی

مرزا احمد بیگ کی اقطاع میں سے بھی چند پرگنے کتر کر اپنے اعوان و انصار کو حوالہ کرے
غرض جو کوئی فوت ہوتا یا کسی گناہ میں متہم ہوتا تو اسکی جاگیریں اپنے منسوبوں کو دیتا
اس طرح اپنی مکنت و قوت کو بڑھا کر فرمانروائی کا سودا ہوا۔ یہ زمانہ ایسا آگیا تھا کہ
شاہان دکن کے امرا اس طرز کو نیک جانتے تھے کہ بادشاہوں کو دور کرکے خود بادشاہ بنیں
ان سو برسوں میں یہ حرکت دکن کے حکام عظام پر مبارک ہوئی کہ نفر اپنے خداوندوں پر مسلط
ہو گئے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی عنان اپنے ہاتھ میں لیتے۔ سب سے اول اس بات
کی ابتدا ہیمراج (ہمراج) نے کی کہ راجہ وجیانگر کے راجہ سیورائے کے بیٹے پر استیلا پیدا
کیا اور جب وہ بالغ ہوا تو اسکو زہر دیکر ہلاک کیا اور اسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا آلہ
بنایا اور جب یوسف عادل شاہ سے اسنے ہزیمت پائی تو اسکو بھی مار ڈالا اور اکثر امرا کو
مطیع کیا اور اپنی دل کی تمنا پوری کی قاسم برید ترک نے اور امیروں نے محمود شاہ بہمنی
کو مار کر بتدریج خطبہ و سکہ کو تغیر کرکے اپنے نام کا کیا۔ ان باتوں کو کمال خان اپنی
آنکھوں سے دیکھ چکا تھا تو اس سے یہ سبق سیکھا کہ جب اسکا اسباب شوکت و حشمت مرتب ہو گیا
تو امیر قاسم برید کا متوسل و ہمداستان ہوا اور اس کو پیغام دیا کہ اس آپ کی دولت نے
ایک طرح کی استعداد شاہی حاصل کی ہے احمد نگر میں ایک لڑکا تخت پر بیٹھا ہے اور
فتح اللہ عماد شاہ والی برار بمقتضائے جوانی عیش و طرب میں مشغول ہے آپ کو چاہیے
کہ اس مخلص کی اعانت کرکے حکام دکن کی سلک میں منتظم کریں اور بندہ کو فرمان بردار
تصور کرکے اپنی توسیع ملک میں کوشش کریں اس سے بہتر فرصت کا وقت پھر نہ آئیگا۔
امیر قاسم برید ترک مدتوں سے اس بات کو چاہتا تھا انمیں عہد و پیمان کے بعد یہ بات
قرار پائی کہ قاسم برید تو وہ ولایت لے لے جو دستور دینار پاس تھی اور باقی محال
بیجاپور کو کمال خان دکنی میر نوبت اپنے تصرف میں لائے اور اسمعیل عادل شاہ کو محبوس
یا بیرون کرے اور قلعہ شولاپور کہ خواجہ جہان دکنی کے بھائی زین خان پاس ہے
[illegible] تھا [illegible] دکنی متصرف ہو [illegible] مقصد کی ابتدا یوں ہوئی کہ امیر قاسم بر[illegible]

روا ڈالا۔ اور اپنے آدمیون کو قتل و اسقدر اسے منع کیا۔ کمال خان کو زندون کی طمع غرض
قصر مین تخت پر بٹھایا اور جیش و حشم ناصیہ کو قصر کے نیچے کھڑا کیا اور اپنے بیٹے صفدر خان کو بلایا
اور اسکو سمجھایا کہ اسمٰعیل عادل شاہ اور اس کی مان کو قتل کرکے باپ کا انتقام لینا چاہیے اور
تخت شاہی پر جلوس کرنا۔
صفدر خان کی عمر اس وقت پچیس سال کی تھی جو آدمی قلعہ مین موجود تھے وہ اسکے ساتھ
لیے اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ لولوجی نے یہ گمان کیا کہ یوسف ترک کا کام کچا رہا اور
کمال خان کو حقیقت حال پہ اطلاع ہو گئی اور وہ اسکے درپے ہوا اسکے دفعہ کرنے کے لئے
تصورانہ ہمت کی۔ دیوانخانہ کے پہرہ چوکی مین دو سو مغل موجود تھے جنکا اوپر مذکور ہوا اور سو
تین سو دکنی و حبشی بھی تھے ان کو خواجہ صندل خواجہ سرا کو بھیجکر بلایا اور بولوجی نے پس پردہ
آن کر سمجھایا کہ اسمعیل خان کو کمال خان مارنا چاہتا ہے اور خود بادشاہ بننا۔ اس صورت
مین جس کسی کو دولتخواہی اور نمک حلالی منظور ہو حتی المقدور دشمنون کے دفع مین کوشش کرے
اور دشمنون کی کثرت سے اندیشہ نکرے۔ عنقریب کفران نعمت کے سبب انکی جماعت متفرق
ہو جاویگی۔ جس کسی کو جان عزیز ہو اور وہ اس دولت عظمیٰ کو نہ چاہتا ہو وہ مختار ہے کہ جہان
چاہے چلا جائے۔ الغرض ڈھائی سو مغل اور سترہ حبشی دکنی از روئے صدق و اخلاص عمارت
شاہی مین داخل ہوے اور باقی نے بیوفائی کی اور صفدر خان سے جا ملے۔ بولوجی اور شاہزادہ آغا
عمہ اسمعیل عادل شاہ نے مردانہ لباس پہنا اور تیر و کمان ہاتھ مین لئے اور شاہزادہ کے
ساتھ پشت بام محل پر کہ بہت مرتفع تھا آئین اور مغلون کو اوپر بلایا اور آنکو قوی
دل کیا۔ اس عرصہ مین صفدر خان جمع عظیم کے ساتھ نزدیک آیا دروازہ توڑنے کا حکم دیا
مغل تیر پھینکتے تھے اور عورتین پتھر۔ تو قلعہ کے اندر ایک بڑا غوغا ہوا اور عین گیر و دار مین مصطفیٰ آغا
رومی پچاس تفنگچی لیکر محل کے نیچے آیا انکو رسیان ڈال عورتون نے اوپر کھینچ لیا صفدر خان
کا ہنگامۂ جنگ گرم ہوا تو اسکی مان نے توپخانہ بھیجا۔ ابھی توپخانہ آیا نہ تھا
کہ محل کی عورتون نے مغلون کو چھپا دیا تو صفدر خان نے یہ گمان کیا کہ وہ بھاگ گئے

بر حملے کیے ہر رقم گوشہ چند کر دیا۔ جو ہزاری تھا اسکو سہ ہزاری کر دیا حکم دیا کہ گورہ راوت کو
تنخواہ مین گورہ راوت دکنیون کی اصطلاح مین اس لشکر کو کہتے ہین کہ جب اس کی ضرورت ہو تو
وہ گھوڑون پر سوار مسلح موجود ہون اس طرح سے ۹۰ ہزار سوار دکنی و حبشی اس پاس موجود
اسلئے اپنے اعوان و انصار کو بلا کر اپنی تخت نشینی کی لیے مشورہ کیا۔ سب نے متفق اللفظ کہا کہ اس کا
کوئی مانع نہین ہے جسقدر اس مین جلدی ہو بہتر ہے۔ کمال خان دکنی نے بیرنوبت سے منجمون کو طلب کیا
اور جلوس کی ساعت کا استفسار کیا۔ منجمون نے بہت تامل کے بعد کہا کہ اس مہینہ کے بیند روز
حسب حال نہین ہین آپ پر بہت سخت ہین سولھوین روز آپ تخت پر بیٹھین۔ کمال خان ان منجمون کے
کہنے سے ڈر گیا اور قلعہ ارک مین چلا گیا۔ اس سے زیادہ تر کوئی مکان محفوظ نہ تھا اور بخار اور درد سر کا
بہانہ کیا اور حکم دیدیا کہ جسکو کچھ کام ہو وہ میری بیٹے صفدر خان پاس جائے۔ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ اٹھارہوین
روز اسمعیل عادل شاہ معزول ہوگا اور کمال خان تخت نشین ہوگا

یہ خبر سنکر بولوجی خانم نے یہ تدبیر کی کہ محل مین ایک بڑھیا رہتی تھی وہ کمال خان کو سارے
محل کی خبر جا کر سنایا کرتی تھی اسکو بلایا اور شفقت اور دلسوزی سے کمال خان کی نسبت
محبت کی باتین بنائین اور اسسے کہا کہ مینے سنا ہے کہ وہ دو تین روز سے بیمار ہے اس سبب سے
میری خاطر مشوش و بیقرار ہے بارہ ہزار ہون لے جا اور اسکے سر پر سے صدقے اتار کر فقیرون
مین تقسیم کر دے۔ جب یہ بڑھیا چلی تو اسکو بلا کر کہا کہ یوسف ترک کا ارادہ حج کا ہے اسکو
ہمراہ لے کر کچھ ایسا کر کہ کمال خان اسکو پان دے کر رخصت کرے اور پروانہ اپنی مہر لگا کے
دیدے کہ کوئی حاکم بندر اسکا مزاحم نہ ہو اور اس خدمت کی عوض مین
بڑھیا کو دیدیا۔ بڑھیا یوسف ترک کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی۔ کمال خان کی خدمت مین
پہنچی۔ خاتون جہان کی مشفقانہ باتین اسنے دوہرائین اور ان ہونون کو تصدق کیا
اور یوسف ترک کے حج کی اجازت کا ذکر کیا۔ کمال خان بولوجی کی عنایت سے بہت
خوش ہوا اور یوسف کو بلایا جب وہ اسکو پان دینے لگا تو اسنے ایک خنجر ایسا مارا کہ وہ اسی
وقت مر گیا کمال خان کی ماں نے اس حال پر اطلاع پا کر بڑھیا کو اور یوسف کو

اور امیر برید کے بھائیوں کو کہ دکن میں شجاعت میں مشہور تھے قتل کیا۔ امیر برید یہ خبر
سنکر زخمی سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتا تھا۔ محمود شاہ بہمنی کی زبان سے خود اس نے
والیان دکن کو نامے لکھے اور انمیں اس قدر مبالغہ اور الحاح کیا کہ نظام شاہ بحری و سلطان
قلی قطب شاہ و علاء الدین عماد شاہ نے لشکر کمک کے لیئے مقرر کیا۔ امیر برید نے ان لشکروں
کے جمع ہونے کے بعد امیر برید سنہ ۹۱۶ بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا جہاں گیا وہاں [illegible]
کیا۔ شاہ محمود بھی امیر برید کے ہمراہ تھا اسمعیل نے استقبال نہیں کیا اور دم بخود تھا کہ پادشاہ خود
اللہ پور میں آگیا اللہ پور کو یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کے قریب آباد کیا تھا اور اس نے
محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اسمعیل عادل شاہ بارہ ہزار سواروں کے ساتھ جنمیں اکثر مغل تھے
شہر سے باہر آیا ایک سخت جنگ ہوئی۔ امیر برید اور اسکے کمکی لشکروں نے ہزیمت
پائی اس بلاء عظیم میں شاہ محمود بہمنی اور اسکا بیٹا شہزادہ احمد اپنے گھوڑے سے گر کر گرفتار
ہو گئے اسمعیل عادل شاہ نے تواضع کے سبب چند گھوڑے و پالکی حاضر کیئے اور ان
کو سوار کرا کے چاہا کہ بیجاپور میں لے جائے اور امیر برید کے تسلط سے نجات دلائے۔ مگر
پادشاہ نے یہ بات قبول نہ کی اور اللہ پور میں رہ کر اپنے زخموں کا علاج کیا اور اس
اچھا ہونے کے بعد بی بی ستی سے جسکی منگنی یوسف عادل شاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی
اپنے بیٹے احمد شاہ کا نکاح کیا اور اسمعیل نے پادشاہ کو پانچ ہزار مغلوں کو حفاظت کے
لیئے ساتھ کر کے بیدر پہنچا دیا۔ امیر برید نے سمجھا کہ یہ سوار مجھ سے ہی لڑنے آئے ہیں وہ
اسباب شاہی و خزانہ لیکر اپنے قلعہ کو چلا گیا۔ محمود شاہ بہمنی نے ناچ و رنگ و شراب میں
چند دن بسر کیئے۔ جب اسمعیل پادشاہ کا لشکر بیدر سے چلا گیا تو امیر برید نے تین چار
ہزار سواروں کے ساتھ ایلغار کر کے شہر میں آکر بدستور سابق اپنے سارے
اختیارات حاصل کر لیئے۔ محمود شاہ بہمنی کو تو امراء کے تسلط کی خو ہو گئی تھی بلکہ
وہ چنداں آزردہ نہ ہوا اور جو اسباب عیش و عشرت امیر برید نے مہیا کر دیا
اس پر قانع ہوا۔

[illegible] دروازہ کو توڑنا شروع کیا۔ اندر سے کوئی مزاحم نہ ہوا۔ صفدر خان خوشی خوشی اندر آیا
تو مغلون کے اشارہ سے مغلون نے اللہ اللہ کا نعرہ مارکر تیر و تفنگ چھوڑی۔ صفدر خان کی آنکھ
میں تیر لگا۔ سراسیمہ ہوکر اس دیوار کے نیچے آیا جہان اسمٰعیل عادل شاہ کھڑا ہوا تھا اُس نے
ماں کی اشارہ سے ایک پتھر صفدر خان پر پھینکا جس سے اُسکا بھیجا نکل پڑا۔ مخالفون نے اپنے
سردار کو کشتہ دیکھا تو وہ کمال خان کے گھر گئے اسکو مرا ہوا دیکھا تو وہ قلعہ کا دروازہ کھولکر
بھاگ گئے۔ اور کمال خان کے دوست آشنا رشتہ دار یہ حال دیکھ کر مرمر کی طرح اُڑ گئے۔
اسمٰعیل نے اپنے کاکا یوسف کو دفن کیا اور بہت روپیہ صدقہ خیرات مین دیا۔ اسکے قتل کے
روز ہر سال بادشاہ قبر پر جاتا۔ دوسرے روز اسمٰعیل نے تخت پہ جلوس فرمایا اور اس ہنگامہ کا
حال لکھ کر شاہان اطراف پاس بھجوایا۔ ملوجی نے کمال خان کے سب متعلقین کے جرمون کو معاف کردیا
اور خلعت و زر دیکر معزز کیا۔ اور جن لوگون نے اس ہولناک واقعہ مین اسکا ساتھ دیا تھا بقدر
حالت ہر ایک پر نوازش فرمائی۔ اور جو سردار کہ کمال خان کے جور و جفا کے سبب سے دور چلے گئے
تھے انکو استمالت نامے بھیجکر بلوایا۔ اس حادثہ عظمی مین اسمٰعیل نے قسم کھائی تھی کہ سوا مغل کے کسی
کو نوکر نہین رکھونگا۔ اس قسم کو اسنے پورا کیا۔ اپنے عمال اور کارکنون کو حکم دیا کہ ہماری دولت
مغلون کی بدولت ہی۔ دکنی و حبشی و مغل زادہ کو نوکر نہ رکھین بارہ برس تک اس حکم کی تعمیل
ہوئی۔ کچھ تغیر و تبدل نہین ہوئی۔ مغلون نے اتفاق کرکے اپنے فرزندون کے لئے کہا۔
انکی درخواست قبول ہوئی اور یہ بھی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغان نوکر رکھے جائین۔
مگر حبشی و دکنی کسی طرح نوکر نہ ہون یہ قاعدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری
رہا۔ ہمنے ذکر کیا ہے کہ امیر برید نے کمال خان کی حیات مین عادل خان کے بہت سے
ممالک اپنے تصرف مین کر لئے تھے۔ کمال خان نے قتل کے بعد مرزا جہانگیر کو جو احمد نگر سے
برگشتہ ہوکر یوسف عادل شاہ کی خدمت مین آیا تھا اور اقطاع حسن آباد گلبرگہ
پائی تھی اُس نے امیر برید کے چار سو آدمیون کو تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد
ساغر مرزا جہانگیر کو لے لیا اور ان حدود کو جیسا کہ چاہیے مخالفون سے پاک صاف کیا

خلاص کے لیے بیجاپور سے کوچ کیا۔ رامراج کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ دریائے کرشنا کے کنارے
آیا اور اس نے یہاں پچاس ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادے جمع کیے۔ اسمٰعیل عادل شاہ بھی دریا کے
مقابل سات ہزار تاج پوش سوار و کچھ ساتھ خیمہ زن ہوا۔ باوجود غنیم کی روز کے مقابلہ و مجادلہ کے
اس سے تغافل کیا۔ جس وقت مینہ برستا شراب کا دور چلتا۔ ایک ندیم نے نشہ میں دلکش آواز سے یہ شعر
پڑھا۔ شعر: خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز ٭ پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
بادشاہ نے فوراً بزم عیش مرتب کی اور پری پیکروں کا ناچ شروع کرایا۔ شراب کے نشہ میں
مست ہوا۔ اسی میں دریا سے عبور کرنے کا فکر ہوا۔ ارکان دولت سے پوچھا کہ اس وقت کا
سبب کیا ہے۔ انہوں نے معروض کیا کہ تین سو نوگرے چڑھے ہوئے موجود ہیں باقی اور
بندر و ذریں موجود ہو جائینگے۔ غرض وہ اپنی بے عقلی اور نشہ کی حالت میں کشتیوں اور ہاتھیوں کے
دریا سے پار لشکر کو لے گیا اور صف جدال کو گرم کیا۔ دو ہزار آدمی اسکے لشکر میں تھے۔ اور
دشمن کی جمعیت تیس ہزار اور پیادے دو لاکھ سے کم نہ تھے دشمنوں میں سے ایک ہزار آدمی ہرن
اور سنگت رائے سپہ سالار وجیانگر نے شربت فنا پیا۔ مگر مسلمانوں کا لشکر ضرب توپ و تفنگ اور
آلات آتشبازی سے عاجز ہوا۔ اسکے پندرہ سو آدمی مارے گئے اور جو بچے وہ سراسیمہ ہو کر بھاگے
میسر نہ تھا کہ دریا سے اترتے۔ انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈالے ترسوں بہادر اور ابراہیم بیگ
اسمٰعیل عادل شاہ نے ہاتھی دریا میں ڈالے۔ اسمٰعیل کا فیل پانی سے پار اترا باقی ہاتھی اور گھوڑے
اور آدمی بحر فنا میں غرق ہوئے۔ ایسا کمتر تاریخ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بادشاہ لشکر پر بلغار
اور ایسے قوی خصم کے مقابل میں جا کھڑا ہوا اور کل دولتخواہوں کو قتل کرا کے آپ اس خرابی سے
نجات پائے۔ اسد خان کے مشورہ سے شاہ بیجاپور گیا اور قسم کھائی کہ جبتک قلعہ رائچور و
مدکل کے کنگرہ ہائے بلند تسخیر نہ ڈالونگا مجلس نشاط کے پاس نہ جاؤنگا۔ اسنے اس قسم کو پورا کیا رائچور
اور مدکل کو فتح کرکے شراب پینا شروع کیا۔ اب اسے وجیانگر کے مغلوب کرنے کے لئے نظام شاہ
سے بجز محبت و وداد ہوا اور سلطان یوسف عادل شاہ کی بیٹی یعنی اپنی بہن کا نکاح
نظام الملک سے کیا قرار یہ پایا تھا کہ صدلاپور جو سولاپور مشہور ہوا اور ساڑھے پانچ

سنوات سابق مین شاہان ہند کی خدمت مین شاہ صفوی کے ایلچی آئے تھے
والئے بیجانگر اور شاہ گجرات نے انکی تعظیم و تکریم کی اور انکو تحفے دیکر ایران کو روانہ کیا شاہ
محمود بہمنی نے بھی ایلچی کو شہر مین بہت عزت کے ساتھ اُتارا تھا اور حسب دلخواہ اُسکو رخصت کرنا
چاہتا تھا لیکن امیر برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب سے دو برس تک ایلچی کو رخصت نہ کیا
ایلچی نے بہ تنگ ہوکر غائبانہ اسمٰعیل عادل بادشاہ کو شکایت نامہ لکھا اسمٰعیل عادل شاہ نے
محمود شاہ بہمنی اور امیر برید کو لکھا کہ ایلچی کو اتنے دنون تک رخصت نہ دینا حسن ادب سے
بعید ہے اگرچہ امیر برید کو یہ لکھنا شاق گذرا۔ مگر ایلچی کو رخصت کیا وہ اسمٰعیل عادل شاہ پاس آیا
اس نے الہ پور مین اُتارا اور اسکو بندر مصطفےٰ آباد دابل سے روانہ کیا۔ شاہ ایران نے اپنا ایلچی
ابراہیم ترکمان کو بھیجا اور اسکے ہاتھ ایک مکتوب ارسال کیا جسمین القاب مجد السلطنۃ والحشمۃ والشوکۃ
والاقبال اسمٰعیل عادل شاہ تھا لفظ و خطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان سے نکلا اسمٰعیل عادل شاہ
نہایت شادمان ہوا اور کہا کہ اب ہمارے خاندان مین شاہی آئی اور ایلچی کو بیجاپور
مین اوتارا موافقت لباس کے لئے حکم دیا کہ تمام مغل زادہ سپاہ دوازدہ ترک کا تاج سرخ
سر پر رکھیں جو کوئی تاج پوش نہ ہوگا اسکا سلام نہین لیا جائیگا اس سے بارہ گوسفند جرمانہ
لیا جائیگا تاکہ وہ شخص دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے اسکے سر پر سے بازار مین دستار اوتار لی
اور بازاری آدمی اسکو برا کہین اس سبب سے کسی مسلمان سپاہی کا یارا نہ تھا کہ بے تاج
شہر مین آتا جاتا اور یہ بھی حکم تھا کہ جمعہ اور عیدین کے دن اور تمام متبرک ایام مین منابر پر
اسمٰعیل شاہ صفوی کے لئے فاتحہ سلامتی پڑھی جاے۔ یہ حکم ستر برس تک جاری رہا
ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ رائے چور اور مدگل دوآب کو یوسف عادل شاہ نے راے
بیجانگر کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین لایا تھا مگر کمال خان دکنی کی فساد انگیزی کے
سبب سے (راجۂ بیجانگر) پھر دوآب رائے چور پر متصرف ہوا ۹۲۱ھ تک اسمٰعیل عادل شاہ کو
اسکے استخلاص کی کچھ فکر نہ ہوئی مگر جب اطراف و جوانب سے امرا اسکے پاس جمع ہوئے۔ اور
کمال خان کے تصرف سے ممالک کو نکال لیا تو برسات مین قلعہ رائے چور او مدگل کے

قسمت کروں اس لئے اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر برید کی تادیب کا ارادہ کیا۔

سنہ ۹۳۳ھ میں برہان نظام شاہ بحری پاس کاروان ایلچی بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ امیر برید کا مکر و کید حد سے زیادہ گذرے آپ خوب جانتے ہیں کہ اُس نے کئی دفعہ سلطان قلی قطب شاہ سے اور وجیانگر کے راے سے دمساز ہو فتنے برپا کئے ہیں اور اس مخلص نے تغافل کرکے اس کے گناہوں کو معاف کردیا ہے لیکن ان ایام میں اسکے دفع شر کو واجبات عقلی و مہمات شرعی سے جانتا ہوں۔ گرگ سے ملائمت کرنی مار سے مدارا کرنا عقل سے بعید ہے۔

قطعہ

نہ کند از درندگی توبہ	گرگ تا نہ شکنند وندانش
کے کند مار ترک زخم زدن	تا نہ کوبند سر بہ سندانش

میری رائے یہ ہے اگر آپ بھی اسکے ہمداستان ہوں تو تادیب کی رخصت دیجئے تاکہ اسکی تنبیہ احسن وجہ سے کی جائیگی۔ اس مدت میں برہان نظام شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کی امداد کا شرمندۂ احسان تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے خاطر جمع نہ ہوئی تھی اسلئے اُس کی موافقت کی اور کہا کہ جسمیں آپ کی خوشی ہو اس میں میری خوشی ہے پس ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور آئے۔ اسمٰعیل عادل شاہ دس ہزار سوار لیکر احمدآباد بیدر کی طرف دوڑا۔ امیر برید ترک بہت بوڑھا ہوگیا تھا۔ آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا تھا تاجی برہمن اسکا وزیر تھا اس کے مشورہ سے قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور فرزندوں کو سپرد کی اور خود قلعہ اودگیر میں چلا گیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے بیدر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب سمتوں میں نقب و مورچے لگائے امیر برید کے آدمی بھی اُنسے خوب لڑتے۔ امیر برید کے بیٹے نے پانچہزار دکنی مسلح و مکمل کئے اور قلعہ سے نکل کر صف قتال آراستہ کی۔ مادر علی برید کے تین بھائی تھے جنمیں ہر ایک ایک لشکر کی برابر سمجھا جاتا تھا انمیں سے ایک تو مرزا جہانگیر تھی کی لڑائی میں گلبرگہ میں مارا گیا تھا دو یہاں بہادرانہ لڑکر کام میں آئے۔ اس اثناء میں ایکطرف سے سلطان قلی قطب شاہ کی افواج نمودار

جو زین خان سے لئے گئے ہین وہ مریم سلطان کے جہیز مین دئے جائین مگر اسمٰعیل عادل شاہ نے انکے دینے مین تغافل کیا اس لئے اس خویشی کا اثر کچھ مرتب نہ ہوا بلکہ دشمنی بڑھ گئی۔

دوسرے سال نظام شاہ نے علاء الدین عماد شاہ والی برار سے اتفاق کرکے لشکر کشی کی اور شولاپور مین آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور امیر برید کو بھی کمک کے لئے بلایا۔ اسمٰعیل شاہ اگرچہ جانتا تھا کہ دشمنون پاس چالیس ہزار سوار ہین مگر وہ دس ہزار سوار لے جاکر لڑنے گیا۔ اور دونون لشکرون مین جنگ ہوئی۔ نظام شاہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا۔ اسد خان لاری نے اسکا تعاقب کیا اور اسکا علم و دولت چھین لیا۔ سارا بنگاہ لوٹ لیا۔ چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہیون کو ہاتھ لگا یہ اول لڑائی تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور دودمان نظام شاہیہ کے درمیان ہوئی۔ مابہ النزاع شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنے تھے۔

سنہ ۹۳۳ھ مین برہان نظام شاہ بحری نے علاء الدین عماد شاہ سے جنگ کی اور شکست دی دوسرے سال امیر برید سے متفق ہوکر پہلے شکست کے خبر کرلینے کے لئے بیجاپور آیا اسمٰعیل عادل شاہ اسی ہزار کروہ پر لڑنے گیا سخت لڑائی ہوئی۔ اس دفعہ بھی نظام شاہ نے معرکہ جنگ مین پیٹھ دکھائی۔ اسد خان لاری نے حوالی قلعہ پرنڈہ تک اس کا تعاقب کیا اور بیس نامی فیل چھین لئے۔

سنہ ۹۳۴ھ مین علاء الدین عماد شاہ سے اپنی چھوٹی بہن خدیجہ سلطان کا نکاح کردیا جس کے سبب سے انکے درمیان دوستی و یگانگت ہوگئی۔

سنہ ۹۳۵ھ مین ولایت برہان نظام شاہ پر بہادر شاہ گجراتی مستولی ہوا جسب الالتماس برہان نظام شاہ کے اسمٰعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس لاکھ ہون ہمراہ امیر برید کے انکی کمک کو بھیجے۔ جب بہادر شاہ گجراتی دکن سے چلا گیا اور لشکر مذکور نے بیجاپور مین مراجعت کی تو اسکے اسمٰعیل عادل شاہ کو سنایا کہ امیر برید ترک ان امراء سے جو برہان نظام شاہ بحری کی رفاقت مین لڑائی مین گئے تھے کہتا تھا کہ میری اطاعت کرو تاکہ مین بیجاپور جاکر اسمٰعیل عادل شاہ کو مقید کرون۔ اور ولایت کو برادرانہ

بے ہوش پڑے ہین ہم انکی تلوارین اور دستارین اپنی اس قول کے سچ ثابت کرنے کو
لائے ہین۔ اسدخان لاری پانچ سوار اور پچاس پیادے لیکر امیر برید کے دربار مین گیا
وہان دیکھا کہ شراب کے سبو ہر طرف ٹوٹے پڑے ہین اور پاسبان بنگ و بوزہ و شراب
مین مست ہوکر سو رہے ہین۔ خود وہ امیر برید کے خیمہ مین گیا وہان اندر باہر سے
بھی بدتر حال تھا۔ امیر برید پلنگ پر مست و مدہوش پڑا تھا اور گویون اور ناچنیوالیون
نے شئین کہین تھین انہین سے وہ اوندھے سیدھے پڑے تھے اسدخان اسکو جہاندیدہ
و عاقل کاردان کی چارپائی اٹھاکر لے چلا اور اپنی فوج مین آیا۔ ابھی آدھی رات
باقی تھی اسنے کہا کہ اگر قتل و تاراج مین مشغول ہوتے ہین تو مسلمان اور کافر کی تمیز
نہین ہوگی۔ صبح تک مسلمانون کی ایک جماعت کثیر ضائع ہوگی اب گوہر مقصود
ہاتھ آگیا ہے مناسب یہ ہے کہ شبخون نہ مارین اس شکار کو بادشاہ پاس لیچلین غرض
وہ امیر برید کے پلنگ کو لے کر چلے۔ رستہ مین اوسکو کچھہ ہوش آیا تو آنکھ جانا کہ
جن مجھے اٹھا کے لئے جاتے ہین فریاد مچائی۔ اسدخان لاری نے اسکو تسلی دی کہ یہ
جن کی سپاہ نہین ہی۔ بندہ اسدخان لاری ہے پھر اُسنے تمام قصہ بیان کرکے اسکو
سرزنش و ملامت کی۔ کہ تیرے سر پر دشمن پڑا ہوا ور تیرا یہ سن و سال ہو اس سن کی
سے شراب پینے کے کیا معنے ہین؟۔ اسنے کچھ جواب نہین دیا۔ اسمٰعیل عادل شاہ کے دربار
مین وہ دست و گردن بستہ پیش کیا گیا اور دو گھنٹے تک دھوپ مین کھڑا رکھا گیا۔
متقدمین و متاخرین کی تصنیفات مین ایسا واقعہ عجیب پڑھنے مین نہین آیا کہ کسی
شخص صاحب سکہ و خطبہ کو خوابگاہ مین سے اس حال سے دشمن لیجائین اور اس کی سپاہ
اور خیل غفلت سے کچھ کام نہ کرین۔ اسمٰعیل عادل شاہ اُس سے نہایت آزردہ تھا
اسکے قتل کا اشارہ کیا۔ جلاد تلوار نکالے ہوئے اس کی طرف گیا وہ بہت
گڑگڑایا اور کہنے لگا کہ مین نے تمہارے اور تمہارے باپ کی خدمت مین بے ادبیان
اور گستاخیان بہت کی ہین۔ اب مین اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہون اور اپنے

بھیجا۔ اسد خان لاری ان سے لڑنے کے لئے مامور ہوا سید حسن عرب امیر برید کی
سپاہ کے سامنے سید حسن عرب آیا خوب جنگ ہوئی۔ اسمٰعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی۔
دشمن کے چار سو آدمی مارے گئے اسد بیگ لاری نے قلعہ کا محاصرہ پیشتر سے بیشتر کیا اور
اسکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید اس خبر کو سنکر مضطر ہوا علاءالدین
عمادشاہ سے متوسل ہوا کہ وہ آن کر میری سابق ولاحق تقصیرات کو معاف کرائے۔
علاءالدین عمادشاہ اس سبب کہ ماہری اور ماہور اسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے انکی پھیر
کی طلب و اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات کا وسیلہ بنایا۔ وہ اسمٰعیل عادل شاہ کی نظر
سے اودی نگر مین جہان امیر برید تھا نہین گیا بلکہ لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ پر
اوترا۔ عمادشاہ نے اسمٰعیل سے ملاقات مین کہا کہ میری غرض یہان آنے سے صرف آپ
کی ملاقات تھی اب مجھ کو امید ہے کہ امیر برید کے تقصیرات جو اندازہ سے باہر ہین آپ
معاف فرماینگے۔ اسمٰعیل عادل شاہ نے کہا کہ اس جنگ مین میری قدیمی بہادر بہت مارے
گئے ہین جبتک مین انکا انتقام نہ لے لون آپ صلح کے لئے تکلیف نہ فرماوین بعد ازان
یہ دونو پادشاہ ایک ہفتہ تک جشن کرتے رہے پھر عمادشاہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ جب
امیر برید نے دیکھا کہ عمادشاہ کی ملتمس رد ہوی تو وہ اودی گیر سے دوڑ کر عمادشاہ
پاس گیا کہ اب جس طرح ہو سکے صلح کرا دے مگر اوس نے کہا کہ جبتک حصار احمدآباد و بیدر حوالہ
نہ کروگے صلح نہین میسر ہوگی۔ امیر برید کو یہ بات گران معلوم ہوئی وہ اپنے لشکر
مین گیا اور قوی دشمن سے نہ ڈرا عیش و طرب مین مشغول ہوا۔ چند آدمیون کے سوا
کوئی پاسبانی نہین کرتا تھا سب نوکر سارے تھکے ہوے آرام کرتے تھے جب اسمٰعیل عادل شاہ
کو یہ خبر ہوئی کہ ایسی لشکر مین امیر برید آگیا ہے تو اوس نے اندھیری رات مین اسد خان
لاری کو حکم دیا کہ شب خون مارے جب امیر برید کے لشکر کے حوالی مین وہ آیا۔ اور
کسی متنفس کی آواز نہ سنی تو اوس نے چند جاسوس خبر لانے کے لئے بھیجے اونہون نے خبر دی
کہ کوئی شخص غفلت و ہوشیاری سے نہین کرتا امیر برید اور اس کے پاسبان مست

احمدآباد و بیدر مجھے دیگئے مین میرزا وارد ولت یہ ہی کہ میری کہنے سے آپ باہر نہون جاال اور مستقبل کو ماضی پر خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانین اسمعیل عادلشاہ نے ایلچی کو رخصت کیا اور کہلا بھیجا کہ میدان جنگ مین آئیگی غرض برہان نظام شاہ پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور امیر برید کو ساتھ لیکر اسمعیل بادشاہ کی سرحد پر آیا۔ اور یہ بھی بارہ ہزار سوار لیکر اس سے لڑنے گیا اسدخان لاری نے صف جنگ کو آراستہ کیا نہایت سخت جنگ ہوئی قاعدہ ہے کہ ایک غالب دوسرا مغلوب ہوتا ہے اسمعیل عادل شاہ کو فتح ہوئی پھر ان دونو مین آپس مین صلح ہوگئی کہ سلطان قلی قطب شاہ و برہان نظام شاہ بحری و علاء الدین عماد شاہ اپنی اپنی ولایت پر متصرف ہون اور باہم یکدل و دوست رہین سنہ ۹۳۲ھ مین اسمعیل بادشاہ نے امیر برید کو اپنا طرفدار بنا لیا اور اسکو ساتھ لیکر تلنگ کو روانہ ہوا۔ نلکنڈہ تلنگ کے مشہور قلعون مین سے ہے اور سرحد پر واقع ہی اسکا محاصرہ کیا۔ سلطان قلی قطب شاہ خود تو اپنی دارالحکومت گلکنڈہ سے نہین ہلا مگر اہل حصار کی حمایت کے لیئے بہت پیادے اور سوار بھیجدیئے۔ اسدخان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان کئی لڑائیان ہوئین اور ہر دفعہ اسدخان کو فتح ہوئی قریب تھا کہ حصار فتح ہو کہ اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا گلبرگہ کو روانہ ہوا کہ روز چہارشنبہ ۱۶ ماہ صفر سنہ ۹۴۱ھ کو موت آگئی۔

امیر سید احمد ہروی سے منقول ہی کہ اسمعیل بادشاہ حلیم و کریم و سخی تھا وہ اپنی علو ہمت سے ملکات کے دخل و خرچ کو نہ دیکھتا اور اغماض کا طریقہ رکھتا کبھی فحش لفظ زبان پر نہ لاتا۔ ہمیشہ علماء و فضلاء و شعراء سے صحبت رکھتا انکی مراعات کو واجب جانتا۔ علم موسیقی و علم شعر مین مہارت رکھتا۔ وفائی تخلص کرتا۔ کسی نے سلاطین دکن مین سے اسکی برابر متانت و لطافت سخن نہین کہا۔

ملو عادل شاہ ابن اسمعیل عادل شاہ

اسمعیل عادل شاہ کی وصیت کے موافق ملو عادل خان اسکا جانشین ہوا۔ وہ تخت پر بیٹھتے ہی شرب خمر اور استماع نغمہ مین مصروف ہوا اور ہزل و بازی مین رات دن

امیر اپنے وجہ قتل ہونے پر خود گواہی دیتا ہون اگر آپ مجھ جان کی امان دین تو قلعہ احمد آباد بیدر دیتا ہون جسکے کنگرے پر کسی صاحب اقتدار کی اب تک تسخیر کی کمند نہین ڈالی ہو اور اسکے ساتھ خزانے اور دفینے حوالہ کرتا ہون اسمعیل شاہ نے بحکم العفو زکاۃ الظفر امیر برید کی بات کو مان لیا امیر برید نے اپنے بیٹون پاس آدمی بھیجا کہ قلعہ حوالہ کر دو۔ انہون نے باپ کو جواب دیا کہ تو بڈھا سترا بہترا ہو گیا ہے چند روز تیری زندگی کے باقی ہین انکے لئے ایسا قلعہ ہاتھ سے نہین دیا جا سکتا۔ غرض انکی یہ تھی کہ دفع الوقت کرین باپ نے بیٹے باپ پاس ایک معتمد بھیجا کہ اگر اُس کی جان بغیر قلعہ دیئے کسی طرح نہ بچ سکے تو ہم اس قلعہ کو اُس کی جان پر سے صدقہ کرینگے امیر برید دل مین تو مطمئن ہوا۔ مگر ظاہر مین بیٹون کی شکایت کی تو پھر دوبارہ اسکے قتل کا حکم صادر ہوا اور مست ہاتھی آیا کہ اسکے پانؤن تلے اُسے ڈالین تو امیر برید نے کہا کہ مجھے اس طرح پاس لیجا کر کھڑا کرین کہ مین اپنے بیٹون سے خود باتین کرون۔ غرض اس نے بیٹون سے باتین کر کے اس شرط پر قلعہ حوالہ کرا دیا کہ انکی عورتین اور فرزند دروازہ سے باہر بغیر کسی زدوکوب و تلاشی کی چلی جائین یہ عورتین اپنے برقعون مین بہت دولت و جواہر شاہان بہمنیہ چھپا کے لے گئین قلعہ مین اسمعیل عادل شاہ آیا اور شکر الہی بجا لایا۔ اور شاہان بہمنیہ کی مسند پر بیٹھا۔ شاہزادہ خواجہ اور ابراہیم خان کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاء الدین عماد شاہ پاس بھیجدیا اور جو کچھ دولت اسکے ہاتھ آئی تھی وہ سب تقسیم کر دی۔ اسمعیل عادل شاہ نے بیجاپور مین جا کر امیر برید کو احمد آباد بیدر اس شرط سے دیا کہ قلعہ کلیان قندھار اسکے ایلکارون کو سپرد کر دے۔ امیر برید نے ان قلعون کی کنجیان نہ حوالہ کین تو ۹۳۰ھ مین اسمعیل عادل شاہ ان قلعون کی تسخیر کا عازم ہوا مگر برہان نظام شاہ کی سفارش سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

جب برہان نظام شاہ کی سلطان بہادر سے خاطر جمع ہوئی اور خطاب شاہی ملا تو اس نے اسمعیل عادل شاہ کو پیغام دیا کہ بہادر گجراتی نے مملکت برار او ر

وہ پراگندہ ہوکر گجرات و دکن و احمدنگر مین چلے گئے - ایک اور بڑا تغیر یہ تھا کہ حساب کا دفتر
جو فارسی زبان مین تھا اوسکو موقوف کیا اور اسکی جگہ مرہٹی مین حساب مقرر اس خیال سے
کیا کہ تمام دہات کے محاسبین اور مال کے کامون کے افسرون و خزانچیون کی زبان مرہٹی
تھی - اس بادشاہ کے عہد کا واقعہ عظیم یہ ہی کہ سنی و شیعہ کے باہمی فساد کے سبب مرہٹونکا
اقبال چمکا - ہندو بالکل احمدنگر اور بیجاپور کے شاہون کے ایسے مغلوب ہوگئے کہ سر نہین اٹھا
سکتے تھے - انکا راج دیوگیری کا بالکل محکوم اور رعیت بنگیا تھا - مگر مرہٹون کی ملازمت
پر مسلمان اعتماد کرتے تھے - یوسف عادل شاہ نے بارہ ہزار پیادون کا افسر ایک مرہٹی
کو مقرر کیا - بعد اسکے ان کو دیسیون مین ملازمت کے صیغہ مین بڑا حصہ ملا - مسلمان انکو
برگی کہتے تھے - انکے لڑنے کی وضع ایسی تھی کہ وہ دشمنون پہ تاخت و تاراج خوب کرتے
تھے - رات کو دشمنون کے لشکر مین چورون کی طرح جاکے جاندارون کی جانون کا نقصان
بہت کرتے تھے - اس بادشاہ نے بہت دفعہ دشمنون کی غارت گری کے لیئے انکو مامور کیا
رام راج والی وجیانگر بھی آدمیون کو بھیجکر اکثر مغلون کو استمالت کے ساتھ اپنے پاس بلاتا تھا

بیجانگر کی سلطنت میں الٹ پلٹ -

ابراہیم عادل شاہ کی عہد سلطنت مین وجیانگر کی سلطنت تہ و بالا ہوئی - اُس مین
بڑی بڑی سازشین اور بہت خونریزیان ہوئین - جسکی داستان بڑی ہولناک ہے اس تہی
وہ انقلاب ہوا جو ہندوون کی سلطنت مین اکثر ہوتا ہے کہ راجہ کے خاندان سے دوسرے
کے خاندان مین سلطنت منتقل ہوتی ہے نہایت قدیمی زمانہ سے ایشیائی شاہی خاندان مین
عدالکی عادت یہ چلی آتی ہی کہ ارکان سلطنت آپس مین بیوفا اور ایک دوسرے کے خون کے
پیاسے ہوتے ہین اور وہ سلطنت کو برباد کر دیتے ہین - کبھی آپ ملک کے مالک ہو جاتے
ہین - کبھی غیرون کو ملک دلا دیتے ہین -

وزیر کی سازش

دیوراے کا وزیر تما (بھیما) تھا - جب دیوراے مرگیا تو اسکا بیٹا کوئی اتنا بڑا نہ تھا کہ
وجیانگر کے راج کا کام کافی کر سکتا - تما نے اسکے ایک چھوٹے بچے کو تخت پر بٹھایا اور اُس کے نام
سے خود سلطنت کرنے لگا جب اس لڑکے مین سلطنت کرنے کی قابلیت پیدا ہوئی تو وہ

بنوانے لگا اور کام کرنے لگا کہ پادشاہون کو سزاوار نہین ہے ساری خلقت اسکی متنفر ہو گئی شیخی و بزرگ آدمیون کے پسرون کو خواہی نخواہی پکڑوا بلواتا ایک دن یوسف ترک شحنۂ دیوان کے بیٹے کو طلب کیا۔ باپ بیٹے کے جانے کا مانع ہوا تو ملو ایسا غضب مین آیا کہ حکم کیا تو بھیجا کہ اسکے بیٹے کو قہر و جبر سے پکڑ لاوین اور اگر یوسف شحنہ دم مارے تو سر اسکا تن سے اڑا دین یوسف شحنہ امرائے تاج پوش مین سے تھا اس لئے ملو کا آدمیون کی خوب تادیب کی عوض میں پوبوجی دادی اور اسدخان لاری اور یوسف شحنہ کی کوشش سے ملو عادل شاہ معزول ہوا اور ابراہیم عادل شاہ اسکا بھائی فرمان روا ہوا۔

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ

لکھتے ہین کہ ابراہیم عادل شاہ بڑا شجاع تھا۔ اور بے باک ایسا تھا کہ سیل کی طرح نشیب و فراز سے نہین ڈرتا تھا۔ جیسا قہر و غضب مین اسکا شہرہ تھا ویسا ہی حلم و خلق مین وہ بلند آوازہ تھا۔ جب سے خزانہ شاہی کی کنجی اسکے ہاتھ مین آئی تھی اجل تک لشکر کشی اور صف آرائی مین مشغول رہا ~ ملک را گر قرار خواہی داد + تیغ را بے قرار باید کرد + پر اسکا عمل تھا۔ اس دفعہ وہ نظام شاہیون سے لڑا اور ہر لڑائی مین وہ موجود تھا اس نے اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا خطبہ سے ائمہ اثنا عشریہ کے نام نکلوا ڈالے اور حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا۔ طائفہ امامیہ کے شعار کو برطرف کیا تاج دوازدہ ترک کہ اس زمانہ مین سپاہ شیعہ کا شعار تھا اسکو حکم دیا پھر کوئی سر پر نہ رکھے اور پردیسی امرا مین سوائے اسدخان لاری اور خوش کلای آقا رفی اور شجاعت خان کرد کے سب کو موقوف کر دیا۔ اور امارت سے معزول دکنی و حبشی انکی جگہہ مقرر کئے۔ نظام شاہیون اور پادشاہون کی طرح کو رہ رد ات کیا

تین ہزار پردیسی نوکر خاصے کہ ہمیشہ ملازم درگاہ رہتے تھے انمین سے چار سو کو نوکر رکھا باقی سب کو موقوف کیا وہ پراگندہ ہو کر گجرات و دکن و احمد نگر مین چلے گئے

ابھی بیلاے کو گھر سے نکال کر راجہ بنایا اسکے ماموں اور بھوج نربل راج کو اپنے ساتھ متفق کر کے
اپنے تئین وزیر بنایا اور جیل و حشم کے تیار کرنے مین مشغول ہوا - وہ رائے کہ رام راج
سے خائف تھے بہت جلد آن کر وارث ملک سے مل گئے - بیجانگر مین ایک جمعیت عظیم ہوگئی
بھوج نربل راج نے اس غلام کو اس بہانہ سے مار ڈالا کہ وہ رام راج کا یار و یاور ہے
اعتماد کے قابل نہین ہے رام راج سے صلح چاہی - رایون نے بیچ مین پڑکر یہ تجویز
کی کہ پائے تخت بیجانگر تو رائے نژاد پاس رہے اور جو ولایت کہ رام راج کے تصرف مین
بالفعل ہے وہ اس پاس رہے اسپر رام راج دم بخود ہو رہا - رائے اپنی اپنی ریاستون کو
گئے رائے نژاد کے دیوانہ ماموں کو سروری کا خبط ہوا اسنے خواہر زادہ کا دم گھونٹ
کر مار ڈالا اور خود مسند شاہی پر ہو بیٹھا - اور غرور و نخوت کو اپنا پیشہ بنایا اور چھوٹی بڑی
امیرون کے ساتھ بدمعاشی شروع کی - امراء نے اس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب
دوستی کشادہ کئے اور اسکے آنے کی درخواست کی - جب بھوج نربل راج کو اس امر کی اطلاع
ہوئی تو اسنے چھ لاکھ ہون نقد اور تحائف ابراہیم عادل شاہ پاس ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور
کمک کی التماس کی اور وعدہ کیا کہ ہر منزل پر ایک لاکھ ہون نذر دونگا -
سنہ ۹۴۲ھ مین ابراہیم عادل شاہ بیجانگر کی طرف روانہ ہوا - رام راج نے ابراہیم عادل شاہ
کی لشکر کشی کا سبب معلوم کر کے مکر و تزویر سے یہ تدبیر کی کہ ایک نامہ بھوج نربل راج
کو لکھا جسمین اپنی اطاعت کا اور اپنے کئے کی پشیمانی کا اظہار تھا اور یہ پیغام تھا کہ اگر سپاہ
اسلام اس مرز بوم مین قدم رکھیگی تو انکے گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے ہماری
گھر اور معابد انہدام ہونگے اور شاہان بہمنیہ کے زمانہ کی طرح سب امیرون اور غریبون کے
بچے اسیر و دستگیر ہون گے مناسب یہ ہے کہ معتمد آدمی ابراہیم عادل شاہ پاس
بھیجکر مراجعت کے لئے التماس کرو اسکے بعد بندہ آیندہ فرمان بری کے لئے موجود
ہے بھوج نربل راج بچپا کا باوا تھا - وہ رام راج کے دم مین آگیا اور چالیس لاکھ ہون
نقد اپنے وعدہ کے موافق ابراہیم عادل شاہ کی خدمت مین بھیجکر معاودت کی التماس کی

اسی طرح تین بھون کو بعد ایک دوسرے کے تخت پر بٹھایا اور مار ڈالا۔ کسی کا مقدور نہ تھا جو کچھ دخل دیتا۔ تما کی مٹھی مین سارا خزانہ تھا سپاہ پر وہ حکمران تھا۔

اسی اثنا مین تما نے اپنے بیٹے رام راج کا بیاہ دیو رائے کی پوتی سے کیا جس سے رام راج کو تخت نشینی کا حق ایک طرح کا پیدا ہوا۔ تما کی ساری سازشون کا جزو اعظم یہ امر ہوا آخر کو رام راج راجہ ہوا۔ اور محل کے تاریک مکانون مین سب گنیا ہون کا قتل ہوا۔ شاہی خاندان کے تمام ذکور قتل ہوئے۔ مگر سادہ لوح نربل اور ایک بچہ جس کی ننہال اس خاندان مین تھی بچ گئے۔

رام راج تخت پر بیٹھ گیا اور کوئی اسکا مانع و مزاحم نہین ہوا۔ اگر وہ امرا اور اعیان سلطنت کے ساتھ وہ سلوک برتتا جو راجاؤن کو چاہیئے تو عمر بھر راج کرتا مگر اسکا دماغ ایسا آسمان پر چڑھا کہ امرا کے ساتھ نخوت سے پیش آیا۔ جس سے انکو ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ انہون نے اس غاصب کو معزول کرکے راجہ کے خاندان مین سے کسی کو راجہ کرنا چاہا۔

اب رام راج کی سلطنت اور جان دونو معرض خطر مین آئین اس لیے اپنی تئین اس طرح بچایا کہ امرا کی درخواست کے موافق راجہ کے خاندان مین سے ایک بچہ کو تخت پر بٹھایا اور لڑکے کے مامون کو جسکا نام ہوج نربل راج تھا اور جنون سے خالی نہ تھا امارت کے درجہ پر مقرر کیا اور اس طفل کی پرورش اسکے سپرد کی اور اس سے عہد و پیمان کر لیے خود اس نے امراے سرکش کو تباہ کیا اور کوئی اثر انکا باقی نہین رکھا اور اپنے غلامون مین سے ایک کو قوی کرکے بیجانگر اور راے زادہ کو اسکے حوالہ کیا اور خود ان راجون کے استیصال مین مصروف ہوا جو اسکی شاہی کے مانع تھے اور آراستہ سپاہ لے کر اطراف ممالک مین گیا اپنے لیے ایک ایک ایون کو مستاصل کیا۔ ان اطراف کے حصارون مین سے ایک حصار کا محاصرہ کیا محاصرہ کو طول ہوا جو روپیہ ساتھ لایا تھا وہ سب اوٹھ گیا اس لیے اپنے غلام کو لکھا کہ پچاس لاکھ ہون وہ بھیجدے۔ غلام نے جو خزانہ کھولا تو اسکی آنکھین کھل گئین کہ وہ مال اور خزانے بے شمار نظر آئے۔ دل مین اس نے علم بغاوت بلند کیا اور نبیرہ

زن و فرزند کو خلاص کرنے غرض اسنے اسد خان سی صلح کر لی۔ ابراہیم عادل شاہ نے جو ہاتھی جو لڑائی مین ہاتھ لگے تھے وہ اسد خان لاری کو دیدیئے اور اسکے قدر و جاہ کے پایہ کو بلند کیا۔ اس سے یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی رکھتا تھا اسکو اسد خان سالاری پر رشک و حسد پیدا ہوا اُسنے بادشاہ سے خلوت مین عرض کیا کہ اسد خان لاری اتحاد مذہبی کے سبب سے برہان نظام شاہ سے اخلاص رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ بلگوان (بلگام) اسکو دیکر اسکا حلقہ بگوش بنے۔ ابراہیم عادل شاہ نے جھوٹ سچ کی تحقیق بغیر حاسد کی بات کا یقین کر لیا اور یہ ٹھہرایا کہ شاہزادہ علی کی ختنہ مین اسکو بلگوان سے بلا کر مقید کرنا چاہیئے مگر یہ بات کھل گئی جب اسکی طلب کا فرمان جاری ہوا تو اسنے بیماری کا بہانہ بنایا اور نہ آیا تو پھر اسکے مسموم کرنے کا ارادہ ہوا اسکا اثر بھی کچھ مرتب نہ ہوا پھر یوسف ترک شحنہ کو بلگوان کے ہمسایہ مین جاگیر دی گئی کہ بوقت فرصت وہ اسکو تزویر و حکمت سے اسیر و دستگیر کرے۔ غرض اس طرح اسد خان لاری اور یوسف ترک شحنہ مین سخت جنگ ہوئی جسمین اسد خان لاری کا پلہ بھاری رہا۔ یوسف ترک شحنہ ابتر و پریشان بھاگا۔ اظہار التفات کے لیئے ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شحنہ کو مقید کیا اور اسد خان لاری کو لکھا کہ اس کی بے ادبی سے ہماری خاطر نہایت آزردہ ہے۔ تم اسکو جو چاہو سزا دو۔ اسد خان لاری معاملہ سے خبر رکھتا تھا اس نے لکھا کہ تقصیر بندہ سے واقع ہوئی ہے امید عفو ہے۔

اسد خان لاری کا انتقال ۔

۹۴۲ھ مین برہان نظام شاہ امیر برید کو ہمراہ لیکر احمد نگر سے چلکر حوالی پرندہ مین خواجہ جہان دکنی سے ملا اور ساڑھے پانچ پرگنے زین خان کے کہ شولاپور کے تحت مین تھے عادل شاہیہ آدمیون کے قبضہ سے نکالے گئے اور خواجہ جہان دکنی کے آدمیون کو حوالہ کیئے جب برہان نظام شاہ بلگوان (بلگام) کے حوالی مین آیا تو اسد خان چھہ ہزار سواروں کے ساتھ اس سے ملا جس سے برہان نظام شاہ مستظہر ہوا اور اسکی غارت کی آگ مملکت عادل شاہیہ مین بھڑکائی۔ علاء الدین عماد شاہ نے اسد خان لاری کی

جنگ برہان نظام شاہ و اسد خان لاری

ابراہیم عادل شاہ کی غرض فقط ہوج نربل راج کی رفاہیت تھی اس لئے اسنے مبالغ زائد بطور اعانت کی ابھی وہ دریاے کرشنا سے اُترنے نہ پایا تھا کہ رام راج اور کل امرا نقض عہد کرکے باد و برق کی طرح بیجانگر مین آئے اور تمام اندرونی خیل وحشم کو جو شہر کی محافظت کرتے تھے بعض کو طمع زر دیکر اور بعض کو تہدید کرکے ہوج نربل راج سے برگشتہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ اسکو گرفتار کرکے اسکے حوالہ کرین تاکہ اُس سیر راے زادہ کے خون کا قصاص لیا جائے۔ اس صورت مین ہوج نربل راج نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے نکل گیا اور فرار کی راہ محض مسدود ہے اسلئے تمام گھوڑون کی کونچین کاٹین اور ہاتھیون کو اندھا کیا۔ جواہر جو از قسم یاقوت و الماس و زبرجد وغیرہ قرنون کے اندوختہ تھے چکیون مین انکو پیس کر آٹا بنایا اور خاک مین ملا یا جسوقت دروازہ بانون نے دروازون کو کھولا اور رام راج شہر مین آیا ہوج نربل راج نے اپنے سینہ مین خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کیا تو رام راج بے منازعت وجیانگر کے تخت پر بیٹھا

ابراہیم عادل شاہ نے حقیقت حال پر آگاہ ہو کر اسد خان لاری کو تمام لشکر کے ساتھ قلعہ دوتی کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ اس اثنا مین رام راج کا بھائی وینکٹادری سوار اور پیادے لیکر اسد خان لاری کے مدافعہ کے لئے آیا۔ اسد خان محاصرہ چھوڑ کر اس سے لڑنے گیا۔ جر صعب کے بعد اسد خان نے معرکہ سے عنان موڑی اُسکا تعاقب سات فرسنگ تک دشمنون نے کیا اتنے مین رات ہو گئی لشکر منہزم و منکسر سے ایک فرسنگ پر وینکٹادری آن کر سو رہا کہ اسد خان لاری نے چار ہزار سوار لیکر اُسپر شبخون مارا۔ اوّل دشمنون نے بہت ہاتھ پاؤن مارے مگر مسلمانون کے تیرون کی ضرب سے دشمنون نے فرار پر قرار اختیار کیا۔ بیجانگریون کے بڑے ہاتھی وینکٹادری کے زن و فرزند وغیرہ اسد خان کے ہاتھ آگئے۔ وینکٹادری نے اپنے پراگندہ سوار و پیادہ جمع کرکے اسد خان کے لشکر سے چھ فرسنگ پر اپنا خیمہ گاہ بنایا اور اپنے عریضہ مین کیفیت واقعہ لکھکر رام راج پاس بھیجکر کمک طلب کی اسنے لکھا کہ ابھی مجھے اطراف کے راجون سے فرصت نہین ہے جس طرح سے ہو سکے اسد خان لاری سے صلح کرکے اپنے

منازعت کرنیکو بھیجے ہین وہ مصالحہ کریگا۔ جب اُسکا خرخشہ مٹجائیگا تو جمشید قلی کا دفع کرنا بھی کام ہے۔ اسد خان لاری کی تدبیرون پر عمل ہوا اور وہ سب چل گیئن۔

ابراہیم عادل شاہ نے اسد خان لاری کو بہت لشکر کے ساتھ جمشید قلی قطب شاہ کی خبر لینے کے لئے بھیجا۔ اسد خان نے اول قلعہ کاکنی کو جسے قطب شاہ نے بنایا تھا محاصرہ کیا۔ اور بجبر و قہر لے لیا اور بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینک دیا اور کوئی نشان اسکا باقی نہ رکھا۔ پھر وہ قلعہ تلنگیر کی طرف متوجہ ہوا۔ جمشید قلی نے حوالی قلعہ گلکنڈہ مین اسد خان لاری سے مقابلہ کیا اور لشکر تلنگ کو شکست ہوئی اور جمشید قلی اسد خان کی تلوار سے زخمی ہوا اسد خان لاری فتح پا کر بیجاپور مین آیا۔

سنہ ۹۴۹ھ ۱۵۴۲ء مین امر راج کی تحریک سے برہان نظام شاہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا اور اسکا محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ لشکر جمع کرکے اسکے مقابلہ کے لیئے روانہ ہوا اور بھیورہ ندی کے کنارہ پر پہنچا۔ برہان نظام شاہ کی سپاہ کنارہ پر ایسی محیط تھی کہ اُس کو دو تین مہینے تک عبور کرنے نہ دیا ابراہیم عادل شاہ نے بہ تنگ ہوکر برسات کے آخر مین جبرًا و قہرًا دریا سے عبور کیا اور فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور ابراہیم کو فتح ہوئی اور دشمن کے گھوڑے ہاتھی ہاتھ آئے اس فتح سے ابراہیم کا دماغ عرش پر پہنچا اور شراب کے نشہ مین برہان نظام شاہ اور اسکے ایلچیون کو گالیان دیتا اور ارباب دخل کو تھوڑے سے قصور پر مارتا باندھتا۔

سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء مین برہان نظام شاہ ولایت علی برید مین قلعہ اوسہ و قندہار کی دار و گیر مین مشغول ہوا۔ علی برید نے عادل شاہ کو قلعہ کلیان دیکر اُس سے کمک چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ اسکی مدد کو دوڑا گیا اور چھ مہینے مین دو دفعہ شکست فاحش پائی اور اثاثہ سلطنت کھویا ابراہیم عادل شاہ نے ان شکستون کا سبب یہ خیال کیا کہ اسکے نزدیک مقربان ارباب دخل دورنگی کرتے ہین اُس نے دو تین مہینے مین چالیس برہمنون اور ستر مسلمانون کو مار ڈالا۔ خلائق اسکے اوضاع سے متنفر و خائف ہوئی۔ بعض نے یہ قرار دیا کہ اسکے بھائی شہزادہ عبد اللہ کو تخت پر بٹھائین یہ خبر پہلے اس سے کہ ارادہ قوہ سے فعل مین آئے اسکے کان تک پہنچ گئی تو اُس نے اور

سلطانی ابراہیم عادل شاہ سے لڑائی وہ اس پاس چلا گیا۔ سلطان ابراہیم نے اسکو گلے
لگایا اسکا منصب وجاہ زیادہ کیا پھر لڑائی شروع ہوئی۔ امیر برید کا انتقال ہوا شاہ طاہر
نے واسطہ بن کر صلح کرا دی نظام شاہ نے ساڑھے پانچ پرگنے شولاپور کے عادل شاہیون
کے حوالہ کئے اور پھر آپ اپنے مقام کو چلا گیا۔
سنہ ۹۴۵ھ میں ابراہیم عادل شاہ نے عماد شاہ کی بیٹی رابعہ سے نکاح کیا۔ برہان نظام شاہ نے
شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنون کے نکلجانے کی غیرت کے مارے استراحت اور آرام کو
اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اسلئے رامراج وجمشید قلی قطب شاہ سے لطائف الحیل کے ساتھ اتفاق
کیا اور علی برید اور خواجہ جہان دکنی کو ساتھ لیا اور ساڑھے پانچ پرگنون پر متصرف ہوا
قلعہ شولاپور کا محاصرہ کیا اور ولایت کی سرحد کو خراب کیا۔ کئی دفعہ ابراہیم عادل شاہ
کی سپاہ کو شکست دی جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک سعی ایت
بیجاپور پر لشکرکشی کی اور پرگنہ کاکنی میں ایک حصار نہایت مستحکم بنا کے ولایت گلبرگہ تک
متصرف ہوا اور قلعہ اتگیر کا محاصرہ کیا۔ اور ایسے ہی برہان نظام شاہ کی دلالت سے رامراج
اپنے بھائی وینکٹادری کو سپاہ گران کے ساتھ قلعہ رائچور کی تسخیر کے واسطے تعین کیا ابراہیم
شاہ نے دیکھا کہ اسکی مملکت کی کشتی چار موجہ بلا میں گرفتار ہوئی سب سمتون سے طوفان بلا نے
آگھیرا تو بحر حیرت میں غوطہ کھایا۔ اسد خان لاری کو بلوان (بلگام) سے بلایا اُسنے بتایا
کہ حقیقت میں برہان نظام شاہ دشمن ہے اور سب اسکے طفیل سے اس ملک کے متعرض ہوئے
ہین۔ اول برہان نظام شاہ کے فتنہ کا انتظام کرنا چاہیئے پھر اورون کے دفع کرنے کی
علاج کرنا چاہیئے۔ برہان نظام شاہ کا علاج یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنے جو مایہ نزاع
ہین اسکو دیدئے جائین۔ پھر نہایت فروتنی اور تواضع کے ساتھ ایک نامہ رامراج
بھیجنا چاہیئے اور پھر اوسکے پاس بھی تحائف الجیون کے ہاتھ بھیجنے چاہیئین کرناٹک کی
رائے تھوڑی تواضع سے بہت خوش ہو جائینگے اور دوستی کا دم بھرنے لگینگے خصوصاً
میرے لوگون کا اپنا ملک ابتک غلّہ سے خالی نہین۔ اور اطراف کی رائے انکی سے

عبداللہ کے سر پر چتر رکھا اور برہان نظام شاہ و جمشید قلی قطب شاہ نے اسد خان لاری پاس پیغام بھیجا کہ ابراہیم عادل شاہ کی ناہنجاری حد سے گذری اور آپ بھی اس سے دلگیر ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسکی جگہہ عبداللہ کو تخت پہ بٹھائیں اور آپ کو اسکا اتالیق بنائیں آپ ہمارے پاس آئیں۔ اسد خان لاری اس درخواست سے نہایت خفا ہوا تو برہان نظام شاہ اس کی مدد سے مایوس ہوا مگر تھوڑے دنوں میں یہ خبر آئی کہ اسد خان بیمار ہے تو برہان نظام شاہ نے ایک برہمن کو مخفی بہت سا روپیہ دیکر بیلگام مخفی بھیجا کہ وہ اہل قلعہ سے ایسی سازش کرے کہ اسکے مرنے پر یہ قلعہ اسکو حوالہ کر دیں۔ اسد خان لاری اپنی حالت بیماری میں اہل قلعہ کے ارادہ سے واقف ہوا تو اس نے اس برہمن او رستر اور اسکے ہمنشینوں کو جنھوں نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا وعدہ کیا تھا مار ڈالا۔ اس سبب سے یہ شہرت ہو گئی کہ سلطان لاری ابراہیم عادل شاہ کا طرفدار ہے لوگوں نے شہزادہ عبداللہ کی خدمت کا عزم فسخ کیا۔ بندر گووہ کے پاس جو شاہزادہ کی جمعیت ہوئی تھی وہ اس خبر سے درہم و برہم ہو گئی اور اکثر آدمی اس سے جدا ہو گئے۔ جب اسد خان نے اپنے مرض کو مرض الموت جانا تو ابراہیم عادل شاہ کو بلایا وہ اس سے ملنے چلا۔ راہ ہی میں تھا کہ اسد خان کے مرنے کی خبر اس پاس آگئی۔ شاہ اسی رات بیلگام میں گیا اسکے پسماندوں پر نوازش کی اور اسکی سب متروکہ پر متصرف ہوا۔ پرتگیزوں نے شاہزادہ کی جمعیت کو پریشان ہوتے دیکھا تو وہ اسکو پھر گووہ میں لے گئے اور بادشاہوں نے بھی اپنے اپنے مقام میں کوچ کیا۔

اسد خان

اسد خان لاری میں فراست و کاردانی کے اوصاف تھے وہ ضبط و ربط و حل و عقد میں بے مثل تھا اسکے ساتھ بیجانگر کے راے اور اور شاہ یاری رکھتے تھے۔ مکاتبات اور ہدایا بھیجتے تھے اسباب جاہ و مکنت و زر و جواہر اس قدر اس کی سرکار میں تھے جنکا حساب کرنا دشوار ہے سو من چاول اور پچاس بھیڑیں و ایک سو مرغ روز کا دستر خوان تھا اپنے قبا و زرین و خنجر کو ایجاد کیا۔ ہاتھی پر زین رکھ کر اور اسکے منہ میں لگام دیکے سوار ہوتا اسی کا

بہت سا مال گرم کیا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا۔ شہزادہ عبداللہ قتل سے بھاگ کر
بندر گوہ میں گیا اور پرتگیزوں سے پناہ مانگی انہوں نے اسکی عزت و احترام میں کوشش کی
ابراہیم عادل شاہ کسی ظاہری تقصیر بغیر اسد خان لاری سے بدگمان ہوا اور سمجھا کہ یہ شکستیں اسکے
نفاق سے ہوئی ہیں۔ اس پاس پروانہ التفات و میوہ بھیجنے کی جو رسم تھی اسکو برطرف کیا
اسد خان لاری نے یہ عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں بھیجا۔

چہ شد چہ شد کہ بہ پیمان رسیدہ از من + چہ کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ از من

اس بے اعتنائی کا سبب کیا ہے اور اس بے التفاتی کی وجہ کون ہے

اگر گناہے کردہ ام اینک سر و تیغ و کفن + ور نہ بے موجب نشاید دوستان آزردنی

ارباب غرض نے جو کچھ میری تقصیرات کو آپ کے کان تک پہنچایا ہے میں ہر ایک بات کو
سود فعہ اعتراف کروں مگر تہمت سے بیخبر ہوں اور گرگ یوسف کی طرح بے گناہ ہوں جو کچھ
وہ میری نسبت کہتے ہیں نہ وہ میری زبان پر گذرا نہ میرے دل میں آیا نہ میرے حقیقہ میں
ہے مضرت اعداسے بچنے کے لیئے بندہ اپنے حصن میں رہا اور حضور کی خدمت میں نہیں حاضر
ہوا اس بات کو کوتاہ نظر آدمیوں نے میری حرامخوری بتلایا اگر حضور مراحم و عاطفت سے
حاضری کے لیئے اشارہ فرمائیں تو میں دشمنوں کی مخذولی و شرمندگی کے لیئے حضور کی خدمت
میں حاضر ہوں ابراہیم عادل شاہ نے پھر اس پر التفات کیا اور اسکے متعلقین کو اچھی طرح
بلا بھیجنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ عبداللہ کا فساد کھڑا ہوا جسکے سبب سے انکے بھیجنے میں التوا ہوا
شہزادہ عبداللہ کا قصہ اس طرح ہے کہ جب وہ بھائی کے بلا و غضب سے بھاگ بندر گوہ
میں گیا اور پرتگیزوں نے اسکو اپنے سر پر بٹھایا تو بیجاپور کے بعض آدمیوں کے اغوا سے اس نے
برہان نظام شاہ بحری و جمشید قلی قطب شاہ سے خصوصیت پیدا کی اور مدد کی التماس کی
وہ ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان لاری کی رنجش سے واقف تھے یہ اسکے معزول کرنے
اور شہزادہ عبداللہ کے نصب کرنے پر متفق ہوئے۔ اور ولایت بیجاپور پر متوجہ ہوئے
پرتگیزوں پاس آدمی بھیجکر شہزادہ عبداللہ کو بلایا کہ بیجاپور کے تخت پر بٹھائیں پرتگیزوں نے

شولاپور کے استخلاص کا درپے ابراہیم ہوا۔ اُس نے رام راج سے موافقت پیدا کی۔ سیف
عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ
برار پاس چلا گیا تھا۔ اسکو بھی دلفریب وعدے کرکے ابراہیم عادل شاہ نے اپنے پاس
بلا لیا اور اسد خان لاری کی جگہ اسکو تفویض کی اور نقد و جاہ و منصب و جاگیر سے
سرفراز کیا۔ اسی اثنا میں خواجہ جہان دکنی نے شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ
کے سر پر تاج رکھا وہ اسکی پناہ میں آیا تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اول اسکو احمدنگر کے تخت
پر بٹھائے اور پھر شولاپور کی تسخیر کو جائے۔ سپاہ بیجاپور کوچ کرکے شاہزادہ علی کو ہزار
سوار نظام شاہی کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ کیا۔ یہ سوار حسین نظام شاہ کے غضب سے
ڈر کر بیجاپور میں آئے تھے اور احمدنگر کے اکابر اور اشراف کو نامے بھیجکر شاہزادہ علی کی
شاہی قبول کرنے پر ترغیب دی مگر نظام شاہی آدمیوں میں سے کسی ایک نے اس طرف
توجہ نہیں کی۔ حسین نظام شاہ برہان عماد شاہ کا کمکی لشکر لیکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا
ابراہیم عادل شاہ نے برخلاف عادت چھ ہزار ہون سپاہ میں تقسیم کیے اور
سیف عین الملک کے استظہار پر جنگ کا عازم ہوا۔ شولاپور کے میدان میں ایسی لڑائی
ہوئی کہ اُس زمانہ میں ایسی نہیں ہوئی۔ کسی نے ابراہیم عادل شاہ سے جاکر کہہ دیا
کہ سیف عین الملک نے گھوڑے سے اُتر کر اپنے صاحب قدیم کو سلام کیا اور بیڑہ پان کا
لیا کہ تجھے گرفتار کرکے اسکے حوالے کرے۔ ابراہیم عادل شاہ نے کچھ جھوٹ سچ کی تحقیق نہیں
کی میدان جنگ سے چلا گیا۔ سیف عین الملک نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچا اور ابراہیم
عادل شاہ کے پیچھے گیا۔ جب اس نے سیف عین الملک کو دیکھا کہ وہ پیچھے آیا تو یہ جانا
کہ وہ مجھسے لڑنے آتا ہے۔ جلد بھاگ کر بیجاپور میں داخل ہوا۔ سیف الملک کو موقوف
کردیا اور کہہ دیا کہ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اسلئے سیف عین الملک اور ابراہیم عادل شاہ
کی لڑائی ہونے لگی۔ ابراہیم عادل شاہ کا لشکر اس سے تین دفعہ لڑا اور تینوں دفعہ
شکست فاحش پائی۔ تیسری دفعہ میدان جنگ میں وہ خود چتر لگائے موجود تھا

اختراع تھا۔ اتنی وہنہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے مطلع نہیں ہوا اس لئے اس اختراع نے شہرت نہیں پائی اور اسکا رواج نہ ہوا۔ ابراہیم عادل شاہ نے اپنی بیٹی مہتاب بی بی کا نکاح علی برید سے کرکے اسکو اپنا دوست بنالیا۔

برہان نظام شاہ اور رام راج کے درمیان دوستی ہو گئی۔ اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ نے رام راج کے ایلچیوں کے ساتھ جو اس پاس تھے ایسا سلوک کیا کہ وہ پریشان ہو کر بیجانگر کو بھاگ گئے اور انہوں نے رام راج سے کہا کہ برہان نظام شاہ سے جو آپ کی دوستی ہوئی ہے اس وجہ سے ابراہیم عادل شاہ نے ہمکو قتل کیا ہوتا ہم بڑی کوشش سے یہاں بچکر آئے ہیں۔ امراء ان اوضاع سے آشفتہ ہوا۔ برہان نظام شاہ کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے اپنے باپ کے خلاف انکی دوستی سے زیادہ ابراہیم عادل شاہ کی دوستی کو پسند کیا ہے مناسب یہی ہے کہ اسکی تادیب کی جائے اور قلعہ کلیان پر تصرف کیا جائے۔ برہان نظام شاہ نے قلعہ کلیان کو جاکر محاصرہ کرلیا۔ مگر یہاں قحط کے غلبہ کے سبب محاصرہ کو چھوڑکر احمدنگر چلا گیا اسکا حال واقعات نظام شاہیہ میں بھی بیان ہوگا۔

سنہ ۹۵۹ھ رام راج رائے چور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ بھی اس سے جاکر ملا۔ دونوں بادشاہوں نے رائچور کو اان دیکھ لیا۔ مدکل کے قلعہ والوں نے یہ خبر سنکر قلعے کنجیان رام راج پاس بھیجدیں اس نے یہ قلعے اپنے معتمد آدمیوں کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو لشکر گران کے ساتھ برہان نظام شاہ کی ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو تسخیر کریں رام راج اپنے دارالملک کو گیا۔ برہان نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو ضرب توپ کی تھوڑے عرصہ میں لے لیا اور پھر اسکو تعمیر کرکے ایک معتمد کو سونپ دیا اور خود احمدنگر میں آیا۔ برہان نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد اسکا جانشین حسین شاہ ہوا اور اس میں اور ابراہیم عادل شاہ میں دوستی ہو گئی اور سرحد پر ملاقات ہوئی اور عہد و پیمان ہوئے اور اپنے گھروں کو گئے مگر یہ محبت جلد خصومت سے بدل گئی حسین نظام شاہ کے خوف سے خواجہ جہان دکنی بیجاپور میں آیا اسکی سلسلہ جنبانی سے قلعہ

طریقہ کے موافق خطبہ ائمہ اثنی عشری کا پڑھوایا اور اذان میں لفظ علی ولی اللہ کا بڑھایا
اسکے اور ولایتوں سے علماء و فضلاء اور ارباب کمال کو بلایا اسکو باپ سے ورثہ میں خزانہ
ڈیڑھ کروڑ ہون کا ہاتھ آیا تھا وہ تھوڑے دنون میں خلق کو دیدیا۔

اوّل سال جلوس میں اس نے قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہیون کے ہاتھ سے نکالنا
چاہا اسلئے اس نے رام راج سے اتحاد کو ایسا بڑھایا کہ جب رام راج کا بیٹا مرگیا تو اسکی
تعزیت کے لئے خود گیا۔ ۹۶۶ھ میں بیجاپور میں واپس آیا اور حسین نظام شاہ پاس ایلچی
بھیجکر پیغام دیا کہ دونو قلعے شولاپور اور کلیان کے عنایت کیجیے اور دوستی و اتحاد کو قائم
رکھیئے۔ نہیں تو میرے لشکر کے کوچ سے رعایا خراب ہوگی اور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔

حسین نظام شاہ نے اس پیغام پر درشت سخن کہے۔ علی عادل شاہ نے اپنے علم کا رنگ زرد
بنایا تھا جیسے نظام شاہیون کی طرح اسکا رنگ سبز بنایا اور ۹۶۷ھ میں رام راج کو کمک کے لئے
بلایا۔ احمدنگر کی طرف اُس نے کوچ کیا حسین نظام نے قلعہ کلیانی دیکر علی عادل شاہ سے
صلح کرلی۔ رام راج اور علی عادل شاہ اپنے اپنے دار الملک کو چلے گئے۔ حسین نظام شاہ نے
قطب الملک سے اتحاد پیدا کیا تو علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے استعانت لی اور
وہ پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لے کر بیجاپور کو چلا۔ قطب الملک کا قاعدہ تھا
کہ وہ جانب غالب کا طالب تھا وہ رام راج اور علی عادل شاہ سے جاملا۔ یہ دیکھکر
حسین نظام شاہ احمدنگر کو چھوڑکر بھاگا۔ علی عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا تو وہ جنیر میں
چلا گیا۔ تینون بادشاہون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا اور چارون طرف ملک غارت کرنے
کے لیے آدمی بھیجے۔ بیجانگر کے ہندوؤن نے ملک کو خوب لوٹا۔ عمارات کو اکھیڑا اور جلایا
مساجد میں گھوڑے باندھے اور انکی چھتون کو جلایا۔ مصاحف کو جلایا۔

ابیات

ہمہ شہر و بازار احمدنگر — شد از صدمۂ قہر زیر و زبر
ہمہ گشتہ شد طعمۂ چارپاے — نماند اندران غیر خیری بجاے

سیف عین الملک نے کہا کہ جس فوج مین چتر ہو اس سے لڑنا نہین چاہیئے تو ایک سید معزز
تھی انھونے کہا کہ چتر جنگ نہین کرتا اس نے لڑنے کے لیئے گھوڑا اٹھایا اور دشمن کو
شکست دی اور ابراہیم عادل شاہ کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑی کہ رام راج کو ساتھ لاکر
ہوا نہ مین اسنے اپنے چھوٹے بھائی وینکٹادری کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے بھیجا
سیف عین الملک نے اسپر شب خون مارنے کا ارادہ کیا۔ وینکٹادری کو جب یہ ارادہ معلوم
ہوا تو اسنے سب چھوٹے بڑون کو حکم دیا کہ ایک پارچہ چوب جسکا طول ساڑھے دس گز ہو لیکر
اسکے سرے پر لتے تیل مین بھگو کر لگاؤ اور رات کو جسوقت غوغا برپا ہو سب بتیون کو روشن
کردین سیف عین الملک کو اسکی خبر نہ ہوئی اوسنے صلابت خان کو اور دو ہزار سوارون کو
لیکر شب خون مارا تو بیجانگرینے ان فلیتون کو روشن کرکے رات کا دن بنادیا اور ہزار آدمیونکو
مار ڈالا اور سیف عین الملک و صلابت خان کو بھگا دیا سیف عین الملک لشکر نظام شاہیہ کی طرف
انہین دنون مین ابراہیم عادل شاہ امراض متضاد - ناسور - بواسیر - ذرب الامعاء -
تپ مطبقہ - و دوران سر مین گرفتار رہا جس طبیب کے علاج سے کچھ اثر مرتب نہ ہوتا اسکو
مار ڈالتا - اس سبب سے یہانتک نوبت پہنچی کہ اسکی ولایت کے سارے حکیم جلاوطن ہوے
اور دوا فروشون نے اپنے پیشہ کو ترک کرکے دکانین بند کردین وہ دو سال تک بیمار
رہا ۹۶۵ھ مین مرگیا - اس کی شاہی ۲۴ سال چھ ماہ تھی اسکی اولاد مین دو بیٹے
علی اور طہماسپ تھے - علی ولیعہد تھا اور طہماسپ کا بیٹا ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا ایک
بیٹی جناب بی بی علی برید کی زوجہ اور دوسری بیٹی ہدیہ سلطان مرتضی نظام شاہ
اسکی زوجہ تھی -

ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ

ابراہیم عادل شاہ باپ کا مذہب چھوڑکر شیعہ سے سنی ہوا تھا - علی عادل شاہ باپ
کا مذہب ترک کرکے سنی سے شیعہ ہوا وہ باپ کے مرنے کے بعد جانشین ہوا - وہ بیجاپور
کا ادہم جیسا بادشاہ ہوا تھا وہان قصبہ شاہ پور آباد کیا - اسنے دادا پردادا کے

اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب وہ تم بھدرہ پر آیا تو اس نے اپنی سپاہ کثیر
دنکیشا ورنی کے ماتحت عادلشاہیہ وقطبشاہیہ ممالک کی تسخیر کے لیے بھیجی اس وجہ
سے کہ دونو نظام شاہ کو اپنا دشمن جانتے تھے اور اسکی مقاومت کی طاقت نہین
رکھتے تھے ناچار ہر ایک نے اپنے ملک کا کچھ حصہ اسکو دیا اور نہایت فروتنی کے ساتھ
صلح کی علی عادلشاہ نے لتو ولایت اتگیر اور باگری کوٹ دیکر صلح کی اور ابراہیم
قطبشاہ نے قلعہ کویل کنڈہ اور پانگل اور گنوا۔ ونکیشا دری کو دے کر سر پر سے بلا کو
ٹالا۔ کامراج کا استیلا بڑھتا گیا اور وہ عادلشاہیہ ملک کو دباتا رہا۔ علی عادلشاہ
انتقام کے درپے ہوا۔ خردمندان صاف رائے اور وزرائے عقدہ کشا مثل محمد کشور خان
وشاہ ابو تراب شیرازی نے معروض کیا کہ آپ نے جو بیجانگر کے ہندوؤن کے زیر کرنے
کا ارادہ کیا ہے وہ عین صواب ہے لیکن یہ بات جبتک ہاتھ نہین آئیگی کہ اہل اسلام کے شاہان
دکن باہم اتفاق نہ کرینگے۔ رامراج پاس لشکر وحشم بہت ہی اور اس کی مملکت کا محصول
ساٹھ بندرگاہون سے اور بہت سے قلاع وبلاد سے قریب بارہ کروڑ ہون کے آتا
ہے اور اوسکی صولت وسطوت لوگون کے دلون مین بیٹھی ہوئی ہے ایسے شخص سے تنہا
مقابلہ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ان بادشاہون کے درمیان آپس مین ایلچی
دوڑے اور سب کے نزدیک یہ امر مسلم ہوا کہ سلاطین اسلام متحد ہو کر طریق موافقت
اور اتحاد کو مسلوک رکھین تاکہ قوی دشمن کے ہاتھ سے بچین اور سلطنت محفوظ رہے
اور کرناٹک کے سارے راجہ جو بیجانگر کے راے کے مطیع ہین انکا دست استیلا ممالک اسلام
کے دامن سے کوتاہ ہوا اور بہت قوی اور دلیر رام راج کے شر سے رعیت کو جو
خدا کی امانت ہی محفوظ رکھین ع ہاں بار بار اس ملک مین آنکہ نہایت خیرہ ہو گیا ہے
غرض سب نے اسپر اتفاق کیا حسین نظام شاہ بحری نے علی عادلشاہ سے اپنی
بیٹی چاند بی بی کا نکاح کیا اور قلعہ شولاپور جہیز مین دیا۔ غرض شاہان دکن مین
باہمی اتحاد پر قسم وعہد ہو گیا۔ اب علی عادلشاہ نے رام راج پاس ایلچی بھیجا

محاصرہ نہایت سختی سے ہوا۔ محاصرین نے خوب اسکا مقابلہ کیا۔ وہ اس امید مین تھے کہ
برسات دشمنون کو پرے ہٹا دیگی۔ انکی امید پوری ہوئی کہ جب مینھ برسنے لگا تو
آذوقہ اور غلہ مین کمی ہوئی۔ قطب شاہ محصورین کی مدد غلہ سے کرتا تھا۔ علی عادل شاہ
نے محاصرہ کو چھوڑا اور پانچ چھہ منزل چلا تھا کہ کشور خان نے بیجانگر کے ہندؤن کا تسلط
دیکھ کر علی عادل شاہ سے کہا کہ شولاپور کا محاصرہ اس وقت مناسب نہین ہے اسلیئے
کہ اگر وہ مفتوح ہوگا تو یقین ہے کہ رام راج ہمکو نہین دیگا بلکہ وہ ممالک مین تسلط کر کے
فتنہ عظیم اٹھائیگا بہتر ہوگا کہ شیخ عزیمت کر کے نلدروک مین قلعہ نہایت مستحکم بنایئے
اور اسکے استظہار سے بتدریج قلعہ شولاپور کو فتح کرین۔ علی عادل شاہ نے اس تجویز
کو مان لیا اور قلعہ کی دیوارین گچ و سنگ سے برسات مین بنالین اور اسکا نام شاہ درگ
رکھا۔ یہان سے تینون بادشاہ اپنے اپنے ملک کو رخصت ہوے۔

دفعہ اول مین عادل شاہ نے جو حسین نظام شاہ بحری سے بہ تنگ آکر رام راج
سے مدد طلب کی تھی تو یہ عہد تھا کہ عداوت دینی کے سبب سے اہالی اسلام کو
مضرت جانی نہ پہنچائین اور دستبرد اور دستگیر نہ کرین اور مساجد کو خراب کرین مومنون
کے ننگ و ناموس کے متعرض نہ ہون لیکن اسکے خلاف ان سے ظہور مین آیا کہ احمدنگر
مین ہندؤن نے مسلمانون کی تخریب و تعذیب مین اور انکی حرمت کی ہتک مین کوئی
دقیقہ نہین چھوڑا۔ جسکا اوپر بیان ہوا انہون نے مسجدون مین اگر کی بت پرستی
کی۔ باجے بجاے گانے گاے۔ علی عادل کو یہ باتین ناگوار ہوئین مگر منع کرنے
کی قدرت نہ تھی وہ تغافل کرتا تھا سواے اسکے رام راج مسلمان بادشاہون
کو جو ضعیف جانتا تھا انکے ایلچیون کو آنے نہ دیتا تھا اگر عنایت کرکے انکو بلاتا تو بیٹھنے
نہین دیتا تھا۔ انکو خود سوار ہوکر پیدل پابرکاب کچھ دور لے جاتا تھا۔ اور بہت
عرصہ کے بعد انکو رخصت ہونے کا حکم دیتا دوسری دفعہ جب لشکر کا کوچ احمدنگر
کی طرف ہوا ہے تو رام راج کے سپاہی مسلمانون سے استہزا اور تمسخر کرتے تھے

ابراہیم قطب شاہ کی برابر کھڑا کیا۔ اور میسرہ مین وینکٹادری کو علی عادل شاہ کی موا[جہ]
مین مقرر کیا اور قلب مین خود حسین نظام شاہ بحری کے روبرو کھڑا ہوا اور دو ہزار ہاتھی او[ر]
ایک ہزار ارابہ توپخانہ کو جا بجا ترتیب و قاعدہ سے لگایا۔ جب دوپہر ہوئی سنگاسن [پر]
رام راج بیٹھا جب اسکو لوگون نے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کہا تو اُسنے کہا کہ [بچ]
اطفال مین سواری اسپ کی احتیاج نہین ہی یہ جماعت اب بھاگتی ہی غرض [یہ]
اسلام و ہنود کے لشکر تیغ و تیر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے لڑائی [میں]
کئی پلٹے کھائے۔ مگر آخر کار مسلمانون کو فتح ہوئی اور رام راج کو ایک فیلبان پکڑ[کر]
لایا اور نظام شاہ نے اُسکا سر اڑا دیا۔ رام راج کا لشکر بھاگا مسلمانون کے لشکر نے [اسکا]
تعاقب کیا۔ اس قدر ہندؤن کو مارا کہ کئی کوس تک زمین انکے خون سے سُرخ ہو گئی اور
بیجانگر سے دس کروہ تک اسکا پیچھا نہ چھوڑا اس قدر زر و جواہر ہاتھ آیا کہ بحر و کان کی طرح
اس سے لشکر لشکر اسلام مستغنی و بے نیاز ہو گیا ہر شخص کو غنیمت مین جو کچھ ہاتھ لگا تھا و[ہ]
اُسکو دیدیا۔ مگر ہاتھی اس سے لے لیا گیا۔ منشیون نے فتحنامے لکھکر اطراف مین قاصدون [کے]
ہاتھ بھیجدیئے۔ حوالی بیجانگر تک لشکر اسلام نے جاکر بڑی بڑی عمارات کو مسمار کیا اور بتخانون
اور کاشانون کو ڈھا کر زمین کا پیوند بنایا۔ بہت سے بلاد اور قریون کو ویران کیا بعد
ازان وینکٹادری برادر رامراج جو معرکہ سے جان سلامت لے گیا تھا اور ایک کونہ مین
چھپا ہوا تھا اُس نے آدمی بھیجکر اپنی زاری اور عاجزی کو ظاہر کر کے تمام قلاع و بقاع
عادل شاہیہ و قطب شاہیہ واپس کئے اور نظام شاہ بحری کو سب طرح خوش کیا بادشاہو[ن]
نے اپنی مسند دولت کو مراجعت کی۔
غرض سنہ ۱۵۶۵ء میں سے تالی کوٹ پر ایسی لڑائی ہوئی کہ اس نے دکن مین ہندؤن کی
سلطنت کو مُردہ کر دیا۔ وجیانگر کا راج پھر نہ پنپا۔ اس مین یہ سکت کبھی نہ آئی کہ
وہ مسلمانون کی سلطنت کی مزاحمت کرتا۔ بلدہ وجیانگر ایسا خراب اور ویران ہو گیا
[illegible]

[illegible] ایلچی نے [illegible] کوٹ اور قلعہ رائچور و مدکل کو طلب کیا۔ رامراج نے ایلچی کو درشتی سے
[illegible] سے نکالدیا تو علی عادل شاہ نے حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ و علی برید
کو ہمراہ لے کر جہاد کا ارادہ کیا ۹۷۲ھ مین وعدہ کے موافق چارون بادشاہون نے
حوالی بیجاپور مین ملاقات کی اور ۲۰ ماہ جمادی الاول کو یہان سے لڑنے کے ارادہ سے
کوچ کیا اور کئی روز مین تالی کوٹ مین پہنچے۔ اس لڑائی کا نام مسلمانون کی تاریخ مین
تالی کوٹ کی لڑائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اکثر بادشاہون کا صدر مقام یہان
ورنہ لڑائی کرشنا کے جنوبی کنارہ پر یہان سے بیس کوس پر واقع ہوئی ہے۔ رام راج
بیجانگر کو ان سلاطین کے اتفاق کی اور انکے لشکر کے آنے کی خبر ہوئی تو اصلا اس کو تزلزل
نہ ہوا اور کوئی بات فروتنی کی زبان پر نہ لایا۔ بلکہ ان کے ساتھ جنگ کو بہت
آسان کام سمجھا۔ اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھیون اور
ایک لاکھ پیادون کے ساتھ بھیجا کہ آب کرشنا پر پہنچ کر گھاٹون کو بند کرے اور پھر منجھلے
بھائی وینکٹادری کو بہت لشکر کے ساتھ روانہ کیا انہون نے اہل اسلام کے گذرنے
کے لئے گھاٹون کو روکا۔ رامراج نے اطراف کے رایون کو اپنی ساتھ لیا۔ اور
سپاہ بیکران کے ساتھ روانہ ہوا۔ ہر معبر پر دیوار کھینچکر آتشبازی لگا رکھی تھی۔ اہل
اسلام نے یہ تجویز کی کہ اپنے مقام سے تین منزل پرے ہٹے تو ہندؤن نے جانا کہ وہ
کسی اور معبر سے عبور کرینگے تو وہ اپنے مقام سے ہٹ کر انکے سامنے آئے۔ مسلمانون
نے پھر کر اس معبر سے جہان سے گئے تھے عبور کیا اور یہان سے پانچ کروہ پر رامراج
کا لشکر تھا وہان لشکر اسلام آیا شاہان اسلام نے دوسرے روز بارہ علم بارہ
اماموں کے کھڑے کئے اور صفین باصفا آراستہ کین میمنہ مین علی عادل شاہ و میسرہ
مین علی برید و ابراہیم قطب شاہ اور قلب مین حسین نظام شاہ بحری نے زیب و زینت
[illegible] آتشبازی کے ارابون کا زنجیرہ باندھا اور قاعدہ و دستور کے موافق
[illegible] کو جابجا کھڑا کیا رامراج نے بھی صف آرائی کی میمنہ میں تمراج کو

مملکت حسین نظام شاہ بحری نے مجھے عنایت کی تھی مگر اب علی عادل شاہ اسکی طمع کرتا ہے
اور چاہتا ہے کہ خود لے لے۔ اب مین امیدوار ہون کہ آپ حمایت کر کے دستگیری
فرماوین اور اس بلا سے چھڑاوین۔ خونزہ ہمایون نے باستقلال اب ملا عنایت اللہ مرتضی
نظام شاہ کو لیکر بیجاپور کی طرف لشکر کشی کی اور جا کر محاصرہ کر لیا۔ ناچار علی عادل شاہ نے
احمدنگر سے بازگشت کی اور بیجاپور مین چلا آیا جسکے سامنے دشمن کا لشکر موجود تھا۔
چند روز تک اس شہر سے باہر لڑائیان ہوئین۔ آخر کر خونزہ ہمایون نے مصلحت دیکھی کہ
بیٹے کو لیکر احمدنگر چلی گئی۔
اسی سال ۹۷۰ھ خونزہ ہمایون کے التماس سے علی عادل شاہ نے نظام شاہ متعہد
ہوا اور ولایت برار پر لشکر کشی کی اور اس ملک کو لوٹ مار کر کے بیجاپور مین آیا اور اس شہر
پناہ حصار کی گچ اور سنگ سے بنانے کی تیاری کی۔ محمد کشور خان کے اہتمام سے وہ تین سال
مین تمام ہوا۔ اس سبب سے کہ خونزہ ہمایون کی حکومت سے اور اسکے بھائیون کی
بدعنوانیون سے نظام شاہ کی سلطنت کی رونق شکستہ ہوئی تو علی عادل شاہ کو
بعض ممالک نظام شاہیہ کی ہوس ہوئی۔ محمد کشور خان کو اسد خان لاری کا منصب و علم دیا۔
اس علم پر شیر شرزہ کی صورت منقش تھی اور ۹۷۵ھ مین اسکو بیس ہزار سوارون کے ساتھ
حدود نظام شاہیہ کی طرف مامور کیا اس نے سرحد پر بعض پرگنات قصبہ کیچ تک قبضہ کیا۔
امرائے نظام شاہی اسکی مدافعت کے لئے آئے انکو اس نے قصبہ مذکور مین شکست دی اور
یہان پرگنات کے ضبط کے لئے ایک قلعہ نہایت مضبوط بنایا اور اسکا نام دارور (دھارور)
رکھا اور اسکو توپ و ضرب زن و بان و تفنگ سے بھر دیا اور اس مملکت سے دو سال
محصول اٹھایا اور قلاع و بقاع کی تسخیر مین کوشش کر رہا تھا کہ ناگاہ مرتضی نظام شاہ ۹۷۶ھ
مین اپنی ملک کے استیلا سے خاطر جمع کر کے دفع مضرت پر متوجہ ہوا۔ محمد کشور خان نے قلعہ کو
آلات آتشبازی سے درست کیا عین الملک اور انکس خان و نور خان کو علی عادل شاہ
نے اسکی مدد کے لئے بھیجا تھا وہ ان سے متفق ہو کر اسباب رزم کے تہیہ مین مصروف ہوا

سیزر فریڈرک جو شہر وجیانگر مین اس لڑائی کے دو برس بعد آیا وہ یہ بیان کرتا ہے
کہ رامراج کو جو شکست ہوئی تو اسکا سبب یہ تھا کہ دو مسلمان سپہ سالارون نے
جنگ مین اس سے دغا کر کے الٹے اسے لڑنے لگے (ان سرداروں کا نام نہ بتانا اس
بیان کو پایۂ صداقت سے گراتا ہے) شہر کو چھ مہینے تک مسلمان لوٹتے رہے اور
سب جگہ گڑے دبے خزانے ڈھونڈھتے رہے۔ مکان کھڑے تھے مگر خالی پڑے تھے دار السلطنت
وجیانگر سے پن کنڈہ مین منتقل ہو گیا تھا۔ شہر مین باشندون کا پتا نام کو نہ تھا وہ
چلے گئے تھے۔ شہر کے گرد ملک مین چورون کا ایسا غلبہ ہو گیا تھا کہ سیزر فریڈرک کو
مجبوری کے چھ مہینے وجیانگر مین مدت مقررہ سے اور زیادہ رہنا پڑا۔ جب وہ گووہ کو
چلا تو اسکو ہر روز چورون کو کچھ بھینٹ دینی پڑتی تھی۔

رامراج کی وفات کے سو برس بعد وجیانگر کی تاریخ کو برہمنون نے بالکل معدوم کر دیا
انہون نے ایسی کہانیان گھڑ دین جنمین مسلمانون کی فتح کا کہین ذکر نہین ہے
بلکہ یہ بیان ہوتا ہے کہ وجیانگر کے راجہ کے وہ ملازم تھے اور اسکے حکم سے اپنی
ریاستون مین حکومت کرتے تھے انمین سے ایک ہاتھیون کا دوسرا گھوڑون کا تیسرا
پیلون کا چوتھا چھتر کا سردار تھا۔ مگر آگے اسکی کچھ تفصیل نہین۔ یہ بھی عجوبہ بے ربط اور
بے تکی کہانی ہے۔

حسین نظام شاہ بحری فوت ہوا اسکا ولیعہد بڑا بیٹا مرتضیٰ نظام بحری جانشین ہوا
علی عادل شاہ کو فرصت ملی کہ وہ جنوب مین اپنی سلطنت کو وسعت دے ~~[illegible]~~
پاہ لیکر قلعہ اناگندی کی طرف چلا تاکہ اناگندی مین تراج پسر رامراج کو پن کنڈہ
ن مسند نشین کرے اور وینکٹادری کو معزول کرے جو قوی ہو کر رامراج کا
شین اسکے بیٹے کو محروم کر کے ہو گیا تھا یون اپنا مطلب حاصل کرے کہ اناگندی
ستاصل کرے اور وجیانگر پر خود متصرف ہو وینکٹادری کو جب اس امر پر اطلاع
ہوئی تو اسنے مرتضیٰ نظام شاہ اور اسکا [illegible]

ملاقات کرکے یہ قرار دیا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری تو ولایت برار پر متصرف ہو اور
علی عادل شاہ ممالک بیجانگر ملک برار کی مقدار کے موافق اپنے تصرف مین لائے
تاکہ ایک دوسرے کی ولایت باعتبار وسعت کے مزیت نہ پائے۔
سنہ ۹۸۵ھ مین قلعہ طورکل پر لشکرکشی کی۔ جو رام راج کے حملون مین اسکے ہاتھ سے نکل
گیا تھا اور رامراج کے مرنے کے بعد وجیانگر کے ایک سپاہی ونکٹی بیسو راے نے اسکو
اپنے لئے فتح کیا تھا ساتھ مہینے تک محاصرہ رہا اسکے بعد ونکٹی بیسو راے نے قلعہ کو اور
اپنے تئین حوالہ کیا علی نے اسکو بہت بری طرح سے مارا پھر شاہ قلعہ دھارواڑ کی تسخیر کا
عازم ہوا یہ کرناٹک کے مشہور قلعون مین سے ہے اس وقت رام راج کے ایک
امیر کے پاس تھا ہر سال کچھ ہاتھی پیشکش راج کو دیتا تھا اور اب اس نے بہت قوت
و شوکت حاصل کی تھی مصطفیٰ خان اردستانی امیر جملہ وکیل السلطنت تھا اسکی سعی سے
۶ مہینے مین یہ قلعہ فتح ہوگیا اور بادشاہ نے سات مہینے یہان قیام کرکے اسکے حواشی و
حوالی کو باغیون کے خس و خاشاک سے پاک کیا اب مصطفیٰ خان کی تجویز سے بادشاہ نے
بنکاپور کی تسخیر کے لئے جنبش کی یہان رامراج کا تنبول وار ولیہ راے حاکم تھا جس نے
قلعہ بنکاپور پر غلبہ پاکر قلعہ جیرہ اور چندر کوٹی کرور کے راؤن کو اور قلعون کو اپنا
محکوم بنایا تھا تو وہ بادشاہ کے آنے کی خبر سنکر قلعہ مین متحصن ہوا اور اپنے بیٹے کو
ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیدہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا تاکہ فرصت کے
وقت لشکر اسلام کے آگے پیچھے تاخت کرکے انکے پاس غلہ اور آذوقہ نہ پہنچنے دے اور نیاکی
برادر رامراج کو عریضہ بلگوان کو بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ مینے جو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کی اس سے نادم و پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر و معترف ہون اس
وقت کہ بادشاہ اسلام بنکاپور کی تسخیر کا عازم ہوا ہے اگر آپ میری جرائم کو معاف
فرمائین اور خود میری امداد کو اس طرف آئین یا بعض امراے کبار کو میری کمک کے لئے
بھیجین تو یقین ہے کہ سپاہ اسلام کی دستبرد سے مین امین رہون اور مین عہد کرتا ہون

جماعت کمال نامردی سے یا نفاق کے سبب جیسا کہ محمد کشور خان سمجھتا تھا بغیر لڑے متفرق
ہو گئی اور محمد کشور خان نے کہا کہ ہم کو مرتضیٰ نظام شاہ بحری سے جنگ کرنے کی تاب نہیں
ہم احمد نگر میں جا کر پایۂ تخت نظام شاہیہ میں خلل ڈالتے ہیں تا کہ مرتضیٰ نظام شاہ مضطر
ہو کر قلعہ داری سے ہاتھ کھینچے اور ہمارے پیچھے دوڑے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے قسم کھائی
تھی کہ وہ رکاب سے پاؤں نہیں اتاریگا۔ جبتک قلعہ نہیں فتح کر لیگا۔ اس لئے قلعہ پر تیر و تفنگ
مینھ برسایا۔ ایک تیر محمد کشور خان کے لگا اور اسی وقت ہلاک ہوا اور قلعہ مرتضیٰ کے ہاتھ
لگ گیا اور علی عادل شاہ سے اس نے اپنے تمام پرگنے چھین لئے۔ خواجہ میرک
اصفہانی کہ جسکو آخر میں خطاب چنگیز خانی ملا وہ عین الملک اور نور خان کی جانب احمد نگر
آیا۔ اس نواح میں سخت جنگ ہوئی۔ جس میں خواجہ میرک فتحیاب ہوا اور عین الملک قتل
اور نور خان دستگیر ہوا اور لشکر ابتر ہو کر بیجاپور میں آیا۔ اس سال میں عادل شاہ کے
لشکر کو صدمہ عظیم پہنچا اور اس کی تمام سعی و کوشش نابود ہو گئی۔

انہیں مہینوں میں علی عادل شاہ نے قلعہ گووہ کی استخلاص کے لیے اور پرتگیزوں کے
برباد کرنے کے لئے کوچ کیا بہت سے آدمی مارے گئے اور بے نیل مرام بازگشت کی
شاہ ابوالحسن کی رہنمونی سے قلعہ ادونی کی تسخیر کا عازم ہوا اور انکس خان کو آٹھ ہزار سوار
اور پیادے و توپ خانہ دیکر اس طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کا والی رام راجہ کی
طرف سے تھا مگر وہ خود مختار صاحب سکہ ہو گیا تھا وہ مدافعت کے درپے ہوا۔ کئی
دفعہ انکس خان سے لڑا۔ لڑائیوں میں مغلوب ہوا۔ غلہ و آذوقہ قلعہ میں لے گیا اور حصار
جب محاصرہ کو طول ہوا تو امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔ یہ قلعہ ایک قلہ کوہ پہ واقع تھا۔
بہت رفیع و وسیع تھا۔ خوش گوار پانی کے چشمے اس میں تھے۔ بیورلے کے باپ دادا
سے بحفت و جیانگر پر راجہ قدم رکھتا تھا و شاہان اسلام کے خوف سے اس کا
استحکام کرتا تھا چنانچہ اسکے گیارہ حصار تھے۔ علی عادل شاہ اس قلعہ کو فتح کرکے اور
نا و بنکاپور کی تسخیر میں لگا اور خواجہ میرک چنگیز خان سے سرحد پر اس نے

اور چورون کا علاج اس طرح کیا کہ امرائے برگی کو چھ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا
کہ وہ دشمن کے لشکر کے مقابل ہو کر کسی کو لشکر اسلام کی راہون کی مزاحمت نہ کرنے دین۔
اور آٹھ ہزار سپاہی ایسے لشکر مین ایک ایک گز کے فاصلہ پر مقرر کر دیئے کہ جہان تک طاقت بشری ہو
لشکر کی محافظت مین قیام کرین اور کہین غفلت کے سبب سے چور لشکر مین گھس آئے اور
لشکر مین غل غپاڑہ ہو تو کسی چور کو زندہ باہر نہ نکلنے دین رات کو کوئی سپاہی لشکر
سے باہر نہ جاتا۔ جو چور لشکر مین داخل ہوتا وہ جان سلامت باہر نہ لے جاتا۔ اسطرح
چورون کی شرارت سے بالکل عافیت ہوئی اور مخالف کے لشکر کے آسیب سے نجات ہوئی۔
اور غلہ اور لشکر کی تمام ضروریات اطراف و جوانب سے اس قدر آئین کہ سب چیزونکی
نہایت ارزانی ہو گئی ایک سال تک امرا برگی اور پسر یلب اور راو رایون سے سخت
لڑائیان ہوتی رہین۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ ارباب اسلام خاطر جمع سے
قلعہ کو گھیرے رہے۔ ہر روز لڑ کر قلعہ کے ابواب دخول و خروج کے بند کرنے مین تقصیر نہین
کرتے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشباری مین کچھ کسر نہین رکھتے۔ اس اثنا مین پسر یلب اجل طبعی
سے مرگیا۔ اس سبب سے اہل قلعہ دل شکستہ ہوئے اور یلب غمناک ہوا محاصرہ پر تیرہ
مہینے گذر گئے۔ ذخیرہ مین کمی ہوئی۔ ان حدود کے راے بھی بہ تنگ ہو کر اپنے اپنے گھر
چلے گئے اہل حصار نے شاہ سے جان و مال و اہل و عیال کی امان مانگ کر قلعہ حوالہ کیا۔
یلب کرناٹک مین گیا بادشاہ قلعہ مین آیا اُس نے اذان بطریق مذہب امامیہ دلوائی
ہو ایک بتخانہ عظیم توڑ کر اُسکی جگہ مسجد کی بنیاد کا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا مصطفیٰ کو خلعت خاص عنایت
کیا اور اس طرف کے بہت سے پرگنے اور قصبات اس کی جاگیر مین دیئے۔
بادشاہ نے بنکاپور کی فتح کے بعد چار مہینے مین مملکت بنکاپور کا جیسا کہ چاہیئے انتظام کیا۔
اور بعد ازان قلعہ مین آنکر نشاط و انبساط مین مشغول ہوا مصطفیٰ خان کو بیس ہزار
سوار و خزانہ و توپ خانہ و قورخانہ دیکر قلعہ جرہ و چندر کوٹی کی تسخیر کے لیے بھیجا جب
یہ سید قلعہ جرہ پر آیا تو یہان کے راے نے اطاعت قبول کی اور باج و خراج دینا قبول کیا

ان سکھین ہمیشہ مطیع رہونگا اور کبھی نافرمانی نہین کرونگا اور ہر سال فلان حقدار کا مال
خزانہ مین داخل کرتا رہونگا دینکتاوری نے جواب دیا کہ تو رام راج کے مقربون مین سے
تھا تیری سرکشی و تمرد کی شامت سے اور امراء مخالف اور سرکش ہو کر ممالک پر متصرف
ہوئے شاہان اسلام نے بلدہ پن کندہ (بلکندری) اور چندرگری مجھے دیے ہین جن کے
حفظ و ضبط سے عاجز ہون۔ اگر تو جانے کہ سونے چاندی و جواہر و مروارید دینے سے
صلح ہوجائیگی تو اسمین بخل نہ کرنا اور اگر صلح کسی صورت سے نہ ہو تجھے چاہئے کہ جس قدر پیادے
ہین سکے حوالی و حواشی کے رایون کو اپنے سے ایسا راضی و خوشنود کرے کہ وہ تیرے بیٹے
کے ساتھ اتفاق کرکے وقت بوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کے گرد تاخت و غارت کرکے
انکو چین نہ لینے دین اور راتون کو اپنے پیادون کو چورون کے طور پر انکے لشکرگاہ مین
بھیجین کہ جوان کو انسان حیوان ہاتھ لگے اسکو کتارون سے بے جان کرین مین نے اس
باب مین فرامین ان رایون کے نام لکھے ہین جو تیرے ہمسایہ ہین ۔۔۔ رہتے ہین
اگر وہ انکو مانینگے تو تیری تقویت اور مدد مین سعی کرینگے فہو المراد وہ اپنے لیے کام کرینگے
ورنہ یقین ہے کہ قلعہ چکا پور چھین جانے کے بعد ارباب اسلام اور قلعون کو تسخیر کرینگے
اگرچہ اس جواب سے لب کو بالکل مایوسی ہوئی مگر ضرورت کے سبب سے اس نے
والد ملکات کے ارشاد کے موافق قلعہ جرہ۔ چندرکوٹی اور قلعون کے رایون کو اپنے
ساتھ متفق کیا کہ اسکے بیٹے کی بیعت نہج مذکور کے موافق عمل مین لائین۔ اس سبب سے
عادل شاہ کے لشکر مین غلہ کا قحط ہوا ہر رات کو فریاد تھی کہ چورون نے ان ان
آدمیون کو مارا کرناٹک کے پیادے کہ ابتدا مین کی کچھ تدبیر نہین کرسکتے اور گھوڑے
کی طرح مین برہنہ ہوتے تھے اور اپنے بدن پر تیل ایسا ملتے تھے کہ کوئی انکے بدن کو
پھسلنے کے سبب سے پکڑ نہین سکتا تھا جہان انکو فرصت ملتی وہ جاکر گھوڑون اور
آدمیون کو جو سامنے آتا قتل کرڈالتے اور باہر بھاگ جاتے ہرچند شاہی لشکر کے آدمی
انکو دفع کرتے مگر کامیاب نہ ہوتے۔ محاصرہ اور گھنے کو تھا کہ مصطفے خان نے قحط کا

اور بعض والیان ملک سنکرناتک کے کہنے سے بادشاہ کی خدمت مین آگئے۔ اور
پیش کش مین ساڑھے سات لاکھ ہون دیئے اور ہر سال ساڑھے تین لاکھ ہون خراج
دینا قبول کیا ہر ایک کو خلعت شاہانہ دیا گیا اور وہ اپنے گھرون کو رخصت ہوئے
اور خراج معمولی ادا کرتے رہے اور مخفی مصطفی خان کو بھی اپنی سلامتی اور نجات کے لیئے
اسکی عنایت اور توجہ پر موقوف تھی تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت و زبرجد
اور جواہر دیتے رہے۔ کہتے ہین کہ عادل شاہ نے ان رایون کو رخصت کے وقت
خلعت دیئے تھے۔ تورانی ہر دیوی وبھردیوی اور رانی باسلو کے لیئے زنانہ خلعت دیئے
تو ان سورما عورتون نے ان خلعتون کو قبول نہین کیا اور کہا کہ اگرچہ ہم صورت مین
عورت ہین لیکن اپنی مملکت کو ضرب شمشیر سے اپنے تصرف مین رکھتی ہین جو مردون کا
لازمہ ہے۔ شاہ انکی اس بات سے نہایت خوشحال ہوا اور ان کو مردانہ خلعت عطا
کیئے یہ دونو رانیان قرنون اور مدتون تک بطناً بعد بطن اس دیار مین حکومت کرتین
اور اس دیار کی یہ رسم ہو گئی کہ عورتین ہی بادشاہ ہوتین۔ شوہر انکے امرا اور خدمتگارون
مین ہوتے اور بادشاہی امور مین کچھ دخل نہین دیتے۔

علی عادل شاہ نے اپنے ایک معتمد بدری پنڈت کو اسطرف کا دیوان مقرر کیا اور مصطفی خان
کو اس صوبہ مین صاحب اختیار کیا اور سارا ملک اسکو اقطاع مین دیا اور منصب وکالت و
امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دی اور وہ بیجاپور مین آیا مصطفی خان بادشاہ کا خیرخواہ تھا
ہمیشہ اسکی مملکت بڑھانا چاہتا تھا ان حدود کا انتظام کر کے بادشاہ کی خدمت مین اسنے
اپنا ایک معتمد علی خان بھیجا کہ بن کنڈہ دار السلطنت رائے کرناٹک تسخیر کی ترغیب دے یہ التماس
اسکی عین مدعا شاہ کا تھا۔ اس نے لشکر کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ نہایت تجمل سے بیجاپور سے
چلا اور اس سے مصطفی خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برگی کے حوالی ابکاپور مین ملا اور
بنکنڈہ (بن کنڈہ) کی سمت چلا۔ وینکٹادری مین بادشاہ سے لڑنے کی سکت نہ تھی وہ اپنے
مقام کو اپنے ایک معتمد کو سونپ کر اور خزانہ ہاتھی و اثاثہ سلطنت لے کر چندرگیری مین چلا گیا

یہان سے وہ چندر کوٹی گیا۔ یہان کا راجہ مقابلے کو تیار ہوا مصطفیٰ خان بطریق مقدمہ
امرا ے برگی کو بھیجا کہ جو لوگ اہل قلعہ کی مدد کے لئے آتے ہین انکا مقابلہ کرے۔ چودہ مہینے
مین قلعہ کو سن شکلہ مین طوعاً وکرہاً تسخیر کیا اور علی عادل شاہ بیجاپور سے اس قلعہ مین آیا۔
یہان تین مہینے رہ کر بیجاپور مین آیا مصطفیٰ خان چندر کوٹی مین سرحد کی حفاظت کے لئے
رہا۔ بادشاہ نے اپنی مہر اوسکو حوالہ کی اور حکم دیا کہ جس وقت کسی فرمان پر اہل دیوان
کا سکہ لگایا جاوے تو وہ بیجاپور سے چندر کوٹی مین بھیجا جاوے اگر اسکا مضمون مصطفیٰ خان
کے نزدیک معقول ہوا اور وہ تجویز اسکو معقول ہو تو وہ مہر بادشاہ کی کرکے دارالملک
مین بھیجدے ورنہ موقوف ومعطل رکھے۔
دوسرے سال مصطفیٰ خان کی عرضداشت آئی کہ پہلے پہاڑ پر قلعہ چندر کوٹی بنا ہوا تھا
اور اب وہ دامن کوہ پر سطح بنایا گیا ہے بادشاہ قلعہ کے پرانے مقام کو آنکر ملاحظہ فرمائے
اگر قدیمی مقام پسند کرے تو قلعہ وہان بنایا جاے بادشاہ آیا اور اس نے وہ مقام پسند
کیا قلعہ ایک سال مین تیار ہوا اور بادشاہ پھر اسکو دیکھنے گیا۔ شنکر نایک بادشاہ کی
ملاقات کو آیا اور اس نے درخواست کی کہ میرے ملک کی سیر فرمائے علی عادل شاہ
نے اسکی درخواست قبول کی اور چندر کوٹی مین اپنی سپاہ چھوڑ کر اور مصطفیٰ خان اور
پانچہزار سپاہ کو لیکر قلعہ کر ورمن گیا۔ یہ قلعہ کوہستان مین واقع ہے جسمین درختون کا
ہجوم ہے کہ آنے جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ ایک سوار سے زیادہ نہین جا سکتا۔
اس جمع ہولناک مین اکثر آدمی دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہان ہوئے بادشاہ
نے لوگون کے کہنے سے اس جگہ کا قلعہ شنکر نایک کو دیدیا اور خود چندر کوٹی
مین چلا آیا مصطفیٰ خان نے دولتخواہی کے سبب کہا کہ مینے بڑی مشکل سے شاہ سے
بازگشت کی اجازت دلائی ہے اگر اپنی سلامتی اور بھلائی چاہتے ہو تو سب
اہالو سے اتفاق کرکے باج وخراج دینا قبول کرو تاکہ بادشاہ کی خاطر سے ان

بادشاہ نے ان امراء پر مہربانی کی بموجب اس مضمون کے

سنگ در دست و مار بر سر سنگ	نے زدانش بود سکون ز ننگ

عمل کیا اور انہین سے اکثر امرا کو مار ڈالا۔

۹۸۷ھ مین اس سبب سے کہ بادشاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ اپنے بھائی طہماسپ بیٹے ابراہیم عادل شاہ ثانی کو ولی عہد کیا۔ اس بادشاہ کو ایک خواجہ سرا نے جسکو خلوت مین اس بات کے لئے بلایا تھا ۲۳ صفر ۹۸۸ھ کی رات کو مار ڈالا۔ شاہ جہان شد شہید تاریخ وفات ہے۔ بیجاپور مین اسکو دفن کیا اسکا مقبرہ روضہ علی کے نام سے مشہور ہوا خواجہ سرا قصاص مین مارا گیا۔

علی عادل شاہ کے عہد مین اکبر شہنشاہ کے ایلچی دو دفعہ آئے۔ ایک ایلچی اسکے مارے جانے کے وقت موجود تھا۔ بیجاپور مین جامع مسجد۔ حوض شاہ پور اور فصیل شہر اور پتھی ہوئی نہر کہ سب آدمیون پر سبیل تھی اسکے زمانہ کی یادگار ہین

ابراہیم عادل شاہ ثانی

علی عادل شاہ کی وفات کے بعد ابراہیم عادل شاہ ثانی تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر نو برس کچھ مہینون کی تھی۔ کامل خان اور چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کو تمام اختیارات سلطنت ملے۔ کامل خان نے کچھ دنون کام اچھا کیا مگر پھر چاند بی بی کو اپنی بے ادبی سے خفا کر دیا اسلئے کشور خان ولد کمال خان کو اسکے عہدہ کے لئے بلوایا۔ جسنے بیخبر کامل خان کو آنکر مار ڈالا۔ چاند بی بی کی امداد سے حاجی کشور خان کل سلطنت کے کام کرنے لگا۔

انہین دنون مین بہزاد الملک ترک میر نوبت مرتضی نظام شاہ نے پندرہ ہزار سوار لیکر عادل شاہ کے سرحد کے بعض پرگنون کو فتح کیا۔ حاجی کشور خان نے بعد تحت جنگ کے اسکو شکست دی بہزاد الملک بھاگ گیا۔ ہاتھی اور اسباب غنیمت بہت ہاتھ لگے۔ حاجی کشور خان نے چاند بی بی سے مشورہ لے کر سو ہاتھیون کے قریب جو

ربیع الاول ۹۸۸ھ جلوس ابراہیم عادل شاہ ثانی
علی عادل شاہ ... تخت ... ۹۸۸

علی عادل شاہ پنکنڈہ میں پہنچا اور قلعہ اور شہر کی اطراف کو گھیر لیا تین مہینے کے بعد
قریب تھا کہ قلعہ فتح ہو جاوے کہ وینکٹا دری نے آٹھ لاکھ ہون اور پانچ بڑے ہاتھی
ہندیا ہتم نائک امیر اعظم برگی پاس بھیجدیئے اور اسے پیغام دیا کہ تو اپنے ولی نعمت سے
مخالفت کر — ہندیا ہتم نائک نے یہ حرامخوری کی کہ چار ہزار سوار لیکر اپنے مورچہ چلا گیا
اور اردوے شاہی کے حوالی میں مزاحمت کرنے لگا اور اسکے اشارہ سے اور چار امراے برگی
نے بغاوت کی اور اپنے پانچہزار سوار اس پاس بھیجدیئے انہوں نے لشکر شاہی کی جان
نہایت تنگ کیا۔ چوروں کی طرح آدمیوں کا مارنا شروع کیا۔ غلہ کی رسد کی [illegible]
کمین ناچار بادشاہ الٹا بیجاپور میں آگیا۔ جب بادشاہ نے سنا کہ امراے برگی سرکشی کرکے
اپنے اقطاع پر متصرف ہوئے جو سرحد بیجانگر پر واقع تھے تو اس نے مرتضی خان انجو جو
سیف عین الملک کا جانشین تھا بھیجا۔ وہ تین ہزار سوار تیرانداز اور کچھ دکنی اور حبشی امرا کو ساتھ
لیکر چلا۔ ایک سال میں مرتضی خان و برگیوں میں کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب
متمیز نہیں ہوتا تھا طرفین سے بہت آدمی مارے گئے۔ آخر الامر مصطفی خان نے جو بنکاپور
میں تھا علیخان کو بھیجکر بادشاہ پاس زبانی پیغام بھجوایا کہ چوروں کے مقابل لشکر کو بھیجنا اس کو
خراب کرنا ہے اور حزم سے دور ہے اب مناسب یہ ہے کہ بلطائف الحیل برگیوں کو
بیجاپور میں بلائے اور جس بات کے وہ سزاوار ہوں وہ انکے ساتھ کیجئے بادشاہ نے
اسکی یہ رائے پسند کی اور بسونتڈت اور اسکے دوستوں کو بھیجا کہ وہ انکو بلا لائیں
ہندیا ہتم نائک نے امرا کو بہت سمجھایا کہ تم نے اس وقت کہ ساری سلطنت راماراج
کی علی عادل شاہ پاس منتقل ہو جاتی مخالفت کی ہے اور اسکو دولت سے محروم
کیا ہے اب محال ہے کہ ایسا بڑا گناہ بادشاہ کی خاطر سے محو ہو جاوے اور پھر ہمکو
ہماری خدمتیں اور جاگیریں ملجائیں۔ غالباً مسلمان ہمکو فریب دیکر بیجاپور لیجاینگے
اور اپنا انتقام لینگے۔ اس سمجھانے پر بھی اکثر امرا بیجاپور چلے گئے اور ہندیا ہتم نائک
انکی رفاقت سے جدا ہوکر بلدہ پنکنڈہ میں وینکٹا دری کا ملازم ہو گیا۔ کچھ دنوں

کشور خان سنے جاتا کہ خاص و عام کی طبیعت اس سے متنفر ہو گئی ہے اور امرا حبشی بھی
ایک منزل پر آپہنچے ہین تو وہ پادشاہی جواہر اور خزانہ اور چار سو سوار لیکر اس طرح احمدنگر
کی طرف بھاگا جیسے کوئی جانور دام سے نکل کر بھاگتا ہے یہان آنے پر معلوم ہوا کہ
ارکان دولت نظام شاہی اسکے رہنے کو پسند نہین کرتے ہین تو وہ گلکنڈہ دار السلطنت
قطب شاہیہ کی طرف چلا گیا۔ یہان ایک شخص نے سید مصطفی کے انتقام مین اسکو خنجر سے مار ڈالا
امرا حبشی پادشاہ کی خدمت مین آئے۔ ان مین سے اخلاص خان حبشی منصب وکیل السلطنت پر
سرفراز ہوا اور ملکی و مالی اختیارات اسکو ملے۔ چاند سلطان ستارہ سے بیجاپور مین آئی
اخلاص خان نے پادشاہ کی محافظت اور ترتیب بدستور اسکے سپرد کی اور چاند بی بی
نے پیشوائی کا منصب افضل خان شیرازی کو سپرد کیا اور پنڈت بیو کو منصب استیفا کا
دیا اور مستوفی ممالک بنایا۔ چاند بی بی کو غریبون یعنی پردیسیون پر توجہ تھی اس لئے
اخلاص خان نے متوہم ہو کر افضل خان اور بیو پنڈت کو مار ڈالا اور بعض اور پردیسی
امرا کو مار کر حمید خان اور دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت کے سرانجام مین
مصروف ہوا۔ عین الملک کو اوسکی جاگیر سے بلایا جب وہ آیا تو امرا ثلاثہ مذکور
اسکے استقبال کو گئے جنہون اس نے تنہا سمجھ کر قید کیا مگر جب شہر مین آیا تو ایسا رنگ دیکھا
کہ وہ خود اپنی جاگیر کو بھاگا اور ان قیدیون کو چھوڑ گیا۔ ان باتون سے تخت گاہ
مین ہرج مرج واقع ہوا۔ شاہان دکن یہ حال دیکھ کر عازم تسخیر مملکت ہوئے
برہان الملک نے سید مرتضی امیر الامرا برار سے اتفاق کر کے اول قلعہ شاہ درک کا
محاصرہ کیا۔ صبح سے شام تک لڑائی رہتی اور قلعہ کی فتح کے لئے ہر طرح کے حیلہ و تزویر
کی تدبیر ہوتی۔ مگر محمد آقا پردیسی تھانہ دار قلعہ کے آگے کچھ تدبیر نہ چلتی اس نے بہت سے
محاصرین کے مار ڈالے۔ چار مہینے محاصرہ مین لگ گئے۔ اور کچھ نہ ہوا تو اسے چھوڑ کر
چالیس ہزار سوار لے کر بیجاپور کے باہر خیمہ زن ہوا لڑائی شروع کی بیجاپور مین اس وقت
دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے تھے مگر فرمان شاہی سے عین الملک اور اخلاص خان

جو امرا اور کو نظام شاہ کے لشکر سے بلانے کے تھے طلب کئے۔ سب امیرون نے بائیجون کے
بھیجنے سے انکار کیا اور مشورہ کرکے چاند بی بی کو عریضہ بھیجا کہ وہ مصطفی خان کو بنکاپور سے
بلاکر مہمات سلطنت اسکو حوالہ کرے۔ جب حاجی کشور خان کو یہ اطلاع ہوئی تو اُسنے
سازش کرکے بنکاپور مین سید مصطفی کو شہید کرا دیا۔ جب یہ خبر چاند بی بی کو پہنچی تو وہ سادات
کو جان کی برابر عزیز رکھتی تھی اسنے کشور خان کی عداوت پر کمر چست کی۔ کشور خان
نے چند روز بعد چاند سلطان کے حق مین یہ بہتان و افترا باندھے کہ وہ ہمیشہ اس طرح کے
اخبارات اپنے بھائی مرتضی نظام کو لکھ بھیجتی ہے اور ملک عادل شاہ کی ملک کی تسخیر کی
ترغیب دیتی ہے اسلئے اُس کو زبردستی پالکی مین ڈالکر قلعہ ستارہ مین بھیجدیا اسکے بعد وہ
حد سے زیادہ مغرور ہو گیا اور میان بدو دکنی کو جسکے اخلاص و یکجہتی پر اسکو بڑا بھروسا
تھا سرحد کا سر لشکر مقرر کیا اور اسکو یہ ہدایت کی کہ لشکر کے حبشی افسرون کو دغا سے
گرفتار کرکے شاہ درگ مین قید کرے یہ خبر ان امیرون کو بھی ہو گئی جنکے پکڑنے کے لئے
جال بچھایا گیا تھا اُنہون نے میان بدو کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اخلاص خان حبشی نے
یہ بہانہ بنایا کہ بیجاپور سے یہ خوشخبری آئی ہے کہ خدا نے مجکو بیٹا دیا ہے اس خوشی
مین جشن شادی مرتب کیا۔ اور تمام امرا، میان بدو کو بلایا۔ میان بدو اخلاص خان
کے خیمہ مین گیا اور گرفتار ہو گیا۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔ جس جال سے وہ اورونکو
پکڑنا چاہتا تھا اُسی جال سے وہ خود پکڑا گیا اور اُس کے پانوٴن مین زنجیرین پڑین
اسی روز سارے امرا، بیجاپور کو روانہ ہوئے۔ عین الملک و انکس خان بھی بیجاپور
کو چلے گئے۔ جب کشور خان نے سُنا کہ یہ سازش اُسکے برخلاف ہوئی ہے تو اُس نے
مقابلہ کرنے کا خیال بالکل چھوڑا۔ لوگون کے دلون مین قدر پیدا کرنے کے واسطے اُسنے
بادشاہ کی دعوت اپنے گھر مین کی مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب وہ بیجاپور کے
کوچہ و بازار مین جاتا تو عوام عورتین اور بڑھیا مین پکار پکار کر اسکو نفرین کرتین کہ
یہ فرزند رسول کا قاتل ہے اس نے چاند بی بی کو قلعہ مین قید کیا ہے۔ جب

ہاتھ ایسا کوتاہ کیا کہ کوئی اُسکو نہ پوچھتا تھا اور مذہب امامیہ کی جگہ مذہب اہل سنت
رواج دیا۔ ۹۹۰ھ سے ۹۹۸ھ تک آٹھ سال کچھ دنون سارے اختیارات شاہی اپنے
ہاتھ مین رکھے۔ جب اس نے مہمات کو حسب دلخواہ دیکھا کسی طرف کوئی معاند اور مزاحم
نہین رہا تو بلبل خان کو ملیبار بھیجا کہ وہان سے مال اور خراج مقرری وصول کرے۔ وہ
اسیو نائک حاکم جرہ کو ساتھ لیکر شنکر نایک ضابط قلعہ کرور کے سر پر جا چڑھا وہ اطاعت
نہین کرتا اور خراج نہین دیتا تھا اسکے آدمیون نے بلبل خان کو قید کرلیا۔ جب شنکر نے
اسے گرفتار دیکھا تو وہ بھی پریشان ہوا۔ بلبل خان ایک گھسیاری کے گھاس کے
گٹھے مین چھپ کر قید سے نکل آیا۔ دلدار خان نے خراج و باج کی تحصیل کو اور وقت
پر چھوڑا اور نظام شاہیون سے خصوصیت اور آشنائی پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔
سنہ ۹۹۲ھ مین مرتضیٰ نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوا جو
ابراہیم عادل شاہ کی سوتیلی بہن تھی اپنی دلہن کے ساتھ چاند بی بی بھی اپنے بھائی
مرتضیٰ نظام شاہ سے ملنے گئین۔
سنہ ۹۹۵ھ مین جب بادشاہ بالغ ہوا تو اسکی شادی ملکہ جہان ہمشیرہ محمد قلی قطب شاہ سے
ہوئی۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی دیوانگی کے آثار نمایان تھے
اس نے اپنے بیٹے میران حسین شاہ کو قتل کرنا چاہا مگر بعض امرا نے ابراہیم عادل شاہ
ثانی کو احمد نگر بلا کر اسکی حمایت سے اسکے بہنوئی میران حسین شاہ کو تخت پر بٹھایا اور
مرتضیٰ نظام شاہ کو قید کیا۔ میران حسین شاہ نے یہ نادانی کی کہ اپنے باپ مرتضیٰ
نظام شاہ کو مار ڈالا جس پر ابراہیم شاہ خفا ہو کر احمد نگر سے بے ملے بیجاپور چلا آیا۔
بلبل خان حبشی کو دو ہزار سوارون کے ساتھ رایان ملیبار سے باج و خراج کی
تحصیل کے لئے بھیجا تین سال کا محصول اکتیس لاکھ پچاس ہزار ہون اسپر چڑھ گیا تھا
جمال خان مہدوی دولت خانہ نظام شاہیہ پر مسلط ہوا اور بدعتی مذہب مہدوی
کو رواج دیا اور پردیسیون اور اوروں کی استمالت کی۔ جب ابراہیم عادل شاہ

ساٹھ ہزار سوار خاصہ خیل لیکر آ موجود ہوئے لڑائیاں ہوئیں۔ قلعہ کی دیوار بھی بیس گز گر گئی
بہزاد الملک سے سید مرتضیٰ سپہ سالار نہایت آزردہ تھا وہ اسکے کاموں میں اپنی تدبیر سے
خلل ڈالتا تھا بیجاپور کے لوگوں کو اتنی فرصت دلا دی کہ انہوں نے قلعہ کی دیوار
بنا لی۔ اس سبب سے کہ ملک کے اشراف اور امراء حبشی غلاموں کی حکومت سے
راضی نہ تھے اور انکے قول و فعل پر اعتماد نہیں کرتے تھے اور بیجاپور میں نہیں آتے تھے
تو صاحب دخل حبشیوں نے مصلحت وقت دیکھ کر چاند بی بی سلطان سے عرض
کیا کہ ہم غلام ہیں اور اشراف و اعیان ملک ہماری حکومت و ریاست سے آزردہ
ہیں تو صلاح دولت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کسی اہل نجیب کو مہمات ملکی و مالی حوالہ
کی جائیں چاند بی بی نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو امیر جملگی کا منصب عطا کیا اس نے
امراء کی سپاہ بلا کر امراء عظام کو ایسا خوف دلایا کہ وہ بیجاپور سے اپنے اپنے ملکوں کو
محمد قلی قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کو سپاہ دیکر عادل شاہی ملک پر تاخت کرنے کی
لیے بھیجا اس نے چند پرگنے اور قصبے لے لئے۔ مگر اخلاص خان اور دلاور خان حبشی
نے آ کر گلبرگہ میں ایسا ہنگامہ جنگ برپا کیا کہ مخالفوں کو شکست دی اور ایک سو
پندرہ ہاتھی چھین لئے۔ اس فتح سے دلاور خان کو یہ خیال ہوا کہ منصب وکالت
اور امیر جملگی حاصل کیجئے اس خیال سے وہ اخلاص خان سے خوب لڑا اور شہر
میں خوب توپ و تفنگ چلے۔ حیدر خان تھانہ دار دلاور خان کا طرفدار ہوا
اور [illegible] خان نے اخلاص خان کی حمایت کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دلاور خان نے
اخلاص خان کو گرفتار کر کے اندھا کر دیا۔ غرض اب دلاور خان بڑا صاحب
اختیار ہو گیا اور اسنے اپنے بیٹوں کو بادشاہ کے بڑے بڑے کاموں میں
لگا دیا اس نے ایک لاکھ پردیسی اور ساٹھ ہزار حبشی سپاہ میں رکھ کر باقی
کو عادل شاہ کی قلمرو سے نکال دیا اور شاہ ابوالحسن جو اخلاص خان کے
حکم میں ہوتا تھا۔ اول معزول کیا پھر شہید کیا اور امور ملکی و مالی میں چاند بی بی کا

جلاف و [illegible]امنون کو کہنے لگے۔ وضیع و شریف یکسان ہو گئے۔ جمال خان مہدوی نے
[illegible]و باشون کی جماعت جمع کی وہی امور مالی اور ملکی کا متصدی ہوا۔ برہان نظام شاہ
اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت
مین چلا گیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کی جلوس کی خبر سنی تو انتزاع سلطنت کے درپے
. . . .
ہو کر یہ چاہتا تھا کہ پادشاہ دہلی کا لشکر دکن مین جا کر
[illegible]خواہی ملک موروثی اسکو دلا دے مگر اب رائے اوسکی بدل گئی اس نے اکبر شاہ سے
[illegible]ض کیا کہ اگر لشکر پادشاہی اپنے ہمراہ لیجاؤنگا تو اس سبب سے امرائے نظام شاہی مجھ سے
[illegible]رمیدہ خاطر ہو جائینگے اور میرے پاس نہین آئینگے اگر حکم ہو تو تنہا اس حدود مین جاؤن
اور ان امرا کو مطیع بناؤن اور ملائمت و ملاطفت سے ولایت موروث پر متصرف ہون
پادشاہ نے اس بات کو معقول جان کر رخصت فرمائی اور یہ شرط ٹھہرا لی کہ جب ممالک آبا
و اجداد پر تم کو استیلا ہو تو ملک برار جسکو ۹۸۱ھ مین تفال خان نے ہماری پیشکش مین دیا تھا
وہ تم بھی دیدو برہان شاہ نے طوعاً و کرہاً اسکو قبول کیا اور دکن کی طرف روانہ ہوا اور
راجہ علی خان والی خاندیس کے استصواب سے اسنے خواجہ نظام استرآبادی کو قلندرون کا
لباس پہنا کے امرا و جرار یا [illegible] بھیجا کہ انکو اطاعت پر دلالت کرے اور عہد و پیمان کر کے
قسم لے۔ وہ ان امرا کے پاس آیا تو بعض نے اطاعت کا اقرار کیا اور بعض نے انکار۔ جہانگیر خان
حبشی حاکم سرحد برار مذہب مہدویہ کی ترویج سے جمال خان کی دولت کا زوال
چاہتا تھا اسنے عریضہ خواجہ نظام کی معرفت برہان شاہ کی تشریف آوری کے لئے
لکھا اسکے مہرائے سے برہان شاہ چند آدمیون کے ساتھ برار مین آیا جب وہ مسکن جہانگیر مین آیا
تو ملاقات کے وقت بسبب اتفاق یا از رہِ نفاق انمین جنگ واقع ہوئی۔ جہانگیر خان کو
[illegible]قع ہوئی۔ برہان شاہ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے ہند کی طرف بازگشت کر کے
ہنڈیا مین آیا۔ راجہ علی خان کو حقیقت واقع پر مطلع کیا اور جمال خان اور سرکش
امرا کے دفع کرنے کے لئے اور مملکت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے مشورہ کیا تو اسنے یہ

اسکی جستجو کی تو اس نے دلاور خان کے استصواب سے دولتخانہ نظام شاہیہ کی
اصلاح کے لیے سنہ ۹۹۷ھ میں سفر کیا اور بیل خان کو تاکید سے طلب فرمایا۔ دلاور خان
قلعہ شاہ درک سے باہر قریب ایک ماہ کے پڑا رہا مگر بیل خان نہ گیا تو وہ احمدنگر
کی جانب روانہ ہوا۔ جب جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ پندرہ ہزار سپاہ
اور توپ و تفنگ لیکر اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ لڑنے آیا اور قصبہ شتی کے حوالی میں ایک
قلب جگہ میں اترا۔ بیس روز گذرے مگر برسات کے سبب لڑائی نہیں ہوئی۔ جمال خان
مضطرب و پراگندہ ہوا اس نے صلح کو جنگ سے بہتر جانا اور ایک جماعت کو وسیلہ بنا کر
اس شرط پر صلح ہو گئی کہ اس نے خدیجہ جہان زوجہ میران حسین مقتول کو جو ابراہیم عادلشاہ
کی بہن تھی مع پچہتر ہزار ہون کے بھیجدیا۔ بیل خان بھی آگیا اور باج و خراج جو ان
حدود سے لایا تھا پیش کیا دلاور خان کو بیل خان سے اسکے دیر آنے کے سبب سے
عداوت ہو گئی تھی۔ بیل خان نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ میں نے
جو اس ملک میں توقف کیا وہ بالضرورت تھا۔ جسوقت فرمان طلب پہنچا میں رایان
کرناٹک سے باج و خراج وصول کر رہا تھا اگر چلا آتا تو سارا روپیہ محصول کا مارا جاتا
اور یہ مبلغ گرانقدر نہ وصول ہوتے اگر دلاور خان شاہ درک میں پندرہ روز توقف
کرتا تو اسکا کچھ حرج نہ تھا پھر وہ میرے لشکر کے ساتھ ولایت نظام شاہ میں داخل ہو
تو اکثر قلاع و بقاع فتح ہو جاتے۔ باوجود اسکے میں اپنے گناہ کا معترف ہوں حضور
معاف فرمائیں۔ بادشاہ نے اسکا عذر قبول کر لیا دلاور خان بھی اس پر لطف ظاہر
کرنے لگا مگر آخر کو اس نے بیل خان کو اندھا کر دیا جس سے بادشاہ آزردہ ہوا۔
جب میران حسین نے باپ کی مکافات میں شربت ممات پیا تو اسمعیل بن برہان نظام
شاہ احمدنگر کے تخت پر بیٹھا تو چھوٹوں طرف سے لشکر محن اور حشر فتن نے ملک کو گھیر
امن و امان کی جگہ کو آفت و مخالفت نے لے لیا یہان سے رفاہیت کے قلعہ
ہیوست کے کاروان چل پڑے۔ فتنہ جانستان کے شرارے خوب دہوم کی

پھر اُس نے دلاور خان کو نامہ بھیجکر صلح کے باب مین مبالغہ کیا جب اسکا اثر کچھ اس پہ مرتب
نہ ہوا تو اسنے نظام شاہیہ خزانون کا منہ کھول دیا اور زر و سیم کے متقاطیس سے خواص و عوام کی خاطر
کو جذب کرلیا اور بڑا جنگی لشکر جمع کیا اور بعض نظام شاہ کی ملازمت مین احمد نگر سے جنگ کے قصد
سے دارسنگ کی طرف کوچ کیا اور لشکر عادل شاہی سے سات کروہ پر آن پہنچا پھر دلاور خان
پاس اپنے آدمی بھیجکر نہایت تضرع اور تملق اور چاپلوسی کی دلاور خان نے پھر اسکے مدعا کو رد
کیا۔ جمال خان اپنے کام مین سراسیمہ تھا کہ دلاور خان سے خوشامدگویون نے کہا کہ جمال خان
کہتا ہے کہ مہدیون کی جماعت لے کر بھاگ کر نانک دون کے جنگل مین چلا جاے۔ اس نے اس
بات کو باور کرلیا اور یہ ارادہ کیا کہ جمال خان کو جا کر پکڑ لے یا بھگا دے اسی زمانہ مین
جمال خان سے امراے حبشی مین ابہنگ خان برگشتہ ہو کر عادل شاہی لشکر مین آیا اور
ابراہیم عادل شاہ سے رخصت لے کر بیر کی راہ سے برہان شاہ پاس گیا۔ جمال خان نے
جانا کہ روز بروز امرا اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہین تو وہ اور زیادہ مضطر ہوا اور کوچ کیا۔
اور کہین قریب وہان اترا جہان آب گندہ پہاڑون کے درمیان تھا اور جا تنگ تھی اور
لشکر کا انتظام ہو سکتا تھا دلاور خان اس کوچ کو فرار سمجھ کر اپنے بادشاہ کی اجازت
کے بغیر تیس ہزار سوار لیکر جمال خان کے لشکر کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے آدمی نے آنکر اُس سے
کہا کہ سامان جنگ درست نہین ہے آج نہ لڑ تامل کر لڑنا۔ مگر اسکو اپنی سپاہ کی کثرت اور
ہاتھیوں پہ ایسا غرور تھا کہ اُس نے بادشاہ کی بات ماننے مین عذر کیا اور کہا کہ مین ابھی
جمال خان کے ہاتھ پاؤن باندھ کر لاتا ہون یہ کہہ کر اُس نے جمال خان کے لشکر کو سب
طرف سے گھیر لیا اب جمال خان نے دیکھا کہ اسکا فریاد رس کوئی تلوار کے سوا نہین ہے
پانچوین جمادی الاول کو لشکر کو مرتب کرکے میدان جنگ مین آیا۔ ہنگامہ جنگ گرم ہوا
امراے کبار عین الملک و انکس خان و عالم خان جانتے تھے کہ بلبل خان نے اندھا کرڈالا
ہے اور اسکے بے حکم جمال خان سے لڑنے سے دلاور خان بادشاہ کے دل سے اترا ہوا
ہے تو وہ شکست کا بہانہ بنا کے دارسنگ کو بھاگ گئے اور دلاور خان کو تنہا چھوڑ گئے

مصلحت بتلائی کہ اگر اکبر شاہ سے لشکر کی مدد طلب کیگا تو سلاطین دکن تجھسے بجھگڑہ جائینگے
جمال خان سے مشغول جسسے کام کو طول ہو جائیگا اور معلوم نہین کہ یہ معاملہ برس برس تک
مین بھی فیصلہ ہو یا نہ ہو اور مجھہ مین اتنا مقدور نہین کہ جمال خان سے جنگ کے لیے لشکر آراستہ
کرون اور تجھے احمدنگر کے تخت پر بٹھاؤن میری نزدیک صلاح کار یہ ہی کہ تو اپنے سب کامون کو
ابراہیم عادل شاہ کے معوض کرے کہ یہ امر بغیر اُس کی توجہ کے صورت پذیر نہو گا۔ پس برہان شاہ
نے ابراہیم عادل شاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ ابراہیم عادل شاہ مہربان ہو کر اُسکے
کے درپے ہوا ۵ ربیع الاول ۹۹۹ھ مین جمال خان مہدویہ کے استیصال کے لیئے اور
برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھانے کے لیئے روانہ ہوا۔ شاہ درگ مین آیا اشراف
اور اعیان مملکت کے نام فرامین جاری کیئے کہ ہمارا ارادہ ہی کہ برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت
پر بٹھائین اور اسمٰعیل کو اُٹھائین۔ باپ کے ہوتے کم عمر جاہل بیٹے کے امر پادشاہی کا متعلق ہونا
ارباب جاہ کو مستحسن نہین معلوم ہوتا۔ تم کو چاہیئے کہ برہان نظام شاہ کی دولتخواہی سے عدول
نکرو جب پادشاہ عادل شاہ درگ سے دارسنگ مین کہ برار کی سرراہ ہے آیا برہان شاہ اور
راجہ علی خان کو اپنے آگے بڑھنے کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہم نے امراء برار کو برہان شاہ
کی اطاعت کے لئے بمقتضاء وقت نوشتے بھیجے ہین اب تم دونو سرحد برار پر آ انکو
انکو بلالو۔ وہ جمال خان سے ٹوٹ کر تم سے ملجائینگے جمال خان جانتا تھا کہ یہ مشورہ کیا
ہو رہی ہین اسنے امجد الملک مہدوی کو کہ برار کا سر لشکر تھا لکھا کہ سلاطین اطراف میرے
میرے استیصال کے درپے ہین ایک پادشاہی وجہات دنیوی کے سبب سے دوم دینی سبب سے کہ وہ
ہین کہ مذہب مہدویہ کو جس نے مشقت سے رواج پایا ہے درہم برہم کرین بس مردمی و
ثابتی کی شرط یہ ہی کہ شجاعت کرکے امراے برار کو جسطرح جانو دلاسا دیکر برہان شاہ سے
ملنے دو اور سرحد برار پر بیٹھکر برہان شاہ کو مملکت برار مین نہ داخل ہونے دو اور اگر
ابراہیم عادل شاہ اُسکے لیئے سرکشی کرے تو ہم بھی اعلام جنگ بلند کرکے اسمٰعیل نظام شاہ کی
[illegible] ہین تقصیر نہ کرین مین عنقریب اولاد خان سے صلح کرکے تمہاری مدد کو آؤن گا

تو دلاور خان نے ابراہیم عادل شاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آپکے دشمن قوی ہوتے جاتے
ہین آپ کو جلد اسکا علاج کرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اب تک مین مردم خبر
کی قدر نہین جانتا تھا اب مجھ کو معلوم ہوا کہ تیرے بغیر مہمات سلطنت کسی وجہ سے رونق
نہین پائیگی اور معاملہ برہان شاہ سے مجھے فراغ تیری رائے عقدہ کشا کے بغیر نہین ہوگا۔
غرض دلاور خان حبشی اس وعدہ سے بادشاہ کی خدمت مین آیا کہ کوئی جانی و مالی نقصان
اسکو نہ پہنچایا جائیگا بادشاہ نے اسکو آتے ہی اندھا کیا اور اپنے وعدہ کے ایفا کی یہ حجت شرعی
گھڑی کہ آنکھو نکا نکالنا مالی اور جانی نقصان نہین ہے بعد ازان ابراہیم عادل شاہ نے امرا
برگی برسم منقلاے چھ سات ہزار سوارون کے ساتھ برہان شاہ کی طرف بھیجے اور شعبان
مین رومی خان کو سرلشکر بنا کر دس ہزار سوارون اور بہت خزانون کے ساتھ نظام شاہیہ
لشکر کے دفعہ کرنے کے لیئے روانہ کیا بعد اسکے الیاس خان میر نوبت کو تین ہزار سوار زحمتی
کے ساتھ بھیجا۔ امراء برگی سے برہان شاہ نے کئی دفعہ شکست پائی۔

برہان شاہ کے لشکر مین قحط و وبا سے بہت آدمی مر گئے۔ برہان شاہ نے
شولاپور کے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ابراہیم عادلشاہ نے رومی خان اور الیاس خان کو اسکی طرف
روانہ کیا لڑائی ہوئی اور سپاہ عادل شاہیہ کو فتح ہوئی برہان شاہ کو شکست ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد برہان شاہ کی سرکار مین خلل عظیم واقع ہوا۔ سفر کثیر الضرر کی تمادی
ایام سے اسکی سپاہ بھاگنے لگی اور امرائے حبشی و دکنی اسکے بیٹے اسمعیل کو اسکی جگہ بادشاہ
بنانے کا ارادہ کرنے لگے۔ برہان نظام شاہ کو احمد نگر جانا جب نصیب ہوا کہ ابراہیم
عادل شاہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ برہان نظام شاہ نے جو قلعہ منگلسر مین بنایا تھا
اُس کو خود اُس نے مسمار کیا۔

سنہ مین بادشاہ نے منجھی خان ولد بزرگ کمال خان کو ملیبار کی جانب تحصیل باج و
خراج کے لئے بھیجا۔ کنک رائے جو سب رایوں مین بڑا تھا اور آٹھ ہزار پیادے و سوار اسکے
زیر حکم تھے وہ منجھی خان سے آکر ملا اور رایون نے خیبو کر دینگا داری اور ارسب [illegible]

سنہ مین جھوٹے لے بہت جنگ ہوئی۔ جمال خان کو فتح ہوئی اور تین سو ہاتھی ہاتھ آئے دلاور خان
بھی دارسنگ کو اور جمال خان بھی دارسنگ کی جانب روانہ ہوا اتنے عرصہ مین راجہ علیخان
اور برہان شاہ اور امراے برار ملک احمد نگر کی طرف آئے جمال خان انکی طرف گیا جس سے وہ
بڑی پریشان ہوئے اور امجد الملک اور بعض اور امراء عہدویہ کو جنکے گھر سے امین نہ تھے مقید
کرکے قلعہ آسیر مین بھیجدیا اب لشکر عادل شاہی نے بھی جمال کے پیچھے کوچ کیا اور آٹھ ہزار سوار
برگی کو جمال خان کے لشکر پر تاخت وتاراج کرنے کے لیئے روانہ کیا اس سفر مین [illegible]
بادشاہ کے ساتھ بہت بیباکانہ اور گستاخانہ باتین کرتا تھا اسلیئے بادشاہ نے اسکے ہاتھ سے
فراغت پانے کا ارادہ کیا۔ وہ لڑ بھڑ کر صحیح سلامت احمد آباد بیدر کو چلا گیا وہ حنفی مذہب تھا
کوئی بادشاہ کو حنفی مذہب جانتا تھا کوئی اسکو علی عادل شاہ کا بھتیجا جانکر شیعہ مذہب جانتا
تھا عوام نے اسکو شیعہ سمجھا اور اہل سنت نے جو کمال تعصب رکھتے تھے اپنے تئین شیعہ بناکے
موذنون سے یہ اذان دلائی کہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اسپر بادشاہ خفا ہوا بیجاپور
مین پھر تو اہل سنت کی طرح اذان ہوتی۔ انہین دنون مین برہان شاہ کی فتح کی اور
جمال خان کے کشتہ ہونے کی خبر آئی بہت نامے لکھے گئے۔

دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے برہان نظام شاہ پاس چلا گیا اور اسنے برہان
شاہ کو سمجھایا کہ شاہ درگ اور شولاپور کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنہ ابراہیم عادل شاہ کے
بیٹا پیدا ہوا اور دو مہینے کا زندہ رہ کر مرگیا۔ مگر برہان نظام شاہ نے نہ تہنیت دی نہ
تعزیت کی اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ کو برہان نظام شاہ سے ایک گونہ کدورت
پیدا ہوئی۔ دلاور خان کی تحریک وتجویز سے غرہ جمادالثانی سنہ مین برہان نظام شاہ
نے عادل شاہ کے ملک مین نہب وغارت شروع کی اور قصبہ منگلسر مین جو بیجاپور سے تیس
کروہ ہے قلعہ بنایا جسکو ابراہیم شاہ نے یہ کہا کہ یہ قلعہ بنانا اسکا ایسا ہے کہ جیسے لڑکے
خاک بازی مین عمارت بناتے ہین اور خود ڈھاتے ہین غرض اس بادشاہ نے برہان نظام شاہ سے
لڑنے کا کچھ سامان نہین کیا اور موسم برسات مین کہ اس ملک کی خیر الفصول ہے [illegible]

چھہ ہزار سواروں کے ساتھ بلگوان روانہ کیا اس نے قلعہ کو جاکر گھیر لیا۔ پادشاہ کے
حکم سے عین الملک نے بھی جاکر وہان اپنا مورچہ جمایا مگر پوشیدہ پوشیدہ شہزادہ کو غلہ
اور آذوقہ پہنچایا جب یہ حال اسکا پادشاہ کو معلوم ہوا تو اسکو بہانہ بناکے اپنے پاس بلایا
اور اسکی بہت خاطر کی اور اسکو اپنی جاگیر پر رخصت کیا وہ رکبری مین آیا یہان آن کر
شہزادہ کی امداد غلہ اور آذوقہ سے کی۔ ان دنون مین حیات خان کوتوال بیجاپور
الیاس پاس گیا تھا اُسنے مراجعت کے وقت پرگنہ رکبری مین عین الملک کو بیٹے اوٹھے
ہاتھون لیا اور حرامخوری کا الزام لگایا جس سے عین الملک نے حیات کو پابزنجیر کیا اور یہ
سمجھ کر کہ آگ کو دامان کے نیچے نہین چھپا سکتے اس لئے چارون طرف احکام بھیجے کہ شہزادہ
کی اطاعت کرو اور برہان شاہ کو بھی اس لئے بلایا کہ بغیر آپ کی توجہ کے اسمعیل کے سر پر
تاج نہین رکھا جا سکتا برہان شاہ نے پہلے حقوق اور عہد و پیمان کو بالاے طاق رکھا
اور امداد کا نامہ مہر لگاکے بھیجدیا چارون طرف ملک مین بدنظمی نے پانون پھیلائے
لیبیا رہ چند رایون نے سرکشی کی۔ الیاس خان ورومی خان دشمنون کے ساتھ موافقت
کرنے سے متہم ہوئے اور امارت سے معزول اور مقید ہوے۔ پادشاہ نے امرا کی
طلب مین چارون طرف فرمان جاری کئے۔ عالم خان دکنی آیا۔ عین الملک نے بلگوان کو
پادشاہ کے لشکر سے خالی پایا۔ الخش خان کو بہت روپیہ دیکر دس ہزار سوار اور بیس ہزار
پیادے جمع کئے اور بلگون مین گیا۔ برہان نظام شاہ کا بھی انتظار نہ کیا اور اسمعیل شاہ
کے سر پر چتر رکھ دیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے حمید خان حبشی کو سرلشکر کیا۔ حمید خان
بہت جلد بلگوان گیا عین الملک نے اس سے درخواست کی کہ وہ شاہزادہ کی اطاعت
کیلئے حمید خان نے کہا کہ مین جنگ کے ارادہ سے نہین آیا بلکہ شہزادہ کی اطاعت کے
لئے آیا ہون اگر اب برہان شاہ کا انتظار نہ کرکے شہزادہ کو لیکر میرے پاس چلے آؤ
تو یقین ہے کہ گوہر مقصود بے زحمت و مشقت و بے منت غیر ہاتھ لگ جاے
حمید خان کے جل مین عین الملک آگیا اس نے برہان شاہ کا انتظار نہ کیا جو پوشیدہ

امرا ہو دلیری اور کشی وزیر تھے وہ ملکنگ سدھارے گئے مکر و غدر سے متوحش تھے اور لشکر [illegible] دلیری نہین کرتے تھے بیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر ان حدود کے کوہستان مین بیٹھ گئے اور باج و خراج دینے سے انکار کیا۔ ربیع الثانی سنہ مین انسے لڑائی ہوئی تین روز تک معرکہ گرم رہا۔ غالب و مغلوب متمیز نہ ہوتا تھا لیکن ان رایون مین آپس مین تفرقہ ہوا ہر ایک اپنے دار القرار مین گیا اول فوج شاہی نے قلعہ جرہ کو محاصرہ کرکے اسپ ناناسا کو مطیع کیا دو تین روز مین قلعہ سواری کو دینکنا دری کے قبضہ مین نکال لیا قلعون کی تسخیر اور رایون کی تادیب ہو رہی تھی کہ بلگان کے فتنے کی خبر منتشر ہوئی اور تبھی خان ملیبار سے بیجاپور بلایا گیا۔

ملہار کے دو بیٹے اسمٰعیل و ابراہیم تھے جنمین شہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا۔ اسمٰعیل تین برس کا تھا بھائی کے ساتھ رہا کرتا جب بڑا ہوا تو قلعہ بلگوان مین مقید ہوا ابراہیم عادلشاہ نے اسکے پاؤن کو زنجیر سے نکال دیا اور قلعہ مین اسکے لئے سامان عیش مہیا کر دیا ہزار ہون ماہوار کر دیا اور ہمیشہ اس پر طرح طرح کی عنایتین کرتا رہا اسکے لئے دنیا کے سارے عیش موجود تھے مگر وہ قلعہ سے باہر نہین جانے پاتا تھا۔ اب اس نے کوتوال و قلعہ کے لشکر اور بعض امرائے شاہی کو اپنا طرفدار بنا کر کھلی بغاوت اختیار کی بھائی نے اسکو لکھا کہ انکسار کے ساتھ اعتذار کرو اور اپنی تقصیرات کے تدارک مین مشغول ہو تو جو لطف برادرانہ اور مراحم خسروانہ تم پر کرونگا نہین لشکر سے تیرا سر کچلونگا جب بادشاہ کا رسول نوع عالم کریم الشلح قطب عالم کی اولاد مین تھا بلگوان مین آیا تو اسمٰعیل نے اسے قید کیا جب سراب کی مانند بے صواب سمجھا اور برہان شاہ سے اعانت چاہی وہ تو یہہ چاہتا تھا اس نے اسمٰعیل کو لکھا کہ تم کو یہ کام کرنا چاہیے کہ اول امرائے کبار بیجاپور کو کسی ڈھب سے اپنا یار بنانا چاہیے خصوصاً عین الملک کو جسکی جاگیر بلگوان کے قریب ہو عین الملک نے نفاق کا پیشہ اختیار کیا ظاہر مین شاہ کا خیر خواہ معلوم ہوتا تھا اور باطن مین وہ شہزادہ کی مدد کرتا تھا بادشاہ نے الیاس خان کو بلنج

احمد سنہ ۸۹۵ھ ۱۴۹۰ع برہان سنہ ۹۱۴ھ ۱۵۰۸ع حسین سنہ ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ع مرتضی سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۶۵ع میران حسین سنہ ۹۹۶ھ
اسمعیل سنہ ۹۹۷ھ ۱۵۸۸ع برہان دوم سنہ ۹۹۹ھ ۱۵۹۰ع ابراہیم سنہ ۱۰۰۳ھ ۱۵۹۴ع احمد دوم سنہ ۱۰۰۳ھ ۱۵۹۴ع —
بہادر سنہ ۱۰۰۴ھ ۱۵۹۵ع —

احمد شاہ ۔ ملک نائب نظام الملک بحری کا بیٹا تھا اور ملک نائب بیجاپور کے برہمنون کی اولاد
مین تھا ۔ نام اسکا اصلی تیما بھٹ تھا اور اسکے باپ کا نام بھیرو تھا ۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے
زمانہ مین بیجانگر مین وہ مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوا اور ملک حسن اسکا نام ہوا اور بادشاہی
غلامون مین شمار ہوا ۔ سلطان احمد شاہ نے اسکو یہ دیکھکر کہ ہندی کی نوشت خواند مین لائق
اور قابل ہے اسکو اپنی بڑی بیٹے محمد شاہ کے حوالہ کیا ۔ اس شہزادہ کے ساتھ اسنے تھوڑے دنون
مین فارسی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ۔ وہ عوام مین ملک حسن بھیرو مشہور ہوا ۔ مگر شاہزادہ کے منہ سے
اچھی طرح بھیرو کا تلفظ نہین ہو سکتا تھا اس لئے اسنے بھیرو کی تحریف کرکے بحری کر دیا اس لئے خاص و
عام مین اسکا لقب بحری ہو گیا ۔ بعض کہتے ہین کہ شاہزادہ نے اپنی خاص بحری شکاری اُسکے
سپرد کی تھی اور قوش بیگی یعنی کل شکاری جانورون کی افسری دی تھی اسلئے بحری اسکے
لقب مین داخل ہوا آہستہ آہستہ اسکے القاب خطاب بڑھتے بڑھتے وہ نظام الملک بحری
ہوا اور خواجہ جہان گاوان کی عنایت سے وہ تلنگ کا طرفدار ہوا خواجہ جہان کے مرنے
کے بعد اسکا قائم مقام ہوا اور ملک نائب کا خطاب اور سرلشکر کا منصب پایا پھر وہ سلطان محمود
بہمنی کا وکیل السلطنت ہوا ۔ سلطان محمود نے اسکی سابق جاگیر پر بیر اور پرگنون کو اضافہ
کیا جنکو ملک نائب نے اپنے بیٹے ملک احمد کو حوالہ کیا اور خواجہ جہان دکنی کی ہمراہ جنیر بھیجا
اب جنیر حاکم نشین ہو گیا تھا یہان ملک احمد نے اقامت اختیار کی اور ضبط و نسق مین مشغول
ہوا ہر چند ملک نظام الملک بحری پادشاہ سے فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا کہ قلعہ بیر اور
جوند ملک احمد کو حوالہ کرین مگر ایک مرہٹون کی جماعت کو جنیر خواجہ جہان گاوان نے اعتماد
کرکے ان قلعون کو حوالہ کیا تھا وہ ان فرامین پر عمل نہین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہما

جو بیدر مین آیا تھا چند منزلون کے طے کرنے کے بعد ایک میدان مین حمید خان اور امرا سے لڑائی ہوئی جسنے اسکو بادشاہ بنایا وہ خاطر جمع اور دل شاد شراب مین مشغول ہوا کہ حمید خان نے نزدیک آن کر توپ و ضربزن و تفنگ سے آتشباری شروع کی جسکا انجام یہ ہوا کہ عین الملک کا سر کاٹا گیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا گیا اور وہ توپ مین اڑایا گیا اور شہزادہ اسمعیل سنگیر برہان نظام شاہ جو پرینده مین شہزادہ کی اعانت کو آیا تھا احمد نگر واپس گیا۔

جب بادشاہ کو ملکوان کے سرکشون سے فراغت ہوئی تو اور سرکشون کی فکر ہوئی اکسی کو مجبوس کسی کو معزول کیا۔ گھر کے چورون کو نکالا اور آستین کی آگ کو بجھایا۔ ایام فتور مین کرناٹک کے کسی راجہ نے قلعہ چندر کوٹی کو ابراہیم عادل شاہ کے اہلکارون سے چھین لیا تھا۔

وجیانگر کے راجہ کو یہ فکر تھا کہ ابراہیم عادل شاہ ضرور اس قلعہ پر لشکر کشی کریگا۔ عالی شاہ پسر عین الملک باپ کے مرنے کے بعد اس راجہ پاس آیا تھا اسنے رائے کو صلاح دی کہ برہان شاہ والی احمد نگر سے اتفاق کیجیے اور آپ اس طرف سے اور وہ اس طرف سے عادل شاہ کے قلعون اور ملکون پر متصرف ہون رائے نے یہ رائے پسند کی یہ برہان شاہ اور رائے مین یہ امر قرار پایا کہ رائے قلعہ بیکاپور و مدکل پر متصرف ہو اور برہان شاہ قلعہ شولاپور شاہ درک کو اپنے تصرف مین لائے۔ برہان شاہ نے مرتضی خان انجو کو سپہ سالار بنا کر شولاپور اور شاہ درک کے فتح کرنے کے لیے بھیجا جب یہ سپہ سالار پرینده کے قریب آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی رائے وجیانگر نے جنبش بھی نہیں کی اسلیے یہان توقف نہین کیا اور قصبون کو لوٹا۔ اذبک بہادر نے زیادہ دست درازی کی تھی وہ مارا گیا اس عرصہ مین برہان نظام شاہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکی جگہ ابراہیم نظام شاہ جسکی ماں حبشن تھی بادشاہ ہوا اس سبب سے امرائے حبشی کا اعتبار زیادہ ہوا ابراہیم عادل شاہ اور ابراہیم نظام شاہ کے لشکرون مین سخت جنگ ہوئی جس مین ابراہیم نظام شاہ مارا گیا۔ ان دو خاندانون مین ہمیشہ جوتی پیزار رہی۔ باقی حال اس بادشاہ کا اور اسکے خاندان کا تاریخ نظامیہ شاہیہ کے بیان مین لکھا جائیگا۔

چاہتا ہے تو وہ لشکر نصیر الملک اور زین الملک کو حوالہ کرکے قصبہ جاکنہ مین جو زین الدین علی کا مسکن
مقام تھا یلغار کرکے رات کو پہنچا وہان کوئی آدمی محافظت مین مشغول نہ تھا اور قلعہ کی دیوار پر
زینے لگائے اور سب اوّل قلعہ مین وہ آیا اور ستر آدمی اسکے پیچھے آئے پھر چارون طرف سے قلعہ مین
سکے سوار آئے اہل قلعہ غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اسکے سپاہی سات سو تلوار ماراکر
قتل ہوئے اور قلعہ جاکنہ مفتوح ہوا نصیر الملک بھی تین ہزار آدمیون سے شیخ مودی سے دو دفعہ
لڑا اور اسکو شکست دی مگر تیسری دفعہ مین شکست فاش پائی اور ظریف الملک پاس بھاگ
گیا۔ احمد نظام شاہ نے جاکنہ سے فارغ ہوکر شیخ مودی کے لشکر پر کشت و خون مارا
جسمین شیخ مودی عرب بہت دکنیون اور حبشیون کے ساتھ مقتول ہوا اسکا خیمہ و خرگاہ دیا
انتقال نظام شاہیہ کی گنتی اسباب بہنچ کا سبب تھا احمد نظام جنیر مین آیا اس خبر کے سننے سے سلطان
محمود آشفتہ ہوا عظمت الملک کے ساتھ ستر امرائے نامدار اور لشکر جرار کو جنیر کے لئے نامزد
کیا۔ احمد نظام احمد آباد بیدر یلغار کرکے اور دروازہ بانون سے سازش کرکے شہر مین رات
کو گیا اور اپنے باپ کے سب متعلقین کو پالکیون مین سوار کراکے جنیر کو روانہ کیا اور خود تمام امرا کے
زن و فرزند کو پکڑکر باہر چلا آیا اور قلعہ پرینده کو چلا امراء کے زن و فرزند کے حفظ و ناموس مین
نہایت کوشش کی۔ امراء حوالی قصبہ بیر مین اسکے نزدیک آئے اور پیغام دیا کہ ہم اس سبب کہ تو نے
ہمارے حفظ ناموس مین سعی کی اور اپنی اولاد کی طرح انکو رکھا تیرے ممنون ہین لیکن شرط مردی کا
مقتضاء یہ نہین ہے کہ او باشون اور چورون کے طور پر ہمارے سامنے سے بھاگ کر عورتون کا
متعرض حال ہوا اور جو کام گبرو فرنگی کے مذہبون مین درست نہ ہو تو اسکا مرتکب ہو۔ احمد
نظام نے اس پیغام پر امیرون کے اہل و عیال کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بھیجدیا اور خود قلعہ
پرینده کی طرف چلا اس اثناء مین سلطان محمود کا فرمان آیا جس مین امراء کو یہ سرزنش کی گئی
کہ ملک احمد بحری تو بحری کی طرح دراز پرواز کرتا ہے اور تم اسکے خوف سے خیمہ و خرگاہ آشیانو
مین اسکے چنگل سے مرغ جان کے بچانے کے لئے گھستے ہو۔ اگر تم اس باغی کو گرفتار کرکے درگاہ
مین لائے تو فبہا ورنہ یقین جانو کہ تم قہر و غضب شاہی مین گرفتار ہوگے اور اپنے

بادشاہ محمود بہمنی بالغ ہوگا تو اسکو حوالہ کر دینگے لیکن ملک احمد نے اہل بیر کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چھ مہینے محاصرہ رہا اہل قلعہ نے تیغ و کفن گلے میں ڈالکر اپنے تئیں ملک احمد کے حوالہ کیا۔ ملک احمد نے ان سے پنج سالہ خراج وصول کیا اور بعد ازان قلعہ جوند۔ لوہ گڈھ۔ تونگ۔ کوری کوتہ۔ کنیانہ۔ سنگھو۔ پورندھر۔ بھوپ۔ جودھن۔ مرنجن۔ گھوڑ۔ رگ۔ ماہولی۔ پالی کو جبراً و قہراً مسخر کیا اور کانکن پر بالکل قبضہ کر لیا۔ قلعہ ڈنڈا راجپوری کی تسخیر میں مصروف تھا کہ اپنے باپ کے قتل کی خبر سنی تو وہ محاصرہ چھوڑکر جنیر میں آیا اور اپنے باپ کا لقب اپنے اوپر اطلاق کیا تو وہ احمد نظام الملک بحری مشہور ہوا اور تھوڑے دنوں میں قصبہ بیر اور سیوگانو و پٹن وغیرہ کے حوالی کا ایسا ضبط کیا کہ اس کی مملکت میں تغلبی مذہب اہن کا تعرض چھوڑ دیا۔ اور کاہ ربا نے کاہ پر سے دست تصرف اٹھا لیا تھا (ان تشبیہات سے مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص دوسری چیز کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا تھا گو وہ مقتضائے طبع ہو یعنی کوئی کسی پر دست درازی نہیں کر سکتا تھا) ایام شباب میں اور یارا راجہ کے ساتھ کندبیل و راجمندری میں لڑنے سے اسکی شجاعت و مردانگی ایسی عالمگیر ہو گئی تھی کہ ہر چند سلطان محمود امیرن منصبداروں و علمداروں کو اُسکے تسلط و استیلا کے دفع کرنے کے لئے نامزد کرتا تھا مگر ان میں بعض قوت و توانائی نہ ہونے کے سبب سے اور بعض عاقبت اندیشی اور دوربینی کی وجہ سے اس امر کو قبول نہیں کرتے تھے احمد نظام الملک نے ظریف الملک افغان کو امیر الامرا کیا نصیر الملک گجراتی کو امیر جملہ بنایا اور زین الدین علی طالش حاکم چاکنہ پاس اپنا آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ مجھے تیرا ہمسایگی منظور ہے اسلئے میں آپ کو اپنی دولت میں شریک غالب کرتا ہوں اس نے اس بات کو قبول کر لیا اور اسکا مطیع ہو گیا۔

احمد نظام شاہ کے استیصال کے لئے شیخ محمودی عرب بہادر الزمان بارہ ہزار سوار لیکر جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نظام نے اپنے اہل و عیال کو جنیر کے قلعہ سینیر میں بھیجدیا اور خود لشکر جاہی کے قریب آیا اور اپنی سپاہ کی قلت اور دشمن کے لشکر کی کثرت کے سبب جنگ سے محترز ہوا۔ شیخ زین الدین علی نے کنار و ضلع و اطوار سے یہ دریافت کیا کہ وہ محمودی عرب جا لشکر سے ملنا

وجیہ دولت آباد کا تھانہ دار تھا اور ملک اشرف حاکم ولایت تھا انہون نے ان حدود کا ایسا
انتظام کیا تھا کہ دولت آباد کے متمرد اور قطاع الطریق جو شہرۂ آفاق تھے انکو سلطان پور
و نندربار کی سرحد تک اور بالکانہ گجرات تک ایسا صاف کیا کہ سوداگر بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔
رعیت اُن سے راضی اور انکی شاکر تھی اور ولایت معمور و آباد ان تھی۔ جب سلطنت بہمنیہ
مین خلل پڑا تو مرہٹون کے ایک امیر نے قلعہ کالنہ تغلب سے لیلیا تھا اُس نے بھی راہزنی سے احتراز
کرکے اطاعت قبول کی یہ دونو بھائی ملک نائب کے حق تربیت کا پاس لحاظ کرکے احمد نظام شاہ
سے دوستی رکھتے تھے اُسنے بھی اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ بیاہ دیا جسکے
سبب سے مصادقت مواصلت سے مستحکم ہوئی۔ جب انکے لڑکا پیدا ہوا تو احمد نظام شاہ نے اسکا
نام موتی رکھا جو خود اسکا نام لڑکپن مین تھا ملک اشرف کو بھائی سے ایسی عداوت ہوئی
کہ اُسنے اُسکو و بھتیجے کو مار ڈالا اور حکام برہانپور و برار سے محبت و وداد پیدا کیا سلطان محمود
گجراتی سے عرائض اور تحائف بھیجکر اپنے تیئن منسوب کیا زینب فریاد کرتی ہوئی بھائی پاس جنیر
گئی بھائی نے اُسکو دلاسا دیا اور ۹۰۵ھ مین جنیر سے لشکر و جمعیت کے ساتھ دولت آباد
کی طرف روانہ ہوا۔ جب نبکاپور کے حوالی مین اپنے باغ مین آیا تو قاسم برید کے ایلچی اُس پاس آئے
کہ یوسف عادل خان نے احمد آباد بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہی اگر آپ دولت آباد کے ارادہ کو ترک
کرکے اس طرف آئین تو مین آپکے ساتھ دولت آباد کی تسخیر مین سعی کرونگا۔ احمد نظام شاہ
احمد آباد بیدر چلا گیا اور جو کچھ کام اُس نے کیا وہ واقعات سلطان محمود مین بیان ہوا ہے
احمد نظام شاہ دولت آباد آیا دو مہینے تک محاصرہ رکھا جب اسکا جبر و قہر سے لینا دشوار
معلوم ہوا تو جنیر کو چلا گیا۔ اثناے راہ مین قصبہ نبکاپور (ببگار) مین جو دولت آباد اور جنیر کے
ما بین ہی ایک شہر بنانے کا ارادہ کیا کہ اسکو دار الملک بنائے اور ہر سال جب خریف و ربیع
مین غلہ کے کاٹنے کا وقت آئے تو دولت آباد و لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے۔ اور
دولت آباد کے اندر آدمیون کو قوت لایموت سے عاجز کرے سنہ ۹۰۰ھ مین منجمون سے
نیک ساعت پوچھ باغ نظام کے مقابل سین ندی کے کنارہ شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر

تم باپ دادا کی آبرو کو خاک مین ملاؤگے امراء نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ ہم سپاہی ہین اور
تلوار مارنا اور دشمن کو مستاصل کرنا ہمارا کام ہی اگر غفلت ہی تو عظمۃ الملک وزیر کی ہی اگر دوسرا
دبیر آئے تو دشمن اچھی طرح دفع ہو جائیگا بادشاہ نے عظمۃ الملک کو اپنے پاس بلا لیا اور جہانگیر خان
کو اقطاع تلنگ سی تین ہزار سوارون کے ساتھ کو لاس سی بلا کر سرلشکر مقرر کیا۔ جہانگیر خان
شجاعت و حسن تدبیر مین دکن مین یکتا تھا غرض دونو لشکر چل کر نبکاپور مین چھ کوس کے فاصلے
خیمہ زن ہوئے ایک مہینے تک ایک دوسرے کے مقابل بے حرکت پڑے رہے۔ برسات کا موسم
آگیا تھا اور احمد نظام کے حال کو جہانگیر خان نہایت زبون جانتا تھا تو وہ عیش و عشرت مین
مشغول ہوا اور می روح پرور کے پینے مین اور نغمات دلکش کے سننے مین مصروف ہوا غنیم کا
وجود اصلا نہ جانا اس گروہ کی بیخبری کی خبر احمد نظام کو پہنچی تو ۳ رجب ۸۹۵ھ مین تارون
کی چھاؤن مین وہ دشمن پر حوادث روزگار کی طرح جا پہنچا۔ کسی کو پیکار و قتال کی مجال
نہ ہوئی بعض نے خواب مستی مین آخرت کی راہ لی بعض نے آنکھین کھولین تو اجل نظر پڑی
عدم آباد کو چلے جہانگیر خان و سید اسحق و سید لطیف اللہ و نظام خان و فتح اللہ خان کشتہ
ہوئے اور اسکے سوائے باقی امرا اسیر ہوئے احمد شاہ نے انکو بھینسے پر سوار کر کے اور انکے جامہ کو زانو
تک پارہ کرا کے اپنے لشکر مین پھرایا اور جان کی امان دیکر دار الملک کو روانہ کیا اس لڑائی کا
نام جنگ باغ مشہور ہوا اسلیئے کہ احمد نظام نے یہان فتح ہوئی تھی ایک باغ لگایا تھا اس
باغ کو نظام کی اولاد بڑا مبارک جانتی تھی۔ احمد نظام جنیر مین گیا اور یوسف عادل خان کے
اتصواب سے خطبہ مین سے سلطان محمود کا نام نکال ڈالا اور اپنا نام داخل کیا اور چتر سفید جو
اس زمانہ مین بادشاہ دہلی اور شاہ گجرات و شاہ منڈو کا نشان شاہی تھا سر پر رکھا
اب احمد نظام شاہ نے بندر راند راج پوری کی تسخیر کا ارادہ کیا و بند جیول کے
پاس تھا دو مہینے یا ایک سال تک محاصرہ کر کے مصالحت سے اسے لے لیا اور قلعہ دولت آباد
کی تسخیر کا ارادہ کیا وہ جانتا تھا کہ اس قلعہ کو زور سے نہین لے سکتا اسلیئے اسنے [illegible] ملک وجیہ و ملک اشرف
[illegible] کا انتقام [illegible] دونو بھائی تھے اول [illegible] کے نوکر تھے [illegible]

اُس کی مظاہرت اور معاونت کے لیے آیا ہو آپ از روے اخلاص و دولتخواہی سلطان سے
عرض کرین کہ صلاح دولت اس مین ہے کہ ایسا منازعت کو تاہ کرین نصرت و ہزیمت مشیت
حق مین ہوتی ہے اگر سلطان کو نصرت نصیب ہوئی تو خلقت کہیگی کہ سلطان محمود نے جنود بے عدد
سے چھوٹے آدمی پر غلبہ پایا اور اگر معاملہ منعکس ہوا تو یہ بے ناموسی قیامت تک رہیگی۔ یہ نصیحت جب
سلطان کے روبرو پیش ہوا تو وہ صلح و جنگ مین متردد ہوا۔ نظام شاہ نے سلطان گجرات کے فیل
بحری سال کے فیلبانون کو بہت سیم و زر دیکے یہ قرار دیا کہ فلان اندھیری رات مین کہ شاہ گجرات
نے خیمہ و خرگاہ مین آرام کرین تو اس ہاتھی کو لشکر مین چھوڑ دینا۔ اس شب موعود مین نظام شاہ
نے کچھ اعوان کے لشکر کی طرف پانچہزار پیادے و توپچی و کماندار و باندار اور پانچہزار سوار تیرانداز
روانہ کیے کہ کمینگاہ مین بیٹھین اور جب لشکرگاہ مین شور و غوغا ہو تو اطراف سے آنکر تفنگ اور بان
دشمنون پر چلاوین۔ یہ لشکر دشمن کے لشکر کے حوالی اور اطراف مین چھپ کر ہو بیٹھا جب آدھی
رات ادھر اور آدھی رات اُدھر ہوئی تو فیل بحری سال کو چھوڑا جسنے لشکر مین غل غپاڑہ ہوا
کمینگاہ سے پیادہ اور سوار نے نکل کر نفیر و نقارہ بجاکر تیر و تفنگ و بان چلانے شروع کیے۔
امرائے گجرات لشکر دکن و خاندیس کو غرور کے سبب سے خاطر مین نہین لاتے تھے خیمون مین خواب غفلت
مین پڑے سوتے تھے وہ اس غل و شور سے بیدار ہوئے اور سراسیمہ ہو کر سواری پر آمادہ ہوئے
فیل بحری سال نے سراپردہ شاہی کے پرچے اڑا دیے اہل سراپردہ نے شیون و غوغا کیا تو سلطان
محمود چند معدود آدمیون کے ساتھ تین کروہ پر بھاگ گیا امرائے گجرات نے فوجون کو آراستہ
کرکے جنگ کی۔ دکنیون نے اپنی لشکرگاہ مین مراجعت کی۔ اعیان لشکر سلطان کو فتح کی مبارکباد
دینے آئے تو اسکو سراپردہ مین نہ پایا تو سب امرا یہ بہانہ بناکے کہ ہوا مین تعفن ہے پادشاہ
پاس چلے گئے پھر فریقین مین صلح ہوگئی اور انہون نے اپنے اپنے مسکنون کو کوچ کیا۔
گجرات کے مورخون نے اس جنگ کا حال شرح و بسط سے نہین لکھا اس مین ننگ سلطان
کی ہیٹی ہوتی تھی یہ بھی معلوم نہین کہ یہ بیان جھوٹا ہے یا سچا ہے۔
نظام شاہ نے دولت آباد کا پھر سختی کے ساتھ محاصرہ کیا اور ملک اشرف نے سلطان محمود

اسکا نام احمد نگر رکھا اور وہ دو تین سال میں بڑا شہر ہو گیا اور ہر سال دو دفعہ لشکر نظام شاہ
دولت آباد پر تاخت و تاراج کر کے زراعت کو خراب غلہ کو غارت کرتا اور رعایا کے گھر جلا کر
خاک سیاہ بناتا۔

وقائع نظام شاہ بحری میں جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ کے عہد میں تصنیف کیا
ہے اور تمام کرنے سے پہلے مر گیا ہے وہ لکھتا ہے کہ احمد نظام شاہ بحری کی دولت کا آوازہ
جب دور و نزدیک حکام نے سُنا تو عادل خان بن مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے
احمد نظام شاہ سے اتحاد پیدا کیا دو ہزار آدمیوں کی کمک ہر سال مقرر کی کہ وہ ہمیشہ دولت آباد
کے سفر میں نظام شاہ کے لشکر کے ہمراہ ہوا کریں اور اس کی تسخیر میں کوشش کریں اور اس نے فتح اللہ
عماد الملک سے بھی دوستی کر کے برخلاف اپنے آبا و اجداد کے سلطان محمود گجراتی سے مخالفت
کی اور ہر سال جو مال بھیجا کرتا تھا وہ موقوف کیا سلطان محمود بیگرہ ۹۰۵ھ میں سیر کو نکلا تو
ملک اشرف حاکم دولت آباد نے فرصت پا کر اپنے آدمی اسکی خدمت میں بھیجے اور احمد نظام شاہ
کے تسلط کی اور قلعہ کے محاصرہ کرنے کی اور خرابی ولایت کے شکایت کی اور اسکو بلایا۔

سلطان محمود قلعہ دولت آباد کی طمع میں لشکر عظیم جمع کر کے دکن کی طرف متوجہ ہوا جب وہ
سلطان پور اور ندربار کے قریب آیا تو عادل خان فاروقی نے احمد نظام شاہ کو کمک کے لیے
بلایا وہ دولت آباد کا محاصرہ چھوڑ کر پندرہ ہزار سواروں کے ساتھ برہانپور میں آیا اور
عماد الملک بھی برار کا لشکر لیکر کمک کو آن موجود ہوا۔ سلطان گجرات قلعہ آسیر کے قریب آیا تو
احمد نظام شاہ کے حکم سے میاں احمد نصیر الملک نے اُس سے مراسلت شروع کی اور سلطان کے
مقرب کو لکھا کہ ہر چند احمد نظام شاہ کا ملازم بندہ ہے۔ مگر میری آب و نان گجرات ہی
میں گزری ہے اور میں وہیں پلکر بڑا ہوا ہوں اس نمک کی دولتخواہی میری گھٹی میں پڑی
ہے مجھے تعجب ہے کہ سلطان کشورستان امور جزئیہ کے لئے اپنے نفس نفیس سے ایسی مہمات [illegible]
کا مرتکب ہو حاکم برہانپور جو ہمارے ایک امیر کی برابری لشکر و جمعیت میں نہیں کر سکتا ہے
[illegible] کے لئے آنا مصلحت اس وقت کہ دکن کا جوان بخت بادشاہ سپاہ صف شکن [illegible]

طرف کوچ کیا اس عرصہ مین ملک لادون تیسرا تخت کا دعویدار کھڑا ہوا اسکے پاس قلعہ آسیر تھا اس نے دونون شاہون کی اطاعت سے انکار کیا احمد نظام شاہ اور عماد الملک حاکم کاویل برہان پور مین آگئے اور حقیقت حال پر آگاہ ہوئے اور انہون نے سُنا کہ سلطان محمود گجراتی تال نیر مین تاپتی کے کنارہ پر آگیا ہی تو ان مین سے ہر ایک نے چار چار ہزار سوار ملک حسام الدین کی کمک کے لیئے مقرر کرائے اور خود دونون کہ کاویل مین چلے گئے اور یہان سے احمد نظام شاہ دولت آباد کو چلا گیا خانزادہ عالم خان خاندیس سے بھاگ کر احمد نظام شاہ پاس چلا آیا۔ جب سلطان محمود نے مراجعت کی تو نظام نے سلطان محمود سے بذریعہ کتابت درخواست کی کہ خانزادہ عالم خان میری جانب مین التجا لایا ہے مین متوقع ہون کہ آسیر و برہان پور کی ولایت کا کچھ حصہ اسکو بھی عنایت ہو۔ سلطان پہلے ہی سے نظام شاہ سے آزردہ تھا اس نے ایلچی سے درشتی کی۔ اور کہا کہ سلاطین بہمنیہ کے غلام زادہ کی کیا مجال ہے جو سلاطین سے برابر کی کتابت کرتا ہے اور اپنی گلیم سے قدم باہر رکھتا ہے اگر اپنے اوضاع سے نادم و تائب نہ ہوگا تو عنقریب گوشمالی پائیگا۔ احمد نظام شاہ اس بات کو بی کر چپکا ہو رہا اور عالم خان کو ساتھ لیکر احمد نگر چلا گیا۔

۹۱۴ھ مین نصیر الملک کہ اسکی دولت کا کارکن تھا مر گیا اور اس کی جگہ کمل خان حبشی مقرر ہوا دو مین مہینے کے بعد وہ خود بیمار ہوا اور شاہزادہ برہان کو اس نے ولیعہد کیا جسکی عمر سات برس کی تھی۔ امراء سے اسکی اطاعت کا عہد و پیمان لیا پھر وہ مر گیا۔ انیس برس سلطنت کر گیا اس بادشاہ کی عادت تھی کہ جب سوار ہوتا تو داہنے بائین طرف نہین دیکھتا۔ کہ مبادا کسی نامحرم عورت پر نگاہ جا پڑے۔ قلعہ کاویل کی فتح مین ایک عورت نہایت حسین قیدیون مین تھی جب یہ رات کو ہمصحبت ہونے کے لئے اس پاس آئی تو اسکی زبانی جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ اسکا شوہر اور مادر و پدر اسیر ہین تو انکو چھوڑ کر اس عورت کو حوالہ کیا یہ اسکی عادت تھی کہ جو شخص میدان رزم مین لوازم شجاعت

بجوان کو عریضہ لکھا کہ احمد نظام شاہ کا تسلط و استیلا بڑھتا جاتا ہی اگر حضور تشریف لائین اور
اس ملک کو بچائین تو مین قلعہ مین آپکا خطبہ پڑھواؤن اور سال بہ سال باج و خراج خزانہ مین
داخل کرون سلطان اہل دکن کی تادیب و گوشمالی کرکے پہلے اپنی گریز کا انفعال مٹانا چاہتا
تھا وہ دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ احمد نظام شاہ محاصرہ کو چھوڑکر احمد نگر کی طرف چلا
ملک اشرف نے محاصرہ کی ضیق سے نجات پائی اور سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا اور ہر سال خراج
بھیجنا قبول کیا۔ سلطان نے عادل خان سے بھی چند سال کا خراج وصول کیا اور اپنے وطن
مین گیا۔ جب نظام شاہ نے یہ خبر سُنی تو سال کے آخر مین دولت آباد کی طرف بحری کی
سے گیا۔ ملک اشرف نے جو سلطان محمود کا خطبہ پڑھوایا تھا اور اُس سے ملاقات کی تھی تو اہل حصار
اُس سے متنفر ہو گئے تھے اور احمد شاہ نظام کو مخفی عرائض بھیجے تھے کہ ہم آپ کے بندے ہین اور آپکو
خداوندی کے لئے لائق جانتے ہین۔
معتقد اور دولت خواہ ہین آپ تشریف لائیے اور ہماری جانفشانی دیکھئے احمد نظام شاہ دو
تین ہزار سوار لیکر دولت آباد مین آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ملک اشرف کو قلعہ کے لشکر کا حال معلوم ہوا
جسمین مرہٹے تھے غم و غصہ سے بیمار ہوا پانچ چھہ روز مین مر گیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ کی کنجیان احمد نظام شاہ
کو حوالہ کین اُس نے قلعہ کی سیر کی اور اُس کی ضروری مرمت کی اسکو اپنے معتمد کو سپرد کرکے احمد نگر
کو مراجعت کی اور باغ نظام مین ایک حصار گل و سنگ سے بنایا اور اُس کے اندر عمارات عالیہ
کی بنیاد ڈالی اور اُسمین دلکش تصویرین سرخ و زرد آبگینہ کی مانند بنائین اور ان سنوات مین
سمندر کے کنارون کے قلعون کو بالکل مسخر کیا۔ راجہ کالنہ و بگلانہ سے پیشکش لی اور اپنا
مالگذار بنایا۔

سنہ ۹۱۰ھ مین داؤد خان فاروقی مر گیا اسکی جانشینی کے لئے ایک جھگڑا اُٹھا ہوا ملک حسام الدین
مغل جو اس ولتحانہ کا ایک عمدہ امیر تھا اسنے احمد نظام شاہ کی مدد سے عالم خان کو تخت
سلطنت پر بٹھانا چاہا اور محمود شاہ گجرات نے اپنے بھانجے میران عادل خان پسر حسن خان
کو مسند شاہی پر جلوہ افروز کرنا چاہا۔ اس مطلب کے لیئے شاہ گجرات نے خاندیس کی

شاہدہ کیا کہ سید مرتضی و سید حسن کہ دو بھائی نجیح النسب تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ
کے سامنے انکی عزت تھی اور دکن کے معقول آدمیون مین اُن کو لوگ جانتے تھے انکے ورتین حبشی ہیو
سے جو دکنی تھے اور ریش سفید رکھتے تھے اور دکن مین مردم روشناس مین شمار ہوتے تھے کسی
ادنی بات پر بازار کے درمیان کچھ جھگڑا ہوا اول سید مرتضی کا بیٹا کہ بیس سال کا جوان تھا
باپ کی حمایت مین ایک دکنی سے یکبیک لڑا اور قتل ہوا- سید مرتضی نے بیٹے کو کشتہ دیکھا تو
دوسرے دکنی سے لڑا وہ بھی بیٹے کی طرح عدم کو گیا جب سید حسن نے بھائی اور بھتیجے کا حال
دیکھا تو وہ بھی ان تینون دکنیون مین سے ایک سے لڑا اور فنا ہوا ان تینون سیدون
کی لاش بازار سے نہین اُٹھی تھی کہ وہ تین دکنی جنکو مقتولون کے ہاتھ سے زخم کاری لگی تھی
انھون نے قالب خاکی سے روح کو سپرد کی غرض بسبب سابقہ عداوت ایک لحظہ مین چھ گھر
ماتم خانہ بنگئے- فی الواقع دکن کے مسلمان شمشیر بازی اور نیکی مین بےنظیر و بیمثل تھے اور
انکے ساتھ کوئی شمشیر بازی نہین کرسکتا تھا- جب تک اسکو اس فن مین مشاق نہ ہو- اسکی
حمایت یہ ہوئی کہ اکثر دکن کے آدمی ہر روز مین پر شمشیر کی ورزش کرتے تھے جسکے سبب سے
اسپ سواری- تیراندازی و نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری تھے- بس جنگ
فوج مین بجز تخفیف مخالف دکنی نہ ہو عاجز ہوکر ہر زبونی سے زبون تر ہو جاتے تھے
اور خانہ و کوچہ و بازار کی جنگ مین شیر درندہ کی مانند مردانہ ہوتے تھے-
پادشاہان بہمنیہ کی دولت کے جاتے رہنے کے بعد کل سلاطین نے جنھون نے دکن مین حکومت
کی اس فعل شنیع کے دفع کرنے مین کوشش نہین کی بلکہ اسکی ترویج مین سعی کی لیکن ابراہیم
عادل شاہ ثانی کے عہد مین معاملہ یکبیک کی تخفیف ہوئی تھا یہ عمل زشت کسی مملکت مین اور
کسی عہد مین نہ تھا اب امید ہے کہ پادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی برکت سے
بالکل زائل ہو جائیگا- عادل شاہ اور قطب شاہ نے اس مین تخفیف کردی-

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری

برہان نظام شاہ بحری جسکو مروج مذہب اثنا عشری کہتے ہین سات سال کا

کچھ فروگذاشت نہ کرتا تو سب سے زیادہ اُس کی قدر کرتا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ بادشاہ شیر شکار
ہوتے ہیں انکو دشمنون کے شکار کے واسطے جوان بہم پہنچانے چاہئین بادشاہ کو شمشیر بازی کا
شوق تھا اور شمشیر بازی کا علم خوب جانتا تھا قاعدہ ہے کہ بادشاہ کے ہنر کی طالب خلق ہوتی
ہے چھوٹے بڑے سب اس فن مین وقت صرف کرتے جیسے کہ بلاد اسلام مین مکتب خانے ہوتے
ہین ایسے سارے دکن مین شمشیر بازی کو ورزش خانے بن گئے لوگ کسی کام کو اس سے بہتر
نہین جانتے تھے ہر مجلس و انجمن مین سوا اسکے کسی اور بات کا چرچا نہ تھا آب و ہوا ے دکن کا تقاضا
فتنہ خیزی ہے۔ ہر ایک شمشیر زنی مین شیخی بگھارتا اور اپنی برابر دوسرے کو نہ جانتا
جب آپس مین جھگڑا ہوتا تو احمد نظام شاہ پاس مرافعہ ہوتا اور وہ حکم کرتا کہ میری سامنے
مدعی اور مدعا علیہ شمشیر بازی کرین جو اول شمشیر حریف کو لگائے وہ بہتر ہوگا دیوانخانے
مین روز جماعت کی جماعتین آنے لگین دو تین آدمیون کی لاشین روز دیوانخانہ سے جانے لگین
تو بادشاہ اس سے متنفر ہوا اور اس نے کالا چبوترہ مقرر کردیا۔ اس رسم کو انگریزی
مین ڈیول کہتے ہین جسکا رواج تمام یورپ مین کثرت سے تھا مگر ایشیا مین کہین نہین
اسکی ابتدا یہین ہوئی اور اسکا نام یکبک رکھا گیا بادشاہ کا حکم تھا کہ جب دو آدمیون
مین یکبک ہو تو کوئی اسکا ہوا دار اس مین دخل نہ دے انکو حسب دلخواہ باہم شمشیر زنی
کرنے دے تاکہ ان مین ایک غالب دوسرا مغلوب ہو اور جو کوئی اس جنگ یکبک کی
ہوس کرے اور کشتہ ہو تو اسکا قصاص نہ لیا جاے۔ نہ اسکی کچھ پرسش ہو یہ بدعت دکن کے
مسلمانون کو ایسی مرغوب ہوئی کہ احمد نگر سے سلاطین ہند کی وساطت سے جمیع بلاد
دکن مین اُسنے سرایت کی بلکہ شائع و رائج ہو گئی اور اس عمل شنیع کی برائی دلون سے
ایسی محو ہو گئی کہ اب ممالک دکن کے طالب العلم و مشائخ و ملوک و امرا و خوانین اس
یکبک کو کرتے ہین اور اسکو حیثیت اور قابلیت مین علم جانتے ہین اور اگر انکے
فرزند یکبک نہ کرین تو شجاعون مین نہین داخل ہوتے اور انپر سرزنش کرتے ہین
محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ سنہ مین بلدہ بیجاپور مین میری

مل خان لیکر عماد الملک سے لڑنے آیا۔ سنہ [illegible] میں قصبۂ راہوری میں فریقین نے سپاہ آراستہ
کرکے لڑنا شروع کیا۔ اس لڑائی میں برہان نظام شاہ اپنی صغرسنی کے سبب اپنے اتالیق
ور خان کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی عماد الملک کو شکست
ہوئی اور وہ بے توقف ایلچپور کو لوٹ کر بھاگا تمام مال و منال و اسپ و فیل نظام شاہی
لشکر کو ہاتھ آیا کمل خان نے آنکر برار کو خوب لوٹا مارا۔ عماد الملک خان برہان پور فرار
ہوا۔ یہاں کے حاکم نے علماء و مشائخ کی معرفت صلح کرا دی کہ ہر ایک اپنے اپنے مقام
میں گیا۔ کہتے ہیں کہ نظام شاہیہ کے اجداد میں سے کوئی پاتری کا کلکرنی (موروثی محاسب
موضع) تھا کسی سبب سے وہ جلاے وطن ہوکر اپنی ولایت بیجانگر میں چلا گیا تھا اور وہیں
رہتا تھا جب انکے خانوادہ میں سلطنت آئی تو برہمن جو نظام شاہ سے خویشی اور قرابت
رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمدنگر میں آئے اور وطن کا اشتیاق انپر غالب ہوا کمل خان نے
برہان نظام شاہ کی زبان سے عماد الملک کو لکھا کہ مجھکو پرگنہ پاتری سے بہ نسبت
ہے اور اب وہ تجھ سے متعلق ہے اور ہماری سرحد میں واقع ہے دوستی و یاری کا مقتضا
ہے کہ وہ مجھکو دیدو اور اسکی عوض میں لو کوئی اور پرگنہ میرے ملک کا جو اس سے محصول
میں زیادہ ہو لے لو۔ عماد الملک نے یہ بات نہیں قبول کی اب وہ جانتا تھا کہ اسپر
تاراج ہوگا۔ اس نے اس پرگنہ میں احتیاطاً ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی کمل خان نے اس قلعہ
بنجوانے سبب سے عماد الملک کو منع کیا کہ اسی جگہ قلعہ بنانے سے تمہارے اکثر آدمی ہماری
سرحد پر مزاحمت کرینگے مناسب یہ ہے کہ اسکا بنانا موقوف کرو عماد الملک نے اسکی
پروانہ کی اور قلعہ پورا بنا لیا اتفاقاً کمل خان بالاگھاٹ دولت آباد اور منازل الیورہ
کی سیر کو گیا اور سنہ [illegible] ایلغار کرکے پاتری گیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ کشا دلیروں
نے خندق میں جا کر کمندیں و زینے لگائے اوپر چڑھ گئے اور قلعہ تسخیر کیا اور ولایت پاتری
پر متصرف ہوئے میاں محمد غوری کو جس نے اس قلعہ کشائی میں سب سے زیادہ مردانگی
دکھائی تھی۔ کامل خان کا خطاب دیکر قلعہ اور اسکے حدود و انتظام کے لئے سپرد کئے

میں باپ کا جانشین ہوا۔ تکمیل خان دکنی پیشوا وزیر حسب دستور رہا اور اسکے بیٹے میان جمال الدین کو سر نوبتی کا منصب عزیز الملک کا خطاب ملا۔ دونو باپ بیٹے دولتخانہ کے مالک بنے اور ملکی و مالی مین انکو کمال استقلال ہوا۔ تین سال اسی حال مین گذرے مگر جب عزیز الملک کی بے اعتدالی حد سے گذری تو ماسبقات وزرا دکنی رومی خان و کرم خان و شیر خان کو اُن پر رشک پیدا ہوا۔ بی بی عائشہ سے انہون نے خصوصیت پیدا کی یہ بی بی والدہ برہان شاہ کی مرضعہ تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی۔ اور یہ تجویز کی کہ وہ فرصت کے وقت مین برہان شاہ کے چھوٹے بھائی راجہ جیو کو قلعہ سے نکال کر انکے حوالہ کرے اور وہ اسکو بادشاہ بنائین اور برہان شاہ کو سے معزول کرین اور یون تکمیل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پائین۔ ایک دن دوپہر کو بی بی عائشہ راجہ جیو کو کہ چار سال کا لڑکا تھا لڑکیون کے کپڑے پہنا کے پالکی مین سوار کرکے شہر لے چلین اتفاق سے والدہ برہان شاہ کو اپنا بچہ یاد آیا اور اُس کو نہ پایا تو اسکی ڈھونڈھ مچوائی۔ حوض اور چاہ مین بانس ڈالے گئے۔ بعض بی بی عائشہ کے پیچھے دوڑے گئے۔ ابھی وہ رومی خان کے گھر تک نہ پہنچنے پائی تھی کہ لوگون نے راجہ جیو کو اُس سے لے لیا اور محل مین لے آئے وہ اس لڑکے کو اپنے گھر مین کبھی کبھی لیجاتی تھی اس لئے گھر لے جانے کا بہانہ بنا دیا مگر جب راز فاش ہوا تو تکمیل خان نے برہان شاہ اور راجہ جیو کی محافظت کی برہان شاہ کی تربیت و پرورش مین ایسی کوشش کی کہ وہ دس برس کی عمر مین کافیہ و متوسط پڑھتا تھا اور خط نسخ خوب لکھتا تھا ایک علم اخلاق کا رسالہ بہت خوشخط اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ جب امرائے ثلاثہ اور میان تکمیل خان کی خصومت و عداوت حد سے زیادہ گذری تو ناچار انہون نے پانچ چھ روز وزیرون کے ساتھ اتفاق کیا اور رات کو احمد نگر سے نکلے اور آٹھ ہزار سوار لے کر چلے اور علاء الدین عماد الملک کو مجلس مین بیجاپور و احمد نگر کی تسخیر کو نہایت سہل طور پر زبانی مقدمات مین بیان کیا عماد الملک ان ارباب غرض کے فریب مین آگیا اور کاویل گڈھ سے سرحد نظام پر جا کر قصبات و پرگنات پر قابض ہوا۔ خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈو اور برہان نظام شاہ کو

پاتری کی لڑائی

۹۳۳ه میں اسمٰعیل عادل شاہ کی تحریک سے عماد شاہ نے سلطان قلی قطب شاہ کو ساتھ لیکر قلعہ پاتری
نظام شاہیہ کے تصرف سے نکال لیا مخدوم خواجہ جہان اور امیر برید کو برہان شاہ ساتھ لیکر
پاتری کی طرف گیا اور دو مہینے میں توپ و ضرب توپون کی ضرب سے قلعہ کو گرا دیا اور اسکو فتح
کرلیا اور اس قلعہ کی بنیاد مین تک کھدوا کر پھینکدی مین اور پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا اور اپنے
برہمن بھائی بندون کو پرگنہ پاتری دیدیا اس پرگنے سے شہنشاہ اکبر تک بطنًا بعد بطن انکا
تعلق رہا۔ برہان نظام شاہ نے یہان سے جاکر قلعہ ماہور کو خداوند خان حبشی سے چھین لیا
پھر ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا پھر عماد الملک مین لڑنے کی سکت نہ تھی برہان پور گیا۔

عمادالملک اور برہان نظام شاہ کی لڑائی

سلطان محمد شاہ فاروقی اس کی کمک پر آمادہ ہوا اور اس کے ساتھ وہ نظام شاہ کی جنگ
پر متوجہ ہوا جب دونو پاس آگئے تو ایک جنگ صعب ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ پریشان
برہان پور کو بھاگ گئے اور نظام شاہ انکے تین سو ہاتھیون و خیمہ و خرگاہ اور سلطنت کے تمام
کارخانون پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے اختیار مین کرلیا۔ عماد الملک اور
محمد شاہ نے سلطان بہادر بادشاہ گجرات سے مدد طلب کی سلطان بہادر نے انکی امداد
کو فتوحات غیر متناہی سے تصور کیا۔

۹۳۵ه مین وہ سلطان پور اور نندربار کی راہ سے دکن کیطرف متوجہ ہوا نظام شاہ
نے مضطرب ہوکر دہلی کو بابر بادشاہ پاس عریضہ بھیجا جس مین یہ فقرہ تھا کہ رجا بلطائف
عواطف الٰہی واثق است کہ عنقریب بنہیان اقبال مژدہ توجہ جنود نصرت قرین سعادت
قران باستیصال عادی این حدود بہ مسامع بھیتان برسانند و بشران فرح بخش
مسرت رسان بشارت قل جاء الحق و زھق الباطل از اطراف و اکناف این دیار منتشر
گردانند تا منتظران امیدوار و معتقدان خدمت گار با قبال تمام استقبال نمود مقصود
حاصل نمایند + ایسے ہی خطوط اس نے اسمٰعیل عادل شاہ و سلطان قلی قطب شاہ کو
لکھے سلطان قلی تو کچھ کے ہندؤن سے لڑ رہا تھا اس نے عذر کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ
نے چھ ہزار سوار غریب غریب زادہ اپنے لشکر سے منتخب کرکے ساتھ لئے اور امیر برید کو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہی ہندو تراد نجومے شرماتے نہ تھے۔ پاتر جی پر اس لئے
مجبور تھے کہ انکے باپ دادا برہمن اسکے کلکرنی تھے اس فتح کے بعد برہان نظام شاہ نے احمد نگر
میں مراجعت کی اور بمقتضاء جوانی آمنہ ایک کنچنی پر عاشق زار ہوا اور اس سے نکاح کیا اور
حرم میں اسی کو بزرگ بنایا اس نے اسکو شراب پر لگایا۔ کمل خان مرد کامل اور عاقل تھا اس نے
وزارت سے استعفا دیا اور بادشاہ نے منظور کیا اور اسکے بیٹے کو امیر کبیر بنایا اور شیخ جعفر
دکنی کو پیشوائی کا منصب دیا۔ کمل خان نے اپنی باقی عمر گوشہ نشینی میں صرف کی۔ سنہ ۹۲۶ھ میں احمد نگر
میں شاہ طاہر تشریف لائے اور اس نے مذہب امامیہ کی جڑ گاڑی اسکا رواج بہت ہو چلا تھا۔
بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اسکے خاندان میں سے کسی ایک کے ساتھ کر دیا۔

۹۳۱ھ میں قلعہ شولاپور سے باہر برہان نظام شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات
ہوئی اور بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کا نکاح برہان نظام شاہ سے ہوا۔ اسد خان
بلگوانی نے عہد کیا کہ قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز میں دیا جائیگا اسلئے برہان شاہ نے اس قلعہ کا
مطالبہ کیا اسمٰعیل عادل شاہ نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کی اصلا خبر نہیں۔ اگر کسی آدمی نے
نادانستہ ایسی بات کی ہو تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ برہان نظام شاہ خاموش احمد نگر میں
چلا آیا۔ بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ نے بی بی مریم کے ساتھ سلوک ناہموار کئے کچھ مدت
اس طرح گذری کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے نظام شاہ کے سفیروں کو جو بیجاپور میں رہتے تھے کہا کہ
ایسی پاتر کو سلاطین کے فرزندوں پر مسلط کرنا حزم و اصالت سے بعید ہے۔ برہان نظام شاہ
کے کان میں یہ بات پہنچی تو مباحثہ نے ایک طول کھینچا اور اس نے امیر برید اور عماد الملک کو اپنے
ساتھ متفق کیا۔

۹۳۵ھ میں انکا وہ بیس ہزار سوار اور توپ خانہ لیکر قلعہ شولاپور کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا اسمٰعیل عادل شاہ
دو ہزار سوار تیر انداز لیکر لڑنے آیا سرحد پر فریقین ملے اور ایسی لڑائی ہوئی جسکے تصور سے دل ڈر
جاتا ہے۔ اول علاء الدین عماد الملک اسد خان بلگوانی سے شکست پاکر بے توقف کاویل کو
بھاگا برہان نظام شاہ بھی ہوا کی گرمی کی شدت سے باگ موڑ کر احمد نگر کو بھاگا

نظام شاہ نے اسمٰعیل عادل شاہ پاس یہ پیغام بھیجا کہ ای برادر آپ امداد کے باب مین ہمدوت
ویاری کی شرط بجا لائے لیکن جبتک خود اس طرف تشریف نہین لائینگے مجھکو اس ورطہ سے خلاصی میسر نہ
ہوگی عادل شاہ نے جواب دیا کہ رائچور کے حوالی مین بیجانگر کے ہندو گھات لگائے بیٹھے ہین
جہان مین نے بیجاپور سے حرکت کی تو وہ دریا کرشنا سے عبور کر کے میری مملکت پر تاخت
کرینگے اب مین پانچ سو بہادر مسلح سوار دو اسپہ بسرکردگی حیدر الملک قزوینی کی پہلی کمک پہونچ
کر کے روانہ کرتا ہون۔ امید ہی فتح سے مسرور ہوگے اب برہان شاہ کو عادل شاہ کے آنے
کی امید نہ رہی تو اس نے شیخ جعفر کو معزول کیا اسکی پیشوائی سے رعیت و سپاہ آزردہ و
دلگیر تھی۔ کنور سین برہمن کو جو عقل و فراست و امانت و دیانت سے متصف تھا پیشوائی کا
خلعت دیا اور اسکی صوابدید سے جنیر سے احمدنگر مین آیا۔ بقدر قدرت و امکان انبوہ ...
لشکر فراہم کیا اور اس کے ساتھ لشکر دکن لیکر دولت آباد کی طرف چلا اور لشکر گجرات کے
مقابلہ مین وہ میل پر کوہستان کے اندر تین مہینے نہایت ہوشیاری سے پڑا رہا اور دشمن کے
لشکر کو شبخونون اور چھوٹی چھوٹی لڑائیون سے ستاتا رہا پھر ایک بڑی لڑائی ہوئی برہان
نظام شاہ کو شکست ہوئی۔ اس لئے میران محمد خان فاروقی اور عماد شاہ کی معرفت صلح
چاہی اور ہاتھیون اور قلعون کو جو اس نے لڑائی مین لے لئے تھے واپس دینے کا وعدہ کیا
یہ دونو شاہ خداوند خان کی منزل مین گئے اور اس سے کہا کہ ہمارا مقصود سلطان کی
مدد سے یہ تھا کہ پاتری اور ماہور کو نظام شاہ کے قبضہ سے نکال لین اور اسکی عوض مین بھا...
اور احمدنگر مین اسکا خطبہ پڑھوائین اور ہر سال تحف و ہدایا بھیجا کرین اب یہ معلوم ہوتا
ہے کہ سلطان کو یہ طمع ہی کہ اس ملک کو ہمارے ہاتھ سے نکال لے۔ خداوند خان نے ...
نیکخواہ خلائق نے کہا کہ یہ کام تم نے خود کیا ہے۔ جس وقت شاہان دکن یکجہت ہو کر اپنی
منازعت کو دور کرینگے تو انکا بھلا ہوگا۔ یہ شاہ اسکے مقصود کو سمجھ کر مجلس سے آ گئے اور ...
نے اپنے مورچے سے بہت غلہ اور آذوقہ قلعہ دولت آباد کے اندر ... پہنچایا اور برسات کے شروع
ہونے ... برسات کے آنے سے سلطان بہادر نے میران محمد شاہ فاروقی اور امراء ہی

ہمراہ لیا برہان نظام شاہ کی مدد کو چلا سلطان بہادر نے قلعہ ماہور اور پاتری کی جو ولایت برار مین تھی طمع کی اور انکے لئے کچھ توقف کیا انکو عماد الملک نے اپنی زوال سلطنت کے خوف سے سلطان بہادر سے کہا کہ یہ ولایت حضور ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر آپ قدم بڑھاکر برہان شاہ کو مستاصل کرین اور اس کی ولایت مین سے مجھے بھی کچھ حصہ دلائین مین اپنے زن و فرزند کو قلعہ کاویل مین بھیجدونگا اور اس ولایت کو بالتمام تسلیم کرونگا اور ہمیشہ ملازم رکاب ہونگا۔ سلطان بہادر نے اس کی التماس کو قبول کیا اور نظام شاہ کے لشکر کی طرف جو کوہستان بیر مین اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید نے چھہ ہزار سوار عادل شاہیہ و تین ہزار سوار خاصہ اسکے لڑنے کو بھیجے۔ پٹن اور بیر کے درمیان گوچہ گیا گجراتیون کی فوج پر تاخت کی۔ دو تین ہزار سوار قتل کئے اور اموال و اسباب انکا متصرف کیا گجرات کے لئے سلطان بہادر نے یہ خبر سنکر خداوند خان وزیر کو بیس ہزار سوارون کے ساتھ انتقام کے لئے نامزد کیا اس لشکر نے بھی امیر برید سے شکست پائی۔ مگر جب خداوند خان کی کمک کو عماد شاہ بیس ہزار سوار لیکر آیا اس نے برہان نظام شاہ کو مجبور کیا کہ اول وہ پرنیدہ گیا اور پھر جنیر۔

سلطان بہادر احمد نگر مین آیا۔ باغ نظام کے احاطہ مین اُترا اسنے ایک چبوترہ بنوایا جسکا نام کالا چبوترہ مشہور ہوا اوسپر بیٹھکر چالیس روز تک ہاتھیون اور اور جانورون کی لڑائیون کا تماشا دیکھتا رہا یہان اور زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ تھا مگر امرائے نظام شاہ نے غلا اور مایحتاج اسکے لشکر مین فراغت سے نہ پہنچنے دیا اور اس سبب لشکر مین قحط پڑا اور بہت آدمی اور گھوڑے اور ہاتھی ہلاک ہوئے۔ خداوند خان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ حضور کا ہے تو اول دولت آباد کو کہ گجرات کی راہ کے ... ہے فتح کیجئے پھر احمد نگر مین آنکر اور قلاع کو لیجئے دو تین روز بعد وہ دولت آباد کو گیا اور عماد الملک ہزاری اور ... گجرات کو محاصرہ کے لئے مامور کیا۔ خود بالا گھاٹ دولت آباد مین اُترا

بو نوسین کے سمجھانے سے اس نے جانا منظور کیا اور سات ہزار سوار اور شاہ طاہر کو ساتھ لیکر
بان پور چلا اور اُس نے خواجہ ابراہیم اور سمہاجی شب نویس (خطی نویس) کو اپنے سے پہلے
یران محمد شاہ پاس بھیجا کہ وہ یہ مقرر کرین کہ پیشکش کیا دی جائیگی اور ملاقات کیونکر ہوگی
ضع مانک دوی مین برہان پور کے نزدیک برہان شاہ اور میران محمد شاہ کی ملاقات
ہوئی اسنے کہا کہ یہ مقرر ہوا ہے کہ سلطان تخت پر بیٹھے اور ہم سلام کھڑے ہو کر کرین -
برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت مین بلایا اور کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ فلان تخت پر
بیٹھے اور ہم سلام کرکے کھڑے رہین بہتر ہے کہ فسخ ارادہ کیا جاے۔ شاہ طاہر نے کہا
کہ دنیا داری کی شرط یہ ہے کہ ایک روز صلاح دولت کے لیے نہایت فروتنی اختیار
کی جاے جسے برسون کامرانی کی مسند پر فراغت و شوکت سے بیٹھکر زندگانی بسر کیجاے
شاہ طاہر نے یہ تدبیر بھی عرض کی کہ ایک قرآن شریف میرے پاس امیرالمومنین علی کے
ہاتھ کا لکھا ہے جسکی خبر سلطان بہادر کو جب ہوئی ہے وہ بہت اسکا خواہان ہے خداوندخان
سے اس بات کا ذکر کرکے ملاقات کے روز قرآن شریف کو ساتھ لیچلینگے تو سلطان بے اختیار
ہو کر تخت سے اتر کر استقبال کریگا۔ برہان شاہ اس سے نہایت خوش ہوا۔ دوسرے روز
صبح کو میران محمد شاہ اور شاہ طاہر ملاقات کے لئے چلے جب مسکن شاہی کے قریب آئے
تو شاہ طاہر نے قرآن شریف کو سر پر رکھا اور برہان شاہ کے ساتھ سراپردہ مین داخل ہوگے
کہ سلطان کی نظر دور سے اُنپر پڑی تو خداوندخان سے پوچھا کہ یہ شاہ طاہر کے سر پر
کیا ہے خداوندخان نے عرض کیا کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ہاتھ کا مصحف لکھا ہوا
ہے۔ سلطان بے اختیار تخت سے اتر کر استقبال کو دوڑا اور اول مصحف پر تین مرتبے بوسے
دیئے اور آنکھون کو لگایا پھر کھڑے ہو کر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین
پوچھا کہ کیسے ہو اور کیا حال ہے اسنے فارسی مین جواب دیا کہ جناب کا نیاز مند ہون اور
دولت بادشاہ سے خوشحال۔ سلطان تخت پر آیا اور برہان شاہ و شاہ طاہر و
محمد شاہ سامنے کھڑے ہوئے۔ سلطان بہادر شاہ طاہر کے کھڑے ہونے سے

مصلحت توقف کے باب مین مشورہ کیا۔ سب نے کہا کہ ندی تاپتی کی اور اور دریاؤن کی
طغیانی سے گجرات اور خاندیس سے غلہ و آذوقہ کی رسد بند ہو جائیگی اور احتمال کلی ہے کہ
سلاطین دکن بالضرورت باتفاق متوجہ ہونگے اور بسبب طولانی ہوگا اسمین صلاح دولت یہی
کہ نظام شاہ و عماد شاہ کو یہ ملک تسلیم کرکے ان کو اطاعت اور فرمان برداری سے مخصوص
دیکھا اسلئے یہ امر کیا گیا کہ برہان شاہ و عماد شاہ نے میران محمد شاہ کی تجویز سے سلطان بہادر کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان بہادر
گجرات چلا گیا جب برہان شاہ احمد نگر مین آیا تو میران محمد شاہ نے اسکو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کر دکھایا
جنگ دالانہ مین چھینی تھی انکو واپس کرو۔ یہ بات بھی تھا کہ ان باتون مین بہت دیر گئی مگر جب عماد قلعہ
اور تگادو اسکو جا کے کا زور دیا گیا بالکل اس سے نا آشنا بن گیا میران محمد شاہ کا مقصد حاصل ہوا
عماد الملک کی بات نہ بن پڑی۔ برہان شاہ سے خصومت پیدا کی برہان شاہ نے دوسرے سال شاہ طاہر تحفہ
ہاتھ سلطان بہادر کی خدمت مین بھیجے بہادر شاہ نے شاہ طاہر سے ملنے مین توقف کیا اور
میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے ایسا سنا ہے کہ برہان الملک نے صرف ایک مرتبہ میرے نام کا
خطبہ پڑھوایا۔ میران محمد شاہ نے جواب لکھا کہ برہان الملک مخلص یک جہت ہے آپ
اسکے ایلچی سے ملاقات فرمائین سلطان شاہ طاہر سے اچھی طرح نہین ملا مگر جب اسکو اسکی
دانشمندی اور سجادہ نشینی کا حال معلوم ہوا تو ملاقات مین تلافی مافات کی اور تین مہینے
کے بعد رخصت کیا

۹۳۲ھ مین سلطان بہادر نے مالوہ فتح کیا تو اس پاس برہان شاہ نے تہنیت فتح کے
لیے شاہ طاہر اور کنور سین کو بھیجا برہان پور مین میران محمد شاہ نے بہادر شاہ سے طاہر
کی ملاقات کرائی اور دلائل کے ساتھ برہان شاہ کے اخلاص کا یقین کرایا اور کہا کہ خاندان
تیموریہ کا اقبال بلند ہو رہا ہے صلاح دولت یہ ہے کہ آپ برہان شاہ کو اپنا بنا لین
سلطان کو بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کا دعوی تھا۔ اس نے شاہ طاہر سے بہت
منت کی اور اسکی معرفت برہان شاہ کو برہان پور مین بلایا۔
شاہ طاہر نے آخر برہان نظام شاہ سے کہا کہ برہان پور چلنا اول اسنے انکار کیا مگر

سوز سین میں زیرکانہ عمل حسن تدبیر سے پانچ مہینے کے عرصہ میں تین قلعے بے جنگ کے ان ہاتھون
سے لے لئے جو اب تک کبھی نظام شاہیون کے مطیع نہ ہوئے تھے۔

سنہ ۹۳۰ھ میں اسمعیل عادل شاہ نے قلعہ کلیان (کلیانی) مقتدر حار کی فتح کے ارادہ سے بیجاپور
سے کوچ کا حکم کیا امیر برید نظام شاہ سے ملتجی ہوا اور حمایت کا طالب نظام شاہ نے
مغرورانہ خط عادل شاہ کو لکھا جسمین ان قلعون کی فتح سے منع کیا۔ عادل شاہ نے اسکو سخت
و سست جواب لکھا کہ اس طرح کا سلوک تم سے ہرگز مشاہدہ نہ ہونا چاہیئے تھا سبب کیا ہے
کہ احمدنگر کی ویرانی کا اور واقعات سابق کو فراموش کرکے ایسے نامناسب فقرے مرقوم کئے
ہین۔ اگر پادشاہان ہندو کے چتر پر اور کہنہ سراپردون پر اتنا غرور کرتے ہو تو اسکی
گنجایش نہین اور اگر خطاب شاہی پر تفاخر کرتے ہو تو تم سے زیادہ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ
مجھکو شہنشاہ ایران نے کہ فرزند پیغمبر آخرالزمان ہے خطاب شاہی دیا ہے تم کو سرخیل گجراتی
سے مرتبہ ملا ہے۔ اگر ایسے امور سے تو پشیمان ہو تو یہی سعادت ہے ورنہ ننگی تلوارین لیکر
باغ نظام شے میدان مین آؤ اور عادل شاہی ہاتھون کا زور دیکھو نظام شاہ جنگ کا
سامان تیار کرکے عادل شاہ کی سرحد پر آیا اور فریقین مین نائرہ قتال بالا ہوا طرفین کے
مردان مرد اور معرکہ نبرد کے دلیر میدان مین آ گئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان
سے معرکہ کی خاک کو خون سے کیچڑ بنا دیا۔ احمدنگر کے لشکر کو شکست ہوئی اسکے دس ہزار
آدمی مارے گئے سارا اسباب غارت ہوا طرفین سے آدمیون نے بیچ مین پڑکر دونون
پادشاہون کی ملاقات سرحد پر سنہ ۹۳۵ھ مین کرا دی اور یہ مقرر ہوا کہ نظام شاہ ملک
برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو فتح کرے اور دکن کو دونو مثل دو بھائیون
مین تقسیم کرلین انہین سنون مین اتفاق سے اسمعیل عادل شاہ کی اجل آ گئی کل مقدمات
یون ہی اکارت گئے۔

سنہ ۹۴۴ھ مین شاہ طاہر کی دلالت و ارشاد سے برہان شاہ کو اہل بیت کی محبت
مین غلو ہوا خطبہ مین سے اصحاب ثلاثہ کا نام خارج کیا۔ بارہ اماموں کے علم کا

[illegible] کو کہا تو شاہ نے معذرت کی کہ بندہ کو نظام الملک کے ساتھ نسبت نوکری
آقا کی ہے شرط ادب یہ نہیں کہ وہ کھڑا رہے اور میں بیٹھ جاؤں سلطان نے ناچار ہو کر برہان
نظام کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی شاہ طاہر نے اوسکو ہاتھ پکڑ کر اوپر بٹھایا اور خود نیچے
بیٹھا برہان شاہ سے فارسی زبان میں سلطان بولا کہ اس عرصہ میں انقلاب ایام کی سختی کس
طرح گذرا اور روزگار کی ناسازگاری کو انتہا پر پہنچایا۔ برہان نظام شاہ نے عرض کی
کہ جس دربار کا خاتمہ اقبال پر ہوا اور جس فراق کا انجام وصال پر ہو اسکے اہتمام کی حلاوت
سے دہر اور ابتدا فراموش ہے الحمد للہ کہ جو کچھ سالہا دراز میں مجھ پر گذرا اسکی تلافی اس
لحظہ کی حلاوت کرتی ہے۔ سلطان نے میران محمد شاہ سے کہا کہ تو نے سنا کہ برہان الملک
نے کیا جواب دیا اس نے کہا کہ میں دور تھا اس لئے نہیں سنا سلطان بہادر نے پھر ان سوال
جواب کو بہ آواز بلند کہا شاہ طاہر نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ اثر سلطان کی التفات کا
ہے امید ہے کہ روز بروز عنایت و شفقت زیادہ ہوتی رہیگی سلطان بہادر نے کمر و خنجر و
شمشیر مرصع کہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے تھا کھول کر برہان نظام شاہ کی کمر میں اپنے
ہاتھ سے باندھی۔ اس وقت تک برہان نے اپنے نام میں لفظ شاہ کا اطلاق نہیں کیا تھا
سلطان نے کہا کہ خطاب نظام شاہی مبارک ہو پھر اس کو اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرایا
اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تجھکو گھوڑے پر چڑھنا خوب آتا ہے تو تو بھی سراپردہ کے گرد
پھر اسنے دکن کی روش پر گھوڑے کو سراپردہ کے گرد پھرایا۔ سلطان بہادر نے
اس کی تعریف کی اور کہا کہ ایسا سوار بے چتر کے خوشنما نہیں معلوم ہوتا [illegible]
چتر سفید آفتاب گیر جو بادشاہ منڈو سے لیا تھا وہ اسکے سر پر رکھا اور میران محمد
شاہ فرماوند خان کو حکم دیا کہ اسی طرح سوار سر پر چتر رکھے ہوئے سراپردہ سے
باہر کے دائرہ میں سلطان محمود خلجی کا جو سراپردہ ہے وہ لگا کے اس میں اسکے
ساتھ بڑے ذوق شوق سے ملاقات کا جشن ہوا پھر برہان نظام شاہ کو احمد نگر کو رخصت
[illegible] بادشاہ گجرات اور برہان شاہ میں مالکانہ متابعت کا [illegible]

جب احمد نگر مین شیعہ مذہب پھیل گیا اور تبرائیون نے خلفاء راشدین پر لعن طعن کی زبان دراز
کی تو سلطان محمود گجراتی و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے
مذہبی خیال سے آپس مین یہ قرار دیا کہ لشکر کشی کر کے مملکت احمد نگر کو آپس مین تقسیم کر لین
جب برہان نظام شاہ کو اس جماعت کی لشکر کشی کی خبر ہوئی تو اُس نے ہمایون
بادشاہ پاس اپنے ایلچی راستی خان کے ہاتھ عرضداشت بھیجی کہ حضور گجرات پر
لشکر کشی فرمائین بندہ خدمت کے لیئے حاضر ہے۔ لیکن شیر شاہ کا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہو گیا
اس لئے اس درخواست کا اثر کچھ نہ ہوا۔ راستی خان پھر آیا برہان شاہ نے سلطان
گجرات اور شاہ برہان پور کو تو اصنعات رسمی اور ارسال تحائف سے راضی کر لیا
اور ابراہیم عادل شاہ نے جسقدر پردیسی ملازم برطرف کیے تھے انکو نوکر رکھ لیا اور انکو
اقطاع خوب دیئے اور انکا استظہار پر بیجاپور پر لشکر کشی کی تیغ و سنان کی تحریک کے
بعد برہان شاہ غالب آیا۔ عادل شاہی سو فیل اور چند توپخانون پر متصرف ہوا اور
احمد نگر چلا آیا اس فتح سے اوسکی بڑی شہرت ہو گئی چار سال مین ان دونو بادشاہون
مین تین لڑائیان واقع ہوئین اور ہر دفعہ برہان شاہ غالب رہا۔

جب ۹۴۴ھ مین بیجاپور مین اسد خان بلگوانی اور ابراہیم عادل شاہ کے درمیان
رنجش ہوئی برہان شاہ اور امیر برید اتفاق کر کے بیجاپور کی طرف چلے۔ برہان شاہ
نے اس بات کو خوب مشہور کر دیا کہ اسد خان نے ہمارے مذہب کے سبب مجھے طلب
کیا ہے تا کہ قلعہ بلگوان مجھے حوالہ کر دے یہ بات کچھ لگتی لگا لی تھے اس لئے ابراہیم عادل شاہ
کو اسد خان کی طرف سے .... وہم زیادہ ہو گیا
اور وہ بیجاپور سے باہر نہ نکلا برہان شاہ نے شولاپور کے حوالی مین زین خان کے
ساڑھے پانچ پٹہ (پرگنے) پر قابض ہوا اور خواجہ جہان دکنی کو وہ دیئے۔ اور
آگے بڑھا اور بلگوان کی جانب متوجہ ہوا اور ولایت مرچ و کلہر و بان و باس
کو لوٹا اور چلا آیا اور آبادی کا نشان مٹایا۔ اسد خان نے تہمت کی شہرت کے

رنگ سبز تھا اسنے بھی اپنے علموں اور چتر کا رنگ سبز کیا تبرائیوں کا وظیفہ مقرر کیا کہ کوچہ
بازار میں و مساجد و معابد میں خلفاء راشدین اور انکے پیروؤں پر لعن طعن علی الاعلان
کریں امراء کبار حنفی مذہب باضفی کشتوں کے خوف سے یوسف عادل شاہ اور اسمعیل
جو آرزو میں اپنی ساتھ قبر میں لے گئے تھے اور کسی طرح نہ بر لا سکے تھے اس میں برہان شاہ
کامران ہوا۔ گو ان اطوار کے مشاہدہ سے ملا پیر محمد استاد اور بعض علماء برآشفتہ
ہوئے اور احمدنگر میں غوغا و شور مچا بہت سے متعصب منصب دار ملا پیر محمد کے گھر میں گئے اور
شاہ طاہر کی نسبت کہا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست - اس سید کو کہ دل
و دین کی بلا ہے۔ کہاں سے لایا اُس نے بادشاہ کو گمراہ کیا اب تدبیر یہ ہے کہ شاہ طاہر
کو مارنا چاہیئے اور برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ عبدالقادر کو بادشاہ بنانا چاہیئے
غرض یوسف عادل شاہ کے قضیہ کی طرح دین کے واسطے خلائق کا ہجوم ہوا ملا پیر محمد کی ہمراہ
بارہ ہزار سوار و پیادہ قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ محاصرہ کا قصد کیا اور شاہ طاہر کو مع
فرزندوں کے موکلوں کے سپرد کیا برہان شاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے حکم دیا
کہ قلعہ کے دروازے بند کئے جائیں اور قلعہ کے برج و بارہ سے توپیں ماری جائیں۔
مگر شاہ طاہر نے رسل سی دسامت کیا کہ باہر جا کر لڑنے میں فتح ہے۔ بادشاہ باہر آیا
اور اسکے نقیبوں نے بآواز بلند کہا کہ جو دولتخواہ ہے وہ شاہ کے چتر و علم کے نیچے آئے
اور جو حرامخور ہے وہ ملا پیر محمد پاس جا کر قہر و سیاست شاہی کا منتظر رہے غرض نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ ملا پیر محمد مقید ہوا اور فتنہ فرو ہوا برہان شاہ نے مذہب کی ترویج
کے لیئے اہل سنت کے وظائف شیعہ مذہبوں کو دیئے اور قلعہ احمدنگر کے مقابل میں
چار دیواری گچ و سنگ سے بنائی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور
چند دیہات اسکے خرچ کے لیئے وقف کیئے ہر روز وقت چاشت پختہ آش
مستحقوں کو ملتی تھی۔ شاہ طاہر نے اطراف واکناف سے محبان اہل بیت بہت

اور انکو شکست دی وہ چتر و علم و فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کو بھاگے ڈھائی سو ہاتھی اور
ایک سو ستر توپین ابراہیم عادل شاہ کو ہاتھ آئین اُس نے دشمنون کو اپنے ہاتھ سے مارا
وہ اس فتح کو اسد خان کے سبب جانتا تھا اسلئے اُس نے اسکی جاگیر بڑھائی اور منصب زیادہ
کیا ٭ اب برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بھیجا اور اپنی موافقت
پر دلالت کی۔ علی برید نے موافقت سے انکار کیا اس سبب سے برہان نظام شاہ نے [illegible]
قلعونکی تسخیر کا ارادہ کیا اول قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا۔ علی برید نے اس خطر پر قلعہ خیالی ابراہیم عادل شاہ کو نذر
کیا کہ وہ اسکی امداد کرے عادل شاہ لشکر لیکر علی برید سے ملا اور ان دونون کی برہان نظام شاہ سے اودگیر کے پاس لڑائی ہوئی
اور ان دونو کو شکست ہوئی برہان نظام شاہ نے قلعہ اوسہ کو امان دیکر لے لیا اور قلعہ اودگیر ......
کو جا کر محاصرہ کیا اسکو تسخیر کرکے قلعہ قندھار کو محاصرہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ اور علی برید پھر
برہان نظام شاہ سے لڑے اس دفعہ بھی دونو کو شکست ہوئی انکے بہت سے ہاتھی اور گھوڑے
احمد نگریون کے ہاتھ آئے۔

۹۴۵ھ مین قلعہ قندھار کو فتح کرکے برہان نظام شاہ احمد نگر مین آیا تو ابراہیم عادل شاہ کے
مقربون نے اُس سے درخواست کی کہ بادشاہ کی قہاری اور بدخوئی سے ہماری جان عذاب
مین آرہی ہی۔ ہم چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ مین [illegible]
کے پاس ہی بادشاہ بنائین اور یہ کام حضرت کی توجہ بغیر میسر نہین ہوگا۔ برہان شاہ جمشید
قطب شاہ کو ساتھ لیکر عادل شاہ کی ولایت پر متوجہ ہوا حسب الاتفاق اس زمانہ مین اسد خان
بلگانو مین بیمار ہوا۔ برہان شاہ نے اصل مقصود کو تعویق مین ڈالا اور اس فکر مین ہوا کہ اس
قلعہ پر کسی حیلہ سے متصرف ہو۔

ہم نے اسکا حال پہلے لکھا ہے کہ اسد خان مرگیا اور ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا
جب یہ قلعہ برہان شاہ کو ہاتھ نہ آیا تو وہ احمد نگر مین آیا۔ ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ مین شاہ طاہر کا انتقال [illegible]
اسکی جگہ قاسم بیگ حکیم اور بھوپال رائے کو صاحب دخل اور محل اعتماد بنایا اور عمادہ [illegible]
باتین بنائین کہ عادل کی امداد سے اس کی رائے منحرف ہوگئی اور پھر وہ خواجہ جہان

سبب برہان شاہ سے موافقت کی اور چھ ہزار سوار لے کر برہان شاہ سے مل گیا۔ اور عادل شاہ پاس نہ گیا برہان شاہ کی تدبیر چل گئی وہ بیجاپور گیا۔ عادل شاہ مین تاب مقاومت نہ تھی وہ آب بھورہ (بھیما) سے عبور کر کے گلبرگہ چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ چند روز کیا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس سے کچھ فائدہ نہین ہوگا تو وہ بھی [illegible] گلبرگہ مین چلا گیا تھوڑے عرصہ مین عماد شاہ حاکم برار اسکی کمک کو آ گیا جب برار کی سپاہ برہان نظام شاہ کے لشکر کے قریب آئی تو چند روز مین اسد خان کو موقع ملا کہ وہ برہان شاہ کو چھوڑ کر عماد شاہ سے جا ملا جس وقت اسد خان برار کی سپاہ سے ملا اسی وقت برہان نظام شاہ مع امیر برید احمد نگر کو بھاگا۔ برار اور بیجاپور کے سپاہیون نے احمد نگر تک اسکا تعاقب کیا تو انہون نے اپنے مین مقابلہ و مقاتلہ کا مقدور نہ دیکھ کر دولت آباد حصن حصین مین پناہ لی۔ یہان امیر برید شاہ کی اجل آ گئی تو برہان نظام شاہ نے صلح کر لی اور شولاپور کے ساڑھے پانچ پرگنے جو اس یورش مین لئے تھے ابراہیم عادل شاہ کو دیدیئے۔

سنہ [illegible]ھ مین جمشید قطب شاہ کے پاس شاہ طاہر کو تخت نشینی کی تہنیت کے لئے گلکنڈہ بھیجا تو جمشید نے اسکی بڑی خاطر تعظیم کی برہان شاہ نے انتقام کے سبب سے نقض عہد کیا اور رام راج والی بیجانگر اور قطب شاہ کو ممالک عادل شاہیہ کی تسخیر کی تحریص کی اور خود شولاپور کو جا لی۔ عادل شاہ نے جب دیکھا کہ چارون طرف سے اس کے ملک پر یہ طوفان آنے والا ہے تو اس نے ساڑھے پانچ پرگنے نظام شاہ کو دیدیئے اور رام راج کو بھی صلح پر راضی کر کے [illegible] دیا

سنہ [illegible]ھ مین برہان نظام شاہ رام راج کے استظہار سے گلبرگہ کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ اور ابراہیم عادل شاہ اسکے مقابلہ کے لئے بیجاپور سے روانہ ہوا۔ قصبہ بھورچال کے نزدیک اسکو معلوم ہوا کہ بھیما ندی کے مشرقی کنارہ پر ایک مستحکم مقام مین برہان نظام شاہ مقیم ہے۔ ندی کا اس سے پار جانا ناممکن ہے وہ مقابل کے کنارہ پر خیمہ زن ہوا۔ بارش کے سبب سے تین مہینے تک [illegible] سامنے بے حرکت پڑے رہے ندی انکے درمیان حائل تھی آخر کو ابراہیم عادل شاہ

فتح حاصل کرین عین الملک نے قبول کیا اور بھوپال راے نے مبلغ مذکور اسکو دیئے کہ عید کے
فرج کے بہانہ سے لشکر کو دیدیجے یہی ہوا کہ لشکر اپنے دیوار و در کو توڑ کر باہر گیا اور
دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ کر اوسکی دیوار کو بہ گز ہاتھیون سے ڈھایا اور ایک دفعہ قتل
اور کشش مین کوشش کی۔ عادل شاہی آدمی کمال غفلت مین پڑے تھے سب کے سب
بڑے بھاگ گئے۔ عادل شاہ عید کا غسل کر رہا تھا کپڑے پہننے کی بھی فرصت نہ ملی کہ بھاگ
گیا۔ اُسکے چتر و علم اور بہت اسپ و فیل و توپ خانہ نظام شاہیون کے ہاتھ آیا اور پچھلی
شکست کی تلافی ہوئی۔ اسی روز قلعہ کلیان بھی آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس شکست کے بعد
عادل شاہ اپنے ملک کے بچانے کے لئے دشمن کے ملک مین آیا۔ بیر اور پرگنون کو خراب کیا۔ اوس
نے خرابیون کے قلعہ پرندہ کو لے لیا اور خواجہ جہان کے آدمیون کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف
ہوا ایک دکنی کو یہ قلعہ سپرد کر کے بیجاپور کو مراجعت کی۔ جب نظام شاہ کو اسکی خبر ہوئی
تو قلعہ کلیان اپنے کسی معتمد کو حوالہ کر کے پرندہ کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ دو منزل پر
پہنچا تو .... یہان کے تھانہ دار کو مچھر کی آواز یہ معلوم ہوئی کہ نظام شاہ کے نفیری
آواز ہی ہو قلعہ چھوڑ کر وہ بھاگا اور آدمی بھی بھاگ گئے۔ نظام شاہ نے دو روز بعد قلعہ
لے لیا اُس نے خواجہ جہان دکنی کو حوالہ کیا۔ پرندہ و پرنیدہ سے ایک ہی قلعہ سمجھا جاتا ہے
سنہ ۹۵۹ھ برہان نظام شاہ کی سپاہ نے ولایت بیجاپور کے بڑے حصہ مین گشت کیا اور
کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا اور قلعہ رائے چور کے حوالی مین رام راج اور برہان نظام شاہ
کی ملاقات ہوئی اور یہ آپس مین قرار پایا کہ دونون اپنی سلطنت کو بیجاپور کے ملک کو
فتح کر کے بڑھائین۔ رامراج دریاء کرشنا کے جنوب مین رائچور اور مدکل اور اُن کے
مضافات کو فتح کر لے اور برہان نظام شاہ شولاپور اور گلبرگہ کو تسخیر کرے۔

شولاپور کا محاصرہ کیا گیا اور تین مہینے کے بعد جبر و قہر سے فتح ہوا۔ برہان نظام شاہ
گلبرگہ کو کوچ کرنے کو تھا کہ اُس نے سنا کہ رام راج نے رائے چور اور مدکل کو فتح کر لیا اور بیجانگر
چلا گیا تو برہان نظام شاہ بھی احمد نگر مین چلا آیا۔

دکن کے اتفاق سے قلعہ کلیان کی تسخیر کے لیے لشکر آیا ہوا اور اس حصار کا جا کر محاصرہ کیا
ابراہیم عادل شاہ نے امرائے برگی (مرہٹہ) کو آگے بھیجا اور پیچھے خود روانہ ہوا امرائے برگی
تعداد میں کو ایسا روک لیا کہ غلہ و آذوقہ کا دشمن کے لشکر میں پہنچنا دشوار ہوا اور وہ گاہ و
بیگاہ بطریق دزدی یا بطریق شب خون برہان شاہ کے لشکر پر جا گرتے اور آدمیوں کو
سمجھنے نہ دیتے۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ لشکر کے گرد ایک حصار تین گز بلند اور بعض
جگہ چار گز بلند بنایا جائے۔ یوں قلعہ کلیانی ایک اور قلعہ کے اندر آ گیا۔ ابراہیم عادل شاہ
بھی قلعہ کلیانی کے پاس پہنچا اور برہان نظام شاہ کے لشکر کے پہلو میں اترا اور اپنے لشکر کے
گرد دیوار کھینچی۔ جب ماہ رمضان آیا اور غلہ اور کل محتاج کی رسد میں کمی واقع ہوئی تو
لشکر احمد نگر میں ایک عجب قحط نمودار ہوا۔ فوجوں میں دو دو تین تین فاقے آدمیوں پر
ہونے لگے۔ برہان شاہ نے دلگیر ہو کر ارکان دولت سے مشورہ کیا۔ بعض نے صلاح دولت
مراجعت میں بتائی بعض نے کہا کہ دیوار سے نکل کر دشمن سے لڑنا چاہیے اگر فتح ہوئی تو
پھر محاصرہ آنکر کرنا چاہیے اگر شکست ہوئی تو اپنی ملک کی راہ لینی چاہیے برہان شاہ نے کہا
کہ گھوڑوں کا پتلا حال ہو رہا ہے وہ کام نہیں کر سکینگے بہتر یہی ہے کہ لڑائی کو چھوڑ کر احمد نگر
جائیں مگر بھوپال رائے سے جب برہان شاہ نے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ کل عید ہے آپ
خزانچی کو حکم فرمائیں کہ جو کچھ میں طلب کروں وہ مجھے بے عذر دے دے۔ نظام شاہ نے
حکم دیدیا وہ رات کو ایک لاکھ ہون خزانہ سے لے کر امیر کبیر عین الملک کی منزل میں
گیا اور کہا کہ کل حال کو آپ دیکھ رہے ہیں بے جنگ ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کا
ہزارہا فساد اور خرابیاں پیدا کریگا اور ایسے پریشان لشکر کو اور بد حال بادشاہ کو
جنگ صف میں لیجانا بہت دشوار نظر آتا ہے اس باب میں آپ کی کیا صلاح ہے
سیف الدین عین الملک نے کہا کہ ہم تو صاحب شمشیر ہیں جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل
کرنے کو موجود ہیں بھوپال رائے نے کہا کہ میں ایسی صلاح دیکھتا ہوں کہ عید کی صبح
کو دشمن کے لشکر پر جس میں عید کے سبب سب لوگ غافل ہونگے حملہ کریں

تسخیر کیا تھا اس اثنا میں حسین نظام شاہ نے عماد شاہ والی برار سے اتحاد پیدا کیا
اُس نے سات ہزار سوار اسکی امداد کو بھیج دیئے وہ اس لشکر کو لیکر شولاپور کو ابراہیم عادل شاہ
کے محاصرہ کے اٹھانے کے لئے چلا دو نون لشکر خوب لڑے سیف الدین عین الملک جو نظام شاہ
کی نوکری چھوڑکر عادل شاہیون کا نوکر ہو گیا تھا اُس نے عماد الملک اور بعض امرای
نظام شاہی کے لشکر کو پراگندہ کر دیا اور فوج خاصہ نظام شاہیہ پر حملہ کرکے اس کے میسرہ کو
متزلزل کر دیا اور اس کے چتر و علم کی طرف متوجہ ہوا۔ بہادران نظام شاہی اسکی
مدافعت پر متوجہ ہوئے۔ چار سو نامی سوارون کو قتل کیا۔ عین الملک کا قاعدہ تھا
کہ جب اسکا کام تنگ ہوتا تو وہ معرکہ مین پیادہ ہوکر لشکریون کو جنگ پر تحریص و
ترغیب دیتا اس لڑائی مین بھی وہ گھوڑے سے اترکر مقابلہ کے لیئے اپنی سپاہ کو ترغیب
دیتا تھا کہ کوتاہ بین آدمیون نے ابراہیم عادل شاہ سے کہا کہ سیف عین الملک مکر و
حیلہ کی راہ سے بیجاپور مین آیا تھا۔ اب اُس نے گھوڑے سے اُترکر نظام شاہ کو سلام
کیا تھا۔ عادل شاہ نے اس بات کو یقین کرلیا۔ سپاہ کو یہان لڑائی مین چھوڑا اور
خود بیجاپور چلا گیا۔ باقی حال وقائع عادل شاہیہ مین لکھا ہے کہ کس طرح اس کا
گلا گھونٹ کر مارا ہے۔ قبول خان عین الملک کی عورات کو لیکر ابراہیم قطب شاہ
پاس گلکنڈہ مین گیا اسکے ساتھ پانسو سوار تھے اس نے کئی جگہ امراء نظام شاہی کو لڑکر
شکست دی۔

جب ابراہیم عادل شاہ کا انتقال ہوا تو حسین نظام شاہ اور قطب شاہ نے گلبرگہ مین
ملاقات کی اور یہ قرار دیا کہ اول متفق ہوکر گلبرگہ کو مسخر کرین اور پھر اسکو آپس مین
بانٹین گلبرگہ کا محاصرہ کیا اور توپون کی مار سے قلعہ کے برج و بارہ کو ہلا دیا مصطفیٰ خان
اردستانی نے جو قطب شاہ کا جملۃ الملک تھا اپنے شاہ سے کہا کہ حسین نظام شاہ
قہار اور بے اعتدال و عہد شکن ہے اگر قلعہ گلبرگہ کو وہ فتح کر لیگا تو ہم کو قلعہ نلدرگ کے
فتح کرنے سے منع کریگا۔ بہتر ہے کہ اس کی تقویت مین کوشش نہ کرو اور ایسا نہ کرو

[illegible] مین برہان نظام شاہ نے رام راج سے دوستی پیدا کی اور بیجاپور کی طرف
چلا۔ ابراہیم عادل شاہ مین اُس سے مقابلہ کرنے کی سکت نہ تھی اس لئے وہ پنالہ
مین چلا گیا۔ برہان شاہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ اسکو فتح کرے کہ بیمار
ہوا اور احمد نگر مین آیا اور مر گیا۔ زندہ اولاد یہ چھوڑ گیا۔ حسین و عبد القادر۔ جبکی والدہ
امینہ تھی شاہ علی جبکی والدہ بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی اور شاہ حیدر
کہ خواجہ جہان دکنی کا داماد تھا۔ میران محمد باقر بیجاپور مین اور شہزادہ مسلمان۔ محمد خدا
بندہ بنگالہ مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت قریب ۴۵ سال۔

حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری

حسین نظام شاہ اپنے باپ کا جانشین ۱۳ سال کی عمر مین ہوا اسکا سگا بھائی عبد القادر
اور بھائیون کو لے کر دار السلطنة سے چلا گیا اور دولتخانہ کے آدمیون کے دو فریق ہو گئے
ایک فریق مین غریبان (پردیسی) اور حبشی حسین نظام شاہ کے طرفدار تھے دوسرے فریق
مین دکنی ہندو مسلمان عبد القادر کے جانب دار ہوے مگر آخر کو عبد القادر کا فریق ٹوٹ کر
حسین نظام شاہ سے مل گیا اور عبد القادر بھاگ کر عماد الملک والی برار کی پناہ مین چلا گیا۔
شاہ علی اور میران محمد باقر اپنے ماموں ابراہیم عادل پاس بیجاپور چلے گئے اور شاہ حیدر
پرندہ مین اپنے خسر خواجہ جہان دکنی کے پاس چلا گیا خسر یہ چاہتا تھا کہ عادل شاہ
کے استظہار سے داماد کو احمد نگر کا بادشاہ بنائے اس نے نہ بادشاہ کی تعزیت کی
نہ مبارکباد دی اس لئے حسین نظام شاہ نے غصہ مین آن کر اسکو عتاب آمیز خط لکھا وہ
حیران تھا اس مین نہ اظہار مخالفت کا حوصلہ تھا نہ ملازمت مین اپنی سلامت جان کا
جواب ناصواب لکھا تو حسین نظام شاہ نے جا کر قلعہ پرندہ کو محصور کیا اہل حصار تمام تک
لڑے مگر آخر کو نظام شاہ نے اسے فتح کر لیا اور وہ قلعون کے رخنون کو بند کر کے
احمد نگر چلا گیا اس واقعہ سے ابراہیم عادل شاہ نے شاہ حیدر اور خواجہ جہان کی
[illegible]

بادشاہون کو اور اہل دنیا کو اس قسم کے امور بہت پیش آتے ہین حسین نظام شاہ اس تعدد
سے آشنا نہ ہوا۔ یہان تک لڑاکر ان تین بادشاہون کی سپاہ ایک لاکھ سوار اور
دو لاکھ پیادے احمدنگر کے گرد جمع ہو گئے۔ نظام شاہ نے قلعہ احمدنگر جو مٹی کا بنا ہوا تھا
اور خندق اُس کے گرد نہ تھی آذوقہ اور آلات آتش بازی اُسکے گرد دھر دیا مردم جنگی کو
حوالہ کرکے خود خزانہ و اہل عیال لیکر پٹن کی جانب روانہ ہوا تاکہ دریا عماد الملک و میران
مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو اپنی ساتھ متفق کرکے دشمنون سے مصاف کرے۔ اتفاقاً
خان جہان برادر امیر برید نے کہ عماد الملک پاس جاکر مدار علیہ ہو گیا تھا عادل شاہ کی
تحریک سی عماد الملک کو نظام شاہ کی مدد کرنے سے منع کیا اور خود پانچہزار سوار اور پیادے
لیکر ولایت نظام شاہ کی تخریب کے درپے ہوا حسین نظام شاہ نے ملا محمد نیشاپوری کو
تین ہزار سوارون کے ساتھ اُسسے لڑنے کے لیے بھیجا۔ حملہ اول مین خان جہان نے ایسی
شکست پائی کہ عماد الملک کو منہ دکھانے کو جگہ نہ رہی عادل شاہ کی خدمت مین گیا
اب سب شاہون نے احمدنگر کا محاصرہ کیا ابراہیم قطب شاہ اپنی عاقبت اندیشی سے
یہ نہین چاہتا تھا کہ علی عادل شاہ اس قلعہ کو لیکر نظام شاہ پر فائق ہو جاے۔ اُس نے اپنے
مورچل سے قلعہ کے آدمیون کے لیے آنے جانے کی راہ کھول رکھی تھی اور اہل قلعہ پاس سارے
مایحتاج پہنچنے دیتا تھا۔ اور ملا عنایت اللہ کہ اس وقت قطب شاہ کا ملازم تھا اور اس قسم کے
امور مین بڑا دخل رکھتا تھا وہ اہل قلعہ سے دوستی رکھتا تھا اور اپنے اخلاص و دولتخواہی
کی عرائض حسین نظام شاہ پاس بھیجتا رہتا اس قسم کی باتین مخفی نہین رہ سکتین رام راج اور عادل شاہ
مطلع ہوئے اور انھون نے قطب شاہ سے پرخاش شروع کی وہ بہت جلد گلکنڈہ مین اور ملا
عنایت اللہ قلعہ احمدنگر مین چلا گیا اور یہان سے پٹن مین حسین شاہ کی ملازمت مین گیا۔
خان جہان کی شکست کے بعد عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا بناکر خوب جمعیت کے
ساتھ نظام شاہ کی کمک پر بھیجا تھا وہ عادل شاہ کی سرحد پہ پہنچا اور اُس نے غلہ و
آذوقہ کی رسد کو بند کردیا رام راج اور عادل شاہ کے لشکرون مین غلے کا قحط پڑا۔ دونو

کہ عادل شاہ پر اسکو ہزیمت حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفی خان کے کہنے پہ عمل کیا
اور اسباب کو اپنے خیمہ و خرگاہ آگمیں ڈالکر اپنی مملکت کی راہ لی اس سے حسین نظام شاہ کو
لڑائی میں ایسی دقت پڑی کہ اسلئے احمد نگر میں مراجعت کی۔ ملا عنایت اللہ نظام شاہ
اور قطب شاہ کے درمیان اتحاد اور انقطاع کا واسطہ تھا وہ حسین نظام شاہ کی جباری
اور قہاری کے سبب سے گلکنڈہ میں بھاگ آیا۔ ابراہیم عادل شاہ کے جانشین علی عادل شاہ
نے رام راج اور ابراہیم قطب شاہ سے دوستی پیدا کی۔ ادھر حسین نظام شاہ نے عماد الملک
والی برار سے از سر نو اتحاد پیدا کیا۔ یہ دونوں ۹۶۶ھ میں گوداوری کے کنارہ پر
سنیت میں ملے۔ عماد الملک کی بیٹی کا نکاح حسین نظام شاہ سے ہوا۔

اسی سال میں حسین نظام شاہ نے محمد استاد نیشاپوری اور چلبی رومی خان کو
قلعہ ریوڈنڈا (ریوڈنڈہ) کی فتح کے لئے بھیجا۔ یہ قلعہ پرتگیزوں نے سمندر کے کنارہ
پر بنایا تھا اور یہاں سے وہ اپنی حد سے قدم باہر رکھ کر مسلمانوں کو ستاتے تھے
پرتگیزوں نے اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی اور آیندہ کے لئے عہد و پیمان کئے۔ کہ
مسلمانوں کی مزاحمت نہیں کرینگے۔ حسین نظام شاہ نے اس سال کے آخر میں
.... تین چار مہینے کے اندر قلعہ گالنہ خاندیس میں اور
کئی قلعے اور فتح کئے اور اپنے آدمیوں کے حوالہ کئے۔

اس اثنا میں بیجانگر اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے والیان نے مل کر نظام شاہ
کے ملک پر تاخت کی اور قلعے کلیانی اور شولاپور طلب کئے۔ شاہ حسن عالم بیگ
نے حسین نظام شاہ کو صلاح دی کہ ہم میں ان تین بادشاہوں سے لڑنے
کی تاب و توان نہیں ہے اسلئے عادل شاہ کو قلعہ کلیانی کو دیکر صلح کرلیں۔
حسین نظام شاہ نے کہا کہ جس قلعہ کو میرے باپ نے ضرب شمشیر و مردانگی سے لیا ہو
مجھے اسکو دشمن کو دیتے ہوئے ننگ و عار آتا ہے۔ شاہ حسن نے کہا کہ ہر وقت
ایک تقاضا ہوتا ہے وہ وقت لینے کا مقتضی تھا یہ وقت دینے کا مقتضی ہے

بنت حسین نظام شاہ کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور دونو بادشاہ قلعہ کلیانی
کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ پہلی طرح عادل شاہ اور رام راج بڑا لشکر لیکر اس
طرف ہوگئے اور برہان عماد الملک کو حسین نظام سے بسبب جہانگیر خان کے مارنے
کے رنجش ہوگئی تھی وہ علی برید سے اتفاق کرکے عادل شاہ سے ملا حسین نظام شاہ
نے محاصرہ چھوڑکر قلعہ دسہ مین اپنے بیٹے اور داماد کو بھیجا اور سات سو ارابہ توپ
ضرب زن اور پانچ سو ہاتھی لیکر قطب شاہ کے ساتھ دشمن سے چھہ کوس پر آیا
دوسرے روز رام راج کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ عادل شاہ اور برید شاہ
سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ برسات کا موسم نہ تھا مگر ایسا ابر آیا اور ایسا برسا کہ
صحرا اور دشت مین پانی پانی ہوگیا اور ندی و نالے چڑھ گئے۔ آدمی اور ہاتھی
اور گھوڑے اور گائین ایسے حیران ہوئے کہ لشکروں نے ہتھیار پھینک دئے ارابے کیچڑ
مین پھنسا رہ گئے دوسرے روز صبح کو برگی کے گھوڑوں نے قطب شاہ کو بھگا دیا۔
اور مرتضی نظام بھی سات سو توپوں مین سے جو میدان جنگ مین لایا تھا تہ تین
لیکر بھاگا اس شکست سے احمدنگر کی سلطنت کی بڑی شان معلوم ہوتی ہے اس لئے ۶۶۰
توپین ایک جنگ مین چھوڑائین انمین ایک برنجی توپ تھی جو اب بیجانگر مین ہی۔
ایسی بڑی برنجی توپ دنیا مین کہین نہین ہے اسکا وزن ۱۱۲۰ من ہے اور محیط
قطر چار فیٹ ۸۔ انچ ہے اور پندرہ فٹ عمیق ہے اور اس کے سوراخ کا قطر ۲ فیٹ ۴۔ انچ ہے
اس کو رومی خان نے برہان شاہ کے عہد مین ڈھالا تھا اسکا سانچا رومی خان
کے مقبرہ مین پڑا ہوا ہے۔ تیسرے روز وہ توپین بھی جو چند باقی رہی تھین
چھوڑکر احمدنگر کو بھاگا اگرچہ اسکے ساتھ ایک ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے۔ مگر وہ چتر و علم
مرتفع کئے ہوئے کمال تحمل و وقار سے جاتا تھا اسکی چارون طرف پانچ چھہ ہزار
سوار حملہ آور جاتے تھے مگر انکا یہ حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اسپر حملہ کرین اور اس شیر بیشہ
شاہی پر نظر ڈالین وہ نقارہ کا ایسا مقید ہوگیا تھا کہ وقت بر نقارہ بجتا تھا ہر کی

[illegible] قصبہ بہنی مین گئے اور یہان یہ ٹھیری کہ ایک دستہ سپاہ پرندہ کو اور دوسرا ایک قصبے اور وہان سے آذوقہ کا سامان کرکے احمدنگر کا محاصرہ کرے۔

حسین نظام شاہ نے قاسم بیگ اور ملا عنایت اللہ کو رام راج پاس صلح کے لیے بھیجا۔ ان تین شرطون پر صلح منظور ہوئی۔

اول حسین نظام شاہ علی عادل شاہ کو قلعہ کلیانی دے۔

دوم جہانگیر خان کو جس سے ہمارے لشکر کو بڑی مضرت پہنچی ہے اور ہمارا دشمن ہے مار ڈالے۔

سوم حسین نظام شاہ رام راج پاس ملنے آئے اور اسکے ہاتھ سے پان لے (جب پان ہاتھ سے دیا جاتا ہے تو دینے والا بڑا سمجھا جاتا ہے اور جب وہ سونے چاندی کے تھالی میں رکھا جاتا ہے تو مساوات مراد ہوتی ہے۔) حسین شاہ نے اپنی حفظ دولت کے لئے ان شرائط کو منظور کیا اور اس نے یہ بیمروتی کی کہ مصلحت ملک کے لئے اپنے جانی دوست کو قتل کیا۔ عماد الملک کو اپنے ملک کو وداع کیا حسین نظام شاہ اور خود رام راج کے لشکر مین آیا۔ رام راج نے اسکی کچھ تواضع نہ کی اور بیٹھے بیٹھے نظام شاہ سے دست بوسی کی حسین نظام شاہ اسکے غرور سے نہایت برآشفتہ ہوا اور اس کی ایذا کے لئے اپنا طشت و آفتابہ منگا کر اپنے ہاتھ دھوئے۔ رام راج نے یہ دیکھ کر پیچ و تاب کھائے اور کنہری زبان مین کہا کہ اگر یہ مہمان نہ ہوتا تو اس کی سرانگشتون کو کاٹ کر اسکی گردن مین لٹکاتا۔ رام راج نے بھی اپنا طشت آفتابہ منگا کے ہاتھ دھوئے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان رام راج کی پیشکش مین دیا اس نے کلیان علی عادل شاہ پاس بھجوا دیا۔

حسین نظام شاہ نے احمدنگر مین جا کر قلعہ کہ اینٹ اور مٹی کا بنا ہوا تھا توڑا اور اسکا دائرہ بڑا بنا کر گچ و سنگ سے بنوایا اور ایک خندق وسیع و عمیق اسکے گرد کھدوائی۔

[illegible] مین اپنی بیٹی خدیجہ کا نکاح جمال الدین حسین بن شاہ حسن سے کیا عماد الملک مر گیا۔ اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک چھوٹی عمر مین باپ کا قائم مقام ہوا۔

[illegible] حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ کلیانی کے ہمسایہ مین ملے یہان [illegible]

کسی طرح نہ پہنچنے دیں اور خود جنیرے ایک ندی کے پل کی طرف کہ کوہستان میں واقع
تھی روانہ ہوا۔ رستم خان قصبہ کالونکے نواح میں مخالفوں کے پاس پہنچکر غلہ و آذوقہ کے
وصول کا مانع ہوا اس اثنا میں کہ علی عادل شاہ شکار میں مشغول تھا اور اس کی فوج اسکے
خالو کی ہمراہ جاتی تھی رستم خان نے برخلاف قرارداد کے افواج عادل شاہی پر کہ ضعاف
سفاہتی حملہ کیا اور علی عادل شاہ کے خالو کو قتل کیا اور خود بھی دو ہزار آدمیوں سمیت
کشتہ ہوا جو زندہ رہی وہ پریشان حال بھاگ گئے لیکن رستم خان کی جرأت دیکھ کر بیجاپوریوں
اور بیجانگریوں کے بھی ہوش اُڑ گئے برسات کا موسم نزدیک آگیا تھا رام راج اور
عادل شاہ پھر احمدنگر گئے۔ رامراج ندی سین کے کنارہ اور اُس کے اطراف میں اترا تھا
اور علی عادل شاہ اس سے دور خیمہ زن ہوا۔ دونو اس میں متردد تھے کہ اپنے ملکوں کو جائیں
یا احمدنگر کا محاصرہ کریں اس اثنا میں احمدنگر کے شمال میں مینہ برسا اور رات کو ایک
سیل عظیم آئی بیس ہیرون کو اور تین سو ہاتھیوں کو جن کے پیروں میں زنجیریں بندھی ہوئی
تھیں اور بارہ ہزار آدمیوں کو جنکا نام رامراج کے دفتر میں درج تھا بہا کر لے گئی
اور بحر فنا میں غرق کیا رام راج اسکو بدشگونی سمجھ کر اپنے ملک کو گیا۔ علی عادل شاہ
کے قلعہ نلدرگ کو از سر نو تعمیر کرایا رامراج سے کہا کہ اس قلعہ کا نام پسند ہو تو
رام ورگ رکھوں اُس نے منظور کیا۔ رامراج نے برسات کا بہانہ بنا کے قصبہ ونکی میں
مقام کیا اور عادل شاہ اور قطب شاہ کے چند پرگنوں کو دبا لیا اور بیجانگر چلا گیا
علی عادل شاہ نے قلعہ نلدرگ میر مرتضی خان انجو کے حوالہ کیا اور اپنی جگہ پر
چلا گیا۔ میر مرتضی خان قرب و جوار کے سبب سے گاہ و بیگاہ ولایت شولاپور کو تاخت و
تاراج کرتا تھا حسین نظام شاہ اس بات کو عادل شاہ کی تحریک سے سمجھا اُس نے قلعہ
شولاپور کو مستحکم کیا اور غلہ کی بارہ ہزار گونیں قلعہ کو روانہ کیں۔ مرتضی خان کو جب یہ خبر
لگی تو اس نے امراء برگی کو لے کر ایلغار کی اور پرنیدہ اور شولاپور کے درمیان آتش
قتال روشن ہوئی امرائے نظام شاہی کو شکست ہوئی اور ایکسو دس ہاتھی چھین لیے

نماز کا وقت آیا تو اس نے شاہزادہ کہا کہ اتر کر نماز پڑھون تو ارکان دولت نے کہا کہ اس وقت
گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھنی شرعاً درست نہین ایما و اشارہ سے سوار ہی نماز پڑھو
اسنے کہا کہ خدا نہ کرے کہ مین اس وضع سے نماز ادا کرون اسنے اتر کر نہایت اطمینان
سے نماز پڑھی۔ دشمنون کی سپاہین کہ اضعاف و مضاعف تھین دور کھڑی دیکھتی تھین
لگے نہ آئی تھین حسین نظام شاہ نماز سے فارغ ہوا تو اپنی کمر کو چست بندھے ہوئے دیکھا
سمجھا کہ مذہب مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تو کمر کھول کر پھر نماز دوبارہ پڑھی اور پھر
کس کر سوار ہوا اہل تعاقب نے کہا کہ جب ہمنے اس وقت مین کچھ کام نہین کیا تو اور وقت
کیا کام کرینگے پس سب نے ایک آدمی اس پاس بھیجکر کہا کہ شجاعت تجھے مسلم ہے ہم
تعاقب سے باز رہے کہ ذات اشرف کو کوئی گزند نہ پہنچے حسین نظام شاہ اودت نہ
پہنچا اور مرتضی شہزادہ کو ساتھ لیکر احمد نگر مین آیا اور قطب شاہ کو وداع کیا جب
احمد نگر مین آیا تو اس نے سنا کہ عادل شاہ و رام راج و برہان عماد الملک و
علی برید کوچ بر کوچ کرتے ہوئے اس طرف آتے ہین تو اسنے قلعہ کو ذخیرہ و مرد جنگی
و آلات آتشبازی سے مضبوط کیا اور خود جنیر چلا گیا۔ کل دشمن احمد نگر مین آئے
بیجانگر کے ہندؤن نے مساجد اور منازل کو ویران کیا۔ جن مسجدون کی چھتین لکڑیون
کی تھین انکو ویران کیا مسلمانون کو آزار پہنچایا اور عورتون اور بچون کی بے ناموسی کی
عادل شاہ ان باتون کے سننے سے غمزدہ ہوا مگر منع کرنے کی قدرت نہین رکھتا تھا
اسنے رام راج سے کہا کہ اس قلعہ کا محاصرہ اول سے بھی زیادہ سخت ہو گیا ہے بہتر ہے
کہ یہان سے کوچ کر کے نظام شاہ کے پیچھے پڑین رام راج اس پر راضی ہوا
علی برید و برہان عماد الملک کو معاودت کی اجازت دی۔ عادل شاہ اور
رام راج جنیر کی طرف گئے حسین نظام شاہ جب انکی توجہ سے واقف ہوا تو بارہ
امیرون کو جیسے رستم خان حبشی اجنباجی وغیرہ تھا انکو حکم دیا کہ مخالف کے لشکر
[illegible] غارتگری کرین اور غلہ و رسد اور اسباب [illegible] کو دشمنون پاس

رائے وجیانگر کے استیصال کے لئے اتفاق کیا۔ دکن مین یہ رائے انا و لاغیری کا ڈنکا
بجا رہا تھا۔ ان چارون پادشاہون کے لشکر نے متفق ہوکر دریاے کرشنا سے عبور
کیا اور قصبہ بیکری مین جو کرشنا سے بارہ میل پر ہے خیمے ڈالے۔ رام راج ستر ہزار
سوار اور نوّے ہزار نو لاکھ پیادے جنگی جنمین اکثر توپچی و تیر انداز تھے بیجانگر سے
ساتھ لیکر چلا۔ مسلمانون کو اسکے لشکر کی حشمت و شوکت سے وہم پیدا ہوا اور
اس پر راضی تھے کہ عادل شاہ اور قطب شاہ کا ملک جو اس نے لیا ہے واپس
دیدے اور آیندہ عہد کرے کہ پھر مسلمانون کی مزاحمت نہ کریگا۔ مگر رام راج کو
ہستی اپنی آگے کیا سمجھتا تھا اُس نے اس طرح صلح کرنے سے انکار کیا اُسنے اپنے بھائی
دہنکنا دری کو دو لاکھ پیادون اور پانچہزار سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ میسرہ مین
علی عادل شاہ سے مقابلہ کرے اور اپنے دوسرے بھائی یلتم راج کو بیس ہزار
سوارون اور دو لاکھ پیادون کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے
میمنہ مین لڑنے کو بھیجا اور خود پندرہ ہزار منتخب سوارون کے ساتھ جو اُس کی
کمک کو ہمسایہ کے رایون نے بھیجے تھے اور ایک ہزار ہاتھی اور پانچ لاکھ پیادون
کے ساتھ قلب مین حسین نظام شاہ سے لڑنے کے لئے مقیم ہوا اُس نے اپنے بھائی کو
حکم دیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ گرفتار کرے کہ انکو ساری عمر لوہے کی
زنجیرون مین جکڑ رکھون اور ہراول مین و یسار کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا سر تن
سے جدا کرکے لائے۔ سلاطین اسلام نے غزا و جہاد کے قصد پر کمر باندھی اور
کثرت اعدا سے خوف نہین کیا۔ عادل شاہ نے میمنہ مین اور قطب شاہ
و علی برید نے میسرہ مین اور نظام شاہ نے قلب مین قیام کیا اور ہر ایک نے
دوازدہ امام کے اعلام مرتفع کئے اور نقارہ جنگ بجایا۔ حسین نظام شاہ
نے چھ سو ارابہ توپ تین قطارون مین اپنے آگے رکھے۔ اول قطار دو سو
بڑی توپون کی داہنی بائین طرف سب سے آگے تھی اور اسکے پیچھے دو کی

اور شاہ تقی اسیر ہوا۔ امراء بریگی اس فتح سے مغرور ہو کر تاراج میں مشغول ہوئے اور غلہ کی گونیوں کو آگ لگائی یا لوٹ کر لے گئے۔ مرتضیٰ خان نے ہاتھی بیجاپور بھیدیے اس اثنا میں ایک حبشی غلام بچہ قیدیوں میں تھا اور وہ ایک شخص کے ساتھ ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے رونا شروع کیا۔ مرتضیٰ خان نے اُس سے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے اگر تو یہاں رہنا چاہتا ہے تو ہم تیری خاطر کرینگے اور اگر اپنے صاحب پاس جانا چاہتا ہے تو ہم تجھے قید سے آزاد کرتے ہیں اُس نے کہا کہ میں اپنے صاحب پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ رہائی پا کر شاہ محمد باقر اور بھاگے ہوئے امیروں پاس گیا اور اُن سے کہا کہ سارے عادل شاہی آدمی لوٹ میں ہوئے ہیں۔ مرتضیٰ خان تھوڑے آدمیوں کے ساتھ فلان مقام پر کھڑا ہے اُس کو اپنے ہاتھیوں کی عوض میں پکڑ لو۔ شاہ محمد باقر نے دو تین ہزار آدمی لیجا کر مرتضیٰ خان کو نرغہ میں زندہ دستگیر کر لیا اور پانوؤں میں زنجیریں ڈال کر احمد نگر بھیجدیا۔
حسین نظام شاہ دوبارہ غلہ کی بارہ ہزار گونی خود لیکر شولا پور کے قلعے میں آیا یہ آنا جانا اسکا دس روز میں ہوا۔ پھر صلح ہو گئی طرفین کی سرحد پر قیدیوں کو لا کر چھوڑ دیا۔ اس طرف سے شاہ تقی اور اس طرف مرتضیٰ خان رہا ہوئے۔ پہلا احمد نگر دوسرا بیجاپور گیا۔
بعد ان واقعات کے حسین نظام شاہ نے لڑائی جھگڑوں اور خود رائی کو چھوڑا۔ ملک و سلطنت کو صائب رایوں کے حوالہ کیا۔ وقائع عادل شاہی میں جینے ذکر کیا ہے کہ دولتخواہوں کی سعی سے سلاطین ثلاثہ کے درمیان عداوت صداقت سے بدل گئی اور علی عادل سے چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کا عقد نکاح بندھا۔
سنہ ۹۶۸ھ میں جطرح سے کہ علی عادل شاہ کی داستان میں بیان ہوا کہ سلطان شاہان احمد نگر و بیجاپور و بیدر و گولکنڈہ نے رام راج

فیلبان سمجھ گیا اور اُس نے رام راج کو ہاتھی کی سونڈ سے اوپر کھینچ لیا اور رومی خان پاس
لے گیا۔ رومی خان نے نظام شاہ پاس بھجوایا نظام شاہ نے اُسے پہچان کر سر کو تن سے
جدا کیا اور نیزہ پہ سر کو چڑھا کر ہاتھی پر مرتفع کیا اور دشمن کے لشکر کے سامنے بھیجا۔ بیجانگر کے لشکر
نے یہ سر دیکھا تو اُسنے فرار کیا اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک جو بیجانگر سے دس
کوس پر ہی تعاقب کیا۔ کہتے ہین کہ ہندوؤن کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے اور غنیمت
بے حساب مسلمانون کے ہاتھ آئی۔ سلاطین اسلام نے فقط ہاتھی اس غنیمت مین سے اپنے واسطے
لئے باقی مال جو جسکے ہاتھ آیا وہ اسکے پاس رہنے دیا۔ سلاطین نے اپنے اپنے مقامات کو
مراجعت کی۔ حسین نظام شاہ نے احمد نگر مین گیارہ روز کے بعد افراط شراب اور کثرت جماع
سے اس دنیا کو وداع کیا اس کی تاریخ وفات ع آفتاب دکن بشد پنہان +
حسین نظام شاہ کے چار بیٹے اور چار بیٹیان چار بیویون سے تھین۔ بی بی خونزہ
ہمایون سے دو بیٹے مرتضیٰ و برہان تھے اور دو لڑکیان چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ
اور بی بی خدیجہ منکوحہ جمال الدین حسین انجو اور سریہ کے دو بیٹے شاہ قاسم و شاہ منصور
اور دو لڑکیان آقا بی بی زن میر عبد الوہاب اور بی بی جمال زوجہ ابراہیم قطب شاہ
تھین۔ مدت سلطنت ۱۱ سال۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن حسین نظام شاہ۔

ابو المظفر مرتضیٰ حسین بن حسین نظام شاہ پادشاہ ہوا اس کی مملکت کا دائرہ فراخ
ہوا اور مذہب اثنا عشری کا رواج کمال کو پہنچا۔ سادات اور اہلبیت کے محب پہلے
سے زیادہ معزز و مکرم ہوئے۔ برار کو فتح کر کے اسکے دماغ مین خبط ہوا اور سولہ برس تک
گوشہ نشین رہا ایک دو خدمتگارون سے زیادہ اپنے پاس وہ نہین رکھتا مہمات شاہی
ارکان دولت کو سپرد تھین جب کوئی عمدہ کام ہوتا تو عریضہ لکھ کر خادم کے ذریعہ سے اندر
وہ بھیجتے پادشاہ اسکا جواب معقول لکھ کر بھیجدیتا ایسی مثال کبھی دیکھنے مین نہین آئی
کہ کسی پادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور اس کی مملکت مین خلل نہ پڑے

قطار دو سوار ا بہ ضرب زن جو عبارت درمیانی توپون سے ہوتی ہے ایستادہ
کی اور اسکے پیچھے دو سو اراَبہ زنبورک جو تفنگ سے بڑی اور ضرب زن سے چھوٹی
ہوتی ہے قاعدہ کے موافق کھڑی کی اور چلبی رومی خان کو جو فنون آتشبازی مین بے نظیر
تھا اُسکو ان توپون کا اہتمام سپرد ہوا اُس نے سب کو گولہ و باروت سے مہیا کیا۔ اس
اثنا مین دو ہزار غریب (پردیسی) نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو
آہستہ آہستہ بروش و قاعدہ سپاہگری توپخانہ کے رو برو لائے۔ رومی خان نے کلان
توپین مارنی شروع کین اور جب وہ خالی ہوگئین تو ضرب زنون کی باڑ ماری اور پھر
زنبورکین چھوڑین جس سے رام راج کے بہت پیادے اور سوار کشتہ ہوئے۔ رام راج
کے لشکر نے پھر زور کیا رومی خان نے پھرتی اور مردانگی سے توپون اور ضرب زنون
مین بجائے گولون کے تانبے کے پیسے بھرے اور رام راج کے لشکر پر مارے۔
کہ ایک دفعہ مین پانچ چھ ہزار سوار اور آدمی اور چند فیل اور گھوڑے جل کر بیجان ہوئے
اُس وقت نظام شاہ اپنی افواج کے ارابون کے عقب سے نکلا اور کشور خان
لاری پاس آٹھ سات ہزار سوار عادل شاہی تھے۔ ان دونون نے متفق ہو کر
دشمنون پر حملہ کیا جس وقت طرفین اس طرح مشغول تھے نظام شاہی ہاتھیون سے
ایک ہاتھی جسکا نام غلام علی تھا اور رومی خان کے پاس تھا اُسنے رام راج کے ہاتھیون
مین سے ایک پر حملہ کیا اور اسکو بھگا یا اور اسکا پیچھا کیا اور رام راج کے شامیانہ کی
طرف گیا۔ رام راج ہاتھیون کے خوف سے کرسی پر سے اُٹھا وہ بڈھا تھا اور
گھوڑے پر سوار ہو نہین سکتا تھا وہ سنگاسن پر سوار ہوا ہاتھی وہان بھی پہنچے
سنگاسن کے کہارون نے جنکو دکنی زبان مین بوئی کہتے مین سنگاسن (تخت) کو
زمین پر پٹکا اور بھاگ گئے۔ نظام شاہی فیلبانون نے مرصع تخت کو لا کر
ہاتھی کو کھڑا کیا اور ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سونڈ مین تخت کو اُٹھالے تو رام راج
[illegible] جو اس پاس اُنہا دو کر بہت تضرع و زاری کی جسکا سبب

سو اس نے جدا رکھا اور لشکر نظام شاہی احمد نگر مین آگیا۔

۹۷۲ھ مین علی عادل شاہ نے نظام شاہ کی بعض ولایات کی تسخیر کا ارادہ کیا قلعہ کنڈالہ کو کہ بیس کوس پرہ قصبہ جاکنہ سے تھا اسکے لشکر کو ملاکر فتح کر لیا پھر کشور خان کو سرحد پر بھیجا خونزرہ ہمایون نے دکنی سردارون کو اسکی مدافعت کے لئے مامور کیا انھون نے حوالی قصبہ گنج مین شکست پائی پریشان حال ہوکر احمد نگر مین آئے کشور خان نے رعایا کو دلاسا دیکر خریف و ربیع کا محصول جو بیس لاکھ ہن کے قریب تھا وصول کیا اور فتح کی جگہ پر ایک قلعہ گنج اور سنگ کا بنایا۔ خونزرہ ہمایون نے اپنے بھائیون اور منسوبون کو نظام شاہی آدھا ملک جاگیرون مین دیدیا تھا اور وہ سپاہیون کے حال پر متوجہ نہین ہوتے تھے تو کشور خان کا تسلط کم نہین ہوتا تھا۔ اسلئے شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم و شاہ احمد و مرتضیٰ خان جو مرتضیٰ نظام شاہ کو مصاحب تھے دولتخانہ کے اوضاع و اطوار کو دیکھکر دلگیر ہوے اور خلوت مین خونزرہ کی شکایت کی شاہ نے جواب دیا کہ دولتخانہ کی کل خلائق والدہ کی جانب سے ہے مین اکیلا تسلط کو کس طرح دور کرسکتا ہون انھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو فرہاد خان و حبشی خان کہ حبشیون کے امرای کبار مین اپنے ساتھ متفق کرکے اسکے تسلط کا علاج کیا جاے۔ نظام شاہ نے اس امر کو قبول کرلیا۔ امراے مذکور ہمداستان ہوکر سلام کے بہانہ سے قلعہ مین آئے اور عرض کیا کہ ہم فلان فلان حاضر ہین اگر فرمان ہو تو عورتون اور خواجہ سرایون کو بھیجکر خونزرہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس بات پر راضی ہوا۔ شاہ جمال الدین حسین و شاہ احمد و مرتضیٰ خان اس کام کے سرانجام کے لئے تیار ہوئے بحسب اتفاق خونزرہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم مین طلب کیا۔ نظام شاہ کو گمان ہوا کہ اسکی مان کو اس مشورہ پر اطلاع ہوگئی ہے وہ مجھے سلطنت سے معزول کرنے کے لئے بلاتی ہے اس لئے اس نے مان پاس جاکر اپنی خلاصی کے لئے کہدیا کہ فلان فلان اتفاق کرکے تجھے قید کرنا چاہتے ہین

خونزرہ ہمایون کے اختیارات کا سلب ہونا۔

پادشاہ عنفوان جوانی میں ملک و مال کے کاموں میں مشغول ہوا چھ سال تک مہات شاہی کی ذمہ دار اسکی ماں رہی اُس نے اپنے بھائیوں عین الملک اور تلغ خان کو اور اپنے خواجہ سراے اعتبار خان کو امراء کبار بنا دیا۔ ملا عنایت اللہ کو پیشوا بنایا وہ ہر روز پردہ کے پیچھے بیٹھتی اور قاسم بیگ حکیم کے استصواب سے امور ملکی و مالی کا سرانجام کرتی۔ مرتضیٰ نظام شاہ اپنے لہو ولعب میں مشغول تھا مہات سلطنت میں بیجا دخل دیتا خونزہ ہمایون شاہ قراقوینلو پادشاہ آذربائجان کی اولاد میں تھی

مرتضیٰ نظام شاہ کا حال یہ تھا تو علی عادل شاہ نے بلدہ انی گندی و بیجانگر پر لشکر کشی کی اور یہ چاہا کہ ترلاج ولد رام راج کو بن کنڈہ دارالملک کرناٹک میں راجہ بنائے اور انی گندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے فرمان روائی کا ماتحت بنائے۔ اس سبب سے دستگشا دری حاکم بن کنڈہ نے مضطرب ہو کر مرتضیٰ نظام شاہ و خونزہ ہمایون کو عریضہ لکھا اور کمک طلب کی۔ خونزہ سلطان نے لشکر اور جوان بیٹے کو لیکر بیجاپور پر لشکر کشی کی اور علی عادل شاہ کو مجبور کیا کہ وہ انا گندی کو چھوڑ کر اپنے ملک کی حفاظت کو آیا۔ لڑنے کا ارادہ تھا کہ طرفین سے خیر اندیش آدمیوں نے صلح کرانے میں کوشش کی کہ دو ہم مذہب پادشاہوں میں باہم منازعت مروت سے دور ہے شرط انصاف یہ ہے کہ مصالحت ہو۔ صلح ہو گئی۔ خونزہ ہمایون احمدنگر میں آئی۔ دوسرے سال مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کر کے تفال خان سے کہ وہ بیجانگر کی یورش میں شریک نہیں ہوا تھا عوض لینا چاہا۔ وہ برہان نظام شاہ کا وزیر اعظم تھا اور برار کی سلطنت کو اُس نے غصب کر لیا تھا۔ ان دونو کا لشکر برار میں گیا اور ملک کو غارت و تباہ کر کے برسات کے موسم کے سبب سے اُلٹا چلا آیا۔ اس مراجعت میں علی عادل شاہ نے فریب سے احمدنگر کے نوجوان شاہ کو گرفتار کرنا چاہا تھا مگر خونزہ ہمایون کو اسکی اطلاع ہو گئی تو وہ دفعۃً رات کو خیمہ اکھیڑ کر چلی گئی جو دونو کے درمیان حائل تھا وہ ایسی بد نفسانی پر آیا کہ دونوں لشکروں

ومرتضی خان نے معروض کیا کہ قلعہ کشی کا طریق یہ نہین ہے کہ ابھی گرد راہ کچھ اوٹھا نہو کہ ایسے محکم قلعہ کو فتح کریں - نظام شاہ نے کہا کہ خدا کی توفیق سے دروازے کے پاس جاکر اسکو تیغ و تبر سے توڑکر قلعہ مین داخل ہوتا ہون اگر میری اجل نہین آئی تو مجھکو کوئی گزند نہین پہنچیگا اور اگر آئی ہے تو اس سے کنارہ کرنا بے فائدہ ہے - جب دولتخواہون نے یہ حال دیکھا تو اسکو ہتھیار لگانے کو کہا کہ سنت آنحضرتؐ ہے تو اوسنے جوشن پہنا اور تیر و کمان کو ہاتھ مین لیا اور روانہ ہوا - غرض توپ و تفنگ و تیراندازی کا ہنگامہ گرم ہوا - کشور خان کے ایک تیر لگا اور وہ فوت ہوا نظام شاہ کو قلعہ ہاتھ آیا وہ شکر الٰہی بجالایا -

کشور خان کے واقعہ کے بعد عین الملک اور نور خان امرای بزرگ عادل شاہی احمدنگر کی طرف چلے - امرای نظام شاہی مثل فرہاد خان اور اخلاص خان کے پانچ چھہ ہزار سواروں کے ساتھ بسرکردگی خواجہ میرک دبیر کے انسے لڑنے کو چلے جب فریقین مین معرکہ جنگ گرم ہوا تو خواجہ میرک نے چالیس پادشاہی ہاتھیوں پہ علم سبز بلند کیے اور چارسو خاصہ خیل کو علم سبز دے کر یہ شہرت دی کہ نظام شاہ آگیا - عین الملک اور نور خان نے مرتضی نظام شاہ کے آنے کو یقین کیا اور بھاگ گئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک کو قتل کیا اور نور خان کو زندہ دستگیر کیا اور مظفر و منصور نظام شاہ کی خدمت مین آیا اس عرصہ مین قطب شاہ بھی نظام شاہ پاس آگیا تھا اب دونو پادشاہ بیجاپور کی تسخیر کے ارادہ سے عادل شاہ کی ولایت مین آئے شاہ ابوالحسن کہ عادل شاہ کا میر جملہ تھا اوس نے نظام شاہ سے ملاقات کرکے اسکو سمجھایا کہ ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ سے خشونت کرنی حزم و دوراندیشی سے بعید ہے اگرچہ بظاہر قطب شاہ تمہاری ساتھ ہے لیکن خفیہ وہ اور وسے ملا ہوا ہے ایک کتابت نفاق آمیز اسکی کہ عادل شاہ کو اوسنے لکھی تھی دکھائی - غرض باتین بناکر اوسکو ایسا بھڑکایا کہ نظام شاہ نے امرا او رسرا کندہ کہ قطب شاہ کی

خونزہ ہمایون کو یہ حکم ہوا تو شام کے وقت پردہ کے نیچے بیٹھی تھی اور شاہ جمال الدین حسین
نظربند کیا اور امیر جو سازش مین شریک تھے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے پھر اوسکو خونزہ ہمایون
بیمار بیٹے کے پاس چہوڑ آئے۔

قتل کشور خان کے فتنہ دور کرنے کے واسطے خونزہ ہمایون اپنے بیٹے مرتضیٰ نظام شاہ
کو لیکر احمدنگر سے باہر آئی پھر امرای خونزہ ہمایون کی شکایت کرکے اسکے مقید کرنے کی
منظوری شاہ سے حاصل کی حبشی خان حوالی سراپردہ مین پہنچا۔ خونزہ ہمایون واقف تھی
کہ کیون وہ آتا ہے اس نے برقع پہنا اور تیر ترکش و شمشیر و خنجر کمر سے باندھی اور گھوڑے
پر سوار ہوئی۔ حبشی خان نے آگے جاکر کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ تو اور عورات کیطرح
گھر مین بیٹھ کر مہمات مین دخل نہ دے۔ خونزہ ہمایون نے کہا کہ ای غلام تیری کیا مجال
ہے جو ایسی باتین کرتا ہے حبشی خان نے چاہا کہ اسکا بازو پکڑ کر گھوڑے سے نیچے اتارے کہ
اس نے خنجر نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا کہ حبشی خان نے اسکا ہاتھ ایسا مروڑا
کہ خنجر گر پڑا عین الملک اور تاج خان نے اپنی بہن کے چھڑانے کی کوشش نہین کی اور آگے
چلے گئے حبشی خان نے خونزہ کو پالکی مین ڈال کر بادشاہ پاس بھیجا اس نے موکلون کے
حوالہ کیا امرا جو بھاگ گئے تھے وہ اپنے منصب و جاگیر پر بحال ہوئے اور عین الملک
اور تاج خان پکڑے گئے۔

قلعہ دھارور (دھارور) کی طرف شاہ کشور خان کے استیصال کے لئے گیا اور ابراہیم
قطب شاہ سے امداد طلب کی مگر ہنوز یہ کمک نہ آئی تھی کہ کشور خان کشتہ ہوا اور
قلعہ مفتوح۔ اس قلعہ کا فتح ہونا بھی ایک عجیب واقع ہے اس لئے اسکی شرح کی جاتی
ہے جب مرتضیٰ نظام شاہ دھارور سے ایک منزل پر پہنچا کھانے پکوانے مین مصروف
تھا کہ اس اثناء مین کشور خان کا جاسوس آیا اور ایک کاغذ سر بمہر دیا جسکو نظام شاہ
پڑھ کر بہت آشفتہ ہوا اور اسی گھڑی سوار ہو کر کہا کہ مین اس گھوڑے پر سے نہین
اتروںگا جب تک قلعہ سر نہ ہو۔ جب قلعہ کے نزدیک آیا تو دروازہ پر خانخانان

پہنچا دیتا اور دفعہ مظنہ کے لئے چوبین نردبانین حصار کی دیوار پر لگا کے لڑنے کا
حکم دیتے تھے اور پرتگیز آلات آتشبازی سے مسلمانون کو مار کر پرے ہٹاتے تھے
شاہ جمال الدین حسین وکیل سلطنت جوانی کی مستی مین مہمات ملکی اور مالی مین دل نہ لگاتا
اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا۔ مرتضیٰ نظام شاہ طول ایام محاصرہ و محنت سفر سے
اکتا گیا۔ اس اثنا مین مسلمانون کی ایک کشتی پرتگیزون نے پکڑ لی اور اوسکے اسباب
واموال پر متصرف ہوے اور مسلمانون کو اسیر کر لیا۔ انمین دو جوان غریب جنمین
ایک رستم خان دوسرا شمشیر خان انکو سپاہی سمجھ کر قلعہ کے برج و بارہ پر کھڑا کرتے
اور مسلمانون سے لڑنے کا حکم کرتے وہ بھی مجبور ہو کر لشکر اسلام پہ تیر و تفنگ لگاتے
وہ ایک تدبیر سے قلعہ سے بھاگ آئے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے انکو خلوت مین بلا کے
اہل قلعہ کی قوت و ضعف کا حال پوچھا ان دو غریبون نے بلاخطہ جو کچھ حال نفس الامر مین تھا
تفصیل سے عرض کیا کہ پرتگیز کمال فراغت سے رہتے ہین۔ یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ وہ
گھرے ہوئے ہین اس لئے کہ اسباب معیشت انکو پہنچتا رہتا ہے ہر شب اطراف قلعہ
سے امرائے حبشی۔ دکنی۔ ان سے زر کے صندوق لیکر غلہ و روغن و برنج
و گوسفند اور جو کچھ اہل قلعہ کی خواہش ہوتی ہے پہنچاتے رہتے ہین اور دن کو
جنگ زرگری کر کے نامراد آدمیون کو لڑوا لیتے ہین۔ میرک دبیر انکا ہمزبان
نہین ہے۔ نظام شاہ دیوان مخالف و موافق پر مطلع ہوا اس نے خواجہ میرک سے
مشورہ کر کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور احمدنگر مین آیا تو خواجہ میرک کو خطاب چنگیز خان
اور وکیل السلطنت کا منصب دیا چنگیز خان کی سعی سے نظام شاہ اور عادل شاہ
کی ملاقات سرحد پر ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ کرناٹک مین اس
قدر ممالک فتح کرلے کہ وہ محصول مین برابر ملک برار۔ و بیدر کے محصول کے ہون
اور مرتضیٰ نظام شاہ ولایت برار کو تفال خان کے قبضہ سے اور بیدر کو علی برید
کے تصرف سے نکال لے اور قطب شاہ کو اپنی حالت مین رہنے دے اور کسی جانب

اور تادیب کے لیے نامزد کیا۔ قطب شاہ گولکنڈہ مین بھاگ گر گیا اسکا لشکرگاہ
نظام شاہیون نے لوٹ لیا۔

پرتگیزون نے قلعہ ریواڈنڈا (ریکنڈہ) کو بہت مستحکم بنالیا تھا اور اسپر مغرور ہوکر
اپنی حد سے قدم باہر رکھا تھا۔ مسلمانون کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اُن کی
اہانت کرتے تھے اور اذیت پہنچاتے تھے۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سنہ مذکور مین قلعہ
ریواڈنڈہ کی کہ بندر چیول کے قریب ہی کوچ کیا اور جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ پرتگیزون نے
مدافعہ و مجادلہ کے علم اٹھائے۔ دو سال تک گاہ و بیگاہ پرتگیزون اور مسلمانون
مین لڑائیان ہوتی رہین اور توپ و تفنگ اور حقہ باروت سے اکثر فرقہ مسلمان
کشتہ ہوتی رہے۔ ہر لشکر کے ہر گوشہ مین آوازہ نوحہ وزاری بلند ہوتا اور دشمن
تسخیر سے فرصت نہ ملتی اسکا سبب یہ تھا کہ امراے دکنی سو تدبیر اور کمال جہل سے
شرائط قلعہ کشائی نہ بجالاتے اور خاک ریز و نقب و ساباط نہ بناتے۔ یہ چاہتے تھے
کہ نزد بانون کو لگا کے قلعہ پر چڑھ جائین اور اندر کے آدمیون کو زبون کرکے تسخیر
کرین۔ پرتگیزون کو آتشبازی مین مہارت کامل تھی وہ بھلا یہ صورت کب واقع
ہونے دیتے تھے۔ اس قدر وہ باروت کے حقے مارتے تھے کہ مسلمان الامان
پکارتے تھے آخر الامر یہ تجویز ہوئی کہ اہل قلعہ کے ابواب دخول و خروج مسدود کیے
جائین کہ اسباب معیشت ان پاس نہ پہونچنے پائے۔

اس سے پرتگیزون کو اضطراب ہوا کہ قلعہ کو خالی کرکے اور بنادر کی طرف بھاگ
جائین لیکن بعض پرتگیز اسکے مانع ہوئے اور انہون نے کہا کہ سلطان کا مال جو
ہم واکرون پاس قلعہ کے اندر ہی اسکو قلعہ کی محافظت مین خرچ کرین اگر اس
سے کچھ فائدہ نہ ہو تو اور بنادر مین فرار اختیار کرین۔ امراے نظام شاہی
خصوصاً اخلاص خان و فرہاد خان حبشی کو بہت نقد و جنس اور مندہ لہای شراب
پرتگالی رشوت مین دیتے ہر شب کو ایک افسر آذوقہ و کل اجناس پرتگیزون کو

نسب پوچھا چنگیز خان و امین الملک کو اشارہ کیا کہ اس سید کو بارہ ہزار ہون
دیدین چنگیز خان نے عرض کیا کہ خزانہ پیچھے ہی منزل پر پہنچ کر ہون دیدون گا
یہان توقف کرنا صلاح نہین ہی کہ اس لحظہ مین تفال خان اور شمشیر الملک مع
خزانہ اور اسپ و فیل کے گرفتار ہو جائینگے نظام شاہ نے کہا کہ اگر تفال خان
مجھے مملکت ہماری پادشاہ ملجائین تو مین دوازدہ امام کے لئے جو مجھ سے مانگا گیا ہے
بے دئیے قدم نہ اٹھاؤنگا۔ چنگیز خان نے سید سے کہا کہ بہت مشقت کے بعد آج کا دن
نصیب ہوا ہے کہ غنیم گرفتار ہوا ہی خفیۃً بادشاہ سے کہیئے کہ روپیہ مجھے پہنچ گیا
یہ میرا کام ہو کہ گھر بیٹھے ہی آپ کو روپیہ بھیجدونگا سید نے کہا کہ کبھی برسون کے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے مین اس قدر جانتا ہون کہ نقد
کو نسیہ پر فروخت کرنا نہین چاہیئے چنگیز خان نے جلدی کے لئے گھوڑے ہاتھی
بڑی بڑی قیمتی پیش کر کے سید صاحب سے کہا کہ آپ انکو رہن رکھے روپیہ بھیجکر
آپ سے چھڑا لیے جائینگے سید صاحب نے کہا کہ ان کو خود بیچکر مجھے عنایت کیجئے
آئندہ نہ مین تجھے دیکھونگا نہ تو مجھے دیکھیگا چنگیز خان نے عقیدون کے ہاتھ
ان کو بیچ کر سید کو قیمت دی مگر اس توقف مین تفال خان فرصت پاکر اسی
روز برہان پور کو چلا گیا۔ نظام شاہ نے سرحد خاندیس مین میران محمد شاہ
حاکم ولایت خاندیس کو لکھا کہ تفال خان ہمارے لشکر سے بھاگ کر تمہاری پناہ
مین آیا ہے اسکو آپ پناہ نہ دین اور اپنے ملک سے نکال دین تو آپ کی
دانائی اور دور اندیشی ہے ورنہ ہمارا لشکر آپ کے دیار مین اسکے تعاقب
مین آئیگا جس سے وہ زیر و زبر ہوگا۔ میران محمد شاہ نے اس نوشتہ کو بجنسہ تفال خان
کو دکھایا تو اسکا مضمون سمجھ کر وہ دوسری راہ سے ولایت برار مین آیا۔ اور
جلال الدین محمد اکبر شاہ کو عریضہ لکھا کہ مین حضور کے لشکریون مین سے ہون
ان دنون مین حکام دکن نے اپنی مذہبی موافقت کے سبب سے اتفاق کر کے

جیسے ہوئے دونو بادشاہ اپنے دار الملکون مین گئے۔ قلعہ پواڈنڈا مین جو نقصان ہوا
تھا اُس کی اصلاح یہ کی گئی کہ تین ہزار غریب (یعنی پردیسی) ترکش دار نوکر رکھے گئے
نظام شاہ نے ملا حیدر کاشی تفال خان پاس بھیجا گیا اور اسکے ہاتھ نوشتہ گیا کہ عماد الملک
ہمارا پیر اور طریقت تھا اسکے مرنے کے بعد اسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک وارث ملک
ہوتا ہے جب تک وہ لڑکا تھا تجھ پر واجب تھا کہ سرانجام ملک کا متصدی ہو کر اسکی
پرورش کرتا اب وہ بالغ ہو گیا ہے اسکو گھر مین محبوس رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا کس
کیا معنی ہیں اس نامہ کے پہنچتے ہی اسکے کہنے اور حکم سے تجاوز نہ کرے اور مہمات ملکی اور
مالی کو برہان الملک سے رجوع کرکے اپنے تئین بالکل بیدخل کرے اگر یہ نہ کریگا تو پھر
دیکھیگا کہ کیا تیرا حال ہوتا ہے تفال خان نے مضطرب ہو کر اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک
سے صلاح لی اسنے باپ کو ایسی صلاح دی کہ وہ حرف صلح و سخن ملائمت زبان پر
نہ لایا اور ملا حیدر کو رخصت کیا۔ نظام شاہ نے ایلچپور کی طرف کوچ کیا۔ ایک سخت
لڑائی ہوئی چنگیز خان کی بہادری سے تفال خان اور شمشیر الملک دونو
شکستہ سلاح و شکستہ کمر۔ ایلچپور کو بھاگے چنگیز خان دو سو ستر ہاتھی ہزارہ کے لیکر
مظفر و منصور نظام شاہ کے پاس آیا اسنے رعایا کے لئے استمالت نامے مملکت برار
کی چاروں طرف بھیجے۔ سب نے اطاعت کا اظہار کیا زمینداروں اور مقدموں اور
تعلقہ داروں نے دربار مین آن کر خلعت پائے۔ نظام شاہ موضع فتح سے آگے
بڑھا تفال خان اور شمشیر الملک جنگ کے پاس نہ آئے جنگل مین گئے نظام شاہ نے
انکا تعاقب کیا جنگل جنگل چھ مہینے تک پھرا کہ تفال خان اور اسکا بیٹا ایسے جنگل مین آئے
کہ کوئی راہ گریز نہ تھی قریب تھا کہ وہ گرفتار ہوجائیں کہ ناگاہ میر موسی مازندرانی کہ سید
مجذوب تھا نظام شاہ کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا کہ تجھے بارہ اماموں کی قسم ہے
کہ دوازدہ امام کی محبت مین جب تک ہم کو بارہ ہزار ہون نہ دے لے
آگے قدم بڑھانے۔ نظام شاہ نے اپنے ہاتھی کو انکس مارکے ٹھہرایا سید کا اہل

مین تقصیر نہ کرے جس روز وہ قلعہ مین جانے کو ہوا تو ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہنا کے او
اوسکو مبلغ خطیر دیکر اُس لے ہمراہ کیا کہ قلعہ کے عمدہ محافظون کو روپیہ دیکر نظام شاہ کا
طرفدار بنائے اور اُن سے کہے کہ قلعہ کو چھوڑکر نظام شاہ پاس چلے جاؤ غرض اس حکمت سے
کوئی تفال خان پاس نہ رہا اسد خان ورومی خان نے قلعہ کا ایک برج اُڑا دیا۔
سنہ ۹۸۲ھ مین قلعہ مین چنگیز خان گیا۔ تفال خان بھاگ گیا اس فتح کی تاریخ فتح ملک
برار ہے۔ غرض نظام شاہ نے عماد الملک کو جو تفال خان کی قید مین قلعہ پرنالہ مین تھا
مع تفال خان اور اُسکے فرزندون اور برار کے ملک کے کل وارثون کو ایک قلعہ مین مقید کیا
تھوڑے زمانہ مین یہ سب اجل طبعی سے یا دوسری طرز سے عالم فانی کو چلے گئے اور اُنکا
کوئی نام ونشان باقی نہین رہا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے ملک برار کو اپنے آدمیون
مین تقسیم کیا اور بیدر کی فتح کو چلا۔ محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر برہان عماد الملک کے
دایہ زادہ کو دریا عماد الملک کا فرزند قرار دیکر چھ ہزار سوارون کے ساتھ برار روانہ کیا
جب وہ حوالی سرحد مین آیا تو سات آٹھ ہزار قدیمی نوکر کہ گوشون مین چھپے پڑے تھے اُس پاس جمع
ہوئے اور اُنہون نے نظام شاہی تھانون کو اُٹھا دیا۔ مگر نظام شاہ نے سید مرتضیٰ کو
بھیجا جس نے برہان عماد الملک جعلی کا نام نشان تک مٹا دیا میران محمد شاہ فاروقی جو
سرحد پر لشکر لیے بیٹھا تھا آسیر مین چلا گیا۔ نظام شاہ نے برہان پور تک بہت خرابی مچائی
چنگیز خان قلعہ آسیر کی سیر کو دو ہزار سوار خاصہ کی ساتھ جنمین اکثر پردیسی تھے روانہ ہوا
محمد شاہ نے اپنے امرا کو سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے مدافعت کے لیے بھیجا۔
لشکر خاندیس چنگیز خان سے لڑا اور اسکو شکست دی نظام شاہ بھی برہان پور سے یہان
آیا اور مملکت خاندیس کو خوب لوٹا مارا۔ قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا محمد شاہ نے چھ لاکھ مظفری
نظام شاہ کو اور چار لاکھ چنگیز خان کو دیکر سر پر سے بلا کو بیدر پر ٹالا۔ شاہ مرزا اصفہانی
کا جب ابراہیم قطب شاہ و نظام خان کے لشکر گاہ مین اس مقصد سے گیا کہ وہ بیدر پر جو حملہ
کرنے کو ہین نہ کرے اور مطالب حاصل نہ ہونے کے لیے اُس نے چنگیز خان کو دو لاکھ ہون حوالہ کئے

اس مملکت کو میرے تصرف سے نکال لینا چاہتے ہین بندہ ولایت برار کو حضور کی پیشکش
مین دیتا ہے امرائے سرحد کو مامور فرمائین کہ ان حدود مین آکر اسپر قابض ہون
تاکہ مخلص سر کو قدم بناکر حضور کا قدمبوس ہو۔ اور انکے شر سے مصئون ہو عریضہ کا
جواب نہین آیا تھا کہ تفال خان قلعہ پرنالہ مین اور شمشیر الملک قلعہ کاویل مین چلا گیا
نظام الملک نے قلعہ پرنالہ کا محاصرہ کیا تفال خان کا عریضہ اکبر شاہ پاس گجرات
مین پہنچا اس نے نظام شاہ کو لکھا کہ تفال خان بندگان درگاہ مین سے ہے اور
برار کی ولایت ہمارے ملازمون سے متعلق ہے تم کو چاہیئے کہ اس ولایت کے
تسخیر سے اور پرنالہ کے محاصرہ سے ہاتھ اٹھاؤ اور تفال خان کے متعرض حال
نہ ہو۔ نظام شاہ نے اس تحریر پر التفات نہ کیا۔ اکبر بادشاہ کی توجہ اسوقت
مہم بنگال کی طرف تھی وہ اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ نظام شاہ سے قلعہ فتح
نہ ہوسکا بہت اسپر سر مارا اسکے بیٹا پیدا ہوا اسکی صورت کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا صاحب خان کے عشق مین گرفتار ہوا اس نے مراجعت کی ٹھان لی
دی۔ طول سفر سے بھی دلگیر تھا غرض قریب تھا کہ تین سال کی محنت برباد جائے
کہ اس اثنا مین ایک افغان تاجر ہندوستان سے آیا چند گھوڑے اور متاع
لاہور سے لایا چنگیز خان سے کہا کہ لاہور سے یہ گھوڑے تفال خان کے
لیئے لایا ہون۔ اگر اجازت ہو تو قلعے کے اندر جاکر ان کو بیچون یہ اجازت
دینا آپ کی مروت سے بعید نہ ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ مین ایک شرط سے
اجازت دیتا ہون کہ قلعہ سے مراجعت کرکے نظام شاہ کی نوکری کرے
اور تجارت چھوڑدے تیرے چہرہ سے عقل و کیاست و شجاعت کے آثار
ہین اور تو اس لائق ہے کہ بادشاہ کا نوکر ہو۔ تاجر طمع خام مین آگیا اس نے
کہا کہ یہ بات ہو تو میری بڑی سعادت ہے چنگیز خان نے کہا کہ نظام شاہ کی
ملازمت تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے تجھے چاہیئے کہ نظام شاہ کی

کہ بندہ کو اپنے بندگان دولتخواہ میں شمار کرکے جو دستور العمل میں نے اپنے خط سے لکھکر بھیجا ہی اسپر عمل کریں اور اس خیر خواہ کے کالبد کو کربلا بھیجیں سید میر مرتضی و شاہ علی و صلابتخان و مرزا محمد تقی نظیری و امین الملک نیشاپوری و قاضی بیگ طہرانی کارآمد آدمیوں میں شمار کریں اور انکے احوال سی غافل نہوں اور جسقدر کہ پردیسی میری سرکار میں ہیں انکو اپنے سلحداروں میں جمع کریں۔ یہ عریضہ اور دستور العمل سید حسین کے ہاتھ میر مرتضی نظام شاہ پاس بھیجا اور پلنگ پر تکیہ لگایا اور دوسری دن صبح کے وقت جسم سی جان کا تعلق جدا کیا۔۔
دکن کی فتنہ انگیز زمین دولت خواہوں کو سازگار نہیں عماد الدین محمود خواجہ جہان گاوان خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفی خان اردستانی جو اکثر ہاتوں میں ہمسر تھے ناحق اس مملکت میں ضائع ہوئے۔
چنگیز خان کے ترکہ میں شاہ مرزا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تین چار خط نکلے جسمیں چنگیز خان کا ملک سے صاف ہونا ثابت ہوا تو نظام شاہ کو چنگیز خان کے تلف ہونے سے ندامت ہوئی مگر اب ایسی ہو گیا ہوتا تھا اُس نے غصہ میں آکر شاہ مرزا کو شکر سے باہر نکلوا دیا اور احمد نگر میں آکر اُس نے دنیا کے ترک کرنے کا ارادہ کیا۔ اسنے احمد نگر کے امرا اور رؤسا کو بلا کر کہا کہ تم آگاہ ہو اور جانو کہ مجھ میں پادشاہی کی قابلیت نہیں ہی میں جہانبانی میں اس قدر جہالت رکھتا ہوں کہ عدل کو ظلم سے اور ظلم کو عدل سی تمیز کرسکوں۔ اکثر اوقات ظلم کو عدل کی صورت بنا تا ہوں جسکی حقیقت مجھے آخر میں معلوم ہوتی ہے میں اپنی حکومت اور پادشاہی سے بیزار ہوں اب میں تم سب کو گواہ کرتا ہوں کہ فردائے قیامت کو کہ روز جزا ہے تم سے شہادت طلب کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ رسول آخر الزمان کا فرزند ہے وکیل مطلق مینے اپنا کیا ہے کہ بمقتضائے شریعت و عدالت خلائق سے سلوک کرے اور اصلاح معاملات اور محاکمات میں قوی کی جانب کو ضعیف پر ترجیح نہ دے اور حق کو منظور رکھے۔ اگر کسی پر جیسا کوئی ظلم سہو کی جہت سے ہوا اور کل قیامت کو مجھسے پوچھیں کہ تیرے عہد میں ایسا ستم واقع ہوا تو غافل اور بیخبر تھا تو میں جواب دونگا کہ مجھے اس طرح کے کاموں میں دخل نہ تھا۔

کر اپنے سپاہیون مین خرچ کرے۔ مگر چنگیز خان نے انکے لینے سے انکار کیا اور کہا نظام شاہ
مقصود جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اسکی بدولت مجھے کسی چیز کی کمی نہین۔ میرا مقصود یہ ہے کہ اس
سر راہ کے خار کو دور کرون تمہاری مملکت اور نظام شاہ کی حکومتون مین فصل نہ رہے اور
شاہان دکن کہ محب اہلبیت ہین ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ سلوک کرکے بادشاہ دہلی
کے ان کے دغدغہ اور تہیب سے محفوظ ہون۔ جب چنگیز خان سے یہ جواب ناصواب مرزا نے
سنا تو مایوس ہوا صاحب خان کو جو نظام شاہ کا معشوق تھا نقود اور جواہر سے مخطوظ کیا
مرزا نے مجلس شراب مین ایک دن صاحب خان سے کہا کہ چنگیز خان چاہتا ہے کہ برار
کی حکومت لے کر اپنے نام کا خطبہ پڑھائے۔ اس وقت نظام شاہ کا آدھا لشکر اسی کا
تربیت یافتہ ہے وہ اچھی طرح اپنے مقصد مین کامیاب ہو سکتا ہے اسی لئے تم کو جنگل جنگل
پھراتا ہے کہ فرصت پاکر اپنا مقصد حاصل کرے۔ صاحب خان مرزا کے کلام کو سچ جان
چنگیز خان کی بربادی کے درپے ہوا اور بادشاہ سے یہ حال کہا کہ ایک دن بادشاہ شراب
پئے ہوئے ناز و نیاز کی باتین کر رہا تھا کہ اس نے مرزا کو بلا کے اپنی قول کی تصدیق کرائی
جس سے بادشاہ کو صاحب خان کی بات کا یقین ہوا بادشاہ نے احمد نگر جانے کو چنگیز
سے کہا تو اس نے کہا کہ یہ ملک نیا ہاتھ آیا ہے چھ مہینے اور توقف کیجئے اور بعد ازان مجھے اس
ملک کو دیجئے کہ مین اسکا خاطر خواہ انتظام کرون۔ اس سے بادشاہ کو اور شبہ پیدا ہوا
اور اس پر بے التفاتی کرنے لگا۔ چنگیز خان نے دربار مین جانا چھوڑا۔ بیماری کا بہانہ بنایا۔
نظام شاہ نے معالجہ کے لئے حکیم محمد مصری کو شربت مسموم دیکر بھیجا کہ اسکو پلائے۔ چنگیز خان نے
اسکو پیا حالت نزع مین یہ عریضہ لکھا کہ مخلص و نمک خوار پیر کہ دو بیچ جنگی عمر کا آفتاب ساٹھ
برس کا ہو کر ڈھلتا ہے اور بستر مرگ پر پڑا ہے۔ مین ہر سال آستانہ پر رکھکر عرض کرتا ہے کہ شربت جو
بھیجا آب حیات ہوا کہ اس دولتخواہ کو مرحمت کیا تھا نہایت ذوق و شوق سے اس کو
تمام پی گیا بادشاہ کا نقد وفا اور اخلاص مجھ پر صدقہ نعمت نے انہو مسند و قلعہ
یہ مخلص سنتا ہوں سے چشم پوشی کی جب تک میری خاک ہو بادشاہ کو بقا ہو

کوشش کرتا رہا۔ جب قاسم بیگ نے اس سے پوچھا کہ پادشاہی نفرت کا سبب کیا ہے
تو اُس نے کہا کہ اس دنیاے فانی سے نفرت کا سبب ظاہر ہے۔ اس کی محبت و الفت کا
سبب پوچھنا چاہیے۔ جب اس نے دیکھا کہ ارکان دولت اسکے مانع ہین تو وہ احمدنگر مین
باغ بہشت مین عزلت نشین ہوا صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کی اکثر اوقات
مست دو تین ہزار دکنی او باشون اور ہاتھیون کو لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار مین
پھرتا اور لڑکون اور لڑکیون کو زبردستی بھلے مانسون کے گھرون سے نکال لاتا۔
اور افعال قبیحہ کرتا ایک دن سید صحیح النسب میر مہدی کی لڑکی کو زبردستی پکڑ لیا
جسکی حفاظت مین اس سید کی جان گئی۔ صاحب خان کا نام حسینی تھا کبھی کبھی
لوگ اور بادشاہ اسکو حسین خان کہتے تھے اس نے حسین خان سخت کمان ترشیزی
سے جو برار کے امرا مین سے تھا کہا کہ اپنا نام بدل ڈالے ورنہ مین گوشمالی کیجائیگی حسین خان
نے اس بات کو نامنظور کیا جسپر ایک نزاع شروع ہوئی اور صاحبخان فیل مست پر سوار
ہوا اور پانچ چھہ ہزار پیادے لے کر حسین خان کے گھر پر چڑھ گیا حسین خان نے
ایک تیر ایسا صاحب خان کے ہاتھی کی پیشانی پر مارا کہ سوفار تک بیٹھ گیا۔ ہاتھی
چنگھاڑتا ہوا درختون مین بھاگا۔ صاحب خان باغ مین گیا اور باہر آیا اور اس نے
کہا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ کل غریبون (پردیسیون) کو مار ڈالو۔ واقعہ طلب
حبشی دکنی تو یہ بات خدا سے چاہتے تھے ایک ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا صاحبخان
نے پادشاہ سے جا کر کہا کہ پردیسیون نے ہجوم حضور کے قصد سے کیا ہے وہ شہزادہ ابراہیم شاہ
کو پادشاہ بنانا چاہتے ہین نظام شاہ جھوٹ سچ کی تحقیق کے لئے باغ سے باہر آیا
افواج غریب کو مسلح و مکمل دیکھا تو اُس نے صاحب خان کے کہنے کو سچ جانا تو وہ ہاتھی
پر سوار ہوا اور اُس نے لشکر کو حکم دیا کہ غریبون کو قتل کرو۔ یہ غریب بادشاہ کو دور سے
سلام کر کے قطب شاہ پاس چلے گئے۔ جو کچھ پردیسی چھپے چھپائے باقی رہے انکو حبشی
اور اُس کے بھائیون نے مار ڈالا۔ جب اسکی بادشاہ کو خبر ہوئی اس نے صلابت خان کو

پھر سے وکیل مطلق قاضی بیگ سے پوچھا جاے اور اگر وہ اس مشکل کام کو تنہا نہ کر سکے
تو اس مین امین الملک مرزا محمد تقی و قاسم بیگ کو اپنے ساتھ متفق و شریک کرلے اور
مہمات کو تمشی کرے - مین قہر اور عذاب الٰہی سے ہراسان ہون اور چنگیز خان کی نسبت
جو ظلم وقوع مین آیا اس سے پشیمان ہون مین چاہتا ہون کہ مدۃ العمر گوشہ عزلت مین
بیٹھون اور عبادت حق مین مشغول ہون - یہ کہہ کر وہ احمد نگر مین عمارت بغداد مین
گوشہ نشین ہوا - صاحب خان کے سوا کوئی اس پاس نہین جا سکتا تھا - دو تین مہینے کے
بعد عزلت کا ستم ایسا چڑھا کہ ہدیہ سلطان والدہ میران حسین اور سب عورتون کو قلعہ
سے باہر نکال دیا - شاہ قلی کو جو شاہ طہماسپ نے برہان نظام شاہ پاس بھیجا تھا اور صلابت
خان کا خطاب تھا قلعہ کا دروازہ اسکو سپرد کیا -

۹۸۵ھ مین اکبر بادشاہ شکار کھیلتا ہوا سرحد مالوہ مین آیا - صلابت خان نے صاحب خان
کی معرفت بادشاہ کو خبر دی کہ اکبر بادشاہ دکن کی جانب چلا آتا ہے تو نظام شاہ بے
توقف پالکی مین سوار ہو کر سو آدمیون کے ساتھ دولت آباد کی جانب روانہ ہوا - یہان
چند روز توقف کیا کہ احمد نگر کا لشکر پانچ چھہ ہزار خاصہ خیل آگیا اس لشکر کو لے کر وہ اکبر بادشاہ
سے لڑنے چلا امرا اسکو بہت منت کرکے روکنا چاہتے تھے کہ اکبر بادشاہ مالوہ کی سرحد مین
شکار کھیل کے اپنے دار الملک کو الٹا گیا نظام شاہ اس خبر کو سن کر مسرور ہوا اور دولت آباد
مین آیا اور پھر احمد نگر مین جا کر عزلت نشین ہوا صاحب خان کے خویش و قرابتی منصب امارت
پر پہنچے اور انکو بڑی بڑی جاگیرین ملگئین بادشاہ کو برسات کے موسم مین صاحب خان
دولت آباد لے گیا - یہان مشائخ کی قبرون کی زیارت سے بادشاہ کو اور جوش مذہبی
اٹھا - جامہ درویشانہ پہن کر صبح کے وقت امام رضا کی زیارت کے قصد سے روانہ ہوا -
صاحب خان کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی جب وہ تین کوس نکل گیا تو ایک سپاہی نے اسکو
پہچان کر اہالیان دولت کو خبر کی وہ اسکے پیچھے دوڑے گئے اور بڑی منتین کرکے اوس کو
پھیر لائے ایک مہینہ تک اسنے فقیری لباس نہین اوتارا اور تاج و تخت کے ترک کرنے مین

احمد نگر میں آیا۔ صاحب خان نے جو دس بارہ ہزار آدمی ہمراہ رکھتے وہ اکثر ...ل کو
اس سبب سے نظام شاہ نے مضطر ہو کر صلابت خان کو بلایا جس سے صاحب خان پھر
رو گشتہ ہوا نظام شاہ نے شہزادہ برہان کو لشکر برہان پور بھگا دیا اور آپ قلعہ میں
آ کر بہم گوشہ نشین ہوا سید مرتضی سر لشکر برار کو حکم دیا کہ صاحب خان کو تسلی دیکر عزت
کے ساتھ ہمارے پاس بھیجے اور اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اسے مار ڈالے اور اسکا
گھوڑا اور ہاتھی ہمارے پاس بھیجدے۔ صاحب خان نے بجری خان قزلباش کی بیٹی
سے نکاح کی درخواست کی تو بجری خان نے کہا کہ مرغ فروش کے لڑکے کو کیا مناسب ہے
کہ امراء سے رشتہ و پیوند پیدا کرے اس سبب سے اُس نے بجری خان پر حملہ کیا وہ بھاگ
کر جالنہ میں چلا آیا۔ سب امراء نے ملکر صاحب خان کو مار ڈالا اور سید مرتضی نے
نظام شاہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے ایک جماعت کو بھیجا کہ وہ صاحب خان کو تسلی دیکر حضور میں
روانہ کرے وہ بیوقوف لڑنے کھڑا ہو گیا اور کشتہ ہوا بعد اسکے صلابت خان بغیر
کسی معارض و معاند کے مہمات سلطنت کا متکفل ہوا اور چند سال استقلال سے گذاری
اس مدت میں دو تین دفعہ اکبر بادشاہ کے ایلچی احمد نگر میں آئے اور ہر دفعہ خوشنود
گئے۔ صلابت خان کے عہد میں امنیت و ضبط کمال کے مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تجار
بفراغت آمد و رفت کرتے تھے اس نے خواجہ نعمت اللہ طہرانی اور خواجہ عنایت اللہ
اور ایسے ہی اور آدمیوں کو لشکر و حشم دیکر حکم دیا کہ ساری ملکوں میں گشت کیا کریں اور
جسپر دزدی کا اطلاق ہو خواہ وہ ایک کوڑی کی ہو بے پرسش قتل کر ڈالیں خود
اس نے آبادانی ملک و رباغ و بوستان و قصبات کے احداث میں کوشش
کی اور عالی شان عمارات بنائیں۔ کہتے ہیں کہ اسکے عہد وکالت میں پانچ لاکھ
درخت انبہ و املی کے مدتوں رہتے ہیں مملکت نظام شاہ میں زیادہ ہوئے اور
باوجود اسکے ذکر خیر کے ہوئے صلابت خان نے ملا ملک قمی اور ملا ظہوری کی بہت
قدر شناسی کی اور وظائف اور انعامات دیئے۔

پہونچی ۔صلابت خان نظام شاہ کو باغ ہشت بہشت سی باغ فرح بخش مین لے آیا اور عمارت بغداد کو اسکی عبادت کے لئے مقرر کیا۔ فتح شاہ پاتری کو کہ حسن و جمال مین آراستہ تھا اور نرد و شطرنج خوب کھیلتا تھا۔ خدمت کے بہانہ سے قلعہ مین داخل کیا اور نظام شاہ اُسپر فریفتہ ہوا اور اپنا ہمخواب بنایا سید مرتضی لشکر بیگ احمدنگر کے حوالی مین آگیا۔ صلابت خان نے لڑنے کی اجازت نظام شاہ سے لی اور وہ شاہزادہ میران حسین کے ہمرکاب سید مرتضی کے مقابلہ مین آیا اور جنگ کے بعد غالب ہوا سید مرتضی برار کو بھاگا اور صلابت خان کے ان لنے تعاقب کیا تو وہ اکبر بادشاہ کی خدمت مین چلا گیا۔

۹۹۲ھ مین نظام شاہ نے علی عادل شاہ کی بہن خدیجہ بی بی سے اپنی بیٹی میران حسین شاہ کی نسبت بھیجی وہ منظور ہوئی اور بی بی خدیجہ احمدنگر مین آئی بعض مردم فتنہ انگیز شہزادہ برہان کو درویشون کے لباس مین احمدنگر مین لائے اور انہون نے یہ قرار دیا کہ صلابت خان کو غفلت کی حالت مین مار ڈالین اور بعد ازان نظام شاہ کو معزول کرین اور برہان شاہ کو احمدنگر کے تخت پر بٹھائین مگر صلابت کو اسکی اطلاع ہو گئی کام نہ چلا تو شاہزادہ برہان اکبر بادشاہ کے پاس چلا گیا۔ اکبر بادشاہ نے اس سال مین دکن کی فتح کا ارادہ کیا اور خان اعظم کو کہ حاکم مالوہ کو سپہ سالار بنا کر برہان نظام شاہ اور سید مرتضی اور کل سرداران دکنی کو جو اُس پاس تھے ہمراہ کر کے ولایت نظام شاہ کو روانہ کیا اس جلدی مین چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کے دیکھنے کو احمدنگر مین آئی صلابت خان نے دلاور خان وکیل السلطنت عادل شاہ پاس پیغام بھیجا کہ حسین نظام شاہ نے چاند بی بی کے جہیز مین قلعہ شولاپور دیا تھا وہ بیوہ ہو کر مسکہ مین آگئی ہے چاہیئے کہ یہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتون کے حوالہ کرو دلاور خان نے اُس بات کو ... اپنے بغض کا اظہار اس طرح کیا کہ علی عادل شاہ کو

[illegible] مین علی عادل شاہ شہید ہوا اور اسکا بھائی ابراہیم عادل شاہ نو برس کی
عمر مین نائب مناب ہوا۔ اس حال مین صلابت خان نے نظام شاہ کو سمجھایا کہ اسکی تسخیر بہت
آسان ہی۔ نظام شاہ نے اپنے چرکس غلام بہزاد الملک کو سپہ سالار بناکے امیر الامرا
سید مرتضیٰ کو لشکر برار کے ساتھ سرحد عادل شاہ پر روانہ کیا۔ جب قلعہ شاہ درگ کے پاس
آگئے تو امرائے عادل شاہی پانچ چھ کوس پر انکے مقابلہ کو آگئے ایک مہینے تک لشکر دونوں کے ایک
دوسرے کے سامنے پڑے رہے جب امرائے عادل شاہی کو معلوم ہوا کہ سپہ سالار بہزاد الملک
سے سید مرتضیٰ آزردہ خاطر ہی وہ اپنی فوج سے اسکی کمک نہین کریگا تو کچھ رات باقی تھی وہ
روانہ ہوئے صبح کو ترشح باران تھا دشمن کے آنے کی کمال غفلت سے اپنے ڈیرون مین
بیٹھے تھے بہزاد الملک خوش گوار ہوا مجلس شراب کو آراستہ کئے ہوئے تھا جب اس نے دشمنون کی
دمامہ و نفیری کی آواز سنی تو وہ گھبراکر لشکر سے باہر گیا امرا لشکر اسکے پاس جمع ہو کے وہ
ابتر حال سے منہزم ہوا۔ سید مرتضیٰ نے صلابت خان کو لکھ بھیجا کہ بہزاد الملک نے جنگ مین
جلدی کی اور دوستون کے آنے کا انتظار نہ کیا اس لئے اسپر صدمہ پہنچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس
وجہ سے تدارک کیا جائیگا۔ صلابت خان نے اسکے نام پر سر لشکر ہونے کا فرمان بھیجدیا
جس سے وہ خوش ہوگیا اور حسن حشم کے جمع کرنے مین کوشش کی۔ اس اثنا مین ابراہیم قطب شاہ
مر گیا اسکا بڑا بیٹا محمد قلی قطب شاہ جانشین ہوا اس لئے اس مہم مین قطب شاہ کا لشکر جو
نظام شاہ کی ہمراہ تھا وہ متفرق ہوگیا۔ سید مرتضیٰ نے شاہ مرزا اصفہانی سے جو قطب شاہ کا
وکیل السلطنت تھا موافقت کرکے محمد قلی قطب شاہ کو بلایا اور قلعہ شاہ درگ کا محاصرہ
کیا چار پانچ مہینے تک چارون طرف سے جنگ کی مگر جب یہان جنگ مین ناکامی ہوئی
تو محاصرہ چھوڑ کر بیجاپور کی راہ لی۔ اور وہان جاکر انہون نے اسکا محاصرہ کرلیا۔ پھر کچھ
مدت کے بعد وہ بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہوئے تو قطب شاہ اپنے ملک کو چلا گیا
اور سید مرتضیٰ بہزاد الملک پھر ملک کو آگئے اسکا مفصل حال پہلے بیان ہوچکا ہے۔
مرتضیٰ اور صلابت خان مین باہم ایسی عداوت ہوئی کہ لشکر کشی کی نوبت

جب جواہر رکھے گئے اور بادشاہ آیا اور ان مین کوئی مالا اون کو نہ پایا تو کل جواہرات
کو فرش مین لپیٹ کر آگ لگا دی اور چلا گیا امرا نے فوراً آگ بجھا کے تمام جواہر نکال
لئے صرف موتیون کو نقصان پہنچا اس حرکت کو شاہ کی دیوانگی اور جنون پر حمل کیا اس
تاریخ سے شاہ کا لقب دیوانہ مشہور ہوا۔

صلابت خان کا قید ہونا۔

نظام شاہ سے لوگون نے یہ عرض کیا کہ ارکان دولت حضور کی پردہ نشینی سے
دلگیر ہین چاہتے ہین کہ ...... آپ کے بیٹے میران حسین کو بادشاہ بنائین اسلئے
بیٹے کے مارنے کا ارادہ نظام شاہ نے کیا۔ مگر صلابت خان کے سبب سے بیٹا کسی طرح بادشاہ کے
ہاتھ نہ آتا تھا کہ اس اثنا مین ابراہیم عادل شاہ نے دلاور خان حبشی کے مشورہ سے
لشکر رزم خواہ سرحد نظام شاہ مین بھیجا اور پیغام دیا کہ شہزادہ میران حسین کو عروس
تسلیم کیجائے یا وہ پالکی مین سوار کرا کے واپس بھیجدی جائے۔ صلابت خان نے جواب
دیا کہ ان دونو باتون مین سے ایک بات نہین ہوگی جبتک قلعہ شولاپور حوالہ نہ کیا
جائیگا صلابت خان کی اس بات سے عادل شاہ دشمن ہوگیا اور ادسہ کا محاصرہ
کیا۔ نظام شاہ نے جانا کہ صلابت خان کے سبب سے یہ ہوا اس لئے اس سے رنجیدہ ہوا
اور اس سے کہا کہ تو حرام خور ہے یا حلال خور صلابت خان نے کہا کہ مین آپکا بندہ با
اخلاص ہون نظام شاہ نے کہا کہ مین تیری نافرمانی سے آزردہ ہون اور تیری
حبس و قید کی قدرت نہین رکھتا ہون صلابت خان نے معروض کیا کہ آپ کوئی
قلعہ مقرر کیجئے مین خود پا بزنجیر ہو کے قلعہ مین جا کر خاطر اقدس کا غبار مٹاتا ہون
نظام شاہ نے کہا کہ قلعہ ڈنڈراج پور مین جانا چاہیئے اس سادہ مرد نے فی الفور
گھر مین اپنے پانون مین زنجیر ڈالی اور پالکی مین بیٹھ کر اپنے متعلقون کو مامور کیا کہ
مجھے قلعہ ڈنڈراج پور مین محبوس کرو ہرچند دوستون اور رشتہ دارون نے منع کیا
کچھ فائدہ نہ ہوا۔ صلابت خان کی قید کے بعد نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم
کو اور وزارت مرزا محمد تقی نظیری کو دی اور حکم دیا کہ عادل شاہ سے صلح کرین۔

بھی کچھ دولت آباد میں بھیجدیا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیدے تو چچنی بی بی کو عروس داماد پاس بجا ئے اور نہیں یہ کام طول موقوف رہی۔ اس اثنا میں اکبر بادشاہ کے لشکر کی خبر مالوہ میں آنے کی پہنچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل کیا ؎

کار نہ این گنبد گردان کند   چہ کند ہمت مردان کند

دشمن کی مدافعت پر کمر باندھی مرزا محمد تقی نظیری کو سپہ سالار کیا اور بیس ہزار سوار دیکر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ مرزا محمد تقی برہان پور گیا اور راجہ علیخان سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ متفق کیا۔ جب عزیز کوکہ نے یہ سُنا تو شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان پاس بھیجا تا کہ وہ دکن کے لشکر کی ساتھ موافقت نہ کرے اور اکبر شاہی لشکر سے متفق ہو۔ یہ بات نہ ہولی۔ شاہ فتح اللہ بے نیل مقصود عزیز کوکہ پاس گیا ان دونوں میں عزیز کوکہ اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان نفاق تھا مرزا محمد تقی اور راجہ علی خان لشکر دکن کی ساتھ ہنڈیہ میں عزیز کوکہ کے مقابل آئے چند روز لشکر مقابل رہے۔ عزیز کوکہ نے صف جنگ میں صلاح نہ دیکھی ہیر کی راہ سے وہ برار میں آیا۔ اور ایلچپور و بالاپور کو غارت کیا اور جب مرزا محمد تقی اور راجہ علیخان ہنڈیہ سے اُسکے تعاقب میں گئے تو اُسنے برار سے ولایت مالوہ کو مراجعت کی۔ راجہ علیخان برہان پور چلا گیا۔ اور مرزا محمد تقی احمد نگر میں آیا۔

ان سنون میں منجی شاہ لولی نے کہ صلابت خان کا دست گرفتہ تھا بادشاہ کی مزاج میں بڑا دخل پیدا کیا اور بادشاہ سے دو مالائیں کہ امراء کی غنائم میں ہاتھ آئی تھیں طلب کیں۔ بادشاہ نے صلابت خان کو ان کے دینے کا حکم دیا اُس نے اصلی مالائیں نہ دیں انکی نقلی مالائیں بناکر دے دیں منجی خان نے اُس کی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے صلابت خان کو حکم دیا کہ میرے تمام جواہر فلاں مکان میں میرے ملاحظہ کے لئے سجائے جائیں

جب مرزا خان کی رہنمونی سے میران حسین باپ کو مارکر صاحب اختیار ہوا اُس کی
عمر سولہ برس کی تھی اسکو مرزا خان چاہتا تھا کہ گھر مین بیٹھا رہے اور جمیع مہمات کا خود
مدبر و کار ہو لیکن میران حسین شوخ طبیعت اور اجلاف پیشہ اور بے اعتدال اور نا عاقبت اندیش
تھا اس لئے یہ صورت نہ ہوئی دایہ زادون اور ہمسایون کو اسنے امارت کے منصب پر
مقرب بنایا اور لہو و لعب مین لگا رہا تون کو اوباشون اور رذالون کے ساتھ احمد نگر
کے کوچہ و بازار مین پھرتا اور حالت مستی مین تیر و تفنگ و شمشیر سے جو نظر آتا اُسے مار دیتا بعض
مقربون نے میران حسین سے کہا کہ مرزا خان نے شاہ قاسم برادر مرتضیٰ نظام حسین کو قلعہ
شنیر سے طلب کیا ہے اور اپنے گھر مین چھپا رکھا ہے تاکہ فرصت کے وقت تجھکو معزول کر کے
اس کو بادشاہ بنا دے میران حسین نے خائف ہو کر مرزا خان کو موکلون کے حوالہ کیا
دوسرے روز اسکو معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط تھی پھر مرزا خان کو مقرب و
معزز کیا مرزا خان نے اپنی طرف سے مظنہ دور کرنے کے لئے میران حسین سے کہا کہ
وارثان مملکت فتنہ و فساد کا سبب ہوتے ہین صلاح دولت یہ ہے کہ شاہ قاسم کو
مع آل و اولاد کے قتل فرمائے میران حسین نے اس درخواست کو قبول کر کے ایک آن مین
پندرہ شہزادون کا خون اپنی گردن پر لیا۔ انکس خان و طاہر خان کہ میران حسین
کے برادر رضاعی تھے میران حسین سے اسکی مستی و ہوشیاری کی حالت مین مرزا خان
کی شکایت کرتے وہ پر حذر ہو کر کبھی کہتا کہ مین اسکو پکڑ کر اس تلوار سے مار ڈالونگا
اور کبھی کہتا کہ مین فلان ہاتھی کے پاؤن تلے اسکو مسلواؤنگا۔ مرزا خان نے اپنے تئین
بے تاج و تخت بادشاہ سمجھا اور میران حسین کے قلع و قمع مین مصروف ہوا اُس نے
بادشاہ کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے مصاحب آقا میر کا بُرا حال ہے عیادت کی
لیے اُسکو بُلایا وہ تنہا چلا آیا۔ مرزا خان نے اسکو مقید کیا اور برہان نظام شاہ
کے دو بیٹون اسمٰعیل و ابراہیم کو لوہ گڈھ کے قلعہ سے احمد نگر مین بلایا اور ان مین
اسمٰعیل کو جو بارہ برس کا تھا بادشاہ بنایا کہ ایک بارگی قلعہ کے باہر جمال خان

انھون نے حکم کی تعمیل کی اور عادل شاہ سے صلح ہو گئی اور عادل شاہ کی بہن جو آپکے
داماد میران حسین سے جدا تھی اُسکے حوالہ ہوئی۔ نظام شاہ نے میران حسین کے قتل کرنے
کا ارادہ کیا اور اُس کو اپنا اشتیاق ظاہر کرکے اپنے پاس بلایا اور ایک حجرہ مین بٹھالی
اور بالاپوش مین لپیٹ کر بند کیا اور اُسکو آگ لگا دی فتحی شاہ نے رحم
کرکے دروازہ کھول کر شہزادہ کو نکال لیا۔ اور مرزا محمد تقی و قاسم بیگ نے اُس کو پالکی مین سوار
کرکے دولت آباد مین بھیجدیا۔ پادشاہ نے دو تین روز بعد حجرہ مین جاکر دیکھا تو بیٹے کے
استخوان کو نہ پایا اصل حال کی تحقیقات کے بعد مرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو محبوس کیا
مرزا محمد صادق کو مہمات سلطنت سپرد کین اُسنے بھی شاہزادہ کے قتل سے انکار کیا
تو نو روز کے بعد اسکو بھی مقید کیا اور سلطان حسین سبزواری کو وکالت کا عہدہ
اور مرزا خان کا خطاب دیا اور پیشوائی کا منصب اُس نے دلاور خان حبشی
پاس مخفی بیجاپور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ یہ بادشاہ بالکل دیوانہ ہو گیا ہے اور اپنے
بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر آپ سرحد پر آجائین تو مین پدر کو برطرف کرکے پسر کو
تخت پر بٹھادون۔ دلاور خان نے اس بات کو قبول کیا مرزا خان نے نظام شاہ
سے کہا کہ عادل شاہ بہت سپاہ کے ساتھ ولایت احمدنگر کی تسخیر کے ارادہ سے
آتا ہے اس باب مین حکم کیا ہے نظام شاہ کو اصل مقدمہ سے خبر نہ تھی اُسنے اور امرا
کو قید کیا مرزا خان مع کل امرا کے دولت آباد گیا اور میران حسین کو قلعہ سے نکال کر
پادشاہ بنایا اور احمدنگر لایا بیٹے نے باپ کو حمام مین بند کیا اور
آگ زیادہ روشن کرائی اور پانی بند کیا جس سے وہ ۹۹۶ھ مین مرگیا۔ برہان نظام
ثانی نے اسکی استخوان کربلا بھجوئین اس نے ۲۴ سال ۵ ماہ سلطنت کی یہ پادشاہ قوی
ہیکل و گندم گون۔ فراخ چشم بلند اندام تھا۔ شوکت و صلابت رکھتا تھا۔
فارسی خوب بولتا تھا

میران حسین نظام شاہ

مسافر کو بڑی رسوائی سے مارا اور انکے گھروں کو جلا کر خاک سیاہ کیا جن آدمیوں کا سر آسمان سا تھا انکو پائمال کرکے زمین کا پیوند کیا۔ وہ دوشیزہ جو اپنا مُنہ مہر و ماہ سے چھپاتی تھیں انکے جھونٹے پکڑکر مستوں کی بزم میں لائے چوتھے روز مرزا خان کو جنیر سے پکڑکر لائے اول اسکو گدھے پر سوار کرکے شہر میں پھرایا اور اسکے پارچے کرکے بازار میں لٹکائے۔ بعض امیروں کو توپ میں اڑایا کہ انکے چیتھڑوں کا پتا نہ لگا۔ سات ہزار میں ایک ہزار غریب مارے گئے اس اثنا میں فرہاد خان حبشی کہ امرائے کلان میں تھا اپنی جاگیر سے آیا تو اُس نے دکنی اجلاف و اوباشوں کی سیاست کی توضحت کم ہوا اور کچھ غریب کہ حبشیوں اور دکنیوں کی آشنائی کے سبب سے چھپے ہوئے تھے بچ گئے۔ میران حسین شاہ کی مدت سلطنت دو ماہ تین روز تھی۔ کتب تاریخ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ پدرکش کی مدت سلطنت زیادہ نہیں ہوتی اس لئے ایک شاعر نے یہ شعر کہا ہے کہ ؎ مرد پدرکش پادشاہی را نشاید + دگر شاید بجز دہ مہ نپاید +
جمال خان نے اسمٰعیل شاہ کی پادشاہی قبول کرلی اور سارے اختیارات شاہی خود لے لیئے۔

اسمٰعیل نظام شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی

مرتضیٰ نظام شاہ کے وقائع میں مذکور ہوا ہے کہ برہان نظام شاہ قلعہ لہاگڑہ (لوہ گڈھ) میں محبوس تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ زندہ نہیں ہے یا دیوانہ ہو گیا ہے اور مہمات سلطنت کا سرانجام نہیں کرسکتا قید سے نکلا اور بھائی سے لڑکر شکست پائی اور اکبر پادشاہ پاس چلا گیا اس وقت دکن میں اسکے دو بیٹے تھے ایک ابراہیم دوسرا اسمٰعیل۔ ابراہیم کی ماں حبشن تھی اُسکا رنگ کالا تھا۔ صورت ظاہری سے چندان بہرہ بھی نہیں رکھتا تھا اور اسمٰعیل کی ماں کوکنی عالی خاندان تھی۔ اس میں سیرت و صورت کی خوبیاں تھیں۔ صلابت خان نے دونوکو قلعہ لہاگڑہ میں محبوس کیا تھا۔ جب مرزا خان نے میران حسین کو معزول کیا تو ان

سولہ مہدوی کہ منصبداران مسدہ مین سی تھا دکنی اور حبشی منصبداروں سی اتفاق کر کے
لیا اور انہون نے کہا کہ چند روز سے ہمنے اپنے بادشاہ میران حسین کو نہین دیکھا ہے او
اسکے احوال کی کچھ خبر ہمکو معلوم نہین اسکو ہمارے پاس بھیجو یا اسکی ملازمت مین جانے دو
مرزا خان نے ہیکڑی سے جواب دیا کہ میران حسین کو بادشاہی کی لیاقت و قابلیت
نہین ہے۔ ہمارا تمہارا بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہے ابھی وہ باہر آتا ہے اس کو سلام کرو
جمال خان نے احمدنگر مین منادی کی کہ اہل دکن کو معلوم ہو کہ مرزا خان اور کل پردیسیون
نے مجتمع ہوکر میران حسین شاہ کو مقید کیا ہے اور کسی اور کو بادشاہ بنانا چاہتے ہین
تمکو چاہیئے کہ اپنے بادشاہ کو چھڑا کر غریب و غریب زادون کے تسلط کو دفع کرو اور
نہین یقین جانو کہ بعد اس مبحث کے دکنیون کے زن و فرزند انکی غلامی مین گرفتار
ہونگی یہ بات اہل دکن کے لئے مئی مست تھی ان باتون کو سنکر مکمل و مسلح فوج قلعہ
پر متوجہ ہوئے۔ دو تین ساعت مین جمال خان پاس پانچ چھہ ہزار سوار و پیادے اور
بہت سے بازاری وغیرہ جمع ہوگئے اور کل حبشیون نے قلعہ گھیر لیا۔ مرزا خان نے
بہت تھوڑے آدمی انکے مقابلے کے لئے بھیجے جنین سے اکثر مارے گئے اور باقی زخمی
ہوکر قلعے مین گئے اب مرزا خان نے یہ خیال کرکے کہ سارا جھگڑا میران حسین کے سبب سے
ہی اسکو مار ڈالا اور اسکے سر کو نیزہ پہ رکھ کر دروازہ کے برج پر سے دکھایا۔ اور
غل مچایا کہ یہ ہجوم و غریدہ میران حسین شاہ کے لئے ہے اسکا سر یہ نیزہ کے اوپر
ہے اب چاہیئے کہ اسمعیل نظام شاہ کی اطاعت کرو اور اپنے گھر کو جاؤ۔ انہون نے
میران حسین کا سر انکا جب وہ ان پاس آیا تو کہدیا کہ وہ اس کا سر نہین ہے اس
اثنا مین علف و سرگین کے سو بیل لا کر آگ لگائی جس سے قلعہ کا دروازہ جل گیا مرزا خان
قلعہ نیر کو بھاگا۔ دکنیون نے قلعہ مین جا کر تین سو پردیسیون کو مار ڈالا۔
میران حسین کو دفن کیا اور پردیسیون کی لاشون کو بے گور و کفن میدان مین ڈالے
دیا۔ اور سارے پردیسی و وضیع و شریف و توانگر و گدا و نوکر و سوداگر و مجاور

اسی سال کے بعد رمضان کے دن جو پردیسی کہ فرہاد خان کی شفاعت سے زندہ بچے
تھے اور تین سو سے زیادہ نہ تھے انکو جمال خان نے نکال دیا وہ بیجاپور مین جاکر نوکر ہوگئے
۹۹۸ھ مین صلابت خان نے جسکی ستر سال کی عمر تھی۔ جمال خان سے قول نامہ (امان نامہ)
حاصل کرکے آسیر برہان پور سے احمدنگر مین آیا اور نوکری قبول نہین کی۔ اور قصبہ تولی کام
مین کہ اُسکا آباد کیا ہوا تھا اقامت اختیار کی اور مرنے کا منتظر تھا کہ اس سنہ مین موت
آگئی اور مرتضی قلی نے ایک بیٹا چھوڑا۔ جب اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل نظام شاہ
تخت پر بیٹھا تو اُس نے برہان نظام شاہ کو بنگش سے کہ سندہ و کابل کے درمیان ہی بلایا
یہان اُسکی جاگیر تھی اور آپ سے کہا کہ احمدنگر کی سلطنت تجھے ارثاً و استحقاقاً پہنچتی ہی۔ ہم نے
وہ تجھہ کو دی۔ جسقدر لشکر اُسکی تسخیر کے لئے درکار ہو لیجا اور بیٹے کو معزول کر اور مملکت موروثی
کے لئے توجہ کر۔ برہان شاہ نے معروض کیا کہ اگر بادشاہ کی سپاہ ہوگی تو دکن کے آدمی مجھہ سے
متوحش ہونگے اور تمرد اور عناد کرینگے اگر حکم ہو تو سرحد دکن پر تنہا جاؤن اور اہل دکن کو اپنی طرف
مائل کرون اور ملائمت اور نرمی سے مملکت موروثی پر متصرف ہون۔ بادشاہ نے اس رای
کو پسند کیا اور دکن کو رخصت کیا اور پرگنہ ہنڈیہ مین اسکو جاگیر دی۔ راجہ علی خان حاکم
آسیر کو فرمان لکھا کہ برہان الملک کی معاونت مین تقصیر نہ کرے۔ جب سرحد دکن پر وہ
ہنڈیہ مین آیا تو ولایت نظام شاہ کے زمیندارون اور سردارون کو قول نامے دکن کی
رسم کے موافق بھیجے۔ سب نے اخلاص و یکجہتی کا اظہار کیا اور اسکو بلایا۔ برہان شاہ ولایت
برار مین آیا۔ جہانگیر خان حبشی جس نے بہت اپنا اخلاص اُس کے ساتھ ظاہر کیا تھا وہ اپنے
عہد و پیمان سے پشیمان ہوا اور اتفاق و وفاق کو نفاق سے بدلا اس سے لڑنے کھڑا ہوا
برہان شاہ شکست پاکر ہنڈیہ مین چلا آیا۔ رات دن جمال خان کے استیصال اور ملک
موروثی کی اخذ کی ادھیڑبن مین لگا رہتا۔ ابراہیم عادل شاہ اور راجہ علی خان
معاون ہوئے تو وہ ہنڈیہ سے برہان پور مین آیا۔ جمال خان پاس بھی دس ہزار کے
قریب طائفہ مہدویہ جمع ہوا اُس نے سید امجد الملک مہدویہ سرلشکر برار کو لکھا کہ

دو بھائیون کے سوا کوئی اور وارث مملکت نظام شاہی مین موجود نہ تھا ان دونو
کو قید خانہ سے بلایا باوجودیکہ ابراہیم بڑا تھا مگر مرزا خان نے حکمرانی کے تخت پر اسمٰعیل کو
بٹھایا۔ پہلے لکھا گیا کہ جمال خان مہدوی نے اسمٰعیل کی پادشاہی قبول کی مہمات
شاہی کی باگ اپنے اقتدار کے ہاتھ مین لی اور فرقہ مہدویہ کی تربیت مین ہمت صرف
کی اسمٰعیل کو جو خورد سال تھا اپنے مذہب مین لایا اور خطبہ اثنا عشریہ کو برطرف کیا مہدوی
اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان مین سنہ ۹۰۶ھ کے
آخر مین دعوےٰ کیا کہ مین بلسان شرع مہدی موعود ہون چونکہ بعض آثار و علامات
کہ مہدی آخرالزمان مین قرار دیے ہین اس مین موجود تھے اسکے قول کی تصدیق
کی جسکا غلط ہونا اظہر من الشمس ہے تھوڑے زمانہ مین ہندوستان کے اطراف و جوانب
سے طائفہ مہدویہ جمع ہوا اور اسمٰعیل نظام شاہ کو قدوی۔ اور جمال خان کو
اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طائفہ نے شمشیر زنی اور جان نثاری کی۔ ابتدا مین صلابتخان
سرحد برار مین جو قلعہ کھرلہ مین محبوس تھا میران حسین کی خبر کشتہ ہونے کی سنکر خروج
کیا اور امراے برار اس سے گرویدہ ہوئے وہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے
وہ جمال خان کے استیصال کے قصد سے احمد نگر پر متوجہ ہوا دلاور خان نے بھی
ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بیجاپور سے
روانہ ہوا جمالخان اول اسمٰعیل کو لیکر صلابت خان سے لڑنے آیا اور دریا گوداوری
کے کنارہ پٹن مین لڑکر اسکو برہان پور تک بھگایا۔ وہان سے پھر کر عادل شاہیون
سے لڑنے آیا طرفین کے لشکر اشتی مین ملے۔ پندرہ روز تک دونو لشکر پڑے رہے
کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ دوسرے پر حملہ کرتا آخرکو ان شرائط پر صلح ہوئی کہ
چاند بی بی زوجہ میران حسین نظام مقتول کی بیوہ کو پالکی مین سوار کرکے بیجاپور
مین دو بھیجدے اور نظام شاہ کی سلطنت دو لاکھ ستر ہزار ہون (۲۷۰۰۰۰ روپیہ)

بے اعتدالی کرنے لگا اور اوسکے اوضاع کے سبب سے مرتضیٰ نظام شاہ سے امرا لشکر متنفر ہوئے
اور صاحب خان کے ستانے کے لیے نظام شاہ بیدر گیا تو امرا نے فرصت پاکر برہان شاہ
کو عرائض لکھیں کہ تیرا بھائی دیوانہ ہوگیا ہے بادشاہی کے قابل نہیں رہا اگر تو قلعہ سے باہر
آئے تو ہم سب تیری خدمت کے لئے موجود ہیں۔ برہان شاہ حاکم قلعہ اُس سے سازش
کرکے باہر آیا اور جنیر کے پانچ چھ ہزار سوار اُس سے ملے اور چتر اسکے سر پر بلند کیا۔ جب یہ خبر
حوالی بیدر میں نظام شاہ کو پہنچی تو وہ جلد برہان سے ایک روز پیشتر تین سو
آدمیوں کے ساتھ قلعہ احمدنگر میں آیا

عوام الناس یہ کہتے تھے کہ وہ زندہ نہیں ہے انکے گمان دور کرنے کے لئے وہ عصر کے وقت
ہاتھی پر سوار ہوکر بازار میں پھرا۔ ایک ادویہ فروش۔ خواجہ ابن ہمدانی سے یہ لطیفہ ہوا
کہ اُس نے اُس سے پوچھا کہ کوئی دوا تیرے پاس ایسی بھی ہے کہ دیوانگی کو مفید ہو اُس نے
کہا کہ ہاں ہے۔ تو نظام شاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں دیوانہ ہوں کہ بطریق سلاطین
گوشہ نشین ہوا ہوں اور چاہتا ہوں کہ پادشاہی کروں یا میرا بھائی دیوانہ ہے
کہ بے سبب اپنے تئیں خرخشہ میں گرفتار کیا ہے اور مجھپر لشکر کشی کی ہے۔ دوا فروش نے کہا
کہ برہان شاہ دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت کے ایسے مشفق و مہربان بھائی سے
لڑتا ہے اور اس نعمت کی قدر نہیں جانتا۔ نظام شاہ نے ایک ہزار ہون اسکو انعام
میں دیئے۔ آٹھ سال کے بعد وہ اپنے آدمیوں کو دکھائی دیا تھا وہ اپنے آدمیوں اور
شاگردوں کو پہچان کر انسے باتیں کرتا تھا وہ شہر کی سیر کرکے قلعہ میں گیا دوسرے روز
صبح کو برہان شاہ باغ ہشت بہشت میں اُترا۔ نظام شاہ کی سواری کی خبر سنکر
اکثر آدمیوں نے برہان شاہ کی رفاقت چھوڑی اور احمدنگر گئے۔ ظہر کے وقت
نظام شاہ پہلے روز کی طرح ہاتھی پر سوار ہوا۔ قلعہ سے باہر نکلا۔ دس ہزار سوار اس کے
چتر کے نیچے جمع ہوئے۔ صلابت خان کو سرلشکر مقرر کیا وہ ہشت بہشت کے قریب
برہان شاہ سے لڑا۔ برہان شاہ کو شکست ہوئی وہ بیجاپور چلا گیا۔ دو سال بعد

وہ اس حد کے امرا کو راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کے لئے معین کرے اور جمال خان خود احمدنگر کی سپاہ لیکر عادل شاہیون کی مدافعت کو گیا اور قصبہ دارسنگ کے قریب لاور خان حبشی سے جنگ کی اور اسکو شکست دی اور تین سو ہاتھی چھین لئے - ابھی وہ دارسنگ مین تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عادل شاہ اور راجہ علیخان کی کوشش سے امراے برار برہان شاہ کے مطیع ہو گئے اور برہان پور کی سرحد مین اُس سے آن ملے اس خبر پر جمال خان نہایت شوکت و حشمت سے برار کو روانہ ہوا عادل شاہ نے اسکا تعاقب کیا اور امراے برگی کو مامور کیا کہ سب جگہ اسمٰعیل نظام شاہ کے لشکر کے گرد تاخت کرکے غلہ و آذوقہ کو اُس مین نہ پہنچنے دین اس سبب سے جمال خان کو بہت آدمی چھوڑکر برہان شاہ پاس چلے گئے - جمال خان روہنکہیڑہ کے گھاٹ پر پہنچا جسکو برہان شاہ کے آدمیون نے بند کر رکھا تھا تو وہ دوسری راہ سے نہایت صعوبت اٹھاکر برہان شاہ کے لشکر پاس گیا اس راہ مین پانی کم اور ہوا گرم زیادہ تھی جمال خان اور اوسکے آدمیون نے بڑی تکلیف اٹھائی - انکو خبر ملی کہ تین کوس پر پانی بہت ہے - جمال خان پانی کی امید مین یلغار کرکے تشنہ و بدحال وہان گیا - وہان پہلے ہی سے راجہ علیخان و برہان شاہ اُترے ہوئے تھے تو پھر وہ اسی صحرا مین گیا کہ محشر نشان تھا وہان ایک نخلستان مین کچھ پانی مل گیا - اور رجب ۹۹۹ھ مین برہان شاہ اور راجہ علیخان سے جا لڑا - مہدویون کو فتح ہو جاتی لیکن جمال خان کی پیشانی پر ایک گولہ لگا جسسے وہ مرگیا تو اسماعیل نظام شاہ مع امرا بھاگ گیا - امراے برہان شاہ نے انکا تعاقب کیا - یاقوت خان اور خداوند خان نے سرکاٹے سہیل خان کو بیجاپور مین جلد بھگا یا اسمٰعیل کو گرفتار کیا - برہان شاہ احمدنگر مین آنکر بادشاہ ہوا - راجہ علیخان کو رخصت کیا اسمٰعیل نظام شاہ نے دو سال سلطنت کی -

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین محبوس تھا مگر جاگیر اُس پاس ایسی تھی کہ بفراغت زندگی بسر ہوتی تھی ان دنون مین کہ صاحب خان

[illegible]

خوشنودی کا سبب ہو۔ برہان شاہ اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور وحشت آمیز و فتنہ
انگیز باتین کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ عادل شاہ دشمن ہوگیا اور اس نے
ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان کی خامی و نادانی سے جو
تین سو ہاتھی نظام شاہیون کے ہاتھ آئے ہین دوستی کو مرعی رکھکر میرے پاس بھیجدے
اور تغافل و اہمال مین اپنا نقصان عظیم سمجھو اور اپنی بدانجامی سے اندیشہ کیجیے برہان شاہ
اس پیغام سے اور زیادہ آزردہ ہوا اور لشکر کی حاضری کا حکم دیا باوجودیکہ امراء کو اس سے
نفاق تھا۔ مگر وہ کوچ پر کوچ کرکے عادل شاہ کی ولایت مین آگیا۔ عادل شاہ نے اس کی
حقیقت کچھ نہ جانی اور وہ بیجاپور سے روانہ ہوا اور برہان شاہ منگلبیرہ مین دریاے بہورہ
(بھیما) مین آگیا۔ یہان سے آگے بڑھنا مصلحت نہ جانا۔ دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ بناکر یہان
تک عادل شاہ کی ولایت پر متصرف ہونے کا ارادہ کیا کہ یہ قلعہ ان کے درمیان سرحد ہو
یہان سے بتدریج شولاپور اور شاہ درگ بھی مسخر و مفتوح کیا جاے۔ عین گرمی مین آب
بہورہ سے جو پایاب تھی۔ چابکدست ہنرمندون نے عبور کیا اور اس جگہ پر کہ قدیم الایام
سے قلعہ تھا اور مدت گذرنے سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا وہ پایہ بہ پایہ جلدی مین قلعہ بنا
شروع ہوا۔ بیجاپور سے کوئی لشکر انکی مدافعت کے لئے نہین آیا اس لئے وہ خاطر جمعی سے
اپنے کام مین مشغول ہوئے۔ برسات کا موسم قریب آیا اور دغدغہ یہ تھا کہ بھیما ندی چڑھ جائیگی
اور پائین قلعہ اور برہان شاہ کے لشکرگاہ کے درمیان حائل ہوگی اور مردم عادل شاہی
جبر و قہر سے اسپر متصرف ہونگے ابھی قلعہ ناتمام تھا کہ دروازون کو نصب کرکے اسکو توپ و
ضرب زن وغیرہ سے بھر دیا۔ بہت روپیہ خرچ کرکے برسات کے موسم مین اسکے ختم کرنے
مین کوشش کی اس اثنا مین کہ دلاور خان نے یہ تصور کرکے کہ عادل شاہ عہدہ
برآ نہ ہوگا اور مجھہ جیسے کی فراست کا محتاج ہے۔ یہ چاہا عادل شاہ سے قولنامہ لیکر
بیجاپور جاے اور پھر پہلی طرح حکومت کو اپنے ہاتھ مین لے۔ عادل شاہ یہ بات خدا
سے چاہتا تھا۔ برہان شاہ نے اسکو جانے سے منع کیا مگر مفید نہ ہوا وہان جانے سے

بعض امرا کی طلب سے وہ درویشون کے لباس مین احمدنگر مین آیا اُسکے اعوان اور انصار نے مقرر کیا کہ فلان روز اُسکو پادشاہ بنائین گے اور نظام شاہ کو معزول کرین گے۔ مگر صلابت خان کو اُس کی خبر ہو گئی اس نے ان امرا کی جماعت کو کشتہ کیا جنھون نے یہ سازش کی تھی۔ برہان شاہ گجرات ہوتا ہوا اکبر پادشاہ کی خدمت مین چلا گیا اُسنے اوّل سنہ صدی کا منصب پایا۔ جب خان اعظم عزیز کوکہ دکن پر لشکرکشی کے لئے نامزد ہوا تو برہان شاہ کو ہزاری منصب ملا۔ عزیز کوکہ نے بے نیل مرام مراجعت کی تو برہان شاہ ہمراہ صادق محمد خان کے افغانون کے لڑنے کے لئے مابین آب نیلاب و کابل مامور ہوا۔ اور ولایت بنگش اسکو اقطاع مین ملی جب اُس کا بیٹا اسمٰعیل احمدنگر مین پادشاہ ہوا تو اکبر پادشاہ نے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جسکا بیان اوپر ہوا بمقتضاء مَنْ طَلَبَ شَيْئاً وَجَدَّ وَجَدَ آخر عمر مین صاحب تخت و تاج ہوا۔

مذہب مہدویہ جسکا رواج اسکے بیٹے کے عہد مین ہو گیا تھا اسنے خارج کیا اور حکم دیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اوسکو قتل کرو اور انکا مال و اموال سبیل کردو۔ اسکی تھوڑی مدت مین اس مملکت مین اس مذہب کا نشان تک نہ رہا اور سابق کی روش پر مذہب اثنا عشری نے رواج پایا۔ منبرون پر خطبہ اثنا عشری پڑھا گیا۔ اس دولتخانہ کی پردہ نشینی جو مرزا خان کی کفران نعمت سے جلای وطن ہوے تھے احمدنگر مین آگئے۔ اور یہ بلدہ اہل کمال کا جلوہ گاہ ہوا۔ دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ کے قہر کے خوف سے احمدآباد کو بھاگا تھا یہان آیا اسکو اقطاع لائق عنایت ہوئین۔ عادل شاہ کے مزاج کے موافق اسکی یہ حرکت نہ تھی اُس نے پیغام بھیجا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی اسکی مقتضی ہے کہ ہم دوست کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن ہون اور نیکی و بدی مین شریک بیگانگی کو راہ نہ دین۔ آپ سے یہ عجیب ہے کہ اس دولت خانہ کے غلام حرام خور کو اپنی سرکار اشرف مین جگہ دیکر مقرب درگاہ بنائین۔ وظیفہ برادری اور طریقہ حق گذاری منظور کرکے دوستون کی خاطر کا پاس کرو اور اسکو دوام دولت کا سبب سمجھو اور ایسا کام کرو کہ اپنی جانب کی

مہدویہ مذہب کا اخراج ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۲ع

دلاور خان حبشی کی بدولت عادلشاہ سے لڑائی

اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کئے۔ برہان شاہ اگرچہ تہ دل سے دکنیون کے کشتہ ہونے سے خوش
تھا لیکن بحسب ظاہر رنج کا اظہار کرتا تھا۔ فرہاد خان و شجاعت خان حبشی بہت سے امراے دکن کے
ہمراہ جنسے وہ ایمن او مطمئن نہ تھا اور ان مابین دس ہزار سوارون کے قریب تھی اس جانب روانہ
کیا تا کہ اس مصرعہ کا مضمون ظہور پاے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔ اس سبب سے
کہ بندار بسین اور دمن سے کہ مابین گجرات و دکن کے ہین طرح طرح کے آدمی یکدفعہ ایدھر پہنچے
تھے۔ بہادر خان گیلانی کو سر لشکر کرکے اور پردیسی امرا کے ساتھ بنادر پر نامزد کیا۔ جب
بہادر خان یہان آیا اور چہار شنبہ ۲ شوال سال مذکور ایک ہزار پرتگیزون اور بہت سے
فرنگیون نے علم مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ کھوالہ کے نامزد تھے کشش و
کشش مین تقصیر نہ کی اور پرتگیزون کے علم کو نگونسار کیا اور سو پرتگیزی اور دو سو ہندوستانی
پرتگیزون کو قتل کیا۔ اسکے بعد ریوا ڈنڈا کا ایسا تنگ محاصرہ کیا کہ قلعہ کھوالہ کی جانب سے مدد کو
پرتگیزون تک پہنچنے نہ دیتا تھا اور قریب تھا کہ پرتگیز تنگ ہوکر جلاء وطن ہون کہ ناگاہ برہان شاہ
نفس امارہ کا گرفتار ایسا ہوا کہ غلمان و نسوان کی معاشرت و مخالطت کا حریص ہوا اور حکم
دیا کہ جہان کوئی عورت میری خدمت کے لئے شائستہ ہو خواہ خاوند والی ہو یا نہ ہو
میرے شبستان مین حاضر کرو یہ بات اسکی خاص و عام کو پسند نہ آئی اس سے وہ متنفر ہوگئے۔
اسنے یہ سنا کہ شجاعت خان حبشی کی بیوی بڑی خوبصورت ہے وہ امراء معتبر مین سے تھا
اسکو طلب کیا شجاعت خان نے بھیجنے سے انکار کیا اسکو قلعہ کے اندر حوالات مین بھیجدیا۔
اسکی بیوی کو جبر و قہر سے بلایا جیسی اوسکی تعریف سنی تھی اسکو نہ پایا اس لئے اسکو واپس
بھیجدیا۔ مگر شجاعت خان نے اس خبر کو سنکر اپنے پیٹ مین خنجر مارا اور مرگیا اس خبر کی شہرت
ہوئی۔ فرہاد خان اور جمیع امراء کھوالہ برہان شاہ کی اوضاع سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کی
محافظت اور پرتگیزون کے ساتھ لڑنے مین پہلی طرح کوشش نہین کی یہ چاہنے لگے کہ
فرصت ملے تو احمد نگر فرار ہون اور بغاوت کرکے برہان شاہ کو دفع کرین پرتگیزون نے
ساتھ جہاز بنادر سے ریوا ڈنڈا کے قریب آگئے انمین بڑے بہادر پرتگیز اور اسباب

وہ مقید و محبوس ہوا عماد الشاہ کی خاطر جمعی سے رومی خان الیاس خان اور بہت سے
امیرون کو برہان شاہ کی مزاحمت کے لیئے نامزد کیا یہ امراء قلعہ کے مزاحم نہ ہوئے بلکہ
امراء بر گی کو جنکے پاس پانچ چھہ ہزار سوار تھے جریدہ دریا کے پار بھیجا کہ برہان نظام شاہ کے
لشکر کے حوالی کو تاخت و تاراج کرین کہ اسکو آسائیش اور استراحت میسر نہ ہو۔
اس لشکر کی تاخت نے برہان شاہ کے لشکر مین قحط کے آثار نمودار کیئے۔ ناچار وہ
قلعہ جدید کو اسد خان ترک کو سپرد کرکے چند منزل اپنی ولایت کی جانب آیا کہ غلہ وآذوقہ
بفراغت لے اور غلہ کی قحط سے نجات حاصل ہو رومی خان الیاس خان نے اسکا تعاقب
کیا اور برہان شاہ کو شکست فاحش دی اور ڈیڑھ سو ہاتھی چھین لئے۔ برہان شاہ اس
شکست سے ایسا ذلیل ہوا کہ کامل خان دکنی اور اسکے بھائیون نے یہ چاہا کہ اسے معزول کرکے
اسمٰعیل کو بادشاہ بنائین۔ برہان شاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کامل خان اور اس کے
بھائیون کی سیاست کی۔ اس سبب سے برہان شاہ سے دکنی اور زیادہ بگڑ گئے۔ انہون نے
یوسف خواجہ سرا سے کہ حسن و جمال مین بعدیل تھا اور برہان شاہ کے مقربون مین تھا
سازش کی کہ شب کے وقت اسکو خواب مین کشتہ کرکے اسمٰعیل کو بادشاہ بنائین برہان شاہ
نے یہ خبر سنی مگر اسکو باور نہ کیا ایک رات کو یوسف خنجر لیکر خیمہ مین آیا کہ برہان شاہ ہوشیار
ہوگیا اور اسکا ہاتھ پکڑ لیا اس سے تعلق خاطر بہت تھا اس لئے اس نے چشم پوشی کی اس کا
خون نہین کیا برہان شاہ اور عماد الشاہ کی صلح ہوگئی اور قلعہ جدید ڈھا دیا گیا۔
اسی اثنا مین ریو دندا (ریکدندہ) کی پرتگیزون کے دفع کرنے کے لئے بندر جیول کی طرف
ایک جماعت امراء کو نامزد کیا اور حکم دیا کہ سمندر کے کنارہ پر اس پہاڑ کے اوپر قلعہ بنائین
جسکے نیچے پرتگیزون کے کشتیان ریو ڈنڈا مین آمد و رفت رکھتی ہین اور اسکی برجون کے
اوپر توپ و ضرب زن لگائین اور پرتگیزون کی آمد و رفت کو بند کرین جب قلعہ
بن گیا تو اسکا نام کھوالہ (کوالہ) رکھا گیا۔ پرتگیزون نے راتون کو بحری سفر کرکے اور بنادر
سے اپنی مدد کے لئے اپنی ہم قومون کو جمع کر لیا اور دو مرتبہ لشکر اسلام پر شب خون مارا

برہان و عادل شاہ کی لڑائی اور برہان شاہ کی وفات

سپاہیون نے مسلمانون پر حملہ کیا اور دس ہزار آدمی مار ڈالے فرہاد خان حاکم مع اہل و عیال
اسیر ہوا اور اسکی لڑکیان عیسائی ہو گیئن ور پرتگال گیئن ۵۷ تو ہین ہاتھ لگیین)
ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۰۳ھ برہان شاہ احمدنگر سے بلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ
پرندہ کے حوالی مین عادل شاہ کے بھائی کے کشتہ ہونے کی خبر سنی کمال حجابت و انفعال کے
ساتھ پھرا اس کدورت و غصہ سے اور اسکے علاوہ اور کلفتون سے بیمار ہوا۔ عادل شاہ نے
اس سبب سے کہ اسکے بھائی شہزادہ اسمٰعیل کی امداد کی تھی برہان شاہ سے خاطر آزردہ ہوا امراے
سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین جاکر غارت گری مین تقصیر نہ کرین۔ برہان شاہ نے
دنکیا دری راجہ کرناٹک سے یہ ٹھیرایا کہ تو اس طرف سے قلعہ نبکاپور پر لشکرکشی کرے۔ مین اس طرف
سے قلعہ شولاپور پر لشکر بھیجتا ہون اور اسکو مسخر و مفتوح کرتا ہون راجہ کرناٹک نے اس بات کو
قبول کیا برہان شاہ نے غرہ جمادی الاول سال مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار بنا کر اور
کل امراے پردیسی اور دس بارہ ہزار سوار ساتھ کرکے امراے برگی کی مدافعت کے واسطے اور
ولایت عادل شاہ کی خرابی کے لئے روانہ کئے اور کہا کہ مین مرض سے شفا پانے کے بعد لشکر
برار کو ساتھ لیکر آتا ہون۔ مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین آیا تو اُس نے اوذناب بہادر امراے
برگی کے مقابلہ مین بھیجا۔ یہان برہان شاہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور اوذناب بہادر
کشتہ ہوا۔ برہان شاہ اس خبر کو سنکر غم و غصہ سے اور زیادہ بیمار ہوا رفتہ رفتہ مرض سوء القنیہ
و اسہال خونی و تپ محرق مین مبتلا ہوا اور ایکبارگی صاحب فراش ہوا اپنے بڑے بیٹے
ابراہیم کو ولیعہد کیا۔ اسمٰعیل کو اس سبب سے اُڑا دیا کہ مہدوی مذہب رکھتا تھا اور پردیسیون کا
دشمن تھا۔ اخلاص خان اس خبر سننے سے دلگیر ہوا وہ اسکی سلطنت چاہتا تھا اور یہ جانتا تھا
کہ پردیسیون نے یہ کام کیا ہے اس نے لشکر مرتضی انجو مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت
ہوا۔ اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے زمانہ کی طرح کل پردیسیون کو مار کر انکا مال و اسباب لوٹ
لو۔ مرتضی خان اس خبر کو سنکر سلح ہوا اور بعض امراے غریب کے ساتھ احمدنگر گیا اور برہان شاہ
پاس پہنچ گیا بہادر خان گیلانی شاہ کی موت کا یقین کرکے بعض امراے غریب کے ساتھ بیجاپور

جدال و قتال تھا۔ شب تار مین حصار کہورلہ سے گذرے اور ریواڈنڈا مین پہنچ گئے۔
۱۶ ذی الحجہ چار ہزار کے قریب پرتگیز اس حصار پر متوجہ ہوئے۔ تاج خان والی رائے
قلیل سپاہ کے ساتھ قلعہ سے باہر پڑے تھے وہ خواب سے سراسیمہ ہوکر اُٹھے اور قلعہ مین
بھاگے۔ فرہاد خان دلگیری کے سبب سے بہلی سی محافظت نہین کرتا تھا اور دروازہ بانون
نے آدمیون کی آمد و رفت کے لئے دروازہ کھلا رکھا تھا سپاہ فرنگ کہ بھگوڑون کے
پیچھے چلی آتی تھی اسنے ہجوم کرکے دروازہ نہ بند کرنے دیا۔ تاج خان اور الی رائے
کے پیچھے پیچھے وہ قلعے مین آگئے اور قتل کرنا شروع کیا۔ فرہاد خان و اسد خان اہل قلعہ کا
غوغا سنکر صبح کی شکر خوابی سے بیدار ہوکر اُٹھے باوجودیکہ پرتگیزون سے ...
لشکر مضاعف تھا مگر غفلت کی شامت سے انکی مدافعت مین نہ مشغول ہوئے۔ حیران و
مبہوت کھڑے ہوگئے۔ پرتگیزون نے انکو بھیڑون کی طرح ذبح کیا۔ ایک گھنٹہ مین ونا
بارہ ہزار آدمی مار ڈالے قلعہ کو توڑ پھوڑ کر کل توپ ضرب زن و مال و اموال پر متصرف ہوئے
فرہاد خان زخمی تھا وہ اسیر ہوا اور باقی کل امرا مارے گئے۔ برہان شاہ نے ان اخبار کو سنا
اور اس جماعت کے کشتہ ہونے کو وہ عین فتح سمجھا اور اس نے پردیسیون پر التفات
شروع کی۔ مرتضیٰ خان انجو و شیخ عبد السلام عرب و احمد بیگ و قزلباش خان خلیفہ
عرب و اوذباب بہادر و خواجہ اندق ماورالنہری وغیرہ کو امارت کے منصب پر مشرف
کیا اور چاہتا تھا کہ بندر چیول کی طرف اسکو بھیجکر پرتگیزون کو مستاصل کرے کہ ناگاہ
برادر عادل شاہ قلعہ بلگوان مین تھا۔ برہان شاہ سے طالب امداد ہوا اور متعہد ہوا
کہ اگر وہ تخت گاہ پر قابض ہوگا تو نو لاکھ ہن اور دو سو فیل و قلعہ شولاپور حوالہ کریگا
برہان شاہ اس طمع مین آگیا اور اُس نے کہا کہ اول مین اس کام کو سر انجام کرون
بعدہ پرتگیزون کو مستاصل کرون۔ پرتگیزی مورخ اس واقعہ کو یون بیان کرتے
ہین کہ تین سو آدمی بسین سے اور دو سو آدمی سال ستی سے آگئے اور قلعہ کے آدمی
ملکر کل پندرہ سو فرنگستانی اور اسی قدر ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان

ابراہیم نظام و عادل شاہ سے لڑائی۔

سے شاہ درگ میں آیا۔ اخلاص خان کی رائے یہ تھی کہ عادل شاہ سے محاربہ کیجیے۔ میان منجو
اس رائے کو پسند نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمارا خیل حشم بے سامان اور بے سرانجام
ہے اور امرا جیسے کہ چاہئیں مطیع و منقاد نہیں ہیں مناسب یہ ہے کہ تختہ و بدئے اس پاس
بھیج کر صلح کرلیں اور خاطر جمع سے ملک و مال وسپاہ کو درست کرکے اکبر بادشاہ سے مقابلہ کرین
اخلاص خان لایعنی و لایعقل تھا وہ اس بات کو نہیں قبول کرتا تھا اور شاہ درگ کی
طرف لشکر کشی پر اصرار کرتا تھا نظام شاہ کا میل خاطر بھی اسی طرف تھا۔ میان منجو نے سکوت
اختیار کیا۔ بادشاہ اس طرف متوجہ ہوا میان منجو نے اتمام حجت کے لئے پھر سمجھایا کہ عادل شاہ
اپنی مملکت میں بیٹھا ہے اسکی سپاہ نے اب تک ہمارے ملک کی مزاحمت نہیں کی پہ صلاح
دولت نہیں ہی کہ ہم اسکی مملکت میں داخل ہوکر سلسلۂ نزاع کی تحریک کریں اب تک وہ صلح
پر بازہے۔ صلح کرو لڑو نہیں ابراہیم نظام شاہ بہت شراب پینے لگا تھا ایک لحظہ ہوشیار
نہیں ہوتا تھا۔ اُس نے میان منجو کی بات پر کان نہ لگایا۔ ولایت عادل شاہ میں قدم
رکھا۔ عادل شاہ کا سرلشکر حمید خان تھا اس پاس میان منجو نے پیغام بھیجا کہ بادشاہ
ہمارا خردسال و بے تجربہ ہی اور اس شریر جماعت کے پنجہ میں گرفتار ہے جو دائرہ انسانیت سے
خارج ہی۔ دائم الخمر ہونے سے عقل باقی نہیں رہی یہ ذی حجہ کا مہینہ ہی اس مہینے میں جدال
قتال حرام ہی جنگ کو موقوف رکھو۔ شاید ہم اُسکو نصائح و مواعظ کرکے جنگ کے ارادہ سے
باز رکھیں۔ حمید خان نے اس بات کو قبول کیا نظام شاہ کی سرراہ سے کنارہ کیا اور
دائیں طرف ایک کوس پر اُترا۔ نظام شاہ نے حمید خان کو مقابل میں نہ دیکھا تو شراب کے
نشہ میں زبونی پر حمل کیا اور حمید خان سے جا لڑا۔ خوب لڑا مگر جان شیرین اسکی گئی
اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ میان منجو سب سے پہلے قلعہ احمدنگر میں گئے اور بارہ سال کے لڑکے
احمد کو اس گمان سے کہ وہ نظام شاہ کے خاندان سے ہے دولت آباد سے بلاکر چتر
اسکے سر پر رکھا اور شہزادہ بہادر کو جو ابراہیم شاہ کا طفل شیرخوار تھا اسکو قلعہ
جوند میں جنیر میں محبوس کیا۔ ابراہیم نے چار ماہ سلطنت کی۔

علاج کیا شیخ عبدالسلام عرب نے حبشیون اور دکنیون کی دوستی پر بھروسا کیا تھا انہون نے
اسکو مع متعلقین کے مار ڈالا۔ اخلاص خان حبشی اس طرح غریبون کو متفرق کرکے کل سرداران
حبشی اور دکنی کو ہمراہ لیکر احمدنگر گیا برہان شاہ نے آدمی بھیجکر نصائح کین جب اسکو تمرد و
عصیان مین راسخ و راغب پایا تو وہ باوجود ضعف و ناتوانی کے پالکی مین بیٹھکر قلعہ سے نکلا
اور چتر و آفتاب گیر و اثاثۂ سلطنت ابراہیم کو ارزانی کیا اُسی روز ہمایون پور مین گیا کہ اسکی
مان خونزہ ہمایون نے معمور کیا تھا اور دوسرے روز اخلاص خان کو شکست دیکر پرینده
کی جانب اسکو بھگایا اور خود احمدنگر مین آیا اس لڑائی کے رنج و تعب سے ۱۸ ماہ شعبان
[illegible] کو اسکے نفس کی آمد و رفت کی ڈاک بند ہوئی اسکی مدت سلطنت ۴ سال ۱۶ روز
تھی مولانا ظہوری نے ساقی نامہ چار ہزار بیت کا برہان شاہ کے نام سے مزین کیا ہے
اور شاعری کی داد دی ہے اکثر شعراء و عقلاء و صاحب طبع اسکو پسند کرتے ہین اسی نے
ساقی نامہ اختراع کیا ہے۔

سلطنت ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام شاہ

ابراہیم نظام شاہ باپ کے بعد تاج و نگین کا مالک ہوا۔ میان منجو دکنی کہ برہان شاہ کا
اتابک تھے بموجب وصیت کے وکالت کے منصب پر مقرر ہوئے اس نے اپنے بھائیون اور
دوستون کو امراء کی سلک مین منتظم کیا۔ اخلاص خان مولد ابراہیم نظام شاہ سے قولنامہ لیکر
احمدنگر مین آیا۔ حبشیون اور مولدون نے اسکا ہاتھ پکڑا۔ غرض سب دو فرقے ہو گئے ایک میان
منجو کا اور دوسرا اخلاص خان کا۔ ہر ایک صاحب داعیہ تھا دوسرے کی بزرگی کو مانتا
نہ تھا اس سبب سے مہمات سلطنت نے رونق نہ پائی۔ ہر کس کی ایک ہوا اور ہر کس کی
ایک رائے تھی مجلسون مین لاف و گزاف بکتے تھے۔ کبھی لشکر اکبری کے مقابلہ کے متعہد
ہوتے تھے کبھی امراء عادل شاہ کی مدافعت کے متکفل۔ میر صفوی عادل شاہ کے ایلچی سے
ناہموار سلوک کیا [illegible] نہ کرکین جب عادل شاہ کے کان مین یہ اخبار پہنچے تو
[illegible] نظام شاہی کی [illegible] دیکھا دونون کی گوشمالی او[illegible] دبیک کے [illegible]

کرنا کہ وہ بیٹا نہین ہی بہت مشکل ہے اس لئے اُسکو قلعہ مین جب تک رہنے دینا چاہیئے کہ اجل طبعی آئے چنانچہ وہ اجل طبعی سے مرگیا۔ ایک بیٹا احمد چھوڑ گیا جسکو منجھو نے دعوے کہ مین آخر پادشاہ بنایا۔ اخلاص خان اور تمام امراے حبش اس مقدمہ کے سبب سے میان منجھو سے برگشتہ ہوے اور انہون نے کالا چبوترہ پر صف قتال آراستہ کی۔ میان منجھو نے قلعہ کی برج پر احمد شاہ کے سر پر تاج رکھ کر کھڑا کیا اور میان حسن کو سات سو آدمیون کے ساتھ دشمنون کے دفع کرنے کے لئے باہر بھیجا۔ فریقین مین کارزار عظیم ہوئی طرفین سے ایک جماعت کثیر قتل ہوئی حبشیون کی توپ کا ایک گولہ احمد شاہ کے چتر پر لگا جس سے غل شور مچا۔ میان حسن نے دشمنون کا غلبہ دیکھا تو کارزار سے پانوٗن کھینچا اور قلعہ مین آیا جس سے اخلاص خانیون کا استیلا بڑھا وہ قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب مین سیبہ و مورچل آگے بڑھا کر لے گئے اور آنے جانے کا رستہ بند کیا اور دولت آباد کے حاکم پاس آدمی بھیجا کہ آہنگ خان حبشی و حبشی خان کو کہ برہان شاہ کے زمانہ سے اس زمانہ تک قلعہ مین محبوس تھے بھیجدے دولت آباد کے تھانہ دار نے انکی اعانت کرکے بھیجدیا۔ اور اس سبب سے کہ تھانہ دار نے بہادر شاہ کو میان منجھو کے حکم بغیر انکو دیا نہین اُنہون نے اتفاق کرکے ایک طفل مجہول النسب کو احمد نگر کے بازار مین سے پکڑ کر نظام شاہ کے دودمان سے منسوب کیا اور سکہ و خطبہ اسکا جاری کیا اس تقریب سے دس بارہ ہزار سوار اُن پاس جمع ہوگئے اس سے میان منجھو و محصورین حیران ہوئے۔ سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھ کر گجرات بھیجا اور التماس کیا کہ قدم رنجہ فرمائیے۔ شاہزادہ کو دکن کی تسخیر کے واسطے باپ نے مامور کیا تھا وہ تو خدا سے چاہتا تھا کہ ایسی تقریب ہاتھ آئے بلا لشکر لیکر احمد نگر کو چلا۔ لیکن ابھی یہ عریضہ گجرات پہنچا نہ تھا کہ امراے حبشی مین مناصب اقطاع پر جنگ باہم شروع ہوئی اور ایک دوسرے کے قتل مین کوشش کرنے لگا بعض امراے دکن جو انکے ساتھ تھے وہ متنفر ہوکر میان منجھو سے آن ملے اس لطیفہ غیبی سے حیات تازہ اور دولت بے اندازہ حاصل ہوئی ۵ محرم ۱۰۰۴؁ھ کو اس نے ناگاہ

اخلاص خان اور میان منجھو کی لڑائی۔

میان منجھو کا شاہزادہ مراد سے ملنا

احمد شاہ بن شاہ طاہر

جب احمد شاہ پادشاہ ہوا تو چند روز بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان شاہی سے نہین ہی۔ اخلاص خان اور اور امراء اُسکے معزول کرنے کے درپے ہوئے اس داستان کی توضیح یہ ہی کہ جب برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری اس جہان سی وداع ہوا حسین نظام شاہ اسکا ولیعہد ہوا اور اسکے بھائی (۱) سلطان محمد خدابندہ (۲) شاہ علی (۳) محمد باقر (۴) عبدالقادر (۵) شاہ حیدر

یہ سمجھکر کہ اپنی مملکت موروثی مین رہنا اپنی جان کا کھونا ہی اس لئے وہ ممالک ہندوستان کی اطراف مین چلے گئے۔ ایک مدت مدید کے بعد مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد مین ایک شخص شاہ طاہر احمد آباد مین آیا اور اُس نے بیان کیا کہ فلان تاریخ ملک بنگالہ مین محمد خدا بندہ فوت ہوا اور مین اُسکا حقیقی بیٹا ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی مین پناہ لینے آیا ہون۔ ارکان دولت خصوصاً صلابت خان نے اسکے احوال کی تفتیش کی مگر طول عہد اور تغیر اوضاع کے سبب سے حق و باطل کی تمیز مین عاجز ہوئے نہ اسکی تصدیق ہو سکی نہ انکار۔ حزم و احتیاط کی وجہ سے کہ کہین اوباش و عوام اس پاس جمع ہوکر فتنہ انگیزی نہ کرین اسکو ایک قلعہ مین محبوس کیا اور معتمد آدمی برہان شاہ ثانی پاس تحقیق کے لئے آگرہ گئے۔ وہ اس وقت جلال الدین محمد اکبر پادشاہ کی ملازمت مین تھا اس سی بیان کیا گیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا کہتا ہے کہ مین سلطان محمد خدابندہ کا بیٹا ہون اور شاہ طاہر میرا نام ہی آپ کو خدابندہ کا حال خوب معلوم ہوگا۔ بتلائیے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ اُسنے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ میری ہی گھر مین مرا ہی اور اسکی تمام اولاد ذکور و اناث جنکے نام فلان فلان ہین میرے پاس موجود ہین اگر کوئی شخص اپنی غرض کے لئے سلطان محمد خدابندہ کے بیٹے کا ہمنام بتائے تو محض غلط اور افترا ہے جب صلابت خان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُس نے یہ سمجھ کر کہ اس شخص کی شہرت ہوگئی ہو کہ وہ خدابندہ کا بیٹا ہے عوام الناس کے دل سے اس بات کا خاطر نشان

احمدنگر و برہان آباد کے تمام منازل و مساکن برباد ہو گئے اسکو مذہب سنن مین کمال تعصب تھا
اسنے چاہا کہ محبان اہلبیت کو کہ لنگر دوازدہ امام مشہور تھا غارت کرکے وہان کے رہنے والون
کو قتل کرے۔ شاہزادہ اور خانخاناں نے مطلع ہوکر اسکو زجر و ملامت کی اور عبرت کے لیے بہت
سے غارتگرون کی سیاست کی لیکن احمدنگر کی خلائق جب متاع دنیوی اُن پاس کچھ
نہ رہی تو رات کو جلاء وطن ہوکر مین کہین تو کہین جہان جسکے سینگ سمائے چلے گئے۔ امرای
نظام شاہ کے تین فریق ہو گئے جنمین کوئی ایک دوسرے کا مطیع نہ تھا اول فریق میان منجھو کا
کہ احمد شاہ کو بادشاہ جانے ہوئے تھے عادل شاہ کی سرحد کی جانب بیٹھے ہوئے تھے دوم
اخلاص خان حبشی کہ حوالی دولت آباد مین موتی شاہ مجہول النسب کو سلطان کے نام سے مخصوص
کرکے اطاعت کے حلقہ مین سر ڈالے ہوئے تھے سوم آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی
سرحد مین اقامت رکھتا تھا۔ اُس نے شاہ علی بن برہان شاہ اول کو جو بیجاپور مین رہتا تھا
اور اسکی عمر قریب ستر برس کے ہو گئی اپنے پاس بلایا اور چتر اسکے سر پر رکھا اور بادشاہ بنایا
اخلاص خان جرأت کرکے دس ہزار سوارون کے ساتھ دولت آباد سے احمدآباد کی طرف چلا
خانخاناں سپہ سالار نے دولت خان لودھی کو پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع
کرنے کے لئے نامزد کیا۔ گوداوری کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اہل دکن کو شکست ہوئی اور
دولت خان و سپاہ مغل نے تعاقب کیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قصبہ پٹن مین آئے۔ یہ شہر
بہت آباد تھا اسکو بال بال ایسا لوٹا کہ عورت و مرد پاس لتا بدن ڈھکنے کو نہین رہا۔ پھر وہ
احمدنگر کو دوڑے۔ چاند بی بی بسبب بہادر شاہ کے حبس کے اور احمد شاہ کے بادشاہ بنانے کی
میان منجھو سے سرگران تھی اسنے اسلئے آہنگ خان کو پروانہ بھیجا کہ حصار کی محافظت اور
دشمنون کی مدافعت کے لیے شجاع و معتمد سپاہ ساتھ لیکر احمدنگر آؤ۔ آہنگ خان سات ہزار
سوار و پیادے لیکر احمدنگر کی طرف چلا جب اسّے چھہ کوس پر آیا تو اُس نے جاسوس بھیجے کہ وہ
حصار مین داخل ہونے کی راہون کی کیفیت تحقیق کرین جاسوسون نے بعد تحقیق کے جاکر کہا
کہ احمدنگر کے حصار کی جانب شرقی سپاہ مغل سے خالی ہے اور کوئی امراء مغل مین اس طرف

حوالی مین امراے حبشی کو شکست دی اور انکے بادشاہ کو اسیر کر لیا اب وہ سلطان مراد کے بلانے سے پشیمان ہوا اس اندیشہ مین تھا کہ ناگاہ مرزا عبد الرحیم خانخانان اور راجہ علیخان حاکم خاندیس شاہزادہ سے ملکر تیس ہزار مغل و راجپوت و افغان سوار سے احمد نگر کے حوالی مین آ گئے میان منجھو جو انکی طلب سے نادم تھے. قلعہ احمد نگر کو غلہ و آذوقہ سے بھرا و خیل و حشم سے مضبوط کیا اور اُس کو انصار خان کو کہ اسکے انصار مین تھا سونپا اور چاند بی بی سلطان جو اسکے ساتھ رفاقت پر مائل نہ تھی اسکو بھی مع جواہر و نقود کے قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم کرنے کے لئے اور عادل شاہ اور قطب شاہ سے کمک طلب کرنے کے لئے احمد شاہ کی ہمراہ قلعہ اوسہ مین گیا اب چاند بی بی نے لشکر مغل کے مدافعہ پر کمر باندھی اور اس خوف سے کہ میان منجھو کے انصار مین سے انصار خان ہے مبادا دشمن سے ایک زبان ہو کر قلعہ اسکو حوالہ کرے محمد خان سے اُسے قتل کرا دیا اور اُسی روز غائبانہ شہر و قلعہ مین بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا اور اُسنے شمشیر خان حبشی اور افضل خان تفرشی اور کارآمد آدمیون کو قلعہ مین بلایا۔

۲۰ ربیع الثانی ۱۰۰۴ھ کو سلطان مراد احمد نگر کے شمال مین اس طرح آیا جسطرح سے کہ پہاڑ پر سے سیل اُترتی ہے۔ چاند بی بی کے حکم سے اہل حصار رزم و پیکار پر مستعد ہوئے انہون نے چند توپین مار کر دشمن کو متفرق کیا۔ دن آخر ہو گیا۔ شاہزادہ مراد باغ ہشت بہشت مین اُترا ساری شب ہوشیاری اور بیداری مین بسر کی۔ شہزادہ نے ایک جماعت کو شہر کی اور برہان آباد کی محافظت کے لئے متعین کیا اور متوطنون کی استمالت کی اور انپر کمال التفات کیا اور سب ادنیٰ اعلیٰ کو امان کی منادی سنادی۔ رعایا و تجار نے شہر مین توقف کیا اور مغلون کے قول پر اعتماد۔ دوسرے روز شہزادہ اور امرا نے قلعہ کو گھیر لیا اور مورچل اور لنگر کو تقسیم کر لیا۔ اس مہینے کی ۲۷ کو شہباز خان کنبو شہزادہ کے حکم بغیر لشکر کثیر کے ساتھ سیر و گشت کا بہانہ بنا کے سوار ہوا اور اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ فقیر و غنی کو لوٹ لین ایک طرفہ تعین کر

بھر گئے اسکے سوراخون کو گچ و سنگ سے بنایا تھا ۲ رجب جمعہ کو ظہر کی نماز کے بعد انکے اڑانے
کا ارادہ تھا کہ خواجہ محمد خان شیرازی جو شاہزادہ کے لشکر مین تھا ترحم کرکے اندھیری رات
مین قلعہ کے اندر گیا اور اہل قلعہ کو نقب کے مقامات بتلا دئیے اور سپاہ مغل کے ارادہ سے اطلاع
دی کہ وہ کل ان نقبون کو اڑائین گے نقبون کا پتا جہان محمد خان نے بتلایا تھا وہان
چاند بی بی کے حکم سے سب چھوٹے بڑے کھودنے مین لگے۔ جمعہ کے دوپہر تک دو نقبون کو دریافت
کرکے باروت نکال لی اور نقبون کے پیدا کرنے مین مصروف تھے شہزادہ و صادق محمد خان
یہ نہین چاہتے تھے کہ خانخانان کے نام فتح ہو شہزادہ کے حکم سے مرائے اکبری سوائے خانخانان کے
قلعہ کے پاس آئے اور نقبون مین آگ لگائی اور پچاس گز کے قریب دیوار گرا دی اس دیوار کے گرد
جو آدمی تھے وہ سنگ و خاک کے نیچے ہلاک ہوئے اور جو دور تھے وہ فرار پر تیار ہوئے رخنہ
کو خالی دیکھ حصار کے خالی کرنے پر آمادہ ہوئے مگر چاند بی بی نے برقع اوڑھا اور
سلاح جنگ کو لگایا اور با برہنہ شمشیر در دست اپنی خدمت کے آدمیون کو ساتھ لیکر
اس رخنہ کے پاس آئی جب اہل قلعہ نے اس عورت کی یہ ہمت دیکھی تو مرتضیٰ خان و
آہنگ خان و شمشیر خان وغیرہ ناچار گوشہ و کنار سے نکل کر آئے شاہزادہ اور
امرا اور نقبون کے اڑنے کے منتظر تھے اور وہ خالی ہو چکی تھین اس سبب سے اہل قلعہ کو
فرصت ملی کہ توپ و تفنگ و ضرب زن اور آلات آتشبازی اس رخنہ پر لگا کے
اسکو دہیرد و رخ بنا دیا جب اور نقبون کے اڑنے سے مایوس ہوئے تو سپاہ مغل
اس رخنہ پر لڑنے آئی۔ اندر باہر کے آدمی خوب لڑے اکبری لشکر کے آدمی اتنے مرے
کہ خندق مردون کی لاشون سے بھر گئی رات ہو گئی قلعہ نہ فتح ہوا صادق محمد خان
اور شہزادہ دلگیر ہو کے اپنے خیمون مین گئے۔ چاند بی بی کا خطاب اس شجاعت
و مردانگی کے سبب چاند سلطان ہوا اس نے رات مین اس رخنہ کو گل و سنگ سے
دو تین گز اور بلند بنا لیا اس عرصہ مین سہیل خان دکن کے لشکر کو لیکر پیر مین
آ گیا تھا اسکو نوشتہ بھیجا گیا جسمین غلبہ اعدا اور زبونی اہل حصار و قلت قلعی آذوقہ کا

قیام نہین رکھتا اس سبب سے آہنگ خان رات کے وقت شاہ علی اور اسکے بیٹے مرتضی کی تاز
مین جاسوس کی رہنمونی سے چلا یہ ایک نادر اتفاق ہی کہ اُسی دن کی صبح کو سلطان مراد حصن
کے ملاحظہ کے لیئے اور مورچل اور النگ کی تاکید کے واسطے سوار ہوا اسنے جانب شرقی کو خالی دیکھکر خانخانان
کو یہان بھیجدیا تھا آہنگ خان کو اسکی خبر نہ تھی وہ اندھیری رات مین تین ہزار سوار اور ایک ہزار
پیادہ توپچی لیکر یہان آیا اُس نے غنیم کے لشکر کو غفلت مین پایا اسکو غنیمت جانا اور شمشیر بازی
شروع کی۔ خانخانان دو سو تیر انداز سوارون سے اور دولت خان لودھی کہ میر شمشیر اُسکا
تھا چار سو جوانون سے لڑنے آئے اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ پیر خان پسر دولت خان بھی چھہ سو
آدمیون کو لیکر شریک جنگ ہوا آہنگ خان نے جب دیکھا کہ میدان جنگ مین ثابت قدم
رہنا ہلاک ہونا ہے تو وہ پسر شاہ علی اور چار سو آدمیون کو ساتھ لیکر قلعہ مین چلا آیا
شاہ علی ایک ضعیف نحیف مرد تھا اُس نے قلعہ مین جانے سے انکار کیا اور چند روز کی زندگی
غنیمت جانکر اپنے لشکر کی ساتھ جس راہ سے آیا تھا اسی راہ چلا گیا۔ دولت خان نے اسکا
تعاقب کرکے نو سو آدمی اسکے مار ڈالے۔ جب دار السلطنت بیجاپور مین احمد نگر کی ویرانی اور
طائفہ مغلیہ کی استیلا کی خبر آئی اور چاند بی بی کے استغاثہ کے نوشتے متواتر عادل شاہ پاس
آئے تو اُسنے سہیل خان خواجہ سرا کو پچیس ہزار سوارون کی ساتھ شاہ درگ روانہ کیا میان
منجھو احمد شاہ کو لیکر سہیل خان سے ملا اور محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے مہدی قلی سلطان ترکمان
بھی سر لشکر تلنگانہ پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ آنکر مل گیا۔ جب شاہ درگ مین سپاہیون
کے جمع ہونے کی خبر شاہزادہ مراد کو آئی تو اس سبب سے کہ خانخانان اور اس کے درمیان
نفاق تھا اسنے صادق محمد خان اتالیک کے امرائے کبار سے مشورہ کیا سب نے مراسم استخارہ
اور لوازم استشارہ کی تقدیم کے بعد متفق اللفظ و المعنی بیان کیا کہ جب تک لشکر دکن یہان
آئے ان حدود مین نقبین کھودی جائین اور دیوار قلعہ کے نیچے کی زمین خالی کی جاے
اور اس طرح قلعہ فتح کیا جاے۔ شاہزادہ نے اس کام کے واسطے حکم دیدیا تھوڑے دنون مین
ہنرمند نقابون نے پانچ نقبین شاہزادہ کے مورچل سے قلعہ تک پہنچا دین انمین بارود و توپ

عادل شاہ سے التجا کی ایسے وقت مین کہ دشمن فوج ہی کہین مین بیٹھا ہی اور اس دولتخانہ کی آدمی
سرکشی کر رہے ہین اور ہر گھڑی فتنہ آشوب کھڑا کرتے ہین - محمد خان نے سلطنت کو غصب کر لیا ہی اگر
حضرت اس جماعت کی گوشمالی نہ فرمائینگے تو عنقریب یہ مملکت بھی اکبر بادشاہ کی سلطنت
مین داخل ہوگی - عادل شاہ نے سہیل خان کو اس مطلب کے لئے احمد نگر روانہ کیا اور اسکو
ہدایت کردی کہ چاند سلطان کی مرضی کے موافق کام کرنا ۱۰۰۵ھ ۱۵۹۶ء مین سہیل خان دوبارہ
احمد نگر مین آیا محمد خان قلعہ مین متحصن ہوا اور اسکے قلعہ مین آنے کا مانع ہوا سہیل خان نے
چاند سلطان کی تجویز سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور چار مہینے اسمین صرف ہوئے محمد خان نے
خانخانان سے جو گجرات مین تھا کمک طلب کی کہ آپ آئے اور ملک لیجئے قلعہ کے
آدمیون کو جب اسپر اطلاع ہوئی تو وہ اس سے پھر گئے اور اسکو مقید کرکے چاند سلطان کے
حوالہ کیا - چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو پیشوا اور وکیل السلطنت کیا اور سہیل خان
کو خلعت دیکر بیجاپور کو رخصت کیا - اسکو اثناء مراجعت مین دریاے بہما کے کنارہ پر
راجہ پور کے حوالی مین معلوم ہوا کہ امراے اکبری نے نقض عہد کیا ہے کہ قصبہ پاتری
وغیرہ پر متصرف ہوئے ہین جو مملکت برار سے خارج ہین -
یہان اسنے توقف کیا اور عادل شاہ کو حقیقت حال پر مطلع کیا چاند سلطان اور
آہنگ خان بھی مغل کے نقض عہد پر مطلع ہوئے اور بہت جلد بیجاپور کمک کی طلب کے
لئے آدمی بھیجے کہ وہ ان مغلون کو دکن سے نکالے - عادل شاہ نے سہیل خان کو
سپہ سالار بناکے مغلون سے لڑنے کا حکم دیا - قطب شاہ نے عادل شاہ کی پیروی کرکے
مہدی قلی سلطان کو لشکر تلنگ کے ساتھ سہیل خان پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی
ساٹھ ہزار سوار برار کو روانہ ہوئے اور قصبہ سونی پت مین توقف کرکے سامان جنگ
تیار کیا - خانخانان سپہ سالار مغل قصبہ جالنہ مین مقیم تھا - دکنیون کا ہجوم دیکھ
کر لشکر کے حاضر ہونے کا حکم دیا - خود بادہ شاہ پور مین شاہزادہ پاس آیا
اور حقیقت حال کو معروض کیا وہ چاہتا تھا کہ میرے نام پر فتح ہو - شاہزادہ نے

حال درج تھا اتفاقاً جو جاسوس کہ اس نوشتہ کا حامل تھا وہ مغلوں کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گیا
اسکو محمد صادق خان اور خانخانان پاس پہنچایا۔ اُنہوں نے ایک خط سہیل خان کو لکھا کہ ہم مدت
سے آپ کی توجہ کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ یہ تنازعہ ومناقشہ رفع ہو جسقدر جلد آوگے بہتر ہوگا
اس خط کو مع چاند سلطان کے نوشتوں کے قاصد کی ہمراہ بھیجدیا۔ سہیل خان ان نوشتوں
کے پہنچتے ہی کوہستان مانک دون سے قلعہ احمدنگر کی طرف آیا مغلوں کے لشکر میں قحط تھا
گھوڑے دُبلے ہوئے شاہزادہ اور تمام امرائے اکبری متفکر ہوئے۔ مجلس مشاورہ جمع کی
سب کی رائے اس امر پر قرار پائی کہ اس وقت سپاہ دکن سے جنگ کو موقوف کرکے چاند سلطان
سے اس شرط پر صلح کر لینی چاہیئے کہ وہ ولایت برار پادشاہ کی پیشکش میں دیدے باقی
ولایت اس پاس حسین شاہ کے زمانہ کے مطابق رہیگی۔ سید مرتضیٰ کی معرفت اس طرح صلح
ہوگئی شاہزادہ اور خانخانان اوائل شعبان میں برار کو روانہ ہوئے سہیل خان اور سران
سپاہ احمدنگر میں داخل ہوئے۔ میاں منجھو نے چاہا کہ احمد شاہ پہلی طرح سے احمدنگر کا پادشاہ
رہے آہنگ خان نے احمد شاہ کو نکال کر میاں منجھو کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کیا اور جو تھانہ کے
تھانہ دار پاس آدمی بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا قلعہ کے اندر
اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ میاں منجھو فتنہ اٹھانا چاہتے تھے کہ ابراہیم عادل شاہ نے احمد شاہ
کو اچھی جاگیر اپنے علاقہ میں دیدی اور میاں منجھو کو اپنے امراء میں داخل کر لیا۔ یوں فتنہ
کو فنا پایا۔ احمد شاہ کی سلطنت آٹھ مہینے رہی۔

بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ ثانی

چاند سلطان نے اپنی کوشش سے بہادر شاہ کو صاحب افسر کیا اور محمد خان کو پیشوا
بنایا اس نے زمانہ کی رسم و عادت کے موافق اپنے استحکام میں کوشش کی اور اپنے
اعوان و انصار کو مناصب ارجمند پر سرفراز کیا اور آہنگ خان اور شیر خان کو
[illegible] گرفتار کرکے محبوس کیا اور امراء یہ حال دیکھ کر دلتنگ ہوئے اور
[illegible] چلے گئے۔ چاند سلطان اپنا زوال دیکھ کر مضطرب ہوئی

بادشاہ نے طلب کیا اور ابوالفضل کو دکن کا سپہ سالار بنا کے بھیجا اور مرزا یوسف کو
اُسکا شریک کیا۔ ۱۰۰۶ھ مین خانخانان بادشاہ پاس گیا۔ آہنگ خان پیشوائے
چاند سلطان کی عداوت مین شدت کی اور یہ ارادہ کیا کہ چاند سلطان کو
کسی قلعہ مین مقید کرکے بہادر شاہ کو اپنے اختیار مین کرلے اور پھر انا و لا غیری کا کوس
بجائے۔ چاند سلطان نے اسکے اس ارادہ پر اطلاع پاکر قلعہ کا دروازہ اُس کی
لئے بند کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے باہر ارکان دولت سے اتفاق کرکے دیوان داری
کا کام کرے۔ آہنگ خان نے چندروز اطاعت کی اور پھر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اکثر
اوقات طرفین مین لڑائی ہوئی۔ ابراہیم عادل شاہ نے حبیب بھیجکر ہرچند چاہا کہ اُن
مین صلح ہو مگر کسی طرح یہ صورت نہ ہوئی آہنگ خان کا استقلال حد سے زیادہ ہوا
معرکہ کو خانخانان کے وجود سے خالی دیکھا۔ مین برسات کے موسم مین کہ دریائے گوداوری
خوب چڑھا ہوا تھا اور شہزادہ کی طرف سے کمک پہنچنی دشوار تھی ایک سردارون کی
جماعت کو قصبہ بیر کی طرف بھیجا اس قصبہ کا حاکم شیر خواجہ چھہ کوس پر انسے لڑنے آیا۔
سخت جنگ کے بعد زخمی ہوا شکست پائی اور قصبہ بیر مین جاکر متحصن ہوا اور اکبر بادشاہ
کی خدمت مین عریضہ لکھا جسمین دکنیون کے تسلط کی اور شیخ ابوالفضل فہامی و سید یوسف
کی کمک نہ بھیجنے کی شکایت ایسے فقرون لکھی کہ بادشاہ نے ابوالفضل کو بلالیا اتفاق
ان دنون شہزادہ مراد شراب زیادہ پینے سے شاہپور مین مرگیا۔ اکبر بادشاہ نے
اسکی جگہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے شاہزادہ دانیال کو اور خانخانان کو احمدنگر کی فتح
کے لئے بھیجا۔ ابھی یہ سرحد دکن پر پہنچنے نہ پائے تھے کہ ابوالفضل کے لکھنے سے خود بادشاہ
۱۰۰۸ھ مین دکن کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ نہنگ خان نے احمدنگر کا محاصرہ چھوڑا
اور پندرہ ہزار سوار و پیادے ساتھ لیکر جیپور کوٹلی گھاٹ پر قبضہ کرنے اور
وہان لڑنے کے لئے گیا۔ جب شہزادہ اور کل امرا کو اسکی خبر ہوئی تو اس
معرکہ گاہ کو چھوڑکر قریہ منوری کی طرف سے کہ صحرائے وسیع ہے احمدنگر کے قصد سے چلے

اور اس کے اتالیق محمد صادق خان کو شاہپور مین چھوڑا اور کل امراے اکبری راجہ علیخان
ساتھ پوری بیس ہزار سوارون کو ساتھ لے کر دکنیون سے لڑنے کے لئے گئے گوداوری کے
کنارہ پر دونو لشکر پندرہ روز تک بے حرکت پڑے رہے ۱۵ جمادی الاول ۱۰۰۵ھ کو پہر
دن چڑھے جنگ کی صفین آراستہ ہوئین عصر کے وقت لڑائی شروع ہوئی۔ سہیل خان نے
ساتھ علیخان مع راجہ جگنناتھ کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہلاک کیا لیکن امراے نظام شاہی
و قطب شاہی اکبری سپاہ کے سامنے کھڑے نہ رہ سکے بھاگے۔ سہیل خان نے
افواج خصم کے مقابلہ اور مقاتلہ کو اپنے اوپر فرض جانا۔ شام کے وقت سپاہ مغل کے
میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا اور ایسی اونکو شکست دی کہ مقام جنگ سے اُن کو
شاہ پور تک سپاہ کے ساتھ شہزادہ کے پاس بھگایا۔ صادق محمد خان کا ارادہ
ہوا کہ شہزادہ کو اس ملک دکن سے باہر لیجاے۔ مگر خانخانان نے باوجود لشکر کے
تفرقہ کے رات کو میدان جنگ مین تھوڑی سپاہ کے ساتھ پانوُن جمایا کہ دوسرے
روز سہیل خان پر غالب آیا اور اسکو شاہ درگ بھگایا اور امراے نظام شاہی و
قطب شاہی جو پہلے روز بھاگے تھے وہ ابتر و پریشان ہو کر احمد نگر اور حیدر آباد
کو چلے گئے وہ بھی جان بچی ہزارون پائے۔ خانخانان نے اس فتح کے بعد قلعہ ہرنالہ
اور کاویل کی تسخیر کے لئے ایک جماعت کو بھیجا برار کے یہ قلعے مشہور تھے۔ خود
جالنہ پور مین اقامت کی۔ شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی
تحریک سے خانخانان پاس پیغام بھیجا کہ فرصت کا وقت ہے کہ احمد نگر کو جا کر تسخیر
کرین اور مملکت نظام الملکی پر متصرف ہون۔ خانخانان نے جواب دیا کہ مقتضا
وقت صلاح یہ ہے کہ اس سال برار مین رہ کر اسکے قلعون کو مفتوح کرین۔
اور جب یہ مملکت کماحقہ ضبط مین آجائے تو اور جگہ اعلام تسخیر کو بلند کرین۔
یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ تھا اس سبب سے خانخانان اور شہزادہ مین
رنجش ایسی بڑھ گئی کہ اکبر شاہ تک شکایتون کی نوبت پہنچی خانخانان کو

آدمیون مین سے ایک ملک عنبر حبشی تھا جو قطب شاہی اور عادل شاہی سرحدون
سے شمال مین سبیر سے ایک فرسخ پر اور جنوب مین احمد نگر سے چار کوس پر اور مغرب مین
دولت آباد سے آٹھ کوس پر اور اسی فاصلہ پر جیول سے لنکا اپنے قبضہ مین رکھتا تھا۔
دوسرا راجو دکنی تھا جو دولت آباد پر شمالاً سرحد گجرات تک اور جنوباً احمد نگر تک چھ
کوس تک ملک تصرف مین رکھتا تھا۔ دونو بحسب ضرورت مرتضیٰ نظام شاہ کی اطاعت
کرتے تھے قلعہ اور چند قریے اسکے اخراجات ضروری کے لئے چھوڑ رکھے تھے ان دونو
آدمیون مین ہر ایک اس گھات مین لگا رہتا تھا کہ دوسرے کے ملک پر متصرف ہو۔
اسلئے ان مین صفائی نہ تھی ہمیشہ عداوت رہتی تھی۔ خانخانان اس بات کو سمجھتا تھا
اُسنے اپنے آدمی مامور کئے کہ ولایت عنبر کو جو تلنگ کی جانب واقع ہے متصرف ہون ابتدا
مین عنبر نے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت کر کے مغلون کے تھانے اٹھا دئے اور اپنے
ممالک سے انکا تصرف دور کیا۔ خانخانان نے اپنے بڑے بیٹے ایرج کو پانچ ہزار سوار دیکر
عنبر کے مقابلے کے لئے نامزد کیا۔ دونو کے لشکر قصبۂ ناندیر مین مقابلہ مین آئے ایک نے
اپنی بلند نامی کے لئے اور دوسرے نے اپنے حفظ ملک کے لئے قہر و غضب کے ساتھ ایک
دوسرے پر حملے کئے اور گرز و نیزہ و شمشیر و تیر سے ایک نے دوسرے کے منہ توڑے
اور خون کی نہرین بہائین ایرج خان کو فتح ہوئی۔ عنبر زخمی ہوا اسکے آدمی میدان سے
اسکو اٹھا کر لے گئے پھر اس نے لشکر کو جمع کیا اور اپنے ممالک کی محافظت مین تگا پو کرنے
سے باز نہین رہا۔ خانخانان اور عنبر کے درمیان صلح ہو گئی اور طرفین کی ولایت
کی حدود مقرر ہوئین اور عہد و پیمان مدتون تک انمین قائم رہے انہین دنونمین
دنیکت رائے کولی و فرہاد خان مولد و ملک صندل خواجہ سرا اور بعض اور سرداران
دکن نے عنبر کی رفاقت کو ترک کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ ثانی سے جا ملے اور اس کو
عنبر کے دفع کرنے کے لئے مستعد کیا اور قلعہ اوسہ کے حوالی مین لشکرگاہ بنایا عنبر
ان حدود مین آیا اور مرتضیٰ نظام شاہ پر مقابلہ مین غالب ہوا — اور

آہنگ خان سراسیمہ ہوکر سب اسباب چھوڑکر جنیر کو بھاگ گیا شہزادہ اور امراے مغل قلعہ
احمد نگر کے نیچے آئے اور بطریق سابق محاصرہ کیا مورچل آدمیون مین تقسیم کیے اور نقبین لگائین
اور سرکوب بنائے کہ جلدی سے قلعہ فتح ہو - چاند سلطان نے حمید خان خواجہ سرا سے
کہ قلعہ مین بڑا افسر تھا کہا آہنگ خان اور سردارون نے نقض عہد کیا اور ایسی کمتی
و بے اعتدالی کی کہ اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا - یہ قلعہ بھی چند
روز مین مفتوح ہوجائیگا حمید خان نے کہا کہ گذشتہ گذشت بالفعل علاج کیا ہے
جو کچھہ راے صواب نما کا تقاضا ہوا سکا حکم ہوتا کہ اُس پر عمل ہو - چاند سلطان نے
کہا کہ صلاح یہ ہی کہ شہزادہ دانیال کو قلعہ تسلیم کیا جاے اور جان و عرض و ناموس کی
امان مانگ کر اور بہادر شاہ کو ساتھ لیکر جنیر چلے جائین اور انتظار دیکھین کہ خدا کیا دکھاتا ہی
جب حمید خان نے اہل حصار کو طلب کرکے فریاد کی کہ چاند سلطان امراے اکبری کی
ہمزبان ہوتی ہی اور چاہتی ہے کہ قلعہ انکو سپرد کیا جاے دکینون نے حرم سرا مین
جاکر چاند سلطان کو شربت شہادت چکھایا - اعیان دولت اکبری نے سرنگین
اڑاکر اور قلعہ کی دیوار گراکر قلعہ مین دخل کیا - اطفال و زنان جوان کو اسیر کیا اور
حمید خان اور سب اہل قلعہ کو سواے بہادر شاہ کے قتل کیا سرکار نظام شاہی کے نقود
و جواہر و نفائس پر شہزادہ دانیال متصرف ہوا اور قلعہ اپنے معتمدون کو سپرد کرکے
اور بہادر شاہ کو ساتھ لے کر برہان پور مین بادشاہ پاس گیا امراے نظام شاہی نے
مرتضیٰ ولد شاہ قلی کو پادشاہی سے منسوب کرکے کچھہ دنون پرنیدہ کو دار الملک بنایا
بہادر شاہ نے اس زمانہ تک کہ قلعہ گوالیار مین محبوس ہوا تین سال اور چند ماہ سلطنت

مرتضیٰ نظام شاہ ثانی بن شاہ علی بن برہان شاہ اول

جب اکبر بادشاہ برہان پور سے آگرہ تشریف فرما ہوا تو نظام شاہ کے نوکرون مین
سے دو آدمی جو خیل و حشم نہین رکھتے تھے مگر ہمت بلند کی برکت سے امراے کبار مین سے ہو گئے تھے
انہون نے سلطنت نظام شاہیہ کو بالفعل سپاہ مغل کے آسیب سے محفوظ رکھا - ان دو

کہ وہ بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جاوے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنی اقطاع لیکر
واپس جاوے۔ راجو نے شہزادہ کے عہد و قول پر اعتماد نہیں کیا تو شہزادہ خشمگین ہوا اور
اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزادہ
کے لشکر کی تاخت و تاراج اسنے ایسی کی کہ شہزادہ نے جالنہ میں خانخانان پاس کمک
کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھہ ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزادہ کو آرام ملا راجو
اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا۔ شہزادہ برہان پور میں آیا نظام شاہ نے راجو پاس ایک
جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعہ پرنیدہ میں آکر نظام شاہ
سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا متعہد ہوا اور چند دفعہ جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبہ
رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لیکر گیا
مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانہ کئے عنبر اس کمک سے
قوی ہوا اور اس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا۔ شہزادہ برہان پور میں مرگیا
عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعہ راجو اس سے
لڑ نہ سکا۔ برہان پور میں خانخانان سے دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکروں کے
درمیان ایسا حائل رہا کہ ایک دوسرے پر حملہ کرکے غالب ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو
راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کرلی اور پرنیدہ کے حوالی میں
آیا اور خانخانان جالنہ پور میں گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا کہ اول دفعہ راجو نے لشکر کشی مرتضیٰ
نظام شاہ کی فتنہ انگیزی کے سبب سے کی ہے تو وہ اسکے درپے ہوا کہ مرتضیٰ کو معزول کرکے
کسی دوسرے کو دودمان نظام شاہیہ میں سے شاہ بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم
عادل شاہ راضی نہ ہوتا تھا ارادہ اسکا قوہ سے فعل میں ظہور نہ پاتا تھا اوائل ۱۰۱۶ھ میں
عادل شاہ کے کہنے سے عنبر نے نظام شاہ کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازاں ان دونوں میں
صفائی ہوگئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونو متفق ہوکے دس بارہ ہزار سوار
کے ساتھ جنیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ نظام شاہ نے اپنے اجداد کے مسکن کو اپنا مقر بنایا۔

دینکت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کرلی۔
عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول ۱۰۱۲ھ میں نظام شاہ
کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار منجھی خان حبشی بیس برس سے یہاں حاکم تھا۔
اُس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھکر قلعہ میں جگہ دیتے ہیں لیکن
عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نوکر بن گیا ہے اعتماد نہیں کرتے اُس کو
قلعہ میں نہیں آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ میں دینکت سائے و فرہاد خان و ملک صندل سے
ایمن نہ تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے ملاقات کی اور بحسب ظاہر
اُنکا دوست ہوگیا۔ لیکن میں دل سے نظام شاہ کے دوستداروں میں ہوں
اور چاہتا ہوں کہ لوازم دولتخواہی کو بجالاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت میں
مساعی جمیلہ کروں منجھن خان نے ان مقدمات کو قبول نہیں کیا اور ابواب حرف
وحکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر
قلعہ میں چلا جائے جس سے منجھن خان قوی ہو جائے۔ مرتضیٰ نظام کو موکلوں کے حوالہ
کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے
نیچے گئے اس سے منجھن خان مستمال ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت
مرتفع کرتا رہا منجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر وحصار کے زن و فرزند
کے ساتھ بے اعتدالیان و دست درازی کرتا تھا انہوں نے ہجوم کرکے
اسکو مار ڈالا۔ منجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہوگیا اہل قلعہ
کچھ مدت تک حصار میں متحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا
نظام شاہ پر موکل دور کیئے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ میں اسکا مسکن مقرر
کرکے آپ خیل وحشم کے ساتھ باہر گیا۔
۱۰۱۳ھ میں شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے
استقبال کے لیئے احمد نگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا۔

کہ وہ بھی عنبر کی طرح مطیع ہو جاوے اور ملازمت میں حاضر ہو اور اپنے اقطاع لیکر
واپس جاوے۔ راجو نے شہزادہ کے عہد و قول پر اعتماد نہیں کیا تو شہزادہ خشمگین ہوا اور
اسکے استیصال کا قصد کیا۔ راجو آٹھ ہزار سوار لیکر مقابل ہوا اور جنگ صف نہ کی مگر شہزادہ
کے لشکر کی تاخت و تاراج اسنے ایسی کی کہ شہزادہ نے جالنہ میں خانخانان پاس کمک
کے لئے آدمی بھیجے خانخانان خود پانچ چھ ہزار سوار لیکر آگیا جس سے شہزادہ کو آرام ملا راجو
اپنے ملک کی انتہا پر بھاگ گیا۔ شہزادہ برہان پور میں آیا نظام شاہ نے راجو پاس ایک
جماعت کو بھیجا اور عنبر کی سخت گیری کی شکایت کی۔ راجو نے قلعہ پرنیدہ میں آکر نظام شاہ
سے ملاقات کی اور عنبر کی دفع کرنے کا متعہد ہوا اور چند دفعہ جنگ ہوئی ہر بار راجو کو غلبہ
رہا۔ عنبر خانخانان پاس آدمی بھیجکر کمک کا طالب ہوا خانخانان نے دو تین ہزار سوار لشکر کے
مرزا حسین بیگ مقطع ولایت بیر کو اسکی مدد کے لئے بہت جلد روانہ کئے عنبر اس کمک سے
قوی ہوا اور اُس نے راجو کو دولت آباد کی طرف بھگا دیا۔ شہزادہ برہان پور میں مر گیا
عنبر نے فرصت دیکھ کر راجو پر دولت آباد کی طرف لشکر کشی کی مگر اس دفعہ راجو اس سے
لڑ نہ سکا۔ برہان پور میں خانخانان دولت آباد کی طرف گیا اور راجو اور عنبر کے لشکروں کے
درمیان ایسا حائل رہا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر کے غالب نہ ہو سکا۔ جب عنبر نے خانخانان کو
راجو کی حمایت کرتے ہوئے دیکھا تو اسکے کہنے سے راجو سے صلح کر لی اور پرنیدہ کے حوالی میں
آیا اور خانخانان جالنہ پور میں گیا۔ ملک عنبر جانتا تھا کہ اول دفعہ راجو نے لشکر کشی مرتضیٰ
نظام شاہ کی فتنہ انگیزی کے سبب سے کی ہے تو وہ اسکے درپے ہوا کہ مرتضیٰ کو معزول کر کے
کسی دوسرے کو دودمان نظام شاہیہ میں سے شاہ بنائے لیکن اس بات پر ابراہیم
عادل شاہ راضی نہ ہوتا تھا ارادہ اسکا قوت سے فعل میں ظہور نہ پاتا تھا اوائل ۱۶ھ میں
عادل شاہ کے کہنے سے عنبر نے نظام شاہ کے ساتھ ملائمت کی اور بعد ازاں ان دونوں میں
صفائی ہو گئی اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے لگے دونو متفق ہو کے دس بارہ ہزار سوار و

دیکیت رائے کو زندہ گرفتار کرکے مقید کیا۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے بھی عنبر سے صلح کر لی۔ عنبر قلعہ پرندہ پر تصرف کرنا چاہتا تھا وہ اواخر ماہ ربیع الاول ۱۰۱۲ھ میں نظام شاہ کو قلعہ کی طرف لے گیا۔ قلعہ کا تھانہ دار منجھی خان حبشی بیس برس سے یہان حاکم تھا۔ اُس نے پیغام نظام شاہ کو دیا کہ ہم تجھکو اپنا صاحب سمجھ کر قلعہ مین جگہ دیتے ہین لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کرکے اکبر کا نفر بن گیا ہے اعتماد نہین کرتے اُس کو قلعہ مین نہین آنے دینگے۔ عنبر نے کہا کہ مین دینکت رائے و فرہاد خان و ملک صندل سے ایمن نہ تھا اس سبب سے صلاح وقت دیکھ کر خانخانان سے ملاقات کی اور بحسب ظاہر اُسکا دوست ہو گیا۔ لیکن مین دل سے نظام شاہ کے دوستدارون مین ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی کو بجا لاکر اس خاندان کی حفظ سلطنت مین مساعی جمیلہ کرون منجھن خان نے ان مقدمات کو قبول نہین کیا اور ابواب حرف وحکایات کو بند کیا عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پاکر قلعہ مین چلا جائے منجھن خان قوی ہو جائے۔ مرتضیٰ نظام کو موکلون کے حوالہ کیا۔ فرہاد خان و ملک صندل نظام کے گرفتار ہونے سے دلگیر ہوئے اور قلعہ کے نیچے گئے اس سے منجھن خان مستمال ہوا۔ ایک مہینے تک وہ اعلام مدافعت مرتفع کرتا رہا منجھن خان کا بیٹا سونا خان تھا وہ لشکر وحصار کے زن و فرزند کے ساتھ بے اعتدالیان و دست درازی کرتا تھا انھون نے ہجوم کرکے اسکو مار ڈالا۔ منجھن خان جریدہ بھاگ گیا اور عادل شاہ کا نوکر ہو گیا اہل قلعہ کچھ مدت تک حصار مین متحصن رہے آخر کو عنبر حسن تدابیر سے قلعہ پر متصرف ہوا نظام شاہ پر موکل دور کئے اور اسکے سر پر چتر رکھا اور اس قلعہ مین اسکا سکونت مقرر کرکے آپ خیل و حشم کے ساتھ باہر گیا۔

۱۰۱۳ھ مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کی پالکی کے استقبال کے لئے احمد نگر کی طرف چلا۔ اور راجو پاس ایک جماعت کو بھیجا۔

شاہ امیر حسن بیگ یا اوزون حسن بیگ نے امیر پیر قلی کو جبکا مزاج صلح جو تھا مطئن کیا اور
پھر اوسکو اور اسکے خاندان کو ستانا چھوڑا۔ جب امیر حسن بیگ مر گیا اور اسکا بڑا بیٹا امیر
خلیل سلطان اسکا جانشین ہوا اُس نے اویس قلی بن امیر پیر قلی قرا قوینلو کے ساتھ اپنے
باپ کا برتاؤ برتا مگر جب امیر یعقوب آق قوینلو پادشاہ ہوا تو اعیان سلطنت نے بتلایا
کہ سلطان قلی ولد اویس قلی ہونہار ہے اسی کی تاریخ کا بیان کرنا ہمارا اصلی مقصد ہے
وہ اپنے ماں باپ کا بڑا لاڈلا تھا اور اپنی قوم کی امیدگاہ تھا قوم جانتی تھی کہ ہمارے
دن اسی کے سبب سے پھرینگے اور گئی ہوئی حکومت پھر ہاتھ آئیگی۔ امیر یعقوب بیگ نے
نجومیون سے سلطان قلی کی قسمت کا حال پوچھا تو انہون نے پیشین گوئی کی کہ وہ
پادشاہ ہوگا مگر ایران کا نہین بلکہ ہندوستان میں جنگ کے میدان مین اسلام کے علم کو
وہ بلند کریگا پھر تو امیر یعقوب بیگ آق قوینلو اس نوجوان کی جان کا خواہان
ہوگیا یہ خبر باپ کو بھی ہوئی تو اوس نے اپنے بھائی امیر علی قلی کے ساتھ اوسکو
ہندوستان بھیجدیا۔ مرغوب القلوب مین جو صدر جہان نے خود سلطان قلی کی
زبانی حال سنکر لکھا ہے وہ یہ ہے کہ وہ امیر قرا یوسف ترکمان کے خاندان مین تھا
اور ایران کے پادشاہ جہان شاہ کے قریب کے رشتہ دارون مین تھا اسکی جنم بھوم
سعد آباد تھی جو ایک چھوٹا سا گاؤن صوبہ ہمدان مین تھا اسکا خود اپنا بیان ہے کہ
جب میری قوم قرا قوینلو کو قوم آق قوینلو نے مغلوب کرلیا تو مجھے بہ مجبوری اپنے بچپنے مین
اپنے چچا امیر قلی کے ساتھ ہندوستان کے دکن مین بھاگنا پڑا۔ یہان کچھ دنون
رہکر پھر مین اپنے باپ پاس ہمدان گیا مگر بہمنی شاہ کے دربار کی شان وشکوہ
اور اسکی توجہ جو ہمارے حال پر ہوئی وہ میری نوعمری کے خیالات مین ایسی
سمائی کہ ہند اور دکن کا تصورات دن رہتا تھا مین ایسا کم عمر تھا کہ میرا چچا
مجھے دکن مین اکیلا نہین چھوڑ سکتا تھا وہ مجھے زبردستی ایران کو لے گیا جب ہماری
قوم کے دشمنون کو غلبہ ہوا اور امیر یعقوب بیگ میری جان کا خواہان ہوا تو

اور کئی سردار مسلمان اور ہندو دولت آباد کی جانب اس لئے گئے کہ عنبر کے خوف سے راجو جسیئر میں نہیں آتا تھا۔ راجو گرفتار ہوا اور اسکا ملک نظام شاہ کے قبضہ میں آیا اور اس ملک میں عنبر صاحب اختیار ہوا اور اسکا استقلال بیشتر سے بیشتر ہوا اب خاندان نظام شاہیہ کو اسپر ختم کرتے ہیں کہ مرتضیٰ شاہ ولد شاہ علی بادشاہ تھا اور عنبر حبشی ساری سلطنت کے کام کرتا تھا یہ تاریخ مغلیہ میں لکھینگے کہ یہ سلطنت کیونکر شاہان دہلی کی مملکت کا تتمہ ہوگئی۔

اس سلطنت کی وسعت عظیم یہ تھی کہ حال کا صوبہ اورنگ آباد اور برار کا مغربی حصہ اور ساحل بحریہ گجرات اور بیجاپور کی سلطنتوں کے درمیان کوکنان۔

وسعت سلطنت نظامیہ

تاریخ قطب شاہیہ ملک تلنگ

سلطان قلی ۹۱۸ھ جمشید ۹۵۰ھ سبحان قلی ۹۵۷ھ۔
ابراہیم ۹۵۷ھ محمد قلی ۹۸۹ھ۔

سلطان قلی قطب شاہ

ابراہیم قطب شاہ کے زمانہ میں شاہ خورشید ایرانی نے خاندان قطب شاہی کی تاریخ لکھی تھی کہ تاریخ فرشتہ کے مصنف کی نظر سے بھی نہیں گذری یہ کتاب برگ صاحب مترجم تاریخ فرشتہ کو ہاتھ آئی صاحب ممدوح نے اس تاریخ سے جو اس خاندان کا حال لکھا ہے اسکا ترجمہ میں کرتا ہوں۔ اور تاریخ فرشتہ سے بھی اسکا مقابلہ کرتا ہوں سلطان قلی کا نسب نامہ یہ ہے شاہ سلطان قلی بن اویس قلی بن پیر علی بن امیر الوند بن امیر اسکندر بن امیر قرا یوسف بن امیر قرا محمد بن امیر ترسون بن قرا منصور بن قرا نیرم بن قرا ترش بن امیر تورا بیگ۔ غرض یہ سلسلہ اوغوز خان تک اور پھر حضرت یافث بن نوح تک مورخ نے پہنچایا ہے۔

آق قویونلو اور قرا قویونلو دو ترکی قومیں ایک دوسرے کی رقیب تھیں۔ اول قوم نے دوسری قوم کے سردار امیر پیر قلی کو حکومت سے محروم کر دیا تھا مگر دوسرے قوم کے

سلطان قلی کا نسب نامہ اور اس کا ہندوستان

تھا بعض اسکے خاندان کو بڑھاتے ہین اور مرزا جہان شاہ مقتول و شاہ ایران کی اولاد
مین بتاتے ہین مگر پہلی بات صحت سے اقرب ہے۔ بہر تقدیر اسکا مولد و منشاء ہمدان ہے
وہ سلطان محمد شاہ بہمنی کے آخر عہد مین نو عمری مین دکن مین آیا۔ چونکہ شاہ ترکی
غلامون کو معزز و مکرم رکھتا تھا اس نے بھی اپنے تئین ان غلامون کے جرگہ مین داخل کیا
علم حساب سے ماہر تھا خط سیاق خوب لکھتا تھا اسکو شاہ نے محلات حرم کا مشرف مقرر کیا
خواتین اسکے حسن سلوک اور امانت و دیانت سے راضی و شاکر تھین ملک تلنگ مین الحرم
کی اقطاع بہت تھین وہان سے عرائض شکایت آمیز آئین کہ پرگنون مین چورون اور
راہزنون کی کثرت ہو گئی ہے اور روز بروز رعایا سرکش ہوتی جاتی ہے معلوم نہین کہ
محصول کا دسوان حصہ بھی وہ دیتی ہے یا نہین شاہ نے چاہا کہ وہان امراء کبار مین
سے کسی ایک کو دو تین ہزار سوارون کے ساتھ بھیجے کہ سلطان قلی نے خواتین حرم مین
سے ایک کو واسطہ بنا کے شاہ سے عرض کرایا کہ یہ خدمت مجھے سپرد ہو مین ان حدود مین
لے لشکر جاکر باغیون کو دفع کر دونگا اور سرکشون کا سر اڑا دونگا۔ شاہ نے اس خدمت
پر اسکو سرفراز کیا اسنے ان پرگنون مین جاکر اپنی حسن تدبیر سے بہ تدریج انکو
چورون اور رہزنون سے پاک صاف کیا۔

تواریخ ہند مین بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات کو شاہ شراب پی رہا تھا اور
نغمہ و ساز سن رہا تھا۔ پری روؤن کے ساتھ اختلاط مین مشغول تھا کہ حبشیون اور
دکنیون کی جماعت نے اسپر حملہ کیا اس وقت قسمت کی یاوری سے سلطان قلی
دس پردیسیون کے ساتھ پادشاہ کی ذات خاص کا محافظ تھا جب انھون نے غل
سنا تو وہ باہر آئے اور حملہ آورون کو پرے ہٹایا اور پادشاہ کو ساتھ لے کر
قلعہ مین داخل ہوئے۔ سلطان قلی کے پانچ ہمراہی مارے گئے اسنے اور اسکے
باقی پانچ ہمراہیون اور خود پادشاہ نے محل شاہی کی حفاظت تیر و کمان سے
کی اس اثناء مین حکیم خواجہ جہان پاس گیا کہ وہ قلعہ کی برجون پر جتنی خراسانی

مین نے دکن کے جانے کا قصد کیا شاہ بہمنی کی نذر کے لئے چند گھوڑے اور تحفہ لئے مگر مین پہلے شاہ نورالدین سے سفر کی اجازت لینے گیا شاہ نورالدین جیسا میرا قریب کا رشتہ دار تھا ویسا ہی وہ میرا پیر و مرشد رہا تھا اس نے اپنی بہن کی شادی میرے دادا امیر قلی سے کی تھی وہ علم نجوم سے ماہر تھا اور عنایت الٰہی سے غیب کی باتین بتاتا تھا جب مین اس سے رخصت ہوا تو اس نے کہا کہ ہندوستان کے ایک حصہ مین تو بادشاہ ہوگا اُس نے کچھ اشرفیان مجھے دین اور دعا دی اور کہا کہ یہ تیری آیندہ کامیابی کی علامت ہے کیا کہون کہ اس بات نے میرے دل پر کیا سحر کا سا اثر کیا کہ جب مین اور میرا چچا ہندوستان کو چلے تو مین اپنے تئین بادشاہ سمجھنے لگا جری سفر ختم کرکے ہم سید ھے احمد آباد بیدر دارالسلطنت دکن مین گئے دو تین روز بعد محمود شاہ بہمنی کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور گھوڑے اور تحفے پیش کئے اُس نے ہمارے لئے سکونت کا مکان مقرر کردیا تھوڑے دنون کے بعد میرے چچا نے اپنے وطن جانے کی اجازت مانگی۔ شاہ نے ہر چند اُس سے کہا کہ آپ یہین رہیئے مگر اس نے خاص کر اس سبب سے نہین مانا کہ اُس نے یہ سُنا تھا کہ ہمارے خاندان کا قدیمی جانی دشمن امیر یعقوب بیگ مر گیا جسکے ظلم کے سبب سے مجھے جلاوطن ہونا پڑا تھا پھر شاہ نے میرے چچا سے کہا کہ اچھا تم خود جاتے ہو تو بھتیجے کو یہین چھوڑ جاؤ مین اسکو اپنے بچون کی طرح پالونگا۔ یون میرا چچا چلا گیا مین اکیلا ہندوستان مین رہ گیا۔

محمود شاہ بہمنی نے اپنے کہنے کے موافق نہایت توجہ و محبت سے سلطان قلی کی پرداخت کی۔ چونکہ اسکو معلوم تھا کہ یہ نوعمر دولت بڑا عالی خاندان ہی تو روز بروز اسپر التفات ایسا زیادہ ہوا کہ شاہ کے فرزندون اور ارکان سلطنت کو اس سے حسد ہوا اور شاہ سے اسکی چغلیان وہ کھانے لگے۔

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ سلطان قلی بھارلو ترکون مین سے اور علی شکر کی قوم سے

اور اسکی ذاتی جاگیر مین کوٹ گیرا اور اوٹ کا می کا اضافہ کیا۔

تاریخ محمود شاہ بہمنی مین بیان کیا گیا ہے کہ جب کشور خان مر گیا تو اسکی جگہ بہادر گیلانی کو لکان مین جسمین دہبل و گوا اور بنادر داخل تھی حاکم مقرر ہوا وہ بہمنی امیر تھا جسنے ایک جنگ مین بڑی بہادری دکھائی تھی اب اُس نے بیدر کی سلطنت سے انحراف کیا کہ مدت کے بعد تجارت کے کل جہازون پر دست غارت دراز کیا ساحل پر گشت کیا اور محمود شاہ بادشاہ گجرات کی رعایا کی جہازون کو پکڑ لیا جو کنارہ کنارہ جاتے تھے اور ان مین تجارت کا مال بھرا ہوا تھا۔

جب محمود شاہ گجرات نے اپنے جہازون کا حال سنا کہ انپر بلا نازل ہوئی تو اسنے بہادر گیلانی کو خطوط لکھے کہ مال جو لوٹا ہے واپس کرو بہادر نے مال دینے سے انکار کیا اور خطوں کے جواب سخت سست لکھے۔

محمود شاہ گجرات نے اپنا ایلچی محمود شاہ بہمنی پاس بھیجا جسنے جا کر کہا کہ بہادر آپ کی رعیت ہی اس سے ہمارا تمام مال اور اسباب دلوا دیجے شاہ بہمنی نے بہت شد و مد کے ساتھ فرمان بہادر کے پاس بھیجے کہ گجرات کے جہازون کو کھنبائت بھیجدے اور مال اسباب انکا دار السلطنت بیدر مین بھیجدے تاکہ اُسے گجرات کے ایلچی کو جو میرے پاس یہان آیا ہے مین حوالہ کرون جب بہادر کو معلوم ہوا کہ میرے پاس ایسے فرمان ایلچی لئے چلے آتے ہین تو انکو رستہ ہی مین روکا اور بیدر کی اطاعت سے انکار کا اشتہار دیا۔

محمد شاہ بہمنی فوراً اس سرکش امیر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا اور بغیر کسی مقابلہ کے قلعہ مرچ مین آ گیا اس ولایت کا زمیندار پوٹا نائک پانچ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے لیکر اُس سے لڑنے آیا مگر اسکو مجبوراً حصار مرچ مین جانا پڑا اور لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔ لڑائیون مین دیو نائک اسکا پسر پوٹا نائک اپنے بڑے لشکر سے شاہی لشکر کے اس حصہ پر حملہ کیا جسکا سپہ سالار سلطان قلی

جمع کرکے لیکر آئے۔ اس حکم کی تعمیل مین فصیلون پر چڑھنے مین بہت آدمیون کی جانین گئین۔ آخر کو حملہ آورون کو سب مقامات مین شکست ہوئی اور بادشاہ کے محافظین نے شہر کے دروازہ پر قبضہ کرلیا کہ باغی بھاگ کر نکل نہ جائین۔ رات بہت اندھیری تھی۔ شاہی سپاہیون نے ایک ہاتھ مین شمع لی اور دوسرے مین تلوار اس طرح اول شب مین وہ خوب لڑے۔ آدھی رات کو چاند نکلا تو شاہ جو اس ہنگامہ مین چند آدمیون کے ساتھ شریک تھا حسن خواجہ جہان پاس گیا شاہ کے ساتھ سلطان قلی تھا جسنے آگے بڑھ کے بادشاہ کے لئے دشمنون کے اندر سے راہ کھولی صبح کو شاہی سپاہ ہر جگہ فتحمند ہوئی اور باغی پراگندہ ہو کر تلوار سے بچنے کے لئے گلیون مین بھاگے اور فصیلون سے گرے اور جو گھرون مین چھپتے تھے وہ وہان سے نکال کر قتل کئے گئے۔

محمود شاہ بہمنی یقینی جانتا تھا کہ سلطان قلی کی ذاتی کوشش سے میری جان بچی ہے اسلئے اسکو قطب الملک کا خطاب دیا اور اسکو دوسرے درجہ کا وزیر مقرر کیا۔ اور باقی کے پانچ ایرانیون کو جو اسکے ساتھ تھے اور جنہون نے بہادری سے اس کی جان بچائی تھی جاگیر اور منصب دیا۔

تاریخ دکن مین یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاندان بہمنیہ کی سلطنت کا ضعف سب پر نمودار ہوا تو امرائے کبار نے شاہ سے کنارہ کیا اور اپنے تئین مطلق العنان بنایا۔ ان مین ملک دینار حبشی اور ملک خوش قدم ترک تھے جنہون نے اپنے اقطاع مین شاہی اطاعت سے سرتابی کی محمود شاہ بہمنی ان سے لڑنے گیا اور ملک دینار کو قید کرلیا مگر بعض مصلاح کارون کی سفارش سے اسکا قصور معاف کر دیا۔ اور تمام ہاتھی جو اس سے لئے تھے وہ اسکو واپس دیدئیے اس معرکہ مین سلطان قلی نے اپنی شجاعت کے کارنامے دکھائے تھے اس لئے شاہ نے اسکو صوبہ تلنگانہ کا طرفدار بنایا اور امیر الامراء کا خطاب دیا

یہ بڑا عیب تھا کہ وہ آرام طلب و متلون تھا اُس نے بیدر کی ساری مشائخون کو
ان امیرون پاس بھیجا کہ وہ انکو سمجھائین کہ قاسم برید کے خلاف کوئی کام نہ کرین آخر
کو یہ قرار پایا کہ قاسم برید اپنی جاگیر اوسہ اور قندھار کو جائے اور شاہ کا بالکل قبضہ دارالسلطنہ
بیدر پر ہو اور ہر سال شاہ کی خدمت مین امراء کو آنے کی اجازت ہو اور وہ بیجانگر کے
ہندؤن پر حملہ کیا کرین بعد اس انتظام کے امراء اپنے علاقون مین گئے۔

سنہ ۹۰۲ھ کے وسط مین محمود شاہ بہمنی ہندؤن سے لڑنے چلا۔ قطب الملک لشکر شاہی سے
تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لیکر ملا اور امراء بھی شاہ سے ملے اور رائے چور اور
مدکل کے قلعہ فتح کئے اور وہ عادل خان کو ملے اسکے بعد محمود شاہ اپنی دارالسلطنہ مین
آیا اسکے پاس تھوڑی سپاہ رہ گئی کہ ملک قاسم برید نے ۹ ذی الحجہ سنہ ۹۰۲ھ کو دارالسلطنہ
کا محاصرہ کیا اور دروازہ بانون کو رشوت دیکر شہر کے اندر داخل ہوا اور سید [illegible]
وزیر کے محل پر پہنچا اور اُسے مار ڈالا اور شاہ کی بغیر مرضی کی خود وزارت کرنے لگا
اور شاہ کے سارے اختیارات لے لئے۔ جب ولایتون کے حاکمون کو شاہ کا اس طرح مقید
ہونا معلوم ہوا تو وہ سب دارالسلطنہ کو چلے یہان جو آئے تو دیکھا کہ ملک قاسم برید او
اور شاہ (جسکو وہ زبردستی لے آیا تھا) شہر کے باہر خیمہ زن ہین اور شاہی پھریرا اڑ
رہا ہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاہ کو پورے اختیار حاصل ہین وہ ساقط الاختیار ہین
ایک جنگ عظیم ہوئی۔ طرفین نے داد شجاعت دی۔ قاسم برید نے اور امیرون کے لشکرون
کو متزلزل کیا مگر قطب الملک نے اسکے لشکر کے قلب پر ایسا حملہ کیا کہ جنگ کا فیصلہ
ہو گیا اور قاسم برید قلعہ اوسہ مین بھاگ گیا۔

سب امرائے متفقہ بادشاہ کی خدمت مین آئے اور اسکو تخت پر بٹھایا اور پھر اپنے
اپنے علاقون کو چلے گئے۔ سنہ ۹۰۸ھ مین یوسف عادل خان سے شاہ ناراض ہو گیا
اور ملک قطب الملک کو ہمراہ لیکر اسکی تادیب کے لئے روانہ ہوا مگر پھر اس پر شاہ مہربان
ہو گیا اور دارالسلطنہ کو چلا آیا۔ کچھ دنون کے بعد ملک فتح اللہ عماد الملک حاکم برار

قطب الملک تھا۔ مسلمانون کا خوب مقابلہ دو بدو ہندوؤن نے کیا صبح سے شام تک
لڑے اور دیوناٹک کو سب جگہ فتح ہوئی مگر وہ جب سلطان قلی کے سامنے بذات خود
آیا تو قتل ہوا دوسرے روز ہندو میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ پوٹا ناٹک بیٹے کے مرنے کے
بعد لڑائی کو سنبھال نہ سکا اس نے کچھہ عمدہ ہاتھی گھوڑے پادشاہ کو تحفۃً بھیجے اور سالانہ
خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ بھی شرط قرار پائی کہ قلعہ مرج مع کل اسباب کارہی کی شاہ
کو حوالہ کیا جائیگا اور شاہ اہل قلعہ کو جان و مال کی امان دیگا پوٹا ناٹک ایک دن بعد
شاہ کی خدمت مین گیا شاہ نے خود یہ قلعہ پھر اسکو دیدیا اور اسکا سرکاری اسباب سلطان
قلی کو حوالہ ہوا۔ بہادر گیلانی کی سرزنش کے بعد شاہ اپنی دار الحکومت مین آیا اور سلطان
قطب شاہ تلنگانہ مین حاکم ہو گیا۔ کچھہ دنون کے بعد امیر قاسم برید کہ ارکان سلطنت
مین تھا جب اُس نے دیکھا کہ شاہ پاس کوئی اور لائق امیر کبیر نہین ہے تو اُس نے شاہ کو
اپنے اوپر ملتفت کیا اور دو بارہ امیر الامرا ہو گیا۔ اول اسکے اختیار کا اثر یہ تھا کہ شاہ کے
قدیمی مقرب سب جدا ہو گئے اور آخر کو وہ ایسا محیط ہوا کہ سلطنت کے سارے اختیارات
اسکی مٹھی مین آگئے۔ قاسم برید خوب جانتا تھا کہ میرا ایسا ذی اختیار ہونا یوسف عادل اور
قطب الملک اور ورلایتون کے حاکمون کو بالکل ناپسند ہوگا اس لئے اُس نے شاہی کو بالکل
معزول کرتا چاہا مگر اُس کے یہ منصوبے کھل گئے اور اعیان سلطنت نے اتفاق کرکے ان کو بالکل
مٹا دیا اور انہون نے پھر ملک محاسم کے اختیارات ایسے قائم نہ رکھے کہ وہ پادشاہ کو کاٹھ
کی پتلی کی طرح ہاتھ مین نچاتا یہ قرار پایا کہ ولایتون کے بعض حاکم دار السلطنت مین جائین
اور شاہ کے اختیارات کو بحال کرین۔ بیجاپور سے یوسف عادل خان اور گلبرگہ سے
ملک دینار حبشی اول یہ دو سردار مع لشکرون کے دار السلطنت مین آئے اور یہان
قطب الملک سے ملے۔ جب یہ سب امرا اتفاق کرکے قریب آگئے تو ملک قاسم نے کفن
پہن اور تلوار گلے مین ڈال شاہ کے قدمون پر سر رکھا اور اپنے قصورون کی معافی
چاہی اور التماس کی کہ ان امیرون کے ہاتھ سے مجھے بچاپئے۔ محمود شاہ بہمنی مین

گول کنده کو اپنا دار القرار بنایا۔
نہایت معتبر اسناد تاریخی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قلی قطب الملک نے اپنی سلطنت
کی ابتدائی برسون مین ہمسایہ کے زمینداران تلنگانہ کو زیر کرنا چاہا۔ اکثر اسکا عمل یہ
یہ تھا کہ وہ دشمن کے ملک مین جاتا اور وہان کے حالات خوب مشاہدہ کرتا اور پھر مراجعت
کرتا اور دشمن کو اپنے پیچھے ایسا لگا لاتا کہ وہ اسکی کمین گاہ مین آجاتا پھر یہان سے
نہین ہلتا۔ مرغوب القلوب کا مصنف صدر جہان لکھتا ہے کہ مین نے خود اسکو کہتے ہوئے
سنا ہے کہ مجھکو قاسم برید اور فتح اللہ عماد الملک نے اُن ولایات بہمنی کو بزور لینے
کے لئے بلایا جو میرے ہمسایہ مین تھین مگر مین نے ہمیشہ جانے سے انکار کیا مین اپنی
سلطنت اور قوت کو صرف ہندو زمیندارون کے استیصال کرنے سے بڑھانا چاہتا
ہون۔ جو کہ اسلام کے دشمن ہین اسلئے خود ایک دن صدر جہان سے کہا کہ مین
ساٹھ برس سے اعلام اسلام کو بلند کر رہا ہون اور تلنگانہ کے ہندوؤن کو استیصال
کر رہا ہون۔ حدود ورنگل سے مسلی پٹم اور راج مندری تک اور انکے درمیان ساٹھ
ستر قلعے اپنی سپاہ کے زور سے تسخیر کر چکا ہون۔ جیسے راج کنڈہ۔ کوول کنڈہ۔ دیوکنڈہ
بیگل۔ کون پور۔ جیبر کنڈلو۔ بیل کنڈل۔ ملن گور۔ اینکیر۔ میدک۔ بھون نگر۔ بسیلم کنڈہ
ورنگل۔ کم میٹ۔ اندرا کنڈہ۔ رام گیر۔ کنداپلی۔ ایلوبہ۔ چٹ کول۔ مین نے آنحضرت
اور اُس کی آل کی قسم کھائی ہو کہ اگر مین بادشاہ ہو گیا تو مین مذہب اثنا عشری کی
ترویج ان مقامون مین کرونگا جہان اب تک اسلام کا علم نہین گیا۔ یہ نہین
تصور کرنا چاہیئے کہ شاہ اسمٰعیل شاہ ایران نے میرے دل مین یہ خیال پیدا
کیا ہو بلکہ اس سے پہلے سلطان یعقوب کے زمانہ سے میرا مذہب اثنا عشری تھا
یہی میرے آبا و اجداد کا مذہب چلا آتا ہے اب میری عمر سو برس کے قریب ہونے
کو آئی ہے اسکا زیادہ تر حصہ مین مذہب عبادت کی ترویج مین صرف کیا ہے۔ اب مین
دنیا کو ترک کرنا چاہتا ہون کہ باقی عمر عبادت مین صرف کرون یہان تک

ایلچ پور مین مرگیا اور شاہ نے اسکے بیٹے علاء الدین کو اسکا قائم مقام کیا اور یوسف عادلخان
بھی گودل گندہ مین مرگیا اسکی جگہ بیٹا اسمٰعیل عادل شاہ مسند نشین ہوا۔ شولاپور کا حاکم
خواجہ جہان کا قائم مقام اسکا بیٹا نور خان ہوا اور اسکو بھی خان جہان کا لقب ملا اور
پرینده اور اس کی مضافات مین حاکم ہوا۔

سنہ ۹۱۱ھ مین محمود شاہ نے دار السلطنۃ مین اپنے امرا کو بلایا اور وہ بیجانگر کی طرف متوجہ
ہوا۔ دیولی مین جب آیا تو لشکر شاہی کا مقابلہ ہندؤن نے شروع کیا۔ ایک سخت لڑائی
ہوئی ملک قطب الدین نے دشمن کے میمنہ کو ہزیمت دی مگر محمود شاہ قلب سے بھاگا اور
گھوڑے سے گرا اور ٹھوکرون مین آنکر قریب المرگ ہوا کچھ زندگی باقی تھی کہ اسکے سپاہیون
نے اسے پہچان لیا اور پالکی مین ڈال کر اسکو میر لطف اللہ پسر شاہ محب اللہ کے خیمے
مین لے گئے۔ سپاہ دار السلطنت کو الٹی آئی اور امرا اپنے اپنے علاقون پر گئے۔
شاہ ایسا ضعیف العقل ہو گیا تھا کہ اس نے قاسم برید کو پھر وزیر مقرر کیا پھر محمود شاہ
سخت بیمار ہوا ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۹۱۲ھ کو ۴۹ برس کی عمر مین اور سینتیسوین سال سلطنت مین مرگیا
اس شاہ کے مرنے کے بعد امرا نے اپنے اپنے صوبون مین مطلق العنانی اختیار کی
تھوڑا سا لحاظ اور پاس جو اب تک شاہ بہمن کا چلا جاتا تھا وہ بھی نہ رہا۔

اول ملک احمد نظام الملک نے جنیر اور دولت آباد مین آزادی کا ڈنکہ بجایا اور انہین
دنون مین اسنے احمد نگر کے شہر و قلعہ کو آباد کیا اور آیندہ اسکو اپنا دار السلطنت
دویم اسمٰعیل عادل شاہ نے ولایات بیجاپور و مرچ و کولکان غصب کیا
اور بیجاپور کو اپنا دار الملک بنایا۔
سوم علاء الدین عماد الملک حاکم برار نے اپنی شاہی کا اشتہار دیا۔ ایلچ پور کو
دار الحکومت بنایا۔ چہارم ملک قاسم برید نے محمود شاہ کے خزانہ پر قبضہ کیا اور بیدر
مین خود مختار ہوا۔ پنجم سلطان قلی قطب الملک نے شاہی پر چھاپا مین ـــــ سے
جو اب تک چلی جاتی تھی کچھ محبت رکھی اور صوبہ تلنگانہ پر قبضہ رکھا۔ اور

اور ویران کیا۔ جب سلطان قطب شاہ کو اس غارتگری کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پانچ ہزار
سوار اور تیس ہزار پیادے لیکر اس سو لڑنے گیا۔ اس سپاہ کے ساتھ جو دشمن کی سپاہ کے
مقابلہ مین تھوڑی تھی شہر بیگل مین گیا جہان دشمن مقیم تھا ہندوؤن کے ہراول پر مسلمانون کا
لشکر ایسا دفعتہً آن پڑا کہ اُس نے کچھ مقابلہ نہ کیا اور اپنے لشکر سے اُلٹا جاکر جا ملا۔ کرشن رای کو
اپنی سپاہ کی کثرت پر مغرور تھا اُس نے اپنے لشکر کو مسلمانون پر جو بیگل کے قریب اُترے
ہوئے تھے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ایک سخت لڑائی صبح سے شام تک ہوئی۔ قطب شاہ
اپنی سپاہ کو جو دشمنون کی کثرت سے ہراسان ہوئی تھی دلاسا دیتا اور اُن کے
پژمردہ دل کو شگفتہ کرتا۔ قطب شاہ کا قاعدہ تھا کہ وہ سوارون کی فوج کو ضرورت
کے وقت کے لیئے الگ رکھتا اور وہ اُس وقت حرکت کرتی کہ اسکو حکم ہوتا۔ اس مین منتخب
پندرہ سو سوار تھے۔ جب اسکے قلب کی سپاہ فرار ہوئی تو اُس نے خود ان سوارون کو
لے کر دشمن پر حملہ کیا۔ ہندو اس تازہ سپاہ کے مقابلہ کے لئے تیار نہ تھے انکی صفین شکستہ و پراگندہ
ہوئین اور ایک ہی دفعہ سب فرار ہوئے۔ جنگ کا فیصلہ ہوا اندھیری رات نے انکی مراجعت
پر ایک سیاہ پردہ ڈالا کہ تلوار کی چمک اُنپر نہ پڑی۔ ہاتھی اور بھاری اسباب قطب شاہ کے
قبضہ مین ہوئے۔ دوسرے دن قطب شاہ نے بیگل کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ پہاڑ پر تھا
اور اسکے گرد گھنا درختستان تھا۔ مسلمانون نے اسکو جلدی سے گھیر لیا و قریب الفتح نظر
آتا تھا۔ کرشن رای نے بیگل کا یہ حال سنکر تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے کمک کو بھیجے
اس سپاہ کو حکم تھا کہ وہ درختستان مین جاے اور دفعتہً محاصرین پر شب خون
مارے اور اسی وقت اہل قلعہ اندر سے باہر آنکر دشمنون پر حملہ کرین اہل قلعہ نے
چند بار محاصرین پر حملہ کیا جس سے قلعہ ایسا جلد فتح نہ ہوا جیسا کہ ابتدا مین معلوم
ہوتا تھا آخر کو حاکم قلعہ نے جو کرشن راؤ کا قریب کا رشتہ دار تھا۔ قلعہ حوالہ کرنے
کی شرائط پیش کین اور دوسرے دن قلعہ سپرد کیا اور اہل قلعہ کو اختیار دیا گیا
جہان چاہین چلے جائین —

بیان وہ ہے جو صدر جہان نے سلطان قلی کی زبان سے سنا تھا۔
دکن کی تمام تاریخون سے یہ معلوم ہوتا ہے۔
جب بیجاپور مین عادل شاہ نے اور احمدنگر مین نظام الملک نے اور اور امرا نے شاہ کا خطاب
اختیار کیا تو سلطان قلی کے امرا نے بھی عرض کیا کہ آپ بھی تلنگانہ کا شاہ بتایئے
کوئی اور آپ کے سوا اس خطاب کا مستحق نہین ہے اور اس پاس اسی مضمون کے خطوط یوسف عادل شاہ
احمد نظام شاہ کے آئے تو سلطان قلی نے تخت سلطنت پر شاہانہ جلوس کیا اور حکم دیا کہ سارے
ملک مین خطبہ مین دوازدہ امام کا نام پڑھا جاے اور میرا خطاب سلطان قلی قطب شاہ
مشتہر کیا جاے۔
سلطان قلی ہر سال بیجانگر کے ہندوؤن پر لشکر کشی کرتا تھا اور اپنی دارالسلطنت کو
واپس چلا آتا تھا مگر اب اس نے ارادہ کیا کہ اپنی دارالسلطنت کا مقام عین وسط مین قرار
دون اسلئے اسنے موضع گلکنڈہ کے قریب شہر محمدنگر آباد کیا اور وہان اپنی دارالحکومت کو
منتقل کیا۔ سلطان قلی نے اپنے محسن محمد شاہ کے نام پر اس شہر کا نام محمدنگر رکھا۔
قلعہ گولکنڈہ کی مرمت کے بعد سلطان قلی نے اپنی توجہ قلعہ راج کنڈہ کی تسخیر کی طرف کی
جسکے راے دنکٹی نائک نے اسکے ملک پر حملہ کیا تھا اسنے جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بھاری
توپین مارکے قلعہ کی دیوارون مین رخنے ڈالدیے۔ اہل قلعہ نے محاصرین پر کئی وار کیے مگر وہ
انکو روک نہ سکے انہون نے جبر و قہر سے قلعہ لے لیا اور انکا کچھ نقصان بھی نہین ہوا۔
راجہ دنکٹی نائک مقید ہوا اور گلکنڈہ بھیجا گیا۔
شاہ نے دارالسلطنت مین آکر دیورکنڈہ کی تسخیر کا ارادہ کیا یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا بہت
دنون تک محاصرہ رکھنے سے وہ تسخیر ہوا۔ شاہ کے حکم سے ہندوؤن کے مکانات اور معابد
ڈھاکر خاک مین ملائے گئے اور اسکی جگہ مساجد تعمیر ہوئین۔
جب کرشن راو بیجانگر کے راجہ نے دیورکنڈہ کی فتح کا حال سنا تو وہ تیس ہزار سوار اور
تین لاکھ پیادے لیکر قطب شاہ کے ملک پر حملہ کرنے کے لیئے آیا اور اسکی سرحد کا ملک برباد

سوار اور دس ہزار پیادے جمع کرلئے تھے اور اپنے ہمسایہ کے ملکون پر تاخت و تاراج
قطب شاہ کو اپنے دارالسلطنت مین آنے سے قوام الملک کی غارتگری کا حال معلوم ہوا۔
اسلئے ناصحانہ اور مشفقانہ خطوط لکھے کہ جو مال اسباب اسنے قطب شاہ کے ملک مین سے لوٹا ہے
واپس دیدے اُسنے ایلچیون کو سمجھا دیا کہ وہ قوام الملک سے کہین کہ ہمارے شاہ کو ان
واقعات پر افسوس ہوا ہے وہ دل سے اپنے سب مسلمان ہمسایون کے ساتھ دوستانہ
رہنا چاہتا ہے اسلئے کہ قرآن شریف مین لکھا ہے کہ سب مومنین بھائی ہین۔ مگر
قوام الملک غرور کے گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ قطب الملک کو اپنے آگے کیا سمجھتا تھا اوسنے
دوبارہ اپنی سپاہ قطب شاہ کے ملک کی غارت گری کے لیئے بھیجی تو پھر قطب شاہ بھی اپنے
غصہ کو نہ روک سکا اسلئے اپنے لشکر کو میدان مین آنے کا حکم دیا اور وہ ایلگندیل کی
طرف چلا۔ اس مقام سے ایک دن کی راہ پر قوام الملک سے نزدیک ہوا دوسرے
روز لڑائی صبح سے دوپہر تک رہی۔ قطب شاہ نے خود اپنے دو ہزار سوار لڑائے۔ اور
قوام الملک کو شکست دی جو پراگندہ ہوکر بھاگا اور قلعہ ایلگندیل مین چلا گیا۔ اس
مقام پر قطب شاہ آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جب قوام الملک نے دیکھا کہ مین اپنے دشمن سے
نہین لڑ سکتا تو وہ برار کو بھاگ گیا اور علاء الدین عماد شاہ کی امداد کا طالب ہوا
چند روز بعد قلعہ ایلگندیل قطب شاہ کے ہاتھ آیا اور قوام الملک کے سپاہیون
نے اسکی نوکری کرلی۔ شاہ قلعون ایلگندیل اور مین گور اپنے سپاہیون کو سپرد کرکے
اپنی دارالسلطنت مین چلا آیا۔

قوام الملک برار مین گیا اس نے علاء الدین عماد الملک کو اغوا کیا کہ وہ اسکا
معاون ہو اور ملکر اسکا ملک اسی پھر دلادے۔ جب قطب شاہ نے یہ سنا تو اسنے اپنا
ایلچی عماد الملک پاس بھیجا جسنے قوام الملک کی دھین دھوکرہی بیان کی۔ اور
عماد الملک کو یاد دلایا کہ اسکے لشکر نے وہ سات ٹپے (ٹپہ ایک تلنگی لفظ ہے
جسکے معنی پرگنے کے ہین) غصب کرلیئے ہین جو محمود شاہ بہمنی نے سلطان قلی کو

اب سپاہ جنگل سے گن پور گئی جو اس قلعہ مرکوول کنڈہ کے درمیان تھا۔ شاہ نے جاتے
ہی حاکم قلعہ سے کہا کہ وہ اپنے تئین حوالہ کرے مگر اسنے اسکا جواب توپون سے دیا اور پھر
ایک سپاہ پہاڑ سے اوتر کر میدان میں آئی اور مسلمانون کی صفون مین گھس گئی مگر
مسلمانون نے اس حملہ کو ہٹا دیا اور اہل حملہ نے مجبور کیا کہ وہ قلعہ کی چار دیواری مین
گھس گئے۔ گن پور کا دو مہینے تک محاصرہ رہا جسمین مسلمانون کے بہت سے بہادر افسر
اور سپاہی کام آئے اور قطب شاہ کو بھی اسکی فتح سے مایوسی ہوئی۔ گن پور کا قلعہ
پہاڑ پر تھا۔ اور اسکے دروازہ کو صرف ایک بٹیا جاتی تھی جسکے ہر طرف بڑے غار تھے
اور وہ پتھرو سے اور کیٹھ گرون سے مسدود تھی اور دروازہ پر دو برج بنے ہوئے
تھے جو اسکے محافظ تھے۔ قطب شاہ نے اول یہ دو برج گروائے اور پھر وہ خود سپاہ
کو لیکر گیا اور قلعہ کو فتح کر لیا مگر جانون کا نقصان بہت ہوا۔ گن پور سے گوول کنڈہ
کو شاہ چلا جس نے بہت دنون تک بہادرانہ مقابلہ کیا۔ مسلمانون پر اہل قلعہ نے
بعض سخت حملے کیے جنمین طرفین کے بہت سپاہی مرے آخر کو قلعہ مین مسلمان
نقب ڈال کر داخل ہوئے اور آدھی رات کو قلعہ پر حملہ کیا اگرچہ وہ اسکو لے نہ سکے
مگر دوسرے روز صبح کو قلعہ دار نے کنجیان شاہ کے ہاتھ مین دین اور بہوشیاری سے
اپنے تئین حوالہ کیا۔ اہل قلعہ کو اجازت ہوئی کہ وہ اپنا ذاتی اسباب لیکر
چلے جائین۔ خزانہ سرکاری جو بڑا بھاری تھا وہ شاہ کے ہاتھ آیا جسکو اسنے ولیمن
سپاہ مین تقسیم کر دیا۔ یہان ایک مسلمان افسر کو حاکم مقرر کیا اور اپنی دارالسلطنہ
کو چلا آیا اور اپنے شہر کے سب و سارسے ملاقات کی۔

سلطان قلی قطب شاہ جو لشکر کشی کے سبب سے اپنے ملک سے غیر حاضر رہا تو
قوام الملک ترک نے اسکے شمالی اضلاع پر حملہ کیا اور ان کو ویران کیا۔ یہ ترک
ایک بہمنی سلطنت کا افسر تھا اور آخر سلطنت کی درہمی و برہمی مین قلعون
ایلکنڈل اور ورنگل کو پر اور بعض اور اضلاع پر قبضہ کر لیا تھا اور چھ ہزار کے قریب

سخت لڑائی ہوئی جسمین مسلمانون کو فتح ہوئی اور سیتاپتی راجمندری کو بھاگ گیا۔ اور
مسلمانون کے لشکر نے کنداپلی اور اندراکندہ اور ایلگندل پر قبضہ کیا قطب شاہ کمم میٹ
کو تسخیر کرنے گیا۔ یہ تلنگانہ کے مضبوط قلعون مین سے تھا قطب شاہ ناحق خونریزی
نہین چاہتا تھا اُس نے حاکم قلعہ پاس ایلچی بھیجا اور اسکو راجہ کی شکست سے مطلع کیا اور اُسنے
مسلمانون کو قلعہ حوالہ کرنے کی درخواست کی جس سے اُس نے انکار کیا مسلمانون نے کئی حملے
اس قلعہ پر کئے مگر ناکامیاب رہے پھر قطب شاہ نے خود جھنجھلاکر چارون طرف سے حملہ کیا
مسلمان اپنے سرون پر سپر لگاکر قلعہ کی دیوارون پر زینے لگاکے چڑھ گئے اگرچہ
اس طرح مسلمانون مین جانون کا زیان بہت ہوا مگر وہ فصیلون پر قبضہ کرنے
مین کامیاب ہوگئے اس دفعہ اُنھون نے کسی کو امان نہ دی ہر ایک مرد۔ عورت۔ بچے کو
مار ڈالا فقط سیتاپتی کے عورتون کو شاہی محل مین داخل ہونے کے لئے زندہ رکھا۔
جب سیتاپتی کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر راجہ رامچندر سپر گجپتی پاس گیا۔
جسکا دارالقرار کنداپلی تھا اور اس کے قبضہ مین تلنگانہ اور اڑیسہ کا ساحل بحر
بنگالہ کی حدود تک تھا اور خشکی مین کچھ ملک تھا۔ سیتاپتی نے اس سے یہ بیان کیا
کہ سلطان قلی قطب شاہ اپنے جبر و قہر سے مجھے جلاوطن کرنے مین کامیاب ہوا اس نے
سارا ملک تلنگانہ فتح کرلیا ہے اب آگے وہ اور قدم بڑھائیگا اور رامچندر کے ملک پر
حملہ کریگا جو اسکی مملکت سے متصل ہے گجپتی رامچندر نے اوسکی باتون کو یقین کرلیا اسکو
بڑا بھروسہ اسپر تھا کہ وہ میدان جنگ مین بڑی سپاہ لاسکتا تھا اس نے احکام
جاری کئے کہ کنداپلی مین اسکے تابعین لشکر لائین یہان اس نے ایک لشکر جمع کیا
جسمین تین لاکھ پیادے اور تیس ہزار سوار تھے سب پاس نیزے تھے۔ سیتاپتی
وونتاوری اور ہری چند اور اور نامور راجہ لشکر کے ساتھ تھے ان سب نے باہم اتفاق
رکھنے پر قسم کھائی اور سلطان قلی قطب شاہ پر حملہ کرنے چلے سلطان قلی نے اُن کے
مقابلہ کے لئے صرف پانچہزار سوار تیار کئے اور دشمن سے پانچی نور پر مقابل ہوا ہندو ان

قوام الملک کو رہنے نہ دیتے تھے انہین باٹمین ہاتھ سے عنایت کیجئے اور اپنے ملک مین
ان درخواستون مین سے علاءالدین عماد شاہ نے کسی درخواست کو نہ مانا اور غصہ
مین آخر جواب دیا جسکے سبب سے سلطان قلی اپنی سپاہ کے ساتھ اسکی مملکت کی طرف چلا
عماد الملک بھی ایلچ پور سے روانہ ہوا اور رام گیر کے قلعہ کے قریب قطبشاہ سے مقابلہ کیا۔
دوسرے دن دوپہر تک لڑائی ہوئی۔ قطبشاہ نے فتح پائی۔ علاءالدین عماد شاہ برار کو بھاگا
اور سلطان قلی نے اپنے سات تھون مین اپنے آدمی متعین کئے اسکے بعد وہ گلکنڈہ مین آیا
یہان اُس نے سُنا کہ سیتاپتی راجہ کم میٹ قطبشاہ کے ملک کا وہ حصہ دبا بیٹھا ہے جو اسکے
ملک کے قریب تھا اس راجہ پاس بڑے مضبوط قلعے کم میٹ۔ بیلم کنڈہ۔ ورنگل۔ اور اسکے
سوائے اور قلعے بھی تھے اور بارہ ہزار پیادے خوب نشانہ باز اس پاس تھے۔ قطبشاہ نے اول
بیلم کنڈہ کی طرف کوچ کیا اور اسکو جاکر خوب محاصرہ کیا۔ یہ محاصرہ مدت تک رہا۔ شاہ نے
اُسپر زینے لگاکے چارون طرف حملہ کرکے اسکو لے لیا سپاہی بہت مارے گئے۔
جب راجہ سیتاپتی نے سُنا کہ قلعہ بیلم کنڈہ فتح ہوگیا جسکو وہ جانتا تھا کہ کوئی دشمن اسکے
اندر قدم نہین رکھ سکتا تو وہ فوج لیکر میدان مین قطب شاہ سے لڑنے آیا۔ وہ بھی لڑنے کو
تیار بیٹھا تھا دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی بڑے بڑے بہادر مسلمان دشمن کے پیادون کی
قدرانداز آتشبازی سے ہلاک ہوئے مگر آخر کو ہندؤن شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے۔ راجہ
مع خزانہ اور اسباب گران مسلمانون کے ساتھ آیا اسکے بعد قطب شاہ گلکنڈہ مین آیا سیتاپتی
شکست پاکر کم میٹ کو گیا اور روپیہ ہمسایہ کے راجاؤن کو جیسے کہ کنڈاپلی اندکھنڈہ
وارا پلی اور ایٹ گیر کے راجہ تھے چٹھیان لکھین اور سب کو بلایا تاکہ متفق ہوکر سلطان قلی
قطبشاہ سے لڑین جسنے تلنگانہ کا بڑا حصہ تسخیر کرلیا ہے اور ہر روز اپنا استقلال ایسا
بڑھا رہا ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین کوئی ہندو رئیس اسکے مقابلہ کا نہین رہیگا۔ یہ سب راجہ
اسکے بلانے سے کم میٹ کے قریب آپس مین ملے جب سلطان قلی نے ان راجاؤن کا متفق
ہونا سُنا تو انسے مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کیا اور کم میٹ کے قریب ہندؤن سے سخت

تلنگانہ کی حدود تک راج کرتا تھا۔ جب اس نے راجہ رامچندر کی شکست کا حال سنا تو اُس نے
ایلچیون کو سلطان قلی قطب شاہ پاس بھیجا اور آخر کو یہ صلح قرار پائی۔ مسلمانون اور
ہندؤن کی مملکت کے درمیان حد فاصل دریا ئے گوداوری رہے عہدنامہ پر دونو
قطب شاہ اور سناتھ دیو (دیچا ناتھ دیو) کی مہرین ہوگئین مسلمانون کو ضلع ایلور ملگیا
جب سپاہ گولکنڈہ مین واپس آئی تو بادشاہ نے سنا کہ اُسکے ایام غیر حاضری مین
وجیا نگر کے راجہ کرشن رائے نے اُس کی سرحد کے بعض اضلاع پر حملہ کیا اس لئے سلطان
فوراً لڑائی کے لیئے تیار ہوا۔ اول کنڈبیر کو گیا۔ یہان آنکر اُس نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔
کوہستانی دو قلعون بیلم کنڈہ راناگنڈہ سے جو کنڈبیر سے دو گول (گولی ۱۳ کوس)
کے فاصلہ پر تھے۔ کنڈبیر مین سپاہ کی کمک آگئی اور محاصرین پر کئی شب خون مارے
اور انمین کامیاب ہوے قطب شاہ دشمنون کے اس طریقہ سے لڑنے سے ایسا حیران
ہوا کہ اس نے کنڈبیر کو چھوڑکر اُن دو قلعون کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اول اس نے بیلم کنڈہ کا
کا محاصرہ کیا ادہر اہل قلعہ نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ اُدھر ہندؤن نے شبخونون
مارنا بھی نہین چھوڑا۔ ان حملون مین مسلمانون کے بڑے بڑے بہادر افسر اور بہت سے
سپاہی مارے گئے۔ قطب شاہ اپنی ہمیشہ تدبیر کام مین لایا کہ اُس نے سب طرف سے قلعہ پر
حملہ کیا اور دیوار پر زینے لگا کے قلعہ فتح کرلیا مگر بہت نقصان اُٹھایا۔ قلعہ مین جو مال
اسباب ہاتھ لگا وہ سپاہ مین اُسی وقت تقسیم کردیا۔ یہان سہیل خان خواجہ سرا کو
حاکم مقرر کیا اور خود کنڈاپلی کو چلا۔ اس اثنا ء مین کنڈبیر مین لشکر شاہی کے بہت
سے ہندو افسر شہزادہ حیدر خان کے باغی ہوگئے اسلئے قطب شاہ کو مجبوراً اپنے
بیٹے کی سطوت قائم رکھنے کے لئے مراجعت کرنی پڑی اسی عرصہ مین کرشن رائے راجہ
وجیانگر نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانون کی سپاہ کنڈبیر کو جاتی ہے اپنی سپاہ جمع کی
اور اپنے بھتیجے کو پانچ ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار پیادے دیکر مسلمانون سے میدان
مین لڑنے کے لئے بھیجا یہ سپاہ اپنے مقام مقررہ پر پہنچے اور بیلم کنڈہ مین پہلے

دوسرے روز اپنی صف آرائی کی - گج راجچندر دس ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیادوں اور تین سو ہاتھیون کے ساتھ قلب مین میمنہ مین اسکا بھتیجا دونادری دس ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیادون اور دو سو ہاتھیون کے ساتھ۔
یسرہ مین ہری چندا ور سیتاپتی دس ہزار سوارون اور ایک لاکھ پیادون اور دو سو ہاتھیون کے ساتھ بہر ہاتھی کے ساتھ چند آدمی تیر و کمان لئے ہوئے تھے۔
قطب شاہ نے دشمن کے سپاہیون کی شمار پر کچھ خیال نہین کیا اُسنے اپنے بیٹے حیدر خان کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ میمنہ مین اور فتح خان کو اسی قدر سوارون کے ساتھ میسرہ مین مقرر کیا اور قلب مین خود دو ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا - عادت کے موافق وہ اپنے گھوڑے سے اُترا اور خداتعالی کو سجدہ کیا اور بہت گڑگڑا کر دعا کی کہ خدا انکو کافران کو مسلمانون کے ہاتھون مین گرفتار کر پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور دشمنون پر وار کیا اور ہندوؤن کو ڈرا کر بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا اور قسائیون کی طرح ذبح کیا - راجہ راجچندر قید ہوا اور اسکا بھتیجا دونادری شاہزادہ حیدر کے ہاتھ سے مارا گیا سب ہاتھی اور خزانے چھن گئے اور تمام ملک ساحل بحر تک شاہ کے قبضہ مین آیا - یہان سے قطب شاہ کنداپلی گیا جسکو اُس نے مسخر کیا - یہان سے ایلور اور راجمندری گیا - ایلور مین بہت ہندو مارے گئے - جب مسلمانون کا لشکر راجمندری مین آیا تو اُنھون نے گوداوری کے کنارہ پر خیمہ لگایا یہان شاہ کو اطلاع ہوئی کہ درختستانون اور پہاڑون مین بہت دشمن جمع ہوئے ہین اور انکا ارادہ اسپر شبخون مارنے کا ہے تو شاہ نے اپنے دو سپہ آرا فتح خان اور رستم خان بھیجے کہ وہ دشمنون کی حرکتون کو دیکھتے رہین اور اُنکے مارنے کے لئے کوشش کرین فریقین مین جنگ ہوئی جب دو ہزار ہندو مارے گئے تو وہ پھر جنگلون مین چلے گئے اور کھیت مسلمانون کے ہاتھ مین رہا۔
دیجاناتھ (دیوہ) جسکو عوام الناس گج پتی کہتے ہین ممالک بنگال مین ساحل سمندر پر

ہندوؤن نے قلعہ کنڈبیر مین جاکر پناہ لی قطب شاہ نے اوسکو دوبارہ محاصرہ کیا جب ہندوؤن نے دیکھا کہ قلعہ کو ہم بچا نہین سکتے تو اُنہون نے خراج گذار ہونا قبول کیا اور سالانہ تین لاکھ ہُن (۱۲۰۰۰۰۰ روپیہ) دینے کا وعدہ کیا اور اسی وقت دو لاکھ ہُن (۸۰۰۰۰۰ روپیہ) اونہون نے ادا کردیئے اور باقی ایک لاکھ ہن کے لئے چار نوجوان راجہ اُول مین دیئے۔ ہندو مسلمانون کے درمیان ان معاملات کے زمانہ مین قلعہ کنداپلی مین اکثر ہندو جو نایک واری تھے اُنہون نے قطب شاہ کے بیٹے حیدر خان کے احکام کا ماننا چھوڑ دیا تھا اور چار مہینے کے عرصہ سے کھلی بغاوت کرتے تھے۔ جب اُنہون نے سیوارام کی شکست کا اور کنڈبیر کے دوبارہ مفتوح ہونے کا حال سُنا تو وہ ٹھنڈے ہوئے اور سمجھے کہ ہمکو کامیابی کی امید کم ہے اس لئے اونہون نے اپنی جان کی امان مانگی اور لشکر شاہی کو قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ سلطان قلی نے نایک واریون کو معاف کردیا اور اُس نے حکم دیا کہ کنداپلی کی سرکش سپاہ کن پور کے قلعہ مین جائے اور قلعہ کن پور کی سپاہ کنداپلی مین آئے۔

قطب شاہ اور اسمٰعیل کی لڑائی۔

اس عرصہ دراز کی لشکرکشی کے بعد سلطان قلی نے اپنی دارالسلطنة کی طرف کوچ کیا اثنائے راہ مین سنا کہ بیجاپور کے اسمٰعیل عادل شاہ نے وجیانگر کے راجہ کے اغوا سے قلعہ کوول کندہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس خدمت کے لئے راجہ نے اوسکو دو لاکھ ہُن (۸۰۰۰۰۰ روپیہ) دیئے ہین اور پچاس ہزار ہُن ہر کوچ پر جو بیجاپور کی سپاہ قطب شاہ کے ملک مین کرے دینے کا اقرار کیا ہے۔

یہان اُس زمانہ مین جعفر بیگ بادشاہ کا قلعہ دار تھا اور ضلع کوول کندہ مین حاکم تھا۔ عادل شاہ نے اٹھائیس ہزار سپاہ سے ایک مہینہ سے محاصرہ کر رکھا تھا اوس نے قطب شاہ کو لکھا کہ اب میرے پاس جنگ کا ذخیرہ بہت کم ہوگیا ہے اگر کمک نہ پہونچے گی تو تھوڑے عرصہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قلعہ نہین بچے گا سلطان قلی قطب شاہ نے فوراً اپنا انتظام کیا کہ قلعہ کی کمک کو خود جائے مگر اُسکے مشیر کار

پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھی سہیل خان نے یہ پیچ کیا کہ دشمن سے کہا کہ مجھ مین اس قدر
سپاہ کثیر کے ساتھ لڑنے کی تاب و توان نہین ہے مجھے تین روز کی مہلت دو کہ مین قلعہ
حوالہ کر دون - ادھر یہ کہا ادھر شاہ پاس اپنے ایلچی دوڑا کے اپنے حال سے اطلاع
دی قطب شاہ اس بات کے سنتے ہی اپنی سوارون کے ساتھ ایلغار کر کے دشمن پر
دفعتہً آن پڑا جو اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اب قلعہ حوالہ ہوتا ہے شاہ نے دشمن کو
پراگندہ کیا اور اسکا بھاری اسباب چھین لیا اور ساٹھ ہاتھی جو سپاہ محافظ
بیلم کنڈہ و کنداپلی کی تنخواہ کے لئے خزانہ لئے جاتے تھے وہ پکڑ لائے اس طرح بیلم کنڈہ
کو دشمن کے محاصرہ سے شاہ نے چھڑایا اور کندبیر کو آیا - توپخانون سے قلعہ کی دیوارون
کو توڑ پھوڑا اور نیچے کا قلعہ فتح کیا اہل قلعہ اوپر کے قلعہ مین پہاڑ پر چڑھ گئے -
دوسرے روز وہ بھی فتح ہو گیا - بادشاہ نے اپنی سپاہ کو اس کے لوٹنے کی اجازت
دی مگر سب باشندون کو جان کی امان دی جب کرشن رائے راجہ وجیانگر
کو کندبیر کی خبر پہونچی تو اس نے اپنے سپہ سالار اور داماد سیوا رام کو ایک لاکھ
پیادون اور آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ مسلمانون سے لڑنے کے لئے بھیجا -
قطب شاہ نے اپنی سپاہ کی قوت کو اس طرح ضعیف کرنا چاہا کہ وہ کندبیر مین اس کو
چھوڑتا - اس نے قلعہ کے دروازے جلا دئیے اور اسکی عمارات کو ڈھا دیا اور
کنداپلی کو مراجعت کی اور کرشنا کے کنارہ پر اوترا ہندوؤن کو مسلمانون کی
اس دفعتہً مراجعت پر تعجب ہوا - انہون نے جا کر کندبیر کی دیوارون کی مرمت
کی - اور سپاہ وہان چھوڑی اور اسکو اپنے خزانون اور بھاری اسباب کے
لئے بنگاہ بنایا پھر ہندو قطب شاہ کی سپاہ کے پیچھے پڑے قطب شاہ نے دشمن کو
اپنی لشکرگاہ سے چند میل کے قریب آنے دیا - پھر شاہ پانچ ہزار سوارون کو ساتھ
لے کر ہندوؤن کے لشکر پر صبح کو اس طرح گیا جیسا کہ چڑیون پر باز جھپٹا مارنے
جاتا ہے - دو مہینے تک لڑائی رہی - طرفین نے مردانگی دکھائی - آخر کو

جاسوسون نے سلطان قلی کو مطلع کیا کہ عادل شاہ نے گولکنڈہ کی غارتگری کے لئے سپاہ بھیجی ہے تو اُس نے اپنا بھاری اسباب گن پور مین رکھا دو روز مین اس سپاہ کو آن لیا اور اس مین ایک آدمی زندہ نہ چھوڑا۔ جب اسمٰعیل عادل شاہ نے یہ حادثہ سُنا تو اُس نے جا کر پہلے سے زیادہ سخت کوول کنڈہ کا محاصرہ کیا۔ جب سلطان قلی کو معلوم ہوا کہ اس محاصرہ کے لئے عادل شاہ نے مراجعت کی ہی تو وہ اپنے تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر عادل شاہی لشکر کے حوالی مین اترا اور شب خون مارا اور سپاہ کو دشمن کے لیے رسد بند کرنے کے لئے بھیجا اسکے بعد ایک لڑائی قصبہ گن پور کے قریب ہوئی جسمین سلطان قلی کے چہرہ پر تلوار کا زخم لگا جسنے ناک کا کچھ حصہ اور ایک گال اڑ گیا اس زخم نے اُس کی صورت بگاڑ دی۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ اسد خان لاری بیجاپوری کے ہاتھ سے اُس کے بیٹے جمشید قطب شاہ کے چہرہ پر یہ زخم لگا تھا۔ کوول کنڈہ کے حوالی مین گیارہ مہینے یہ چپقلشین ہوتی رہین اس عرصہ مین محصورین نے بھی قلعہ سے باہر آنکر محاصرین پر کئی دفعہ حملہ کیا مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی کہ اسمٰعیل عادل شاہ بخار مین مبتلا ہو کر ۱۶ صفر ۹۴۱ھ کو اس دنیا سے سفر کر گیا اور ملو عادل شاہ اسکا جانشین ہوا اور پھر صلح ہو گئی کوول کنڈہ کے قلعہ مین بعض نائک تھے جنھون نے اپنی مردانگی دکھائی تھی اُن کو سلطان قلی نے انعام اکرام دیئے۔ اب لشکر کو تین برس برابر لڑتے ہوئے ہو چکے تھی تو اسکے افسرون اور سپاہیون کو شاہ نے گھر جانے کے لئے رخصت دی۔ اور خود اپنی دارالسلطنت مین آیا۔

شوال ۹۳۶ھ مین سلطان قلی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام ابراہیم قلی رکھا گیا جس زمانہ مین کہ اسمٰعیل عادل شاہ سے قطب شاہ لڑ رہا تھا تو برید شاہ بیدر نے فرصت پا کر تلنگانہ کے شمالی قصبے و پرگنون پر تاخت .... و تاراج کی سلطان قلی کچھ دنون اپنی دار الخلافہ مین رہا اور پھر میدان جنگ مین آیا کہ اس غارتگری کا انتقام لے وہ بیدر کو روانہ ہوا اور مخالفون سے ایک

اسکے جانے کے مانع ہوئے انہون نے کہا کہ آپ پاس صرف تین ہزار سوار جنگ کے قابل موجود ہین اور باقی سپاہ ہاری تھکی ہی - ہاتھی دُبلے و ضعیف ہورہے ہین دو برس سے تلنگانہ مین لڑرہے ہین کہان تک نہ تھکین سلطان قلی نے جواب دیا کہ مین کبھی دشمنون کی کثرت تعداد سے خوف زدہ نہین ہوتا چنانچہ یہ امر رامچندر راجہ کی لڑائی سے ثابت ہے اسلئے افسرون نے کہا کہ برہان نظام شاہ کی کمک پہنچنے تک آپ انتظار کیجئے - ابھی اس باب مین گفتگو ہو رہی تھی مگر وہ اپنے ہمسایہ مسلمان کے برخلاف جبتک وہ اسکو خود برانگیختہ نہ کرے فوراً سفر کرنے مین متامل تھا - کو دل کندہ کے قلعہ نشینون کو اطلاع دی گئی کہ بادشاہ خود مدد کرنے آیا ہے جب وہ گن پورہ مین آیا تو اُسنے اسمعیل عادل شاہ کی خدمت مین اپنا ایلچی بھیجا اور اسکو کافرون کے اغوا سے مسلمانون کے ساتھ لڑنے پر لعنت ملامت کی اسمعیل نے یہ بات سُنکر قلعہ کو دل کندہ کے محاصرہ مین سپاہ چھوڑی اور خود سلطان قلی سے لڑنے آیا -

سلطان قلی نے اپنی لشکرگاہ مین علماء اور مشائخ کی انجمن منعقد کی اور اُنسے پوچھا کہ جب کوئی مسلمان بادشاہ کافرون سے رشوت لے کر اپنے ایمان کے اصول کو چھوڑ کر اپنے دوسرے ہمسایہ مسلمان شاہ سے لڑے تو شرعاً اُس سے لڑنا جائز ہے یا نہین؟ اس انجمن کی رائے یہ تھی کہ اس سے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہیئے جو کافر کے ساتھ کیا جاتا ہے بس اُسنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کو یہ بات سمجھائی اور حملہ آورون سے لڑنے کو آگے بڑھا میمنہ مین عین الملک کو اور میسرہ مین فتح خان سپہ آرا کو اور قلب مین شاہزادہ حیدر کو معین کیا اور خود منتخب سوارون کے ساتھ ضرورت کے وقت منتظر رہا اسمعیل عادل شاہ نے بھی اپنی سپاہ کی صف آرائی کی اور دونو لشکر جنگ مین مصروف ہوئے سارے دن لڑائی رہی رات نے جنگ کو موقوف کیا کوئی غالب مغلوب ہوا - تین روز تک متواتر لڑائی رہی تیسری رات کو عادل شاہ نے تین ہزار سوار گولکنڈہ کے لوٹنے کے لئے بھیجے چوتھے روز سارے دن لڑائی رہی اور دونو سپاہ اپنے اپنے خیمہ گاہون مین گئین

کریگا تو خدا شاہد ہے کہ شاہ بہت سپاہ بھیجیگا قصبون کو غارت کریگا اور ملک کو ویران
اور قلعہ کو سربند کرکے تسخیر کریگا اور پھر قلعہ مین کسی مرد عورت بچے کی جان نہ چھوڑیگا پس تلنگیون
نے صلح کی شرائط کو منظور کرلیا اور شاہ پاس تحائف و نفائس بھیجے سالانہ خراج دینا
قبول کیا جب راجہ کے ایلچی آئے تو شاہ نے اُن سے کہا کہ ملکندہ ہی کوہستانی قلعہ ایسا ہے کہ
جسکو مین نے فتح نہین کیا مین اسکو سیر کرنی چاہتا ہون۔ میری محافظ سپاہ نیچے
کھڑی رہیگی مین ایک دو آدمیون کو ساتھ لیکر قلعہ کے اندر جاؤنگا۔ راجہ نے اس کی
درخواست کو اس لئے قبول کرلیا کہ اس طرح شاہ خود پنجہ مین آئیگا جسکا دم گھونٹ کر
نکالا جائیگا مگر نہ سمجھا کہ سلطان قلی یہ پیچ کھیلا کہ اس نے اپنی محافظ سپاہ کو کہدیا کہ جس
وقت مین قلعہ کے دروازہ مین تین چار آدمیون کے ساتھ پہنچونگا تو اپنی تلوار ننگی کرونگا
اُسے دیکھ کر تم آنا مین دروازہ مین جب تک تم آؤ کھڑا رہونگا غرض وہ چار سپاہیون
کے ساتھ جو مکمل مسلح تھے پہاڑ پر چڑھا جب دروازہ مین داخل ہوا تو اُس نے تلوار
کھینچی اور پہرے کے سپاہی کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اس کے ساتھیون نے اور دروازہ بانون کا
خون کیا اور دروازہ پر بالکل قبضہ کرلیا کہ شاہ کی محافظ سپاہ آن پہنچی پھر تو نہ
عورت کو نہ مرد کو نہ بچے کو اُس نے زندہ چھوڑا۔ راجہ کو قید کرکے ایک آہنی قفس مین
بند کیا اور پھر اوسکو مار ڈالا۔ ملکندہ سے شاہ نے کندبیر کی طرف خراج کے وصول
کرنے کے لئے کوچ کیا۔ یہان کے راجہ نے خراج کے ادا کرنے مین تغافل کیا تھا۔ کندبیر کا
محاصرہ پہلی طرح سے کیا گیا۔ مدت تک اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا۔ راجہ نے ایک مسلمان
افسر کو رشوت دیکر چاہا کہ صلح ہوجائے مگر بادشاہ نے کہا کہ مین اس قلعہ کو جب تک
فتح نہ ہو نہین چھوڑونگا پھر چند روز مین وہ فتح ہوگیا۔ اہل قلعہ نے اپنی تئین
ہوشیاری سے حوالہ کیا۔ قلعہ کے اندر شاہ نے ایک مسجد اپنی فتح کی یادگار کے لئے
بنایا اور اپنی دار السلطنة کو آیا۔

اسمٰعیل عادل شاہ کے مرنے کے بعد ملو جانشین ہوا تھا جسکو اسد خان لاری نے

لڑائی ہوئی اور پہلے روز خوب صف جنگ رہی مگر دوسرے روز بریدشاہی سپاہ کو ہزیمت ہوئی اور ایک سو پچاس ہاتھی اسکے دشمنون کے ہاتھ آئے بعد اسکے سلطان قلی نے اپنی سپاہ کو حکم دیدیا کہ بریدشاہ کے سارے ملک مین پھیل کر تاخت و تاراج کرین - گج دیل - ایلور سیتران کے زمینداروں نے آن کر خراج ادا کیا اور اپنا ملک شاہ کی سپاہ کے سپرد کیا جسنے اسپر قبضہ کیا۔ اب سلطان قلی قطب شاہ قلعہ گوہر کی تسخیر کے لیئے آگے بڑھا جب بریدشاہ نے یہ سُنا تو وہ قطب شاہ سے لڑنے آیا۔ سلطان قلی نے اپنی آدھی سپاہ سے اسکا مقابلہ کیا اور آدھی سپاہ کو محاصرہ مین مصروف رہنے دیا اس لڑائی نے طول کھینچا - بریدشاہ کی سپاہ نے لشکر کے رسد کی راہ بند کرنے مین کوشش کی اور اُس مین کئی لڑائیان بھی ہوئین آخر کو برسات آجانے کے سبب سے طرفین اُسپر راضی ہوئے کہ قاسم برید قلعہ گوہیر کو دیدے اور شاہ گولکنڈہ اپنی دار السلطنة کو چلا جائے۔

قطب شاہ کچھ دنون گولکنڈہ مین رہا پھر اُس نے ہندؤن پر لشکرکشی کا حکم دیا اور سپاہ کو فراہم کرکے نلکنڈہ کی طرف چلا جہان کے راجہ نے اسکے ملک مین کچھ غارت گری کی تھی جب قطب شاہ یہان آیا تو اُس نے قلعہ حوالہ کرنے کے لئے درخواست کی راجہ نے اسکو منظور نہین کیا تو شاہ نے محاصرہ کیا کچھ دنون کے بعد راجہ کے بھائی نے قلعہ سے نکل کر شاہ کی سپاہ پر حملہ کیا جس مین وہ خود قید ہوا اور لشکر کو شکست ہوئی۔ اس شکست سے راجہ ہری چند حاکم قلعہ بیدل نہین ہوا اُس نے کئی حملے دن رات کو محاصرین پر کئے جنمین طرفین کے بڑے بڑے بہادر سپاہی مارے گئے۔

اس کوہستانی مستحکم قلعہ پر شاہ نے کئی دفعہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ وہ ناکام رہا اور اسکا حملہ دفع کیا گیا آخر کو اُس نے علم صلح قلعہ کی دیوار پر پہنچایا اور منادی کی کہ اگر ہری چند گولکنڈہ کا باجگذار ہونا قبول کرے تو پھر قطب شاہی سپاہ اسکے ملک پر حملہ نہ کریگی اور شاہ گولکنڈہ کو چلا جائیگا لیکن اگر راجہ ان شرائط کو منظور نہین

چند روز کو اپنے ملک کے انتظام و ترقی مین بسر کرے جسکو اپنی قوت بازو سے حاصل
کیا تھا۔ گو اسکا جسم ضعیف تھا مگر دل قوی تھا اب اُس نے اپنی دار السلطنۃ کو مساجد اور
باغات اور عمارات سے آرائش دینی شروع کی۔ کہتے ہین جمادی الاوّل سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء
کے آخر مین جمعرات کے دن گولکنڈہ کی جامع مسجد کی تعمیر کی اصلاح کے لئے دروازہ خاص
سے آیا اور جماعت کی نظر سے مخفی رہا اسکا چہرہ زخم لگنے سے ڈراونا ہو گیا تھا خلقت
اسکو تماشا سمجھ کر دیکھنا بہت چاہتی تھی وہ اس سے پرہیز کرتا تھا غرض وہ مسجد مین
آنکر معمارون کو ہدایت کر رہا تھا کہ اسکے ہاتھ سے وہ رومال گر گیا جسپر بارہ اماموں کا
نام منقش تھا تو اُس نے اصلاح تعمیر کے بتلانے کو اور روز موقوف رکھا اور مسجد سے
چلا گیا۔ اتوار کے دن ۲ جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء کو مسجد مین آنکر نماز پڑھتا تھا کہ
شاہزادہ جمشید قلی کی اغواسے میر محمود ہمدانی حاکم و قلعدار گولکنڈہ نے شاہ کو شمشیر سے
شہید کیا اس مقبرہ مین کہ خود تعمیر کرا رہا تھا دفن ہوا سلطان قلی نے ساٹھ برس حکومت
کی جسمین ۱۸ برس تلنگانہ مین محمود شاہ بہمنی کے نام سے وہ حکومت کرتا رہا باقی چوبیس
سال نہ حکومت کی نوّے برس کی عمر مین شہید ہوا اسکے چھہ بیٹے اور چار لڑکیان
تھین۔ (۱) حیدر خان جو باپ کی زندگی مین مر گیا (۲) قطب الدین جسکو شاہ
نے اپنا ولیعہد اور قائم مقام مقرر کیا تھا اور وہ اپنے بھائی جمشید کے حکم سے اندھا
کیا گیا۔ جمشید نے ہی باپ کو مروایا تھا اور تخت کو غصب کیا تھا چند سال بعد قطب الدین
اجل طبعی سے مر گیا (۳) یار قلی جمشید خان جو اپنے باپ کا جانشین ہوا (۴) عبد الکریم
جسنے سرکشی کی اور ملک سے چلا گیا اور پیچھے مارا گیا (۵) دولت خان جسکو شہزادہ
نا کہتے تھے وہ ابراہیم قطب شاہ کے عہد مین مرا (۶) ابراہیم جو اپنے بھائی جمشید کے
بعد مسند نشین ہوا۔
جب یار قلی جمشید نے دیکھا کہ باپ نے قطب الدین کو اپنا ولیعہد بنایا اور اپنی جانشینی
کے لئے منتخب کیا تو اُس نے باپ کے قتل کرنے اور تخت کے غصب کرنے کا ارادہ کیا

اندھا کرکے ابراہیم عادل شاہ کو بادشاہ بنایا جب سلطان قلی قطب شاہ کوہیر کا محاصرہ
کررہا تھا تو ابراہیم عادل شاہ نے بریدشاہ سے اتفاق کرکے ممالک تلنگانہ کی
بعض حصون پر تاخت و تاراج کی تھی۔ سلطان قلی نے اب اسکا انتقام لینا چاہا وہ
قلعہ ایت گیر پر لشکر کو لے گیا۔ یہ قلعہ شاہ بیجاپور پاس تھا اور اس نے اور سپاہ کو دستی
روانہ کیئے کہ اضلاع کاکنی۔ گرولی اور تارگی کو فتح کریں جنکو اسمعیل عادل شاہ نے اس
عرصہ مین غصب کرلیا تھا کہ وہ راجچندر اور سیتاپتی سے لڑ رہا تھا ان سپاہ کے دستون
نے تھوڑے عرصہ مین ان اضلاع کو تسخیر کرلیا اور قطب شاہ کے نام سے حکومت انمین قائم
ہوگئی اسکے بعد قلعہ ایت گیر کو محاصرہ کیا اور اسی وقت اس نے بریدشاہ پاس ایلچی بھیجا۔
اور اس سے قصبات میدک اور کولاس طلب کیئے۔ سلطان قلی قطب شاہ سے قاسم بریدشاہ
لڑ نہین سکتا تھا اس نے ایلچی بھیجکر برہان نظام شاہ احمدنگر سے درخواست کی
کہ آپ مدد کرکے مجھے اس آفت سے بچائیے۔ اس وقت برہان نظام شاہ ابراہیم عادل شاہ
سے ضلع شولاپور کے لئے جنگ کر رہا تھا وہ اس پیغام سے خوش ہوا کہ اسکو سلطان
قلی قطب شاہ سے عہد و پیمان کرنے کا موقع ملیگا جس کی مہربانی کا وہ آرزومند تھا
اس نے اپنے وزیر شاہ طاہر کو قطب شاہ کے لشکرگاہ مین بھیجا اور شرائط صلح یہ ٹھیرائین
کہ قاسم بریدشاہ قلعہ میدک کو قطب شاہ کے حوالہ کرے اور قطب شاہ اسکے قصور معاف کرے
جب شاہ طاہر گولکنڈہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ برسات کے آجانے کے سبب سے
قطب شاہ ایت گیر کا محاصرہ اٹھانے کو اور اپنے دارالخلافہ مین آنے کو ہے قطب شاہ نے شاہ
طاہر کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اس نے قاسم برید کے صلحنامہ پر آسانی سے دستخط کرا
لئے۔ اور شاہ طاہر نے اس سے یہ درخواست بھی کی کہ وہ پانچ ہزار سوار برہان
نظام شاہ کی کمک کے لئے بھیجدے کہ وہ قلعہ شولاپور کی تسخیر مین شریک ہون۔
شاہ طاہر کو بیس ہزار ہن دیکر رخصت ہوئی۔ بعد ان فتوحات کے سلطان قلی
قطب شاہ نے جس کی عمر نوّے برس کی ہوگئی تھی یہ ارادہ کیا کہ حیات کے باقی

سلطان قلی قطب شاہ کی وفات

قطبشاہ کی کمک کو بھیجی برہان نظام شاہ نے کوہیر کو جو قاسم برید کے قبضہ مین تھا حملہ کرکے لے لیا اور یہان سے گولکنڈہ کی طرف آگے بڑھا۔ قاسم برید مین یہ طاقت کہان تھی کہ وہ نظام شاہی اور قطبشاہی کے متفق لشکر و نکا مقابلہ کرتا اسلئے وہ بیجاپور چلا گیا۔ مگر راہ مین اسکو ایسا موقع ملا کہ مہمان نوازی کے حقوق بھول کر اسنے ابراہیم کے ہاتھیون اور مال اسباب پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ شاہزادہ کو جب اسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ بیجانگر چلا گیا اور رام راج کی دوستی کا طالب ہوا وہ پہلے سلطان قلی قطبشاہ کا تابع تھا اور اب وہ بیجانگر مین راج کرتا تھا۔

رام راج کی ترقی کی حقیقت دراصل یہ ہے کہ جب سلطان قلی قطب شاہ نے بیجانگر کی ممالک کی طرف کوچ کرکے سرحد پر بعض اضلاع کو زیر کیا تھا تو وہ مسلمانون کی سپاہ کو یہان چھوڑنا پسند نہین کرتا تھا اس لئے رام راج کو جو شریف خاندان کا ہندو تھا یہ اضلاع سپرد کئے اور خود گولکنڈہ کو چلا گیا۔ تین برس بعد اس ملک مین عادل شاہ کی سپاہ جو تاخت و تاراج کرنے آئی تھی اور اس نے رام راج کی ریاست کو تہ و بالا کیا تو وہ بھاگ کر سلطان قلی قطبشاہ پاس آیا جسنے اس بھگوڑے پن کو اوسکی نامردی جانا اور اپنے پاس سے دور جانے کا حکم دیا۔ رام راج نے اس طرح ذلیل ہوکر وجیانگر کی راہ لی اور کرشن راج کا نوکر ہوا اُس نے اُس کی ایسے قدر کی کہ اپنی بیٹی بیاہ دی جب خسر کا انتقال ہوا اور وارث تخت و تاج۔ ابھی گود ہی مین کھیلتا تھا وہ سلطنت کے کامون کا انجام نہین دے سکتا تھا اس لئے رام راج اول اس لڑکے کی طرف سے نائب وکیل سلطنت ہوا پھر اسنے سلطنت کو غصب کیا اور اپنے تئین صاحب اقتدار بنانے مین کوشش کی اور اپنے عزیزون اور دوستون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب دئیے وجیانگر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ سید علی اور ریحان حبشی ملقب بہ حمید خان اور کانا جی برہمن کو شاہزادہ ابراہیم ہمراہ لیکے رام راج پاس آیا۔ شاہزادہ کے چند اور خاص نوکرون نے بھی قاسم برید

جب قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی تو جمشید کو قید کرنے کا حکم دیا اور قلعہ گولکنڈہ کے محبس میں اوسکو مقید رکھا اس قید میں بھی اس نے باپ کو قید حیات سے رہائی دلانے میں تدابیر کیں اور اپنے محافظ اور قلعہ دار گولکنڈہ کو ترغیب و تحریص کی کہ اسنے شاہ کو مار ڈالا جسکا اوپر بیان ہوا اس دراز مدت سلطنت میں وہ اپنا ملک اپنے وارثوں کو چھوڑ گیا جو گوداوری سے کرشنا سے پرے تک و سمندر پر اس خط تک جو حیدرآباد کے ۷۷ درجہ طول بلاد شرقی سے کھینچا جائے اسکے ملک کے شمال مغربی اضلاع تو مملکت بہمنی کے حصے تھے اور جنوب مغربی اضلاع وجیانگر کے راجہ سے چھینے تھے مگر زیادہ تر اسکی قلمرو میں وہ اضلاع تھے جو اس نے ورنگل کے باقیماندہ خاندان سے اور تلنگانہ کے اور زمینداران سے لئے تھے۔

جمشید قطب شاہ

سلطان قلی کے مرتے ہی میر محمود قاتل گولکنڈہ میں آیا اور شاہزادہ جمشید کو قیدخانہ سے نکال کر اپنی جماعت کے ساتھ شاہزادہ قطب الدین کے محل پر گیا جسکو سلطان قلی قطب شاہ نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور اسکو اندھا کیا پھر وہ محل شاہی میں آیا اور رسوم کے موافق جمشید کو تخت پر بٹھایا اور سارے ملک تلنگانہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور شاہان دکن نے اسکو تہنیت نامے بھیجے جب جمشید نے اپنی بڑے بھائی کی آنکھیں نکالیں تو اُسنے دیورکنڈہ میں احکام بھیجے کہ وہاں جو اسکا چھوٹا بھائی ابراہیم حاکم قلعہ ہے وہ گرفتار ہوکر یہاں آجائے۔

جب شاہزادہ کو یہ خبر ہوئی تو وہ قاسم برید کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی امداد چاہی قاسم برید نے اسکی بڑی آؤبھگت کی اور سپاہ جمع کرکے اور شاہزادہ کو ساتھ لیکر گولکنڈہ میں بغیر مقابلہ کے آگیا۔ قاسم برید نے دفعۃً تلنگانہ پر چڑھائی کرکے شاہان دکن کو متحیر کیا خاص کر برہان نظام شاہ کو وہ اسکی بلند ہمتی کی خیالات سے واقف تھا اور اس کے بڑھنے سے خائف تھا اس لئے فوراً اپنی سپاہ جمشید

جسمین جمشید شاہ نے اپنی بڑی مردانگی دکھائی۔ بیجاپور کے پادشاہ کو شکست ہوئی
اسکے خیمے و خرگاہ اور بنگاہ سب دشمنون کے ہاتھ آئے اب جمشید قطب شاہ کو موقع ملا کہ
وہ قاسم برید سے انتقام لے اسکا پیچھا اُس نے بیدر کے دروازون تک کیا اور
اپنے تئین اور اپنی سپاہ کو یہان کے غنائم سے مالامال کیا۔

جب قاسم برید شاہ نے سنا کہ جمشید قطب شاہ سپاہ متفقہ کو چھوڑ کر اپنے دارالخلافہ
کو گیا (فرشتہ اس چھوڑنے کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ جمشید قطب شاہ کی یہ خوش
طبعی تھی کہ وہ جانب غالب کے ساتھ متفق ہوتا اور پھر اوسکو دفعۃً ایسا چھوڑ کر چلا جاتا
کہ اپنے خیمہ و خرگاہ کی بھی خبر نہ لیتا) تو وہ اُن آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادہ لیکر
جمشید پر حملہ کرنے آیا۔ ابھی گلکنڈہ سے چار کوس پر موضع چلکور مین قاسم برید پہونچنے
نہ پایا تھا کہ اُس کے آنے کی خبر کو جمشید سنکر ایسا گھبرایا اور اُس کے ہوش و حواس
پران ہوئے کہ اپنی دارالخلافہ کو خالی کیا اور قلعہ مین کچھ سپاہ اسکی محافظت کے
لئے چھوڑی اور خود کوشش کی کہ مختلف اقطاع سے اپنے امرا کو جمع کرے۔ دشمن کی
توجہ ہٹانے کے لئے وہ بیدر کی طرف چلا اور کمٹانا مین پہنچا اور گرد کے اضلاع کو
لوٹا مارا۔ جب برید شاہ نے یہ حال سُنا تو اُس نے گولکنڈہ کا پیچھا چھوڑا اور اپنے
دارالخلافہ کی محافظت کے لئے مراجعت کی اس مراجعت مین جمشید قطب شاہ سے
وہ تین سو سوارون ساتھ دوچار ہوا اور اوسکے لشکر پر پٹن چرو کے قریب حملہ کیا۔
جسکا خاتمہ اس پر ہوا کہ دونو پادشاہ اپنی اپنی دارالخلافہ کو جائین جمشید شاہ نے
اپنی دارالسلطنت مین آنکر روپیہ اور لشکر سب طرف سے جمع کیا اور پھر بیدر کیطرف
کوچ کیا کولاس مین پہنچکر اس نے اپنی سپاہ کو چارون طرف ملک مین لوٹ مار کرنے
کے لئے بھیجا قاسم برید شاہ بیدر سے آٹھ ہزار سوار اور بہت سے پیادے لیکر
اسکے مقابلہ کے لئے نکلا جمشید نے اپنے ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا
کرنا چاہیئے۔ جگ دیو راؤ نائک واری نے یہ تدبیر پیش کی کہ کولاس کی ہندیون

لشکر کو چھوڑ کر بیجانگر کا رستہ لیا یہان شاہزادہ کی تعظیم و تکریم اُسکے رتبہ کے موافق ہوئی
شہزادہ شہر مین رہتا تھا کہ ایک دن عجب اتفاق ہوا کہ ملک عین الملک گیلانی ابراہیم عادل
کی ملازمت چھوڑ کر رام راج کا نوکر ہوگیا تھا اور اسکو اپنی بہادری اور شجاعت ایسی
دکھائی تھی کہ وہ اسکو بھائی کہتا تھا۔ ایک دن وہ رام راج سے ملکر اپنی سپاہ کے ساتھ
چلا آتا تھا۔ راہ مین شہزادہ ابراہیم سے وہ دوچار ہوا۔ شہزادہ اپنے ملازمین اور سیدی
اور حمید خان کے ساتھ جاتا تھا۔ رستہ تنگ تھا ہر ایک اسپر بجد ہوا کہ رستہ اس کے
لئے خالی کیا جاے آخر کو شاہزادہ کے آدمیون نے جو گھوڑون پر سوار تھے عین الملک کے
آدمیون پر تلوارون سے وار کیا اور اپنے لئے رستہ خالی کیا کہ جسکے بعد شہزادہ رامراج
سے ملنے گیا۔

جمشید قطب شاہ

جب قاسم برید شاہ گولکندہ سے چلا گیا اور برہان نظام شاہ گولکندہ کے قریب
آیا تو جمشید قطب شاہ کو اپنے دار الخلافہ کی طرف سے کوئی فکر دل مین نہین رہا و
اپنے دوست سے ملنے چلا۔ جمشید کو برہان نظام شاہ نے امارات شاہی دینے
اور اُسکے سر پر تاج رکھنے کا ارادہ کیا تو جمشید نے یہ کہکر انکے لینے سے عذر کیا اگر مین
میدان جنگ مین تاجدار ہونے کا استحقاق نہین رکھتا تو مین تاج لینے کے لائق نہین
اسکے بعد برہان نظام شاہ نے اسکو اپنے ساتھ اور علاء الدین عماد کے ساتھ ایک جہت ہونے
کی اور بیجاپور کے بادشاہ سے مخالف ہونے کی ترغیب دی اور ان تینون شاہون
کی سپاہ قلعہ شولاپور کے فتح کرنے کے لئے چلی۔ جب ابراہیم عادل نے اس اتفاق کی خبر
سنی تو وہ برید شاہ کو اپنے ساتھ لیکر برہان نظام شاہ کی سرحد پر پرینده پر چڑھا
وہ تینون شاہون کی سپاہ سے برابری کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اس لئے اُن کے
متفرق کرنے کے لئے پرینده پر لشکر کشی کی۔ یہان آنکر اس نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور
اسکا منصوبہ یہ بن آیا کہ یہ سپاہ متفقہ شولاپور کو چھوڑ کر پرینده کو چلین ابراہیم عادل شاہ
نے ان سپاہیون کی یہ حرکت سنکر خاص پور مین انپر حملہ کیا۔ بڑی خونریز لڑائی ہوئی

پانچہزار سوارون کے ساتھ اسکی کمک کے لئے بھیجدیا جمشید نے راہ ہی مین اسکو نرائن کھیڑہ مین
روکا - خود قلب مین رہا او میمنہ مین سیف خان عین الملک کو اور میسرہ مین جگدیو راؤ کو
سپہ آرا مقرر کیا قاسم برید نے بھی اپنی سپاہ کو قلب مین رکھا اور میمنہ مین عادل شاہی سپاہ
کو اور میسرہ مین اپنے بھائی خان جہان کو کھڑا کیا نہایت سخت کارزار ہوئی -
سیف عین الملک نے اپنی بہادری سے دشمن کے میسرہ کو شکست دی اس جنگ مین قاسم برید
کے بڑے بہادر افسر سپاہی قتل اور اسیر ہوے - اس فتح کے بعد جمشید شاہ اپنے دارالخلافہ
مین آیا -

قاسم برید شاہ کی لڑائیان اکثر برہان نظام شاہ کے ساتھ رہتی تھین اس نے مصلحت ملکی
اسمین سوچی کہ وہ ابراہیم عادل شاہ سے اتحاد پیدا کرے اس مطلب کے لئے ہمیشہ وہ تحفے
تحائف بھیجتا اور اپنی دوستی و یکجہتی جتاتا انکے اس ربط کے توڑنے کے لئے جمشید قطب شاہ
نے گولکندہ مین سے آنکر یہ تدبیر سوچی کہ برہان شاہ کو لکھا کہ قاسم برید کی عادت ہو گئی
ہے کہ ہمسایہ کے ملکون پر ہمیشہ تاخت و تاراج کرتا ہے اسلئے شاہان دکن کو مناسب
ہے کہ متحد ہو کر اسکا استیصال بالکل کرین اس مطلب حاصل کرنے کے لئے ابراہیم عادل شاہ
سے عہد و پیمان کرنے چاہئین کہ وہ ہمارے ساتھ متفق ہو اور قاسم برید کا ملک فتح ہو کر
آپس مین تقسیم ہو - برہان نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ مطلب لکھا وہ
دل سے انکے ساتھ ہوا اور یہ قرار پایا کہ برہان نظام شاہ قاسم برید کے ملک پر حملہ
کرے اور بیجانگر پر حملہ کرنے مین عادل شاہ کا مزاحم کوئی نہ ہو - پس
برہان نظام شاہ نے شرق کی جانب مین قندھار کو حملہ کر کے فتح کر لیا - قاسم برید شاہ
اس فتح سے متحیر ہوا اسکو معلوم نہین تھا کہ آپس مین ان شاہون کے درمیان کیا رشتہ
ہو گئی ہی وہ بیدر مین سپاہ چھوڑ کر اپنے قدیمی دوست ابراہیم عادل شاہ پاس
گیا اس نے اسکو گرفتار کر کے مقید کیا - ابراہیم عادل شاہ نے جنوب کی طرف کوچ
کیا اور بیجانگر کے ملک مین سے بہت سے حصہ کی فتح مین کامیاب ہوا -

قبضہ کر کے انکو مستحکم کرنا چاہیئے اور قلعہ کو فرودگاہ بنانا چاہیئے جہاں سے لوٹ مار کے لئے صف آرائیاں کیجائیں جمشید نے اس تجویز کو منظور کیا اور جگد یوراؤ کو فوجی سپاہ کے ساتھ یہاں چھوڑا کہ وہ قلعہ بنائے اور خود قاسم برید کے مقابلہ کے لئے نرائن کھیڑہ میں روانہ ہوا یہاں صف جنگ ہوئی پھر دونو سپاہیں کچھ دنوں آمنے سامنے پڑی رہیں جب جمشید پاس جگد یوراؤ کے قلعہ کی تیاری کی خبر آئی تو کچھ سپاہ کے ساتھ جمشید اس قلعہ کی طرف چلا۔ اس اثناء میں قاسم برید شاہ نے گول کنڈہ کی سپاہ کو خوب لوٹا بھگوڑے کولاس میں جمشید سے ملے۔ قاسم برید نے بجائے تعاقب کرنے کے بیدر کی راہ لی تو قطب شاہ لڑائی چھوڑے بغیر کولاس اور نرائن کھیڑہ و احسن آباد گلبرگہ کے ضلاع پر قابض ہوا

آخر جنگ میں جمشید ہمیشہ اپنے دوست برہان نظام شاہ کو کل واقعات سے اطلاع دیتا رہتا تھا جب اس کی سپاہ کو کولاس میں خود چلے جانے سے شکست ہوئی تو اس نے اسکو اپنے سارے حال سے اطلاع دی اور لڑائی میں شریک ہونے کے لئے اسکو بلایا برہان شاہ تو ایسے کاموں میں شریک ہونے کے لئے تیار بیٹھا رہتا تھا وہ ادسہ اور اودگیر کی طرف گیا اور اس نے جمشید کو اطلاع دی کہ وہ اور شکر برار اس سے ملنے چلے آتے ہیں اور اس کو صلاح بتلائی کہ دشمن کے ملک پر جو اسکی سرحد پر ہے حملے کرنے شروع کرے۔ کولاس کی راہ سے جمشید چل کر دوستوں کی سپاہ سے جا ملا جو ادسہ کا محاصرہ کر رہے تھے۔ یہ آپس میں ٹھیرا کہ دوست تو ادسہ کے محاصرہ پر قرار رکھیں اور جمشید قلعہ میدک کو فتح کرے جس پر قاسم برید نے قبضہ کر لیا ہے جمشید نے آن کر میدک کا خوب محاصرہ کیا اور اس کے نیچے کے قلعے کو جبر و قہر سے فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نے ہوشیاری سے اپنے تئیں حوالہ کیا اس عرصہ میں اسکے دوستوں نے ادسہ و اودگیر کو فتح کر لیا۔ اس سبب سے قاسم برید نے ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی اس نے اخلاص خان کو

الملعیر ٹے سے اور بیدر کو چلا گیا اور وہاں قاسم برید کو تخت پر بٹھایا۔ قاسم برید نے
حسین گویّے اور ناچنے والے جمشید کی ہمراہ کئے اور شاہان بہمنی
کے جواہرات جو اس کو ہاتھ لگے تھے وہ نذر میں دئیے اب جمشید گولکنڈہ میں اکثر
بالکل عیش و عشرت میں ڈوب گیا محل میں پڑا رہتا تھا مہینوں نظر نہ آتا تھا آخر کو
بیمار ہوا اور ۹۵۷ھ میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور باپ کی بغل میں قبر میں سویا

سبحان قلی قطب شاہ

جمشید قطب شاہ کے مرنے پر اعیان سلطنت نے اسکے بیٹے سبحان قلی کو تخت پر
بٹھایا وہ سات برس کا لڑکا تھا عصار سلطنت ہاتھ میں نہیں سنبھال سکتا تھا اس لئے
اسکی ماں اور ارکان سلطنت نے سیف خان عین الملک کو احمدنگر سے بلایا جمشید نے
اسکو یہاں سے نکال دیا تھا۔ جگدیو راؤ جو اول درجہ کا امیر تھا اس نے یہ مصلحت جانا
کہ دولت خان جو شاہ مرحوم کا سب سے چھوٹا بھائی تھا شاہ بنائے اس بات میں
اسنے بجری خان اور جگت راؤ سے گفتگو کی۔ ان امیروں نے اس امر کو ناپسند
کیا انکو اسکے اقتدار پر رشک و حسد پیدا ہوا جگدیو راؤ نے کھلی بغاوت اختیار
کی اسنے فوراً دارالسلطنت کو چھوڑا اور سپاہ کو جمع کرکے بھون گر میں گیا جہاں
شاہزادہ دولت خان مقید تھا اس نے اس شہزادہ کو قید سے نکالا اور ہمسایہ
میں جو نائک وار رہتے تھے انہوں نے اور بھون گر کے متصل اضلاع نے شاہزادہ کی
شاہی کو تسلیم کیا۔
اس عرصہ میں سیف خان احمدنگر سے آیا اور نائب السلطنت کے عہدہ پر سرافراز ہوا
وہ سپاہ لیکر جگدیو راؤ سے لڑنے آیا یہ اس سے لڑ نہیں سکتا اس لئے اسنے تفال خان نائب
سلطنت برار کو اپنی حمایت کے لئے بلایا۔ تفال خان فوراً آنکر جگدیو راؤ سے مل گیا اور
موضع سنگرام میں سیف خان اور باغیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی جسمیں دولتخان
کو بالکل ہزیمت ہوئی اور تفال خان کے ساری ہاتھی اور خیمہ خرگاہ چھین گئی جگدیو راؤ

برہان نظام شاہ کو جب معلوم ہوا کہ ابراہیم عادل شاہ نے بیجانگر کا ملک بہت سا فتح
کر لیا ہے تو اسکو ابراہیم کی سطوت و شوکت و مملکت کے بڑھنے سے خوف
پیدا ہوا۔ شاہان دکن کی بڑی حکمت عملی یہ تھی کہ دکن میں قوتوں کی موازنت سلطنت
رکھتی تھی اس لئے اس نے بیجاپور کی مملکت کے شمالی غیر محفوظ حصہ پر حملہ کیا اور قلعہ
شولاپور پر جو ہمیشہ ان دو بادشاہوں میں باعث نزاع رہتا تھا حملہ کیا اس لئے
عادل شاہ شمال میں دشمن سے لڑنے گیا ادھر تو بادشاہوں نے اپنے دوست جمشید
پاس گولکنڈہ ایلچی بھیجے وہ یہ سمجھ کر کہ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہونا اسکے حق میں بہتر
ہوگا شولاپور کے میدان میں آیا اور دونو لڑنے والوں لشکروں کے درمیان ٹھیرا
اور ظاہر میں کسی کا طرفدار نہ ہوا دونو طرف سے خط و کتابت قول قرار جاری رکھی
اس عرصہ میں اس پاس ایک خط مخفی برید شاہ کا آیا اس نے وعدہ کیا کہ اگر مجھے قید سے
کرادوگے تو میں اپنے ملک کا ایک حصہ آپ کو دیدونگا جمشید نے ابراہیم عادل شاہ کے
سفیر کو بلایا اور اس سے کہا کہ اگر تمہارا شاہ قاسم برید کو رہا نہ کریگا تو میں اسی
خط و کتابت ترک کردونگا اسکو وہ میرے خیمہ گاہ میں بھیجدے جس سے ثابت ہو کہ
وہ آزاد ہو گیا۔ اور اسکے ساتھ یہ چیزیں بھی مانگیں کہ گھوڑا جسکا نام صباح الخیر
اور دو ہاتھی جنکا نام نان ریزہ اور چنچل ہیں اگر یہ میری سب باتیں منظور ہونگی
تو میں اسکے ساتھ برہان نظام شاہ سے لڑونگا۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ سب
باتیں اسکی مان لیں اور اس نے گھوڑا۔ ہاتھی۔ قاسم برید۔ اس پاس بھیجدیے۔ جمشید
نے مجلس شاورۃ جمع کی کہ اس نازک معاملات میں جو مشورہ دے وہ میں کروں
اس نے بیان کیا کہ برہان نظام شاہ جو ہمیشہ میرا دوست رہا اور اب بھی میری دوستی
چاہتا ہے اس لئے مصلحت ملکی نہیں ہے کہ اسکے برخلاف ابراہیم عادل شاہ سے
اتحاد کیا جائے اور نہ یہ عزت کی بات ہے کہ ابراہیم عادل شاہ سے ترک رفاقت
کی جائے جس سے ابھی عہد و پیمان ہوئے ہیں سب امراء کے مشورہ سے اس نے اپنے خیمے

اور قسمین کھا کر اس سے امداد کا وعدہ کیا۔ شاہزادہ ابراہیم اس قلعہ مین گیا جہان کی اعلے
افسرون نے اسکو نذرین دین۔ یہان چندروز ٹھیرا ہر روز گول کنڈہ کے امرا اس کی
خدمت مین حاضر ہوتے۔ دو مہینے مین چار ہزار سوار قواعد دان جمع ہو گئے۔ سیف خان نائب
سلطنت نے اسکے مقابلہ کے لئے سفر کیا اور گن پور تک آیا کسی نے اسکا مقابلہ نہین کیا
شاہزادہ نے اسکی یہ پیش قدمی سنکر گول کنڈہ ایک نائک داری کو بھیجا کہ وہ قلعہ گول کنڈہ
مین جا کر وہان کے نائک داریون سے سازش کرے اور جگدیو راؤ کو قید سے چھڑا کر
گول کنڈہ مین لے آئے۔ نائک داریون نے آسانی سے اس سازش مین شرکت قبول کی اور
انہون نے جگدیو راؤ کو قید سے رہا کیا اور وہ جگت راؤ کے محل پر گئے جو نائب
سلطنت کی غیر حاضری مین قلعہ دار تھا اسکو پکڑ کر قلعہ گولکنڈہ مین زنجیرون مین جکڑ کر
رکھا پھر وہ ان بڑے بڑے امیرون کے گھر گئے جو سبحان قلی کے فریق مین تھے
جنکو انہون نے مارا اور سبحان قلی کو قید کیا اسکے بعد انہون نے شاہزادہ ابراہیم کو
اپنی کامیابی کا حال لکھا اور دار الخلافہ مین بلایا جب عین الملک نائب سلطنت کو
معلوم ہوا کہ دار الخلافہ کی حفاظت کی تدابیر مین مین ناکام رہا تو اسنے شاہزادہ ابراہیم
کو بڑی عاجزانہ عرضی لکھی کہ معافی نامہ جسپر حضور کی دستخطی مہر ہو عنایت ہو۔ شاہزادہ
نے جواب دیا کہ جب تک مین گول کنڈہ مین تخت شاہی پر نہ بیٹھونگا تجھہ سے کوئی عہد
نہین کر سکتا سیف خان اس جواب کو اپنے مقید اور قتل ہونے کی تمہید سمجھا تو وہ
جمشید کا بہت سا خزانہ لیکر کولاس کی راہ سے پانچہزار سوارون اور بعض اپنے تابعین کے
ساتھ سرحد پر چلا گیا۔ شاہزادہ نے اسکا تعاقب نہین کیا یہ دار الخلافہ کی طرف چلا آیا
ایک منزل پر سب شہر کے رؤسا اسکی خدمت مین حاضر ہوئے انمین جگدیو راؤ اور
نائک داری تھے۔ جنھون نے قلعہ گولکنڈہ کی کنجیان اسکے قدمون مین رکھ دین۔
دوسرے روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۹۵۷ھ ۱۵۵۰ء کو محمد نگر مین دستور کے موافق شاہ ہوا اور
ابراہیم قطب شاہ لقب ہوا۔

اور دولتخان قلعہ بھون گر کی طرف بھاگ گئے وہان پناہ گیر ہوئے انکا تعاقب ہوا اور انکو محصور کیا۔ قلعہ پر مہینہ بھر تک حملے ہوتے رہے۔ جگدیو راؤ نے بھی قلعہ سے نکل کر دشمن پر حملہ کئے اور اسکے مورچون مین گھس گیا اور بہت سے بہادر افسر اسکے مارے۔ آخر کو سیف خان نے شرائط صلح پیش کین لیکن محصورین نے انکو نہ سُنا مگر جب بھوکے مرنے لگے تو مجبور ہو کر قلعہ عین الملک کو سپرد کیا۔ شاہزادہ دولت خان بدستور سابق قلعہ بھون مین مقید ہوا اور جگدیو راؤ دار الخلافہ کو بھیجا گیا۔ اب حقیقت مین تلنگانہ کا پادشاہ عین الملک تھا اُسنے ارکان سلطنت کو ستانا شروع کیا انکو اپنے منصبون سے معزول کیا چند امرا جو باقی رہے اونکو بھی اپنے غرور و نخوت کے سبب سے لعن و طعن کی جب امرا کو مایوسی ہوئی تو اُنہون نے مخفی جمشید کے چھوٹے بھائی شاہزادہ ابراہیم کو لکھا کہ یہان اور شاہ ہو۔ یہ حال ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ شہزادہ بیجانگر مین امراج کے سایہ عاطفت مین رہتا تھا اس مصیبت کی حالت مین دو دوست سید حی اور حمید خان تھے انہون نے اسکو صلاح بتلائی کہ دار الخلافہ مین فوراً جائے اور اپنی شاہی کا اشتہار دیجے شاہزادہ نے رامراج سے بھی اس بات مین مشورہ لیا وہ یہ نہین چاہتا تھا کہ شاہی کی ایسے بیہودہ دعوی کے لیئے وہ اسکی خدمت سے جدا ہو مگر آخر کو اُسنے بھی جانیکی صلاح دی اور یہ پیش کیا کہ وہ اپنے بھائی دینکٹادری کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار پیادون کے ساتھ شاہزادہ کو تخت سلطنت پر بٹھانے کے لیئے بھیجے مگر سید حی اور حمید خان نے شاہزادہ کو صلاح دی کہ وہ اس سپاہ کثیر کے ساتھ لیجانے سے انکار کرے جو اس شاہزادہ کے نام سے وہ کام کر سکتے تھے جو اسکے راجہ کا مقصود تھا کہ اس سلطنت کو غصب کرلے غرض شاہزادہ نے کسی ہندو کو اپنی کمک مین ساتھ نہین لیا اور بیجانگر سے چلدیا اور بنگل مین پہنچا یہان آسے بہت قطب شاہی افسر ملے اور تھوڑے عرصہ مین اس پاس بیس ہزار سوار اور پانچہزار پیادے جمع ہو گئے کوول کنڈہ مین جو نائک داری تھے اُنہون نے بھی وعدہ کیا کہ قلعہ اسکو حوالہ کر دینگے

ہمارے اور آپکے درمیان مدت سے رابطۂ اتحاد مستحکم ہے اسلئے ہمکو مناسب معلوم ہوا
کہ آپکے سامنے یہ دلائل پیش کرکے آپسے درخواست کرین کہ آپ نے یہ جو مضرت ناک اتحاد
پیدا کیا ہے اسے ترک کرین اور صلح کے ساتھ اپنے دارالسلطنت کو چلے جائین اور ان دونو
کے ساتھ اتحاد رکھین جنکے درمیان آخر کو صلح ہو جائیگی اور اس دراز جنگ کا خاتمہ
ہو جائیگا اس زمانہ مین اس مضمون کے خطوط ابراہیم عادل شاہ کے بھی آئے تھے۔
ابراہیم قطب شاہ نے چاہا کہ رامراج سے ملاقات کرکے صلح کی شرائط قرار دے کہ بیجاپور اور
احمدنگر کے درمیان مصالحت کرا دے جسکی ضامن رمیانی سلطنتین ہون انہین دنون
یہ خبر آئی کہ ییتم راج برادر رامراج نے سوارون اور بیجاپور کے بعض افسرون کو ساتھ لیکر
بنگل کے قریب ملک کو لوٹا مارا ہے اس باب مین حسین نظام شاہ سے خط و کتابت کرکے
چارون شاہ وہان ملے جہان دریاے بھیما اور کرشنا ملتے ہین ان مین مصالحت ہو گئی
اور ہر ایک شاہ اطمینان سے اپنے اپنے ملک کو گئے - رام راج جو اپنے دارالسلطنت سے
غیر حاضر ہوا تو اسکے بھائیون تم راج اور گوبند راج کو جو ادونی مین حاکم تھے۔
فرصت ملی تو انہون نے ادونی پر تسلط کرنے پر بس نہین کی بلکہ اور ضلعون کو بزور
اپنا تابع بنا لیا جب بیجانگر مین رامراج واپس آیا تو اس نے اپنے بھائیون کو برادرانہ
خطوط بھیجکر سمجھایا مگر انکو اپنی سپاہ پر ایسا غرور تھا کہ انہون نے بھائی کے کہنے کو نہ مانا
تو رامراج نے ابراہیم قطب شاہ پاس گلکنڈہ ایلچی بھیجے اور کمک کی درخواست کی۔
ابراہیم قطب شاہ نے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی قبول خان بھیجے کہ وہ
رامراج سے جا کر ملین رامراج نے بیجانگر مین آنکر اپنی سپاہ کو میدان جنگ مین بھیجا
اور اسد راج ٹھاپا۔ نور خان۔ یحیی خان کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی سپاہ لیکر کمکی لشکر
سے ملین اور سب ملکر باغیون سے لڑنے جائین جب باغیون نے دیکھا کہ ان شاہی فوجون سے
ہم نہین لڑ سکتے تو انہون نے مستحکم قلعہ ادونی مین پناہ لی اسکا چھ مہینہ تک محاصرہ رہا
جب اذوقہ کی تنگی ہوئی تو بیجانگر کے راجہ پاس اہل قلعہ نے اپنی عرایض بھیجین رامراج نے

ابراہیم قطب شاہ

جب ابراہیم تخت پر بیٹھا تو اسنے اپنی تمیز رموز ملکی سے واقف کیا اور مظلوموں کی
دادرسی کی اور مملکت کی ترقی اور استواری کے لئے قوانین و ضوابط و آئین مقرر کیے
جب اور شاہان دکن کو اسکی خبر ہوئی تو اُسکو تہنیت نامے لکھے حسین نظام شاہ نے اپنا ایک اعلے
درجہ کا امیر قاسم بیگ شیرازی تحفوں کے ساتھ بھیجا اور ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خان
کو ایلچی بناکے حسین نظام شاہ پاس بھیجا۔

اس نے احمد نگر میں جاکر یہ امر پیش کیا کہ اول دونوں شاہوں کی ملاقات ہونی
چاہیئے۔ بیدر اور گلبرگہ کے قلعوں کو فتح کرنے کے لئے جانا چاہیئے یہ مقدمات
قاسم بیگ شیرازی امیر نظام شاہ نے گلکندہ میں پیش کئے مگر یہ کام التوا میں
جب تک رہی کہ دونوں شاہ اپنے سپاہیوں سمیت گلبرگہ میں ملنے آئے انہوں نے یہاں
آنکر گلبرگہ کا محاصرہ کیا۔ اہل گلبرگہ نے ایک مہینہ تک ان دونوں دوستوں کا خوب
مقابلہ کیا۔ قلعہ میں دو ایک رخنے ڈالکر حملے ہوئے جنکو اہل قلعہ نے رفع کیا اور نظام شاہ
کی سپاہ کے عمدہ افسر مارے گئے۔ گلبرگہ شاہ بیجاپور سے متعلق تھا جب اسنے دیکھا کہ
میں ان متفق شاہوں کی سپاہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا تو اسنے رام راج راجہ بیجانگر
سے امداد طلب کی اس درخواست پر وہ خود مع سپاہ کے شاہ بیجاپور کی امداد کو
آیا اور اثنائے سفر میں اسنے ابراہیم قطب شاہ کو اس مضمون کا خط لکھا آپ کو معلوم
ہو کہ بیجاپور اور احمد نگر کے شاہ آپس میں مدت سے لڑ رہے ہیں جنگ کی حالت اور
قوتوں میں موازنت ایسی انمیں متساوی درجہ کی ہی کہ باوجود ایک دوسرے کی
سرحد پر ہر سال لشکر کشی کرتا ہے مگر کسی کا پلڑا نہیں جھکتا ہے مگر اب آپنے
اپنی سپاہ نظام شاہ کی طرف بھیجکر اسکا پلہ بھاری کیا ہے باوجودیکہ نہ آپکے
دادا نے لڑائی جھگڑوں میں دخل دیا نہ آپکے اور ابراہیم عادل شاہ کے
درمیان کوئی عداوت کا سبب ہے۔ اسنے اب ہم سے امداد چاہی ہے

ابراہیم قطب شاہ کی [illegible] بیجاپور [illegible] قطب شاہ کی امداد

احمدنگر کے برخلاف شاہان بیجاپور اور گولکنڈہ کا بیجانگر کے راجہ سے ملنا اور ابراہیم قطب شاہ کے توسل سے صلح کا ہونا۔

بہت چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو مطیع اور باجگذار بنایا۔ اُسنے اپنی جاگیرین سپاہ جمع کی
جسمین ہزار سوار عربی یا ایرانی۔ حبشی پیادون کے تھے اب وہ خاندیس اور برار کے شاہون
کے ساتھ برابری کا دعوی رکھنے لگا۔ برہان عماد شاہ نے اُس سے یہ گلے اور شکوہ کی باتین کہین
جب تو یہان آیا تھا تو کوئی دوست تیرا ساتھی نہ تھا مین نے تجھ پر کمال عنایت کی
تیری گذارہ کے لئے جاگیرین دین اپنی سپاہ کا سپہ سالار بنایا اب تو نے اپنی تئین ایسا بڑا صاحب
شکوہ سمجھ لیا کہ مصلحت ملکی یہ جاننے لگا کہ میری ملک سے چلا جائے مین تجھکو حکم دیتا ہون کہ ابھی
جلد جا۔ جگدیو راؤ پاس اگرچہ سپاہ بہت تھی مگر برار کے مستحکم قلعون مین کوئی قلعہ تھا
کہ شکست کی حالت مین وہان جاکر اپنا مامن بناتا اسلئے اسکو مجبوری یہ کہنا پڑا کہ آپنے جو
میرے حال پر التفات فرمایا ہی اُسکا مین شاکر ہون اور اس احسان کو بھولونگا نہین وہ
برار سے چلدیا اور ملک کو برباد کرتا ہوا ایل کندل مین آیا۔ یہان سے بیجانگر جانے کا ارادہ کیا
جب ابراہیم قطب شاہ نے سُنا کہ جگدیو راؤ پاس پانچہزار سپاہ ہی جنمین عرب ایرانی اور حبشی
اور تین سو ہاتھی انکے علاوہ ہندو پیادے ہین اور اب وہ پاس آگیا ہی تو اُسنے مصطفی خان
کو اسکے مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا کم میٹ کے قریب لشکر شاہی کا مقابلہ اُس سے ہوا مصطفی خان
پہلے جگدیو راؤ کو لکھا کہ بادشاہ سے اپنی قصور معاف کرالے مین وعدہ کرتا ہون کہ جاگیر
جو اُسکی تھی وہ چھڑا کر اسکو دلا دونگا۔ ان باتون کو اُسنے کچھ نہ سُنا اُسنے لشکر کو حکم دیا
کہ مسلح ہو کر مصطفی خان پر حملہ کرے سخت لڑائی ہوئی۔ وینکٹ راؤ برادر جگدیو راؤ اور
چار عرب شیخ یعنی شیخ فاضل شیخ عطی حلوانی شیخ عبدالکریم شیخ ابراہیم مارے گئے۔
جگدیو راؤ کو شکست ہوئی وہ مجبور ہو کر میدان جنگ سے بیجانگر کو بھاگا اور اپنا سارا
مال اور خزانہ اور دو سو ہاتھی چھوڑ گیا جو شاہی سپاہ کو ہاتھ آگئے۔ دستور کے موافق ہاتھی
اصطبل شاہی مین داخل ہو گئے اور خزانہ سپاہ مین تقسیم ہوا۔
تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بھیما اور کرشنا کے ملاپ کی جگہ رام راج اور ابراہیم
قطب شاہ اور ابراہیم عادل شاہ ملے تھے اس کے تھوڑے دنون بعد ابراہیم عادل شاہ بیجاپور

اپنی بھائیون کو معاف کردیا اور فوجون کو دار السلطنت مین طلب کیا۔ اور انعام و
اکرام کے بعد فتوحخان کو گلکنده جانیکی اجازت دی۔ ابراہیم قطب شاہ نے اسکو اس حسن خدمت
کے جلدو مین عین الملک کا خطاب دیا۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نائکوارئیون نے جگدیو راؤ کو قید سے چھٹایا تھا اور اُس نے
انکی مدد سے شاہزادہ سبحان قلی کو اندھا اور اسکے فریق امرا کو قتل کیا تھا۔
جبتک کہ ابراہیم قطب شاہ دار الخلافہ مین آیا قلعہ و شہر کو اپنے بس مین رکھا۔ شاہ نے
اسکے اس احسان کو مان کر امیر کبیر اور وزیر اعظم بنادیا جب وہ اس بلند مرتبگی کو پہنچا
تو اسنے یہ بلند ارادہ کیا کہ شاہ کو معزول کرکے شاہزادہ دولتخان کو جو احمق مشہور تھا
تخت پر بٹھائے اور اس طرح سارے اختیارات سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لائے۔ اس
منصوبے کے حاصل کرنے کے لئے جگدیو راؤ کے نائب راؤ نے بہت سے مسلمان امرا کو ذلیل کیا۔ ان
امرائے نے ملکر شاہ سے ان دو ہندوؤن کے اختیارات کی شکایت کی اور اسکو یقین دلایا
کیا کہ شاہ کو ان دونو پر بڑا اعتبار ہے اور قلعہ مین ساری نائکواری بھری ہوئی ہین
جو جگدیو راؤ کو اپنا سردار سمجھتے ہین۔
شاہ نے یہ شکایتین سنین مگر کچھ پروا نہ کی۔ پھر اُنکے ظلم و ستم کی بہت شکایتین بادشاہ
کے کانون تک پہنچنے لگین اور جگدیو راؤ کا بھائی وینکٹ راؤ بے اجازت اپنی
جاگیر کو چلا گیا جو اسکی بغاوت پر دلالت کرتی تھی تو شاہ نے رائے راؤ کو پکڑوا کر
مار ڈالا۔ جگدیو راؤ نے جب اپنے نائب کی یہ بری گت دیکھی تو گلکنده سے وہ اپنے
دو تین ہزار سوار لے کر ایل گندیل کو گیا اور یہان سے ملک کو غارت اور تباہ کرتا ہوا
برار کے دربار مین پہنچا اسکی شجاعت مشہور تھی برہان عماد شاہ نے اسکی بڑی خاطرداری
کی اور اسکو دس ہزار سوارون کا سپہ سالار بنایا اس وقت اسکی لڑائی میران محمد
فاروقی حاکم خاندیس سے ہو رہی تھی اس مین جگدیو راؤ کو بھیجا اُس نے اکثر لڑائیون
مین خاندیس کے لشکر کو شکست دی اور غنائم کثیر حاصل کین اسکے سوا اس نے برار کے

محال ہوگا۔ رام راج نے ان باتون کا یقین کرکے مراجعت کا حکم دیا۔ علی عادل شاہ جانتا تھا کہ اہل قلعہ غلہ کی کاہش سے بدحال ہو رہے ہین تو اسنے رام راج کی منت سماجت کی اور کہا کہ جب تک قلعہ نہ فتح ہو وہ یہان سے جائے نہین اگر ایک مہینہ تک وہ اور ٹھیر رہے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ ضلع کنداپلی اسکو دیدونگا۔ رام راج نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور محاصرہ مین پہلے سے زیادہ سختی کرنے لگا اسی عرصہ مین ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ مین آذوقہ بھجوایا اور دولت آباد سے جو بادشاہ نے فوجی بھیجے تھے انکو بھی قلعہ مین داخل کیا۔ دشمنون کی سپاہ قلعہ کی دیوارون پاس جا پہونچی اور قلعہ کے فتح ہونے کا عنقریب ایسا یقین تھا کہ ابراہیم قطب شاہ نے یہ کوشش کی کہ اگر ممکن ہو تو اس وقت کو ٹالے اس لئے اُسنے سپہ سالار اور وزیر مصطفیٰ خان کو رام راج پاس بھیجا کہ اوسکو جاکر ایسی ترغیب دے کہ وہ محاصرہ سے دست بردار ہو۔ ہر حال مین اُسکو مطلع کرے کہ قطب شاہ کی سپاہ ابھی گلکنڈہ کو مراجعت کرگئی مصطفیٰ خان نے رام راج پاس جاکر جہانتک ہوسکا ایسی باتین کہین کہ لشکر مین غلہ کی کمی ہی برسات آگئی ہی حسین نظام شاہ نے گجرات اور برہان پور کے شاہون سے دوستی پیدا کرکے بلایا ہی اور وہ سپاہ جمع کرکے اسکی کمک کے لیئے آنے والے ہین غرض ساری باتین ایسی بنائین کہ جنسے مقصد حاصل ہو مصطفیٰ خان نے مخفی یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر وہ محاصرہ چھوڑدیگا اور اپنی دارالحکومت کو چلا جائیگا تو ابراہیم قطب شاہ اسکو ضلع و قلعہ کنداپلی دیدیگا۔ یہ آخر بات بڑا وزن رکھتی تھی۔ جسکے سبب سے رام راج نے مراجعت کرنے کو منظور کرلیا اور علی عادل شاہ پاس مراجعت کرنے کا پیغام بھیجا اب تینون شاہ اپنی اپنی دارالسلطنت کو چلے گئے۔

احمدنگر مین جب آخر جلسہ ان شاہون کی ملاقات کا ہوا اور ابھی وہ جدا نہ ہوئی تھے کہ رام راج کو اطلاع ہوئی کہ برہان عماد شاہ کا وزیر اعظم تفال خان نائب سلطنت چار ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر تلنگانہ کے ملک کو تاخت و تاراج کر رہا ہے

مرگیا اور علی عادل شاہ نوعمر اُسکا جانشین ہوا۔ مرتضیٰ نظام شاہ بیجاپور میں ایک نوعمر شاہ کو دیکھکر سمجھا کہ یہ موقع خوب ملک پر تسلط کرنے کا ہاتھ آیا اُس نے لڑائی اٹھائی علی عادل شاہ جانتا تھا کہ میں اکیلا اسکے پنجہ سے بچ نہیں سکتا اس لئے اُسنے دار الخلافہ خالی کیا اور تھوڑے اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ بیجانگر گیا کہ رام راج کو یار بنا کے اپنا کام نکالے۔ رام راج فوراً اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر علی عادل شاہ کی ہمراہ احمدنگر کی طرف چلا اس زمانہ میں ان دو شاہوں نے ابراہیم قطب شاہ کو خطوط بھیجے کہ موجب آخر عہدنامہ کے اُسکو ہم سے ملنا چاہئے اگرچہ حسین نظام شاہ کی مرضی کے خلاف ابراہیم قطب شاہ کام کرنا نہیں چاہتا تھا مگر اس لئے مصلحت ملکی اس میں جانی کہ اُسپر عہدشکنی کا الزام نہ لگے اور اس سے یہ شاہان متفقہ انتقام کے درپے نہ ہوں وہ شہر گلبرگہ میں جاکر انسے ملا۔ یہ سب متفق ہوکر احمدنگر گئے۔ راہ میں بیجانگر کی سپاہ نے تمام قصبات اور دہات کو لوٹا حسین نظام شاہ ان متفقہ سپاہوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا اُسنے اپنی دار السلطنت میں سپاہ جرار کو چھوڑا اور بہت سے آذوقہ کو بھرا اور خود دولت آباد گیا اس اثنا میں ابراہیم قطب شاہ نے مخفی حسین نظام شاہ کو لکھا کہ مصلحت ملکی کی ضرورت کی وجہ سے میں ان شاہان متفقہ کے ساتھ ملا ہوں اور میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنے حتی المقدور دشمنوں کو اس پر راضی کروں گا کہ وہ مراجعت کریں اور جنگ کو چھوڑیں اور اُس نے قلعہ احمدنگر کے بعض افسروں کی ساتھ خط و کتابت کرکے انکو نصیحت کی کہ تم حتی الوسع مقابلہ کرو اور آخر وقت تک قلعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ شاہان متفقہ نے دو مہینے تک بڑے زور شور سے حملے کیے اور اہل قلعہ کا ایسا تنگ حال کیا کہ وہ بیدل ہو گئے لیکن ابراہیم قطب شاہ نے ہر وقت مخفی بھیجکر بیجانگر کے بڑے بڑے افسروں کو ترغیب دی کہ وہ اپنی سپاہیوں کو لیکر اپنی دار الخلافتوں کو چلے جائیں۔ ان امیروں نے اپنے راجہ سے بیان کیا کہ برسات قریب آگئی ہے اگر برسات خوب ہوئی تو دریاؤں کے چڑھ جانے سے سفر کرنا

شیخ محمد مصطفیٰ میاں بھائی کو حکم دیا کہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر پیچھے رہیں اور سپاہ کلاں کی
مراجعت کو مخفی رکھیں اول ہی منزل میں موسلا دھار مینہ برسا اور تین دن تک لگاتار
برستا رہا جس نے چلنا دشوار کر دیا چوتھے روز پچھلی سپاہ کے بہت قریب دشمن آیا
توپخانہ کیچڑ میں ایسا پھنسا کہ نہ ہلا اور غریب خان شیخ محمد مصطفیٰ مقید ہوئے اور
ابراہیم قطب شاہ ہزار خرابی سے اپنی دار السلطنت میں پہنچا۔ کچھ دنوں بعد
شاہان متفقہ نے احمد نگر سے مراجعت کی تو تلنگانہ میں سفر کیا اور موضع تاریلی
میں خیمہ لگایا یہاں سے انہوں نے جگدیو راؤ عین الملک اور وینکٹا دری کو ملک پر تاخت
و تاراج کرنے کو روانہ کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے مجاہد خان کو فوج دیکر ان
سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا اور موضع ترکل کے قریب کئی روز جنگ ہوئی
اور اسکا کچھ فیصلہ نہ ہوا اسی زمانہ میں رام راج نے سدراج تمایا راجہ کندبیر کو
پچاس ہزار سواروں کے ساتھ کنداپلی اور پانسلی پاٹم پر حملہ کرنے کے لئے اور اپنے داماد
جیم راج کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ دیورکندا پر چڑھائی کے لئے بھیجا اور
اسکی اپنی سپاہ گلکنڈہ کے حوالی کو غارت اور تباہ کر رہی تھی ابراہیم شاہ نے باغوں اور
پیچوارہ کے قریب کی لڑائیاں ہوئیں جا بجا جینے انہیں لڑائیوں میں کٹ گئے جگدیو
راؤ نے پانگل اور گولکنڈہ اور گن پور کے تعلقداروں سے درخواست کی کہ ان
قلعوں کو وہ رام راج کے حوالہ کریں۔ کاسی راؤ نے اندراکنداکی کنجیاں ٹک دیں
جنوب میں سدراج تمایا نے کنداپلی پر اور سیتاپتی اور دیاوری نے
راجمندری سے قلعہ ایلیپو پر حملہ کیا اس طرح شاہ دار الخلافہ میں چاروں طرف سے
دشمنوں کے نرغہ میں آگیا اس نے ارادہ کیا کہ خود نکل کر شاہان متفقہ پر تاریلی پر
حملہ کرے۔ علی برید شاہ شاہان متفقہ میں سے ایک تھا اسکا پیغام نہایت مناسب
وقت پر یہ آیا کہ ابراہیم قطب شاہ اپنے وزیر مصطفیٰ خان کو لشکرگاہ میں بھیجدے کہ
شرائط صلح مقرر ہو جائیں۔ مصطفیٰ خان کو مخفی یہ ہدایت کی گئی کہ وہ جگدیو کو الگ

رامراج نے ابراہیم قطب شاہ کو یہ خبر سنائی اور اُسنے کہا کہ اگر اسکو بیجانگر کی سپاہ کی مدد
کی ضرورت ہوگی تو مین اسکو حملہ آورون کے نکالنے کے لئے بھیجدونگا۔ ابراہیم قطب شاہ
بیگانون کی امداد سے دق ہوتا تھا اُس نے رام راج کے روبرو دستور خان کو حکم دیا
کہ صرف سو سوارون کو لیجاکر تفال خان کو نکال دے اور جسقدر جلد ممکن ہو اپنی کامیابی
کے حال سے مطلع کرے۔ دستور خان ترکمانون کو ساتھ لیجاکر رہیم کل قصبہ مین جاکر
تفال خان سے لڑا اور اسکو شکست فاحش دی اور کچھ آدمی قید کئے جنمین گیارہ افسر تھے
تفال خان زخمی ہوا اور بھاگ گیا اور عماد شاہ کا منڈپ یعنی سولہ چوبکا خیمہ بھی دستور خان
کے ہاتھ آیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب سپاہیون نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا تھا تو قلعہ کلیانی
انہون نے لے لیا اور بیجاپور کے شاہ کو حوالہ کیا۔ اب کلیانی کے قریب مرتضیٰ نظام شاہ
کی بیٹی کا نکاح ابراہیم قطب شاہ سے ہوا اور اس شادی سے ایک مہینے بعد ان
دونو شاہون نے قلعہ کلیانی کا محاصرہ کیا۔ علی عادل شاہ نے پھر رام راج سے مدد طلب
کی وہ اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر مدد کو آپہنچا راہ مین علی عادل شاہ سے علی برید شاہ
بیدر بھی جسکو اُسنے بلایا تھا آن ملا۔ جب یہ شاہ پاس آئے تو ابراہیم شاہ مطلع ہوا کہ
مین جو دار الخلافہ سے جدا ہوا تو رامراج نے سمجھا کہ خوب موقع ہاتھ آیا اس لئے اپنے بھائی
دینکٹا دری کو جگدیو راؤ اور عین الملک کی ہمراہ پندرہ ہزار سوارون اور تیس ہزار
پیدلون کا سردار بناکے جنوبی اضلاع پر حملہ کرنے کے لئے بھیجدیا اس امر پر مطلع ہوکر
ابراہیم قطب شاہ نے مرتضیٰ نظام شاہ سے مشورہ لیا تو یہ امر قرار پایا کہ کلیانی کا
محاصرہ چھوڑکر ہر ایک اپنی اپنی دار السلطنۃ کو جائے ابراہیم قطب شاہ کو دار الخلافہ جانے
مین دشمنون کے سامنے آنا پڑتا تھا اس لئے مرتضیٰ نظام شاہ نے شاہزادہ مرتضیٰ خان
کو تین ہزار سوارون کے ساتھ اسکی ہمراہ کیا۔ باوجود اسکے بھی عادل شاہ کی سپاہ
نے اسکا تعاقب کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے شیر خان حسن عرب خان دولتخان

گھیر لیا جب باغیون نے دیکھا کہ وہ اس طرح گھر گئی تو فصیل پر آکر انہون نے مصطفی خان کی
شکایتین کین کہ جب سے وہ صاحب اختیار ہوا ہی نائک واریون کو ستاتا ہی ہمکو خوف ہی کہ وہ
اس طرح ہماری ساتھ بدسلوکی کریگا کہ اگر حضور ہمکو مصطفی خان کے حوالہ کرین تو ہم خدمت گذاری
اور اطاعت کے لئی سب طرح حاضر ہین شاہ نے مصطفی خان کو بلاکر ان مقدمات کو بیان کیا
جو اوسکی وزارت کے اندر واقع ہوئی مصطفی خان نے جواب دیا کہ اگر شاہ میری موت کو اپنی ملک کے
حق مین بہتر جانتا ہو تو مین تیار ہون کہ مجھی باغیون کے حوالہ کر دیجیے۔ شاہ نے نائک واریون
کی درخواست کو نامنظور کیا تھوڑے دنون مین یہ باغی اور اسکا سردار اپنی ہی مین حوالہ کرنے
پر مجبور کئے گئے اور وہ قتل ہوئے تاکہ اور قلعون کے نائک واریون کو عبرت ہو —
قلعہ ایل پور پر دویاوری نے حملہ کیا دلاور خان نے دشمن کی ہر ایک کوشش کا مقابلہ کیا
اور شاہ کو اپنے حالات کی اطلاع دی شاہ نے دو ہزار پیادے اسکی کمک کو بھیجے اور حکم دیا
کہ محاصرین کو ہٹاکے ایک قصبہ نیرڈول مین ایک قلعہ بنائین —
اس قلعہ کے بنانے سے کچھ دنون کے بعد دلاور خان نے شاہ سے اور درخواست کی کہ قصبہ
راجمندری پر جو یہان سے آٹھ میل ہی سپاہ حملہ آور ہو۔ شاہ نے رفعت خان
ملقب، ملک نائب کو حکم دیا کہ دس ہزار سوار وہ ایل پور مین لیجاے اور وہان سے راجمندری پر
حملہ کرنے کے لئی تیار رہی جب نیرڈول مین اسکے آنے کی خبر دویاوری اور ستیاپتی نے
سنی تو انہون نے کسم کوٹا (کھشم کوٹا) کے راجہ کو اور راجاؤن کو حمایت کے لیئے بلایا۔ یہ راجہ
دو ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور دو ہزار بندوقچی اور بان انداز جمع کرکے مسلمانون
سے لڑنے چلا۔ ایک لڑائی ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ راجہ اور کنڈا مارا گیا اور دویاوری
اور ستیاپتی قلعہ راجمندری کو بھاگے دھولی سور تک جو قلعہ راجمندری سے چار میل پر
تھا مسلمانون نے انکا تعاقب کیا تھوڑے دنون بعد دھولی سور کو حملہ کرکے مسلمانون
نے لیلیا اور وہان بھاری پرتال رکھ کر مسلمان قلعہ ٹاٹ پاک کی فتح کو چلے وہ
اس نواح مین ایک زبردست زمیندار نرسنگ راؤ کے قبضہ مین تھا۔ خندق کے

راجمندری کی لڑائی

کسی طرح گانٹھے اسکی مرضی بغیر شرائط صلح کے مقرر ہونے مین مایوسی ہی علی عادل شاہ مصطفیٰ خان ملا
اور اسکے ساتھ رامراج کے خیمون پر گیا مگر مشکل سے بیجاپور جانے پر راضی اس شرط پر ہوا کہ گن پور
اور پنگل کے قلعہ اسکو حوالہ کیئے جائین اس صلح کے بعد بادشاہان متفقہ اپنے اپنے دارالخلافہ کو چلے گئے۔
جب قطب شاہ کو اس طرح دشمنون سے فراغت ہوئی تو اُسنے گلکنڈہ کے قلعہ کو پتھر اور چونے سے
بنایا وہ پہلے اس قابل نہین تھا کہ دشمنون کا مقابلہ کر سکتا قلعہ مین حصار کے اندر امراء نے
بھی اپنی اپنی حویلیان بنالین اور آیندہ شاہ یہین اپنا دربار کیا کرتا۔
یہ اوپر بیان ہوا ہے کہ لڑائی ہو رہی تھی کہ جگدیو راؤ نے کاشی راؤ نائکواری سردار قلعہ
اندرا کنڈا کو ترغیب دی کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لے اسنے مولانا محمد مومن حاکم قلعہ کو مقید کیا۔
اسلیئے شاہ نے مصطفیٰ خان کو دس ہزار سوارون اور بیس ہزار پیادون کی ساتھ بھیجا کہ اس
مقام کو واپس لے قلعہ اندرا کنڈا کے گرد درختستان تھے اول محاصرین نے ان درختون کو کاٹا
پھر قلعہ کو جا کر محاصرہ کیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین رخنہ ڈالکر حملہ کر کے اسکو فتح کیا۔
کاشی رام مقید ہوا اور وہین اسکا سر کاٹا گیا اور مقید حاکم رہا ہوا مصطفیٰ خان دارالخلافہ
کو واپس آیا اور پیشوا مقرر ہوا۔ پادشاہ نے نائکواریون کے اختیارات کو گھٹانا چاہا
وہ کاشی راؤ کے ساتھ بغاوت مین شریک تھے سوار راؤ جو قلعہ گلکنڈا مین قلعہ دار تھا اسکو
پادشاہ کے ارادہ پر علم ہو گیا اسنے ان نائکواری سردارون سے کہ مختلف قلعون مین افسر
تھے یہ سازش کی کہ جب شاہ شکار کھیلنے جائے تو اشارات مقررہ پر ساری قلعون پر
قبضہ کیا جائے اور سوار راؤ دارالخلافہ مین خزانہ پر قبضہ کرے اور تمام مسلمانون کو
تہ تیغ۔ اس سازش کے حال پر رام راج کو بھی اطلاع دی گئی جسنے وعدہ کیا کہ اس سازش
کی حمایت کے لئے وہ فوج بھیجے گا۔ جب شکار کا موسم آیا تو شاہ نے دستور کے موافق
حکم دیا کہ وہ میدان مین خیمے لگا دے۔ ان خیمون مین آنے کے لیئے جونہی قلعہ سے اُسنے
باہر قدم رکھا تو قلعہ کے دروازہ بند ہو گئے اور نائکواریون نے مسلمانون پر حملہ کرنا
شروع کیا۔ دو مسلمانون نے آن کر شاہ سے یہ حال عرض کیا تو شاہ نے قلعہ کو اپنی سپاہ سے

اور قلعہ شولاپور اسکے جہیز مین دے اور علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطانیہ شاہزادہ
مرتضی حسنین نظام شاہ کے بڑے بیٹے سے بیاہے اور شولاپور مین تینون شاہون کی ملاقات
ہوا اور یہان سے متفق ہوکر اور اپنے سپاہیون کو لیکر رام راج سے لڑنے چلین اس قرارداد
موافق ۲۰ جمادی الاول ۹۷۲ھ کو سپاہیں متفق ہوکر جنوب کو چلین اور کرشنا کے
کنارہ پتالی کوٹ مین پہنچین راہ مین کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ رامراج نے دریا کرشنا کے
سیلون ... راجاؤن اور اپنے تابعین کو بلاکر جمع کیا اسکے لشکر مین ایک لاکھ سوار اور
تین لاکھ پیادے تھے اس سپاہ کو لیکر وہ شاہون سے لڑنے چلا۔ ۲۰ جمادی الثانی
۹۷۲ھ کو لڑائی ہوئی جسکا خاتمہ یہ ہوا کہ رامراج مارا گیا جس سے ہندوؤن کی سپاہ کو
شکست ہوئی شاہان متفقہ کی سپاہین دس روز میدان جنگ مین مقیم رہین اور
پھر دار السلطنت بیجانگر کی طرف چلین یہان انہون نے ملک کو اور شہر کو لوٹا۔ اور
سنگین بت کدون کو مسمار کیا اور پھر شاہ گلکندہ نے اپنے سپہ سالار مصطفی کو اور نظام شاہ نے
اپنے سپہ سالار مولانا عنایت اللہ کو اور علی عادل شاہ نے کشور خان کو مدکل اور رائچور
کی فتح کے لیے بھیجا۔ یہ مقامات آسانی سے فتح ہوگئے مصطفی خان نے احکام شاہی
کا کچھ انتظار نہین کیا گیا نکے اور ان قلعون کی کنجیون کو کشور خان کے حوالہ کیا جس سے
حسین نظام شاہ ایسا طیش مین آیا کہ اس نے شاہ گلکندہ کو حقیقت حال پر مطلع کرکے
درخواست کی کہ مصطفی خان کی گردن اڑائی جاوے۔ ابراہیم قطب شاہ گو اس سید کی جان
کا خواہان نہ تھا مگر اسپر دغا کا الزام لگایا اور اسکا عذر نہ سنا اور حکم دیا کہ وہ مکہ کو
چلا جاوے اور اپنی گناہون سے توبہ استغفار کرے۔ شاہ نے گلکندہ کو خطوط لکھے کہ مصطفی خان کے
اہل عیال و اسباب مال کو مغربی بنادر بحری پر بھیجدو کہ وہان اسکے ساتھ روانہ ہونے کے لئے
تیار رہین۔ یہ امر تحقیقا ہے کہ اسکے اہل عیال و مال کے لئے سات سو گاڑیون اور پانچہزار
مزدورون کی ضرورت ہوئی۔ مصطفی خان بادشاہ کے پاس سے علی عادل شاہ کے
پاس چلا گیا جسنے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور اپنا وزیر اعظم مقرر کیا علی عادل شاہ کے

عمیق ہونے کے سبب سے اس قلعہ کے حملہ مین ایک مہینہ لگ گیا نرسنگ راو تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے لیکر قلعہ سے نکلا اور اُسنے مسلمانون پر حملہ کیا مگر و
گرفتار ہوا اور اسکا گروہ بالکل شکستہ ہوگیا جب شاہ نے سُنا کہ نرسنگ راو گرفتار
ہوا تو اُسنے سپاہ کو واپس آنے کا اور برسات مین دھول سور رہنے کا حکم بھیجا اسکے
بعد رفعت خان پھر ٹاٹ پاک پر حملہ کرنے گیا اور اسکو اور راجمندری کے تمام اضلاع
کو مسخر کیا سپاہ کو دار الخلافہ مین مراجعت کے لئے اور قلعون کو معتمد نائب اریون کے
سپرد کرنے کے احکام بھیجے گئے —

ابراہیم قطب شاہ

اب ابراہیم قطب شاہ نے اسپر غور کی کہ شاہان دکن کو رام راج کی اکثر مداخلت
بڑا دھمکاتی ہے اور ناک مین دم کرتی ہے۔ آخر لڑائیون مین اُسنے حسین نظام شاہ کے
ملک ہی کو ویران نہین کیا بلکہ مساجد مین اپنی مویشی باندھ کے اور سپاہیون کو
اُتارکے انکو ناپاک کیا اور اپنی مراجعت مین اُسنے اپنے دونو دستون کے ملک کو
دشمنون کی طرح ویران کیا۔ ابراہیم قطب شاہ نے یہ وقت اس کام کے لئے نہایت
مناسب جانا کہ اور شاہان دکن کو بیدار کرے اور رام راج کے برخلاف متفق کرے
کہ کیا وہ اسکی قوت کا بالکل استیصال کرین یا اسکو اتنا کم کردین کہ آیندہ کوئی خوف
خطر اس سے باقی نہ رہے اسمین بڑی مشکل یہ تھی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور کو اسمین شریک
کیا جاے اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے ابراہیم قطب شاہ نے اپنے وزیر مصطفی خان کو بھیجا
کہ اول حسین نظام شاہ پاس جاے اور وہان سے پھر بیجاپور مین ابراہیم عادل شاہ
پاس اس پیغام کے بھیجنے کے دو مقصد تھے اول شاہان دکن مین اتفاق پیدا کرنا اور
اگر ممکن ہو تو اپس مین ناتہ رشتہ کرنا۔ دوم سفیر کا یہ دریافت کرنا کہ رام راج کے
برخلاف اتفاق کرنے مین ان شاہون کے خیالات کیا ہین مصطفی خان اپنے
کام مین ایسا اچھی طرح کامیاب ہوا کہ شاہون مین آپس مین اتفاق ہوا اور یہ
امر قرار پایا کہ حسین نظام شاہ اپنی بیٹی چاند بی بی علی عادل شاہ سے بیاہے

دار السلطنت کو جائیں (فرشتہ سے تاریخ نظام شاہی میں جو اس مہم کا حال ہمنے نقل کیا ہے
وہ اس بیان سے بالکل مختلف ہے) اس واقعہ کے بعد علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ کے درمیان
در پردہ یہ ٹھیری کہ وہ قلعہ ادسہ میں ملاقات کریں یہاں ملاقات میں یہ امر قرار پایا کہ برار
کی سلطنت کو تو مرتضی نظام شاہ اور بیدر اور تلنگانہ کو علی عادل شاہ فتح کرے اول
ان دونو کی سپاہ نے متفق ہوکر شمال کی جانب سے تفال خان پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا
وہ ان سے مقابلہ نہیں کرسکتا تھا اسلئے گاول گڈھ کو بھاگا ایک مدت کے بعد یہ قلعہ دشمنون کو
حوالہ ہونے کو تھا کہ تفال خان نے علی عادل شاہ کو دو لاکھ ہن دئیے اور پچاس ہاتھی دینے کا وعدہ کیا
کہ وہ محاصرہ اٹھادے اس مخفی عہد کے سبب سے علی عادل شاہ نے مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا
کہ یہ شرم کی بات ہے کہ دو شاہ اپنی تضیع اوقات ایک قلعہ کی فتح میں کررہے ہیں انکے حق میں
زیادہ مفید ہوگا کہ وہ ملک تلنگانہ کو تسخیر کریں اس کہنے سے مرتضی نظام شاہ نے محاصرہ چھوڑ
اور جنوب کی طرف گیا اور اپنی طرف سے اخلاص خان کو اور علی عادل شاہ کی جانب سے عین الملک
کو لاس کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ مگر راہ میں ایک امر ایسا وقوع میں آیا کہ جسنے مملکت تلنگانہ کو
بچا دیا۔ ایک دن بیجاپور کی سپاہ چھہ ہزار مرہٹون نے مرتضی نظام شاہ کے چنداول پر چھاپا مارا
منصور خان نے جو چنداول کا افسر تھا مقابلہ کیا اور مارا گیا جس سے ان دونو شاہون کا رشتہ
اتحاد ٹوٹ گیا اور باہم فساد ہوگیا اور ہر ایک اپنی اپنی دار السلطنت کو چلا گیا۔

احمد نگر میں مرتضی نظام شاہ آیا اور علی عادل شاہ سے انتقام لینے کے لئے ابراہیم قطب شاہ
پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بیجاپور کی مخالفت کے لئے ہم آپس میں موافقت کریں شاہ گولکنڈہ
نے اس سے پہلے خود بھی مرتضی نظام شاہ پاس پیغام بھیجا تھا۔ ہم کرشنا دریا
کی طرف کوچ کریں اور یتیم راج ولد رام راج ستوفی کو اپنے ساتھ ملائیں کہ ہم سب ملکر
بیجاپور کی تسخیر کے لئے چلیں شاہان گولکنڈہ اور احمد نگر نے کرشنا پر پہنچکر یتیم راج کو لکھا
کہ وہ ہمارے ساتھ شریک ہوجائے لیکن ایک امر ایسا وقوع میں آیا کہ جیسا یہ اتفاق جلدی
ہوگیا تھا ویسا ہی جلدی سے ٹوٹ گیا۔

مرنے کے بعد ۹۸۸ھ مین مصطفی خان بلکاپلیبا مین قتل کیا گیا۔ اس ملک کو اسنے
فتح کیا تھا اور یہان حاکم رہا تھا اس لڑائی کو تفصیل سے علی عادل شاہ کی سلطنت
کی بیان مین لکھا ہی؎

بیجانگر مین تینون شاہ چھ مہینے رہے اور پھر اپنی اپنی دار الخلافہ کو چلے گئے ابراہیم قطب شاہ
کے جتنے ضلعے رام راج نے لئے تھے وہ قطب شاہ کو مل گئے۔ ۹۷۳ھ مین قطب شاہ کے
ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام محمد قلی رکھا گیا۔

حسین نظام شاہ اپنے دار الخلافہ مین جا کر ۷ ذی قعدہ ۹۷۳ھ کو مر گیا۔ اسکا بڑا
بیٹا مرتضی نظام شاہ جانشین ہوا۔ یہ شاہ عیش و عشرت مین ڈوبا مہمات سلطنت خونزہ
خاتون ماں کے ہاتھ مین آئین تھوڑے دنون مین خلقت کو اس سے نفرت ہو گئی تو کشور خان
پیشوا نے علی عادل شاہ کو مخفی خط لکھ کے احمدنگر پر حملہ کرنے کے لئے بلایا اسکے ساتھ ایک زبردست
فریق تھا۔ مرتضی کو اس سازش کی اطلاع ہوئی تو وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور مجلس مشورہ کو
جمع کیا جس نے یہ صلاح بتلائی کہ نظام شاہ کا خاندانی قدیمی دوست ابراہیم قطب شاہ ہی اس
سے امداد منگانی چاہیئے مگر پہلے اس سے کہ گولکنڈا سے کمک آئے علی عادل شاہ سرحد پر آ پہنچا۔
مرتضی نظام شاہ احمدنگر چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ وہ برار گیا اور تفال خان کو پایا جو اس
وقت برار مین حکومت کرتا تھا اور اسنے سلطنت کو غصب کیا تھا۔ اور عماد شاہی خاندانی
وارث کو قید مین رکھتا تھا۔ برار کی سپاہ کی کمک لیکر مرتضی نظام شاہ نے کولاس کی طرف
کوچ کیا۔ علی عادل شاہ کے لشکر نے بھی حرکت کی قندھار اور کولاس کے درمیان دونو شاہون
کی ملاقات ہوئی اور آپس مین صلح ہو گئی۔ اب یہ امر قرار پایا کہ احمدنگر اور برار اور گولکندہ
کی سپاہ مین متفق ہو کر بیجاپور پر حملہ کرین۔ علی عادل شاہ اپنی دار السلطنت مین سپاہ کثیر مامور
کر کے خود دار الخلافہ سے کون کان کو چلا گیا۔ سپاہ متفقہ نے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور گرد نواح
ملک کو لوٹا مارا۔ ابراہیم قطب شاہ کو یہ منظور نہین تھا کہ علی عادل شاہ کوئی اپنی ملک کا بڑا حصہ
مرتضی نظام شاہ کو دیدے۔ اسنے اور شاہون کو یہ صلاح بتلائی کہ محاصرہ اٹھا کر وہ اپنی اپنی

لشکر ان بیقاعدہ حملون سے ایسا عاجز ہوا کہ اسنے اپنے گرد حفاظت کے لئے خندق کھودی
کہ قطب شاہی سوارون کے ہاتھ سے بچین جو اسکے گرد ہمیشہ رہتے ہین نظام شاہی لشکر نے
غارتگری سے ہاتھ نہ اٹھایا اور صلابت خان کی جد و کد سے نہ رکے تو اسنے چند اول پر حملہ
کر کے بالکل اسکو شکست دی مرتضیٰ شاہ نے معتمد خان کی سرکردگی مین بڑی سپاہ قطب شاہی
لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجی۔ لڑائی ہوئی جس مین ایک نظام شاہی افسر مارا گیا اور دوسرا افسر
کمال خان زخمی ہوا اور قطب شاہی لشکر مین ایک افسر مقرب خان مارا گیا۔ رات نے آن کر
لڑائی کو ٹھیرا دیا۔ دوسرے روز صبح کو نظام شاہی لشکر نے کوچ کیا اور بریدشاہی ملک
مین سیدھا اکثر دھم لیا۔ ہمنے بیان کیا ہے کہ تالی کوٹ کی سرائیچ سے پہلے جنوب مین رفعت خان لاری
ملک نائب نے راجمندری کے ایک حصہ کو فتح کیا تھا مگر وہ اور لڑائیون مین بلا لیا گیا بارہ برس
بعد پھر دس ہزار سوارون کے ساتھ راجمندری کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب وہ دھلیسو مین
آیا تو اسنے راجمندری (راجمہندری) پر حملہ کرنے کی تدابیرین۔ سیتاپتی کے قبضہ مین دو
حصے بن تاپو اور راج بوندی تھے اسکی عادت تھی کہ رات کو وہ کمک اور آذوقہ
راجمندری مین بھیجا کرتا تھا اسلئے رفعت خان نے یہ تجویز کی کہ پہلے ان دو قصبون پر حملہ
کرنا چاہئے۔ اول اسنے بنتاپور کی طرف کوچ کیا راہ مین دشمن نے اس سے مقابلہ کیا اور
سخت لڑائی ہوئی۔ ہندوؤن کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ بنتاپور مین چلے گئے مسلمانون
نے انکا تعاقب کیا اور زینے لگا کے قلعہ لے لیا سیتاپتی مع اپنے اہل و عیال کے جنگلون
مین ہو کر قلعہ راج بوندی مین گیا۔ دوسرے روز مسلمانون نے اسکا تعاقب کیا مگر قلعہ
تک پہنچنے مین بعض یہ موانع پیش آئے کہ راہ نہایت تنگ تھی اور اسکے دونو طرف درختستان
ایسے تھے کہ راہ نہ تھی۔ رفعت خان نے قلعہ کی فتح کا ارادہ مصمم کر کے جنگل کاٹنے دار کے جلانے
کا حکم دیا۔ ایک دن مین مسلمانون کا لشکر صرف دو میل چلتا تھا غرض انہون نے رستہ
بنا لیا اور پہاڑ پر چڑھ کر قلعہ کے پاس پہنچے تو سیتاپتی راجمندری کے جنگلون مین چلا گیا۔
یہان راجہ دو یا دری سے مل گیا اور قلعہ راج بوندی چھوڑ گیا جسپر رفعت خان نے

رفعت خان کا راجمندری کی طرف کوچ کرنا - دیرالکونڈ کو فتح کرنا اور قلعہ بلند کو فتح کرنا اور سیتاپتی کا بھاگنا -

مرتضی نظام شاہ جب تخت پر بیٹھا تھا تو بارہ برس کا بھی نہ تھا تمام اختیارات سلطنت اسکی ماں خونزہ ہمایون کے ہاتھ مین تھے اس نے بداندیشون کی صلاح سے یلتم راج سے دولاکھ ہن اس کمک کے مفاوضہ مین طلب کیئے جو اسکے ملک مین شاہ بیجاپور کی مداخلت بیجا دور کرنے کے لئے دوستونے کی تھی۔ یلتم راج کو یہ امید تھی کہ دوست اسکو وہ ملک لا دینگے جو علی عادل شاہ نے رام راج سے چھین لئے تھے اب بجاے اسکے الٹے دولاکھ ہن اس سے طلب کیئے گئے اسکی اطلاع ابراہیم قطب شاہ کو اسنے ایلچی بھیجکر کی۔ قطب شاہ نے فوراً اپنا معتمد خونزہ ہمایون پاس بھیجا کہلا بھیجوایا کہ مجھے حیرت ہے کہ یہ کیسی درخواست روپیے کی گئی ہے کہ جسکا سان گمان بھی نہ تھا یہ امر مصلحت ملکی کے برخلاف ہے یلتم راج سے بجاے کمک کے روپیہ کی طلب کی جاے وہ بڑے کام کا دوست ہے جسکی دس ہزار سپاہ ہمارے سخت دشمن کے مقابلہ مین کام کر سکتی ہے جسپر ہم حملہ کرنے کو ہین مگر خونزہ ہمایون نے اس پیغام پر ذرا التفات نہین کیا بلکہ روپیہ کی طلب مین زیادہ سختی کی یلتم راج نے روپیہ دینے سے انکار ہی نہین کیا بلکہ وہ ان دوستون سے ساتھ دشمنانہ سلوک کرنے لگا جب ابراہیم قطب شاہ نے اس معاملہ کا یہ رنگ دیکھا تو اسنے یلتم راج کو لکھ بھیجا کہ وہ اپنے ملک کو مراجعت کرے میری سپاہ بھی اب الٹی جاتی ہے۔ دوسرے روز ابراہیم قطب شاہ نے خیمے اکھڑوا دیئے اور گول کنڈہ کو چلا آیا اور یلتم راج بیکنڈہ کو چلا گیا جب مرتضی نظام شاہ نے دیکھا کہ اسکے یہ دوست اسے چھوڑکر چلے گئے اور عادل شاہ کے سواروں نے اسکو کہ جسپر وہ جاتا تھا گھیر لیا تو اسنے تلنگانہ کی مملکت مین گذرکر مراجعت کی اور اضلاع گول کنڈہ اور کمن پور کو تباہ کیا ابراہیم قطب شاہ نے صلابت خان کو تین ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا کہ وہ ملک کو نظام شاہ کے ہاتھوں سے بچائین اور منی دار اور حولداروں کو احکام بھیجے گئے کہ دشمنون کی راہوں کو حتی المقدور روکین اور قصبات کے دروازون کو بند کرین اور رعیت کے جان و مال کو جہان تک ہو سکے دشمنون کی دست سے بچائین ان احکام سے دیہات کے حاکم راتون کو بڑی ہوشیاری کرتے اور جہان سے چھوٹے گروہ انکے دشمنون کے خیمون کے چارون طرف آتشبازی کہکے حیران کرتے نظام شاہ کا

جسمین ول لیا راج سلطنت کرتا تھا وہ مسلمانون کے قریب آنے سی دیو پورال کو بھاگ گیا
یہ ایک بھاری قلعہ دو یادری کے قبضہ مین تھا وہ ساحل سمندر کے قریب تھا اور اسکے گرد
درختستان ایسے تھے کہ وہان گذر مشکل تھا میدان مین بیس ہزار ہندؤن نے مقابلہ کیا۔
ہندؤن کو شکست ہوئی اور وہ قلعہ کو بھاگے جسکا محاصرہ چار مہینے تک تا آخر کو ناچار
ہو کر ول لیا راج نے باجگذار ہونا قبول کیا اس طرح دو یادری کا ملک شاہ گولکندہ
کے قبضہ مین آگیا۔ یہان سے رفعت خان چند بار کو گیا۔
یہ ملک دو بھائیون نرسنگ اور سورسنگ کے قبضہ مین تھا۔ اور ایک درہ مین ان کا ایک
قلعہ بھی تھا۔ دس ہزار پیادے تھے۔ انھون نے قلعہ کے گرد خندق کھودی اور چھاتی تک
برابر اونچا حصار بنایا اور دشمنون کے مقابلہ کے لئے توپون کو لگایا۔ رفعت خان نے جب
انتظار کیا کہ درہ مین اسکی توپین آئین پھر اُس نے حصار کو ڈھایا اور حملہ کرکے قلعہ کو لے لیا
اور دونو بھائیون کو قید کرلیا اور اسکے ملک کو شاہ گلکندہ کا مطیع کیا۔
اب رفعت خان نے آخر دو سالون مین بہت سے قلعے اور اضلاع راجمندری اور
کسن سم کو ملا کے فتح کر لئے۔ اب اسکا ارادہ ہوا کہ بہجنا نتھ دیو پر حملہ کیجیے وہ اس ملک کے
سب راجاؤن سے زیادہ زبردست تھا اُس نے اس کی بسم اللہ کوہستانی قلعہ پٹ نور سے کی
اس کو فتح کرلیا اور راجہ کے بھائی کو قید کیا یہان سے وہ کندو دیوا پلی پر آگے
بڑھا جب کا اس راجہ کو بڑا آسرا و سہارا تھا اسکو بھی مسلمانون نے شجاعت سے فتح
کرلیا گر ان قلعون کی فتح مین اتنا عرصہ لگ گیا کہ بہیج ناتھ دیو کو اپنی سپاہ کے
جمع کرنے کی فرصت ملگئی اور اس پاس پانچ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے اور پانچ
سو ہاتھی جمع ہو گئے۔ رفعت خان اس سپاہ سے ڈرا نہین اُس سے لڑا اور دشمنون
کو شکست فاحش دی۔ راجہ اپنی دارالسلطنت کو بھاگ گیا اور جاتے ہی رفعت خان
پاس اپنے بیٹے کو ایلچی بنا کے بھیجا جسنے شرائط صلح یہ پیش کین کہ راجہ سالانہ بیس ہزار
ہُن اور چالیس ہاتھی بھیجا کریگا ان شرائط کو رفعت خان نے بڑی خوشی سے

قبضہ کیا اور یہان سے راجمندری کی طرف چلا - یہان وو دیادری اور راجہ کس سم کوٹا (کشتم کوٹا) کی سپاہیون نے جسمین تین ہزار سوار اور اتنے ہی پیادے تھے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا مسلمانون کے لشکر نے ہندوون کو شکست دی اور دو یادری اور سیتاپتی دونو قلعہ راجمندری مین مغرور ہوئے - چار مہینے کے بعد قطب شاہی توپخانون نے قلعہ کی دیوارون پر اثر کیا اور اس مین پچاس قدم کی برابر رخنہ ڈالا اس عرصہ مین علم صلح قلعہ پر نمودار ہوا اور حوالہ کرنے کی شرائط کے لئے انہون نے کہا کہ مسلمانون کے لشکر مین جو پنڈت مجاہب اس کی معرفت بھیجینگے - پنڈت قلعہ مین آیا - اسکی معرفت یہ شرائط منظور ہوئین کہ قلعہ خالی کیا جائے اور دو یادری اور سیتاپتی جہان انکا دل چاہے چلے جائین اور کوئی انکو آزار نہ پہنچاوے - دو یادری کس سم کوٹ اور سیتاپتی بیجانگر کو گیا یہ واقعہ ۹۷۹ھ ۱۵۷۲ع مین واقع ہوا اسکی تاریخ معبد کافران بدست افتادہ ہے -

جب راجمندری فتح ہوگیا تو شاہ نے حکم بھیجا کہ وہ کس سم کوٹ مین بھی مسلمانون کی حکومت قائم کرے اسلئے اُسنے اڑیسہ کی طرف کوچ کیا یہ ملک درختانون سے بھرا پڑا تھا اسمین جنگل بڑے دشوار گذار تھے - رفعت خان نے سب طرف انکے جلانے اور کاٹنے کا حکم دیا مسلمانون کے دفع کرنے کو بیس ہزار ہندو جمع ہوئے - لڑائی ہوئی جسمین ہندوؤن کو شکست ہوئی اور بڑا نقصان انکا ہوا سپاہ اڑکل سے بھاگا دو قلعے گوپال پلی اور [illegible] مسلمانون کے ہاتھ آئے یہان سے لشکر اسلام کس سم کوٹا کو چلا - اس ملک کے [illegible] راج اور اسکا بھائی بھے بلندر تھے جب انہون نے لشکر اسلام کے آنے کی اور قلعون کے مفتوح ہوجانے کی خبر سُنی تو انہون نے اپنے ایلچیون کو صلح کے لئے بھیجا - صلح ہوگئی اور یہ امر قرار پایا کہ چھوٹا بھائی سردار راج گلکنڈہ مین رہے اور بڑا بھائی بھے بلندر اپنے ملک مین راج کرے اور شاہ کا باجگذار رہے - یہان سے لشکر اسلام گوپال ادریر یعنی اوریا کے ملک مین گیا وہ اپنے ملک کو چھوڑکر بنگال چلا گیا اور یہ ملک آسانی سے مسلمانون کے ہاتھ آگیا اور سپاہ کا قبضہ ادسیر ہوگیا - دو یادری کے ملک مین رفعت خان گیا -

چڑھائے کہ وہ بادشاہ کو جبتک ملنے کو روکے لکھین کہ نظام شاہی پاس آئین چنگیز خان
ملد زوگ مین علی عادل شاہ سے ملا اور وہ اپنی تدابیر اور حکمت اس طرح کام مین لایا
کہ عادل شاہ نے شاہان متفقہ سے ملنے کا خیال دل سے بالکل اڑا دیا اور مرتضی شاہ سے
دوستانہ ملنے کا ارادہ کیا۔ علی عادل شاہ کے اس طرح ارادہ بدلنے سے ابراہیم قطب شاہ
کو حیرت ہوئی اور اس نے برار کی فوج کو انعام دیکر رخصت کیا اور علی برید شاہ کو
قلعہ بیدر جانے کی اجازت دی۔ گولکنڈہ مین آخر اسنے اپنا سراپردہ کھڑا کیا اور
نائیک واری سپاہ کو اپنے علم کے نیچے آنے کا حکم دیا ان تیاریون کی ضرورت اسلیے
تھی کہ علی عادل شاہ اور مرتضی نظام شاہ نے متفق ہوکر بیدر اور تلنگانہ کے ملکون
کی تسخیر کا ارادہ مستحکم کیا مرتضی نظام شاہ نے بیدر کے شہر کا محاصرہ کیا تو ابراہیم
قطب شاہ نے گولکنڈہ کی حفاظت کی تیاریان کین اور فصیل پر خیمہ لگاکے خوب ناچ
گانے کی محفلین کرنے لگا اور چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے بسرکردگی صلابت خان
بھیجے کہ وہ دشمن کے گرد پھرین اور جب لشکر نے بیدر کا محاصرہ کر رکھا ہے اسپر شب خون مارین
اور سوار پیادے سب طرف کامیاب ہوئے اور رات کے وقت دشمنون کی مین جا پڑے
ناکین بدرکہ ان کاٹ کے لانے اور ہر ناک کے لیے ایک ہن اور ہر کان کے واسطے ایک
پرتاب انعام پاتے اور دن کو موقع کے وقت محاصرین پر حملہ کرتے جو آذوقہ کی کمی سے
مصیبت زدہ ہو رہے تھے اور راتون کو جو ان پر پیادے اور سوار شب خون مارتے
تھے تو وہ سونے نہ پاتے تھے اس سبب سے دن کو بڑی تکلیف اٹھاتے تھے۔ اب انکا ارادہ
محاصرہ چھوڑنے کا ہوا کیونکہ اسکے ساتھ انکو یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ اگر ہم یہان سے جلد نہ گئے
تو ابراہیم قطب شاہ ہمپر حملہ کریگا۔ علی عادل شاہ نے کمال خان کو پندرہ ہزار سوار
دیکر اور مرتضی نظام شاہ نے مرزا یادگار کو اتنے ہی سوار دیکر بھیجا کہ وہ کولاس کی مہم
مین بھیجین اور مرتضی نظام شاہ تفال خان کو اس قصور کی سزا دینی چاہا کہ
اسنے پہلے سال مین ابراہیم قطب شاہ کی امداد کی تھی اور علی عادل شاہ نے جنوب کے ملکین

اس سبب سے قبول کر لیا کہ اسکی سپاہ نہایت ناخوش و ناراض ہو رہی تھی اور احمد نگر کی
تمام اضلاع ساحل بحر پر فتح بھی ہو گئے تھے۔

علی عادل شاہ نے جب احمد نگر کا محاصرہ کیا اور مرتضیٰ نظام شاہ اُس سے مقابلہ نہ کر سکا تو
اُس لئے ابراہیم قطب شاہ کی طرف رجوع کی وہ اول بیدر گیا اور علی برید شاہ کو اپنے ساتھ
شریک کر کے مرتضیٰ نظام شاہ سے ناگ ٹوڑی میں ملا۔ جہاں ان سب نے اس قرآن شریف
پر قسمیں کھائیں جو حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور یہ امر قرار دیا کہ اول سب مل کر
بیجاپور پر حملہ کرنے میں ذرا توقف نہ کریں مگر سید مرتضیٰ نظام شاہ کو جلد صلح پر راضی کیا
اور فریقین کی صلح ہوئی ابراہیم قطب شاہ گول کنڈہ اور علی برید شاہ بیدر کو گئے۔

جب ابراہیم قطب شاہ گول کنڈہ میں آیا تو اُس نے ارادہ کیا کہ میں مرتضیٰ نظام شاہ سے اس
بد معاملی کا انتقام لوں جو اس نے مہم مذکور میں کی۔ برار کی سلطنت ہمیشہ اس کی مدد کیا
کرتی تھی سو اُس نے تفال خان نائب السلطنت پاس اپنا ایلچی بھیجا مرتضیٰ نظام شاہ سے لڑنے
کے لئے اسکو بلایا وہ مرتضیٰ نظام شاہ کا دوست اس سبب سے نہیں ہو سکتا تھا کہ اوسکے
ملک پر حملہ اور گاول کا محاصرہ کیا تھا تفال خان خوش تھا کہ مرتضیٰ نظام شاہ سے انتقام
لینے کا خوب موقع ہاتھ آیا اس نے فوراً ابراہیم قطب شاہ کی دعوت کو قبول کر لیا اور اپنے
بیٹے شمشیر الملک کو تین ہزار سواروں کے ساتھ ابراہیم قطب شاہ سے ملنے کے لئے بھیج دیا
ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو جمع کیا بیدر کی طرف شکار گاہ کا بہانہ کر کے چلا اور
برار کی کمکی سپاہ سے اور علی برید شاہ سے شہر بیدر اور کولاس کے درمیان ملے
جہاں علی عادل شاہ کو بھی بلایا کہ وہ انکے ساتھ متفق ہو۔ مرتضیٰ نظام شاہ نے سستی کو
چھوڑا اور اپنی سپاہ کو جمع کیا اور عزم مصمم کیا کہ علی عادل شاہ کو تو ابزور یا بحکمت
ابراہیم قطب شاہ سے نہ ملنے دے وہ اپنی کل سپاہ کو ساتھ لے کر بیجاپور کی طرف چلا
اور اسنے وزیر چنگیز خان کو بہت تحائف کے ساتھ عادل شاہ کے شکار گاہ میں
بھیجا کہ وہ سعی کرے کہ اسکو شاہان متفقہ سے نہ ملنے دے اور اس کے ارکان سلطنت کو ترغیب

[illegible]

مسلمانون کی تاریخ مین جہان کولی سوار لکھے ہین اُنسے مراد مرہٹہ سوار ہوتی ہی)
پس اوّل دن کی لڑائی کا خاتمہ تو اس طرح ہوا۔ دوسرے روز ایک سخت لڑائی ہوئی۔
جسمین کسی کو کچھہ غلبہ نہ حاصل ہوا۔ تیسری دن کی لڑائی مین لشکر گلکندہ کو غلبہ ہا۔ مہینہ بھر مین
اور کئی لڑائیان ہوئین آخر کو ایک بڑی صف جنگ ہوئی جسمین گلکندہ کے لشکر کو فتح عظیم ہوئی
اُسنے دشمنو نکے خیمے اور پرتال سب لے لئے۔ اور گلکندہ کو چلی آئی۔
یہ اوپر بیان ہوا ہی کہ شہر بیدر کا محاصرہ چھوڑکر مرتضیٰ نظام شاہ تفال خان سے لڑنے گیا اور
علی عادل شاہ ملک وجیانگر کو سری رنگا رائے سے چھیننے کے لئے گیا تھا یہ راجہ بیجاپور کے شاہ
کا مقابلہ نہین کرسکتا تھا اسلئے اُسنے ابراہیم قطب شاہ سے اپنے اور اُسکے مشترک دشمن سے لڑنے
کے لئے کمک مانگی۔ شاہان دکن مین یہ اصول قرار پا گیا تھا کہ بیجانگر کے ملک پر جب تک حملہ
نہ کیا جائے کہ آپسمین صلاح و مشورہ ہو کر اُسپر اتفاق نہ کیا جائے۔ ابراہیم قطب شاہ نے فوراً راجہ
سری رنگا کی امداد کو منظور کیا اور ابراہیم عادل شاہ سے لڑنے کا اور اسکو آگے نہ بڑھنے دینے
کا وعدہ کیا اُسنے اپنے سپہ سالار شاہ محمد انجو کو ملکی سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ عادل شاہی سرحد
پر تاخت و تاراج کرے خود اُسنے سری رنگا رائے سے ملنے کی تیاری کی۔ وہ بیجانگر کی
سرحد پر شاہ محمد انجو سے ملا جسنے اسکی ہدایتون کے موافق دشمن کے ملک کو لوٹا مارا تھا کچھہ
تھوڑے دنون بعد وہ سری رنگا رائے سے ملا اور ان کے ملنے کے سبب سے علی عادل شاہ
نے بیجانگر کا محاصرہ ترک کرکے بیجاپور جانیکا ارادہ کیا اس سبب سے شاہان متفقہ کا کیمپ
ٹوٹ گیا اور ہر ایک اپنی دار السلطنت کو گیا۔
نہایت مستند طور سے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ سلطان قلی قطب شاہ کی عہد سے راجہ ونکلہ بھی
کستوری مٹراج۔ نرسنگہ راؤ۔ سالانہ خراج دو لاکھہ ہن خزانہ گلکندہ مین داخل کرتے تھے
قلعہ کہند بیر کے فتح ہونے پر یہ عہد و پیمان ہوا تھا کہ چند سالون مین جو شاہ اور کرنان
و دکن کے ساتھہ لڑائیون مین مصروف رہا تو ان راجاؤن نے خراج نہ دیا اور اسیطرح یہ کہ
کرشنا سے پار اتر کر قلعہ کنداپلی پر حملہ کیا اور اس ضلع کو ویران کیا ابراہیم قطب شاہ

نیکا پورا ور ہندؤون کے ملک پر جو وجیانگر سے متعلق تھے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا
بیجاپوریون نے جب مراجعت کی ہے تو علی عادل شاہ نے اپنے اہل وعیال کو جسونت راؤ
بھوج مل نائک دیونائک تین مرہٹی سرداروں کو سپرد کیا تھا کہ وہ انکے ہمراہ جاکر بیجاپور
پہنچا دین مگر اس لٹیری سپاہ نے قطب شاہ کی ملک کو غارت کیا۔ صلابت خان فتنہ
سپہ سالار گولکنڈہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکو شکست فاحش دی اور دو نامور ہاتھی فتح
اور شتم جنگ اور راہی مراتب چھین لئے جسونت راؤ بڑی مشکل سے عادل شاہی عورتون کو بچا لے گیا
یہ اوپر بیان ہوا کہ تین ہزار سوار کولاس کے حوالی مین اسلئے متعین ہوئے تھے کہ ان شاہون
کی دو فوجون کی مراجعت کو پردہ مین رکھین جنہین سے ایک برار اور دوسرے نیکا پور گئی
اس سے تلنگانہ کی سرحد پر ملکون کو لوٹا۔ ابراہیم قطب شاہ نے فیروز شاہ محمد انجو کو آٹھ ہزار
سوارون کے ساتھ انکے مقابلہ کے لئے بھیجا اور مرزا حسین بیگ ترکمان چار ہزار ترکمانون کو
ساتھ لیکر گلکندہ کی سپاہ کے ساتھ ملگیا۔ اور کولاس اور دیگلور کے درمیان فوجون کا
مقابلہ سید حیدر حاکم دیگلور نے کیا مگر تین ہزار سوار لے کر ایسا بے قاعدہ لڑا کہ آسانی
سے اسکو شکست ہوئی اور اسکا تعاقب قلعہ دیگلور کے اندر تک ہوا جسکے سبب سے یہ قلعہ آسانی
سے ہاتھ آگیا۔ دوسرے روز شاہ محمد انجو نے دیگلور اور قند ہار کے درمیان خیمے دشمن کے ہمسایہ مین
ڈالے تو اس پر حملہ مرہٹے سوارون نے کیا جنکا افسر جسونت راؤ و دیگر سوار راؤ اور کولی راؤ
تھا جو ہر اول مین چھ ہزار بادیان سوارون (مشرقی ملکون مین گھوڑون کے اختہ
کرنے کا دستور کبھی نہین جاری ہوا اسلئے انکے سوارون کے رسالون مین ہر ایک سوار
پاس کیا گھوڑا ہوتا یا گھوڑی مرہٹے گھوڑیون کو اس سبب پسند کرتے تھے کہ وہ جلد تر بیت
پذیر اور تیز ہوتی ہین دوم وہ ہنہناتی کم ہین جسکے سبب سے شبخون مارنے مین دشمنونکو
اطلاع نہین ہوتی) کے حکمران تھے انکے حملے کو مرزا حسین اور ترکمانون نے دفع کر دیا
اور بہت سے کولیون کی جانین گئی (کولی ایک قوم صحرا نورد گجرات مین ہتی ہے وہ بھیلون
اور مرہٹون کے مشابہ ہوتے ہین مگر کولی زمیندار بگلانہ اور کوکنکان مین بھی ہوتے ہین)

قسم عزم کیا مگر وہ جانتا تھا کہ ابراہیم قطب شاہ کی امداد کے بغیر یہ کام نہین چلیگا اس لئے
اس نے میر ابوالقاسم کو ایلچی بناکے شاہ پاس بھیجا اس نے شاہ کو ترغیب دی کہ امیر شاہ میر کو دس ہزار
سوارون کے ساتھ شاہ احمدنگر کی اعانت کو بھیجے علی برید شاہ نے شاہ بیجاپور سے امداد کی
درخواست کی علی عادل شاہ نے اسکی درخواست اس شرط پر قبول کی کہ وہ ایک نوعمر
خواجہ سرا کو جسپر وہ فریفتہ تھا بھیجدے اس نے خواجہ سرا کو بھیجدیا جسنے علی عادل شاہ کو
۲۴ صفر ۹۸۷ھ کو مار ڈالا۔ اب علی عادل شاہ کی جگہ کم عمر ابراہیم عادل شاہ جانشین ہوا
مرتضی نظام شاہ نے اسکو تجربہ سمجھ کر اسکے ملک پر حملہ کے لئے بہزاد الملک کو مقرر کیا اسکی لڑائی [illegible]
مین جونل درگ اور شولاپور کے درمیان بیجاپور کے لشکر سے ہوئی اور بہزاد الملک کو شکست
ہوئی اسکا تعاقب بیدر کی حوالی تک ہوا۔ سید مرتضی سپہ سالار نظام شاہ جو برار سے اس
محاصرہ مین تائید کے لئے آتا تھا اسکی سپاہ مفرور ہوگئی۔ مرتضی نظام شاہ نے بہزاد الملک کو
بلا کر کل سپاہ کا سپہ سالار سید مرتضی کو کردیا اور یہ سپہ سالار امیر شاہ میر اور قطب شاہ کی کمکی
سپاہ بھی ملکر بلدروگ کی طرف گیا جہان ابتک ابراہیم عادل شاہ کی سپاہ خیمہ زن تھی
ایک اور لڑائی ہوئی جسکے بعد سپاہ بیجاپور نے قلعہ مین پناہ لی۔ اب بلدروگ مین بیجاپور
کی سپاہ کا بڑا حصہ محصور ہوگیا۔ یہ مصلحت ٹھیری کہ شاہان متفقہ بیجاپور پر حملہ کرین
بلدروگ کی سپاہ نے جب انکا یہ ارادہ سنا تو انہون نے آفتاب کے غروب ہونے پر بلدروگ
سے سفر کیا اور اپنی دارالسلطنت مین دشمن سے پہلے جا پہنچے جب سپاہ متفقہ آئی تو اخلاص خان حبشی
دلاور خان حبشی بڑی بہادری اور دلاوری سے نظام شاہی سپاہ کو شکست دی مگر
گول کنڈہ کے سوارون نے دشمنون پر حملہ کرکے لڑائی کا پلڑا پلٹ دیا اور عادل شاہی
سپاہ مجبور ہوکر شہر کی چار دیواری مین داخل ہوئے اور اپنی دو ہاتھی آتش بارہ اور
کوہ پارہ دشمنون کے ہاتھ مین چھوڑ گئے دوسرے روز قلعہ سے نکل کر حبشیون کی سپاہ نے
دشمنون پر حملہ کیا مگر وہ ناکام واپس گئی اسکے بعد یہ خبر آئی کہ امیر زین جو سپاہ
قطب شاہی کے ساتھ اضلاع ناکاڑی۔ کل بورہ کاکنی کی فتح کے لئے گیا تھا وہ بیجاپور مین

مدت تک اپنی شمالی سرحد کی حفاظت مین مصروف رہا - اسکی سپاہ کو فرصت نہ ملی کہ ان
راجاؤن کی تادیب گوشمالی کرتی - ابراہیم قطب شاہ نے اپنی سپاہ کو آرام دیکر
عماد الدین محمود شیرازی حیدر الملک کو سپاہ کثیر کے ساتھ بھیجا کہ وہ قلعہ کندبیر کو فتح کرے -
اُسنے کرشنا سے اتر کر اول قلعہ نامنداکو فتح کیا اور پھر تحاشم قلعہ کچھ کوٹا کی طرف چلا کستوری رنگیا
اور سونا چینا نے بیس ہزار پیادہ و سوار سے حفاظت کی - مگر جب مسلمان قریب آئے تو ایک گولی نہ
چلائی اور بھاگ گئے - شاہی سپاہ نے اسپر قبضہ کر لیا پھر حیدر الملک نے قلعہ کم کو بمقابلہ
تسخیر کر لیا - اب مسلمان قلعہ کندبیر کی طرف متوجہ ہوئے یہان حیدر الملک کو خبر ہوئی
کہ کندی ہمنا - سودنا چینا - کستوری رنگیا نے تیس ہزار سپاہیون کا لشکر جمع کیا ہے
اور اس پر حملہ کرنے کو ہین اسلئے اسنے کندبیر کے محاصرہ مین التوا کیا اور اُس سے لڑنے گیا
مسلمانون پر درختان سے ہندؤن نے نکل کر حملہ کیا مگر سوائے اپنی جان دینے کے کچھ نہ
کر سکے مسلمانون کو فتح کامل حاصل ہوئی اور دشمنون کا تعاقب کرتے ہوئے قلعہ کوم تک گئے
جس نے اپنے تئین خود حوالہ کیا پھر سپہ سالار نے سلیم کنڈا کو جا کر لے لیا اور اُس پاس کے تمام
چھوٹے قلعون پر قبضہ کر لیا - حیدر الملک کندبیر کی طرف چلا جو اس صوبے کا دار السلطنت
تھا اس قلعہ کے محاصرہ مین بہت وقت ضائع ہوا اور حیدر الملک نے گلکنڈہ کمک طلب
کی - شاہ نے سید تقی اور شاہ میر کو معہ ایرانی سپاہیون کی فوج دیکر بھیجا کہ وہ
کرشنا کے جنوب مین ساری فوجون کی سپہ سالاری حیدر الملک سے لے لے - شاہ میر نے
کندبیر کے لئے زینے لگائے بہت سی تدبیرین کین مگر کچھ نہین پھر اسنے توپین منگا کے
لگائین - غرض صفر ۹۵۹ھ کو یہ قلعہ بہت نقصان اُٹھا کے فتح کیا اور کیوری تمراج
داماد رامراج راجہ بیجانگر کو قید کیا - پس تمام ضلع کندبیر تسخیر ہو گیا اور اُنکے سارے قلعے
ہاتھ آگئے اور دو تین بنادر ساحل بحری پر قبضہ ہوا - کل ملک ساحل بحر سے بیجانگر تک
امیر شاہ میر کے ہاتھ آگیا کیوری تمراج کو ہمراہ لے کر گولکنڈہ کو مراجعت کی -
ان دنون مین مرتضیٰ نظام شاہ نے قلعہ بیدر کی فتح کا اور برید شاہ کے ملک کی تسخیر کا

اب دشمنوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح بیجاپور میں سپاہ متفقہ سے ملنے نہ پائے۔ تلکنڈہ کے قلعہ سے پچاس ہزار پیادوں نے نکل کر اس پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور دو ہزار آدمی انکے مارے گئے۔ امیر زین نے اپنا سفر جاری رکھا پھر تیس ہزار پیادوں نے اُس کی راہ روکی اور اسکے سواروں کے دانہ چارہ بند کرنے کے لئے تدابیریں غرض ہر طرح کی تدبیر اُس کے روکنے کے لئے کی گئیں اسی کام کے لئے مرزا نورالدین نیشاپوری پانچہزار سواروں کے ساتھ قلعہ سے بھیجا گیا جب محاصرین کو اسکی خبر ہوئی تو اسکے پیچھے اسکی فوج کی برابر فوج اس کے تعاقب میں روانہ ہوئی جسنے دوسرے روز جاکر اسکو شکست دی امیر زین با فراغت اپنی روپیہ اور غلے سمیت سپاہ متفقہ سے آن ملا۔ دشمن سر پیٹتا رہ گیا اس وقت شہر بیجاپور میں ارکان سلطنت میں فساد ہوا۔ دو امیر کبیر کشور خان اور عین الملک حبشیوں کے ظلم سے مجبور ہوکر سپاہ متفقہ پاس آگئے۔

دوسرے روز حبشیوں نے ایک اپنا معتمد سید مرتضی سپہ سالار نظام شاہی پاس بھیجا اور یہ امر پیش کیا کہ شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر (یہ سید مرتضی کا بڑا دوست تھا) کو بیجاپور کا وزیر اس شرط پر ہم مقرر کرتے ہیں کہ نظام شاہی سپاہ شاہ میر سپہ سالار قطب شاہی کی فوج پر حملہ کرے طرفین سے اس امر کے اخفا میں ذرا کوشش نہیں کی گئی یہاں تک کہ امیر شاہ میر نے خود اس بات کو سن لیا۔ سید مرتضی نے دیکھا کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور افشا ہوگیا تو وہ فوراً خود امیر شاہ میر پاس گیا اور اسسے صاف کہہ دیا کہ بیجاپور کے حبشیوں نے یہ عہد و پیمان پیش کئے ہیں۔ مگر ہم باہم اتحاد رکھیں گے اس پر قول و قسم انکے درمیان ہوئے۔

جب حبشیوں کی یہ تدبیر نہ چلیں تو انہوں نے محاصرہ اٹھوانے کی ایک اور تدبیر سوچی کہ دس ہزار مرہٹے سوار مقرر کئے کہ وہ محاصرین کا آذوقہ بند کریں اور رسد کو کسی طرف سے اُن پاس پہنچنے دیں۔ یہ روش لڑنے کی ایسی ہی کہ جسمیں خواہی نخواہی دشمن مجبور اب محاصرین کو محاصرہ رکھنا محال ہوگیا غرض انہوں نے محاصرہ اٹھایا اور اضلاع

سپاہ متفقہ سے ملنے چلا آتا ہی۔ ابراہیم عادل شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسکو اس سپاہ متفقہ سے ملنے نہ دے اسلئے مرزا نور الدین نیشاپوری کو پانچہزار سواروں کے ساتھ رات کو روانہ کیا کہ امیر زین کو وہ راہ مین روکے۔

اضلاع کاکنی - کل بورہ - ناکاوین - اصل مین سلطان علی قطب شاہ نے ہندوؤن سے فتح کرکے لئے تھے لیکن سبحان قلی کی تھوڑی دنون کی سلطنت مین یہ اضلاع گلکنڈہ کے افسرون سے علی عادل شاہ نے لے لئے تھے اگرچہ ابراہیم قطب شاہ انپر اپنے حق کا دعوی ہر وقت کر سکتا تھا مگر اس سبب سے کہ وہ لڑائیون مین مصروف رہتا تھا اور مصلحت ملکی کا مقتضا نہ تھا کہ یہ ملک عادل شاہ سے اس حال مین کہ وہ دوست تھا طلب کرتا یا خاص ان اضلاع کے لئے اس سے لڑتا اس لئے ان کی طلب کبھی نہین کیگئی بلکہ اب اسکو موقع ایسا ملا کہ انکو دوبارہ اپنے ہاتھ مین لائے اور کوئی اسکا مقابلہ نہ کرے اس مطلب کے لئے امیر زین کو بڑی سپاہ کے ساتھ مامور کیا اس سپہ آرا کا مقابلہ اول دولت خان اور میان بودہ نے کیا جنکو شکست ہوئی اور وہ مجبور ہو کر مفرور ہوئے - قصبات کاکنی - ناکادی اور کریتون جلدی ان کے قبضہ مین گئے - یہان وہ اپنے آدمی متعین کرکے قلعہ کل بورہ پر گیا وہ بھی مقابلہ بغیر ہاتھ آگیا - انھین دنون مین امیر زین کو خبر لگی کہ ڈیڑھ سو ہاتھی ابراہیم عادل شاہ کے جو ساگر کے ساغور مین تھے - بیجاپور کو جاتے ہین اسلئے انکے پکڑنے کے لئے کوچ کیا مگر ہاتھی الٹے ساگر چلے آئے اور یہ شکار اسکے ہاتھ نہ آیا - ساگر کے حاکم سید المشرف نے تین ہزار مرہٹون کے سوارون کو ساتھ لیکر قطب شاہی سپاہ پر حملہ کیا مگر شکست کھائی اور بہت نقصان اٹھایا اور خود قید ہو گیا امیر زین نے ساگر کے دروازون کو آگ لگا دی اور قلعہ بادرگی کی فتح کو چلا اور اسکو جلد فتح کر لیا یہان سے ایتگیر کو گیا اور یہان عادل شاہی سپاہ کو ایک اور شکست دی جو ملک پہلی سلطنت گولکنڈہ کی قلمرو مین تھا اسکو حاصل کیا۔ امیر زین کو ہدایت ہوئی کہ ایک لاکھ ہن دس ۔۔۔۔۔ روپیے اور دس ہزار ... قلعہ کی باشندون سے وصول کرکے بیجاپور کو چلا جائے

چوتھا بیٹا مرزا ابو الفتح تھا اسکی عمر تیرہ برس کی باپ کی وفات کے وقت تھی وہ ۲۸ برس کی
عمر میں سنہ [illegible]ھ میں مرگیا۔

پانچوان بیٹا مرزا محمد خدابندہ سگا بھائی محمد قلی کا تھا۔ وہ شجاعت میں مشہور تھا سنہ ۱۰۱۹
میں اُس نے اپنے بڑے بھائی کے معزول کرنے کے لیئے سازش کی تھی جسکے سبب گلکندہ میں مقید ہوا
اور قید میں مرگیا۔ چھٹا بیٹا مرزا محمد امین تھا وہ سب میں چھوٹا بچہ تھا اپنی اجل طبعی سے
سنہ [illegible] میں عمر کے پچیسوین سال میں مرگیا۔ تاریخ میں بالکل اس کا ذکر نہین ہے کہ کہین وہ خود
سپاہ کا افسر بنکر گیا ہو اور وہان اُس نے شکست پائی ہو وہ اپنے لشکرگاہ میں علمائ
کی صحبت میں رہتا تھا اور اُن سے ہمیشہ شرعی احکام پوچھتا رہتا تھا۔ اس کی عدل
اور انتظام ملکی کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بڑھیا سونے کا تھال سر پر رکھکر گلکندہ سے بنگال
تک اور بیجاپور تک اور احمد نگر تک چلی جائے کوئی نہین پوچھتا تھا کہ تیرے منہ میں کے دانت
ہین یہ امر اس وقت نہایت تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خیال کرین کہ تلنگانہ بالکل
بے باک سفاک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا۔ اسکی فتوحات اعظم یہ تھین کس سم کوٹا
راجمندری کا کنڈہیر کا فتح ہونا۔ اسنے جو عمارات خیر کے لیئے۔ نمائش کے لیئے۔ رہنے کے
واسطے۔ عام نفع کے لیئے بنائین انمین مشہور یہ ہین۔ گولکنڈہ کے پہاڑ کے گرد حصار
ابراہیم باغ۔ لنگرخانہ بارہ امام۔ ابراہیم پٹن میں۔ ٹانک جسکو حسین ساگر کہتے ہین۔
کالا چبوترہ گلکندہ میں۔ سوا اسکے مساجد و مدارس اس کے حکم سے بنائے گئے۔

ابراہیم قطب شاہ کی سلطنت میں تلنگانہ کا حال مصر کا سا ہوگیا تھا۔ اس میں کستان
عرب۔ ایران کے سوداگر آتے تھے۔ یہان سے ایسی دولت وہ کماکے لے جاتے
تھے کہ بار بار وہ لاتے تھے تاریخ فرشتہ میں اسکے خصائل یہ بیان کئے ہین کہ بادشاہ شیعہ
مذہب رکھتا تھا۔ ضابط و ہوشیار و سخی و جواد و مدبر تھا۔ لیکن قہر و غضب ایسا اس پر
مستولی تھا کہ ذرا سے جرم پر بندگان خدا کی جان لیتا اور حکم دیتا کہ مظلومون کے
پانوں کے ناخنون کو تارِ پانون سے جدا کرکے ایک ظرف میں بھرکے میرے آگے لاؤ کہ

مرج - رائے باغ - پھالہ - ستارا - ہوکری کولوٹا - یہان سے گلبرگہ کی طرف چلے اور نلدرگ
کے قلعہ کے محاصرہ کا ارادہ کیا کہ ان دنون مین خبر آئی کہ ابراہیم قطب شاہ نے انتقال
کیا اور محمد قلی قطب شاہ اسکا جانشین ہوا -

ابراہیم قطب شاہ کی وفات -

جب ابراہیم قطب شاہ نے جنوبی حدود دریہ ہنود کے ملک لیکر اسکا انتظام کیا اور اُس نے
اپنی سپہ سالار امیر شاہ میر کو ہمسایہ کے مسلمان شاہون سے لڑنے بھیجا تو اسکے تمام امور سلطنت
کا انتظام ایک مرہٹہ برہمن مراری راؤ کے ہاتھ مین تھا وہ دس ہزار سپاہ دون کا سپہ سالار
تھا اور اسکے ماتحت بہت سے مسلمان افسر تھے اور اسکو نوبت بجوانے کی اجازت تھی
شاہ کے آخر ایام سلطنت مین دونی کے قریب ایک مشہور بت خانہ پر اس نے حملہ کیا اور
اسکے سنو چاندی کے لعل جڑی ہوئون کو لوٹ لیا اور باشندون سے چار لاکھ ہن
(۱۶۰۰۰۰۰) روپئے وصول کئے ان بتون کو دیکھکر بادشاہ بیمار ہوا پھر
تندرست نہ ہوا - ۲۱ ربیع الثانی ۹۸۸ھ کو سلطنت کے اکتیسوین برس مین اور
اکیاون برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا

(مصنف کا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ان بتون مین ایسا سحر و طلسم تھا کہ جو
مراری راؤ نے شاہ کو اس لیئے دکھائے تھے کہ شاہ ان کو دیکھکر مرجائے اس وقت سب
کا یقین ہندو مسلمان دونو کو تھا ہندون کو تو اس سبب سے کہ دیوتاؤن نے بتون کے
توڑنے کا انتقام لیا اور مسلمانون کو اس سبب سے کہ بتون مین شیطانی قوت ہے
جس نے برہمنون کی چال پر جو مسلمانون کو مارنا چاہتے ہین التفات کیا)

ابراہیم قطب شاہ کی اولاد -

ابراہیم قطب شاہ کے تیس ۳۰ بچے تھے جنمین چھ لڑکے اور تیرہ لڑکیان بالغ تھین -
اوّل سب سے بڑا بیٹا عبد القادر تھا جسکا لقب شاہ صاحب تھا وہ قلعہ دیوکنڈہ
مین مقید تھا قید خانہ ہی مین اکیس برس کی عمر مین مرگیا - دوسرا بیٹا
مرزا حسین قلی تھا وہ کم عمر کے تال مین نہاتا تھا کہ ۹۹۶ھ مین ڈوب کر مرگیا -
۲۶ برس کی عمر تھی - تیسرا بیٹا محمد قلی تھا جو اپنے باپ کا جانشین ہوا -

اول قلعہ کہم کا محاصرہ کیا فوج شاہی ماتحت رائے راؤ کے لڑی جسنے اسکو شکست فاحش دی
اور اُسکے دس ہزار سپاہ دے مقتول و زخمی ہوئے اور چار ہاتھی اور بڑا نقارہ چھین گیا علیخان
اور رائے سیکر بما ہیجانگر کے علیخان ایک مقام سے دوسرے مقام مین سپاہ جمع کرتا ہوا
جب تک بڑا ہوا کہ رحیم داد خان اور طاہر محمد خان پٹھان کو بہت سپاہ کے ساتھ گرفتار
کے جنوب مین شاہ نے بھیجا لشکر شاہی علی خان کی طرف چلا تو وہ قلعہ ارنگا مین گیا
اور یہان سے پہاڑون مین چلا گیا فوج شاہی نے آکر قلعہ رنگا لے لیا اور قلعہ مین ایک
آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اور پھر علیخان کا تعاقب کیا جسکے ایک ہزار آدمی قتل و زخمی اور
اسیر کئے اور وہ بھاگ گیا۔ اگرچہ اسکی فوج نے بھی کمین گاہ سے نکل کر شاہی آدمی
مارے اس زمانہ مین سنہ اول کا حوالدار افضل خان ایک ہزار سوارون کے
ساتھ لشکر شاہی سے آن ملا۔ علیخان نے نظام شاہی پٹم مین جا کر ساری دولتمند
تاجرون کو لوٹ لیا اور کند بیر کی طرف کوچ کیا اور کشور خان پر جو تھوڑی سپاہ
کے ساتھ یہان پڑا تھا حملہ کیا اور شاہی سپاہ کا سارا مال اسباب چھین لیا اور بہت
آدمی مار ڈالے رحیم خان نے علیخان کے پیچھے پڑکر اُسے مار ڈالا اور دار السلطنت مین آیا
اور عالم خان کا خطاب پایا۔

ابراہیم عادل شاہ کا نکاح ملکہ زمان ہمشیرہ شاہ گولکندہ سے ہو گیا جسسے
ان دونون مین رابطہ اتحاد مستحکم ہوا۔

سنہ ۹۹۸ھ مین شاہ نے اپنی دار السلطنت کو گولکندہ سے اس وجہ سے سرکایا کہ
وہ تنگ جگہ تھی اور پانی کمیاب تھا۔ اور بیماری ہمیشہ اس مین رہتی تھی یہان
پانچ کوس پر دریاے موسی کے کنارہ پر ایک نئے شہر کی بنیاد رکھی جسکا نام اپنی معشوقہ
بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر رکھا مگر اسکے مرنے کے بعد اسکا نام حیدرآباد رکھا (ابھی لوگ
حیدرآباد کو بھاگ نگر کہتے ہین) قطب عالم کا مصنف کہتا ہے کہ نئے شہر حیدرآباد
کے گرد فصیل نہ تھی اور اسکے نہ ہونے کے سبب سے شہر دو دفعہ لٹا اور لٹیرون کا مقابلہ

جسے دیکھ کر میرے دل کو تسلی ہو۔ کھانا بہت تکلف کا کھاتا تھا۔ علم تاریخ اور پہلے بادشاہون کی حکایتون کی نقلون سے بہت رغبت رکھتا تھا۔ تلنگ کی ولایت چوروں اور حرامیون کا جنگل ہے اُس نے اسکی حراست ایسی کی کہ سوداگر اور مال دار بغیر کاروان اور رفقا کے رات دن بے کھٹکے آتے جاتے تھے۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ

ابراہیم کے بعد اسکا تیسرا بیٹا محمد قلی جانشین ہوا اور اُس نے اپنے خاندان کا لقب قطب شاہ اپنے نام مین بڑھایا۔ اول کام اُسکا یہ تھا کہ وہ اپنی اس فوج کی کمک کے لئے بڑی سپاہ ساتھ لیکر جاتا جو نلدروگ کا محاصرہ کر رہی تھی وہان قلعے کے اُس جانب کے قریب وہ گیا جسکی خندق خشک تھی مگر حاکم قلعہ نے کئی حملے ایسے محاصرین پر کئے کہ نہ آگی توپون کو لگنے دیا نہ انکو قریب آنے دیا۔ دو مہینے کے عرصہ مین بہت ہی کم محاصرین نے آگے قدم رکھا۔ آخر کو قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈال کر حملہ کرکے لینا چاہا۔ مگر اہل قلعہ نے پتھر اور باروت کے حقے ایسے پھینکے کہ قلعہ کے اندر حملہ آور نہ جا سکے۔ اتنے مین خبر آئی کہ بیس ہزار سوار مرہٹون کا لشکر لشکرگاہ کے گرد آگیا ہے اسلئے محاصرین نے بالفعل محاصرہ چھوڑا۔ ابراہیم عادل شاہ نے شرائط صلح پیش کین شاہ گولکنڈہ نے منظور کین اور محاصرہ چھوڑ دیا اور سید مرتضیٰ خان سپہ سالار نظام شاہی کو اُس نے رخصت کیا خود گولکنڈہ مین آیا۔

اس سلطنت مین علی خان لور ادنی آدمی تھا مگر اُس نے میدان جنگ مین اپنی شجاعت ایسی دکھائی کہ وہ امیر ہوگیا اور کرشنا کے جنوب مین کندبیر کے ہمسایہ مین سپاہ کا سپہ سالار مقرر ہوا اس ضلع کے حاکم راے راؤ نے اسکو ایسی اقطاع نہین دین کہ جس کی آمدنی سے سپاہ کا خرچ حسب ضرورت چلتا اس لئے علی خان متبذل ہوگیا اور وہ اپنے متعلقین و تابعین کے ساتھ وجیانگر کے راجہ سے جا ملا اور کندبیر کی تاخت و تاراج کے کے لئے ایک سپاہ لے گیا۔ علی خان کی مدد میکر ٹما دا ماد راے بیجانگر نے بھی اور تین ہزار پیادون اور سوارون اور پچاس ہاتھیون کو ساتھ لے کر ضلع کندبیر کی طرف وہ چلا

محاصرۂ نلدروگ ۱۵۸۰ء

[illegible]

جو قطب شاہ کی سرحد پر تھا بدل لیا اسکے باپ اور قطب شاہ کے درمیان جو عہد نامہ ہوا
اُسے توڑ کر بعض حلے بھی گول کنڈہ کی مملکت پر کئے تھے انکے روکنے کے واسطے شاہ نے
اپنی سپاہ گنڈی کوٹ کی فتح کے بعد پن کنڈہ کی فتح کے لئے بھیجی جسنے جا کر اُس کا
محاصرہ کرنا شروع کیا مگر تھوڑے دنوں بعد راجہ نے اپنے وزیر گوپ راج تما اور سپہ سالار
پادریا چیٹی کو ایلچی بنا کے بھیجا اُنہوں نے مہلت شرائط صلح مرتب کرکے مانگی۔ ہندوؤں نے
جب دیکھا کہ قلعہ کے پاس سے مسلمان ہٹ گئے ہیں تو اُنہوں نے تین دن میں اپنا آذوقہ
قلعہ میں بہت جمع کر لیا۔ چوتھے روز قلعہ میں جگدیو راؤ مع گول زنگا ستی اور منو پاج
اور ریا پیا ساموار کے قلعہ میں داخل ہوا اسکے ساتھ تیس ہزار پیدل اور سوار علاوہ
چار ہزار بندوق اندازوں کے تھے۔ جب شاہ نے یہ دیکھا تو اُس نے محاصرہ شروع
کیا مگر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ برسات آگئی۔ خوف تھا کہ کرشنا کے چڑھ جانے سے گولکنڈہ
اور لشکر کے درمیان آمد و رفت منقطع ہو جائیگی اس لئے اُسنے محاصرہ چھوڑنا مصلحت جانا
اُسنے مسیح خان کو گنڈی کوٹ میں اور اسے راؤ کو موسل مڑو میں اور جگت راؤ کو کونڈا پلی
میں مامور کیا اور مرتضیٰ خان کی سرکردگی میں بڑی سپاہ کرشنا کے جنوب میں
چھوڑی اور خود گولکنڈہ میں آیا۔

جب مسلمانوں کی سپاہ کو ضرورت ہوئی کہ وہ گنڈی کوٹ اور پن کنڈہ کو جائیں
تو ضلع کنڈ بیر بالکل غیر محفوظ ہو گیا تھا دنیکٹ پتی کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا کہ
اُسنے کولانندا راجہ ادگری و ورگ کی کمک کو سپاہ بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ دشمن
کی چنداول پر دفعتۃً حملہ کرے اور کنڈ بیر اور کرشنا تک ملک کو ویران
کو لانندا اس سپاہ سے ملا اور اپنے داماد دوریس راؤ کو بھیجا کہ اس منصوبہ کے
موافق کام کرے۔

ضلع کنڈ بیر کے حاکم افضل خان نے یہ دیکھ کر کہ اُسکا ضلع ویران ہو گیا ہے اور
سپاہ کے نہ ہونے سے ہندوؤں کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ تمام جاگیرداروں کو لکھا

کچھ نہ ہو سکا مرتضیٰ خان جب اسکا صوبہ مقرر ہوا تو اُسنے دس میل کی فصیل اسکے گرد کھچوائی مگر وہ پوری نہ ہونے پائی تھی کہ اسکی اجل آ گئی اور آصف جاہ نے اسکے قائمقام نے اُسے پورا کیا۔ یہ شہر بہت جلد آباد ہو گیا امرا نے محل اور باغ بنا لئے اور بڑا اہتمام کیا گیا کہ ملک مین پانی سب سمتون سے پہونچ سکے جسکے سبب آبپاشی مین ایسی آسانی ہوئی کہ مالگذاری مین چار لاکھ ہن (۱۶۰۰۰۰) روپیہ کا اضافہ ہو گیا۔ محمد قلی قطبشاہ نے ایک نہایت عمدہ مسجد بنائی اور شہر کے اندر چار مینار بنائے حمام اور دار الشفا مین اور مدرسے بنائے اور انمین طبیب اور معلم مقرر کئے جنکو خزانہ شاہی سے تنخواہین ملتی تھین۔

بہت دنون تک لڑائی نہ ہوئی اس عرصہ مین بادشاہ نے انتظام ملکی اور رفاہ عام اور آسائش انام کے لئے قواعد اور ضوابط مقرر کئے اور آخر کو اُسنے جنوب مین اپنی سلطنت بڑھانے کا ارادہ کیا اور اول قلعہ موسل مورو پر حملہ کیا اور ہندو فوج [illegible] توپون کے سبب سے اسکو آسانی سے فتح کر لیا اور پھر ننديال اور گل گونڈہ کی طرف سپاہ بھیجی یہ دونو قلعے یسونت راج اور نرسنگ راؤ کے پاس تھے۔ یہ [illegible] رام راج کا داماد اور دوسرا بھتیجا تھا مسلمانون نے اُن پر حملہ کیا انہون نے چند روز مین باجگذار ہونا قبول کیا انکی دیکھا دیکھی اور بہت سے زمیندار خراج گذار ہو گئے جنمین کچل مورو۔ جھودری۔ چرول۔ ننددت کوٹ۔ [illegible] ول۔ جن مونو۔ گنڈی کوٹ کے زمیندار تھے۔

اکثر وجیانگر کے چھوٹے چھوٹے راجاؤن نے مسلمانون کے [illegible] کے کندھار کو دبا لینا چاہا کہ [illegible] ہمسایہ [illegible] مطیع ہو جائین اسلئے اُسنے وزیر امیر الملک کو بڑی سپاہ کے ساتھ [illegible] گنڈی کوٹ فتح کے لئے بھیجا۔ یہ مقام نرسنگ راج کے پاس تھا اور وہان ایک بڑا مندر تھا جسکے جاترا کو ایک لاکھ ہندو سالانہ آتے تھے اور ہزار روپیہ بھینٹ مین چڑھاتے تھے تھوڑے محاصرہ کے بعد نرسنگ راج نے باجگذار ہونا قبول کیا۔

وجیانگر مین جب وینکٹ پتی راجہ ہوا تو اسنے اپنا دار السلطنت قلعہ پن کنڈہ مین

ہندؤون سے لڑ نہین سکتے تھے اسلئے اُسنے یہ تجویز ٹہیرائی کہ وہ آدھی سپاہ لیکر پن گنڈہ کو چلا جائے اور رستم خان آدھی سپاہ سے ملک کو تاخت و تاراج کرے۔ رستم خان سپہ سالار تھا اس لئے مرتضی خان کے کہنے کو ذرا نہ سنا۔ ہندؤون سے لڑنے گیا اور ایک دریا کے پار جاکر کالی چکنی مٹی کے اوپر خیمہ زن ہوا جہان مینھ برساتھا ہندؤون کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کمک آگئی ہے اس زمانہ مین ہندؤون نے ایک سرخ بیل کے سینگون پر سنگوٹیان چلا چڑھائین اور اسکو مختلف رنگون سے رنگا اور اس کی ٹانگون اور گردن مین گھنٹے لٹکائے اور اسکو مسلمانون کی طرف بھگایا۔ رستم خان کے سامنے جب یہ بیل آیا تو ڈر کر پیچھے بھاگا اور سارے لشکر مین ہل چل ڈالدی جب ہندؤون نے مسلمانون کے لشکر کا حال یہ دیکھا تو انکے بندوقچیون نے جا گھیرا۔ اور مارنا شروع کیا۔ لشکر چکنی کالی مٹی مین پھنسا پڑا تھا وہ حرکت نہ کرسکا۔ کوئی مسلمان زندہ نہ رہتا مگر مرتضی خان جلد کچھ سپاہ لیکر حمایت کو جا پہنچا جسکے سبب سے مسلمان کچھ بچگئے مگر مسلمانون کا بڑا نقصان ہوا۔ رستم خان بڑی ڈینگین مارا کرتا تھا وہ ڈینگیا مشہور تھا جب گولکنڈہ مین آیا تو بڑا ذلیل کیا گیا۔ عورتون کا لباس اسکو پہنایا گیا اور قیدخانہ مین ڈالا گیا۔ مرتضی خان کو حسن خدمات کی جلدو مین انعام اکرام خطاب ملا (یہ ساری آفت اس سبب سے آئی کہ مسلمان ہندؤون کی رسم پولا سے واقف نہ تھے) بادشاہ نے مصمم ارادہ کیا کہ ہندؤون کے ساتھ لڑنے مین نہ روپیہ کے خرچ کرنے مین نہ سپاہ کے جمع کرنے مین کوئی کسر رکھے اسلئے اعتبار خان یزدی حوالدار کنڈبیر (جو مرتضی نگر کہلاتا ہے) کو حکم دیا کہ وہ اپنی ساری سپاہ جمع کرے اور پن کنڈہ کی طرف جائے اور جتنے قصبے و دیہات راہ مین آئین انکو خاک مین ملائے۔ ہندؤون کو جب مسلمانون کے ان کے آنے کی خبر ہوئی تو وہ ڈر کر جنگلون مین اپنے بال بچون کے ساتھ بھاگ گئے۔ اننت گیر ان ضلاع مین بڑا مشہور کوہستانی قلعہ تھا اسکا راجہ نرسا نند راجہ تھا اس نے اس موقع پر سمجھا

کہ وہ اپنے عمدہ سوار جمع کرین اور اونگول کی راہ سے ادگری دورگ کی ملک کو تاخت
و تاراج کرین یہ ایک تدبیر تھی کہ جس سے ہندوؤن کو اپنے ملک کی طرف جانے کی ترغیب
ہوتی مگر اُنہون نے افضل خان کو آخر گھیر لیا اس پاس سپاہ تھوڑی تھی معلوم ہوتا
تھا کہ اب وہ بالکل تباہ ہوا کہ اژدر خان پانچ سو سوار لیکر مدد کو آیا جسسے پاسہ پلٹ گیا
اور دو لسری کو شکست ہوئی اور تین ہزار آدمی اسکے مقتول و زخمی و اسیر ہوئے
اور خیمہ و خرگاہ و بنگاہ غارت ہوا۔ دریاؤن کی طغیانی اور شاہ کی غیر حاضری
دینکٹ راؤ کو اتنی فرصت ملی کہ اُسنے اپنی سپاہ جمع کر لی جسمین ایک لاکھ آدمی تھے
اور اسکے سپہ سالار ایلیتم راج اور گول رنگا ستی اور منوپ راج تھے جنھون نے گندی کوٹ
کو سنجر خان کے ہاتھ سے نکالنے کو لئے کوچ کیا۔ یہان قلعہ سے نکل کر مسلمانون کی
سپاہ نے ہندوؤن کی سپاہ پر حملے کئے مگر وہ محاصرہ رکھنے مین جمے رہے اُنھون نے سنا
کہ مرتضی خان مسلمانون کی بڑھی سپاہ کے ساتھ کدپا (کداپہ) شہر مین داخل ہو گیا ہی
اس ملک مین یہ شہر بڑا مشہور تھا اور اس مین ایک بڑا بتخانہ تھا مسلمانون نے
اسکی عمارت کو جسقدر ڈھا سکتے تھے ڈھایا۔ بتون کو توڑا شہر کو لوٹا۔ دینکٹ پتی کو
جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے یلتم راج اور منوپ راج کو دس ہزار سوارون کے ساتھ
مرتضی خان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا سخت لڑائی ہوئی ہندوؤن کو شکست ہوئی۔
اور فرار مین اُنھون نے اپنی جان کی سلامتی جانی۔
محمد قلی خان قطب شاہ نے ان لڑائیون کا حال سنتے ہی رستم خان کو پانچ ہزار
سوارون کے ساتھ مرتضی خان کی کمک کو بھیجا اور اسکو کل سپاہ کا سپہ سالار
بنایا۔ مرتضی خان تین مہینے تک ہندوؤن کا مقابلہ کرتا رہا مگر اس عرصہ مین انکی
سپاہ اتنی بڑھ گئی کہ مسلمانون کا لڑنا انسے میدان جنگ مین ناممکن تھا اسلئے
وہ تاخت تاراج کرتے اور رسد کو لوٹتے یا بند کرتے۔ رستم خان کی سپاہ
مرتضی خان کے لشکر سے ملگئی مرتضی خان کو دل سے یقین تھا کہ ہم میدان جنگ مین

اس زمانہ میں ایک شخص نے اپنے تئیں شاہ صاحب بنا کر سلطنت میں بڑی ہل چل ڈالی جسکی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم قطب شاہ کے بڑے بھائی کا نام عبدالکریم تھا اُسنے لباس فقیری میں آخر شاہ صاحب کا لقب پایا اور نعمت اللہ ولی کی خاندان میں شیخ خلیل اللہ تھے اُنکے مقدس خاندان میں بیدر میں اپنا نکاح کیا تھا اور قلعہ دیورکنڈا میں باپنے اُس کو قید کیا تھا وہاں وہ رہتا تھا۔ وہ اکیسویں سال میں مرگیا اور شاہی مقبرہ میں دفن ہوا۔ اور اسکی بیوی اپنے میکہ میں بیدر چلی گئی اب ایک شخص نے جو شاہزادہ کا عمر بھر رفیق رہا تھا اُسنے شہر بیدر میں لوگوں کو یقین دلایا کہ میں شاہزادہ شاہ صاحب ہوں۔ اسکی بیوی کے رشتہ داروں نے یقین کیا کہ حقیقت میں یہ شاہ صاحب ہے۔ محمد قلی قطب شاہ نے اس حال کو سنکر اُن آدمیوں سے تحقیق کیا جو اُسکے بھائی کے مرنے اور دفن کرنے وقت موجود تھے سب نے شہادت دی کہ بیس برس اس کو قبر میں دفن ہوئے ہوئے محمد قلی نے علی برید شاہ بیدر کو خط لکھا کہ اس مکار کو پکڑ کر میرے پاس بھیجدے وہ پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔ مگر مقدس مشایخ بیدر نے اُسے چھڑا لیا اور اسکو وجیانگر بھیجدیا وہاں وہ ان آدمیوں سے ملا جو شاہ سے بگڑے ہوئے بیٹھے تھے انمیں ایک خداوند خان تھا جسکی شجاعت کی دکن میں دھاک تھی۔ دوسرا خیر علیخان پسر دلاور خان بیجاپوری تھا اس مکار نے چار ہزار سپاہی جمع کرکے مشتہر کیا کہ میں گولکنڈہ کے تاج کا اصل وارث ہوں اور کرشنا کے کنارے پر خیمے ڈیرے ڈالے۔ تلنگانہ کے نائک داری رئیسوں کے بلانے کے لئے خطوط روانہ کئے اور گلکنڈہ کو اپنے جاسوس روانہ کئے اور اُن ارکان دولت سے ڈھب لگایا جو ایسے باغیوں کے منتظر بیٹھے تھے اُسنے اعتبار خان کو حکم بھیجا کہ کندبیر سے چل کر اس مکار کی تنبیہ کرے اور گلکنڈہ سے بھی سپاہ بھیجی۔ پہلے اس سے کہ شاہ کی سپاہ پہنچے اس مکار کی سپاہ نے ملک غارت کرنا شروع کیا۔ اعتبار خان نے دو ہزار سوار لیے جا کر اس مکار کے چھ ہزار سواروں کو شکست دی اور خداوند خان حبشی کی شجاعت کے

پیادے اور تین ہزار سوار لیکر کوچ اس ارادہ سے کیا کہ وہ مسلمانون پر شب خون مارکر حیران کیا کرے دس ہزار منتخب سپاہ کو مسلمانون کے لشکرگاہ کے گھیرنے کیلئے بھیجا
کہ بارش کا طوفان آیا جسکے سبب سے اسکی تدبیر نہ چل سکی مسلمانون نے ہندوون پر حملہ کیا اگرچہ انکے بہت آدمی مارے گئے۔ مگر آخرکو انہون نے ہندوون کو شکست دی اور ہندوون کے
سارے کنبون کو قید کرلیا اور خیمہ خرگاہ لے لیا۔ اعتبار خان ابکولسٹری مین گیا یہان بتون کو توڑا اور بتخانون مین نمازین پڑھوائین مسلمانون کی سپاہ کرشنا
کے جنوب مین کئی برس تک کام کرتی رہی مسلمانون کی قوت کا سکہ ایسا جما کہ ہندوون کا حوصلہ انپر حملہ کرنے کا نہین رہا۔ جب امیر الملک محمد قلی قطب شاہ کا میر جملہ ہوا تو اس نے
مختلف جاگیردارون سے خراج کا روپیہ طلب کیا۔ اتنی مدت سے جاگیردارون سے روپیہ نہین لیا گیا تھا کہ یہ طلب انکو بدعت معلوم ہوتی تھی اس لئے انہون نے بغاوت اختیار
کی۔ عالم خان پٹھان خانخانان ادرنیجھا جی مرہٹہ اور بالا راؤ نے شاہی محصلون کا مقابلہ کیا اور انہون نے صرف روپیہ ہی دینے سے انکار نہین کیا بلکہ راجہ جگرنگر
سے گفتگو کی کہ وہ شاہی فوج سے لڑنے کو تیار ہین اور اسکو اپنی بغاوت کا یقین دلانے کے لئے گلکنڈہ کے ہمسایہ کے ملک کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

اعتبار خان نے شاہ کو ان امیرون کی بداندیشی اور بدخواہی کی اطلاع دی انکی تنبیہ کے لئے امین الملک دس ہزار سوار لیکر حیدرآباد سے چلا اور کنڈبیر مین آیا۔ کولانند سے ملاجی
یہان کا بڑا سردار تھا اور اسکو وہ جانتا تھا کہ اس ملک کی بغاوت کا سرغنہ وہی ہے۔ اس لئے اسکو پھانسی دی جس سے تمام سرکشون کے کان کھڑے ہوگئے۔ جو دیکہ انہون
نے سات ہزار سوار دس ہزار پیادے جمع کرلئے تھے اور قلعہ ارونگا کو مستحکم کرلیا تھا۔ مگر
اس پھانسی نے انکو مشوش کیا بجائے اسکے کہ وہ شاہ کی سپاہ سے لڑتے اپنے جیا کا اپنے جیسے
گئے امین الملک نے انکا تعاقب کیا مگر انکی جاگیرون پر قبضہ کرنے پر اکتفا کی اور زمیندار
نایک وارون کو پکڑکر مار ڈالا یون سرکشی کا سر کاٹا۔

بھاگ گیا اور یہان اُس نے برلاس خان اور غضنفر بیگ کو مار ڈالا اور بہت سے مسلمان
سردارون کو اپنے سامنے اندھا کیا تھوڑے دنون مین مسلمان کس سم کوٹا مین بھی آگئے
تو مکندراج بد دار ا اور چکاکل کو بھاگا امین الملک نے اسکا تعاقب کیا اور راہ مین قصبات
و دیہات کو خاک مین ملاتا گیا۔ شاہی سپاہ کے سامنے مکندراج ثابت قدم نہین رہ سکتا
تھا اس لئے وہ پیٹا پور کو بھاگ گیا اور مدتون تک جنگلون اور پہاڑون مین ایک گانو سے
دوسرے گانو مین فرار بھاگتا پھرا مسلمانون نے اسکو ایک دم چین لینے نہ دیا آخر کو وہ رامچند
راج کی پناہ مین گیا یہ بڑا قوی مشہور راجہ اس ملک مین تھا۔ رامچندر نے حملہ آورون کی
مدافعت کے لئے مادھو سنگہ کو خطوط لکھے۔ جسکا ملک بنگال کی سرحد پر ختم ہوتا تھا اور وہ
اکبر بادشاہ دہلی کے راجپوتون کی بڑی سپاہ کا سردار تھا مادھو سنگہ نے رامچندر کی درخواست
پر اسکی مدد کے لئے کوچ کیا امین الملک مفرورون کے تعاقب مین اس راجہ کی قلمرو مین
آگیا۔ اس نے قصبون سے باجھ لی اور دیہات کو لوٹا اور ملک کو ویران کیا۔ مادھو سنگہ نے
سوچا کہ لڑائی مین کچھ فائدہ نہ حاصل ہوگا وہ بنگال کو چلا گیا اور رامچندر کو شاہ گولکنڈہ کے
باجگذار ہونے کے لئے چھوڑ گیا مکندراج اپنے ملک مین مراجعت نہین کرسکتا تھا اسلئے وہ بنگال
مین پناہ گیر ہوا امین الملک نے اپنے کام دلخواہ کرکے عالم خان بیج اسے راؤ اور دو سیدی [illegible]
افسر سرحد کی حفاظت کے لئے مامور کئے اور کس سم کوٹا مین اپنی سپاہ متعین کی اور خود حکومت
شروع کی۔ اب مکندراج کا بیان ختم ہوا۔ اب دینکٹا پتی راجہ وجیانگر کے حالات لکھتے ہین
اسکو ایسا وقت پھر نہین ہاتھ آسکتا تھا اسلئے کہ سارے مسلمانون کی سپاہین شاہزادہ مر[illegible]
سے احمدنگر کی سلطنت بچانے مین مصروف تھین وینکٹ پتی نے دو لاکھ سوار اور پیادے اور
ایک ہزار ہاتھی لیکر کندبیر کی طرف کوچ کیا۔ شاہ گولکنڈہ کو پہلے سے اسکے ارادون پر اطلاع
ہوگئی تھی اُس نے اپنی سپاہ بسرکردگی عادل خان حبشی (رنگش کا ہنو والا) دو سو ہاتھیون
اور بہت سی توپون کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجی جب راجہ وینکٹ پتی نے مسلمانون کی
سپاہ کی تیاریان دیکھین تو اس نے اپنے ایلچی شاہ پاس بھیجکر عذر کیا کہ مین کندبیر مین فقط

بھی کچھ کام نہین کیا۔ یہ سکار بھاگ کر ابراہیم عادل شاہ ثانی پاس چلا گیا اور پھر شاہی کا دعوی نہین کیا اور گمنام ہی مر گیا۔ انہین دنون راجہ کس سم کوٹ کا راجہ بھی بلند بر مر گیا جو ہر سال خراج بلا ناغہ ادا کرتا تھا اور اسکا بیٹا مکند راج بارہ برس کا لڑکا اسکا وارث تھا محمد قلی قطب شاہ نے اسکو بلا کر مسند نشینی کا خلعت عنایت کیا اور رخصت کیا اسنے اپنی دار الحکومت مین جاتے ہی اپنے رشتہ دارون و یا ورون کے اغوا سے اپنے بھائی دیو راج کو مار ڈالا اور کچھ دنون بعد اس ملک کے حاکم شاہی سر لاس خان کے گرفتار کرنے مین سعی کی اسلئے شاہ کو اسکے معاملات مین مداخلت کرنی پڑی خاص کر اسوجہ سے کہ وہ اپنی سپاہ کی بہادری پر اور اپنے ملک کے پہاڑون اور جنگلون کے محافظ ہونے پر مغرور تھا اور خراج سالانہ شاہ پاس نہین بھیجا شاہ نے اس کی گوشمالی اور تنبیہ کے واسطے اپنی سپہ سالار میر زین العابدین رسوم دار کو حکم دیا کہ وہ سپاہ کو لے جائے جب وہ کس سم کوٹا کے قریب آیا تو سپہ سالار نے مکند راج کو لکھا کہ جو چڑھا ہوا خراج بھیجدے اور آیندہ وقت پر خراج ادا کرتا رہے مگر اس نوجوان احمق نے جواب خاطر خواہ نہ دیا مسلمانون کی سپاہ تھوڑی تھی اس لئے زبردستی راجہ پر نہین ہوسکتی تھی اسلئے میر زین العابدین نے کمک کی درخواست کی شاہ نے فوراً امیر جملہ امین الملک کو سپاہ دیکر بھیجا اور کل سپاہ کی سپہ سالاری لینے کا حکم دیا امیر جملہ کی ساتھ شنکر راج بھی بلندر متوفی کا بھتیجا تھا۔ مکند راج نے اپنی مدد کے لئے ہمسایہ کے سرداجاؤن کو بلایا اور وینکٹ پتی راجہ وجیانگر کو بھی ترغیب دی کہ اس وقت سے زیادہ کوئی اور وقت فائدہ کا نہین ہاتھ آیگا وہ کندبیر کو سپاہ بھیجدے اور مین تیس ہزار پیادون اور تین ہزار سوارون کے ساتھ شاہ کی سپاہ سے راجمندری کے حوالی مین لڑتا ہون۔ ایک بڑی خون ریز لڑائی ہوئی جسمین شنکر راج مارا گیا اور مسلمانون کو شکست فاحش ہونے کو تھی کہ امین الملک نے آنکر لڑائی کو سنبھال لیا۔ اور فتح کامل حاصل کرلی گو بڑی بہادر نامور سپاہی مارے گئے اور مکند راج کس سم کوٹ کو

جہان اُسکی غیر حاضری کے سبب کچھ فساد ہوا تھا۔
جب تکندراج نے شاہ سے مخالفت کی ہو تو جیسے بلندر کا بھتیجا شنکر راج اور بھائی ہری چند
حیدر آباد مین تھے اور ابین الملک کی ہمراہ تکندراج سے لڑنے گئے تھے۔ شنکر راج تو راجمندری
کی لڑائی مین مارا گیا۔ راوت راؤ ایک چھوٹا سا راجہ تھا اور بہادری مین مشہور تھا وہ
اپنے کچھ سپاہ سواروں اور پیادون کی لیکر ابین الملک کے ساتھ لڑائیون مین اور انکے
مشورون مین شریک تھا مگر وہ ابین الملک کے بعض احکام سے آزردہ خاطر ہو گیا اور شاہ
کا لشکر چھوڑ کر اجازت کے بغیر چلا گیا اور بعد ازان ہر چند کو شاہ کی لشکر چھوڑنے کے لئے اغوا
کیا اور کہا کہ تو میری ساتھ متحد ہو اور کس سہم کوٹا کی آبائی سلطنت حاصل کر۔ اول راوت
راؤ نے اپنی بغاوت کا اظہار یہ کیا کہ دس ہزار پیادون کی سپاہ جمع کر کے لشکر شاہی پر
چڑھا جسنے اوسکو درختستانون مین بھگایا جو اس ملک مین بڑی پناہ گاہ ہین مسلمانون نے
اسکا تعاقب کیا اور اسکی آنکھ مین تیر لگا جس سے وہ مر گیا اسکی بغاوت دب گئی ہر چند
بھاگ کر بیجناتھ دیو پاس گیا جو ایک جگدلپور کا راجہ تھا اور اس سے درخواست کی کہ وہ اسکی
دستگیری کرے اسی وقت اُسنے تکندراج کو لکھا جسکا لقب بھی بلندر ہو گیا تھا کہ اپنی
تابعین کو جمع کر کے وہ قلعہ جورجورا پر حملہ کرے جو ملک نائب کے قبضہ مین تھا۔ تکندراج نے ہمسایہ
کے تمام مینواری اور نائک واری جمع کئے اور پھر جورجورا کا محاصرہ کیا اور مسلمانون نے بہادری
سے مقابلہ کیا اور جنگیز خان مدد کو آگیا جسنے دشمنون کو چارون طرف بھگایا اس وقت
بیجناتھ دیو اور ہر چند نے میر زین العابدین پر حملہ کرنے کے لیے کوچ کیا انکے پاس سپاہ
پانچہزار سوار اور تین ہزار پیدل تھی انکو بھی شکست ہوئی اور بہت نقصان اوٹھایا۔ بیجناتھ
دیو قلعہ ویراگوتم کو بھاگا اور مسلمانون نے نرائن پیٹھم پر اپنے ڈیرے ڈالے۔ اس اثنا مین
تکندراج جلموری نے قلعہ محمد قلی قطب شاہ آباد کا محاصرہ کیا مگر اوپر کی شکستون کا حال
سنکر اپنے دار الحکومت جلموری کو بھاگ گیا یہ ایک قلعہ پہاڑون اور جنگلون کے درمیان تھا
جنگیز خان نے دو مہینے تک اسکا تعاقب کیا جب اسنے دیکھا کہ اب بری بنی تو اس نے

گمجم تال دیکھنے آیا تھا اس تال کا محیط سولہ میل ہے اور بہت سی ندی نالے اس مین بہتے ہین اور
اور ایک دریا اس مین بہتا ہے جس کو گوتنا گمجم کہتے ہین۔ ۳۲ میل بہ کر سمندر مین موٹاپلی کے
قریب ملتا ہے۔ شاہ نے عادل خان بنگی کو حکم دیا کہ راجہ کے ملک پر حملہ آوری سے باز رہکر
اور سپاہ کے ساتھ کندبیر مین رہے اور انتظار کرے کہ کیا ظہور مین آتا ہے۔
جب بکندراج سے لڑنے کے لئے راجمندری اور ایلور سے ساری سپاہ چلی آئی تو رڈی اور
ایرڈی وارا ور مینوارا ور ناک اور پیادہ سپاہ کے نام مختص المقام ہین) کو فرصت ملی کہ
اُنہون نے گرد نواح کے ملک نیرڈول اور ایلور اور پہاڑ چلی کو لوٹنا شروع کیا۔ بیچارے باشندے
بھاگ کر جنگلی درختستانون مین چلے گئے۔
شاہ کو خبر ہوئی تو اُسنے عادل خان کو رڈی وار کی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ اُسنے ان سب کو ہر مقام
مین شکست دیکر مار کر بھگایا اور وہ بھاگ کر سب اس مقام مین جمع ہوئے جہان ٹھہر سکتے
تھے۔ سارا ملک پہاڑون جنگلی درختون سے بھرا پڑا تھا اسلئے انکا تعاقب نہین ہوسکتا تھا
جب دریاؤن مین سے ایک دریا سے شاہی فوج نے عبور کرنے مین کوشش کی تو بیس ہزار
پیادے اسکے روکنے کو کھڑے ہوگئے تو اسنے توقف کیا اور راجمندری سے اپنی توپین اور
بان منگائی۔ وہ حکم شاہی کے بعد ان پاس آئی میر زین العابدین اور کریم خان مع تمام
بندوق اندازون اور بان اندازون کے ہمسایہ سے عادل خان بنگی کی مدد کو آئے
اُنہون نے دیکھا کہ جبتک دریا سے عبور نہو کچھ نہین ہوسکتا اسلئے چند دستے فوج کے بھیجے کہ وہ
کہین دریا کا پایاب مقام تلاش کرین۔ بابا جی اور دھرم راؤ نے شکارگاہ سے دس میل تک
پایاب مقام پایا وہان سے اُترکر رڈی وار کو کنارون اور جنگلون مین بھگایا۔ اور
انکا تعاقب کیا اور وہ ایک درہ کے دہانہ پر پہنچے جسکو مخالفون نے پتھرون سے بند کرکے
انکے پیچھے توپین اور بندوقین لگائی تھین سپاہ نے اس درہ کو بڑی بہادری سے فتح
کیا۔ آخر کو رڈی واری نے شاہ سے پناہ مانگی۔ شاہ نے اپنی سپاہ طلب کی عادل خان
بنگی نے گول کنڈے کو مراجعت کی میر زین العابدین نے اپنے علاقہ کس سم کوٹا کو معاودت

لشکر بھی ہو گئی اور میر زین العابدین کی جگہ شاہ نے سید حسن کو بھیجا یا اُس نے آکر ہر کی
کی شرائط صلح کو منظور کر لیا اور مکندراج پر فتح حاصل کرنے کے لئے درون اور تنگ راہون
مین تین قلعے مصطفی آباد۔ قطب شاہ آباد اور محمد آباد تعمیر ہوئے جنمین ہمیشہ تھوڑی سپاہ ہی
اس طرح مکندراج چارون طرف سے گھر گیا۔ تو اس نے کشتم راج سے مدد مانگی انہی
تین ہزار سوار و پیادہ دون سے محمد آباد پر حملہ کیا جسمین تیر لگنے سے وہ خود مارا گیا اور
سپاہ کو شکست ہوئی۔ مکندراج اس دوست کے مرنے سے کو شکستہ خاطر ہوا مگر اس کی
جگہ سداشو کو بھیجا وہ بھی شکست پاکر مکندرام پاس آیا۔ اگنی راج نے مصطفی آباد پر دس
ہزار پیادون کو لیکر حملہ کیا۔ مسلمانون کی سپاہ نے اس پر چارون طرف حملہ کرکے مار ڈالا
اس وقت مین لوچنا راج نے قطب آباد شاہ پر حملہ کیا اور مارا گیا ان فتحون کے بعد
سید حسن نے ہر وارا پر حملہ کرنے کے لئے جنگل کو جلوایا اور کٹوایا۔ مکندراج مسلمانون سے
جان توڑ کر یہ آخر لڑائی لڑا مگر شکست پائی اور پھر بنگال کو بھاگ گیا۔ اس طرح سے
کس سمت کوٹا کے ضلع مین کوئی ہندو راجہ ایسا نہین رہا کہ وہ مسلمانون کو ستائے
شاہ نے سورے رائے کو اس ضلع کا حاکم مقرر کیا یہ ضلع گلکندہ کے تابعین اضلاع
مین داخل ہوا۔

ان دنون مین شاہ نے سید میر محمد امین استر آبادی کو میر جملہ و لاکھ ہن (۸۰۰۰۰)
مشاہرہ پر نوکر رکھا ۱۰۲۰ھ مین شاہ ایران اور شاہ حیدر آباد کا ایسا اتحاد بڑھا کہ
شاہ عباس شاہ ایران نے اوغلو سلطان اپنے رشتہ دار کو محمد قلی قطب شاہ
پاس بھیجا اور بہت بیش بہا تحائف ایک نے دوسرے پاس بھیجے اور ۱۰۱۹ھ مین شاہ
حیدر آباد کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان پسر شاہزادہ محمد امین سے ہوا تاریخ فرشتہ
مین لکھا ہے کہ شاہ کے بیٹے سے ہوا۔

تاریخ فرشتہ مین تحریر ہی کہ اہل ہند کی کتابون مین لکھا ہے کہ تین مملکتین مجاذی ایک
دوسرے کے واقع ہین اور ان ولایتون کی ہوا تاثیر اور خوبی مین ہم رنگ ہین

بیجناتھ دیو کو اپنے حال سے اطلاع دی۔ بیجناتھ دیو نے اپنے بھتیجے نولایا نرسن ندی کو
دو ہزار سوارون اور بیس ہزار پیادون اور ایک سو ہاتھیون کے ساتھ بسرکردگی ہرچندر
کے اسکی مدد کو بھیجا مسلمانون کے لشکر مین پانچہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے وہ ہندوؤن کے
اس لشکر سے لڑنے گئے۔ ہندوؤن کے لشکر کا مقام ایک وادی کے مرکز مین تھا جسکے چارون
طرف دشوار گذار پہاڑ تھے۔ شاہی سپاہ بلندیون پر چڑھ کر نیچے اتری دشمنون کی جانب
طرف آئی اور ہندوؤن کو شکست دی انھون نے بھاگنے سے اپنی جان بچائی ہرچندر کا
تعاقب ہوا اور ایک بڑی لڑائی ہوئی جس مین وہ اور اسکے ساتھی نولایا نرسن ندی بہ
مشکل سے بھاگ کر بچے۔ بیجناتھ دیو کے بہت سے رشتہ دار زخمی اور اسیر ہوئے۔ بیجناتھ دیو
کو معلوم ہوا کہ ہرچندر کی حمایت کرکے لڑنے سے کچھ فائدہ نہین ہے اسلئے اس نے دس ہزار
ہن (۱۲۰۰۰۰ روپیہ) اور پچاس ہاتھی بھیجکر صلح کر لی اور اسیقدر سالانہ خراج
دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ کے رشتہ دار بطور اول کے جب تک ہین نولایا نرسن ندی
شاہی سپاہ کو حوالہ کیا جاے یہی سرغنہ بغاوت جنگ کا باعث عظیم تھا اس صلح کے
بعد چنگیز خان نے مکندراج کو جلمور سے بھی بنگال مین بھگا دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اور
کس سہم کوٹا کے کل ضلع نے اس جنگ کے خرچ دینے کا وعدہ کیا کہ ناگاہ کشتم راج پسر
رات راؤ نے لشکر جمع کیا اور مکندراج بھی بلندر کو لکھا کہ وہ بنگال سے چلا آئے اور اپنی
موروثی سلطنت کے حاصل کرنے مین سعی کرے اور خود اس نے قلعے پٹ نور اور مدوارا
پر قبضہ کرکے لڑائی کو شروع کر دیا اس درازدستی کو سنکر میر زین العابدین نے چنگیز خان
اور دھرم راؤ اور بالے راؤ کو دشمنون پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجا مکندراج نے شکست پائی
صبح سے شام تک لڑائی رہی اور وہ مدوارا کو بھاگ گیا یہ قلعہ ایسے گھنے جنگل کے درمیان
واقع تھا کہ اسکا فتح کرنا دشوار تھا۔ دھرم راؤ نے میر زین العابدین سے کہا کہ
لڑائی مین التوا کرے اور مکندراج کو مدوارا اس شرط پر دیدے کہ وہ شاہ کا باجگذار
ہو جاے مگر اس صلاح کو میر زین العابدین نے سنا نہین اس لئے ان دونو افسرون مین

لوٹنا شروع کیا جو حیدر آباد میں آباد ہو گئی تھے۔ بہت سے سوداگرون کی جانین مال کی حفاظت مین گیئین جب میر جملہ کو اس شورش کی خبر ہوئی تو اپنا کام چھوڑکر شاہی محل مین دوڑا گیا۔ شاہ سوتا تھا۔ نوکرون نے اُسکو جانے نہین دیا مگر اس نے دلیری کرکے دروازہ کھولا اور شاہ کے کان مین شہر کے آشوب کی آواز پہنچائی اور کہا کہ حضور محل کی کھڑکیون مین سے شہر کا حال دیکھ لین جس سے میرے قول کی تصدیق ہو جائے۔ شاہ نے حکم دیا کہ فوراً یہ اشتہار جاری کیا جائے کہ جو شخص مغلون کے مال اسباب کو ہاتھ لگائیگا وہ مارا جائیگا اور علی آقا کوتوال کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ خود جا کر اس فساد کو مٹائے ورنہ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے مسلوایا جائیگا اس ہدایت کے موافق علی آقا شہر مین گیا اور بہت سے فسادیون کو اُسنے مار ڈالا اور خلقت کی طمانیت کے لئے اُسنے بہت چھوٹے چھوٹے پولس کے افسرون کو جو زیادہ لوٹ پر پلے ہوئے تھے پھانسی دیدی یا زندہ کھال کھچوائی بہت آدمیون کے اعضا کٹوائی اور انکو اس حال مین اہل شہر کو دکھایا۔

۹۸۵ھ ۱۵۷۷ء مین شاہ کے چھوٹے بھائی محمد خدا بندہ نے سرکشی کی جسکا مطلب یہ تھا کہ گل پردیسیون کو جو شیعہ مذہب رکھتے تھے قتل کر ڈالین اور شاہ کو معزول کرکے محمد خدا بندہ کو تخت سلطنت پر بٹھائین مگر اس شاہ کی سازش کا حال کھل گیا اور اُسنے سرغنون کو مع شاہزادہ محمد خدا بندہ کے گرفتار کرکے قلعہ گلکنڈہ مین مقید کیا اور ۱۰۲۰ھ ۱۶۱۱ء کو یہ شہزادہ قید ہی مین مر گیا۔ باقی حال اس شاہ کا تاریخ سلطنت مغلیہ مین بیان ہوگا۔

تاریخ مملکت برار جس کے شاہونکا لقب عماد شاہی

فتح اللہ ۸۹۰ھ ۱۴۸۴ء علاء الدین ۹۱۰ھ ۱۵۰۴ء دریا عماد شاہ ۹۳۶ھ ۱۵۲۹ء — برہان ۹۶۸ھ ۱۵۶۰ء تفال خان۔

برار کی سلطنت چھوٹی سی تھی اسکی تاریخ ہمسایہ کی سلطنتون کے تاریخ کے اندر بیان ہوگی اسکی وسعت مغرب مین انجادری کے پہاڑون سے گوداوری تک مغرب مین

ان ملکون کے نام تلنگ - بنگ - بنگ ہین - تلنگ تو یہی ملک ہی جسکا بیان کیا گیا جو جنوبی ہندوستان مین واقع ہے اور سلاطین قطب شاہیہ کے قبضہ مین ہی - بنگ ولایت بنگالہ ہی اور بنگ اور تلنگ کے درمیان ولایت دنگ ہی جسکو اب تک شاہان اسلام نے فتح نہین کیا تھا - محمد قلی قطب شاہ نے اسکا بہت سا حصہ فتح کیا + ہ ۱۰۹۰ ؁ مین مغل یعنی پردیسی تمام ملکون سے جمع ہو کر خصوصاً آگرہ اور لاہور سے شہر حیدرآباد مین آن کر بس گئے تھے ایک دن اُن مین سے بعض بغیر اجازت کے جمع ہو کر گنبایت گھاٹ کے محلون اور باغون کو دیکھنے گئے شراب پیکر وہ پہاڑ پر چڑھے جہان یہ عمارت بنی ہوئی ہین - خواجہ سراؤن نے جو یہان محل مین متعین تھے - ہرچند شاہی محلون مین جانے سے انکو روکا مگر وہ نشہ کے گھوڑے پر سوار تھے وہ کب سنتے تھے - یہ حال شاہ سے عرض کیا گیا اس نے علی آقا کو توال شہر کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ ان مداخلت بیجا کرنے والون کو نکالدے - علی آقا نے عرض کیا کہ دلی کی فوج کے حملون کے سبب سے بہت سے مغل حیدرآباد دکن مین آگئے ہین جنکا سوائے فسق و فجور کے کچھ اور کام نہین اور وہ ہمیشہ شہر کے انتظام مین خلل انداز ہوتے ہین اور انکی تعداد اس قدر زیادہ ہو گئی ہے کہ عوام کے آرام مین خلل انداز ہے تو بادشاہ نے اس مضمون کا اشتہار دیا کہ جو مغل یہان برسر کار نہین ہین وہ یہان سے نکلجائین علی آقا کوتوال نوجوان تھا اور اپنے عہدہ کے نشہ مین مست تھا اشتہار نہ دیا کہ تمام پردیسی خواہ وہ مغل ہون - ایرانی - عرب - تاتاری ہون شہر سے باہر نکل جائین اور شتہ رکی تعمیل کے لئے اسنے اپنے ماتحت افسران پولس سے کہدیا کہ ان کو زبردستی نکالدو یا قید کرلو مغلون نے جب سنا کہ انکی ہم قومون نے یہ حرکت کی بادشاہ کو غضبناک کیا ہے تو انہون نے جان لیا کہ اب ہماری جان گئی اور یہی خوف شاہی شہر مین پھیل گیا دکنیون کو یہ موقع اپنے تئین دولتمند بنانے کا خوب ہاتھ لگا اپنے اپنے کامون کو چھوڑ ان پردیسی سوداگرون کے مال اسباب کا لوٹنا

اس حملہ کی خبر سُنکر اپنی سپاہ کو خداوند خان کے بیٹون کی حمایت کے لئے جمع کیا تو امیر برید نے
لڑائی سے بچنے کے لئے خداوند خان کے ایک بیٹے کو قلعہ ماہور اور دوسرے بیٹے کو قلعہ رام گیر دیدیا
اور انکو سمجھا دیا کہ وہ اپنے تئین علاء الدین عماد شاہ کا باجگذار سمجھین علاء الدین نے ان قلعون کے
پاس آنکر انکو دغا سے اپنے قبضہ مین کرلیا خداوند خان کے بیٹے برہان نظام شاہ کے پاس مدد کے
گئے کہ وہ انکی حمایت کرے علاء الدین نے ان قلعون مین اپنے حاکم اور سپاہ متعین کئے۔
ان قلعون کے غصب ہونے نے اور برار کی شوکت بڑھنے نے برہان نظام شاہ اور علاء الدین
کی دوستی کو دشمنی سے بدل دیا۔ ان دونو مین بہت لڑائیان ہوئین آخر کو علاء الدین شکست
فاحش پاکر اپنے دار الحکومت گاؤن کو بھاگ گیا علاء الدین نے اسمٰعیل عادل شاہ کی بیٹی سے نکاح
کرکے اسکے ساتھ اتحاد پیدا کرلیا تھا مگر اس وقت وہ وجیانگر کے راے سے لڑائیون مین مصروف
ہوا تھا اسلئے وہ اپنے داماد شاہ برار کی مدد نہین کرسکتا تھا اس وجہ سے برہان نظام شاہ کو
اچھا موقع ہاتھ لگا کہ اُسنے ماہور اور رام گیر (راے نگر) کے قلعے چھین لئے۔
سنہ ۹۳۶ھ مین علاء الدین نے میران محمد خان حاکم خاندیس کے ساتھ اتفاق کرکے کوچ کیا
کہ برہان نظام شاہ سے اپنا انتقام لے انمین سخت جنگ ہوئی جس مین نظام شاہ کو
فتح ہوئی اُسنے ان دو شاہون کے ہاتھی اور توپ خانے چھین لئے اور انکو اپنی اپنی
دار السلطنتون کو بھگا دیا۔ علاء الدین نے اول اسمٰعیل عادل شاہ سے امداد کی درخواست
کی گئی مگر وہ اپنے جھگڑون مین ایسا گرفتار تھا کہ وہ مدد نہین کرسکتا تھا میران محمد خان
نے اس سبب سے کہ اسکے کل ہاتھی اور توپخانے چھین گئے تھے اپنے رشتہ دار گجرات کے بادشاہ
بہادر شاہ سے امداد طلب کی اُسنے قبول کی۔ سلطان بہادر شاہ کو سوا اپنی سلطنت کے
بڑھانے کے کوئی اور فکر نہ تھی۔ دکن کی فتح کی ادھیڑبُن مین رہتا تھا وہ لشکر عظیم کے
ساتھ برہانپور کی راہ سے برار مین آیا تو علاء الدین کو اسکی نیت کا حال معلوم ہوا
کہ وہ خود دکن فتح کرنا چاہتا ہے اسلئے وہ اسکے بلانے سے پشیمان ہوا مگر نا چار تھا
گاول مین اسکے نام کا خطبہ پڑھوایا اور برار کی سلطنت اسکے نذر کی۔ اب اسکا دوست

احمدنگر اور خاندیس پر وسط ۷۶ درجہ مشرقی طول پر ختم ہوتی تھی۔ مشرق مین اسکی حدود محقق نہین غالباً ناگپور اس مین شامل تھا۔

فتح اللہ عماد الملک

اس خاندان مین اول شخص جو ممتاز ہوا وہ فتح اللہ عماد الملک تھا جو وجیانگر کے کنڑی ہندوؤن کی اولاد مین تھا وہ لڑکپن مین وجیانگر کی لڑائیون مین مسلمانون کے ہاتھون مین اسیر ہوا اور خان جہان سپہ سالار اور حاکم برار کے غلامون مین شامل ہوا عہد شباب مین اُسنے ایسی قابلیت و شجاعت دکھائی کہ وہ معتمدون اور مقربون مین داخل ہوا۔ خان جہان کی وفات کے بعد سلاطین بہمنیہ کی ملازمت مین آیا سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین خواجہ محمود گاوان کی عنایت سے عماد الملک کا خطاب پایا اور برار کا سر لشکر مقرر ہوا ۸۹۰ھ مین اُسنے اطاعت شاہی سے قدم باہر نکالا اور مطلق العنان ہوا کچھ دنون بعد مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا اُسکا جانشین ہوا۔

علاء الدین عماد شاہ

فتح اللہ کے مرنے کے بعد اُسکا بڑا بیٹا علاء الدین جانشین ہوا۔ یہی اول شخص ہے جسنے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کی تقلید کرکے اپنے اوپر لفظ شاہ کا اطلاق کیا اور قلعہ کاویل (گاولی گڈھ) کو اپنا مقر حکومت بنایا۔ جب امیر برید کے ظلم و ستم کے حوالات سے محمود شاہ بہمنی نکل کر اُس پاس گیا تو وہ برار کی کل سپاہ لیکر سلطان محمود کی ہمراہ محمد آباد بیدر آیا کہ امیر برید کو مستاصل کرے اور وارث ملک کو شہر بیدر مین صاحب تخت بنائے۔ خاندان بہمنی کے بحال ہونے سے برہان نظام شاہ کی جان نکلتی تھی وہ امیر برید کی حمایت کرنے کے لئے چل پڑا۔ یہ او ربیان کیا گیا ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوا تو عین لڑائی مین شاہ دوست کو چھوڑکر پھر امیر برید کے پنجہ مین خود جا پھنسا۔ ۹۲۳ھ مین امیر برید نے بیدر سے کوچ کیا اور قلعہ ماہور تسخیر کیا اسکے بعد قلعہ رام گیر پر حملہ کرکے فتح کیا اور یہان کے حاکم خداوند خان حبشی کو مار ڈالا۔ علاء الدین عماد شاہ نے

بعض مورخون نے لکھا ہے کہ ۹۳۰ھ اور ۹۳۳ھ کے درمیان ... اور محمود شاہ بہمنی کی ...

مضطر ہوا اور اُس نے ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ سے امداد چاہی اور اسکی کمک سے اُس نے
چنگیز خان پیشوا احمدنگر پر حملہ کیا۔ مگر تفال خان کو شکست فاحش ہوئی اسکا تعاقب
ہوا اور سپاہ نظام شاہ کی صولت اور سطوت نے اسکو مدتون جنگل جنگل بھگایا۔
آخر کو وہ قلعہ پرناله مین اور اسکا بیٹا شمشیر الملک گاول گڑہ مین محصور ہوئے نظام شاہ
نے قلعہ پرناله کا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ کوہ پر واقع وہ توپ منجنیق و خاکریز کے ذریعون سے
فتح نہین ہوسکتا تھا تمام محاصرہ کے طول سے مرتضیٰ نظام شاہ ایسا رنج ہوا کہ اُس نے احمدنگر
کی مراجعت کا ارادہ کیا مگر امیر جملہ چنگیز خان اصفہانی اس ارادہ کا مانع ہوا اور اُس
نے اپنی حسن تدابیر سے اور درم و دینار کے پاشش سے قلعہ کے اندر کے آدمیون کو جو
قلعہ کے محافظ تھے بلا لیا وہ ضیق محاصرہ سے تنگ ہورہے تھے وہ قلعہ کے برج و باسے
کمندین لگا کے نیچے اتر آئے اور جا کر چنگیز خان سے مل گئے اُسنے انکو انعام و مناصب
بزرگ اور اقطاع دئے اور آدمی بھی جس طرح بن سکا قلعہ سے باہر آئے اور بڑے
ذوق و شوق سے چنگیز خان سے ملے اور اسکے توسل سے سرکار نظام شاہ مین اپنی
مقاصد علیہ پر پہنچے اب قلعہ کے اندر بارہ نفر توپ اندازون اور آتشبازون سے
زیادہ باقی نہ رہے۔ نظام شاہ کی سپاہ نے مورچے آگے بڑھا کے بڑی بڑی توپون
سے قلعہ کی دیوار مین رخنہ ڈالدیا۔ اب قلعہ مین کوئی جنگی مرد نہ تھا چنگیز خان نے
زینے لگا کے اٹھائیس آدمی چڑھائے اور نفیر سرنج کہ جنگ سے مخصوص تھی
بجوائی جسکی آواز سے تفال خان نے جانا کہ چنگیز خان قلعہ مین آگیا اس نے کچھ مقابلہ کا
سامان نہین کیا۔ قلعہ سے نکل کر وہ بھاگا دوسرے روز مرتضیٰ نظام شاہ قلعہ مین
آیا خزائن و اموال و اسباب نفیسہ خود لے لئے اور باقی اسباب کو حکم دیا کہ سوار اور پیادے
لوٹ لین۔ سید حسین استرآبادی نے تفال خان کا تعاقب کرکے تیسرے روز
اسکو گرفتار کیا اور نظام شاہ پاس لایا قلعہ گاول بھی امان دینے سے مفتوح ہوا
شمشیر الملک گرفتار ہوا۔ نظام شاہ نے بجاے اسکے کہ مقید بادشاہ کو تخت سلطنت

میران محمد خان حاکم خاندیس شاہ گجرات پر متقاضی ہوا کہ وہ سید ھا احمد نگر کو چلے اور نظام شاہ
کے خاندان کو اطاعت پر مجبور کرے بہادر شاہ ان اپنے دوستون کی فرمان برداری سے
خوش ہوا اور دولت آباد کی راہ سے احمد نگر کی طرف کوچ کیا۔
ہمنے پہلے بیان کیا ہے کہ یہان سکہ اُس کے نام کا جاری ہوا اور اسکی شاہی مانی
گئی۔ اسکے بعد ان شاہون نے اپنی اپنی دار السلطنة کو مراجعت کی تھوڑے
دنون بعد علاء الدین عماد شاہ کا انتقال ہوا اور اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔

برہان عماد شاہ

دریا عماد شاہ کے مرنے کے بعد برہان عماد شاہ تخت نشین ہوا وہ ابھی بچہ تھا
تفال خان دکنی کہ غلامون مین تھا دولت خانہ پر مسلط ہوا ہنوز برہان کی عمر اتنی
نہین ہوئی تھی کہ وہ عنان سلطنت کو اپنے ہاتھ مین لیتا کہ نائب سلطنة تفال خان نے
حاکم خاندیس اور نظام شاہ کی امداد سے سلطنة کو غصب کرلیا اور آخر کو اُسنے اپنے
شاہ کو پابزنجیر کرکے قلعہ پرنالہ مین مقید کیا اور خود سر پر چتر لگاکے شاہ بنا۔

تفال [illegible] کا سلطنت غصب کرنا۔

تفال خان

اس عالی ہمت نائب سلطنة کی ذات مین وہ صفات شجاعت وسخاوت
کی تھین جو اسپر شاہی کو موزون کرتی تھین غصب سلطنة کے بعد اسکی قوت ایسی
جلد بڑھ گئی کہ شاہان احمد نگر اور بیجاپور نے آپس مین متفق ہوکر اسکے استیصال پر کمر
چست کی اور دونو کی سپاہون نے اُسکے غارت کرنے کے لئے کوچ کیا تفال نے
دونو شاہونکا مقابلہ نہین کرسکتا تھا تو وہ علی عادل شاہ سے ملتجی ہوا اور اس
پاس اور اسکے وزیر پاس بیش بہا جواہرات بھیجے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہو۔
مرتضی نظام شاہ کو جب ان معاملات کی خبر ہوئی تو وہ احمد نگر کو چلا گیا۔
لیکن سنہ ۹۸۲ھ مین تفال خان سے لڑنے کے لئے مرتضی نظام شاہ نے کوچ کیا اور
یہ بہانا بنایا کہ وہ مقید شاہ برار کو پرنالہ کے قید خانہ سے نکالنا چاہتا ہے تفال خان

انکے دفع کرنے کے واسطے وہ نامزد ہوا۔ مرہٹون سے وہ بڑی لڑائی لڑا اور اُس نے
فتح بزرگ حاصل کی۔ مرہٹون کے سب سے بڑے سردار سنبھاجی کو قتل کیا اور اسکی بیٹی
سے اپنے بڑے بیٹے امیر برید کا نکاح کیا سلطان نے اس حسن خدمت کے جلدو مین
سنبھاجی کی مملکت اسکو اقطاع مین دی تو ملازم ہوکے چار سو کے قریب رشتہ دار اسکے ملازم
ہوئے جنمین سے ہر ایک شجاع اور جوان مرد تھا۔ زمانہ کے گذرنے کے بعد ان مین سے اکثر
مسلمان ہوگئے اس مخلص اور فدائی جماعت کے استظہار سے سلطان محمود کے زمانہ مین اسکا
تسلط اور استقلال بڑھ گیا اور اسکے دل مین بھی اور امراء کی طرح بادشاہی کی ہوس پیدا
ہوئی عادل شاہ اور نظام شاہ وعماد شاہ کی صلاح سے اُس نے قلعہ اودسہ اور
قندھار اور اودگیر پر قبضہ کیا اور انمین اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا بیچارے محمود شاہ
پاس صرف دار السلطنت احمد آباد باقی چھوڑی۔ اس شاہ کی زندگی مین بارہ سال
شاہی کی ۹۱۵ھ مین مرگیا اور اُسکا بڑا بیٹا قائم مقام ہوا۔

امیر برید

باپ کا قائم مقام امیر برید ہوا اسکے زمانہ مین سلطان محمود شاہ نے وفات پائی
اور آخر بادشاہ کلیم اللہ احمد نگر کو بھاگ گیا شہر بیدر اسمعیل عادل شاہ کے ہاتھ مین آیا مگر
پھر اس نے امیر برید کو دیدیا اس زمانہ مین عماد الملک والی برار اور محمد شاہ والی برہانپور
کی التماس سے سلطان بہادر شاہ گجرات دکن مین آیا تو اسمعیل عادل شاہ کے حکم سے
امیر برید مع اپنی جمعیت کے بیجاپور گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار غریب (پردیسی)
تاج پوش اسکی ہمراہ کئے اور اپنے لشکر کا سرلشکر بنا کے برہان نظام شاہ کی مدد کو بھیجا
وہ شاہ گجرات سے رستا نہ لڑا ان لڑائیون کا بیان اپنی محل پر شرح وبسط
سے پہلے لکھا گیا) اسکے بعد اس نے چند سال مسند کامرانی پر تکیہ لگا کے وہ بیٹھا رہا
آخر عمر مین برہان نظام شاہ اول کی کمک کو گیا اور حوالی دولت آباد مین فوت
ہوا۔ ۳۵ سال سلطنت کی۔ دکن مین اسکی حکایت مشہور ہے کہ جاڑے مین ایکدن

بٹھا تا اسکو نائب سلطنت تفال خان اور اسکے بیٹے تمشیر الملک مع اولاد کے
نظام شاہی قلعون مین سے ایک قلعہ مین قید کرکے بھیجدیا انکی اولاد بھی اس قید مین تھی
تھی ان سب نے ایک رات مین جان شیرین قابض ارواح کو سپرد کی اور دنیا کی کشاکش سے
رہائی پائی بعض کہتے ہین کہ قلعہ کے محافظون نے نظام شاہ کے فرمان کے موافق قلعہ کے
اندر دفعۃً واحدۃً دم گھوٹ کر مار ڈالا بعض کہتے ہین کہ پاسبان تنگ حجرہ مین انکو بند
کرتے تھے تاکہ وہ بہ تنگ ہو کر انکو روپیہ دیکر خوش کرین مگر خود ایک دن کی روٹی کو
محتاج تھے اسلئے وہ پاسبانون کی مٹھی نہین گرم کر سکتے تھے وہ اُنپر اور زیادہ شدت اور
سختگیری کرتے تھے۔ ایک رات ہوا نہایت گرم تھی۔ یہ سب آدمی عورت مرد چھوٹے بڑے
چالیس آدمی تھے دم گھٹنے سے مرگئے پاسبانون نے جو دروازہ کھولا تو سب کو مردہ پایا
الغرض اس سال مین عماد شاہیہ اور تفال شاہیہ کی بادشاہی باقی نہ رہی اور نہ انکے نو
خاندانون کا کوئی آدمی قید حیات مین رہا اور سلطنت ۹۸۴ھ مین احمد نگر کی سلطنت مین
شامل ہوگئی۔

تاریخ بیدر جسکے شاہون کا لقب برید شاہ تھا

قاسم برید ۹۱۰ھ امیر برید ۹۴۵ھ علی برید ۹۸۷ھ
ابراہیم برید ۹۹۶ھ قاسم ثانی ۹۹۷ھ مرزا علی ۱۰۱۱ھ امیر برید ثانی

بہمنی شاہون کی وزارت مین اول اس خاندان کا عروج ہوا اور
سلطنت کے کامون مین اسکو قدرت حاصل ہوئی جس پردہ کے اندر وہ سلطنت کرتا
تھا اسکو قاسم برید نے اٹھا دیا۔

قاسم برید ترکی گرجی غلام تھا اسکو خواجہ شہاب الدین یزدی ولایت سے دکن مین لایا
اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا وہ شجاع تھا۔ خوشنویس تھا۔ سازون
کو خوب بجاتا اس بادشاہ کے عہد مین اُسنے مرہٹون پر فتح پائی سے بڑا نام پیدا
کیا اور صاحب دستگاہ ہوگیا۔ مرہٹے پی تن اور جالنہ کے درمیان باغی ہوگئے تھے

پاشا سے مضطرب ہوا لشکر نظام شاہ کو مرزا یادگار کی سرکردگی مین محاصرہ مین چھوڑا اور
خود احمدنگر گیا جب بیجاپوری سپاہ چند میل کے فاصلہ پر آئی تو مرزا یادگار محاصرہ چھوڑ
بصعوبت بھاگ گیا۔ بیدر نے محصور ہونے کی تکلیف سے نجات پائی ۹۸۴ھ مین وعدہ کے
موافق دو لڑکے خواجہ سرا لیون کو علی عادل شاہ پاس بھیجدیا۔ ان پر حمیت خواجہ سرا لیون نے
ناموس کے خوف سے عادل شاہ کو کشتہ کیا علی برید شاہ نے ۹۸۷ھ مین تخت سے تخفہ پر پایا۔
دس سال سلطنت کرگیا اسکا ولد اکبر ابراہیم برید پادشاہ ہوا اسنے سات سال سلطنت کی
بعد اسکے قاسم برید تین سال تک حکومت مین سرگرم رہا جب وہ مرگیا تو اسکا چھوٹا بیٹا جیا
برس کا تھا شغل حکومت مین لگا ہوگی تو ایک شخص اسی خانوادہ کی اولاد مین مرزا علی برید
پیدا ہوا اُسنے ۱۰۰۰ھ مین اس خورد سال کو محمد علی قطب شاہ کی پایہ تخت بھاگ نگری
مین بھگایا اور خود پادشاہ ہوا اسکے بعد امیر برید ثانی تخت پر بیٹھا اور خاندان کا
خاتمہ ہوا۔
اس خاندان کی سلطنت بہت چھوٹی تھی اسلیئے مملکت کی حدبندی بھی اچھی طرح نہ تھی
اور اُسکے خاندان کے ختم ہونے کا زمانہ بھی معلوم نہین امیر برید دوم ۱۰۱۸ھ مین سلطنت
کرتا تھا کہ تاریخ فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ختم کردیا۔ برار اور بیدر کی تاریخون کا پتا کچھ تاریخ
فرشتہ مین لکھا ہے اور اُسنے خود لکھا ہے کہ مین نے یہ حالات سُنے سُنائے لکھے ہین
کوئی تاریخ مجھے دستیاب نہین ہوئی + فقط

ضمیمہ تاریخ دکن

اس ضمیمہ مین مختصر بیانات اہل ہند اور انگریزون کی لڑائیون کا اور ان کے اور
معاملات کا انگریزی مورخ فاریا سوزا کی تاریخ سے اخذ کرکے تحریر کرتا ہون تاریخ
کے پڑھنے والون کو واضح علم ہو گا جو ہندوستانی مورخون کی تاریخون سے نہین

وہ شراب پیئے ہوئے باغ میں بیٹھا تھا کہ گیدڑون نے معمول سے زیادہ غل شور مچایا امیر برید نے پوچھا کہ یہ کیون اتنا غوغا مچاتے ہین ایک ندیم نے عرض کیا کہ جاڑے مرتے ہین اسلئے دادخواہی حضور سے چاہتے ہین اُسنے علی الصباح حکم دیا کہ باغ صحرا مین تین چار ہزار لحاف بچھا دیئے جائین کہ حضرات شغال بیابانی انکے اندر آرام کرکے جاڑے کی ایذا سے بچین۔

علی برید شاہ

اس خاندان مین اوّل شخص ہے کہ جسنے برہان نظام شاہ کے طفیل سے اپنے نام کا جزو لفظ شاہ کو بنایا اسکے دادا اور باپ نے امارت شاہی کو حاصل کیا مگر اپنے نام کے پیچھے لفظ شاہ کا دُم چھلا نہین لگایا تھا۔ برہان نظام شاہ نے اپنے مقدس وزیر شاہ طاہر احمد آباد شاہی کی تہنیت دینے کے لئے بھیجا۔ علی برید شاہ نے اس وزیر کے مسائل اور عقائد پر ایسے گستاخانہ اعتراض کئے کہ وہ نہایت آزردہ اپنے شاہ پاس آیا اور ان گستاخیون کا ذکر کرکے اسکو بیدر پر حملہ کرنے پر آمادہ کیا۔ نظام شاہ بیدر پر لشکر کش ہوا امیر برید شاہ نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کی نذر کیا اور اسکو بلایا مگر وہ اتنا ہی رہا کہ نظام شاہ نے یورش کرکے قلعہ اودسہ قندھار اودگیر لے لئے اور اس قدر ملک امیر برید کے قبضہ مین چھوڑے جسکی آمدنی چار لاکھ طلائی ھن تھی مرتضیٰ نظام شاہ نے اپنے عہد مین اخلاص خان کی استدعا سے ۹۸۱ھ مین بلدہ احمد آباد کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کی جان ضیق مین آئی امیر برید نے عادل شاہ پاس آدمی کمک کی طلب کے لئے بھیجا۔ علی عادل شاہ نے جواب لکھا کہ تیری سرکار مین جو فلان فلان خواجہ سرا ہین اگر انکو تو مجھے حوالہ کرے تو مین تیری مدد کرتا ہون۔ امیر برید شاہ نے بجز اطاعت کے چارہ نہ دیکھا اُسے قبول کیا علی عادل شاہ نے ہزار سوار بیجاپور مین کمک کے لئے بھیجے مرتضیٰ نظام شاہ اس خبر کے سُننے سے اور احمد نگر کی حوالے مین اپنے بھائی کے فتنہ انگیزی کی اطلاع

اپنا مقصد حاصل کرین - ۲ اگست کو وہ ملنداین آیا دو گجراتی بحری رہنماؤن کی رہنمائی سے ۱۵ ستمبر کو کالی کٹ مین آیا - زاموری نے اپنے قیدیون کو گاما کے ہاتھ سے چھڑایا اور انکی عوض مین گاما کی فرمائش کے موافق ۶ برہمن اول مین دیئے - مکہ کے تاجر پرتگیزون کی تجارت کے متعرض ہوئے ایک جہاز ہاتھیون کو لئے سیلون (لنکا) سے گجرات کو جاتا تھا مسلمانون نے پرتگیزون پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اسنے پرتگیزون پر حملہ کیا اور انکی طرف چند بند وقین چھوڑین اورکر - نگانور کی راہ لی پھر پرتگیزون نے گجرات کے جہاز پر حملہ کیا اور اسکو پکڑ لیا اور کوچن کے راجہ کو دیدیا کرنگانور مین دکرنگانور پرتگیزون سے چند ارمنی عیسائی ملے - گاما پرتگال کو واپس آیا

گاما پھر ۱۵۰۲ء مین ۲۰ جہاز لیکر روانہ ہوا - اس بیڑے اور سلطان مصر کے جہاز مرمر مین مٹ بھیڑ ہوئی اس جہاز مین دو سو اسی مسلمان تھے جنمین زیادہ تر مسلمان حج کو جاتے تھے مسلمانون نے اپنا جہاز پرتگیزون کو حوالہ نہین کیا اور سخت مقابلہ او رجنگ کرکے سب مارے گئے دو بچے بچے تھے جنکو عیسائی کرلیا - گاما ہندوستان مین آیا کنگانور کے عیسائیون نے اس پاس اپنا ڈپیوٹیشن (پیغام آدمیون کے ہاتھ) بھیجا ان ارمنی عیسائیون کی تعداد بیس ہزار تھی جنکی نگرانی ارمینیا کا بشپ کرتا تھا - گاما کے دس جہازون نے کالی کٹ کے ۲۹ جہازون کا مقابلہ کیا اہل ہند جہازون پر سے آتشبازی کرتے تھے ہند کے دو جہاز پرتگیزون کو ہاتھ آئے جنمین سے ایک مین سونے کا بت جواہر سے مرصع وزن مین ۱۵ سیر انکو ملا - گاما اپنے بیڑے مین سے کچھ جہازون کو ہمراہ لے کر لسبن روانہ ہوا -

۱۵۰۳ء مین الفونسو دی البوکرک ۹ جہاز لیکر یہان آیا - زاموری نے کوچین مین بڑی سپاہ سے بحری و بری دونو طرف سے پرتگیزون پر حملہ کیا - ہند کے بیڑے مین ہر قسم کے اسی جہاز تھے جنمین ۳۸۰ توپین چڑھی ہوئی تھین اور چار ہزار آدمی سوار تھے اٹھ جہاز اور ۱۲۰ توپین پرتگیزون نے چھین لین ہندؤن نے دو کشتیون پر ۵ اف [illegible]

حاصل ہوتا وہ دونو مسلمانون اور پرتگیزون کے بیانات کے اختلافات اور اتفاق کو مطالعہ کرکے اصلی واقعات کو تحقیق کرسکتے ہین اور یہ معلوم کرسکتے ہین کہ مسلمان مؤرخون کا اعتبار کس درجہ تک صحیح یا غلط ہی۔

۸ جولائی ۱۴۹۷ء کو لسبن دار السلطنت پرتگال سے واسکو دی گاما تین چھوٹی جہاز اور ایک سو ساٹھ آدمی ہمراہ لے کر چلا۔ افریقہ کے شرقی ساحل بحر پر جنوبی عرض بلد ۱۴ درجہ ۳۰ دقیقہ پر ایک جزیرہ موزنبیق (سینٹ جارج) ہی وہان آیا۔ یہان کا حاکم شاہ خواجہ تھا یہان سے ۱۱ مارچ ۱۴۹۸ء کو گاما جہاز مین روانہ ہوا اور اسی سال کے ملنڈا مین آیا۔ یہان اسکو چند گجراتی سوداگر ملے جنمین ایک گجراتی بحری رہنما معالم خان تھا جو اصطرلاب کے علم سے ایسا ماہر تھا کہ وہ گاما کے جہازی اصطرلاب کے عیوب بتاتا تھا اسکو گاما نے نوکر رکھ لیا۔ کالی کٹ مین گاما آیا یہان ایک ہندو حاکم تھا جسکا لقب زاموری (سامری) تھا۔ اتفاق سے گاما کو میان زید ایک مسلمان مل گیا جو فرنگستان کا باشندہ تھا ورسپین کی زبان خوب بولتا تھا اسکو اس نے اپنا ترجمان بنایا۔ کالی کٹ مین بہت سے مسلمان سوداگر تھے جو خلیج فارس اور بحر قلزم کی راہون سے یورپ مین جاکر بڑی تجارت کرتے تھے مسلمانون کو گاما پر رشک و حسد پیدا ہوا۔ راجہ زاموری نے مسلمانون کے کہنے سے سات پرتگیزون کو مقید کیا۔ گاما [illegible] انکو رہا نہ کرا سکا تو اُس نے اسکا عوض یون لیا کہ بیس ہندوستانی ماہی گیر پکڑ کر قید کرلیے۔

۱۴۹۹ء کو گاما پرتگال واپس آیا اور اپنے ترجمان میان زید کو ہمراہ لایا اُس ۲۶ مہینہ کے سفر مین اسکے ۱۷۰ آدمیون مین سے ۱۰۵ آدمی ضائع ہوئے۔

۸ مارچ ۱۵۰۰ء کو [illegible] دوبارہ ۱۳ جہازون کا بیڑا لیکر چلا جسمین بارہ سو آدمی تھے اور انکے ساتھ سولہ پادری اور ایک پادریون کا سردار تھا جنکا اصلی مقصود یہ تھا کہ اول ہوا عظ سے کام نکالین اور اگر یون نہ بنے تو پھر تلوار کو چمکائین اور اسے

گوا کا گورنر جنرل تھا تعزیت نامہ لکھا۔

لسبن سے ۲۲ جہاز روانہ ہوئے۔ دون الفنسو البوکرک گورنر جنرل مقرر ہوا اور سنہ ۱۵۰۵ مین دون فرانسسکو المیدا مسلمانون پر حملہ کرنے کے لیے ۱۹ جہاز اور ۱۶۰۰ سپاہی لیکر چلا ان سپاہیون مین ۸۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے (یہ اول ہندوستانی فوج تھی جسنے اہل فرنگ کی خدمت کی) ۲۰ دسمبر سنہ ۱۵۰۸ کو دابل پر وہ اترا اور اس نے شہر کو جلا دیا مگر قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور ایک مسلمانون کے جہاز مین بندرگاہ بمبئی کے قریب سوار ہوا۔ ۲ فروری سنہ ۱۵۰۹ کو دیو مین آیا۔ ترکون سے خون ریز لڑائی ہوئی جسمین پرتگیزون کو فتح ہوئی۔ پرتگیزون نے اپنی تمام قیدیون کو مار ڈالا۔ دشمنون کے جہاز مین بہت سی کتابین انکو ہاتھ لگین دیو کے حاکم نے سید علی کو پرتگیزون کے امیر البحر پاس ایلچی بناکے بھیجا اور ایک عہدنامہ لکھا گیا دیو کے کنارہ پر ترکون نے اپنی تمام توپین اتار دین۔

سنہ ۱۵۱۰ مین لسبن سے پندرہ جہاز اور آئے المیڈا پرتگال کو واپس جاتے ہوئی مارا گیا۔ البوکرک اور کاتن ہونے ۲ جنوری سنہ ۱۵۱۰ کو کالی کٹ پر حملہ کیا مگر انکو ہٹنا پڑا اور اس لڑائی مین کاتن ہوا اور ۸۰ فرنگی مارے گئے اور البوکرک زخمی ہوا اور اور سپاہی بھی زخمی ہوئے۔

البوکرک نے سباپو سے گوا لینے کا ارادہ کیا۔ کنارا کے حاکم ٹماجی نے اسکی مدد کی۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۵۱۰ کو گوا فتح کرلیا۔ بہت توپ و گولہ و جنگی ذخیرے پرتگیزون کی ہاتھ آئے مگر پھر یہ گوا انکے ہاتھ تلے سے نکل گیا۔ مخالفون نے ۲۰ روز محاصرہ کرکے لیلیا البوکرک کی مدد کو ۱۳ جہاز یورپ سے آئے وہ ۲۳ جہاز اور پندرہ سو سپاہ لیکر گوا پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مادھو راؤ ٹماجی کا امیر البحر اسکا مددگار رہا۔

گوا پھر پرتگیزون نے لے لیا۔ ملکی انتظام ٹماجی ورا ولور کے راجہ مالی راؤ کے سپرد کیا گیا۔ پرتگیزون نے یہان کے باشندون اور اپنی قوم کے آدمیون مین

گوا فتح کرنا اور پھر چھن جانا سنہ ۱۵۱۰

قلعے بنائے۔ ہر ایک مین آدمی بٹھائے۔ سخت لڑائی کے بعد پرتگیزون کے بیڑے کے [illegible]
اپنے ان روان قلعون کو لے گئے گویا انکو آتشباز جہاز بنالیا لیکن انکو چھوڑ کر چلے گئے —
پرتگال سے ۱۳ جہاز ۱۲۰۰ - آدمیون کو لیکر ہندوستان مین آگئے۔

دون الفنسو البوکرک نے اہل عرب کے ایک جہاز کو برباد کیا جس مین سات سو ترکون کی
جانین ضائع ہوئین وہ ہندوستان سے جنوری کو ۱۴ جہاز لے کر روانہ ہوا انمین
اسکے اپنے بیڑے کے تین جہاز تھے اور ۲۲ جولائی کو لسبن پہنچا۔

دون فرانسیکو المیدا ہندوستان مین ۲۲ جہاز اور ۱۵۰۰ سپاہی لیکر آیا۔
پرتگیزون نے جغرافیہ مین مغربی ساحل کی تقسیم اس طرح کی ہے اول حصہ کھمبایت
بمبئی کے شمال مین جو شاہ گجرات کے قبضہ مین تھا۔ دوم کوکن جو گوا اور بمبئی کے درمیان
واقع ہے اور احمد نگر اور بیجاپور کے شاہون کے زیر حکومت تھا سوم کنارا جو گوا اور
کنانور کے درمیان ہے اور راجہ وجیانگر کے زیر حکومت تھا چہارم ملک کا وہ حصہ جو
کنانور کے جنوب مین واقع ہے اسکا نام ملیبار ہے اور وہ ہے - کالی کٹ - کنانور -
کوچین - کویلون - ترا ونکور کے حاکمون کے درمیان منقسم تھا۔

۱۵۰۸ء مین دون فرانسیکو المیدا نے اپنے بیٹے دون لورنیزو کو گیارہ جہاز دیکر مسلمانون
کے بیڑے پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جسکے ۶ جہاز پرتگیزون کے جہازون سے بڑے
تھے اس سنہ مین پرتگیزون کو سیلون کی بھی راہ معلوم ہوگئی۔

مارچ ۱۵۰۸ء مین ۱۳ جہاز اور ۱۳۰۰ آدمی لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے
الفونسو البوکرک لسبن سے ۱۲ جہاز ہندوستان مین لایا مصری اور گجراتی بیڑے
جنکے سردار میر ہاشم اور ملک ایاز تھے پرتگیزون کے بیڑے سے بندر چول کے پرے
لڑے مسلمانون نے اُن پر گولہ زنی اور تیر اندازی کی - پرتگیزون کا امیر البحر
دون لورنیزو مارا گیا اور ایک سو چالیس آدمی مارے گئے۔ مسلمانون کے امیر البحر نے
اس مقتول امیر البحر کے باپ دون فرانسیکو المیدا کو چیہ [illegible]

دون فرانسیکو المیدا ہندوستان مین ۱۵۰۵

الفونسو البوکرک ۱۵۰۸

فتح ہوئی۔ بیجاپور کی فوج واپس گئی۔
گوا کے گورنر لے دی سیلو نے ۲۵۰ سواروں اور ۸۰۰ کناری پیادوں سے ملک کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک پرتگالی بیڑا جس میں ۱۸ جہاز ۳ ہزار فرنگی ۸۰۰ ملیباری تھے دیو پر قبضہ کرنے کو روانہ ہوا۔ مگر نہایت درجہ پر ناکام رہا۔ دوبارہ پھر دیو کی فتح کرنے میں کوشش کی تو اسمیں بھی ناکامی ہوئی۔ گجراتی بیڑے نے پرتگالی بیڑے کو درہم برہم کر دیا اور انکا ایک جہاز برباد کیا۔ شاہ احمد نگر سے پرتگیزوں چول پر ایک کارخانہ کھولنے کی اجازت حاصل کی تاکہ عربی فارسی گھوڑوں کی تجارت وہاں ہوا کرے گجراتی امیر البحر ملک ایاز سے فساد ہوا اور اس نے پرتگیزوں کو چول پر شکست دی اور انکا ایک جہاز ڈبو دیا۔ ۲۰ روز تک یہ گجراتی امیر البحر بندرگاہ میں جما رہا اور اس کارخانہ کی عمارت جو لوگ بنا رہے تھے انکے اور پرتگالی بیڑے کے درمیان آمد و رفت کو بالکل بند کر دیا۔ پرتگیز دابل پر اترے اور شہر سے ڈنڈ لیا۔ گجراتی امیر البحر دیو کی طرف روانہ ہوا۔ پرتگیزوں نے گوا کے قریب کا ملک دبا لیا تھا اسکو شاہ بیجاپور نے پھر چھین لیا۔
گجرات کے شاہ نے ۸۰ جہازوں کا بیڑا پرتگیزوں پر چول پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ پرتگیزوں کا مددگار شاہ احمد نگر ہوا۔ گجراتی بیڑا بالکل تباہ ہوا ۱۳ جہاز جل گئے یا ڈوب گئے۔ پرتگیزوں نے احمد نگر کے شاہ کی مدد سے ایک گجراتی قلعہ فتح کر لیا اور احمد نگر کے سپہ سالار کو دیدیا۔ مانگوشا کو بھی فتح کر کے اسکو حوالہ کیا۔ پرتگیز شمال کو بڑھے اور ٹانا۔ بسین کو خراج دینے پر مجبور کیا۔
ہندوستان میں ۱۵۲۹ء فاریا سوزا۔ پرتگال کا مورخ آیا۔ یورپ نے اس بات پر بہت زور لگایا کہ دیو پر جن شرائط پر قبضہ ہو سکے قبضہ کیا جائے۔ ۱۵۳۰ء میں ... انٹونی دی سلو یرا نے چھوٹے بڑے ۱۵ جہاز لے کر دریا تاپتی سے عبور کیا اور سورت کو جا کر لوٹ لیا اور ۲۰ جہاز جلا دیئے دمن کو بھی جلا کر خاکستر کیا۔

راڈی و دی سیلو گورنر ۱۵۲۰ء

گجرات اور پرتگیزوں کا مقابلہ ۱۵۲۸ء

[illegible] ۱۵۲۹ء

مین شادی بیاہ کی رسم کا رواج دیا۔ البوکرک عرب کے ساحل پر ۱۹ جہاز اور ۸۰۰ پرتگیزی سپاہی اور ۶۰۰ ملیباری سپاہی لیکر روانہ ہوا اور گوا کو روڈرگیہ اور ۴۰۰ فرنگیون اور مالی راؤ اور ۵۰۰ ہندوؤن کو سپرد کیا کہ اس مین انتظام رکھین ۱۵۱۱ء مین مشرقی مجمع الجزائر کی جانب البوکرک روانہ ہوا۔ ملاکا کی ایک قوم نے اسکا مقابلہ کیا جو توپین کام مین لاتی تھی اور اپنے بازارون کو سرنگون کے ذریعے سے بچاتی تھی۔ بحری جنگ مین وہ باروت اور نوایجاد ہتھیارون کو کام مین لاتی تھی۔ جزیرہ جاوا مین شاہ محمد پاس آٹھ ہزار توپین تھین جنمین سے وہ قابل اعتبار تین ہزار توپین کام مین لایا۔ گوا کو البوکرک واپس آیا۔ وجیانگر کے راجہ نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا مگر راجہ نے شکست پائی البوکرک ۲۰ جہاز ۱۷۰۰ پرتگیزو ۸۰۰ کناری اور ملیباری لے کر عدن کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے ۳۷ توپین دشمنون سے چھین لین۔ اگست مین البوکرک نے دیو مین لنگر ڈالے۔ ایک تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت ملک ایاز سے حاصل کی۔

۱۵۱۵ء مین البوکرک ارمز کی طرف ۲۷ جہازون کا بیڑا لیکر روانہ ہوا ان جہازون مین ۱۵۰۰ فرنگی اور ۶۰۰ کناری اور ملیباری تھے ایران مین اسمٰعیل صوفی شاہ تھا۔ لسبن مین البوکرک واپس بلا یا گیا لیکن وہ گوا مین بیمار ہو کر مر گیا۔ لسبن سے بارہ جہاز آئے اور پھر اور ۱۳ جہاز آئے جنمین ۱۵۰۰ سپاہی تھے۔ اول اول پرتگیزی افسرون نے تجارت شروع کی فاریا دی سوزا ان افسرون کی تجارت کو تنزل سلطنت کا اول سبب بتاتا ہے لوپ سریز گورنر جنرل ساحل عرب پر ۲۷ جہاز جنمین ۱۲۰۰ پرتگیزی سپاہی اور ۸۰۰ ہندوستانی سپاہی اور ۵۰۰ ملاح تھے عدن پر حملہ کرنے چلا۔ گوسر کی پرتگیزی سپاہ شاہ بیجاپور سے لڑ رہی تھی انکس خان بیجاپور کا سپہ سالار کونکان مین بہت بڑی سپاہ لیے کر اترا پرتگیزون نے پونڈا پر حملہ کیا۔ دشمن کے ایک سپہ سالار نے پرتگیزون کو

اور پرتگیزون نے اسکو اپنی پناہ مین رکھا ۵۰۔ افسر اور ۵۰۰ فرنگی پیادے اسکی
کمک کے لئے دیئے اور بہادرشاہ سے کارخانہ کے لیے قلعہ بنانے کی اجازت لی اب
اس بات پر جھگڑا ہی رہا کہ قلعہ مین مورچے کس طرح بنائے جائین کہ وہ بن کر تیار
ہوگیا۔ بہادرشاہ نے دوبارہ اپنی سلطنت حاصل کرنے کا اور اس قلعہ کو پرتگیزون
سے چھیننے کا ارادہ کیا اسنے نونو دی کنہا کو اسے دیو مین اس نیت سے بلایا
کہ اسکو گرفتار کرے۔ بہادرشاہ گورنر کے جہاز پر گیا اور گجراتیون اور پرتگیزون مین
لڑائی ہوئی جسمین ڈیو کا گورنر امینیول دی سا بہادرشاہ کے جہاز پر مارا گیا۔
بہادرشاہ جہاز مین سے کود پڑا اور مرگیا۔
۱۵۳۸ء دیو کو سلیمان آغا ترکی امیرالبحر کے بیڑے اور خواجہ ظفر کی فوج سے بڑی
بہادری کے ساتھ بچایا۔ نونو دی کنہانے ایک بیڑا دیو کی کمک کے لئے تیار کرایا۔
جسمین ۱۶۰ جہاز اور ۱۰۰۰ توپین اور ۵۰۰۰ سپاہی تھے ۱۵۳۹ء مین نونو دی
کنہا کی جگہ گرشیا دی نورونہو مقرر ہوا۔ گجرات کے سپہ آرا خواجہ جہان نے بسین کا
محاصرہ کیا لیکن ناکام واپس جانا پڑا۔
۱۵۴۳ء مین بلگام کے حاکم اسد خان نے گورنر جنرل دون گرشیا کو نذرانے
پیش کئے۔ کہ بیجاپور کے شہزادہ ملوخان کو اسکے حوالہ کردے۔ ابراہیم عادل شاہ
اول شاہ بیجاپور نے بھی اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے صلح کی اور اس کے
سردار اسد خان نے کونکان دینے کا وعدہ کیا جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی
مگر گورنر نے ملوخان کی طرف داری کو نہ چھوڑا بلگام کا اسد خان مرگیا پرتگیز
شاہزادہ ملوخان کو اسکے بھائی ابراہیم عادل شاہ کو اس شرط پر حوالہ کرنے
کو راضی ہوئے کہ اسد خان کی ساری دولت انکو ملجائے یہ روپیہ
شمس الدین کی حفاظت مین گوا مین بھیجا گیا مگر پرتگیزون نے یہ جانا کہ بہت
روپیہ کا ایک دسوان حصہ خواجہ نے بھیجا ہے انکے نزدیک اسد خان کی دولت

چول کے قلعہ مین بھی پرتگیز بند تھے انکی مدد پہنچانے مین پرتگیزون نے بہت نقصان اٹھایا اور اکثر آنا پڑا دیو پر حملہ کرنے کے لئے لڑائی کا بڑا ٹھاٹھ باندھا گیا ۱۵۳۱ء مین بنبئی بیڑون کے ٹھہرنے اور جمع ہونے کی جگہ مقرر کی گئی اس مہم مین چار سو جہاز تھے جنمین بار برداری کے جہاز شامل تھے ان جہازون مین ۳۶۰۰ فرنگی سپاہی اور ۱۴۰۰ فرنگی ملاح ۲۰۰۰ ملیباری اور کناری سپاہ اور ۸۰۰۰ کافری سپاہی علاوہ ۵۰۰۰ ہندوستانی ملاحون کے سوار تھے۔ غرض کل ۶۴۰۰ ملاح اور ۱۳۶۰۰ سپاہ تھی سب ملکر ۲۰۲۰۰ آدمی ہوئے۔ ۷ فروری ۱۵۳۱ء کو بیڑے نے بنبئی کا محاصرہ کیا اور فتح کرلیا اور ۶۰ توپین چھین لین۔ ۱۶ فروری کو دیو پر بیڑا بھیجا۔ مسلمانون کے مصطفیٰ خان رومی نے بڑی جوانمردی اور شجاعت سے شہر کو بچایا اور پرتگیزون کو مار ہٹایا دہ گوا مین ۱۵ مارچ کو پہنچے۔ انٹونیو دی سلوا نے بیڑے کے ایک حصہ نے ظفرآباد کو جو دیو اور بنبئی کے درمیان واقع ہے جلا دیا اور گوگو کے قریب تھوڑی سی ہندوستانی فوج اتاری لیکن ان کو یہان سے ہٹنا پڑا اور ناچار آخرکار بیڑے مین پناہ گزین ہونا پڑا۔

شاہ گجرات کا بھائی شہزادہ چاندخان تخت سلطنت کا جھوٹا دعویٰ کرتا تھا وہ اہل پرتگال سے ملتجی ہوا بسین۔ تارا پور۔ تانا پور۔ ماہم (بنبئی) پرتگیزون کے خراج گذار ہوگئے۔ نونودی کنہا پرتگیزون کا گورنر جنرل ہمایون بادشاہ سے بہادر شاہ گجرات کے بادشاہ کے برخلاف سازش مین ملگیا۔ دسمبر کو یورش کرکے لے لیا بہادر شاہ اور پرتگیزون کے درمیان دیو کا عہدنامہ ان شرائط پر ہوا کہ کل جہاز جو ہندوستان سے جائین وہ بسین پر چنگی کا محصول دین اور مال کا روتو لین اور گجرات کا بادشاہ ترکون کے جہازون کا جو بحر ہند مین آئین معاون نہ ہو بہادر شاہ کی خدمت مین چند پرتگیز اور ۲ فرانسیسی چتوڑ کے محاصرہ مین موجود تھی ہمایون بادشاہ نے بہادر شاہ کو شکست دی تو وہ دیو مین بھاگا۔ اور

شاہ سے صلح ہوگئی اور شاہان دکن نے اپنے اپنے سفیر پرتگیزون کے گورنر جنرل کے پاس بھیجے
ملو عادل خان نے سنہ ۱۵۵۵ء میں تین ہزار پرتگیزی پیادے اور دو سو سوار لیکر بیجاپور
کی شاہی کا دعوی کیا اُس نے قلعہ پونڈا کو فتح کرلیا اور اس مین انٹونی ڈی نورنہا
کو ۲۰۰۰ آدمیون کے ساتھ چھوڑ گیا اور تمام کونکان پرتگیزون کے حوالہ کیا انٹونی
نے خراج وصول کرنا شروع کیا۔ ملو خان بیجاپور کی طرف گیا اور وہان لڑائی مین
شکست پائی اور مقید ہوکر مارا گیا اور شاہ بیجاپور نے پرتگیزون سے کانکان چھین
لیا۔ ماردیزہ پر بیجاپور کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن پرتگیزی سپاہ نے جسمین تین ہزار
فرنگی اور ایک ہزار کنارا اور ۲۰۰ سوار تھے بیجاپور کی سپاہ کو شکست دی وہ
ہٹ کر پونڈا کی طرف چلی گئی۔
سنہ ۱۵۵۹ء مین پرتگیزون نے دمن کو فتح کیا جمزدی نورنہا کو ۱۲ ہزار آدمیون کے ساتھ
قلعہ کی نگرانی کے واسطے مقرر کیا۔ بلسر کو بھی پرتگیزون نے فتح کیا۔ گجرات کی فوج
نے اُسپہ حملہ کیا پرتگیز میدان مین لڑنے آگئے مگر گجراتی سپاہ نے اُنکو نیست و نابود
کردیا اور گجراتیون نے بلسر پر پھر قبضہ کرلیا۔
سنہ ۱۵۶۰ء مین پرتگیزون کا بیڑا سورت کو روانہ ہوا اور شہر پر حملہ کیا مگر اپنی سپاہ کو
الٹا ہٹانا پڑا۔ فنرانسی کو نہو گوا کا وائسرائے مقرر ہوا اسکے ساتھ تین ہزار فرنگی
سپاہ آئی۔ سنہ ۱۵۶۴ء مین جان ڈی مندوزا وائسرائے مقرر ہوا اور تالی کوٹ کی لڑائی
ہوئی جسمین شاہ بیجاپور پکڑا گیا اور اسکا سر قلم ہوا پھر ڈی نورنہو وائسرائے مقرر ہوا۔
سنہ ۱۵۶۸ء مین لوئس ڈی اٹنڈا وائسرائے ہوا۔
سنہ ۱۵۶۹ء مین گوا کا وائسرائے ۱۳۰ جہاز کا بیڑا لے کر اونور کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوا
اس بیڑے مین ہندوستانیون کے سوا ۳۰۰۰ فرنگی تھے۔ پرتگیزی بیڑا
بلبیار سے لگوان روانہ ہوا۔ جہاز اُس کو ملے سب پر اُس
نے قبضہ کیا۔ اور شہر دن کو جلا دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

تخمینہ ایک کروڑ ڈاکٹ کا تھا۔

۹۵۲ھ مین گجرات کے شاہ محمود شاہ نے دیو کے فتح کرنے مین کوشش کی اُس نے شاہان دکن کے دلون مین جوش پیدا کیا کہ وہ متفق ہوکر پرتگیزون کو یہان سے نکال دین اُنہون نے ملوخان کو اپنے معاہدہ کے موافق اسکے بھائی شاہ بیجاپور کو نہین حوالہ کیا

۹۵۲ھ مین پرتگیزون کا گورنر جنرل ہندوستان مین دی کاسٹرو مقرر ہوا۔

دوبارہ دیو کا محاصرہ ہوا۔ شاہ گجرات کی سپاہ مین توپچی فرانسیسی تھی ۶۰ توپین اُنہون نے محاصرہ کے مورچون مین قلعہ کے محاذی چڑھائین خواجہ خضر گجراتی سپہ سالار اور ایک فرانسیسی افسر مارے گئے اسکے بعد رومی خان اور جھجھار خان حبشی نے انکی قائم مقامی کی جھجھار خان حبشی بھی ایک حملہ مین مارا گیا اُسکا بھتیجا اُسکا جانشین ہوا۔

ڈون جان دی کاسٹرو بذات خود گوا کے بچانے کے لئے آیا اور میدان جنگ مین بہت سی سپاہ لایا ایک سخت لڑائی ہوئی اُسنے دشمن کے سارے مورچے چھین لئے ۶۰۰ آدمیون کو گرفتار کیا اور دو سو توپین چھین لین جنمین نہ توپین قلعہ شکن تھین رومی خان اور نور خان مارے گئے اور پانچ ہزار آدمی مقتول اور زخمی ہوے۔

پرتگیزون نے دشمنون کا تعاقب گوگو تک کیا اور یہان فوج کا ایک حصہ بیڑے پر سے اُترا اور جھجھار خان کو قید کرلیا۔ ابراہیم عادل شاہ نے سالسٹ اور بارڈیز پرتگیزون کو اس خدمت کی عوض مین دینے کا وعدہ کیا کہ ملو خان کو اسکے حوالہ کرین پرتگیزون بارڈیز پر قبضہ کرلیا اور ملوخان کے حوالہ کردینے سے انکار کردیا شاہ بیجاپور نے بارڈیز کے فتح کرنے کے لئے فوج بھیجی اسکو شکست ہوئی اور درہ بونڈا کو واپس آنا پڑا صلابت خان سپہ سالار مارا گیا اور پرتگیزون نے سری وردھن دمان گوٹم اور گوا کے درمیان ساحل پر بندرگاہون کو جلاکر خاک سیاہ کردیا ۹۵۶ھ مین ڈون جان دی کاسٹر و راکی بیجاپور

سنہ ۱۵۴۶ء

سنہ ۱۵۴۸ء

پرتگیزوں کی رسد بند کردیں مرتضیٰ نظام شاہ نے پرتگیزوں پر ہر طرف حملہ کیا لیکن سب طرف شکست فاحش ہوئی ۔۔ ۲ پرتگیز قلعہ سے بھاگ گئے میدان میں ایک لڑائی ہوئی جسمیں شاہ احمدنگر کے تین ہزار آدمی مارے گئے اور پھر صلح ہوگئی۔
سنہ ۱۵۷۰ء میں چیل پر جو کالی کٹ کے قریب واقع ہے اور اسپر پرتگیز قابض تھے زامورین نے ایک لاکھ سپاہ سے حملہ کیا۔ قریب تھا کہ وہ شہر کو فتح کر لیتا لیکن پرتگیزوں کی کمک مع سامان رسد آگئی اسلئے صلح ہوگئی۔
سنہ ۱۵۷۱ء میں انٹونی ڈی نورونہا وائسرائے مقرر ہوا۔ کل شاہان دکن سے صلح ہوگئی شاہ بیجاپور نے ایک جہاز سخت مقابلہ کے بعد پرتگیزوں سے چھینا۔ پرتگیزی سفیر اور اسکے ہمراہی بلگام میں قید کر دئے گئے جب تک اسکا معاوضہ نہ دیا گیا وہ قید میں رہے سنہ ۱۵۸۱ء میں ڈون فرانسسی ماسکرینیا وائسرائے مقرر ہوا۔ دمن پر شہنشاہ اکبر کی سپاہ نے حملہ کیا لیکن شکست پائی سنہ ۱۵۸۳ء میں پانچ جہاز پرتگال سے آئے۔
مظفر شاہ گجرات کا معزول شاہ اپنے ملک میں واپس آیا اور نوانگر جام کی مدد سے ۳۰ ہزار سپاہ جمع کی اور اپنی سلطنت کا بہت سا حصہ حاصل کر لیا اس نے بروچ کا محاصرہ کیا۔ پرتگیزوں نے مظفر شاہ کے پاس اور اُس کے دشمن پاس سفیر بھیجے تا کہ اس موقع پر بخوبی فائدہ اُٹھائیں۔ مغلوں کی سلطنت کا آغاز ہوا۔ ڈی دون جان ڈی کاسٹرو کے جہاز کا دو ملیباری جہازوں سے مقابلہ ہوا اثنائے جنگ میں وہ بالکل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گوا میں ملوخان کے بیٹے کے دل میں بیجاپور کی شاہی لینے کی ہوس پیدا ہوئی جیمز لو بریام ایک پرتگیز بیجاپور کے شاہ کا ملازم تھا وہ گوا میں آیا اور اس نے اس مدعی کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں یہ پرتگیز شاہ بیجاپور سے اس کام کے کرنے کا بیڑا اٹھا کے آیا تھا۔
سنہ ۱۵۸۵ء میں دون دوارٹ ڈی منزز گوا کا وائسرائے مقرر ہوا۔ شاہ بیجاپور نے اس سے ارتباط پیدا کیا تا کہ سنگمیشور کے نائک پر حملہ کرے۔ پرتگیزوں نے اپنا بیڑا

۶۰ جہازون کے قریب برباد کئے ایک ہزار آدمیون کو قتل کیا اور مارا۔
احمدنگر اور بیجاپور اور کالی کٹ کے بادشاہون نے پرتگیزون پر ایک دفعہ ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ علی عادل شاہ بونڈا کے گھاٹ سے اُتر کر کونکان مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک لاکھ پیادے اور ۳۵ ہزار سوار تھے اور ۲۱۵۰ ہاتھی اور ۲ توپین تھین وہ گوا مین داخل ہوا کسی نے اسکو روکا ٹوکا نہین خشکی مین تین طرف فوجین تھین پرتگیزون کی ایک ہزار چھ سو سپاہ اور ۳۰ توپین شہر کی حفاظت و حراست کرتی تھین اُنھون نے دشمن کی فوج پر کئی دفعہ حملہ کامیابی کے ساتھ کیا سلیمان آغا نے پانچ ہزار سپاہ کے ساتھ جزیرہ گوا پر قبضہ کر لیا لیکن پرتگیزون نے اسپر حملہ کیا اور اسکو شکست دی اور اسکی جان لی وائسرائے لوئس ڈی اٹیڈا نے عادل شاہ کے مارنے کے لئے ایک سپہ آرا نورخان کے ساتھ سازش کی اور اسکو تخت سلطنت حاصل کرنے مین مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن یہ فریب معلوم ہوگیا اور عمل مین آسکا لوڑے کے رانانے دو ہزار عادل شاہی فوج کی مدد سے قلعہ لوڑے کے تسخیر کرنے کے لئے کوشش کی لیکن شکست پائی اگست ۱۵۷۱ع مین دس مہینہ کی لڑائی کے بعد علی عادل شاہ نے لوڑے کے محاصرہ سے دست کشی کی اس محاصرہ مین اسکے بارہ ہزار آدمی اور ۳۰۰ ہاتھی ۴ ہزار گھوڑے ۶ ہزار بیل ضائع ہوئے انمین سے کچھ تو تیغ سے ہوئے اور کچھ بیماری اور ہوا کی ناسازی سے تلف ہوئے۔
مرتضیٰ نظام شاہ کے سپہ سالار فرہاد خان نے چول کا محاصرہ کیا اسکی فوج مین ۸ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیدل تھے شاہ احمدنگر فوج کا بڑا حصہ لیکر کونکان مین اترا پرتگیزون کے تخمینے کے موافق اس فوج مین ۴۲ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور ۱۶ ہزار سفر مینا ۴ ہزار راج اور نہایت اور صناع ترکی۔ فارسی۔ خراسانی حبشی اور ۳۶۰ ہاتھی اور بیشمار بیل تھے اور ۴ بڑی توپین تھین کونکان کے متصل ہی ۴ ہزار آدمی شمال کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بسین اور اور مقامات سے

قابل اطمینان نہین ہوا*

خلاصہ تاریخ دکن پر ریویو

دکن کی تاریخ نہ ایسی دلچسپ ہی نہ ایسی وسیع ہی جیسی کہ شمالی ہند کی تاریخ ہی جب مسلمانون نے پنجاب اور شمالی ہند کو فتح کیا تو انکے سپاہیون کی تقویت نئی سپاہیون کی بھرتی سی دوسط ایشیا کرتا تھا جو حرارت محبت اسلامی کا گھر تھا۔ اسکے باشندے مذہبی اخوت رکھتے تھے اپنے مذہب سنت وجماعت مین ایسے پکے تھے کہ کبھی انہین مذبذب نہین ہوتے تھے ہندؤن کے مذہب سے کوئی لگاؤ نہین رکھتے تھے۔ نہ انہین ہندوامیرزادیون کے ساتھ شادی بیاہ کے ناتے رشتے ہوتے تھے اور نہ سلطنت مین ہندؤن کی مداخلت ہوتی تھی غرض ہندؤن کا کوئی اثر انکے کامون مین نہ تھا۔

مگر جب دکن مین مسلمانونکا تسلط ہوا تو انکے مذہبی وملکی معاملات نے اپنا ایک نیا رخ دکھایا جو ملک انکو اب تک معلوم نہ تھے انمین انکی سلطنت نے قدم رکھا۔ نئی قومین دیکھین نئی زبانین سنین غرض ایک اور ہی عالم نظر آیا۔ اپنے پنجابی اور شمالی ہند کے بھائی بندون سے دور جا پڑے دکن کی عورتون سے انہون نے اپنا پیوند کیا جسسے انکا ہندؤن سے میل جول بڑھا اور ہندؤن کی طرف میلان ہوا ان اثرون نے انکو سلطنۃ دہلی کے جوئے کو کندھے سے اتار دینے کے لئے بیتاب کیا۔ اگرچہ مسلمانون کی صورت اپنے بھائی بندون سے جدا ہونے کی جو دکن مین تھی وہی بنگال مین تھی اور دونون نے بغاوت کرکے دہلی کی سلطنۃ سے اپنے تئین بے تعلق کیا مگر بنگال کے ہندؤن کا ذرا اثر بھی مسلمانون پر نہ ہوا نہ یہانکے ہندؤن نے مسلمانون کی مدد شاہان دہلی سے بغاوت اختیار کرنے مین کی۔ بنگال کی حرارت اور رطوبت یہانکے باشندون کی ضعیف الخلقت بناتی ہے وہ لڑائی سے دور رہتے ہین۔ بنگالی ہمیشہ سے برہمنون کے محکوم چلے آتے تھے اسلئے مسلمانون کے محکوم

تیار کیا اور پونڈا سے رستم خان ایک فوج لیکر خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اسنے نائیک کو
اپنے ملک سے جنگل مین بھگایا - نائک نے جان کی امان مانگی تو اسکا ملک اسی کو دیدیا
سنہ ۱۵۸۶ مین دو جہاز لسبن سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شمالی عرض
ا درجہ ۳۰ دقیقہ پر انکو دو انگریزی جہاز ملے اور اُن پر حملہ کیا انمین سے ایک جہاز کو
جو انگلستان جاتا تھا سر فرانسس ڈریک بجیرہ ازورز سے نکال کر لے گیا سنہ ۱۵۸۸ مین
دون دوارٹ منزز مر گیا اور اسکی جگہ امنیوال دی سوزا کونہو وایسرائے مقرر ہوا
پانچ جہاز پرتگال سے آکے لسبن کو واپس ہوئے وایس گیا اور اسکی جگہ ماتھین دی البو
مقرر ہوا - برہان نظام شاہ نے پرتگیزون پر چول پر حملہ کیا - ۱۵ سو فرنگی اور ایک ہزار
پانچ سو ہندوستانیون نے قلعہ مین سے نکل کر بہت بہادری سے شہر کو بچایا
محصورین نے نظام شاہ کو محاصرہ اُٹھانے پر مجبور کیا - فرہاد خان کو مع زن و فرزند
اسیر کیا - ۵ ہاتھی اور ۷ توپین چھین لین فرہاد خان کی بیوی فدیہ دیکر رہا ہوئی -
لیکن فرہاد خان اور اسکی بیٹی نے دین مسیحی اختیار کیا اور لسبن کو چلے گئے -
سنہ ۱۵۹۰ مین لسبن سے ہندوستان مین ۴ جہاز آئے - دون فرانسس دی گاما
وایسرائے مقرر ہوا ڈچ و پرتگیز دو قومین آپسمین حریف و رقیب تھین دو جہازون
مین ڈچ ہندوستان مین آئے - اب پرتگیزون کو مجبوری گو اسے سالانہ دو بیڑے
بھیجنے پڑے - ایک تو شمال مین ساحل پر قبضہ رکھنے کے لئے اور دوسرا جنوب مین سیلون
تک حفاظت کرنے کے لئے - پہلے بیڑے مین دس جہاز تھے - سنہ ۱۵۹۱ مین ڈچ کے
دو جہازون کا پرتگیزی بیڑے سے جسمین چھ جہاز تھے مقابلہ ہوا آٹھ دن
تک لڑائی رہی اسکے بعد ایک [illegible] کا ہمین رہا اور دوسرا بھاگ کر اتفاق سے
[illegible]
سنہ [illegible] مین چول کے حاکم عبد الکریم نے پرتگیزون سے لڑنے کے لئے ۴۰ جہاز بھیجے -
گوا کے وایسرائے نے نظام شاہ سے اس بات کی شکایت کی لیکن فیصلہ

رکھتے تھے جب سپاہ مفرور ہوئی تو ورنگل کی سپاہ نے تعاقب کرکے خوب اُس کا محل لانگلا شاہزادہ نے کرامت کی کہ وہ بچ گیا۔

ایک اور سپاہ دکن کی فتح کے لئے آمادہ کی گئی جو ہندوؤن کو غضب کی نگاہ سے دیکھتی تھی اُس نے ورنگل کو فتح کیا اور تلنگ کا راجہ اور اسکے تمام سردار قید ہوکر دہلی آئے اور پھر بحال کئے گئے۔

سنہ ۱۳۴۷ء مین چھیالیس برس کے بعد دہلی مین سرکشی کا بازار گرم ہوا یہ وقفہ ۴۶ برس کا ایک نسل کی برابر ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ اگر کوئی سرکشی فرو کی جاے اور اُس کے اسباب کی بیخ کنی نکی جاے تو پھر وہ پھوٹتی ہے اور اپنا سر اُٹھاتی ہے۔ نئی نسل بھول جاتی کہ ہمارے باپ سرکشی کا خمیازہ کیا اُٹھا چکے ہین اسلئے وہ ازسرنو سرکشی پر آمادہ ہوتی ہے دکن مین یہی صورت وقوع مین آئی کہ سنہ ۱۳۰۲ء کے بعد جب ایک نسل گذری تھی پھر دوسری نسل نے بیوفائی اور دغا و مکر و فریب سے کام کرنا شروع کیا گو بغاوت کے اسباب کا تحقیق کرنا مشکل ہے مگر سنہ ۱۳۲۰ء مین جو فتنہ انگیزی کے لئے افواہین اڑی تھین وہی سنہ ۱۳۴۷ء مین اُڑین۔

محمد تغلق کے اعمال سے راجاؤن کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ اُنھون نے دہلی کے غاشیہ اطاعت کو دوش سے پھینکا مسلمان سپاہی بھی ایسی دہشت مین آئے کہ بغاوت اختیار کی۔ ہندو راجاؤن نے انکی اعانت کی جسکے سبب سے دہلی کی سلطنت سے دکن نکل گیا۔ اس بغاوت مین اوّل حسن گانگوی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے دکن کا وہ مطلق العنان بادشاہ ہوا۔ سنہ ۱۳۴۷ء سے سنہ ۱۵۱۸ء تک یعنی ایک سو اکہتر برس تک تیرہ نشتین اسکی برابر حکمران رہین جب دہلی کی سپاہ اُنسے لڑنے آئی تو بیجانگر اور ورنگل کے راجاؤن نے اس جدید سلطنت کی اعانت کی۔ مگر جب دہلی کے اس مشترک دشمن سے اُن کو نجات ملی تو وہی باہمی نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ و پژمردہ ہوگئی تھی رفتہ رفتہ پھر شگفتہ ہوئی یہ آپس کی لڑائیان مدتون تک قائم رہین۔

ہونے کے لئے جلد آمادہ ہوگئی بہت سے ان میں مسلمان ہوگئے بعض ہندوؤں کی صورت میں
رہی مگر مسلمان ہوگئی۔

مسلمانوں کی سلطنت کا مرکز و مرجع دہلی تھی جب اس میں بغاوت کا مواد فاسد
جوش میں آتا تو پنجاب و سرحد کی سپاہ اسکو ٹھنڈا کر دیتی مگر دکن میں اس مواد کا اخراج
اس طرح نہیں ہوسکتا تھا اسلئے دکن دہلی سے آزاد ہوگیا۔

دکن میں ہندوؤں کے سمندر میں مسلمانوں کی رو آئی اور اس نے مسلمانوں کا ایک دو آبہ
بنایا اور اسکی نوک سمندر میں نکالی بغاوت کے حوادث نے اسکو جدا کر دیا جس سے ایک
تلاطم برپا ہوگیا۔

۱۳۲۸ء میں دہلی میں جو بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو دکن کی سپاہ نے اپنی بیوفائی
دکھائی مگر اسکی پروا کچھ نہ کی گئی تغلق کی بدعتوں نے دوسری بغاوت برپا کی جن کا
خاتمہ اسپر ہوا کہ سلطنۃ کے اعضا شکستہ ہوکر جدا جدا ہوگئے۔

۱۳۲۱ء میں دہلی کے ہندو باغیوں نے دکن کے راجاؤں سے مخفی خط و کتابت کی جب
دہلی میں ہندوؤں نے سرتابی کی تو دکن میں راجاؤں نے بغاوت کی۔ غیاث الدین
نے دہلی میں امن امان قائم کیا اور دکن میں بغاوت کے دبانے کے لئے اپنے بیٹے
محمد تغلق کو بھیجا تو اس شاہزادہ نے دیوگڈھ تک انتظام کیا۔ مگر ورنگل میں اسکو بڑی
مصیبت اٹھانی پڑی۔ قلعہ فتح ہونے کو تھا کہ دفعۃً سپاہ اسے چھوڑکر بھاگ گئی اور وہ
مشکل سے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ دیوگڈھ میں آیا۔

ایشیا کی سپاہیں جو دغا دیتی ہیں اور بیوفائی کرتی ہیں وہ ایسا راز سربستہ ہوتا ہے
کہ کھلتا نہیں اگر ایشیائی سپاہیوں کو تنخواہ اپنے وقت پر ملتی رہے تو وہ بڑی نمک حلالی سے
خدمت کرتی ہیں اور شاذ و نادر ہی سرکش ہوتی ہیں مگر وہ آسانی سے خوف زدہ ہوکر
بگڑ جاتی ہیں ورنگل کی سپاہ کو ایک جھوٹی خبر شاہ دہلی کے مرنے کی سنادی کہ
وہ ڈرکر آوارہ ہوگئی۔ شاہزادہ کے پاس مکار دغاباز ورنگل کے راجہ سے سازباز

خاندان بہمنی کو جس فوج کی بدولت سلطنت ہاتھ لگی اور وہ دہلی کی شاہنشاہی سے جدا ہو گئی اسمین اکثر مغل تھے اور پھر ایرانی اور ترکی اور اہل عرب حبشا اور سر کیشیا۔ تا لموق وغیرہ سوائے انکے تاتاری داخل ہوئے انکو غریب یعنی پردیسی کہتے تھے اور انمین بہت سے آدمی شیعہ تھے۔ اختلاف نسل کی نسبت مذہب کے اختلاف سے زیادہ تر دیسیون اور پردیسیون مین قضیے قضیا برپا ہوئے اور ملک حبش سے جو حبشی سپاہی اجرت پر مغربی سواحل کے بندرگاہون مین کثرت سے وارد ہوئے تھے اور زیادہ تر سنی المذہب ہوتے تھے وہ ہمیشہ دیسی فوج کا ساتھ دیتے تھے۔
سلطنت بہمنی مین ان دیسی و پردیسی لوگون کی تعداد ایسی ملی رہتی تھی کہ کبھی کوئی گروہ ایسا غالب نہ ہوتا تھا کہ وہ دوسرے گروہ کو بالکل پست کر دیتا علاء الدین ثانی بہمنی کے عہد دولت مین ۸۴۲ھ مین دیسی اور پردیسی فوج کی عداوت اپنی حد غایت کو پہنچی چنانچہ اس عداوت کے سبب سے لشکر مین آپس مین پھوٹ پڑ گئی اور اسکا انتظام بگڑ گیا اور جیسے کہ ارکان سلطنت کے باہمی نزاع سے حکومت مین نقصان ہوتا تھا ویسے ہی فوج کے نفاق کے سبب سے لڑائی مین سلطنت کو مضرت پہونچی جب تک کہ قوی بادشاہون کے ماتحت سپاہ رہتی تو انکی دیکھ بھال اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندی وہ ٹھیک رہتی مگر جب خاندان بہمنی ختم ہونے کو ہوا اور محمود شاہ بادشاہ ہوا تو وہ اپنی کمزوری کے مارے کبھی پردیسی فوج کا کھلونا ہو جاتا تھا جو یوسف عادل شاہ خان ترکی کے زیر حکومت تھی اور کبھی دکنیون کے داؤ پر چڑھ جاتا تھا جو نظام الملک بحری کے ہاتھ تلے رہتی بہمنی خاندان کی سلطنت کے بگڑنے سے بیجاپور مین عادل شاہیون کی اور احمد نگر مین نظام شاہیون کی گول کنڈہ مین قطب شاہیون کی احمد آباد بیدر مین بریدشاہیون کی برار مین عمادشاہون کی سلطنتین جدا جدا پیدا ہوئین یہ سلطنتین آپس مین سنی و شیعہ مذہب کے سبب سے لڑتی رہین اور آخر کو سیا

جنمین آخر کو مسلمان غالب رہے۔ خاندان بہمنی نے بیجانگر سے کرشنا اور تم بدرا (تنگ بھدرا) کے دوابہ تک فتح کیا اور ورنگل کی ریاست کو خاک مین ملا یا اُڑیسہ کا کچھ ملک فتح کیا مشرق مین سلی پٹم اور مغرب مین گوا تک قبضہ کیا۔ سو برس سے مدتون لڑائیان رہین جنمین صلح اکثر مساوات کی شرائط پر ہوئین اور کبھی مشترک دشمن سے لڑنے کے لئے صلح بھی ہو جاتی۔ ہندؤن کے ساتھ مسلمانون کے مغرورانہ برتاؤ کم ہو گئے ہندو مسلمان آپس مین ایک دوسرے کی خدمت کرنے لگے مسلمان بادشاہ اپنی سپاہ مین ہندؤن کی بھرتی کرنے لگے بڑے بڑے عہدے و منصب انکو دینے لگے ایسے ہی ہندو راجہ اپنی فوج مین مسلمانون کو نوکر رکھنے لگے۔ دیو راج راجہ وجیانگر نے مسلمانون کو سپاہ مین بھرتی کیا اور انکے سردارون کی جاگیرین مقرر کین اور انکی دلداری کے لئے دار السلطنۃ مین مسجد بنوائی۔

سنّی شیعون کے سبب نزاع

مسلمانون مین سنی شیعون کی عداوت زمانہ دراز سے چلی آئی ہے اس مخالفۃ نے دکن مین اپنی بڑے بڑے کرشمے پھیلائے اور اس عداوت نے اسکی تاریخ مین عجب عجب رنگ دکھائے سنّی ہندؤن سے دشمنی رکھتے تھے شیعہ ہندؤن سے میل رکھتے تھے بہت دفعہ جب ہندو راجہ سُنیون سے لڑے تو شیعہ انکی طرفدار ہو گئے۔

ایشیا کی اکثر سلطنتون کا یہ قاعدہ ہے کہ بادشاہ اول رعایا کے مقابل مین اپنی فوج کا اعتبار کرتا ہے اور بعد اسکے اپنی فوج کی نسبت خانہ زاد یعنی ملوک فوج کا اعتماد کرتا ہے اور رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آتی ہے کہ یہ ملوک اسکی سلطنت دبا بیٹھتے ہین مگر دکن مین یہ نقشہ نہ تھا اسکا یہ حال تھا کہ دکن پر جو مسلمان اول حملہ آور ہوئے وہ سنی تھے۔ دکن مین جو مسلمان پیدا ہوئے وہ بھی سُنی تھے اس لئے سنی دکنی (دیسی) کہلائے۔

(۲) علم معانی کا بیان جسقدر اردو زبان سے متعلق ہے۔

(۳) علم بدیع کا بیان ایک نئی طرز سے لکھا ہے کہ صنائع بدائع کو کیونکر کام میں لانا چاہیے۔ صنائع جو مشہور ہیں وہ کیونکر اور کہاں استعمال کرنی چاہئیں اور بعض صنائع جدید لکھے ہیں۔

(۴) قوت بیانیہ و قوت فہم سخن کیونکر بڑھتی ہے +

(۵) مذاق سخن و احتراز سخن کا بیان اور کتابوں کے پڑھنے کے لئے ہدایتیں کہ کیونکر اونکو پڑھنا چاہیے اور اونکے بھلے پرکھنے کے طریقے مضامین تاریخیہ و بیانیہ و استدلالیہ کی مثالیں لکھی ہیں +

(۶) اوضاع و اطوار لکھنے کے مظاہر قدرت نیچر کے حال و تاریخ دار کے بیان کرنیکے فضائل و اخلاق بیان کرنیکے قواعد لکھے ہیں اور اونکی توضیح مضامین لکھکر کی ہے —

(۷) آدمیوں کی یادگار لکھنے کے طریقے اپنی حال لکھنے کے دوست و اعظ مقرر اور کسی اہل پیشہ کے حال لکھنے کے قواعد

(۸) ہجو و ظرافت کے مضامین لکھنے کے طریقے ہر ایک قاعدہ کے ساتھ کئی کئی مثالیں لکھی ہیں غرض ان دونوں حصوں کے پڑھنے سے اصول انشا پردازی سے مڈل اسکولوں کے طالبعلموں کو ایسی واقفیت حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ جواب مضمون آسان آسان جیسے کہ امتحانوں میں آتے ہیں باقاعدہ لکھ سکیں گے۔

مبادی الانشا حصہ سوم کے مضامین

اس حصہ میں مضامین مفصلہ ذیل ہیں +

فصل اول قواعد و ضوابط جو نظم کے ساتھ مخصوص ہیں اور نظم میں جائز اور نثر میں ناجائز +

فصل دوم نظم کی تقسیم باعتبار معانی —

فصل سوم نظم کے نثر بنانے کے قواعد۔ فصل چہارم شعر و شاعر +

فصل پنجم ہندوستانیوں کس قسم کی انشا پردازی سے شائستگی اور تہذیب پھیل سکتی ہے اور کس طرح اس قسم کی انشا پردازی چاہیے +

فصل ششم تہذیب اخلاق کی مضمون نگاری کیا فرائض ہیں اور جو لوگ اس قسم کے مضامین لکھتے ہیں وہ اس قسم کی انشا پردازی میں کن باتوں کو اپنے اوپر واجب جانا۔

فصل ہفتم اخبار کیا چیز ہے اور اسکا حال ہندوستان میں کیا ہے اور اوسکے مضامین کیسے لکھنے چاہئیں

سلطنت تیموریہ مین داخل ہوگئین۔

ان سلطنتون کی فتوحات کا مستقل اثر بہت دنون تک ہندوؤن کی زندگی
پر رہا۔ بیجانگر کے راجاؤن نے دکن کی سلطنتون مین اپنی بات بنائے رکھی اور
مسلمان بادشاہون کی لڑائی جھگڑون اور سلوک و اتفاق مین وہ شریک اور
معاون ہوتے رہے مگر سنہ ۹۷۲ھ ۱۵۶۵ء مین تالی کوٹ کی لڑائی سب مسلمان شاہان
دکن متفق ہوکر ایسے لڑے کہ اس سلطنت کو پائمال کر دیا۔ یہ فتح مسلمانون کی
ان فتوحات عظیم مین سے ایک ہے جو ہندوستان مین انہون نے حاصل کی
ہین۔ مگر ایسی فتح عظیم سے وہ زیادہ پائدار فائدہ آپس کی رشک
و حسد نہ اٹھا سکے۔ نہ اپنی قلمرو کی حدون کو بہت سا
بڑھا سکے اور بیجانگر کا ملک ان چھوٹے چھوٹے
راجاؤن کے ہاتھون مین جا پڑا جو بیجانگر
کے پرانی سلطنت کے باغی سردار
گنے جاتے تھے ——— اور
پولی گار یعنی زمیندار کے
نام سے پکارے
جاتے تھے

۱۲

تمت

مبادی الاخلاق حصہ چہارم فہرست مضامین